حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم
کی
مقدس سیرت پر ایک مستند اور لازوال و بہترین تصنیف
سیرت النبی کامل
مرتبہ
ابن ہشام
1
ترجمہ و تہذیب
مولانا عبدالجلیل صدیقی
مولانا غلام رسول مہر
اعتقاد پبلشنگ ہاؤس سوئی والان دہلی ۲

صلی اللہ علیہ وسلم

سیرۃ النبی کامل عکسی

مرتبہ

ابن ہشام

حصّہ اوّل

ترجمہ
مولانا عبدالجلیل صدیقی

نظرثانی وتھذیب
مولانا غلام رسول مہرؔ

ناشر

اعتقاد پبلشنگ ھاؤس
سوئیوالان۔ دھلی

۱۹۸۵ء

حسبِ فرمائش

جناب محمدؐ عطاء اللہ صاحب گلبرگہ شریف

بہ اہتمام :- جناب اعتقاد حسین صدیقی

طابع : کلاسیکل پرنٹرس دھلی

ھدیہ :- مکمل سیٹ — 160/=

سول ایجنٹ

کرناٹک اسٹیٹ کے لئے ہمارے سول ایجنٹ

مکتبہ رفاہ عام تاجران کتب

درگاہ حضرت خواجہ بندہ نواز گلبرگہ شریف

پن کوڈ 585104

فہرستِ مندرجات

حصّۂ اوّل

٭

⁂

❊

جنگ بدر کے متعلق اشعار

(۴)

ابو اسامہ ۔ مزید اشعار ۔ ہند بنت عتبہ کا مرثیہ ۔ ہند کا دوسرا مرثیہ ۔ صفیہ بنت مسافر کا مرثیہ ۔ صفیہ کا دوسرا مرثیہ ۔ ہند بنت اثاثہ کا مرثیہ ۔ قتیلہ بنت حارث کے اشعار ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدّمہ

سیرت ابن ہشّام کا یہ مکمل ترجمہ کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ ابتدائی دور میں سیرت طیبہ کے متعلق جو کتابیں مرتب ہوئیں، ان میں سے دو کتابوں کو خاص شہرت حاصل ہوئی اور عربی کتابوں میں اب تک ان کا درجہ خاصا بلند مانا جاتا ہے۔ ان میں سے پہلی کتاب ابن اسحاق نے مرتب کی تھی، دوسری ابن ہشّام نے۔ ابن اسحٰق کی سیرت اب دراصل ناپید ہے اور ابن ہشّام ہی کی سیرت اس کی یادگار رہ گئی ہے کیونکہ اس میں پوری سیرت ابن اسحاق آگئی ہے۔

ابن اسحٰق کی سیرت اتنی مقبول تھی کہ لوگوں نے اسے نظم کر دیا، مولانا شبلیؒ مرحوم نے نظم کرنے والوں میں سے چار اصحاب کا ذکر کیا ہے، جن میں سے آخری فتح الدین محمد بن ابراہیم معروف بہ ابن الشہید المتوفی ۷۹۳ھ (۱۳۹۱ء) تھا۔ اس کی کتاب کا نام "فتح الغریب فی سیرت الحبیب" ہے اور بتایا جاتا ہے کہ اس میں تقریباً دس ہزار شعر ہیں۔

ابن اسحٰق

ابن اسحٰق کا نام محمد تھا اور وہ اسحٰق بن یسار کے فرزند تھے۔ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ تاریخ ولادت ۸۵ھ (۷۰۴ء) بتائی جاتی ہے۔ شباب کا زمانہ مدینۂ منورہ ہی میں گزرا، پھر مختلف شہروں کی سیاحت کی، مثلاً اسکندریہ میں مصر کے متعدد اہلِ علم سے ملاقاتیں ہوئیں۔ بعدازاں کوفہ گئے، پھر الجزیرہ (شمالی عراق) پہنچے۔ عراق عجم کا مشہور شہر رے بھی دیکھا۔ آخر بغداد میں مقیم ہو گئے، جہاں منصور عباسی نے ان کا خاص احترام ملحوظ رکھا۔ وہیں وفات پائی اور خیزران کے مقبرے میں دفن ہوئے۔ تاریخ وفات ۱۵۱ھ (۷۶۷ء اور ۷۶۸ء) کے درمیان سمجھنی چاہیے، کیونکہ روایتوں میں اختلاف ہے۔

ابن ہشّام

ابن ہشام کا پورا نام ابو محمد عبد الملک بن ہشّام بن ایّوب الحمیری المعافری ہے کیونکہ ان کا تعلق قبیلہ حمیر کی شاخ معافر سے تھا، جو معافر بن یعفر سے منسوب تھی، یہ لوگ مصر میں متوطن ہو گئے تھے، ابن ہشّام کا مولد بصرہ ہے، مگر وہ ابتدائی زمانے ہی میں بصرہ سے مصر چلے گئے اور وہیں عمر کا بڑا حصہ گزارا۔ خیال ہے کہ انھوں نے اور شہروں کی بھی سیاحت کی ہو گی، اگرچہ ان کے سیرت نگاروں نے یہ تفصیل نہیں بتائی۔

ولادت کی تاریخ کے متعلق کوئی روایت نہیں ملتی۔ سال وفات بعض کے نزدیک ۲۱۳ھ (۸۲۸ء) اور بعض کے نزدیک ۲۱۸ھ (۸۳۳ء) ہے۔ فسطاط میں دفن ہوئے جو عمروؓ بن العاص فاتح مصر نے آباد کیا تھا اور آج کل قاہرہ کا ایک حصہ ہے۔

علم و فضل

ابن ہشام کو نحو، لغت اور عربیت میں امامت کا درجہ حاصل تھا، مصر میں امام شافعیؒ سے بھی ملاقات کی تھی، سیرت طیبہ کے علاوہ بھی ان سے بعض کتابیں منسوب ہیں، مثلاً تاریخ سلاطین حمیر اور کتاب التیجان، لیکن ان کی اصل شہرت سیرت ہی کی بنا پر ہے اور اسے وہ پایا حاصل ہوا کہ ابن ہشام نام سیرت کا مترادف بن گیا۔

سیرت کی حیثیت

ابن ہشام نے ابن اسحاق کی سیرت کو زیادہ منقح کیا، بعض روایات میں تفصیلات بڑھائیں، بعض غریب الفاظ کی تشریح کی، کہیں کہیں بیان کردہ نسب ناموں کی بھی تصحیح ملتی ہے، اشعار میں اضافے ہیں اور یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ فلاں فلاں اشعار فلاں روایت میں نہیں ملتے اور فلاں میں ملتے ہیں۔ گویا پڑھنے والوں کو ابن اسحاق کی مرتبہ سیرت میں جو کمی محسوس ہوئی تھی، وہ ایسے انداز میں پوری کردی کہ لوگ اصل کتاب سے بے نیاز ہو گئے اور ابن ہشام ہی کا بیان باقی رہ گیا۔

تراجم

اس کتاب کے ترجمے مختلف زبانوں میں ہوئے، مثلاً مولٰنا شبلی مرحوم نے فارسی کے ترجمے کا ایک قلمی نسخہ الٰہ آباد میں دیکھا تھا، جو شیخ سعدیؒ کے زمانے میں ابوبکر سعد زنگی کے حکم سے ہوا تھا۔

اردو میں پہلا ترجمہ مولوی محمد انشاء اللہ خاں نے مولوی محمد عبدالحلیم رودلوی کی مدد سے کیا تھا، جو تین جلدوں میں شائع ہوا۔ یہ کتاب شائع کرنے والوں نے خود تصریح کر دی تھی کہ "ترجمے میں طوالت کو اختصار سے بدلنے کے ساتھ موقع بموقع بہ روے روایت مفید حواشی و تشریحات و اسباب و واقعات بڑھائے گئے" دوسرا ترجمہ سید یٰسین علی حسنی نظامی دہلوی نے کیا جو ۱۹۱۵ء میں شائع ہوا، تیسرے ترجمے کی ابتدام حیدرآباد دکن میں ہوئی، لیکن وہ پورا شائع نہ ہو سکا۔ ایک ترجمہ حال ہی میں شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی نے کیا ہے۔ شیخ ممدوح نے اپنے ترجمے کے مقدمے میں واضح کر دیا ہے کہ عنوانات میں اصل عربی کتاب کا تتبع نہیں کیا، بعض مشکل، مختصر اور تشنہ بیانات کے بجائے دوسری کتاب سے آسان اور سہل بیانات لے کر درج کر دیے ہیں۔ آیات کی تفسیر اور اشعار کا بیشتر حصہ ترک کر دیا ہے۔ پہلے دونوں ترجمے بھی بہ اعتبار عبارت تصرف سے محفوظ نہ تھے۔

انگریزی ترجمہ

یورپی زبانوں میں سے جرمن اور غالباً فرانسیسی کے علاوہ ایک ترجمہ انگریزی میں بھی ہوا۔

قابلِ ذکر امر یہ ہے کہ انگریزی ترجمہ مکمل ہے اور اس میں اشعار بھی پورے کے پورے شامل ہیں۔ مترجم نے سیرت ابن اسحاق کو متن بنایا ہے۔ ابن ہشام نے جتنے اضافے کیے یا ان کی طرف سے جو تصحیحات ہوئیں، ان کی جگہ تبصرہ نگار ضمیمے میں پوری عبارتوں کا ترجمہ درج کر دیا ہے۔ گویا سیرت ابن اسحاق اور سیرت ابن ہشام کو ایک کتاب رکھنے کے بجائے دو کتابیں بنا دیا ہے۔

پیشِ نظر ترجمے کی ضرورت

یہ دیکھ کر افسوس ہوتا تھا کہ اتنی اہم کتاب کا کوئی مکمل اردو ترجمہ موجود نہیں، حالانکہ مکمل انگریزی ترجمہ موجود ہے۔ اس خیال سے ارادہ کر لیا کہ اردو ترجمہ بھی مکمل طور پر چھاپ دیا جائے۔ بلاشبہ کتاب میں بے شمار اشعار ہیں۔ جس زمانے میں یہ مرتب ہوئی تھی، اُس زمانے میں ایسی چیزوں سے خاص اعتناء کیا جاتا تھا۔ اشعار کا ایک فائدہ یہ بھی تھا کہ اصل واقعات کی زیادہ سے زیادہ توثیق ہو جائے۔ نیز اشعار بہ سہولت یاد ہو سکتے تھے اور اس طرح واقعات ذہنوں میں محفوظ رکھے جا سکتے تھے۔ ممکن ہے آج عربیت کا ذوق کم ہو جانے کے باعث انھیں زیادہ اہمیت نہ دی جائے، تاہم گوارا نہ ہوا کہ کتاب کے ترجمے میں کوئی بھی چیز خلاف ہونے پائے۔

آج اُردو میں سیرت کی متعدد مستقل کتابیں موجود ہیں، شاید اس بناء پر خیال ہو کہ اب اس قدیم عربی کتاب کا ترجمہ اتنا ضروری نہیں رہا، جتنا پہلے تھا، لیکن یہ خیال صحیح نہ ہوگا، کیونکہ اس کتاب میں سیرتِ طیبہ کے پس منظر اور اہلِ عرب کے عادات و رسوم کے متعلق جو گراں بہا معلومات فراہم کر دی گئی ہیں، وہ شاید ہی اردو کی کسی مستقل سیرت میں آئی ہوں۔ یہ کتاب ایک نظر دیکھ لی جائے تو متعدد واقعات کے متعلق نئی روشنی ملے گی اور بعض اہم سوانح جس تفصیل سے اس میں آ گئے ہیں وہ کسی دوسری کتاب میں نہیں مل سکتے!

ضروری گزارش

اس ترجمے میں جو امور پیشِ نظر رکھے گئے ہیں، آخر میں ان کا ذکر بھی کر دینا چاہیے۔

۱۔ پوری کوشش کی گئی ہے کہ ترجمہ صاف اور سلیس ہو تاکہ ہر اردو خواں اس سے استفادہ کر سکے۔

۲۔ تمام آیات کا متن درج کر کے سامنے ترجمہ لکھا ہے اور احتیاط کا تقاضا یہی تھا۔

۳۔ بیشتر احادیث کا متن بھی ساتھ دے دیا ہے۔

۴۔ اشعار پورے درج کیے ہیں تاکہ کوئی صاحب ترجمے کے ساتھ اصل اشعار بھی دیکھنا چاہیں تو انھیں عربی نسخے سے مراجعت کی ضرورت نہ رہے۔

۵۔ کتاب میں جن جن مقامات کا ذکر آیا ہے، ان کا صحیح موقع اور محل حاشیے میں درج کر دیا ہے، اس

طرح کتاب کی افادی حیثیت بڑھ گئی ہے۔

۶۔ ابواب کے ساتھ فصلوں یعنی ذیلی عنوانوں کی تفصیل بھی فہرست میں دے دی گئی ہے کوئی صاحب جس مبحث یا واقعے کے متعلق کچھ معلوم کرنا چاہیں، وہ فہرست پر ایک نظر ڈال کر بہ سہولت اصل مقام نکال سکتے ہیں۔ گویا فہرست کی ترتیب ایسے انداز میں ہوئی ہے کہ یہ وہی کام دے سکے، جو آج کل انگریزی کتابوں، نیز بعض اردو کتابوں میں اشاریے سے لیا جاتا ہے۔

۷۔ کتاب میں غزوات نبوی کے نقشے دے دیے گئے ہیں تاکہ ان کے حالات ٹھیک ذہن نشین ہو سکیں۔

یہ ترجمہ ایک گراں قدر فرض تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ منزلِ اتمام پر پہنچ گیا۔ امید ہے کہ یہ ایک اہم ضرورت کو پورا کرے گا۔

نیاز احمد عفی عنہ،

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ، وَصَلٰوتُہٗ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ؕ

باب ۱

نسب پاک !

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آدمؑ تک

نسب ابو محمد عبدالملک بن ہشام النحوی نے کہا کہ یہ کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ میں ہے۔ آپ کا نسب یہ ہے :

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، بن عبداللہ، بن عبدالمطلب (اصل نام شیبہ)، بن ہاشم (اصل نام عمرو)، بن عبدمناف (اصل نام المغیرہ)، بن قُصَیّ (اصل نام زید)، بن کلاب، بن مُرّہ، بن کعب، بن لُؤیّ، بن غالب، بن فِہر[۱]، بن مالک، بن النضر[۲]، بن کنانہ، بن خزیمہ، بن مُدرِکہ (اصل نام عامر[۳])، بن الیاس، بن مُضر، بن نزار، بن مَعَدّ، بن عدنان[۴]، بن اُدّ (بعض کے نزدیک اُدَد)، بن مُقَوِّم، بن ناحور، بن تیرح، بن یَعرب، بن یَشجُب، بن نابت، بن اسمٰعیل، بن ابراہیم (خلیل الرحمٰن)، بن تارح[۵] (اصل نام آزر[۶])، بن ناحور، بن ساروغ، بن راعو، بن فالَخ، بن عیبر، بن شالخ، بن اَرفخشذ، بن سام، بن نوحؑ، بن لمک، بن متوشلخ، بن اخنوخ (بعض انہی کو بھی ادریس نبی سمجھتے ہیں واللہ اعلم، اور یہی ادریس اولاد آدم میں پہلے شخص ہیں جنھیں نبوت عطا ہوئی اور جنھوں نے قلم سے لکھنا ایجاد کیا)، بن یرد، بن مَہلیل، بن قینَن، بن یانش، بن شیث، بن آدم صلی اللہ علیہ وسلم۔

محمد بن اسحٰق المطلبی کی روایت سے زیاد بن عبداللہ بکائی نے مندرجہ بالا شجرۂ نسب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آدم علیہ السلام تک، نیز ادریس وغیرہ کے متعلق بیان کیا ہے لیکن خلاد بن قُرّۃ بن خالد السدوسی نے شیبان بن زہیر بن شقیق بن ثور سے اور انھوں نے قتادہ وعامہ کی روایت سے شجرہ

---

[۱] اصل نام "قریش" تھا جس سے قریش قبیلہ چلا، بعض کے نزدیک فہر نام تھا اور لقب قریش [۲] اصل نام قیس تھا، تازہ روئی کی وجہ سے نضر مشہور ہوئے [۳] یہ ابن اسحاق کا قول ہے، جمہور کے نزدیک اصل نام عمرو تھا۔

[۴] عدنان سے اوپر شجرۂ نسب کے متعلق کوئی چیز قطعی نہیں [۵] تارح یعنی تارخ کے ساتھ بھی مذکور ہے۔

[۶] یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔

نسب اس طرح بیان کیا ہے: اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل الرحمٰن بن تارح (آزر)، بن ناحور بن اَشرغ بن اَرغو بن فالخ، بن عابر بن شالخ بن اَرفخشذ بن سام، بن نوح، بن لمک، بن متوشلخ، بن اَخنوخ بن یَرِدا، بن مہلائیل، بن قاین، بن انوش، بن شیث، بن آدم (علیہ السّلام)

ابن ہشام کا طریق

انشاء اللہ میں اس کتاب کی ابتداء اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السّلام کے ذکر سے کروں گا: اور آپ کی اولاد میں سے ان لوگوں کا حال لکھوں گا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے شجرۂ نسب میں آئے ہیں۔ اسمٰعیل علیہ السلام سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تک جتنی پشتیں گزریں، ان کی صلبی اولاد اور انھیں جو کچھ واقعات پیش آئے، ان کا ترتیب وار ذکر کروں گا۔

البتہ اختصار کے پیشِ نظر اسمٰعیل علیہ السّلام کی اولاد میں سے ان لوگوں کا ذکر کروں گا، جو اجدادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں شامل نہیں اور بعض وہ حالات بھی چھوڑ دوں گا جنھیں ابن اسحٰق نے لکھا ہے لیکن ان میں نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہے، نہ اس بارے میں قرآن کی کوئی آیت نازل ہوئی۔ نہ وہ اس کے سلسلے میں کسی واقعے کا سبب بنے، نہ تفسیر سے انھیں کوئی تعلق ہے اور نہ اس کے شاہد ہیں اور ان اشعار کا ذکر بھی چھوڑ دوں گا، جن کے متعلق میرا خیال ہے کہ علمائے شعر میں سے کوئی انھیں نہیں جانتا اور بعض ایسے امور بھی ترک کر دوں گا جن کا زبان پر لانا اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ بعض ایسی روایتیں بھی بیان نہ ہوں گی، جن کا اقرار بکائی نے ہم سے اپنی روایت میں نہیں کیا۔ ان امور کے علاوہ تا بحدِ روایت و علم انشاء اللہ پورے واقعات بیان کروں گا۔

اولادِ اسمٰعیل اور ان کی والدہ کا نسب

زیاد بن عبداللہ بکائی نے محمد بن اسحٰق المطّلبی کی روایت سے بیان کیا کہ اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام کے بارہ لڑکے تھے۔ نابت ان سب میں بڑا تھا۔ باقی کے نام قَیذر، اَذبل، مِبشا، مِسمعا، ماشی، دِما، اذر، طَیما، یَطور، نَبش، قَیذما[1] تھے۔ ان کی ماں رَعلہ، مضاض بن عمرو جرہمی کی بیٹی تھی۔ بعض مُضاض کہتے ہیں اور جُرہم قحطان کا بیٹا تھا۔ قَحطان تمام یمن والوں کا جدِ اعلیٰ ہے۔ سب کا نسب اسی سے جا ملتا ہے اور وُہ عامر بن شالخ، بن اَرفخشذ، بن سام، بن نوح کا بیٹا تھا۔

اسمٰعیلؑ کی عمر اور مدفن

ابن اسحٰق نے جُرہم کو یَقطن بن عیبر بن شالخ کا بیٹا بتایا ہے۔ ابن اسحاق کی روایت کے مطابق اسمٰعیل علیہ السّلام کی عمر حسب روایت عام ——

---

[1] ان کے ناموں میں اختلاف یہ ہے: مثلاً قیذر، قیذار یا قیدار، اذبل، ادبیل اور ادبال، مبشار، منشا اور مشا، دمّہ۔ دمار، طیمہ۔ تیم، قیدمہ، قیدمان۔

ایک سو تیس سال تھی، اس کے بعد آپ کا انتقال ہوا (خدا آپ پر رحمت و برکات نازل فرمائے) اور آپ مقام حجر (حطیم) میں اپنی والدہ ہاجرہ کے پاس دفن کیے گئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عرب ہاجَر اور آجَر دونوں طرح کہتے ہیں، کیونکہ وہ (ھ) کو (الف) سے بدل دینے کے عادی ہیں، جس طرح "ہراق الماء" "اراق الماء" وغیرہ کہتے ہیں اور ہاجرہ مصر کی رہنے والی تھیں۔

وصیت رسول اللہ صلعم

ابن ہشام نے کہا کہ ہمیں عبد اللہ بن وہب سے اس نے عبد اللہ بن لہیعہ سے اور اس نے غفرہ کے مولیٰ عمر سے روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ اللہ فِی اَھْلِ الذِّمَّۃِ اَھْلِ الْمَدَرَۃِ السَّوْدَآءِ السُّحْمِ الْجِعَادِ فَاِنَّ لَھُمْ نَسَبًا وَّ صِھْرًا

"مدرہ کے کالے کلوٹے گھونگریالے بال والے ذمیوں (حبشیوں) کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ ان سے (میرا) نسب کا رشتہ بھی ہے اور سمدھیانا بھی"

ایک اور روایت

غُفرہ کے مولیٰ عمر نے کہا، ان سے نسب اس طرح ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ انھیں (حبشیوں) کے خاندان سے تھیں اور سمدھیانہ اس طرح کہ ان میں کی ایک خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصرف میں آئی۔ ابن لہیعہ نے کہا کہ اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرہ اُم العرب نام ایک بستی کی رہنے والی تھیں، جو مصر میں الفرماء[1] کے سامنے واقع تھی اور ابراہیمؑ کی والدہ ماریہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیز تھیں، جنھیں مُقوقس نے آپ کے لیے ضلع انصباء کے مقام حَفن سے بطور ہدیہ بھیجا تھا۔

ارشاد رسول صلعم

ابن اسحاق نے کہا: محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب زہری نے عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن کعب بن مالک انصاری سُلَمی کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اِذَا افْتَتَحْتُمْ مِصْرَ فَاسْتَوْصُوْا بِاَھْلِھَا خَیْرًا فَاِنَّ لَھُمْ ذِمَّۃً وَّ رَحِمًا

"جب تم مصر فتح کرو تو اس کے رہنے والوں سے نیکی کا برتاؤ کرنے کی وصیت یاد رکھنا کیونکہ ان کے متعلق ایک قسم کی ذمہ داری ہے اور ان سے قرابت ہے۔"

---

[1] "الفرما" یا تل "الفرما" زمانہ قدیم میں مصر کا مشہور شہر تھا اور ساحل بحر سے صرف دو میل تھا۔ یہ پورٹ سعید کے مشرق میں تھوڑے فاصلے پر ہے اور پہلے اسے پیلوسیم (PELUSIUM) کہتے تھے حضرت عمرو بن العاص نے مصر پر پیش قدمی کی تھی تو سب سے پہلے اسی پر قبضہ کیا تھا۔ یہ اس وجہ سے بھی بہت معروف ہے کہ ایک روایت کے مطابق یونانی طبیب جالینوس کی قبر یہاں ہے کہ جس بستی کو "اُم العرب" کہا گیا ہے اس کا یہ نام ہاجرہ کے زمانے میں نہ ہوگا بعد میں عرب حضرت ہاجرہ کی وجہ سے اُم العرب کہنے لگے یعنی وہ بستی جہاں اسمٰعیل عربوں کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ پیدا ہوئیں۔

جب میں نے محمد بن مسلم سے دریافت کیا کہ وہ کیا قرابت ہے، جس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تو اُنھوں نے کہا اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرہ انھیں کے خاندان سے تھیں۔

اصل عرب

ابن ہشام نے کہا، عرب تمام کے تمام اسمٰعیل علیہ السلام اور قحطان کی اولاد ہیں۔ یمن کے بعض لوگ کہتے ہیں کہ قحطان اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور اسی لیے حضرت موصوف کو ابوالعرب کہا جاتا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ سلسلۂ نسب اس طرح ہے۔ عاد بن عوص بن اِرَم، بن سام، بن نوح علیہ السلام ثمود و جدیس دونوں عابر، بن اِرَم بن سام، بن نوح (علیہ السلام) کی اولاد، طسم و عملاق و اُمیم، لاوذ بن سام بن نُوح (علیہ السلام) کی اولاد اور یہ سب کے سب عرب ہیں۔ پس نابت بن اسمٰعیل علیہ السلام کا بیٹا یشجب بن نابت ہے اور یشجب کا یعرب بن یشجب، یعرب کا تیرح بن یعرب، تیرح کا ناحور بن تیرح، ناحور کا مقوم بن ناحور، مقوم کا اُدد بن مقوم اور اُدد کا عدنان بن اُدد (اُدّ)۔

اولاد عدنان

ابن اسحاق نے کہا: اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد میں عدنان ہی سے قبیلے متفرق ہوئے ہیں۔ عدنان سے دو شخص معد بن عدنان اور عک بن عدنان پیدا ہوئے۔

قبیلہ عک کا وطن

قبیلۂ عک یمن کے خاندان میں اس وجہ سے مل گیا کہ اس نے اشعریین میں شادی کر لی اور انھیں میں رہنے لگا۔ اس طرح دونوں کا خاندان بھی ایک ہو گیا۔ زبان بھی اَشعری سب کے سب اَشعر بن نبت بن اُدد بن زید بن ہمیسع بن عمرو بن عریب بن یشجب بن زید، بن کہلان بن سبا، بن یشجب بن یعرب بن قحطان کی اولاد ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ نبت بن اُدد ہی کا نام اَشعر ہے، بعض اَشعر کو مالک کا بیٹا کہتے ہیں۔ بعض کے نزدیک مالک ہی کا دوسرا نام مذحج بن اُدد بن زید، بن ہمیسع ہے اور بعض اشعر کو سبا بن یشجب کا بیٹا کہتے ہیں۔ مجھے ابو محرز خلفُ الاحمر اور ابو عبیدہ نے بنی سُلیم بن منصور بن عکرمہ ابن خصفۃ بن قیس بن غیلان بن مُضر بن نزار بن معد بن عدنان میں کے ایک شخص عباس بن مرداس کا ایک شعر سنایا جو عک پر فخر کرتا ہے:

وَ عَكُّ بْنُ عَدْنَانَ الَّذِيْنَ تَلَقَّبُوْا ‎ ‎ بِغَسَّانَ حَتّٰى طُرِّدُوْا كُلَّ مَطْرَدِ

بنی عک بن عدنان ہی وہ لوگ ہیں، جنھوں نے بنی غسان کا لقب حاصل کر لیا تھا حتّٰی کہ وہ چاروں طرف پھیلا دیے گئے۔

تشریح غسان

یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔ غسان یمن میں مآرب کے بند پر ایک پنگھٹ کا نام ہے۔ یہ مازن بن اسد بن الغوث کی اولاد کا پنگھٹ تھا، اس لیے بنی مازن

اسی نام سے موسوم ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ غسان مُشَلّل میں ایک پنگھٹ ہے جو جُحفہ سے قریب ہے۔
جو لوگ اس پنگھٹ سے پانی پیتے رہے وہ مازن بن اسد بن الغوث بن نبت بن مالک بن زید بن کہلان بن
سبا بن یَشجُب بن یعرُب بن قحطان کی اولاد کے چند قبیلے تھے، جو اس نام سے موسوم ہو گئے۔ حسان بن
ثابت انصاری (اوس وخزرج کی اس اولاد کو انصار کہا جاتا ہے، جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی امداد کی) نے، جو حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر بن حارثہ بن امرء القیس بن ثعلبہ بن مازن بن الاسد
بن الغوث کی اولاد سے تھے، یہ شعر کہا ہے:

إِمَّا سَأَلْتِ فَإِنَّا مَعْشَرٌ نُجُبٌ ۔۔۔ الْأَسْدُ نِسْبَتُنَا وَالْمَاءُ غَسَّانُ

کیا تو نے کسی سے پوچھا نہیں (یعنی کیا تجھے معلوم نہیں کہ ہم اشراف لوگ ہیں، بنی اسد
ہمارا قبیلہ اور غسان ہمارا پنگھٹ ہے۔

اہل یمن اور قبیلہ عَکّ میں کے بعض ایسے لوگوں نے بھی، جو خراسان کے رہنے والے تھے، کہا ہے
کہ عَکّ بن عدنان بن عبد اللہ بن الاسد بن الغوث انھیں کے خاندان میں سے ہے اور بعض سلسلہ یُوں
بیان کرتے ہیں کہ عدنان بن الذیب بن عبد اللہ بن الاسد بن الغوث۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مَعَدّ بن عدنان کے چار بیٹے تھے۔ نِزَار، قضاعہ، قُنُص اور اِیَاد اور قضاعہ،
مَعَدّ کا بڑا لڑکا تھا جس کے نام سے اس کی کنیت مشہور تھی۔ قُضاعہ حِمیَر بن سبا کے پاس یمن میں جا بسا
اور سبا کا نام عبد شمس تھا۔ اس کا نام سبا اس لیے پڑ گیا کہ وہ عرب میں پہلا شخص تھا، جس نے گرفتاریاں
کیں۔ یہ یعرب بن یَشجُب بن قحطان کا بیٹا تھا۔

قضاعة

ابن ہشام نے کہا: یمن والوں اور بنی قُضاعہ نے کہا کہ قضاعہ مالک بن حِمیَر کا بیٹا ہے، چنانچہ
عمرو بن مُرّہ جہنی نے یہ شعر کہے ہیں (اور جُہَینہ زید بن لیث بن سود بن اَسلم بن الحاف بن
قضاعہ کا بیٹا ہے):

نَحْنُ بَنُو الشَّيْخِ الْهِجَانِ الْأَزْهَرِ ۔۔۔ قُضَاعَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ حِمْيَرِ
النَّسَبِ الْمَعْرُوفِ غَيْرِ الْمُنْكَرِ ۔۔۔ فِي الْحَجَرِ الْمَنْقُوشِ تَحْتَ الْمِنْبَرِ

ہم عالی خاندان روشن چہرے والے یا مشہور بزرگ قضاعہ بن مالک بن حمیر کی اولاد میں
یہ وہ نسب ہے، جو مشہور رہے، گمنام نہیں، بلکہ زیر منبر پتھر میں منقوش ہے۔

قُنُص اور نعمان

ابن اسحاق نے کہا: بنی مَعَدّ کے علماء نسب کا خیال ہے، قُنُص بن مَعَدّ میں سے
جو لوگ باقی تھے، وہ سب کے سب برباد ہو گئے۔ انھیں میں نعمان بن منذر بھی

تھا، جو حیرہ کا حکمران تھا۔ مجھ سے محمد بن مسلم بن عبداللہ بن شہاب زہری نے کہا کہ نعمان بن منذر، قُنص بن مَعَدّ کی اولاد میں سے تھا اور بعض نے اسے قَنَس کے بجائے قَنَص لکھا ہے۔

یعقوب بن عُتبہ بن مُغیرہ بن الاخنس نے کہا کہ انصار کے قبیلہ بنی زُریق کے ایک شیخ سے مجھے روایت پہنچی کہ نعمان بن المنذر کی تلوار حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس لائی گئی تو آپ نے جُبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصیؔ کو بلوایا (جُبیر علماءِ قریش میں سب سے زیادہ نسب جاننے والے تھے۔ قریش کے علاوہ سارے عرب کا نسب جانتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی سے علمِ نسب حاصل کیا اور وہ عرب میں نسب کے بہترین عالم تھے) پھر آپ یعنی حضرت عمرؓ نے وہ تلوار جُبیرؓ کو دے کر دریافت فرمایا کہ نعمان بن منذر کس قبیلے میں سے تھا؟ انھوں نے کہا قُنص بن مَعَدّ کے پس ماندوں میں سے ہے۔ البتہ عرب یہی خیال کرتے ہیں کہ وہ بنی لخم میں سے تھا جو ربیعہ بن نصر کی اولاد میں ہے اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے کون سی بات صحیح ہے۔

نسبِ لخم بن عدی

بن ہشام نے کہا کہ لخم کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے، لَخم بن عدی ابن الحارث بن مُرّۃ بن اُدَد بن زید بن یَشجُب بن عَریب بن زید بن کہلان بن سبا — مُرّۃ بن اُدَد بن زید بن ہَمَیسع بن عمرو بن عریب بن یَشجُب بن زید بن کہلان بن سبا

بعض نے لخم بن عدی بن عمرو بن سبا کہا ہے اور بعض ربیعہ بن نصر بن ابی حارثہ بن عمرو بن عامر کہتے ہیں ابوحارثہ، عمرو بن عامر کے یمن سے نکل جانے کے بعد وہیں رہ گیا تھا۔

باب ۲

ابن عامر کا خروج اور بند مأرب

یمن سے نکلنے کا سبب

عمرو بن عامر کے یمن سے نکلنے کا سبب ابوزید انصاری نے مجھ سے اس طرح بیان کیا۔ اس نے ایک جنگلی چوہا دیکھا، جو مأرب کے اس بند میں سوراخ کر رہا تھا، جس میں ان کے لیے پانی جمع رہتا تھا اور اسی سے وہ پانی لے کر صرف میں لاتے، اور جس زمین کو چاہتے اسے سیراب کرتے۔ عمرو نے سمجھ لیا کہ اس صورت میں بند کا سلامت رہنا مشکل ہے اس لیے ارادہ کر لیا کہ یمن چھوڑ کر کہیں دوسری طرف نکل جائے۔ قوم اس ارادے میں مانع ہوئی تو اس نے اپنے چھوٹے بیٹے کو حکم دیا کہ جب میں تم پر سختی کروں اور طمانچہ ماروں تو مجھ پر حملہ کر دینا اور جواب میں طمانچہ مارنا۔ بیٹے نے ویسا ہی کیا جیسا کہ باپ نے اسے حکم دیا تھا، اس پر عمرو نے کہا میں ایسے شہر میں ہرگز نہ رہوں گا جس میں میرے سب سے چھوٹے بیٹے نے میرے منہ پر طمانچہ مارا اور اپنا سارا سامان بیچنے کے لیے بازار میں لا ڈالا۔ پھر یمن کے سربرآوردہ لوگوں نے کہا کہ عمرو کے غصے کو غنیمت سمجھو۔ لوگوں نے اس کا سامان خرید لیا اور وہ اپنے بیٹوں اور پوتوں کو لے کر وہاں سے چل نکلا۔ اس وقت بنی ازد نے کہا کہ ہم عمرو بن عامر کے چلے جانے کے بعد یہاں نہ رہیں گے۔ چنانچہ انھوں نے بھی اپنا سامان بیچ ڈالا اور ساتھ ہی نکل گئے۔ یہاں تک کہ یہ لوگ اِدھر اُدھر پھرتے پھراتے عک کی بستیوں میں جا نکلے عک نے ان لوگوں سے جنگ کی۔ جنگ میں کبھی ایک فریق کو فتح ہوتی تھی اور کبھی دوسرے کو، اسی بارے میں عباس بن مرداس نے وہ شعر کہا ہے جو ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔

بند مأرب کی تباہی

پھر یہ لوگ وہاں سے بھی نکل کر مختلف بستیوں میں منتشر ہو گئے۔ آل جفنہ ابن عمرو بن عامر شام میں، اوس و خزرج یثرب میں، خزاعہ مرا میں، ازد السراۃ سراۃ میں اور ازد عمان عمان میں جا بسے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس بند پر طغیانی بھیجی جس سے یہ ٹوٹ گیا، اسی

۱؎ یمن کے جنوبی و مشرقی حصے میں مأرب ایک قدیم زمانے کا ایک مشہور شہر تھا۔ یہیں ایک زبردست بند بنا کر دُور دُور تک کھیتی باڑی اور باغات کا انتظام کیا گیا تھا۔ نزولِ قرآن سے غالباً چار سو سال پیشتر یہ بند ٹوٹا اور سارا علاقہ تباہ ہو گیا۔

واقعے کے متعلق اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل فرمائی :

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ شِمَالٍ ۬ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ۝ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ

(۳۴ : ۱۵-۱۶)

بے شبہ قوم سبا کے لیے خود ان کی بستیوں میں ایک نشانی تھی اور باغوں کا سلسلہ ، دائیں اور بائیں اپنے پروردگار کی دی ہوئی روزی میں سے کھاؤ اور اس کا شکر بجا لاؤ کہ ستھرا شہر ہے اور معاف کرنے والا پروردگار۔ اُنھوں نے سرتابی کی تو ہم نے ان پر بند توڑ کر سیلاب بھیجا۔

اشعار اعشیٰ ابو عبیدہ نے مجھ سے (ابن ہشام نے) کہا کہ عَرِم کے معنی سد یعنی بند کے ہیں اور اس کا واحد عَرِمَۃ ہے۔ اعشیٰ نے اشعار ذیل کہے ہیں اور اعشیٰ کا شجرۂ نسب یہ ہے : اعشیٰ قیس بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل بن ہنب بن اقصیٰ بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار بن مَعَد کی اولاد میں سے تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ اقصیٰ دُعمی بن جدیلہ کا بیٹا تھا اور اعشیٰ کا نام میمون (بن قیس بن جَندل بن شراحیل بن عوف بن سعد بن ضُبَیعہ بن قیس ابن ثعلبہ) تھا۔

وَفِيْ ذَاكَ لِلْمُؤْتَسِيْ اُسْوَةٌ وَ مَأْرِبُ عَفِّيْ عَلَيْهَا الْعَرِمُ

بند مارب کی بربادی کا واقعہ نمونے کے طالب کے لیے ایک (عبرتناک) نمونہ ہے اور سیلاب نے مارب جیسے مقام کی صورت بدل دی۔

رُخَامٌ بَنَتْهُ لَهُمْ حِمْيَرٌ اِذَا جَاءَ مَوَّارُهٗ لَمْ يَرِمْ

وُہ سراپا سنگ رخام کا بند ، جسے حمیر نے بنایا تھا ، جب کبھی اس میں موجیں آتیں ، یعنی پانی طغیانی کی شکل اختیار کرتا ، اسے ذرا بھی جنبش نہ ہوتی۔

فَاَرْوَى الزُّرُوْعَ وَاَعْنَابَهَا عَلٰى سَعَةٍ مَاؤُهُمْ اِذْ قُسِمْ

اس بند کے پانی نے کھیتوں کو سیراب کیا اور اس بستی کے انگور کی بیلوں کو سینچا اور جب پانی تقسیم ہوتا تو اس کی ریل پیل ہوتی۔

فَصَارُوْا اَيَادِيَ مَا يَقْدِرُوْ نَ مِنْهُ عَلٰى شُرْبِ طِفْلٍ فُطِمْ

پھر وہ ایسے تہی دست ہوئے کہ ایک دُودھ چھڑائے ہوئے بچے تک کو اس سے ایک چلو پلانے کی قدرت نہ رکھتے تھے ، یعنی ذرا سا پانی بھی اس میں باقی نہ رہا۔

یہ اعشیٰ کے ایک قصیدے کے اشعار ہیں اور اُمیہ بن ابی الصلت الثقفی (اور ثقیف کا نام قسی

تھا بن منبہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عِکرمہ بن خَصَفَہ بن قَیس بن عیلان بن مُضر بن نزار بن مَعد بن عدنان)
کے قصیدے کا ایک شعر یہ ہے۔

مِنْ سَبَا الْحَاضِرِیْنَ مَارِبَ اِذْ   یَبْنُوْنَ مِنْ دُوْنِ سَیْلِهِ الْعَرِمَا

ہم قبیلۂ سبا میں سے ہیں جو مارب کے پاس اس وقت موجود تھے جب اس کے
پانی کے بہاؤ کے اس پار لوگ بند باندھ رہے تھے۔

اور نابغہ جعدی سے بھی اس کے متعلق کچھ اشعار کی روایات کی جاتی ہیں۔ وہ نابغہ جس کا نام قیس بن عبداللہ تھا، جو بنی جعدہ بن کعب رُبیعہ بن عامر صَعصَعَہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن میں کا ایک شخص تھا، اور یہ ایک طویل قِصّہ ہے جسے بیان کرنے سے اختصار مانع ہے۔

باب ۳

ربیعہ بن نصر حاکم یمن

ہولناک خواب

ابن اسحٰق نے کہا کہ شاہان تبع میں سے یمن کا ایک حکمران ربیعہ بن نصر بھی تھا۔ وہ ایک ہولناک خواب دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا تھا۔ اس نے اپنی مملکت کے کسی کاہن (پیشین گو)، جادوگر، فال گو اور نجومی کو نہ چھوڑا تھا، جسے اپنے پاس نہ بلایا ہو اور ان سے نہ کہا ہو کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے، جس نے مجھے خوف زدہ کر دیا ہے۔ میں بہت ڈر گیا ہوں۔ تم لوگ مجھے وہ خواب بھی بتاؤ اور اس کی تعبیر سے بھی آگاہ کرو۔ انھوں نے کہا۔ وہ خواب ہم سے بیان کیجیے۔ تو ہم تعبیر بتائیں اس نے کہا۔ اگر میں نے اس کا حال تمھیں بتا دیا تو اس کے متعلق تمھاری تعبیر پر مجھے اطمینان نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کی تعبیر اس کے سوا کوئی نہیں جان سکتا جو پہلے اصل خواب جان نہ لے۔ ان لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا، اگر بادشاہ کی خواہش یہی ہے تو کسی کو سَطیح اور شِقّ کے پاس روانہ کرے۔ کیونکہ اس تعبیر خواب کے معاملے میں ان دونوں سے زیادہ جاننے والا کوئی شخص نہیں۔ بادشاہ جس چیز کے متعلق ان سے سوال کرے گا، وہ بتا دیں گے۔

شجرہ نسب سطیح و شق

سطیح کا نام ربیع بن ربیعہ بن مسعود بن مازن بن ذئب بن عدی بن مازن غسّان تھا اور شق، صعب بن یشکُر بن رُہم بن اَفرک بن قسر یا قیس بن عبقر بن اَنمار بن نِزار کا بیٹا تھا۔ اور انمار ابو بجیلہ اور خثعم کے خاندان والے ہیں۔

نسب بجیلہ

ابن ہشام نے کہا: یمن اور قبیلہ بجیلہ والوں نے کہا ہے کہ انمار اراش بن لحیان ابن عمرو بن الغوث بن نبت بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا کا بیٹا ہے۔ بعض نے اراش کو عمرو بن لحیان بن الغوث کا بیٹا کہا ہے اور بجیلہ اور خثعم کا خاندان یمنی ہے۔

ربیعہ بن نصر اور سطیح

ابن ہشام نے کہا: ربیعہ بن نصر شاہ یمن نے انھیں بلا بھیجا تو شق سے پہلے سطیح اس کے پاس آیا۔ بادشاہ نے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے خوف زدہ کر دیا ہے اور میں اس سے ڈر گیا ہوں۔ تو مجھے وہ خواب بتا۔ اگر تو نے اُسے صحیح بتایا تو میں سمجھوں گا کہ تو اس کی تعبیر بھی صحیح بتا دے گا۔ اس نے کہا۔ تو نے ایک شرارہ دیکھا

ہے۔ جو اندھیرے سے نکلا، پھر نشیبی زمین میں گرا۔ اور اس میں کی ہر دماغ والی چیز (جاندار) کو کھا گیا۔ بادشاہ نے کہا، اے سطیح تو نے اس میں ذرا بھی غلطی نہیں کی۔ اب بتا کہ اس کی تعبیر کیا ہے؟ اس نے کہا۔ دونوں سیاہ پتھریلی زمینوں کے درمیان جتنے حشرات الارض ہیں، ان کی قسم کھاتا ہوں کہ تمھاری سرزمین پر حبشی نازل ہوں گے اور مقامات اَبین وجُرَش کے درمیان کے سارے علاقے کے مالک ہو جائیں گے۔ بادشاہ نے کہا، اے سطیح، تیرے باپ کی قسم، یہ تو ہمارے لیے موجب غیظ و غضب اور باعث درد و الم ہے، آخر یہ کب ہونے والا ہے؟ کیا میرے اسی زمانہ میں یا اس کے بعد؟ اس نے کہا، نہیں (تیرے زمانے میں نہیں)، بلکہ اس کے بعد ساٹھ یا ستر سال گزرنے پر۔ پوچھا تو کیا ان کی حکومت ہمیشہ رہے گی یا ختم ہو جائے گی؟۔ کہا نہیں، ہمیشہ نہیں رہے گی، ساٹھ ستر سال کے بعد ختم ہو جائے گی: وہ مارے جائیں گے اور اس سرزمین سے نکل جائیں گے، پوچھا، آخر ان کا قتل و اخراج کس کے ہاتھوں انجام پائے گا؟ کہا، اِرم ذی یَزَن عدن سے ان پر چڑھائی کرے گا۔ اور ان میں سے کسی کو یمن میں نہ چھوڑے گا۔ پوچھا، کیا اس کی یہ سلطنت ہمیشہ رہے گی، یا ختم ہو جائے گی؟ کہا نہیں، ہمیشہ نہیں رہے گی۔ بلکہ ختم ہو جائے گی۔ پوچھا، اسے کون ختم کرے گا؟ کہا۔ ایک پاک نبی جس کے پاس عالم بالا سے وحی آئے گی۔ پوچھا، یہ نبی کس کی اولاد میں ہو گا؟ کہا، غالب بن فہر بن مالک بن نضر کی اولاد میں ایک شخص ہو گا کہ اس کی قوم میں زمانے کے اختتام تک حکومت رہے گی، پوچھا، کیا زمانے کے لیے اختتام بھی ہے۔؟ کہا ہاں، جس روز پہلے اور پچھلے (سب)، جمع ہوں گے، نیک لوگ اس روز خوش قسمت ہوں گے۔ اور بُرے اس روز بدنصیب ہوں گے۔ پوچھا، کیا یہ صحیح بات ہے جس کی تم مجھے خبر دے رہے ہو؟ کہا ہاں، قسم ہے شفق کی اور رات کے اندھیرے کی اور صبح صادق کی، جو ہم خبریں تجھے سنا رہا ہوں، وہ بالکل سچ ہے۔

ربیعہ بن نصر اور شق

اس کے بعد اس کے پاس شق آیا، اس سے بھی اس نے ویسا ہی کہا، جیسا سطیح سے کہا تھا۔ لیکن سطیح نے جو کچھ کہا تھا، اس نے اس پر ظاہر نہ کیا تاکہ یہ معلوم ہو دونوں اس معاملے میں اتفاق کرتے ہیں یا اختلاف۔ شق نے کہا، آپ نے شرارہ دیکھا ہے۔ جو اندھیرے میں سے نکلا۔ پھر نشیبی زمین اور ٹیلے کے درمیان آگرا اور اس میں کے ہر ذی روح کو کھا گیا۔ راوی نے کہا۔ جب شق نے بادشاہ سے یہ کہا تو اس نے جان لیا کہ دونوں متفق ہیں اور دونوں کی بات گویا ایک ہی ہے۔ مگر فرق صرف اس قدر ہے کہ سطیح نے کہا تھا۔ نشیبی زمین میں آگرا۔ پھر اس میں کے ہر دماغ والے کو کھا گیا اور شق نے کہا، نشیبی زمین اور ٹیلے کے درمیان آکر گرا اور اس میں کے ہر ذی روح کو کھا گیا۔ پھر بادشاہ نے اس سے کہا، اے شق، تو نے خواب کے بیان میں تو ذرا بھی غلطی نہیں کی۔ اب بتا کہ اس کی تعبیر

کیا ہے؟ اس نے کہا، دونوں سیاہ پتھریلی زمینوں کے درمیان کے لوگوں کی قسم کھاتا ہوں کہ تمھاری سرزمین میں حبشی نازل ہوں گے۔ تمام نرم و نازک سبزہ زاروں پر غلبہ پالیں گے۔ اور ابین سے نجران تک تمام مقامات پر حکمران ہو جائیں گے۔

بادشاہ نے اس سے کہا، اے شق، تیرے باپ کی قسم، یہ تو ہمارے لیے موجب غیظ و غضب اور وجہ درد و الم ہے۔ آخر یہ کب ہونے والا ہے؟ کیا میرے ہی زمانے میں یا اس کے بعد؟ کہا تیرے زمانے میں نہیں، بلکہ اس کے کچھ عرصہ بعد۔ پھر تمھیں ان سے ایک بڑی عظمت و شان والا نجات دلائے گا اور انھیں سخت ذلت کا مزہ چکھائے گا۔ پوچھا۔ آخر یہ عظمت و شان والا کون ہوگا؟ کہا، ایک نوجوان، جو نہ کمزور ہوگا اور نہ کسی معاملے میں کوتاہی کرنے والا ذی یزن کے خاندان میں سے ایک شخص ان کے مقابلے کے لیے اٹھے گا اور وہ ان میں سے کسی کو یمن میں نہ چھوڑے گا، پوچھا کیا اس کی سلطنت ہمیشہ رہے گی یا وہ بھی چند روز میں ختم ہو جائے گی؟ کہا نہیں وہ بھی ہمیشہ نہ رہے گی، بلکہ خدا کے ایک بھیجے ہوئے کی وجہ سے ختم ہو جائے گی۔ جو دین داروں اور فضیلت والوں میں حق و انصاف کے ساتھ آئے گا، اس کی قوم میں حکومت فیصلے کے دن تک رہے گی، پوچھا، فیصلے کا دن کیا؟ کہا وہ دن جس میں حکام کو ان کے کاموں کا بدلہ دیا جائے گا، اس روز آسمان سے پکار ہوگی جو زندہ اور مردہ سب سنیں گے، اس روز لوگ ایک وقت معین پر جمع کیے جائیں گے۔ پرہیزگاروں کو کامیابی اور نیکیاں نصیب ہوں گی، پوچھا، کیا جو کچھ تو کہہ رہا ہے، یہ صحیح ہے؟ کہا ہاں، آسمان و زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان رفعت و پستی ہے، ان کی قسم، جو اہم خبر میں نے تجھے دی ہے وہ بے شبہ سچی ہے۔ اس میں کسی قسم کے شک یا غلطی کا امکان نہیں[1]۔

ہجرت بجانب عراق

ان دونوں نے جو کچھ کہا وہ ربیعۃ بن نصر کے دل میں جم گیا، اس نے اپنے گھر والوں اور بچوں کے لیے ضروری سامان تیار کیا، انھیں عراق کی جانب روانہ کر دیا اور شاہان فارس میں سے ایک بادشاہ کے نام، جس کا نام شاپور بن خرزاد تھا، ان کے لیے ایک خط لکھ دیا۔ شاپور نے انھیں حیرہ میں بسا لیا، اسی ربیعۃ بن نصر کی پس ماندہ اولاد میں سے نعمان بن منذر ہے اور وہ یمنی نسب اور یمن والوں کے علم کے لحاظ سے نعمان بن منذر بن عمرو ابن عدی بن ربیعۃ بن نصر کا بیٹا ہے، جو یمن کا بادشاہ تھا یہی خبر مجھے خلف الاحمر نے دی ۞

---

[1] شق نے "امضا" استعمال کیا تھا۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ یہ حمیری زبان کا لفظ ہے، اس کے معنی شک کے ہیں، ابو عمرو کے نزدیک اس کے معنی باطل کے ہیں۞

ابوکرب تبان اسعد

حسان بن تبان

ابن اسحاق نے کہا: جب ربیعۃ بن نصر مر گیا تو سارے یمن کی حکومت حسان بن تبان اسعد ابو کرب کو مل گئی۔ یہ تبان اسعد تبع ثانی کہلاتا ہے، جو کلی کرب بن زید کا بیٹا تھا اور زید تبع اول کہلاتا ہے، جو عمرو ذوالاذعار بن ابرہۃ ذی المنار بن الریش کا فرزند تھا۔ ابن ہشام کے نزدیک بعض نے الریش کو الرائش کہا ہے اور اسحٰق نے کہا ہے، وہ بیٹا ہے عدی بن صیفی بن سبا الاصغر بن کعب کہف الظلم بن زید بن سہل بن عمرو بن قیس بن معاویۃ بن جشم بن عبد شمس بن وائل بن الغوث بن قطن بن عریب بن زہیر بن ایمن بن الھمیسع بن العرنجج حمیر بن سبا الاکبر بن یعرب بن یشجب بن قحطان کا۔ لیکن ابن ہشام کے نزدیک صحیح سلسلۂ نسب یشجب بن یعرب بن قحطان ہے۔

مدینہ میں تبان کی آمد

ابن اسحاق نے کہا، یہ تبان اسعد ابو کرب وہی ہے جو مدینہ (منورہ) آیا اور وہاں سے دو یہودی عالموں کو یمن لے گیا، بیت الحرام کی تعمیر کی اور اس پر غلاف چڑھایا۔ اس کی حکومت ربیعۃ بن نصر کی حکومت سے پہلے تھی اور یہ وہی ابو کرب ہے جس کے متعلق یہ شعر زبان زد عام ہے:۔

لَیْتَ حَظِّیَ مِنْ اَبِی کَرِبٍ   اَنْ یَسُدَّ خَیْرُہٗ خَبَلَہٗ

کاش مجھے ابو کرب کی جانب سے (صرف اسی قدر) نفع ہوتا کہ اس کی نیکی اس کے فساد کو روک دیتی۔

اہل مدینہ پر ظلم اور اس کا سبب

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب وہ مشرق سے آیا تو مدینہ (منورہ) کو اپنا راستہ بنایا تھا، ابتدا میں جب وہاں سے گزرا تھا تو باشندوں کو اس نے برافروختہ نہیں کیا تھا اور وہ اپنے بیٹے کو ان میں چھوڑ گیا تھا، جو ایک اچانک حملے میں قتل کر دیا گیا۔ اس لیے وہ اس عزم کے ساتھ آیا کہ مدینہ منورہ کو برباد کر دے، رہنے والوں کو نیست و نابود کر ڈالے اور کھجور کے پیڑ کاٹ ڈالے، اس کے مقابلے کے لیے انصار کا وہ قبیلہ متحد ہو گیا، جن کا سردار بنی نجار کی برادری میں سے عمرو بن طلۃ تھا۔ نیز بنی عمرو بن مبذول کا نام عامر (بن مالک بن نجار) اور

نجار کا نام تیم اللہ (بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر) ہے۔

نسب عمرو بن طلّہ

ابن ہشام نے کہا: عمرو بن طلّہ کا نسب یہ ہے: بن معاویہ بن عمرو بن عامر بن مالک بن النجار۔ طلّہ اس کی ماں کا نام تھا اور وہ عامر بن زُریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جُشم بن الخزرج کی بیٹی تھی۔

قتل کا ایک واقعہ

ابن اسحٰق نے کہا: بنی عدی بن النجار میں کے ایک شخص نے، جس کا نام احمر تھا، تبع والوں میں کے ایک شخص پر اس وقت حملہ کر دیا۔ جب وہ ان کے پاس آئے ہوئے تھے۔ اور اسے قتل کر ڈالا۔ اس کی تفصیل یہ ہے:

احمر نے اس شخص کو اپنے کھجوروں کے خوشے کاٹتے ہوئے پایا، تو درانتی سے مارا اور قتل کر ڈالا۔ کہا: کھجوریں تو اسی کی ہیں، جس نے اس کی تابیر[1] کی ہو، اس واقعے نے ان سے تبع کا کینہ اور بڑھا دیا اور جنگ شروع ہو گئی، انصار کا دعوٰی ہے کہ وہ ان سے دن میں جنگ کرتے تھے اور رات میں ان کی ضیافت کرتے تو تبع کو ان کا برتاؤ بہت ہی عجیب معلوم ہوتا، اور کہتا، خدا کی قسم، ہماری قوم بڑی شریف ہے۔ تبع ان کے ساتھ جنگ ہی میں تھا کہ اس کے پاس بنی قریظہ کے دو یہودی عالم آئے اور قریظہ نضیر، نجّام[2] اور عمرو، جس کا نام ہدل تھا، سب کے سب بنو الخزرج بن الصریح بن التوسان بن السبط بن الیسع بن سعد بن لاوی بن خیر بن النجام بن تنخوم بن عازر بن عزری بن ہارون بن عمران بن یصہر بن قاہث[3] بن لاوی بن یعقوب اسرائیل[4] بن اسحٰق بن ابراہیم خلیل الرحمٰن (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اولاد ہیں۔

تبع رُک گیا

یہ دونوں عالم علم میں بڑا پایہ رکھتے تھے۔ جب انھوں نے سنا کہ تبع مدینہ اور اہل مدینہ کے برباد کرنے کا قصد رکھتا ہے تو دونوں نے اس سے کہا، اے بادشاہ، تو ایسا نہ کر اور اگر تو اپنے ارادے سے باز نہ آیا تو اس کے اور تیرے درمیان کسی نہ کسی قسم کی روک پیدا ہو جائے گی۔ یعنی اللہ تعالیٰ تجھے مدینہ کی بربادی سے روک دے گا، ہم تجھے کسی نہ کسی فوری سزا پانے سے بھی محفوظ خیال نہیں کرتے، اس نے پوچھا۔ یہ کس لیے؟ انھوں نے کہا، اس لیے کہ وہ مقام ہجرت نبیؐ ہے۔ جو قریش کے قبیلے میں سے آخر زمانے میں نکلے گا۔ مدینہ منورہ اس نبیؐ کا گھر اور مستقر ہو گا۔

---

[1] پھل آنے کے لیے نر درخت کا پھول مادہ درخت کے پھول میں ڈالنے کو تابیر کہتے ہیں۔

[2] یہاں نجام ہے، باقی سب اسے نخام با حائے حطی بتاتے ہیں۔

[3] اسے قاہت بھی کہتے ہیں۔

[4] اسرائیل کے معنی عبداللہ، اسر کے معنی قیدی، بندہ، اور ایل کے معنی اللہ کے ہیں۔

آخر وہ اس خیال سے باز آگیا، اس نے سمجھ لیا کہ ان دونوں کو آنے والے واقعات کا علم ہے، جو جو باتیں جن سے سنیں، انھیں پسند کیا۔ چنانچہ وہ مدینہ سے لوٹ گیا اور انھیں کے مذہب کی پیروی شروع کردی۔

خالد بن عبدالعزّیٰ کے اشعار

خالد بن عبدالعزیٰ بن غزیّہ بن عبدعوف بن غنم بن مالک بن النجار، عمرو بن طلۃ پر فخر کرتے ہوئے کہتا ہے:-

أَصَحَا أَمْ قَدْ نَهَى ذُكَرَهْ ‏ ‏ أَمْ قَضَى مِنْ لَذَّةٍ وَطَرَهْ

کیا تبع بھولا ہوا تھا، اور اب ہوش میں آیا ہے، یا اس نے عمداً اس بات کو یاد آنے سے روک دیا تھا۔ یا وہ زندگی کی لذت سے فارغ ہو چکا ہے۔

أَمْ تَذَكَّرْتَ الشَّبَابَ، وَمَا ‏ ‏ ذِكْرُكَ الشَّبَابَ أَوْ عُصُرَهْ

یا اے تبع! کیا تجھے اپنی جوانی یاد آگئی، اور اس کے گھمنڈ میں نتائج سے بے پروائی کر رہا ہے؟ لیکن تیری جوانی کے زمانے یا اس کی یاد سے تجھے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے؟

إِنَّهَا حَرْبٌ رَبَاعِيَةٌ ‏ ‏ مِثْلُهَا آتَى الْفَتَى عِبَرَهْ

یہ کوئی معمولی جنگ نہیں، یہ تو وہ چار کچلیوں والی شیرانہ جنگ ہے کہ اس جیسی جنگیں ایک نوعمر نوجوان کے لیے موجب عبرت اور تجربہ آموز ہیں۔

فَاسْأَلَا عِمْرَانَ أَوْ أَسَدًا ‏ ‏ إِذْ أَتَتْ عَدْوًا مَعَ الزُّهَرَهْ

اے میرے ساتھیو! ذرا تم دونوں بنی عمران یا بنی اسد سے اس وقت کی حالت تو دریافت کرو، جب زہرہ کے طلوع کے ساتھ ساتھ صبح سویرے ایک بڑا لشکر تیزی سے آدھمکا۔

فَيْلَقٌ فِيهَا أَبُو كَرِبٍ ‏ ‏ سُبَّغٌ أَبْدَانُهَا ذَفِرَهْ

بڑا لشکر، جس میں ابو کرب سپہ سالار تھا۔ ان لشکر والوں کی زرہیں بڑی بڑی اور فولاد کی بو سے رچی تھیں۔

ثُمَّ قَالُوا، مَنْ نَؤُمُّ بِهَا؟ ‏ ‏ أَبَنِي عَوْفٍ أَمِ النَّجَرَهْ

پھر انھوں نے کہا، یہ لشکر کس کا قصد کیا جائے؟ کیا بنی عوف کا یا بنی نجار کا؟

بَلْ بَنِي النَّجَّارِ إِنَّ لَنَا ‏ ‏ فِيهِمُ قَتْلَى وَإِنَّ تِرَهْ

ہاں بنی النجار ہی سے مقابلہ کریں گے۔ کیونکہ ہمارے آدمیوں کو انھیں نے قتل کیا اور بے شک ہمیں انھیں سے بدلہ لینا ہے۔

فَتَلَقَّتْهُمْ مُسَايِفَةٌ ‏ ‏ مَدُّهَا كَالْغَبْيَةِ النَّثِرَهْ

پس انھوں نے ان سے شمشیر زنی شروع کی۔ ان کا سیلاب، بارش کے اس سیلاب کی طرح تھا، جو
نشیب کی جانب زور سے رواں ہو۔

فِيهِمْ عَمْرُو بْنُ طَلَّةَ مَلِّي الْإِلٰهُ قَوْمَهُ عُمُرَهْ

انھیں میں عمرو بن طلّہ بھی تھا۔ اللہ اس کی قوم کو اس کی عمر سے متمتع کرے، یعنی اللہ اسے
بہت دنوں زندہ رکھے۔

سَيِّدٌ سَامَ الْمُلُوكَ وَمَنْ رَامَ عَمْرًا لَا يَكُنْ قَدَرَهْ

وہ ایسا سردار ہے، جس نے بہت سے بادشاہوں پر برتری حاصل کر لی ہے، جو شخص بھی عمرو
کے مقابلے یا اسے ضرر پہنچانے کا ارادہ کرے، وہ اس پر قدرت نہ پائے۔

قبیلہ انصار کا دعوٰی

انصار کے قبیلے والے دعوٰے کرتے ہیں کہ تبع ان یہود قبائل سے، جو ان سے پہلے تھے، کینہ ہی رکھتا تھا۔ وہ تو انھیں برباد ہی کر دینا چاہتا تھا۔ لیکن انھوں نے اُسے ان سے روکا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے پاس سے لوٹ گیا، اور اسی لیے کسی شاعر نے کہا:۔

حَنَقًا عَلٰى سِبْطَيْنِ حَلَّا يَثْرِبًا أَوْلٰى لَهُمْ بِعِقَابِ يَوْمٍ مُفْسِدِ

ان دو یہودی قبیلوں سے کینہ وری کے سبب، جو یثرب میں وطن پذیر ہو گئے ہیں۔ گویا رات بھر
جاگتا ہی رہتا ہے۔ اور یثرب پر حملہ کرنے کی فکر میں لگا ہے۔ جنگ و جدل کی سزا کے لیے ایسے ہی
لوگ زیادہ سزاوار ہیں۔

ابن ہشام نے کہا، جس قصیدے میں یہ شعر ہے، وہ مصنوعی ہے۔ اس وجہ سے ہم اس کے لکھنے سے باز رہے۔

تبع اور کعبۂ مکرّمہ کی تعظیم

ابن اسحٰق نے کہا: تبّع اور اس کی قوم بت پرست تھی۔ جب اس نے مکہ کا رخ کیا، جو یمن کو جاتے وقت اس کے راستے میں پڑتا تھا، اور عُسفان[1] و اَمَج[2] کے درمیان کسی مقام پر پہنچا تو اس کے پاس ہُذَیل بن مُدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد میں سے کچھ لوگ آئے اور کہا: "اے بادشاہ! کیا ہم آپ کو ایک چھپا ہوا خزانہ نہ بتا دیں، جس میں موتی،

[1] عسفان، مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے راستے کی ایک مشہور منزل ہے، جب یہ سفر اونٹوں پر طے کیا جاتا تھا تو مکہ معظمہ سے نکل کر پہلی منزل وادی فاطمہ میں ہوتی تھی اور دوسری منزل عسفان میں۔ مکہ معظمہ سے اس کا فاصلہ تیس چالیس میل ہوگا۔

[2] اَمَج، مدینہ منورہ کی جانب ایک مقام ہے اور ایک وادی کا نام بھی ہے، جو حرۃ بنی سلیم سے نکلتی ہے اور سمندر میں گرتی ہے۔

زمرد، یاقوت اور سونا چاندی بہ کثرت موجود ہیں؟ جو بادشاہ آپ سے پہلے گزرے ہیں، وہ اس سے غافل رہے۔" اس نے کہا "کیوں نہیں؟ ضرور بتادو۔" انھوں نے کہا: "مکہ میں ایک گھر (حرم پاک) ہے۔ اہل شہر اس کی پرستش کرتے ہیں اور اس کے پاس نمازیں پڑھتے یا دعائیں مانگتے ہیں۔" قبیلۂ بنی ہذیل نے تو صرف یہ چاہا تھا کہ تبع کو اس ذریعے سے برباد کردیں۔ کیونکہ وہ جانتے تھے۔ بادشاہوں میں سے جس نے حرم پاک سے بدی کا ارادہ کیا یا وہاں سرکشی کرنی چاہی، وہ برباد ہوگیا۔ لیکن جب تبع نے ان کے کہنے کے مطابق عمل کا عزم کرلیا تو ان دونوں یہودی عالموں کو بلایا اور حرم پاک کے متعلق دریافت کیا۔ دونوں نے کہا۔" ان لوگوں نے تجھے اور تیری قوم کو برباد کردینا چاہا ہے۔ ہم اس گھر کے سوا کوئی اور گھر ایسا نہیں جانتے، جو اللہ نے زمین میں اپنے لیے بنایا ہو۔ اگر تو نے ویسا ہی کیا۔ جس پر تجھے ان لوگوں نے ابھارا ہے، تو تُو اور تیرے ساتھ جو جو ہوں گے، سب تباہ ہوجائیں گے۔" اس نے کہا تو پھر تم دونوں کا کیا مشورہ ہے؟ میں وہاں جاؤں تو کیا کروں؟ انھوں نے کہا، وہاں کے لوگ اس گھر کے پاس جو کچھ کرتے ہیں تُو بھی وہی کر۔ اس کا طواف کر اس کی تعظیم وتکریم کر اور اس کے پاس سر منڈوا، اور جب تک وہاں رہے، عجز وانکسار اختیار کیے رکھ۔ اس نے کہا۔ تم اس طرح کیوں نہیں کرتے؟ انھوں نے کہا۔ سُن۔ واللہ! بے شبہ وہ ہمارے باپ ابراہیمؑ کا گھر ہے اور اس میں کسی قسم کا شک نہیں کہ واقعہ ٹھیک ویسا ہی ہے، جیسا ہم نے تجھ سے کہا ہے، لیکن وہاں کے رہنے والوں نے اس گھر کے اطراف میں بُت نصب کیے اور ان بتوں کے آگے قربانیاں کرنے لگے، یوں انھوں نے ہمارے اور اس گھر کے درمیان دیوار حائل کردی، وہ نجس اور مشرک بھی ہیں، یہی یا اسی طرح کے الفاظ انھوں نے کہے، غرض تبع ان کی بات کی سچائی اور خلوص وخیر خواہی کا معترف ہوگیا۔ ہُذیل کے مذکورہ لوگوں کو بلوایا، ان کے ہاتھ کاٹ دیے اور خود آگے چلا۔ یہاں تک کہ مکہ میں آیا۔ اور بیت اللہ کا طواف کیا، اس کے پاس اونٹ ذبح کیے اور سر منڈوایا، اس عام روایت کے مطابق جو لوگوں میں مشہور ہے۔ وہ مکہ میں چھ روز رہا۔ ان دنوں میں لوگوں کے لیے جانور ذبح کیا کرتا۔ وہاں کے رہنے والوں کو کھانا کھلاتا۔ اور شہد پلاتا رہا۔

بیت اللہ کے لیے غلاف

اسے خواب میں بتایا گیا، بیت اللہ پر غلاف چڑھائے۔ چنانچہ اس نے بیت اللہ پہ ٹاٹ[1] کا غلاف چڑھایا۔ پھر اسے بتایا گیا کہ

---

[1] اصل میں لفظ خصف ہے، جس کا مطلب ہے ایسی چیز جو کھجور کے پتوں اور ریشوں سے تیار ہوئی ہو۔ موٹے کپڑے کے لیے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔

اس سے بہتر غلاف چڑھائے تو اس نے اس پر معافر[1] کا غلاف چڑھایا، پھر اسے بتایا گیا کہ اس سے بہتر غلاف چڑھائے۔ چنانچہ اس نے ملاء[2] اور وصائل[3] کا غلاف چڑھایا۔ عرب کے خیال کے مطابق تبع پہلا شخص ہے جس نے بیت اللہ پر غلاف چڑھایا اور اس کے منتظمین کو، جو بنی جرہم سے تھے (ہمیشہ غلاف چڑھاتے رہنے کی) وصیت کی۔ نیز حکم دیا کہ حرم کو پاک صاف رکھیں اور خون مردار، نجس، چیتھڑے اس کے نزدیک نہ آنے دیں، اس کے لیے دروازہ بھی بنوایا اور قفل وکلید کا انتظام بھی کیا۔

سُبَیعہ کے اشعار سُبَیعہ بنت الاحب (بن زبینۃ بن جذیمۃ بن عوف بن نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن خصفۃ بن قیس بن عیلان) نے، جو عبد مناف بن کعب بن سعد بن تیم بن مرّۃ بن کعب بن لؤیّ بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانۃ) کی زوجیت میں تھی اشعار ذیل کہے، ان میں اپنے بیٹے کو، جن کا نام خالد تھا۔ اور جو عبد مناف ہی سے تھا، مخاطب کر کے حرمت مکہ کی عظمت جتائی ہے، اسے حرم میں بغاوت کرنے سے منع کیا ہے اور تبع اور اس کا عجز و انکسار اور کعبۃ اللہ کے لیے جو جو کام اس نے کیے تھے، ان کا ذکر کیا ہے۔

اَبُنَیَّ لَا تَظْلِمْ بِمَكَّةَ، لَا الصَّغِيرَ وَلَا الْكَبِيرَ

اے میرے پیارے بیٹے! مکہ میں ظلم وستم نہ کر۔ نہ چھوٹوں پر اور نہ بڑوں پر۔

وَاحْفَظْ مَحَارِمَهَا، بُنَيَّ وَلَا يَغُرَّنْكَ الْغُرُورُ!

بیٹے! اس کی قابل عظمت چیزوں کی حفاظت کر۔ دیکھ، کہیں تجھے غلط باتیں دھوکے میں نہ ڈال دیں

اَبُنَيَّ، مَنْ يَظْلِمْ بِمَكَّةَ يَلْقَ اَطْرَافَ الشُّرُورِ

بیٹے! جو شخص مکہ میں ظلم کرتا ہے۔ اسے انتہائی برے نتائج بھگتنے پڑتے ہیں۔

اَبُنَيَّ، يُضْرَبْ وَجْهُهُ وَيَلُحْ بِخَدَّيْهِ السَّعِيرُ

بیٹے! ایسے شخص کے منہ پر مار پڑے گی اور بھڑکتی آگ اس کے نرم ونازک رخساروں کی شکل بگاڑ دے گی۔

اَبُنَيَّ قَدْ جَرَّبْتُهَا فَوَجَدْتُ ظَالِمَهَا يَبُورُ

بیٹے! میں نے اسے بہت آزمایا ہے۔ اس میں ظلم کرنے والے کو ہلاک ہوتے ہی پایا ہے۔

---

[1] معافر یمن کے ایک شہر کا نام ہے۔ اس کی طرف ایک خاص قسم کا کپڑا منسوب تھا۔

[2] ملاء اس چادر کو کہتے ہیں جس میں دو پاٹ ملا کر سیے گئے ہوں۔

[3] وصائل بھی ایک عمدہ قسم کا کپڑا ہے (یمنی)، جو یمن سے آتا ہے۔

اللهُ اٰمَنَهَا وَمَا   بُنِيَتْ بِعَرْصَتِهَا قُصُوْر

اے اور اس کے صحن میں جتنے محل بنائے گئے ہیں۔ اللہ نے انھیں امن و امان عنایت فرمایا ہے۔

وَاللهُ اٰمَنَ طَيْرَهَا   وَالْعُصْمُ تَاْمَنُ فِیْ ثَبِیْر

اللہ نے اس کے پرندوں کو بھی امن و امان عطا فرمایا ہے۔ اور کوہ ثبیر میں ہرنیاں بھی امن و امان سے رہتی ہیں۔

وَلَقَدْ غَزَاهَا تُبَّعٌ   فَكَسَا بَنِيَّتَهَا الْحَبِيْر

اور بے شک تبع نے اس عظمت والے گھر کا قصد کیا ہے۔ (اس کی زیارت کے لیے آیا ہے)
اور اس کی عمارت پر نیا، نرم اور منقش غلاف چڑھایا ہے۔

وَاَذَلَّ رَبِّیْ مُلْكَهٗ   فِيْهَا فَاَوْفٰى بِالنُّذُوْر

اور میرے پروردگار نے ملک کو اس کا مطیع و فرمانبردار بنا دیا تو اس نے اس میں نذریں گزرانیں۔

يَمْشِیْ اِلَيْهَا حَافِيًا   بِفِنَائِهَا اَلْفَا بَعِيْر

(دیکھا گیا کہ) وہ اس گھر کی جانب ننگے پاؤں جا رہا ہے اور اس گھر کے صحن میں دو ہزار اونٹ (قربانی اور مہمانوں کی ضیافت کے لیے) موجود ہیں۔

وَيَظَلُّ يُطْعِمُ اَهْلَهَا   لَحْمَ الْمَهَارِیْ وَالْجُزُوْر

اور وہ وہاں رہنے والوں کو اعلیٰ درجے کے اونٹوں اور دوسرے ذبح کرنے کے قابل جانوروں کا گوشت کھلائے جا رہا ہے۔

يَسْقِيْهِمُ الْعَسَلَ الْمُصَفّٰى   وَالرَّحِيْضَ مِنَ الشَّعِيْر

وہ انھیں چھنا ہوا شہد اور دھوئی ہوئی پاک صاف آش جو پلائے جا رہا ہے۔

وَالْفِيْلُ اَهْلَكَ جَيْشَهٗ   يُرْمَوْنَ فِيْهَا بِالصُّخُوْر

اور ہاتھی والا لشکر برباد کر دیا گیا اور دیکھنے والے دیکھ رہے تھے کہ ان پر اس بستی میں چٹانیں برس رہی ہیں۔

وَالْمُلْكُ فِیْ اَقْصَى الْبِلَادِ وَفِی الْاَعَاجِمِ وَالْجَزِيْر

اور اس کے بادشاہ کو کہ سے دور دراز شہروں اور بیرون عرب ملکوں اور جزیروں میں ہلاک کر دیا گیا۔

فَاسْمَعْ إِذَا حُدِّثْتَ وَافْهَمْ   كَيْفَ عَاقِبَةُ الْأُمُوْر

جو کچھ تجھ سے بیان کیا گیا، اسے سن، اور انجام کار کیا ہوگا، اسے سمجھ لے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ اشعار مقید ہیں اور مقید ان اشعار کو کہتے ہیں، جنھیں رفع، نصب، جر کوئی اعراب نہیں دیا جاتا (یعنی ان پر وقف کیا جاتا ہے) پھر (تبع نے)، جو لاؤ لشکر تھا، اسے اور ان دونوں عالموں کو لے کر یمن کا رخ کیا اور مکہ سے چلا گیا۔ جب یمن میں داخل ہوا تو اپنی قوم کو اس مذہب کی طرف دعوت دی، جس میں وہ خود داخل ہو چکا تھا، انھوں نے اس کی دعوت قبول کرنے سے انکار کیا اور اس سے کہا کہ فیصلۂ ثالثی کے لیے اس آگ کی طرف رجوع کیا جائے، جو یمن میں تھی۔

دعوتِ حق اور آگ کی تحکیم

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے ابو مالک بن ثعلبہ بن ابو مالک القرظی نے ابراہیم بن محمد بن طلحۃ بن عبید اللہ کی روایت سے بیان کیا کہ تبع جب یمن میں داخل ہونے کے قریب ہوا تو بنی حمیر نے اسے داخلے سے روکا۔ انھوں نے کہا جب تک ہم ہیں، تو اس بستی میں داخل نہ ہو سکے گا۔ یعنی ہم تجھے اس بستی میں داخل نہ ہونے دیں گے کیونکہ تو نے ہمارے دین سے علٰحدگی اختیار کر لی ہے۔ اس نے انھیں اپنے دین کی دعوت دی اور کہا، یہ دین تمھارے دین سے بہتر ہے، انھوں نے کہا اچھا تو پھر آگ کے فیصلۂ ثالثی کو تسلیم کر، اس نے کہا، بہت اچھا۔

ابن اسحٰق نے کہا: اہل یمن کے خیال کے مطابق ان کے ملک میں ایک آگ تھی، جو مختلف امور میں ان کے مابین ثالثی فیصلہ صادر کیا کرتی تھی۔ ظالم کو کھا جاتی اور مظلوم کو کچھ ضرر نہ پہنچاتی، آخر اس کی قوم اپنے بتوں اور ان چیزوں کے ساتھ نکلی، جن کے ذریعے سے وہ لوگ اپنے دین میں تقرب خداوندی حاصل کرنے کا دعوے رکھتے تھے۔ اور دونوں یہودی عالم بھی اپنی گردنوں میں کتابیں حمائل کیے ہوئے نکلے، حتیٰ کہ سب کے سب اس مقام پر جا بیٹھے، جہاں سے وہ آگ نکلا کرتی تھی۔ پس وہ آگ نکلی، جب ان کی طرف بڑھی تو وہ اس سے کترانے لگے اور خوفزدہ ہو گئے۔ جو لوگ وہاں موجود تھے، انھوں نے انھیں ابھارا، اور صبر کی ترغیب دی، وہ جمے رہے، یہاں تک کہ آگ ان پر چھا گئی۔ بتوں کو نیز سارے سامانِ تقرب کو جو ان کے ساتھ تھا، اور ان حمیری لوگوں کو، جو سامان کے حامل تھے، کھا گئی۔ دونوں یہودی عالم گردنوں میں کتابیں حمائل کیے پیشانی سے پسینہ ٹپکاتے ہوئے باہر نکل آئے اور آگ نے انھیں کچھ ضرر نہ پہنچایا پھر کیا تھا، سب کے سب حمیری تبع کے مذہب پر متفق ہو گئے، اسی وقت سے اور اسی واقعے کے سبب یمن میں یہودیت کی بنیاد پڑ گئی۔

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے ایک بیان کرنے والے نے بیان کیا کہ دونوں یہودی عالم اور حمیریوں میں سے جو لوگ نکلے تھے، انھوں نے اس آگ کا اس لیے پیچھا کیا تھا کہ اسے لوٹا دیں۔ انھوں نے کہا تھا، جس نے اسے لوٹا دیا، وہی حق سے زیادہ قریب ہے۔ پس چند حمیری مجتت ساتھ لے کر اسے لوٹانے کے لیے اس کے پاس گئے۔ وہ آگ بھی ان سے قریب ہوئی کہ انھیں کھا جائے۔ لیکن وہ اس سے کترا کر نکل گئے اور اسے لوٹا نہ سکے۔ اس کے بعد وہ دونوں عالم اس کے پاس گئے اور تورات پڑھنے لگے۔ وہ آگ ان کے پاس سے پیچھے ہٹنے لگی، یہاں تک کہ ان دونوں نے اسے اس مقام تک ہٹا دیا جہاں سے وہ نکلی تھی۔ آخر حمیریوں نے بالاتفاق ان دونوں کے مذہب پر بیعت کر لی۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ ان دونوں میں کونسی بات صحیح تھی؟

قصۂ رئام

ابن اسحٰق نے کہا، اہل یمن ایک معبد کی، جس کا نام رئام تھا، بہت عزت کرتے تھے اس کے پاس قربانیاں بھی کی جاتی تھیں اور وہاں استخارہ[1] بھی کرتے تھے۔ کیونکہ وہ مشرک تھے یہودی عالموں نے تبع سے کہا کہ یہ تو شیطان ہے، جو لوگوں کو اس ذریعے سے فتنے میں ڈال رہا ہے تو ہمارے اور اس کے درمیان نہ آ۔ اس نے کہا، اس کے ساتھ تم جو چاہو، کرو۔ یمن والوں کے دعوے کے مطابق ان دونوں نے اس میں سے ایک کالا کتا نکال کر اسے ذبح کر ڈالا اور معبد کو ڈھا دیا مجھے بتایا گیا ہے کہ وہاں جو خون بہایا جاتا تھا، یعنی جو قربانیاں کی جاتی تھیں، ان کے نشان آج تک موجود ہیں۔

---

[1] عام طریقہ یہ تھا کہ معبد میں جاتے تو پوچھتے، فلاں کام کرنا چاہیے یا نہیں؟ مبہم اور ذو معنی جواب ملتا۔ اس سے اپنی مرضی کے مطابق بات نکال لیتے۔ نہ صرف عرب، بلکہ یونان اور تقریباً ہر جگہ یہ طریقہ رائج تھا۔ انگریزی میں اسے آریکل oracle کہتے ہیں۔

باب ۵

حسّان بن تبان

قتل کی وجہ پھر جب اس کا بیٹا حسان بن تبان اسعد ابوکرب حاکم ہوا تو سرزمین عرب و عجم کی پامالی کے ارادے سے یمن والوں کو لے کر نکلا۔ یہاں تک کہ جب وہ عراق میں ایک مقام پر پہنچا۔ ابن ہشام نے کہا: بحرین میں پہنچا تو حمیریوں اور یمن کے چند قبیلوں نے اس کے ساتھ جانا پسند نہ کیا۔ بلکہ اپنے شہروں اور گھر والوں کی طرف لوٹ جانا چاہا۔ اور اس کے بھائی عمرو سے جو لشکر میں تھا، سازش کی، کہا، تو اپنے بھائی حسان کو مار ڈال تو ہم تجھے اپنا حاکم بنالیں گے۔ اور ہمارے ساتھ ہمارے شہروں کی جانب لوٹ چل۔ عمرو نے ان کی یہ بات قبول کرلی اور ذورُعین حمیری کے سوا سب کے سب اس پر متفق ہو گئے۔ ذورعین نے اس بات سے روکا۔ مگر عمرو نے ذورعین کی ایک نہ مانی۔

ذورُعین کے اشعار اسی موقع پر ذورُعین نے کہا:

اَلَا مَنْ یَشْتَرِیْ سَهَرًا بِنَوْمٍ ۔۔۔ سَعِیْدٌ مَنْ یَبِیْتُ قَرِیْرَ عَیْنٍ

کیا تو نے غور نہیں کیا کہ جو شخص چین کی نیند کے بجائے بے چینی اور بیداری خرید رہا ہے،

نیک بخت ہے یا جو شگفتہ جبین سے رات بسر کر رہا ہے؟ یعنی دیکھو، اپنے بھائی کو قتل کر کے تم چین سے نہ رہو گے۔

فَاِمَّا حِمْیَرُ غَدَرَتْ وَ خَانَتْ ۔۔۔ فَمَعْذِرَةُ الْاِلٰهِ لِذِیْ رُعَیْنٍ

اگر حمیریوں نے خیانت اور بے وفائی کی تو ذورعین کے لیے تو اللہ تعالیٰ کے پاس معقول عذر ہے۔

پھر اس نے یہ دونوں شعر ایک چھٹی میں لکھے اور اسے سربمہر کر کے عمرو کے پاس لایا، اس نے کہا۔ میری یہ تحریر آپ اپنے پاس رکھ لیجیے، چنانچہ اس نے رکھ لی۔ اس کے بعد عمرو نے اپنے بھائی حسان کو قتل کر ڈالا۔ اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے، انھیں لے کر یمن کی طرف چلا گیا۔ حمیریوں میں سے ایک شخص نے کہا ہے:

لَاهِ عَیْنَا الَّذِیْ رَاٰی مِثْلَ حَسَّا ۔۔۔ نَ قَتِیْلًا فِیْ سَالِفِ الْاَحْقَابِ

ایسے شخص کی آنکھیں کیا خوش نصیب ہیں، جس نے گذشتہ ہزاروں صدیوں میں مقتول حسان جیسے کسی شخص کو دیکھا ہو۔

قَتَلَتْہُ مَقَاوِلُ خَشْیَۃَ الْحَبْسِ   غَدَاۃً قَالُوْا لَبَابِ لَبَابِ

رؤسائے سلطنت نے اسے مار ڈالا۔ جس روز وہ جوش میں آکر، کچھ خوف نہیں، کچھ خوف نہیں، کہہ رہے تھے۔

مَیِّتُکُمْ خَیْرُنَا وَحَیُّکُمْ رَبٌّ   عَلَیْنَا وَکُلُّکُمْ اَرْبَابِیْ

تم میں کا، مرا ہوا (حسان)، تو ہم میں کا بہترین تھا۔ اور تم میں کا زندہ (عمرو)، بھی ہماری پرورش و سرپرستی کرنے والا ہے۔ تم سب کے سب میرے آن داتا ہو۔

عمرو کی ندامت و ہلاکت

ابن اسحٰق نے کہا، جب عمرو بن تبان یمن میں آیا تو اس کی نیند اڑ گئی، اور وہ بے خوابی میں مبتلا ہو گیا، جب وہ اس سے تنگ آگیا تو طبیبوں، ماہر کاہنوں اور نجومیوں سے دریافت کیا کہ اسے کیا ہو گیا ہے۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا۔ خدا کی قسم! جس کسی نے کبھی اپنے بھائی یا اپنے کسی رشتہ دار کو تیری طرح ناحق قتل کیا ہے، اس کی نیند بھی اسی طرح اڑ گئی ہے۔ اور بے خوابی میں مبتلا ہو گیا ہے۔ جب اس سے یہ بات کہی گئی تو اس نے یمن کے رؤسا میں سے ہر اس شخص کو قتل کرنا شروع کیا۔ جس نے اس کے بھائی حسان کو قتل کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ یہاں تک کہ ذورعین کے پاس بھی پہنچا۔ اس نے کہا۔ تیرے پاس ایک ایسی چیز ہے، جو میرے لیے برأت کا سبب ہے۔ پوچھا وہ کیا؟ جواب ملا۔ وہ تحریر، جو میں نے تجھے (سربمہر) دی ہے۔ وہ تحریر نکالی تو کیا دیکھتا ہے کہ اس میں وہ دو شعر لکھے ہیں (جو اوپر نقل ہو چکے ہیں)، چنانچہ اسے چھوڑ دیا۔ کیونکہ اسے معلوم ہو گیا کہ اس نے پہلے ہی نصیحت کر دی تھی۔ (اس کے بعد جب) عمرو مر گیا تو حمیری حکومت زیر و زبر ہو گئی۔ اور آپس میں پھوٹ پڑ گئی۔

باب ۶

یمن پر ذونواس کا تسلط

حمیری کے اشعار

لخنیعة ذوشناتر اس وقت حمیریوں میں کا ایک شخص، جو خاندان شاہی سے نہ تھا۔ اور اسے "لخنیعة ینوف ذوشناتر" کہا جاتا تھا، یمن پر مسلط ہو گیا۔ اس نے بہترین لوگوں کو قتل کیا اور شاہی گھرانے کے لوگوں کو بے حقیقت بنادیا۔ حمیریوں میں کے ایک کہنے والے نے لخنیعة سے کہا:

تُقَتِّلُ اَبْنَاهَا وَتَنْفِي سَرَاتَهَا ... وَتَبْنِي بِاَيْدِيهَا لَهَا الذُّلَّ حِمْيَرُ

بنی حمیر کا یہ حال ہے کہ وہ خود اپنے قبیلے کے بچوں کو قتل اور اپنے اعلیٰ افراد کو جلاوطن کر رہے ہیں اور اپنے لیے اپنے ہاتھوں ذلت کی بنا ڈال رہے ہیں۔

تُدَمِّرُ دُنْيَاهَا بِطَيْشِ حُلُوْمِهَا ... وَمَا ضَيَّعَتْ مِنْ دِيْنِهَا فَهُوَ اَكْثَرُ

وہ اپنی کم عقلی سے اپنی دنیا بھی تباہ کر رہے ہیں اور دین بھی، اور انھوں نے اپنے دین کی جو بربادی کی ہے، وہ تو بہت ہی زیادہ ہے۔

كَذَاكَ الْقُرُوْنُ قَبْلَ ذَاكَ بِظُلْمِهَا ... وَاِسْرَافِهَا تَاْتِي الشُّرُوْرَ فَتَخْسَرُ

اس سے پہلے گذشتہ زمانے والوں کی بھی یہی حالت رہی ہے کہ وہ اپنے ظلم اور زیادتی سے بدکاریاں کرتے اور نقصان اٹھاتے رہے۔

لخنیعة کا کردار اور انجام

لخنیعة ایک بدکار شخص تھا، عمل قوم لوط میں مبتلا تھا، شاہی خاندان کے لڑکوں میں سے کسی نہ کسی کو بلواتا اور اپنے ایک بالاخانے میں، جو اس نے اسی لیے بنوایا تھا، اس سے بدفعلی کرتا۔ تاکہ اس کے بعد پھر وہ حکومت نہ کر سکے۔ پھر اس بالاخانے سے اپنے نگہبانوں اور اس لشکر کو، جو وہاں موجود ہوتا، مسواک منہ میں رکھ کر جھانکتا تاکہ انھیں اس امر سے مطلع کر دے، وہ کام سے فارغ ہو چکا ہے۔ یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ حسان کے بھائی تبان اسعد کے بیٹے زرعہ ذونواس کو بلوایا جو حسان کے قتل کے وقت کم سن تھا۔ پھر جب وہ جوان ہوا تو بہت ہی حسین وجمیل اور شکیل وعقیل نکلا۔ جب لخنیعة کا پیامبر ذونواس کے پاس آیا۔ وہ اصل ارادے کو

بھانپ گیا، جو اس کے متعلق لخنیعۃ کے پیش نظر تھا۔ اس نے ایک نئی پتلی چھری لی، اسے اپنے جوتے اور پاؤں کے درمیان چھپالیا۔ اور لخنیعۃ کے پاس پہنچ گیا۔ پھر جب خلوت میں لخنیعہ، ذونواس کی جانب تیزی سے بڑھا تو ذونواس نے اس پر سبقت کی۔ اور چھری بھونک کر مار ڈالا۔ پھر اس کا سر کاٹا اور اس روشندان میں رکھ دیا جس میں سے جھانکا کرتا تھا۔ مسواک بھی اس کے منہ میں رکھ دی۔ اور باہر نکل آیا، لوگوں نے اس سے کہا، اے ذونواس! تر ہے یا خشک؟ اس نے کہا، عنقریب محافظ جان لیں گے کہ ذونواس تر ہے یا خشک؟

پھر ان لوگوں نے روشن دان کی جانب دیکھا تو معلوم ہوا کہ لخنیعہ کا سر کٹا ہوا رکھا ہے۔ انھوں نے ذونواس کا تعاقب کیا، یہاں تک کہ وہ اس سے جا ملے۔ اور کہا، چونکہ تو نے ہمیں اس پلید سے نجات دلائی ہے، اس لیے ہم پر تیرے سوا کسی اور کی حکومت مناسب نہیں۔

ذونواس کی حکومت

پھر انھوں نے اسے اپنا بادشاہ بنالیا۔ تمام حمیری اور یمن کے سب قبائل اس کی حکومت پر متفق ہو گئے۔ یہی شاہان حمیر کا آخری بادشاہ اور یہی خندقوں والا ہے۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں اصحاب الاخدود کے الفاظ سے فرمایا گیا ہے۔ اور یوسف کے نام سے مشہور تھا۔

اسی یوسف کے زمانہ حکومت میں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے دین کے باقی لوگوں کو ان کے دین کے بعض نیک اور پختہ عقیدہ لوگوں نے، جن کا سردار عبداللہ بن ثامر نامی ایک شخص تھا۔ انجیل پر قائم رکھا اور نجران میں بھی یہی حال رہا۔ سچ تو یہ ہے کہ اس دین کی اصل و بنیاد نجران ہی میں پڑی تھی۔ جو اس زمانے میں سرزمین عرب کا بہترین خطہ تھا۔ یہاں کے تمام رہنے والے بلکہ سارے کا سارا عرب بت پرست ہی تھا۔ اور بتوں کی پرستش ہی ان کا کام تھا۔ یہ تغیر مذہب ان میں اس طرح ہوا کہ دین عیسوی کے پرانے دیندار لوگوں میں سے ایک شخص جس کا نام فیمیُون تھا، ان میں آیا اور انھیں دین عیسوی کی طرف رغبت دلائی تو انھوں نے یہ دین اختیار کر لیا۔

باب ۷

نجران میں مسیحیت کی ابتدا

فیمیون اور صالح

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے الاخنس کے مولیٰ المغیرۃ بن ابی لبید نے بروایت وہب بن منبہ یمانی نجران میں عیسوی دین کی ابتدا کا قصہ یوں بیان کیا کہ عیسے بن مریم علیہما السلام کے پرانے دین داروں میں سے ایک شخص تھا، جسے فیمیون کہا جاتا تھا، یہ شخص نیک، محنتی، دنیا سے کنارہ کش، مقبول الدعا اور سیاح تھا۔ یہ دیہات میں رہا کرتا، لیکن جب کسی بستی میں اس کی شہرت ہوجاتی تو وہاں سے کسی ایسی بستی کی جانب چلا جاتا، جہاں وہ پہچانا نہ جاتا۔ وہ اپنی محنت کی کمائی کے سوا کچھ نہ کھاتا۔ معمار تھا۔ گارے کا کام کرتا۔ اتوار کی بہت تعظیم کرتا۔ اس روز وہ کسی کام میں مشغول نہ ہوتا، بلکہ کسی ویران جنگل کی طرف نکل جاتا اور شام تک عبادت کرتا رہتا۔ راوی نے کہا، ایک دفعہ وہ شام کی بستیوں میں سے ایک بستی میں چھپے ہوئے عبادت کر رہا تھا کہ اس کی یہ حالت وہاں کے ایک شخص صالح نام نے دیکھ لی اور اس سے ایسی محبت کی کہ پہلے کسی نے نہ کی تھی۔ وہ جہاں جاتا، صالح اس کے پیچھے جاتا۔ مگر فیمیون اس کی محبت کو سمجھتا نہ تھا۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ اتوار کو ایک بے آب و گیاہ سرزمین کی طرف حسب عادت نکل چلا۔ صالح بھی اس کے پیچھے ہو گیا۔ حالانکہ فیمیون اس امر سے واقف بھی نہ تھا۔ صالح چھپ کر ایسے مقام پر بیٹھ گیا کہ وہ نظر آتا رہے۔ چھپ کر بیٹھنے کی وجہ یہ تھی کہ نہیں چاہتا تھا، فیمیون کو اس کے متعلق پتا چلے۔ جب فیمیون عبادت کرنے لگا، تو یکایک اس نے دیکھا کہ ایک بڑا سانپ، سات سر والا، اس کی طرف بڑھا۔ فیمیون نے اسے دیکھتے ہی بد دعا کی اور وہ فوراً ہی مر گیا۔ صالح نے بھی سانپ دیکھا، لیکن نہ سمجھ سکا کہ وہ مردہ ہے۔ ڈر کر ایک چیخ ماری۔ چلا کر کہا۔ فیمیون! سانپ! سانپ! فیمیون نے اس طرف کوئی التفات نہ کیا اور عبادت ہی میں مشغول رہا۔ یہاں تک کہ جب فارغ ہوا، شام ہو گئی۔ وہاں سے لوٹا تو سمجھ گیا کہ اب یہاں شہرت ہو گئی ہے اور صالح کو بھی معلوم ہو گیا کہ اس کی وہاں موجودگی کا فیمیون کو علم ہو گیا ہے۔ اس نے کہا، اے فیمیون! خدا کی قسم! تجھے معلوم ہے کہ میں تجھ سے جتنی محبت کرتا ہوں۔ اتنی کبھی کسی سے نہیں کی۔ میری آرزو ہے کہ تو جہاں رہے۔ میں بھی تیری مصاحبت میں رہوں۔ فیمیون نے کہا، جیسی تمھاری مرضی۔ مگر

میری حالت سے تو تو واقف ہے۔ پھر اگر اپنے خیال میں تو اسے برداشت کر سکتا ہے تو بسم اللہ، بہت اچھا ہے۔ پس صالح اس کے ساتھ ہو لیا۔ اب بستی والے بھی اس کی حالت کو جاننے لگے تھے۔

دُعا و شفا

اس کی یہ حالت تھی کہ جب کوئی خدا کا بندہ اس کے پاس آجاتا اور اس پر کوئی آفت ہوتی، تو وہ اس کے لیے دعا کرتا اور اسے فوراً شفا ہو جاتی۔ اور جب کوئی اپنے گھر بلواتا تو وہ اس کے پاس کبھی نہ جاتا۔ بستی والوں میں سے ایک شخص کے ایک معذور لڑکا تھا۔ اس نے فیمیون کا حال دریافت کیا تو لوگوں نے اس سے کہا، وہ کبھی کسی بلانے والے کے پاس نہیں جاتا اور اجرت پر لوگوں کے پاس معماری کیا کرتا ہے۔ آخر وہ شخص اپنے اس اندھے لڑکے کے پاس گیا اور اسے اپنے حجرے میں لٹاکر ایک کپڑا اُڑھا دیا۔ پھر فیمیون کے پاس آیا اور اس سے کہا، اے فیمیون! میں اپنے گھر میں کچھ بنوانا چاہتا ہوں۔ میرے ساتھ وہاں چل تاکہ تو اس گھر کو دیکھ لے۔ اس کی تعمیر کے شرائط کا تصفیہ کر لوں گا۔ وہ اس کے ساتھ روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ اس کے حجرے میں داخل ہو گیا اور پوچھا، اس گھر کی کونسی چیز بنوانا چاہتے ہو۔؟ کہا فلاں فلاں چیزیں۔ پھر اس شخص نے اثنائے گفتگو میں اس بچے پر سے کپڑا کھینچ لیا۔ اور اس سے کہا۔ فیمیون! یہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہے، اُس پر جو آفت ہے، وہ تو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں؛ اس کے لیے اللہ سے دعا کیجیے۔ فیمیون نے اس کے لیے دعا کی تو وہ لڑکا تندرست ہو کر اس طرح اٹھ کھڑا ہوا، گویا کوئی تکلیف تھی ہی نہیں اور فیمیون کو معلوم ہو گیا کہ اب وہ مشہور ہو چکا ہے۔ آخر وہ اس بستی سے بھی چلا گیا۔ صالح بھی اس کے ساتھ ہو لیا۔ وہ اپنے اس سفر میں شام کے ایک مقام پر ایک بڑے درخت کے پاس سے گزر رہا تھا کہ اس میں سے ایک شخص نے آواز دی، کہا فیمیونؑ؟ اس نے کہا ہاں! پھر آواز آئی: میں تیرا انتظار ہی کر رہا تھا اور ابھی دل میں کہہ رہا تھا کہ وہ کب آئے گا کہ میں نے تیری آواز سن لی اور جان لیا کہ تو وہی ہے۔ اب تو مجھ سے جدا نہ ہو، جب تک میرا انتظام نہ کر دے، کیونکہ میں اب مرنے والا ہوں۔ راوی نے کہا کہ وہ آخر مر گیا اور اسی نے اس کا سب کچھ انتظام کر دیا۔ یہاں تک کہ اسے دفن بھی کر دیا۔ پھر وہاں سے چلا اور صالح نے بھی اس کی پیروی کی، حتیٰ کہ دونوں سرزمین عرب میں پہنچے۔

غلامی اور کرامت

وہاں ان پر لوگوں نے ظلم اور زیادتی کی۔ عربوں کے ایک قافلے نے انھیں پکڑ لیا اور غلام بنا کر نجران میں بیچ ڈالا۔ نجران والے ان دنوں عرب کے ہم مذہب تھے۔ اور ہر اس درخت کی پوجا کرنے لگتے جو ان کے پاس بہت لمبا ہوتا۔ سالانہ میلا کیا کرتے اور اس میلے میں قسم قسم کے خوشنما کپڑے، جو انھیں میسر ہوتے اور عورتوں کے زیور اس کھجور کے پیڑ کو پہناتے، سب کے سب اس کے پاس جمع ہوتے اور سارا دن اسی میں لگے رہتے۔ فیمیون کو ان کے ایک معزز شخص نے خریدا،

اور صالح کو دوسرے نے۔ فیمیون جب اس گھر میں جس میں اس کے مالک نے اسے رکھا تھا، رات کو عبادت کرتا تو بغیر کسی چراغ کے اس کی خاطر وہ گھر روشن ہو جاتا۔ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔ جب یہ حال اس کے مالک نے دیکھا تو یہ کیفیت اسے اچھی معلوم ہوئی، آخر مالک نے فیمیون سے اس کے مذہب کے بارے میں پوچھا تو اس نے پورے حالات سنا دیے۔ پھر مالک سے کہا، تم لوگ سخت غلطی میں پڑے ہو، یہ کھجور کا پیڑ نہ کوئی نقصان دیتا ہے، نہ نفع، اور اگر میں اپنے اس معبود کی بارگاہ میں، جس کی پرستش کرتا ہوں، اس پیڑ کے لیے بددعا کروں تو وہ ابھی اسے برباد کر ڈالے اور جس کی میں پرستش کرتا ہوں، وہ اللہ ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ راوی نے کہا کہ مالک نے کہا، اچھا تو بددعا کر، اگر تو نے اسے برباد کر دیا تو ہم تیرے مذہب میں داخل ہو جائیں گے۔ اور جس مذہب پر ہم چل رہے ہیں اسے چھوڑ دیں گے۔
راوی نے کہا۔ پھر تو فیمیون اٹھا۔ طہارت کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر اللہ سے درخت پر آفت آنے کی التجا کی۔ اللہ عزوجل نے ایک آندھی بھیجی۔ جس نے پیڑ کو جڑ سے اکھاڑ کر زمین پر گرا دیا۔ پھر تو نجران والوں نے اسی کے مذہب کا اتباع شروع کر دیا۔ اس کے بعد نجران والوں میں بھی وہی بدعتیں پیدا ہو گئیں، جو ان کے ہم مذہبوں کے درمیان ہر سرزمین کے اندر پیدا ہوتی رہی ہیں۔ غرض سرزمین عرب کے ضلع نجران میں نصرانیت اسی زمانے سے شروع ہوئی۔

ابن اسحٰق نے کہا: یہ روایت وہب بن مُنَبِّہ نے نجران والوں سے سُن کر بیان کی۔

باب ۳

اصحابُ الاُخدُودْ کا واقعہ

فیمیون اور ابن الثّامر ابن اسحٰق نے کہا: یزید بن زیاد نے محمد بن کعب القرظی کی روایت سے بیان کیا۔ اور بعض اہل نجران نے اپنے ہم وطنوں ہی سے روایت کی ہے۔ کہ نجران والے مشرک تھے۔ اور بت پرستی کیا کرتے تھے۔ اطراف کی بستیوں میں جو نجران سے قریب ہی تھیں، ایک جادوگر رہا کرتا تھا، جو نجران والوں کے لڑکوں کو سحر کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ نجران سے مراد وہ بڑی بستی ہے، جو وہاں کے لوگوں کا مرکز تھی۔ جب فیمیون وہاں آیا (نجران والوں نے اس کا نام بیان نہیں کیا بلکہ انھوں نے صرف اسی قدر کہا کہ وہاں ایک شخص آیا، البتہ وہب بن منبہ نے اس کا نام فیمیون بتایا ہے) تو اس نے نجران اور اس بستی کے درمیان، جس میں جادوگر رہا کرتا تھا، خیمہ ڈالا۔ نجران والے اپنے لڑکوں کو اس جادوگر کے پاس بھیجا کرتے تھے۔ ثامر نے بھی اپنے بیٹے عبداللہ بن ثامر کو نجران والوں کے لڑکوں کے ساتھ اس کے پاس بھیجا۔ جب وہ خیمے کے پاس سے گزرتا تو خیمے والے کی عبادت اور نماز، جیسے وہ آتے جاتے دیکھا کرتا تھا، بہت پسند کرتا تھا۔ بعض اوقات اس کے پاس بیٹھ جاتا اور جو کچھ اس کے منہ سے نکلتا، اسے سنتا رہتا۔ یہاں تک کہ اس نے اسْلام[1] اختیار کر لیا اور اللہ کو ایک ماننے اور اس کی عبادت کرنے اور اس سے قوانین اسلام دریافت کرنے لگا۔ آخر جب اس نے خوب مہارت حاصل کر لی تو اسم اعظم کے متعلق اس سے دریافت کیا۔ کیونکہ وہ اسم اعظم جانتا تھا۔ لیکن اس سے اسے پوشیدہ رکھا تھا۔ اس نے کہا، بچہ! تو اسے برداشت نہ کر سکے گا۔ تیری کمزوری کے سبب اس کی برداشت میں تیرے لیے خطرہ محسوس کرتا ہوں۔ عبداللہ کا باپ ثامر صرف اتنا جانتا تھا کہ اس کا بیٹا جادوگر کے پاس اسی طرح جاتا آتا ہے، جس طرح دوسرے لڑکے جاتے آتے ہیں۔

اسم اعظم کی دریافت جب عبداللہ نے دیکھا کہ دوست نے اسم اعظم کے متعلق کنجوسی کی۔ اور

---

[1] واضح رہے کہ یہاں "اسلام" سے مراد "دین حق" ہے، جو ہمیشہ ایک رہا۔ سب سے آخر میں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس دین کو کامل کیا۔ اور اب اسلام صرف وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا اور جس کی تعلیم پاک کا صحیفہ قرآن مجید ہے۔

میری کمزوری کی وجہ سے اس کے بتانے میں اندیشے کا اظہار کیا ہے، تو اس نے چند تیر لیے اور اللہ تعالیٰ کے جتنے نام اسے معلوم تھے، ایک ایک تیر پر لکھتا گیا اور کوئی نام باقی نہ چھوڑا۔ ہر نام کے لیے ایک ایک تیر مخصوص کیا، یہاں تک کہ جب اس نے تمام نام مکمل کر لیے تو آگ سلگائی اور انھیں ایک ایک کر کے اس آگ میں ڈالنے لگا۔ یہاں تک کہ جب اسم اعظم کی نوبت آئی اور اسے بھی تیر کے ساتھ آگ میں ڈالا۔ تو تیر اچھل گیا اور آگ سے نکل پڑا۔ آگ اسے نقصان نہ پہنچا سکی۔ اس نے وہ تیر لے لیا پھر اپنے دوست کے پاس جا کر اسے خبر دی کہ میں نے اسم اعظم معلوم کر لیا ہے، جسے آپ نے چھپایا تھا فیمیون نے اس سے پوچھا۔ وہ کیا ہے؟ اس نے کہا، فلاں اسم ہے، پوچھا تو نے اسے کیونکر معلوم کیا؟ اس نے جو کچھ کیا تھا، اس کی پوری تفصیل سنائی۔ فیمیون نے کہا۔ بچہ! تو نے ٹھیک نشانے پہ تیر لگایا یہ بات دل ہی میں رکھ، لیکن مجھے امید نہیں کہ تو دل میں رکھے گا۔

نجران میں تبلیغ مسیحیت

اب عبداللہ بن ثامر کی حالت یہ ہو گئی۔ کہ جب نجران میں جاتا تو جس کسی ضرر رسیدہ شخص سے ملتا، کہتا، اے اللہ کے بندے! کیا تو اللہ کو ایک مانے گا۔ اور میرے دین میں داخل ہو جائے گا؟ میں اللہ سے دعا کروں اور وہ تجھے اس بلا سے جس میں تو مبتلا ہے، نجات دے۔ وہ کہتا، بہت اچھا۔ پھر وہ اللہ کو ایک ماننے لگتا اور اسلام اختیار کر لیتا، یہ اس کے لیے دعا کرتا اور اسے شفا ہو جاتی۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ نجران میں کوئی ضرر رسیدہ نہ رہا۔ جس کے پاس وہ نہ آیا ہو۔ اور اسے اپنے مذہب کا پیرو نہ بنا لیا ہو۔ اس نے جس کسی کے لیے دعا کی، اسے شفا ہو گئی۔ حتیٰ کہ اس کی اس کیفیت کی اطلاع شاہ نجران کو بھی ہو گئی۔ اس نے اسے بلایا، اور کہا۔ تو نے میری بستی والوں کو میرے خلاف کر دیا اور بگاڑ دیا۔ میرے مذہب اور میرے باپ دادوں کے مذہب کی مخالفت کی۔ میں تجھے عبرتناک سزا دوں گا۔ اس نے کہا۔ "تو جس بات کا دعوے کر رہا ہے وہ نہیں کر سکتا۔" راوی نے کہا، اس نے اسے مختلف سزائیں دینی شروع کیں۔ کبھی تو اسے اونچے پہاڑ پر بھیج دیتا اور وہاں سے سر کے بل گرا دیا جاتا۔ وہ زمین پہ جا پڑتا اور اسے کچھ ضرر نہ ہوتا، کبھی نجران کے بعض گہرے پانیوں کی طرف روانہ کرتا، وہ ایسے تھے کہ ان میں جو چیز جا پڑتی، وہ تباہ و برباد ہو جاتی۔ اسے ان پانیوں میں ڈال دیا جاتا۔ پھر بھی وہ ان سے نکل آتا۔ اور اسے کوئی نقصان نہ ہوتا۔ پھر جب بادشاہ عبداللہ کو بہت ستانے لگا تو اس نے کہا۔ "اللہ کی قسم! تو میرے قتل پہ ہرگز قابو نہ پا سکے گا جب تک اللہ تعالیٰ کی یکتائی کو مان نہ لے اور میں جس پہ ایمان لایا ہوں۔ تو بھی اس پر ایمان نہ لائے۔ ہاں! اگر تو نے توحید و ایمان اختیار کر لیا تو تجھے مجھ پر غلبہ حاصل ہو گا۔ اور مجھے قتل بھی کر سکے گا۔" راوی نے کہا۔

پھر تو اس بادشاہ نے اللہ تعالیٰ کی توحید اختیار کر لی اور عبداللہ بن ثامر کی طرح ایمان لے آیا، ایک لاٹھی سے جو اس کے ہاتھ میں تھی۔ اسے مارا۔ اس کا سر زخمی کر دیا۔ وہ زخم اگرچہ کچھ بڑا نہ تھا، لیکن اسی سے ابن ثامر ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد وہ بادشاہ بھی اسی وقت اسی جگہ مر گیا اور نجران والے عبداللہ بن ثامر کے مذہب پر متفق ہو گئے۔ عبداللہ اس مذہب پر تھا جسے عیسیٰ (علیہ السلام) نے احکام انجیل کے ذریعے سے پیش فرمایا تھا۔ پھر ان میں بھی وہی بدعتیں آگئیں، جو ان کے ہم مذہبوں میں آئی تھی۔ نصرانیت کی ابتدا نجران میں اسی وقت سے ہوئی۔

ابن اسحٰق نے کہا، یہ محمد بن کعب القرظی اور بعض نجران والوں کی روایت ہے جو عبداللہ بن ثامر کے متعلق ہے۔ واللہ اعلم ان میں کا کون سا بیان صحیح ہے؟

اُخدود کا واقعہ

پھر ذو نواس اپنے لشکر کے ساتھ نجران والوں کی طرف گیا اور انھیں یہودیت کی دعوت دی۔ ان سے کہا۔ یا تو یہودیت اختیار کرو یا مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ انھوں نے موت پسند کی۔ ذو نواس نے ان کے لیے خندقیں کھودیں۔ بہتوں کو آگ میں جلا ڈالا۔ بہتوں کو تلوار سے قتل کر ڈالا اور ان مقتولوں کی ناک کان کاٹے گئے۔ یہاں تک کہ ان میں سے تقریباً بیس ہزار شخص مار ڈالے گئے۔ اسی ذو نواس اور اس کے لشکر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل فرمائی:۔

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۙ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۙ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۙ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۙ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ (۸۵ : ۴ تا ۸)

خندق والے.... (بہت سے) ایندھن والی آگ والے، ہلاک ہو گئے جب وہ ان (خندقوں) پر بیٹھے ہوئے (تھے)، اور اس (بدسلوکی) کو دیکھ رہے تھے جو ایمان داروں کے ساتھ وہ کر رہے تھے، انھوں نے ان سے (صرف) اس بات کا بدلہ لیا کہ وہ عزت و غلبہ والے قابل مدح و ستائش اللہ پر ایمان رکھتے تھے۔

اخدود کے معنی

ابن ہشام نے کہا: "اخدود" زمین میں لمبے لمبے گڑھوں کو کہتے ہیں، جیسے خندق، نہر وغیرہ اور اس کی جمع اخادید ہے۔ ذوالرُمّہ نے (جس کا نام غیلان بن عقبہ تھا اور جو بنی عدی بن عبد مناف بن اُدّ بن طابخۃ بن الیاس ابن مضر میں کا ایک شخص تھا) کہا ہے:۔

مِنَ الْعِرَاقِيَّةِ اللَّاتِي يُحِيْلُ لَهَا ۔۔۔ بَيْنَ الْفَلَاةِ وَبَيْنَ النَّخْلِ اُخْدُوْدُ

(ممدوحہ) ان عراقی عورتوں میں سے ہے۔ جن کی خاطر جنگل اور نخلستان کے درمیان نہریں بہادی جاتی ہیں۔

اس شعر میں اخدود سے اس نے نہر مرادلی ہے اور یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔ تلوار، چھری اور کوڑے وغیرہ کا جو اثر جلد میں رہ جاتا ہے، اسے بھی اخدود کہا جاتا ہے اور اس کی جمع بھی اخادید ہی ہے۔

ابن ثامر کا قتل

ابن اسحٰق نے کہا: ذو نواس نے جن لوگوں کو قتل کیا، ان میں ان کا سردار اور امام عبداللہ بن ثامر بھی تھا۔ عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے بیان کیا کہ اہل نجران میں سے ایک شخص کو عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کے زمانے میں ضرورت پیش آئی اور اس نے نجران کے کسی کھنڈر کو کھودا تو (تمام لوگوں نے) عبداللہ بن ثامر کو اس میں کے ایک پنہاں مقام کے نیچے بیٹھا اور ہاتھ سر کے ایک زخم پر رکھے پایا۔ کیفیت یہ تھی کہ اگر اس کا ہاتھ زخم پر سے ہٹایا جاتا تو خون پھوٹ نکلتا اور جب اس کا ہاتھ چھوڑ دیا جاتا تو وہ پھر اسی زخم پر رکھ لیتا اور خون رک جاتا۔ اس کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی تھی، جس میں لکھا تھا "رَبِّیَ اللّٰہ" میرا پروردگار اللہ ہے۔ اس آدمی نے عمر بن الخطابؓ کو اس کی اطلاع تحریراً دی تو عمر (رضی اللہ عنہ) نے انھیں لکھا کہ وہ جس حال میں ہے، اسے اسی حال پر رہنے دو اور جس طرح دفن تھا۔ اسی طرح پھر دفن کر دو۔ انھوں نے ویسا ہی کیا۔

باب ۹

یمن پر اہل حبشہ کی حکومت

قیصر سے طلب امداد

ابن اسحٰق نے کہا، ایک شخص جو خاندان سَبَأ سے تھا اور دَوس ذو ثُعلبان کہلاتا تھا۔ اپنی ایک گھوڑی پر ذو نواس کے لوگوں سے چھوٹ کر نکل بھاگا۔ اور ریگستان کا راستہ لیا۔ انھیں اپنی گرفتاری سے عاجز کر دیا۔ اور سامنے جو راستہ ملا، اسی پر چلتا گیا۔ یہاں تک کہ شاہِ روم قیصر[1] کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے ذو نواس اور اس کے لشکر کے مقابلے کے لیے اس سے امداد طلب کی۔ اور ان لوگوں سے جو جو آفتیں پہنچی تھیں، ان سب کی خبر قیصر کو دی۔ اس نے کہا۔ تیرا ملک ہم سے بہت دور ہے، لیکن میں شاہ حبشہ کو تیرے لیے خط لکھ دیتا ہوں۔ کیونکہ وہ بھی اسی عیسائی مذہب کا ہے۔ اور وہ تیرے ملک سے قریب بھی ہے۔ چنانچہ قیصر نے شاہ حبشہ کے نام ایک فرمان لکھا۔ جس میں اسے حکم تھا کہ وہ دَوس کی مدد کرے۔ اور اس کا انتقام لے۔

ذو نواس کی شکست و موت

پھر دوس قیصر کا خط لے کر نجاشی کے پاس آیا تو اس نے اس کے ساتھ ستر ہزار حبشی بھیجے۔ اور انھیں میں سے ایک شخص کو ان پر افسر بنا دیا۔ جسے اَرْیاط کہا جاتا تھا۔ ابرہۃ الاَشْرَم بھی اسی لشکر میں اس کے ساتھ تھا۔ آخر ارياط سمندر کے ذریعے سے ساحل یمن پر آنازل ہوا۔ اور دوس اس کے ساتھ تھا۔ ذو نواس بھی حمیریوں اور یمن کے ان قبائل کے ساتھ، جنھوں نے اس کی اطاعت کر لی تھی، مقابلے کے لیے ارياط کی طرف چلا۔ جب دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی تو ذو نواس اور اس کے ساتھیوں نے شکست کھائی۔ ذو نواس نے جب یہ آفت دیکھی، جو اس پر اور اس کی قوم پر نازل ہوئی۔ تو اس نے گھوڑے کا رُخ سمندر کی طرف کیا اور اسے پیٹتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ وہ اسے لے کر سمندر میں داخل ہو گیا۔ پایاب پانی میں چلتا رہا۔ اسی طرح گہرے پانی میں پہنچ گیا۔ اسے اس کے اندر تہ تک پہنچا دیا۔ اور وہ سمندر میں ڈوب کر مر گیا۔ ادھر ارياط یمن میں داخل ہوا اور اس کا مالک بن گیا۔ اسی موقع پر یمن والوں میں سے ایک شخص نے اس آفت کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ جو

---

[1] اس سے مراد مشرقی رومی سلطنت کا قیصر ہے، جس کا مرکز قسطنطنیہ تھا۔

دوس نے یمن والوں پر اہلِ حبشہ کے ذریعے سے لا ڈالی تھی اور یہ (مصرع)، آج تک یمن والوں میں بطور ضرب المثل زبان زد ہے۔

لَا کَدَوْسٍ وَّلَا کَاَعْلَاقِ رَحْلِهٖ

یہ معاملہ دوس اور اس کے سفر کی مشکلوں کی طرح کا نہیں (جس کا حل نہ ہو)

ذوجدن کے اشعار اور ذوجدن حمیری نے کہا ہے:

هَوْنَكَ لَيْسَ يَرُدُّ الدَّمْعُ مَا فَاتَا لَا تَهْلِكِيْ اَسَفًا فِيْ اِثْرِ مَنْ مَاتَا

مطمئن اور چین سے رہ جو چلا گیا آنسو اسے واپس نہیں لائیں گے۔ مرے ہوئے پر افسوس کرتے ہوئے اپنے آپ کو ہلاک نہ کر۔

اَبَعْدَ بَيْنُوْنَ لَا عَيْنٌ وَّلَا اَثَرٌ وَبَعْدَ سِلْحِيْنَ يَبْنِي النَّاسُ اَبْيَاتَا

کیا قلعہ بینون وسلحین اور ان کی بنیادوں اور نشانوں کی بربادی کے بعد بھی لوگ گھر بناتے رہیں گے؟

بَيْنُوْن، سلحین اور غمدان، یمن کے ان قلعوں میں سے ہیں جنھیں اریاط نے منہدم کرایا تھا۔ ان کا مثل کہیں نہیں تھا۔

مزید اشعار ذوجدن نے یہ بھی کہا ہے:

دَعِيْنِيْ لَا اَبَالَكِ لَنْ تُطِيْقِيْ لَحَاكِ اللّٰهُ قَدْ اَنْزَفْتِ رِيْقِيْ

(اے ملامت کرنے والی) تیرا باپ مرجائے، ہرگز تجھ سے یہ نہ ہوسکے گا کہ میری حالت بدل دے۔ اللہ تجھ پر لعنت کرے! تُو نے تو (ڈرا ڈرا کر) میرا لعاب دہن خشک کردیا۔

لَدَى عَزْفِ الْقِيَانِ اِذَا انْتَشَيْنَا وَاِذْ نُسْقٰى مِنَ الْخَمْرِ الرَّحِيْقِ

جب ہم گانے بجانے والیوں کے گانے بجانے میں اور نشے میں (مست) ہوں اور بہترین یا خالص شراب پی رہے ہوں۔

فَاِنَّ الْمَوْتَ لَا يَنْهَاهُ نَاهٍ وَلَوْ شَرِبَ الشِّفَاءَ مَعَ النَّشُوْقِ

کیونکہ موت کو تو کوئی روکنے والا روک نہیں سکتا، اگرچہ شفا بھی گھول کر پی لی جائے

اور تمام سونگھنے والی دوائیں استعمال کی جائیں۔

وَلَا مُتَرَهِّبٌ فِي أُسْطُوَانٍ ... يُنَاطِحُ جُدْرَهُ بِيضَ الْأَنُوقِ

نہ وہ راہب موت کو روک سکتا ہے جو سرحد روم کے پاس اسطوان میں رہتا ہے جس کی دیواریں عقاب کے انڈوں سے ٹکراتی ہیں (بہت بلند ہیں)

وَغُمْدَانُ الَّذِي حُدِّثْتَ عَنْهُ ... بَنَوْهُ مُسَمَّكًا فِي رَأْسِ نِيقِ

اور نہ قلعہ غمدان موت کو روک سکتا ہے، جس کا تذکرہ تجھ سے کیا گیا ہے کہ لوگوں نے اسے بلند پہاڑ کی چوٹی پر اسے بنایا ہے۔

بِمَنْهَمَةٍ وَأَسْفَلُهُ جُرُونٌ ... وَحُرُّ الْمَوْحَلِ اللَّثِقِ الزَّلِيقِ

(وہ قلعہ جو) مقام منہمہ میں ہے اور اس کے نیچے پتھریلی زمین اور بالکل رقیق (پاؤں) پھسلا دینے والی دلدل ہے۔

بِمَرْمَرَةٍ وَأَعْلَاهُ رُخَامٌ ... تَحَامٌ لَا يَغِيبُ فِي الشُّقُوقِ

وُہ قلعہ سنگِ مرمر کا بنا ہُوا ہے اور اس کا اوپر کا حصّہ سنگِ رخام کا ہے اس کی متعدد خندقوں کی وجہ سے وُہ دھاریوں والا معلوم ہوتا ہے، جس کا پانی شگافوں میں غائب نہیں ہوتا۔

مَصَابِيحُ السَّلِيطِ تَلُوحُ فِيهِ ... إِذَا يُمْسِي كَتَوْمَاضِ الْبُرُوقِ

جب شام ہوتی ہے تو اس میں تیل کے چراغ جگمگانے لگتے ہیں، گویا بجلیاں کوند رہی ہیں۔

وَنَخْلَتُهُ الَّتِي غُرِسَتْ إِلَيْهِ ... يَكَادُ الْبُسْرُ يَهْصِرُ بِالْعُذُوقِ

اور جو کھجور کے پیڑ وہاں بوئے گئے ہیں (ان کی حالت یہ ہے کہ) گدرائی ہوئی کھجوروں کے وزن سے خوشے جھکے جا رہے ہیں۔

فَأَصْبَحَ بَعْدَ جِدَّتِهِ رَمَادًا ... وَغَيَّرَ حُسْنَهُ لَهَبُ الْحَرِيقِ

پھر وہ قلعہ اس شان و شوکت و اہتمام کے بعد راکھ ہو گیا اور اس کے حسن کو آگ کے شعلوں نے بدل ڈالا۔

وَأَسْلَمَ ذُو نُوَاسٍ مُسْتَكِينًا ... وَحَذَّرَ قَوْمَهُ ضَنْكَ الْمَضِيقِ

اور ذو نواس نے عجز و انکسار سے اپنے آپ کو موت کے حوالے کر دیا اور اپنی قوم کو

تنگ مقام کی سختی سے ڈرایا۔

ابن الذئبہ ثقفی کے اشعار

اور ابن الذئبہ الثقفی نے اس بارے میں کہا ہے (اور الذئبۃ اس کی ماں کا نام تھا۔ خود اس کا نام ربیعۃ بن عبد یالیل بن سام بن مالک بن حُطَیط بن جشم بن قسی ہے):

لَعَمْرُكَ مَا لِلْفَتَى مِنْ مَفَرْ   مَعَ الْمَوْتِ يَلْحَقُهُ وَالْكِبَرْ

تیری عمر کی قسم، ایک جوان مرد کے لیے کہیں اطمینان و قرار نہیں، جس کے پیچھے بڑھاپا بھی لگا ہوا ہے اور موت بھی۔

لَعَمْرُكَ مَا لِلْفَتَى صُحْرَةٌ   لَعَمْرُكَ مَا إِنْ لَهُ مِنْ وَزَرْ

تیری عمر کی قسم، ایک جوان مرد کو گنجائش بھی نہیں۔ تیری عمر کی قسم اس کے لیے کوئی پناہ گاہ نہیں۔

أَبَعْدَ قَبَائِلَ مِنْ حِمْيَرٍ   أُبِيدُوا صَبَاحًا بِذَاتِ الْعَبَرْ

کیا عبرتوں والے مقام میں صبح کے وقت حمیر کے قبیلے والوں کے ہلاک و برباد ہونے کے بعد (بھی کوئی شخص آرام کا امیدوار ہوسکتا ہے):

بِأَلْفِ أُلُوفٍ وَحُرَّابَةٍ   كَمِثْلِ السَّمَاءِ قُبَيْلَ الْمَطَرْ

(جن کی تباہی ان) لاکھوں (افراد) اور جنگ جو (بہادروں) کے ذریعے سے (ہوئی) جو بارش سے کچھ پہلے (چھا جانے) والے ابر کی طرح (چھا گئے) تھے۔

يُصِمُّ صِيَاحُهُمُ الْمُقْرَبَاتِ   وَيَنْفُونَ مَنْ قَاتَلُوا بِالذَّفَرْ

جن کی چیخ پکار تھان پر بندھے ہوئے گھوڑوں کو بہرا بنا رہی تھی اور جن سے وہ مقابلہ کر رہے تھے، انھیں وہ مکروہ بو سے جلا وطن کر رہے تھے یا زرہ بکتر کی زیادتی اور کثرت اسلحہ سے مرعوب ہو کر بھاگے جا رہے تھے۔

سَعَالِي مِثْلُ عَدِيدِ التُّرَابِ   تَيْبَسُ مِنْهُمْ رِطَابُ الشَّجَرْ

(یہ) غول بیابانی شمار میں گرد (کے ذرات) کی طرح تھا۔ جس (کی کثرت کے سبب) سے درختوں کی چھال خشک ہوگئی۔

عمرو بن معدی کرب کے اشعار

عمرو بن مَعدیکرب الزبیدی اور قیس بن مکشوح المرادی کے درمیان کچھ (جھگڑا) تھا اور اسے معلوم ہوا تھا کہ قیس نے

دھمکی دی ہے تو اس نے حمیریوں کے حالات، ان کی عزت، اور ان کی حکومت کے زوال کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔

أَتُوعِدُنِي كَأَنَّكَ ذُو رُعَيْنٍ بِأَفْضَلِ عِيشَةٍ أَوْ ذُو نُوَاسِ

کیا تو مجھے اس طرح ڈراتا ہے گویا تو (اپنی) اعلیٰ زندگی کے لحاظ سے ذو رعین یا ذو نواس ہے۔

وَكَائِنْ كَانَ قَبْلَكَ مِنْ نَعِيمٍ وَمُلْكٍ ثَابِتٍ فِي النَّاسِ رَاسِي

اور گویا تجھ سے پہلے بھی (تیرے اجداد کو) فارغ البالی اور لوگوں پر مضبوط اور پائدار حکومت حاصل تھی۔

قَدِيمٍ عَهْدُهُ مِنْ عَهْدِ عَادٍ عَظِيمٍ قَاهِرِ الْجَبَرُوتِ قَاسِي

اگر یا ایسی حکومت تھی (جس کا زمانہ زمانۂ عاد سے بھی قدیم ہو، جو عظیم الشان زبردست شوکت والی اطاعت نہ کرنے والی ہو۔

فَأَمْسَى أَهْلُهُ بَادُوا وَأَمْسَى يُحَوَّلُ مِنْ أُنَاسٍ فِي أُنَاسِ

پھر وہ حکومت کرنے والے سب ہو گئے ہوں اور وہ ایک سے دوسرے کو منتقل ہوتی رہی۔

نسب زبید

ابن ہشام نے کہا: زبید، سلمۃ بن مازن بن ملبہ بن صعب بن سعد العشیرۃ بن مذحج کا بیٹا ہے بعض نے اسے منبہ بن صعب بن سعد العشیرہ کا اور بعض نے صعب بن مراد یحابر بن مذحج کا بیٹا بتایا ہے۔ مجھ سے ابو عبیدہ نے کہا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سلمان بن ربیعۃ الباہلی کو جب وہ ارمینیہ میں تھے (خط) لکھا ——— اور باہلہ یعصر بن سعد بن قیس بن عیلان کا بیٹا تھا ——— اور (خط میں)، انھیں حکم دیا کہ خالص عربی گھوڑے والوں کو دوغلے گھوڑوں والوں پر عطیوں میں ترجیح دی جائے۔ جب سلمان کے سامنے گھوڑے پیش ہوئے اور ان کے سامنے سے عمرو بن معدیکرب کا گھوڑا بھی گزرا تو سلمان نے اس سے کہا، تمہارا یہ گھوڑا تو دوغلا ہے۔ عمرو کو غصہ آگیا۔ اس نے کہا، دوغلے نے اپنے جیسے دوغلے کو پہچان لیا۔ قیس اس کی طرف بڑھا اور اسے دھمکی دی، تو عمرو نے مذکورہ بالا اشعار کہے۔

سطیح و شق کی پیش گوئی

ابن ہشام نے کہا: یہی وہ (واقعہ) ہے جو سطیح کاہن نے اپنے ان

الفاظ میں ادا کیا تھا کہ تمھاری سرزمین میں حبشی نازل ہوں گے اور مقامات اَبین سے جُرش تک تمام شہروں کے مالک ہوجائیں گے اور شق نے ان الفاظ میں ادا کیا تھا کہ تمھاری سرزمین میں حبشی اتر آئیں گے، تمام تروتازہ سبزہ زاروں پر غلبہ پالیں گے اور اَبین سے نجران تک حکمران ہوجائیں گے۔

باب ۱۱

ابرہہ اشرم کی بادشاہی

ارياط کا قتل

ابن اسحٰق نے کہا کہ ارياط برسوں یمن پر حکمران رہا۔ پھر ابرہہ حبشی نے یمن میں حبشیوں کے بعض معاملات کی نسبت اس سے جھگڑا نکالا۔ تو وہ متفرق ہو گئے۔ ان دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک گروہ ہو گیا۔ اور ان میں کا ایک گروہ دوسرے کی طرف حملے کے خیال سے چلا۔ پھر جب یہ لوگ ایک دوسرے کے قریب ہوئے تو ابرہہ نے ارياط سے کہلا بھیجا کہ اہل حبشہ کو باہم لڑا کر فنا نہ کر۔ تو میرے مقابل میدان میں آ۔ میں تیرے مقابل میدان میں آتا ہوں۔ پھر ہم میں سے جو شخص اپنے مقابل کو مارے گا۔ لشکر خود بخود اس کی طرف ہو جائے گا۔ ارياط نے جواباً کہلا بھیجا کہ تو نے انصاف کی بات کہی۔ پھر ابرہہ اس کے مقابلے کے لیے نکلا۔ وہ ایک پست قامت موٹا اور دین دار نصرانی تھا۔ ارياط بھی اس کے مقابل نکلا۔ وہ خوبصورت، زبردست، بلند قامت تھا۔ اس کے ہاتھ میں اس کا ایک خاص حربہ تھا۔ ابرہہ کے پیچھے اس کا ایک غلام تھا۔ جس کا نام عَتوَدہ تھا۔ جو پشت کی جانب سے حفاظت کر رہا تھا۔ ارياط نے حربہ اٹھا کر ابرہہ پر وار کیا۔ چاہتا تھا کہ اس کی چندیا پر مارے۔ حربہ ابرہہ کی پیشانی پر پڑا۔ جس سے اس کی بھوں، آنکھ، ناک کی پھننگ، اور ہونٹ پھٹ گئے۔ اسی وجہ سے اس کا نام ابرہۃ الاشرم مشہور ہو گیا (شرم کے معنی شق کرنے پھاڑنے کے ہیں) عتودہ نے ابرہہ کے پیچھے سے ارياط پر حملہ کیا۔ اور اسے مار ڈالا۔ آخر ارياط کا لشکر ابرہہ کی طرف ہو گیا۔ یمن کے تمام حبشی ابرہہ کی سرداری پر متفق ہو گئے۔ اور ابرہہ نے ارياط کے اقربا کو اس کی دیت دی۔

ابرہہ کی تدبیر

جب یہ خبر نجاشی کو پہنچی تو وہ سخت غضب ناک ہوا۔ اور کہا۔ میرے مقرر کیے ہوئے افسر پر اس نے دست درازی کی اور اسے میرے حکم کے بغیر قتل کر ڈالا۔ پھر اس نے قسم کھائی کہ ابرہہ کو نہ چھوڑے گا۔ جب تک اس کے ممالک کو پامال نہ کر ڈالے اور اس کے سر کے بال پکڑ کر نہ گھسیٹے، ابرہہ نے اپنا سر مونڈ ڈالا۔ یمن کی مٹی ایک برتن میں بھر کر نجاشی کے پاس ارسال کی اور لکھا، بادشاہ جہاں پناہ! ارياط تو صرف آپ کا ایک غلام تھا اور میں بھی آپ کا ایک غلام

ہوں۔ آپ ہی کے احکام کی تعمیل کے متعلق ہم میں اختلاف ہوا۔ قابلِ اطاعت تو آپ ہی کا حکم ہے۔ مگر بات صرف یہ تھی کہ میں حبشیوں کے معاملات میں اس کی نسبت زیادہ قوی، زیادہ منتظم، اور معاملات سیاست میں زیادہ ماہر تھا۔ مجھے بادشاہ، جہاں پناہ کی قسم کی خبر پہنچی تو میں نے اپنا سر مونڈ ڈالا اور اپنی سرزمین کی مٹی سے بھرا ہوا برتن حضور کے پاس ارسال کیا ہے۔ کہ حضور اسے اپنے قدم کے نیچے رکھ کر پامال کریں اور میرے متعلق حضور نے جو قسم کھائی ہے، اسے پوری کر لیں۔ جب یہ خط نجاشی کو پہنچا تو وہ راضی ہو گیا اور اس نے ابرہہ کو لکھا کہ تو سرزمین یمن ہی میں رہ۔ جب تک میرا دوسرا حکم تیرے پاس نہ آئے۔ چنانچہ ابرہہ یمن ہی میں رہا۔

بنامِ کلیسا

پھر ابرہہ نے (مقام) صنعاء میں قُلَیس[۱] یعنی کلیسا بنایا اور وہ ایسا تھا کہ اس زمانے میں اس جیسا کوئی کلیسا روئے زمین پر نظر نہ آتا تھا۔ پھر اس نے نجاشی کو لکھا کہ بادشاہ سلامت! میں نے آپ کے لیے ایک کلیسا بنایا ہے کہ اس جیسا کسی سابقہ بادشاہ کے لیے کبھی نہیں بنا اور میں صرف اس کے بنانے ہی پر اکتفا نہ کروں گا۔ بلکہ عربوں کے عزائمِ حج کو بھی اسی طرف پھیر دونگا۔ جب ابرہہ کے اس خط کی شہرت عربوں میں ہوئی۔ جو نجاشی کو لکھا گیا تھا تو بنی فقیم بن عدی بن عامر بن ثعلبۃ بن الحارث بن مالک بن کنانۃ بن خزیمۃ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر کے ایک شخص کو، جو نُسّاء میں سے تھا، غصہ آگیا (نُسّاء ان لوگوں کو کہا جاتا تھا، جو زمانہ جاہلیت میں عرب کے لیے حرمت کے مہینوں پر تاخیر کا حکم نافذ کرتے تھے۔ حرمت کے مہینوں[۲] کو حلال کر دیتے اور اس کے بجائے حلال مہینوں میں سے

---

[۱] اسے قلیس بلندی کی وجہ سے کہتے تھے۔ قلنسوہ (ٹوپی) کا مادہ بھی یہی ہے اور ٹوپی سر پر ہوتی ہے۔ یعنی جسم کے انتہائی بالائی حصے پر۔ اس وجہ سے قلیس کے معنی تاج کے ہوئے۔ اہل یورپ اسے اسی یونانی لفظ کی ایک شکل قرار دیتے ہیں۔ جس سے کلیسا نکلا۔

[۲] ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب، ان چار مہینوں کی عظمت و حرمت عرب قدیم بھی کرتے تھے۔ یہ عظمت و حرمت ان کے ہاں اباً عن جدٍ ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے وقت سے چلی آ رہی تھی۔ ان مہینوں میں جنگ و قتال کو وہ حرام خیال کرتے تھے، یہاں تک کہ اگر ان مہینوں میں کسی کو اپنے باپ کے قاتل پر بھی دسترس ہوتی تو وہ اس ارادے سے باز آجاتا۔ اور سمجھتا کہ حرمت والے مہینوں میں تو انتقام لینا جائز نہیں۔ لیکن تمام لوگ ایمان و دیانت میں ایک درجے کے نہیں ہوتے، ان میں ایسے بھی تھے کہ انھوں نے اپنے مذہب کو اپنے اغراض کے پورا کرنے کا ذریعہ بنا رکھا تھا۔ ایسے لوگ جب کسی دوسرے قبیلے سے جنگ کرتے رہتے، انھیں اس میں فتوحات بھی حاصل ہوتی رہتیں اور اسی اثناء میں کوئی حرمت والا مہینہ آجاتا تو جنگ کا ختم کر دینا ان پر نہایت بار ہوتا۔ جنگ جاری رکھنے کے لیے حیلے بہانے کرتے، اپنے ہی لوگوں سے کسی ایک کو حَکَم بناتے، اس سے کہتے کہ ہمارے لیے اس مہینے کو

(بقیہ صفحہ پر)

کسی ماہ کو حرام کر دیتے۔ کہ اللہ کے حرام کیے ہوئے مہینوں کی تعداد میں موافقت کر لیں۔ اس طرح اس خاص حرمت والے مہینے کو مؤخر کر دیتے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی ہے:-

إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِيُوَاطِئُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ۔

(۹: ۳۷)

نسئ (قمری مہینوں کی تاخیر)، تو (بس) ناشکری میں زیادتی ہی ہے۔ کہ اس سے وہ لوگ گمراہی میں ڈالے جاتے ہیں، جنھوں نے (نعمات خداوندی کی) قدر نہیں کی۔ کہ ایک سال اس (ماہ) کو حلال بنا لیتے ہیں اور ایک (دوسرے) سال اس (ماہ) کو حرام بنا دیتے ہیں کہ اللہ کے حرام کیے ہوئے (مہینوں) کی صرف تعداد میں موافقت کر لیں۔ (اور نتیجہ و مقصد یہ ہوتا ہے، کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے، اسے حلال کر لیں۔

عربوں میں نسی کا بانی

ابن اسحٰق نے کہا: پہلا شخص، جس نے عربوں میں مہینوں کی تاخیر کا رواج ڈالا، قلمّس تھا۔ اس نے ان مہینوں میں سے جنھیں حلال ٹھہرا دیا، انھوں نے انھیں حلال ٹھہرا لیا اور جنھیں حرام ٹھہرا دیا، انھوں نے انھیں حرام ٹھہرا لیا۔ قلمس کا نام حذیفہ بن فقیم بن عدی بن عامر بن ثعلبۃ بن حارث بن مالک بن کنانہ بن خزیمۃ تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عباد بن حذیفہ اس کام کے لیے اس کا قائم مقام ہوا۔ پھر اس کے بیٹے عباد کے بعد قلع بن عباد قائم مقام ہوا۔ قلع کے بعد امیہ بن قلع، امیہ کے بعد عوف بن امیہ، عوف کے بعد ابو ثمامۃ جنادۃ بن عوف۔ یہ ان سب میں آخر تھا اور اسلام نے اس

(بقیہ حاشیہ) حرمت والا قرار دے کہ ہمیں اس ماہ میں لڑنے کی اجازت مل جائے۔ اگر اس وقت مثلاً رجب کا مہینہ ہوتا تو حکم اس ماہ کو شعبان کہہ کر حلال قرار دیتے ہوئے اس کے بعد کے مہینے یعنی شعبان کو رجب اور حرمت والا مہینہ ٹھہرا دیتا اور اس ماہ میں انھیں جنگ کی اجازت دے دیتا۔ اگر اس کے بعد کے مہینے میں بھی جنگ جاری رکھنے کی ضرورت ہوتی تو اس رجب کو رمضان میں ڈال دیا جاتا۔ غرض سال بھر میں کوئی چار ماہ اپنی مرضی کے مطابق حرمت والے قرار دے دیے جاتے، بعض اوقات جنگ میں اس قدر طوالت ہوتی کہ بارہ مہینے مسلسل جنگ میں گزارنے کی ضرورت پیش آتی تو سال میں سولہ مہینے قرار دے کر آخر کے چار ماہ کو حرمت والے ماہ سمجھ لیتے۔ اس طرح مذہب ان لوگوں کے لیے کاربراری کا آلہ بن گیا تھا۔ ایسی حالت میں دوسرا قبیلہ، جس کے مقابل یہ لوگ صف آرا ہوتے، بعض اوقات غلطی میں مبتلا ہو جاتا، کہ اب تو حرمت والا مہینا آ رہا ہے۔ اس میں جنگ نہ ہو گی اور یہ اچانک ان پر حملہ کر دیتے۔ اگر دوسرا بھی انھیں جیسا عقلمند ہوتا۔ تو وہ بھی ان سے انھیں کی طرح چالیں چلتا۔ اور بے ایمانیوں کا ایک تانتا بندھ جاتا۔

کے اعمال کی مخالفت کی۔ عرب کی حالت یہ تھی کہ جب وہ حج سے فارغ ہوتے تو جنادۃ بن عوف کے پاس جمع ہوتے اور وہ چاروں حرمت والے مہینوں رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم کو حرمت والے قرار دیتا۔ اور جب چاہتا کہ ان میں سے کسی مہینے کو حلال قرار دے تو کسی مہینے مثلاً محرم کو حلال قرار دیتا۔ اور اس کا اعلان کرتا تو وہ سب کے سب اسی کو حلال قرار دیتے۔ اگر اس کے بجائے کسی اور مہینے مثلاً صفر کو حرام قرار دیتا تو وہ سب اسی کو حرام ٹھہرا لیتے کہ حرمت والے مہینوں کے شمار میں مطابقت ہو جائے۔ پھر جب وہ (کسی مصلحت کے تحت) اس رائے سے پلٹ جانا چاہتے تو وہ ان میں خطبہ دینے کھڑا ہو جاتا اور کہتا۔ یا اللہ! میں نے دو صفروں میں سے ایک صفر کو (پہلے صفر یعنی محرم کو) ان کے لیے حلال کر دیا۔ اور دوسرے مہینے کو آنے والے سال کے لیے پیچھے کر دیا۔

عمیر بن قیس کے اشعار اسی بارے میں عمیر بن قیس جذل الطعان، جو بنی فراس بن غنم بن ثعلبۃ بن مالک بن کنانہ میں کا ایک شخص ہے۔ مہینوں کو سارے عرب کے لیے پیچھے ہٹا دینے پر فخر کرتے ہوئے کہتا ہے:۔

لَقَدْ عَلِمَتْ مَعَدٌّ اَنَّ قَوْمِیْ ۔۔۔ کِرَامُ النَّاسِ اَنَّ لَهُمْ کِرَامَا

اس بات کو قبیلہ معد یقیناً جانتا ہے کہ میری قوم لوگوں میں بڑی عزت والی ہے۔

اور اس کے اخلاف بھی عزت والے ہی ہیں۔

فَاَیُّ النَّاسِ فَاتُوْنَا بِوِتْرٍ ۔۔۔ وَاَیُّ النَّاسِ لَمْ نُعْلِكْ لِجَامَا

جن سے ہمیں انتقام لینا ہے، وہ کون لوگ ہیں؟ ہمارے سامنے تو آئیں۔ اور کون لوگ ہیں جنھیں ہم نے لگام دی ہو۔

اَلَسْنَا النَّاسِئِیْنَ عَلٰی مَعَدٍّ ۔۔۔ شُهُوْرَ الْحِلِّ نَجْعَلُهَا حَرَامَا

کیا ہم وہی نہیں جو (قبیلہ معد کے لیے مہینوں کو مقدم) مؤخر کرتے رہتے ہیں (اور) حلال مہینوں کو حرام قرار دے دیتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا: حرمت والے مہینوں میں پہلا مہینا محرم ہے۔

کعبہ مکرمہ پر اقدام کی قسم ابن اسحٰق نے کہا (جب ابرہہ کے خط کا ذکر عربوں میں مشہور ہوا تو بنی فقیم میں کا ایک) کنانی شخص اپنی جگہ سے نکل کر اس کلیسا میں پہنچا اور اس میں بیٹھا۔ ابن ہشام نے کہا، اس نے وہاں رفع حاجت کی۔

ابن اسحٰق نے کہا اور چل نکلا۔ اسی طرح اپنی سرزمین میں پہنچ گیا۔ ابرہہ کو اس کی خبر ہوئی، تو اس

نے دریافت کیا۔ یہ کام کس نے کیا ہے؟ اسے خبر دی گئی کہ یہ کام عربوں میں سے ایک شخص کا ہے، جو اس گھر کے پاس رہنے والے ہیں، جس کے حج کے لیے عرب مکہ جاتے ہیں۔ کیونکہ جب اس نے تیری یہ بات سُنی کہ "میں عربوں کے عزائم حج کو اس کی جانب پھیر دوں گا" تو وہ غصے میں آگیا اور اسی غصے کی حالت میں اس کے اندر قضائے حاجت کے لیے بیٹھ گیا۔ یعنی اس کا مطلب یہ بتانا تھا کہ وہ کلیسا اس حج کا سزاوار نہیں (بلکہ اس قابل ہے کہ اس میں قضائے حاجت کی جائے، پھر تو ابرہہ کو غصہ آگیا اور اس نے قسم کھائی کہ وہ ضرور اس گھر، یعنی بیت اللہ کی جانب جائے گا اور اسے گرا دے گا۔

باب ۱۱

حرمِ پاک پر ابرہہ کی یورش

پیش قدمی

اس کے بعد اس نے حبشیوں کو تیاری کا حکم دیا۔ وہ بہت کچھ سازوسامان فراہم کر کے تیار ہو گئے۔ اس نے اپنے ساتھ وہ مشہور ہاتھی بھی لے لیا، جس کا ذکر آگے آئے گا۔ اور مکہ کی طرف چلا۔ جب عربوں نے یہ خبر سنی تو اسے بہت اہم معاملہ خیال کیا۔ اور وہ بے چین ہو گئے۔ جب انھوں نے سُنا کہ وہ خدا کے گھر کعبے کو گرا دینا چاہتا ہے تو اس سے جہاد کرنا فرض خیال کیا۔ آخر اس کے مقابلے کے لیے ذونفر نامی ایک شخص تیار ہوا۔ جو یمن کے سربرآوردہ لوگوں اور سابق حکمران خاندان میں سے تھا۔ اس نے اپنی قوم کو اور عرب کے ان تمام لوگوں کو جنھوں نے اس کی بات مانی، بلوایا تاکہ ابرہہ سے لڑیں اور بیت اللہ الحرام اور اس کے گرانے اور اس کے برباد کرنے کے اس ارادے کے خلاف جہاد کریں۔ اس دعوت کے قبول کرنے کو جو تیار تھے، انھوں نے قبول کی اور اس کے ساتھ ہو گئے پھر ذونفر ابرہہ کے مقابل صف آرا ہوا اور جنگ کی۔ لیکن شکست کھائی اور گرفتار ہو گیا۔ چنانچہ اسے قیدی بنا کر ابرہہ کے پاس پہنچایا گیا۔ جب اس نے اسے قتل کرنا چاہا تو ذونفر نے اس سے کہا۔ "اے بادشاہ! مجھے قتل نہ کیجیے۔ ممکن ہے میرا آپ کے ساتھ رہنا مجھے قتل کرنے سے بہتر ہو۔" اس لیے اسے قتل نہ کیا۔ بلکہ اپنے پاس سخت قید میں رکھا۔ کیونکہ ابرہہ ایک حلیم شخص تھا۔ پھر وہ (ابرہہ) جس ارادے سے نکلا تھا، اس کی تکمیل کے لیے بڑھتا چلا۔ جب وہ سرزمین خثعم میں آیا۔ تو نفیل بن حبیب خثعمی، خثعم کے دونوں قبیلوں شہران و ناہس، نیز عرب کے قبیلوں میں سے جو لوگ اس کے ساتھ ہوئے، ان سب کو لے کر ابرہہ کی راہ روکتے ہوئے جنگ کی۔ ابرہہ نے اسے بھی شکست دی۔ نفیل بھی قید ہو گیا۔ جب ابرہہ نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تو نفیل نے کہا۔ "اے بادشاہ! مجھے قتل نہ کیجیے۔ کہ میں سرزمین عرب میں آپ کا رہنما بن سکتا ہوں۔ اور یہ میرے دونوں ہاتھ یعنی خثعم کے دونوں قبیلے شہران اور ناہس آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کے کام آئیں گے۔" آخر اسے چھوڑ دیا گیا اور یہ رہنمائی کرتا ہوا چلا۔ یہاں تک کہ جب ابرہہ طائف سے گزرا تو مسعود بن مُعتّب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف، بنی ثقیف کے چند لوگوں کے ساتھ اس کے پاس آیا۔

ثقیف کا نسب ثقیف کا نسب یہ ہے: ثقیف بن قسی بن النبیت بن منبہ بن منصور بن یقدم بن اقصی بن دعمی بن یاد بن نزار بن معد بن عدنان۔ امیہ بن ابی الصلت ثقفی نے کہا ہے:۔

قَوْمِیْ اِیَادٌ لَوْ اَنَّهُمْ اُمَمٌ ۔۔۔ اَوْ لَوْ اَقَامُوْا فَتُهْزَلَ النَّعَمُ

قبیلہ بنی ایاد سب کا سب میری ہی قوم ہے۔ کاش! وہ ایک دوسرے کے پاس پاس سکونت پذیر رہتے۔ (اور ترک وطن کر کے حجاز سے عراق کی جانب اس لیے نہ چلے گئے ہوتے کہ ان کے جانوروں کے لیے حجاز کے میدان کافی نہ تھے) کاش! وہ اپنے وطن ہی میں رہتے خواہ ان کے جانور (چارے کی قلت کے سبب) لاغر اور کمزور ہی ہو جاتے۔

قَوْمٌ لَهُمْ سَاحَةُ الْعِرَاقِ اِذَا ۔۔۔ سَارُوْا جَمِیْعًا وَالْقِطُّ وَالْقَلَمُ

وہ ایسی قوم تھی کہ اگر وہ سب کے سب مل کر جاتے تو عراق کا میدان اور کاغذ و قلم انھیں کا ہوتا۔ وہاں حاکمانہ حیثیت سے رہتے۔

فَاِمَّا تَسْأَلِیْ عَنِّیْ لُبَیْنٰی ۔۔۔ وَعَنْ نَسَبِیْ اُخَبِّرْكِ الْیَقِیْنَا

اے لبینی! اگر تو مجھ سے میرے نسب کے متعلق دریافت کرے تو میں تجھے (ایک ایسی) یقینی خبر سناؤں گا۔ جس میں کچھ شک و شبہ نہ ہو۔

فَاِنَّا لِلنَّبِیْتِ اَبِیْ قَسِیٍّ ۔۔۔ لِمَنْصُوْرِ بْنِ یَقْدُمَ الْاَقْدَمِیْنَا

ہم قسی بن نبیت اور منصور بن یقدم جیسے قدیم مشہور لوگوں کی اولاد ہیں۔

ابن ہشام نے کہا: ثقیف کا نسب یہ ہے۔ ثقیف بن قسی بن منبہ بن بکر بن ہوازن بن منصور ابن عکرمۃ بن خصفۃ بن قیس بن عیلان بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان اور پہلی دو بیتیں اور آخری دو بیتیں امیہ ہی کے دو قصیدوں میں کی ہیں۔

معبد لات ابن اسحٰق نے کہا: بنی ثقیف کے لوگوں نے ابرہہ سے کہا: "اے بادشاہ! ہم آپ کے غلام، فرمانبردار اور مطیع ہیں، ہمیں آپ سے کوئی اختلاف نہیں۔ یہ ہمارا معبد اللات وہ معبد نہیں، جس کا آپ ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ کا مقصد تو اس معبد کا ہے جو مکہ میں ہے، ہم آپ کے ساتھ کسی ایسے شخص کو بھیجیں گے۔ جو اس کی جانب آپ کی رہنمائی کرے گا۔" اللات طائف میں ان لوگوں کا ایک معبد تھا۔ جس کی وہ لوگ ویسی ہی عظمت کیا کرتے تھے، جس طرح کعبہ کی تعظیم کی جاتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا: مجھے ابو عبیدہ نحوی نے ضرار بن الخطاب الفہری کا ایک شعر سنایا:-

وَفَرَّتْ ثَقِيفٌ إِلَى لَاتِهَا بِمُنْقَلِبِ الْخَائِبِ الْخَاسِرِ

اور بنی ثقیف اپنے لات نامی بت خانے کی جانب محروم اور نقصان رسیدہ حالت میں بھاگے۔

آخر ابرہہ بنو ثقیف کو چھوڑ کر آگے بڑھا۔

بنو ثقیف نے اس کے ساتھ ابو رغال کو بھیجا کہ مکہ تک رہنمائی کی خدمت انجام دے۔ ابرہہ ابو رغال کو ساتھ لیے ہوئے نکلا۔ مغمس[1] پہنچ کر ابو رغال نے وفات پائی، اس کے مرنے کے بعد عربوں نے اس کی قبر پر پتھر برسائے اور لوگ مقام مغمس میں جس قبر کو پتھر مارا کرتے ہیں، وہ اسی کی قبر ہے[2]۔

اسود کی روانگی

جب ابرہہ مغمس میں اترا تو اس نے حبشیوں میں سے ایک شخص کو، جس کا نام اسود بن مقصود تھا۔ اپنے سواروں کے ایک دستے کا سردار بنا کر روانہ کر دیا۔ وہ مکہ تک جا پہنچا۔ اور تہامہ میں جو قریش کے دوسرے لوگ رہتے تھے، ان کے اونٹ ہانک لے گیا، انھیں میں عبدالمطلب بن ہاشم کے دو سو اونٹ بھی تھے۔ جو اس وقت قریش میں بڑے اور سردار مانے جاتے تھے پس قریش، کنانہ، ہذیل اور جو جو حرم محترم میں رہتے تھے، سب نے ابرہہ سے جنگ کا ارادہ کیا۔ لیکن بعد مشورہ انھیں یقین ہو گیا کہ ان میں مقابلے کی طاقت نہیں۔ آخر انھوں نے مقابلے کا خیال چھوڑ دیا۔

حُناطہ اور عبدالمُطّلب

ابرہہ نے حناطہ الحمیری کو مکہ کی جانب روانہ کیا اور اس سے کہا: "شہر کے سردار اور بلند رتبہ شخص کا پتہ لے کر اس سے کہنا، کہ بادشاہ کہتا ہے، میں تم سے جنگ کرنے کے لیے نہیں آیا۔ بلکہ صرف اس معبد کو گرانے آیا ہوں۔ اور اگر تم لوگوں نے اس کی مدافعت میں کسی قسم کا تعارض نہ کیا تو تمھارا خون بہانے کی مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ اگر سردار مجھ سے جنگ کرنا نہ چاہے تو اسے میرے پاس لانا"

جب حناطہ مکہ میں داخل ہوا تو دریافت کیا کہ قریش کا سردار اور ان میں کا بلند رتبہ شخص کون ہے؟ اس سے کہا گیا۔ وہ عبدالمطلب بن ہاشم ہیں۔ وہ آپ کے پاس آیا اور ابرہہ نے جو کچھ کہا تھا، دہرا دیا۔ عبدالمطلب نے جواب دیا۔ "خدا کی قسم! ہم بادشاہ سے جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے، اور نہ ہم میں مقابلے کی طاقت ہے یہ اللہ کا اور اس کے خلیل ابراہیم علیہ السلام کا عظمت والا گھر ہے (یا اسی طرح کے الفاظ فرمائے) اگر اللہ

---

[1] مکہ معظمہ اور طائف کے راستے کا ایک مقام ہے اور مکہ معظمہ سے تقریباً تین فرسنگ کے فاصلے پر ہے۔ یعنی نو دس میل۔

[2] سنگ باری اب تک ہوتی ہے۔

تعالےٰ اس گھر کی (ابرہہ) سے حفاظت کرے تو وہ اس کا گھر ہے اور اس میں اس کی عظمت ہے۔ اگر اس نے اس گھر اور ابرہہ کے درمیان راستہ صاف کر دیا (بیچ میں کوئی مزاحمت نہ ڈالی) تو خدا کی قسم! ہمارے پاس بیت اللہ کو بچانے کی کوئی تدبیر نہیں"۔ پس حناطہ نے کہا تو آؤ میرے ساتھ بادشاہ کے پاس چلو۔ اس نے مجھے حکم دیا ہے، تمھیں ساتھ لیتا آؤں۔ چنانچہ عبدالمطلب حناطہ کے ساتھ ہو گئے اور آپ کے ساتھ آپ کے بعض بیٹے بھی تھے۔ حتیٰ کہ ابرہہ کی لشکر گاہ میں پہنچے۔

ذُونفر و اُنیس اور عبدالمُطّلب

وہاں پہنچنے کے بعد عبدالمطلب نے ذونفر کو دریافت فرمایا، جو آپ کا دوست تھا اور قید تھا۔ آپ نے اس سے کہا: "اے ذونفر! ہم پر جو آفت نازل ہوئی ہے، اس سے چھوٹنے کی کوئی تدبیر تیرے خیال میں ہے؟ ذونفر نے کہا، ایک ایسے شخص کے پاس کیا تدبیر ہو سکتی ہے جو کسی بادشاہ کے ہاتھوں میں گرفتار اور اس امر کا منتظر ہو کہ اسے صبح قتل کیا جانا ہے یا شام۔ میرے پاس اس آفت کے متعلق جو آپ پر آپڑی ہے کوئی تدبیر نہیں۔ مگر ہاں، اتنا ضرور ہے کہ اُنیس نامی فیل بان میرا دوست ہے۔ میں اس کے پاس کہلا بھیجوں گا اور آپ کے متعلق اس سے سفارش کر دوں گا، آپ کی عظمت اسے بتاؤں گا اور استدعا کروں گا کہ آپ کے لیے بادشاہ کے پاس باریابی کی اجازت حاصل کرے۔ پھر آپ خود جو مناسب سمجھیں، اس سے گفتگو کریں۔ اور اگر اسے موقع مل گیا تو وہ اس سے آپ کے لیے مناسب سفارش بھی کرے گا"۔ عبدالمطلب نے فرمایا: "بس میرے لیے اسی قدر کافی ہے"۔ پھر ذونفر نے انیس سے کہلا بھیجا کہ عبدالمطلب قریش کے سردار ہیں۔ اور مکہ والوں کی آنکھ کی پتلی ہیں۔ وہ شہر میں شہریوں کو کھانا کھلاتے ہیں تو بیرون شہر پہاڑوں کی چوٹیوں پر وحشیوں کی ضیافت کرتے ہیں۔ ان کے دو سو اونٹ گرفتار ہو کر بادشاہ کے پاس پہنچ گئے ہیں، ان کے لیے باریابی کی اجازت حاصل کر دو۔ اور آپ کو جو نفع پہنچایا جا سکتا ہو، پہنچاؤ۔ انیس نے کہا: "جو کچھ ہو سکے گا، میں ضرور کروں گا"۔ پھر انیس نے ابرہہ سے گفتگو کی تو کہا: "بادشاہ سلامت! یہ قریش کے سردار اور مکہ والوں کی آنکھ کی پتلی ہیں۔ شہر میں شہریوں کی ضیافت کرتے ہیں تو بیرون شہر پہاڑیوں کی چوٹیوں پر وحشیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ انھیں آپ باریابی کی اجازت دیں۔ کہ وہ اپنی کسی حاجت کے متعلق آپ سے گفتگو کریں"۔

ابرہہ اور عبدالمُطّلب

راوی نے کہا کہ ابرہہ نے عبدالمطلب کو باریابی کی اجازت دی۔ اور آپ تمام لوگوں میں بہت وجیہہ، خوب رُو اور عظمت والے تھے، ابرہہ نے آپ کو دیکھا تو آپ کے جلال و عظمت سے متاثر ہوا اور خود تخت پر بیٹھا رہ کر آپ کو نیچے بٹھانا بھی

مناسب نہ سمجھا، یہ بات بھی پسند نہ کی کہ حبشی آپ کو برابر تخت پر بیٹھا ہوا دیکھیں، چنانچہ ابرہہ خود تخت سے اتر کر فرش پر آ بیٹھا اور آپ کو اسی فرش پر اپنے بازو میں بٹھالیا۔ پھر اس نے ترجمان سے کہا۔ ان سے کہہ دے کہ آپ اپنی حاجت بیان کریں۔ ترجمان نے آپ سے وہی کہا تو عبدالمطلب نے کہا۔ میری حاجت صرف یہ ہے کہ بادشاہ میرے دو سو اونٹ مجھے واپس کر دے۔ جو اس کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ یہ جواب سُن کر ابرہہ نے ترجمان سے کہا، وہ آپ سے کہے کہ جب میں نے آپ کو دیکھا تو مرعوب ہو گیا تھا۔ لیکن جب گفتگو سُنی تو افسوس! آپ میری نظروں سے گر گئے۔ کیا آپ مجھ سے اُپنے دو سو اونٹوں کے لیے کہتے ہیں، جو میرے پاس پکڑے آئے۔ اس گھر کا خیال بالکل چھوڑ دیا، جو آپ کا اور آپ کے باپ دادا کا دینی مرکز ہے۔ جسے گرانے کے لیے میں آیا ہوں، آپ اس کے لیے کچھ نہیں کہتے؟ عبدالمطلب نے جواب دیا۔ میں اونٹوں کا مالک ہوں۔ اور اس گھر کا بھی ایک مالک ہے، وہی اس کی حفاظت کرے گا۔ ابرہہ نے کہا کہ وہ مجھ سے کیا بچائے گا؟ عبدالمطلب نے جواب دیا "آپ جانیں اور وہ جانے۔" بعض اہل علم کا خیال یہ بھی رہا ہے کہ جب ابرہہ نے حناطہ کو مکہ معظمہ بھیجا تھا تو عبدالمطلب کے ساتھ دو اور آدمی بھی ابرہہ کے پاس گئے تھے۔ ایک یعمر بن نفاثہ بن عدی بن الدیل یا الدئل بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ، جو اس وقت بنی بکر کا سردار تھا۔ دوسرا خویلد بن واثلہ ہذلی جو بنی ہذیل کا سردار تھا۔ انھوں نے ابرہہ سے کہا کہ اگر بیت اللہ کو نہ گرایا جائے تو تہامہ کی ایک تہائی آمدنی دی جائے گی۔ لیکن اس نے شرط ماننے سے انکار کر دیا۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ ایسا ہوا تھا یا نہیں۔ بہر حال ابرہہ نے عبدالمطلب کے اونٹ واپس کر دیے۔ جن پر وہ قابض ہو گیا تھا۔ اونٹ واپس مل گئے تو عبدالمطلب بھی قریش کی طرف لوٹ آئے، انھیں اس واقعے کی خبر دی اور لشکر کی غارت گری کے خوف سے انھیں مکہ سے نکل جانے اور پہاڑوں کی بلندیوں اور گھاٹیوں میں پناہ گزین ہونے کا حکم دیا۔

عبدالمطلب کی دعا

پھر عبدالمطلب اٹھے اور کعبہ کے دروازے کا حلقہ پکڑ کر اللہ تعالےٰ سے دعا کی۔ نیز ابرہہ اور اس کے لشکر کے مقابل اللہ تعالیٰ کی امداد کے طلبگار ہوئے۔ اس وقت آپ کے ساتھ قریش کی ایک جماعت بھی موجود تھی، پھر کعبے کے دروازے کا حلقہ پکڑے ہوئے عبدالمطلب نے کہا:

لَاهُمَّ اِنَّ الْعَبْدَ یَمْنَعُ   رَحْلَهٗ فَامْنَعْ حِلَالَكْ

یا اللہ! بندہ اپنی سواری کی حفاظت کرتا ہے، تو بھی اپنے حرم پاک کے مال و متاع

کی حفاظت فرما۔

لَا یَغْلِبَنَّ صَلِیْبُھُمْ وَ مِحَالُھُمْ عَدْوًا مِحَالَکْ

ان کی صلیب اور ان کی قوتیں کل صبح تیری قوتوں پر غالب نہ ہو جائیں۔

واقدی نے ان میں ایک شعر کا اضافہ کیا ہے۔ یعنی:۔

اِنْ کُنْتَ تَارِکَھُمْ وَقِبْ ـــ لَتَنَا فَاَمْرٌ مَا بَدَا لَکْ

اگر تو ہمارے قبیلے کو اس کی حالت پر اور ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دے۔

اور بیچ بچاؤ نہ کرے تو تجھے اختیار ہے۔ جو تجھے مناسب معلوم ہو، کر۔

اشعار عکرمہ بن عامر ابن ہشام نے کہا: یہ وہ اشعار ہیں، جو ابن اسحٰق کے پاس صحیح ثابت ہوئے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصیؔ نے یہ شعر کہے:۔

لَاھُمَّ اَخْزِ الْاَسْوَدَ بْنَ مَقْصُوْد اَلْاٰخِذَ الْھَجْمَۃَ فِیْھَا التَّقْلِیْد

یا اللہ! اسود بن مقصود کو ذلیل و خوار کر۔ جس نے ایسے سو اونٹ پکڑ لیے

ہیں۔ جن میں تیری قربانی کے قلادہ بند اونٹ بھی تھے۔

بَیْنَ حِرَاءَ وَ ثَبِیْرٍ[۱] فَالْبِیْد یَحْبِسُھَا وَھِیَ اَوْلَاتُ التَّطْرِیْد

جو کوہ حرا اور ثبیر کی درمیانی وادیوں اور جنگلوں میں آزادی سے پھرنے والے

اونٹوں کو باندھ رکھتا ہے۔

فَضَمَّھَا اِلٰی طَمَاطِمٍ سُوْد اَخْفِرْہُ یَا رَبِّ وَاَنْتَ مَحْمُوْد

پھر اس نے ان اونٹوں کو بے دین کالے چہرے والے عجمی لشکر میں پکڑ رکھا۔

پروردگار! تو قابل حمد و ستایش ہے، تو اسے تباہ و برباد کر دے۔

---

[۱] حراء اور ثبیر مکہ معظمہ کے دو پہاڑ ہیں۔ حرا کا مفصل ذکر آگے آئے گا۔

باب ۱۲

ابرہہ اور اس کے لشکر کا انجام

پرندوں کی یورش

پھر عبدالمطلب نے حلقۂ در کعبہ چھوڑ دیا۔ وہ اور ان کے ساتھی قریش پہاڑوں کی بلندی کی جانب چلے گئے۔ وہاں پناہ گزین ہو کر انتظار کرنے لگے کہ دیکھیں ابرہہ مکہ میں داخل ہو کر اس شہر اور حرم سے کیا برتاؤ کرتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو ابرہہ مکہ میں داخل ہونے کے لیے خود بھی تیار ہوا اور اپنے ہاتھی اور لشکر کو بھی تیار کیا۔ ہاتھی کا نام محمود[1] تھا۔

ابرہہ بیت (اللہ) کے گرانے اور یمن واپس ہو جانے کا پکا ارادہ کر چکا تھا۔ لیکن جب ان لوگوں نے ہاتھی کا رخ مکہ کی جانب کیا تو نفیل بن حبیب (خثعمی) آ کر اس ہاتھی کے قریب کھڑا ہو گیا اور اس کا کان پکڑ کر کہا، محمود، بیٹھ جا۔ یا جدھر سے تو آیا ہے، ادھر سیدھا واپس ہو جا۔ کیونکہ تو اللہ تعالیٰ کی عظمت و حرمت والے شہر میں ہے۔ پھر اس نے اس کا کان چھوڑ دیا۔ ہاتھی بیٹھ گیا اور نفیل بن حبیب تیزی کے ساتھ وہاں سے نکل کر پہاڑ پر چلا گیا۔ اس کے بعد لوگوں نے ہاتھی کو بہت مارا کہ اٹھے۔ مگر وہ نہ اٹھا۔ سر پر تیر مارے۔ نہ اٹھا۔ پیٹ کے چمڑے میں آنکس گھسا کر خون آلود کر دیا۔ مگر ہاتھی کو نہ اٹھنا تھا اور نہ اٹھا۔ پھر اس کا رخ یمن کی جانب پھیرا تو اٹھ کر دوڑنے لگا۔ جب رخ شام کی سمت (سمت شمال) کر دیا پھر بھی وہ دوڑتا رہا۔ مشرق کی طرف چلایا گیا تو اس طرف بھی تیز چلتا رہا۔ لیکن جب مکہ کی جانب بڑھایا تو وہ پھر بیٹھ گیا۔

آخر اللہ تعالیٰ نے پرندے بھیجے، جو ابابیلوں اور بگلوں سے مشابہ تھے۔ ہر پرندے کے ساتھ تین تین کنکر تھے۔ ایک کنکر چونچ میں اور دو دونوں پاؤں کے پنجوں میں۔ یہ کنکر چنے اور مسور کے برابر تھے۔ کنکر جس کسی پر گرتا، اسے ہلاک کر ڈالتا۔ لیکن سب پر یہ آفت نہ آئی۔ ان میں سے جو بھاگ نکلے وہ اس راستے پر تیزی سے چلے جا رہے تھے۔ جدھر سے آئے تھے اور نفیل بن حبیب کو دریافت کرتے جا رہے تھے۔ تاکہ یمن کی جانب رہنمائی کا انتظام ہو جائے۔

---

[1] ممکن ہے ابرہہ کے ہاتھی کا نام یہی ہو۔ لیکن اب عام خیال یہ ہے کہ وہ ہاتھی اس قسم میں تھا، جسے عموماً میمتھ (Mammoth) کہتے ہیں۔ یہ نسل اب مفقود ہو گئی۔ خدا جانے میمتھ کس زبان کا لفظ ہے مگر میمتھ اور محمود میں چنداں بُعد نہیں۔

نفیل کے اشعار جب نفیل نے خدائے تعالیٰ کا اتارا ہوا عذاب دیکھا تو کہا:۔

اَیْنَ الْمَفَرُّ وَالْاِلٰہُ الطَّالِبُ ۔۔۔ وَالْاَشْرَمُ الْمَغْلُوْبُ لَیْسَ الْغَالِبُ

بھاگ نکلنے کی جگہ کہاں؟ قہر خدا تلاش میں ہے اور اشرم یعنی ابرہہ مغلوب ہو چکا۔ ہرگز غلبہ نہ پا سکے گا۔

مزید اشعار ابن اسحٰق نے کہا کہ نفیل نے یہ شعر بھی کہے تھے۔

اَلَا حُیِّیْتِ عَنَّا یَا رُدَیْنَا[1] ۔۔۔ نَعِمْنَا کُمْ مَعَ الْاِصْبَاحِ عَیْنَا

ہاں، اے ردینا! ہماری جانب سے تجھے سلام پہنچے، اور تم لوگوں کی سلامتی سے ہماری آنکھیں صبح سویرے ٹھنڈی ہوں۔ یعنی خوشی نصیب ہو۔

رُدَیْنَۃُ لَوْ رَاَیْتِ وَلَا تَرَیْہِ ۔۔۔ لَدٰی جَنْبِ الْمُحَصَّبِ مَا رَاَیْنَا

رُدینا! کاش تو وہ منظر دیکھتی۔ خدا کرے کہ تو وہ منظر کبھی نہ دیکھے۔ جو ہم نے وادیِ محصّب[2] کے پاس ہی دیکھا۔

اِذًا لَعَذَرْتِنِیْ وَحَمِدْتِ اَمْرِیْ ۔۔۔ وَلَمْ تَاْسَیْ عَلٰی مَا فَاتَ بَیْنَا

اگر وہ منظر دیکھتی تو تو مجھے معذور سمجھتی۔ میرے کام کی تعریف کرتی۔ اور ہماری آپس کی جدائی پر غم نہ کھاتی۔

حَمِدْتُ اللّٰہَ اِذْ اَبْصَرْتُ طَیْرًا ۔۔۔ وَخِفْتُ حِجَارَۃً تُلْقٰی عَلَیْنَا

جب میں نے پرندے دیکھے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ ڈر بھی رہا تھا کہ پتھر ہم پر نہ آگریں۔

وَکُلُّ الْقَوْمِ یَسْاَلُ عَنْ نُفَیْلٍ ۔۔۔ کَاَنَّ عَلَیَّ لِلْحُبْشَانِ دَیْنَا

قوم کا ہر فرد نفیل ہی کو دریافت کر رہا تھا (کہ اس سے واپسی کا راستہ پوچھے) گویا حبشیوں کا مجھ پر کوئی قرض تھا۔

جو وہاں سے بھاگ نکلے، ان میں سے کوئی راستے پر گرتا پڑتا۔ کوئی کسی پنگھٹ پر ہلاک ہو جاتا۔ ابرہہ کے جسم کو بھی گزند پہنچا۔ اس کی انگلیاں ایک ایک کر کے گر پڑیں۔ جب کوئی انگلی گرتی، تو اس کے مقام سے دیر تک لہو اور پیپ رستے رہتے۔ جب وہ صنعا پہنچا تو اس کی حالت ایک چوزے

---

[1] رُدَینہ کی ترخیم سے رُدَینا بنا۔ اور یہ کسی عورت کا نام ہے۔

[2] مکہ معظمہ اور منیٰ کے درمیان ایک وادی ہے۔ جو منیٰ سے قریب ہے۔

کی سی تھی (اعضاء جھڑ گئے تھے اور وہ گوشت کا ایک لوتھڑا رہ گیا تھا) کہا جاتا ہے کہ مرنے سے پیشتر اس کا سینہ پھٹ گیا تھا اور دل باہر آگیا تھا۔

سورۂ فیل ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے یعقوب بن عُتبہ نے بیان کیا کہ ان سے کسی نے کہا، سرزمین عرب میں کھسرا اور چیچک اسی سال پہلی بار نظر آئی اور اسی سال پہلے پہل عرب میں بدمزہ و ناگوار پودے اسپند، اندرائن اور آک کی قسم کے دیکھے گئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو واقعۂ اصحاب فیل بھی ان متعدد واقعات میں سے ایک تھا، جنھیں اللہ تعالیٰ نے قریش پر اپنے فضل و نعمت میں شمار فرمایا۔ حبشیوں کی حکومت کو ان پر سے دفع فرما دیا۔ تاکہ قریش کے زمانۂ اقبال اور ان کی حکومت کو بقائے دراز حاصل ہو۔ اللہ تبارک و تعالےٰ نے فرمایا:۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝ (۱۰۵: ۱تا۵)	کیا تو نے نہ دیکھا؟ کیا کیا تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ۔ کیا نہیں کر دیا ان کا داؤ غلط، اور بھیجے ان پر اڑتے جانور ٹکڑیاں ٹکڑیاں۔ پھینکتے تھے ان پر پتھریاں کنکر کی۔ پھر کر ڈالا انھیں جیسا بھس کھایا ہوا۔

؎

سورۂ قریش نیز فرمایا:۔

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۝ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝ الَّذِيْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۝ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝ (۱۰۶: ۱تا۴)	اس واسطے کہ مانوس رکھا قریش کو، مانوس رکھنا۔ انھیں سفر سے جاڑے کے اور گرمی کے۔ تو چاہیے کہ بندگی کریں۔ اس گھر کے رب کی۔ جس نے انھیں کھانا دیا بھوک میں اور امن دیا، ڈر میں۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اس حالت کو، جس پر وہ اب ہیں، بدل نہ دے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق جو نیک ارادہ کر رکھا ہے۔ اس میں تغیر نہ آجائے۔ کاش وہ پیغام حق قبول کر لیں۔

تفسیر سورۂ فیل ابن ہشام نے کہا کہ ابابیل کے معنی جماعتوں کے ہیں اور عرب نے اس کا واحد ہمارے علم کے مطابق کبھی استعمال نہیں کیا اور سجّیل کے متعلق یونس نحوی اور ابوعبیدہ نے

مجھے خبر دی کہ اس کے معنی سخت کے ہیں، رُؤبتہ بن العجاج نے کہا:۔

وَمَسَّهُمْ مَا مَسَّ اَصْحَابَ الْفِيلْ ⁂ تَرْمِيهِمْ حِجَارَةٌ مِنْ سِجِّيلْ

وَلَعِبَتْ طَيْرٌ بِهِمْ اَبَابِيلْ

ان لوگوں پر وہ آفتیں آئیں، جو ہاتھی والوں پر آئی تھیں (کہ پرند)

انھیں پتھر اور گارے کے روڑوں سے مارے جا رہے تھے۔ اور پرندوں کی

ٹکڑیوں نے انھیں بازیچہ بنا لیا تھا۔

یہ اشعار اس کے بحر رجز کے ایک قصیدے کے ہیں اور بعض مفسروں نے ذکر کیا ہے کہ وہ فارسی کے دو کلمے ہیں۔ ان دونوں کو عربوں نے ایک کلمہ بنا لیا ہے، یعنی ایک سنج (سنگ)، دوسرا جِل (گِل)، سنج (سنگ) کے معنی پتھر اور جِل (گِل) کے معنی کیچڑ گارا، یعنی وہ روڑے انھیں دو جنسوں پتھر اور گارے سے بنے ہوئے تھے۔ اور عَصْف کے معنی زراعت کے ان پتوں کے ہیں جن میں ڈنٹھل نہ ہو اور اس کا واحد عَصْفَۃ ہے۔ مجھے ابو عبیدہ نحوی نے خبر دی کہ اسے عُصافتہ اور عصیفۃ بھی کہتے ہیں اور علقمہ بن عبدہ کا ایک شعر سنایا، جو بنی ربیعہ بن مالک بن زید بن مناۃ بن تمیم میں کا ایک شخص ہے۔

تَسْقِي مَذَانِبَ قَدْ مَالَتْ عَصِيفَتُهَا ⁂ حُدُورُهَا مِنْ اَتِيِّ الْمَاءِ مَطْمُومُ

نہریں (ایسے کھیت کو) سینچتی ہیں، جس کے ڈنٹھل یا پتے جھک گئے ہیں اور

اس کی منڈیریں پانی کی تیز رفتاری کے سبب کٹ گئی ہیں۔

یہ شعر ایک قصیدے کا ہے۔ راجز نے کہا:۔

فَصُيِّرُوا مِثْلَ كَعَصْفٍ مَاكُولْ

انھیں اُن بے ڈنٹھل پتوں کی طرح کر دیا گیا کہ (ان میں کے بھٹے

اور دانے) کھا لیے سے ہوں

تفسیر سورۂ قریش

ابن ہشام نے کہا کہ اس بیت کی نحو (کے بارے) میں ایک (خاص) تفسیر ہے۔ اور ایلاف قریش کے معنی ان کی اس الفت کے ہیں جو انہیں شام کی جانب تجارت کے لیے نکلنے سے تھی۔ ان کے دو سفر ہوا کرتے تھے۔ ایک سفر سرما میں اور ایک گرما میں۔

بوزید انصاری نے کہا کہ عرب الفت الشیُ الفا اور آلفۃ ایلافا ایک ہی معنی میں استعمال کرتے

ہیں۔ ذوالرمہ کا شعر کسی نے مجھے سنایا ہے:۔

مِنَ الْمُؤْلِفَاتِ الرَّمْلَ اَدْمَاءُ حُرَّةٌ شُعَاعُ الضُّحٰی فِیْ لَوْنِہَا یَتَوَضَّحُ

(وہ عورت ان) شریف گندمی رنگ بے شوہر عورتوں میں سے ہے۔ جن سے عشق (و محبت) کی جاتی ہے۔ وہ ایسی خوبصورت ہے کہ اس کے رنگ میں چاشت کے وقت کی روشنی چمکتی ہے۔

مطرود بن کعب الخزاعی نے کہا ہے:۔

الْمُنْعِمِیْنَ اِذَا النُّجُوْمُ تَغَیَّرَتْ وَالظَّاعِنِیْنَ لِرِحْلَةِ الْاِیْلَافِ

وہ ناز و نعمت میں بسر کرنے والے جو ستاروں کے متغیر ہونے تک خواب راحت میں رہتے ہیں اور وہ سفر کرنے والے (جو صرف) شوقیہ سفر کیا کرتے ہیں۔

یہ بیت اس کے ان ابیات میں سے ہے، جنھیں ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کے موقع پر ذکر کریں گے۔ "ایلاف" اس الفت کو بھی کہتے ہیں جو انسان کو (پالتو جانوروں) اونٹ، بلی، بکری وغیرہ سے ہوتی ہے۔ "آلف ایلافا" کہا جاتا ہے۔ کمیت بن زید نے جو بنی اسد خزیمۃ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد، میں کا ایک شخص ہے۔ کہا ہے:۔

بِعَامٍ یَقُوْلُ لَہُ الْمُؤْلِفُوْ نَ ہٰذَا الْمُعِیْمُ لَنَا الْمُرْجِلُ

ایسی قحط سالی میں، جس کے متعلق اونٹوں سے محبت رکھنے والے بھی کہتے تھے کہ یہ نادیدہ بنا دینے والا سال ہمیں پیادہ پا بھی کر چھوڑے گا۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور ایلاف کے معنی افراد قوم کے آپس میں متحد ہو جانے کے بھی ہیں۔ "الفا القوم ایلافا" بھی کہا جاتا ہے۔ کمیت بن زید نے یہ بھی کہا ہے:۔

وَاٰلُ مُزَیْقِیَاءَ غَدَاةَ لَاقَوْا بَنِیْ سَعْدِ بْنِ ضَبَّةَ مُؤْلِفِیْنَا

اور کیا تم نے مزیقیا والوں کو نہیں دیکھا کہ ان کی کیا حالت ہو گئی تھی۔ جس روز متحد ہو کر بنی سعد بن ضبۃ کے مقابلے میں آئے تھے؟

یہ بیت بھی اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ اور ایلاف کے معنی ایک چیز کا دوسری چیز سے ایسا ملا دیا جانا بھی ہیں کہ وہ اس سے چسپاں ہو جائے اور چھوٹ نہ سکے۔ ایسے موقع پر "الفتہ ایاہ ایلافا" کہا جاتا ہے۔ ایلاف کے معنی ایسی محبت کے بھی ہیں جو (اصلی و حقیقی) محبت

کے درجے سے گھٹی ہوئی ہو۔ ایسے موقع پر بھی "الفتہ ایلافا" کہا جاتا ہے۔ یعنی مجھے اس سے یوں ہی دل بستگی ہو گئی۔

ابن اسحٰق نے کہا۔ مجھ سے عبداللہؓ بن ابی بکرؓ بن عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ کی بیٹی عمرہ سے، اور انھوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے اس ہاتھی کے متعلق افسر اور اس کے مہاوت دونوں کو اندھا، اپاہج (معذور حالت میں) مکہ میں لوگوں سے کھانا مانگتے دیکھا ہے۔

باب ۱۳

فیل اور اصحابِ فیل

قریش کی تعظیم ابن اسحاق نے کہا، پھر جب اللہ تعالیٰ نے حبشیوں کو مکّہ سے لوٹا دیا اور انھیں اس کے سبب بطور سزا بڑی بڑی مصیبتیں پہنچیں تو عرب قریش کی عظمت کرنے لگے اور انھوں نے کہا، یہ لوگ اللہ والے ہیں، اللہ نے ان کی جانب سے جنگ کی اور دشمن کے سروسامان کے مقابلے میں صرف اللہ کی امداد ان کے لیے کافی ہوئی۔ انھوں نے اس کے متعلق بہت سے اشعار کہے، جن میں وُہ اس برتاؤ کا ذکر کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حبشیوں سے کیا اور قریش سے ان کی مخالفانہ کارروائیاں دُور کیں۔

اشعار ابن الزّبعری عبداللہ بن الزّبعری بن عدی بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم بن عمرو بن ہُصیص بن کعب بن لُوئیّ بن غالب بن فِہر نے کہا:

تَنَكَّلُوْا عَنْ بَطْنِ مَكَّةَ إِنَّهَا ۔۔۔ كَانَتْ قَدِيْمًا لَا يُرَامُ حَرِيْمُهَا

دشمنانِ بیت اللہ وادی مکّہ سے عبرتناک سزا کے ساتھ بھگا دیے گئے، اور بے شبہ قدیم سے اس کا یہ حال رہا ہے کہ بُری نیّت سے اس کے حرم کا ارادہ کوئی نہیں کرسکتا۔

لَمْ تُخْلَقِ الشِّعْرٰى لَيَالِيَ حُرِّمَتْ ۔۔۔ إِذْ لَا عَزِيْزَ مِنَ الْأَنَامِ يَرُوْمُهَا

جن دنوں اسے حرم محترم بنایا گیا، اس وقت شعریٰ [۱] پیدا نہ ہوا تھا جب مخلوق میں سے کوئی قوی سے قوی بھی اس کی طرف مخالفت سے آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھ سکتا تھا۔

سَائِلْ أَمِيْرَ الْجَيْشِ عَنْهَا مَا رَأٰى ۔۔۔ وَلَسَوْفَ يُنْبِي الْجَاهِلِيْنَ عَلِيْمُهَا

فوج کے سردار (ابرہہ) سے اس کے متعلق دریافت کرکہ اُس نے کیا دیکھا ناواقفوں کو واقف کار بنادے گا۔

---

[۱] شعریٰ ایک تارے کا نام ہے جو برج جوزا کے ساتھ طلوع ہوتا ہے اور تمام تاروں میں سب سے بڑا نظر آتا ہے عرب میں ایک گروہ اس کی پرستش کرتا تھا۔

سِتُّونَ اَلْفًا لَمْ يَؤُبُوا اَرْضَهُمْ　　　　بَلْ لَمْ يَعِشْ بَعْدَ الْاِيَابِ سَقِيْمُهَا

کہ ساٹھ ہزار افراد، جو بیت اللہ کے گرانے کے ارادے سے نکلے تھے، اپنے وطن کی سرزمین (یمن) کو واپس نہ ہو سکے، بلکہ ان میں کا بیمار بھی تو لوٹنے کے بعد زندہ نہ رہا۔

كَانَتْ بِهَا عَادٌ وَجُرْهُمُ قَبْلَهُمْ　　　　وَاللّٰهُ مِنْ فَوْقِ الْعِبَادِ يُقِيْمُهَا

وہاں ان سے عاد و جرہم بھی تو رہا کرتے تھے، انھیں بھی ــــــــ تو جرأت نہ ہوئی کہ کعبۃ اللہ کو نظر بد سے دیکھتے۔ کیوں؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ تمام بندوں کے اوپر سے اس کی دیکھ بھال کرتا رہا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابن الزبعری نے جس بیمار کا ذکر کیا ہے کہ لوٹنے کے بعد زندہ نہ رہا، اس کی مراد ابرہہ ہے کہ جب اسے اس آفت کے بعد، جو اس پر آئی تھی، اٹھالے گئے تو وہ صبح مر گیا۔

اشعار ابو قیس بن الاسلت

اور ابو قیس بن الاسلت الانصاری الخطمی نے جس کا نام صیفی تھا، یہ اشعار کہے ہیں:

ابن ہشام نے کہا: ابو قیس صیفی بن الاسلت بن جشم بن وائل بن زید بن قیس بن عامر بن مرہ بن مالک بن الاوس:

وَمِنْ صُنْعِهِ يَوْمَ فِيْلِ الْحُبُوْ　　　　شِ اِذْ كُلَّمَا بَعَثُوْهُ رَزَمْ

اس کی کارسازیوں میں سے ایک کارسازی کا نمونہ حبشیوں کے ہاتھی سے حملہ آوری کے روز نمایاں ہوا کہ جتنا ہاتھی کو قسم قسم کی تدبیر سے اٹھاتے، وہ جم جم کر بیٹھتا جاتا تھا۔

مَحَاجِنُهُمْ تَحْتَ اَقْرَابِهِ　　　　وَقَدْ شَرَمُوْا اَنْفَهُ فَانْخَرَمْ

ان حبشیوں کی ٹیڑھی لکڑیاں اس ہاتھی کے پیٹ کے نیچے لگا دی گئی تھیں اور انھوں نے اس کی ناک یعنی سونڈ کو چیر چیر ڈالا حتیٰ کہ وہ کٹا ہوگیا۔

وَقَدْ جَعَلُوْا سَوْطَهُ مِغْوَلًا　　　　اِذَا يَمَّمُوْهُ قَفَاهُ كُلِمْ

اور اس کا آنکس تو کدار بنایا گیا اور جب انھوں نے اس کی گدی کا قصد کیا تو زخمی کر ڈالا۔

فَوَلّٰی وَاَدْبَرَ اَدْرَاجَہٗ وَقَدْ بَاءَ بِالظُّلْمِ مَنْ کَانَ ثَمَّ

آخر اس ہاتھی نے پیٹھ پھیر دی اور جس راستے آیا تھا، پلٹ کر اسی طرف چلا اور جو شخص وہاں رہ گیا، وہ قبل از وقت تباہی کا سزاوار ہو گیا۔

فَاَرْسَلَ مِنْ فَوْقِہِمْ حَاصِبًا فَلَفَّہُمْ مِثْلَ لَفِّ الْقُزُمْ

پھر اس خدائے قادر نے اس پر پتھر کی بارش کی تو اس بارش نے انھیں اس طرح لپیٹ لیا، جس طرح ذلیل حقیر بے قدر چیزوں کو سمیٹ کر لپیٹ لیا جاتا ہے۔

تَحُضُّ عَلَی الصَّبْرِ اَحْبَارُھُمْ وَقَدْ ثَاَجُوْا کَثُؤَاجِ الْغَنَمْ

نصاریٰ کے علماء انھیں صبر کے لیے ابھار رہے ہیں اور وہ ہیں کہ بکریوں کی طرح ممیا رہے ہیں۔

ابوقیس کا دوسرا قصیدہ ابن ہشام نے کہا یہ اشعار اس کے ایک قصیدے کے ہیں، لیکن اسی قصیدے کی نسبت (بعض روایات میں) اُمیّہ بن ابی الصّلت کی طرف بھی کی گئی ہے۔ ابوقیس ابن الصلت نے یہ بھی کہا ہے:

فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا رَبَّکُمْ وَتَمَسَّحُوْا بِاَرْکَانِ ھٰذَا الْبَیْتِ بَیْنَ الْاَخَاشِبِ

پس اٹھو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور سخت پہاڑوں کے درمیان والے اس گھر کے کونوں پر برکات حاصل کرنے کے لیے ہاتھ پھیرو۔

فَعِنْدَکُمْ مِنْہُ بَلَاءٌ مُّصَدَّقٌ غَدَاۃَ اَبِیْ یَکْسُوْمَ ھَادِی الْکَتَائِبِ

کیونکہ بڑے بڑے دستوں کے سردار ابی یکسوم یعنی ابرہہ کے حملے کے روز اس (بیت اللہ) کی وجہ سے تمھیں وہ بڑی نعمت (دشمن پر فتح مندی) نصیب ہوئی جو تمھارے پاس مسلّم ہے۔

کَتِیْبَتُہٗ بِالسَّھْلِ تُمْسِیْ وَرَجْلُہٗ عَلَی الْقَاذِفَاتِ فِیْ رُءُوْسِ الْمَنَاقِبِ

اس کا سوار دستہ میدانی نرم زمین میں چلا جا رہا ہے اور اس کی پیادہ فوج پہاڑی راستوں کے سروں پر پتھر پھینکنے والے آلات لیے کام کر رہی ہے۔

فَلَمَّا اَتَاکُمْ نَصْرُ ذِی الْعَرْشِ رَدَّھُمْ جُنُوْدُ الْمَلِیْکِ بَیْنَ سَافٍ وَحَاصِبِ

پھر جب تمھارے پاس عرش والے کی امداد پہنچ گئی تو اس حکومت والے کے لشکر (خاص قسم کے پرندوں) نے انھیں مٹی اور پتھروں سے مار مار کر پسپا کر دیا۔

فَوَلَّوْا سِرَاعًا هَارِبِيْنَ وَلَمْ يَؤُبْ　　اِلٰى اَهْلِهٖ مِلْحَبْشِ غَيْرُ عَصَائِبِ

اور وہ تیزی سے پیٹھ پھیر کر بھاگے اور حبشیوں کے لشکر کا کوئی دستہ اپنے اہل و

عیال کی جانب تتر بتر ہوئے بغیر نہ لوٹا۔

ابن ہشام نے کہا "علی القاذفات فی رؤس المناقب" ابوزید انصاری نے مجھے سنایا ہے اور یہ اشعار ابوقیس کے ایک قصیدے کے ہیں۔ انشاء اللہ علیہ ہم موقع پر اس قصیدے کا ذکر کریں گے اور اس کے الفاظ "غداة ابی یکسوم" سے مراد ابرہہ ہے جس کی کنیت ابی یکسوم تھی۔

اشعار طالب بن ابی طالب

ابن اسحاق نے کہا: کہ طالب بن ابی طالب بن عبدالمطلب نے کہا ہے:

اَلَمْ تَعْلَمُوْا مَا كَانَ فِيْ حَرْبِ دَاحِسٍ　　وَجَيْشَ اَبِيْ يَكْسُوْمَ اِذْ مَلَأُوا الشِّعْبَا

کیا تمہیں خبر نہیں کہ جنگ داحس اور لشکر ابی یکسوم یعنی ابرہہ کا کیا نتیجہ ہوا،

جب انھوں نے تمام گھاٹیاں بے شمار سپاہ سے بھر دی تھیں۔

فَلَوْلَا دِفَاعُ اللّٰهِ لَا شَیْءَ غَيْرُهٗ　　لَاَصْبَحْتُمْ لَا تَمْنَعُوْنَ لَكُمْ سِرْبًا

پس اگر اللہ تعالیٰ کی حمایت نہ ہوتی اور حقیقت تو یہ ہے اس کے سوا کوئی چیز ہے

ہی نہیں۔ تو تم لوگ اپنے مویشی کے گلوں یا اپنی عورتوں کی کچھ حفاظت نہ کر سکتے۔

اشعار امیہ بن ابوالصلت

ابن اسحاق نے کہا کہ ابوالصلت بن ابی ربیعۃ الثقفی نے ہانفی اور دین حنیفہ ابراہیم علیہ السّلام کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ (ابن ہشام کے نزدیک بعض روایت میں اس کی نسبت اُمیہ بن ابی الصلت بن ربیعۃ الثقفی کی طرف کی گئی ہے):

اِنَّ اٰيَاتِ رَبِّنَا ثَاقِبَاتٌ　　لَا يُمَارِيْ فِيْهِنَّ اِلَّا الْكَفُوْرُ

بے شبہ ہمارے پروردگار کی نشانیاں چمک رہی ہیں، جن کے بارے میں کسی سخت

منکر کے سوا کسی کو اعتراض اور اختلاف کی مجال نہیں۔

خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ فَكُلٌّ　　مُسْتَبِيْنٌ حِسَابُهٗ مَقْدُوْرُ

اس نے رات اور دن پیدا کیے، پس ان میں کے ہر ایک دن اور ہر ایک رات کا

حساب مقرر و معین ہے اور یہ بات بالکل ظاہر ہے۔

ثُمَّ يَجْلُوا النَّهَارَ رَبٌّ رَّحِيمٌ ... بِمَهَاةٍ شُعَاعُهَا مَنْشُوْرُ

پھر وہ مہربان پروردگار روزانہ شفاف و منور آفتاب کے ذریعے سے جس کی کرنیں پھیلی ہوئی ہیں، دن کو جلوہ گاہِ ظہور پر لاتا ہے۔

حَبَسَ الْفِيلَ بِالْمُغَمَّسِ حَتّٰى ... ظَلَّ يَحْبُوْ كَأَنَّهُ مَعْقُوْرُ

اسی نے مُغَمَّس میں ہاتھی کو روک دیا، حتیٰ کہ وہ رینگنے لگا۔ اس کی حالت یہ ہوگئی گویا اس کے پاؤں کٹے ہوئے ہیں۔

لَازِمًا حَلْقَةَ الْجِرَانِ كَمَا قُطِّـ ... ـرَ مِنْ صَخْرِ كَبْكَبٍ مَحْدُوْرُ

گردن کا حلقہ زمین سے اس طرح لگا دیا، گویا اسے کوہ عرفات کی ڈھلان چٹان کبکب پر سے گرا دیا گیا ہے۔

حَوْلَهُ مِنْ مُلُوْكِ كِنْدَةَ أَبْطَا ... لٌ مَلَاوِيْثُ فِي الْحُرُوْبِ صُقُوْرُ

اس کے اطراف شاہانِ کندہ میں کے بڑے بڑے بہادر جنھیں جنگ کے شہباز کہنا سزاوار ہے، موجود تھے، لیکن

خَلَّفُوْهُ ثُمَّ ابْذَعَرُّوْا جَمِيْعًا ... كُلُّهُمْ عَظْمُ سَاقِهِ مَكْسُوْرُ

انھوں نے اسے (اس کے حال پر) چھوڑ دیا اور سب کے سب ڈر کر بھاگے کہ ان میں سے ہر ایک کی ٹانگ کی ہڈی ٹوٹی ہوئی تھی۔

كُلُّ دِيْنٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ ... اللهِ إِلَّا دِيْنَ الْحَنِيْفَةِ بُوْرُ

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے پاس دین حنیفہ (ابراہیمیہ، توحید خالص) کے سوا ہر دین ناکارہ ہوگا۔

اشعارِ فرزدق

ابن ہشام نے کہا کہ فرزدق نے، جس کا نام ہمام بن غالب تھا اور جو بنی مجاشع بن دارم بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم میں کا ایک شخص تھا، سلیمان ابن عبدالملک بن مروان کی ستائش، حجاج بن یوسف کی ہجو اور حبشیوں اور ہاتھیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

فَلَمَّا طَغَى الْحَجَّاجُ حِيْنَ طَغَى بِهِ ... غِنًى قَالَ إِنِّيْ مُرْتَقٍ فِي السَّلَالِمِ

پھر جب حجاج نے سرکشی کی، جب اس نے اس حرم محترم میں مال و دولت کی وجہ سے سرکشی کی اور کہا کہ میں زینوں پر بلند ہوتا چلا جاؤں گا۔

رَمَى اللّٰہُ فِیْ جُثْمَانِہٖ مِثْلَ مَارَمٰی ۔۔۔ عَنِ الْقِبْلَۃِ الْبَیْضَاءِ ذَاتِ الْمَحَارِمِ

اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم پر اسی طرح آفت ڈالی جس طرح بزرگیوں والے روشن قبلے سے (دشمنوں کو ہٹانے کے لیے اس کے دشمنوں پر) آفت ڈالی تھی۔

جُنُوْدًا تَسُوْقُ الْفِیْلَ حَتّٰی اَعَادَھُمْ ۔۔۔ ھَبَاءً وَّ کَانُوْا مُطْرَخِمِّی الطَّرَاخِمِ

اللہ تعالیٰ نے اس لشکر کو تباہ و برباد کر ڈالا، جو ہاتھی لیے آرہا تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں گرد کے ذرّوں کی طرح پریشان کر ڈالا اور وہ غرور و غصہ میں بھرے ہوئے تھے۔

نُصِرْتَ کَنَصْرِ الْبَیْتِ اِذْ سَاقَ فِیْلَہٗ ۔۔۔ اِلَیْہِ عَظِیْمُ الْمُشْرِکِیْنَ الْاَعَاجِمِ

(اے سلمان بن عبدالملک) تجھے امداد دی گئی جس طرح بیت اللہ کو امداد دی گئی تھی جب عجمی مشرکوں کا بڑا افسر اپنا ہاتھی لیے ہوئے اس کی جانب بڑھا۔

یہ اشعار اس کے ایک قصیدے کے ہیں:

اشعار ابن الرقیات ابن ہشام نے کہا: عبداللہ بن قیس الرقیات نے، جو بنی عامر بن لُؤی بن غالب میں سے ایک شخص تھا، ابرہہ الاشرم اور ہاتھی کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔

کَادَہُ الْاَشْرَمُ الَّذِیْ جَلَبَ الْفِیْلَ ۔۔۔ فَوَلّٰی وَجَیْشُہٗ مَھْزُوْمُ

اشرم نے جو ہاتھی کے ساتھ آیا تھا، اس بیت اللہ کے خلاف چال چلی تو وہ اس طرح لوٹا کہ اس کا لشکر شکست خوردہ تھا۔

وَاسْتَھَلَّتْ عَلَیْھِمُ الطَّیْرُ بِالْجَنْدَلِ ۔۔۔ حَتّٰی کَاَنَّہٗ مَرْجُوْمُ

اور پرند اُن پر مقام جندل میں بڑی سختی اور شور و غوغا سے برس پڑے، یہاں تک کہ وہ لشکر ایسا ہو گیا، گویا کسی نے اسے سنگسار کر ڈالا ہے۔

ذَاکَ مَنْ یَّغْزُہٗ مِنَ النَّاسِ یَرْجِعْ ۔۔۔ وَھُوَ فَلٌّ مِنَ الْجُیُوْشِ ذَمِیْمُ

جو لوگوں میں سے جو اس کی جانب مخالفانہ ارادے سے جاتا ہے وہ شکست کھا کر اور بدنام و ذلیل و خوار ہو کر لوٹتا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا، کہ جب ابراہہ ہلاک ہو گیا تو اس کا بیٹا یکسوم بن ابرہہ حبشیوں کا بادشاہ ہوا۔ ابرہہ اپنے اسی بیٹے کے نام سے ابی یکسوم مشہور تھا۔ پھر یکسوم بن ابراہہ بھی ہلاک ہوا تو اس کا بھائی مسروق بن ابرہہ یمن میں حبشیوں کا بادشاہ ہوا۔

باب ۱۴

سَیف بِن ذِی یَزَن کا ظہور

اہلِ یمن کی مصیبتیں

پھر جب یمن والوں پر مصیبتوں کا زمانہ طویل ہو گیا، یعنی ظالم حاکموں کے ہاتھوں وہ ہر وقت تکلیفوں میں مبتلا رہنے لگے تو سیف بن ذی یزن حمیری، جس کی کنیت ابو مُرّہ تھی، یمن سے باہر چلا گیا اور قیصرِ روم کے پاس پہنچ کر قوم کی حالتِ زار اسے سُنائی، ساتھ ہی استدعا کی کہ ان مصیبتوں سے نجات دلائی جائے اور یمن کو اپنی حکومت کے لیے رومیوں میں سے جسے چاہے حاکم بنا کر بھیجے۔ اسی کو شاہِ یمن مان لیا جائے گا۔ . . .

. . . قیصرِ روم کے ہاں سیف کو امید کے مطابق کوئی بات نظر نہ آئی تو وہ وہاں سے نکلا اور نعمان بن منذر کے پاس پہنچا، جو حیرہ اور اس کی متّصلہ اراضی عراق پر کسریٰ کے دربار میں میری سالانہ باریابی

سَیف کسریٰ کے دربار میں

پھر جب باریابی کا زمانہ آیا تو نعمان، سیف بن یزن کو لے کر کسریٰ کے پاس گیا۔ کسریٰ اپنے اس ایوان میں بیٹھا کرتا تھا جس میں اس کا تاج تھا۔ تاج لوگوں کے خیال کے مطابق ایک بڑے پیمانے[1] کی مانند تھا، جس میں یاقوت زمرّد اور موتی سونے چاندی میں جڑے ہوئے تھے اور وہ ایک سونے کی زنجیر سے اس محراب کی چھت میں لٹکا رہتا تھا، جہاں کسریٰ کی نشست گاہ تھی اور اس کی گردن یہ تاج اُٹھا نہ سکتی تھی[2]۔ اس مقام پر پردے ڈال دیے جاتے اور جب وہ بیٹھ جاتا اور سر تاج میں رکھ کر بخوبی مطمئن ہو جاتا تو پردے اُٹھا لیے جاتے، ہر وہ شخص جس نے اس سے پہلے اسے نہ دیکھا ہوتا اس حالت میں دیکھتا تو ہیبت کے مارے گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتا۔ سیف بن یزن بھی جب اس کے پاس آیا تو گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔

---

[1] اصل میں "قنقل" ہے، جو بڑے پیمانے کو کہتے ہیں۔ بڑے تاج کو اُلٹا لٹکایا جائے تو یقیناً وہ ایک پیمانے کی شکل اختیار کرے گا۔ [2] مطلب یہ ہے کہ تاج اتنا وزنی تھا کہ اسے سر پر رکھنا ممکن نہ تھا۔ لہٰذا سونے کی زنجیر چھت میں لٹکا دیا گیا تھا اور زنجیر اتنی لمبی رکھی تھی کہ کسریٰ نشست گاہ پر بیٹھتا تو تاج ٹھیک سر پر آجاتا گویا تاج سر پر رکھا جاتا تو اس کا وزن سر پر نہ رکھتا۔ یہ تاج بھی فتح ایران کے بعد مسلمانوں کے قبضے میں آیا اور حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا۔

ابن ہشام نے کہا، مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کیا کہ جب سیف اس کے پاس آیا تو سر جھکا دیا۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ احمق میرے پاس اس (بلند) لمبے دروازے سے آرہا ہے پھر (بھی) سر جھکائے ہوئے آتا ہے اور جب یہ بات اس سے کہی گئی تو اس نے کہا میں نے صرف اپنے غم والم کی وجہ سے ایسا کیا اور میرا یہ غم اتنا زیادہ ہے کہ اس کی سمائی کے لیے ہر چیز تنگ ہے۔

امداد کا انتظام

ابن اسحٰق نے کہا، پھر سیف نے اس سے کہا، اے بادشاہ! غیر ملکیوں نے ہم پر اور ہمارے ممالک پر غلبہ حاصل کر لیا ہے۔ کسریٰ نے اس سے پوچھا، کون غیر ملکی؟ حبشی یا سندھی؟ جواب ملا حبشی: اس لیے میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ میری مدد فرمائیں اور میرے ملک پر آپ ہی کی حکومت ہو۔ کسریٰ نے کہا، تیرے ملک میں فائدہ بھی کم ہے اور وہ دُور بھی ہے میں ایسا شخص نہیں کہ فارس سے سرزمین عرب پر لشکر کو ہلاکت میں ڈالوں، جس کی مجھے کچھ ضرورت بھی نہیں۔ پھر اُس نے اسے پورے دس ہزار درم انعام دے اور بہترین خلعت پہنایا۔ جب سیف نے اس سے وہ خلعت اور درم حاصل کر لیے اور وہاں سے نکلا تو وہ سکّے لوگوں کی طرف پھینکتا ہُوا نکلا۔ یہ خبر بادشاہ کو پہنچی تو اس نے کہا، یہ تو بڑی شان و شوکت والا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ اسے پھر بلوا بھیجا اور کہا، کیا تُو نے بادشاہ کا عطیہ اسی مقصد سے لیا تھا کہ اسے لوگوں کو بانٹ دے؟ سیف نے جواب دیا کہ اسے لے کر میں اور کیا کرتا کیونکہ میں جس سرزمین سے آرہا ہوں، وہاں کے پہاڑ خود سونا چاندی ہیں، وہاں اس کی جانب کوئی رغبت بھی کرتا ہے؟ آخر کسریٰ نے ارکان سلطنت کو جمع کیا اور ان سے کہا، اس شخص اور جس غرض سے وہ آیا ہے اس کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے؟ اس میں سے کسی نے کہا، بادشاہ سلامت! آپ کے قید خانے میں بہت سے لوگ ہیں، جو قتل کرنے کے لیے قید کر رکھے ہیں، اگر آپ انھیں اس کے ساتھ روانہ کر دیں تو بہت ہی بہتر ہو، کیونکہ اگر وہ ہلاک ہو گئے تو وہی ہوگا آپ نے ان کے باب میں ارادہ کیا ہے اور اگر وہ فتح یاب ہو گئے تو وہ حکومت، جسے آپ لینا چاہ رہے ہیں حاصل ہو جائے گی۔ آخر کسریٰ نے ان لوگوں کو، جو اس کے پاس قید تھے، سیف کے ساتھ بھیج دیا اور وہ آٹھ سو آدمی تھے۔

وہرز اور سیف بن ذی یزن

انھیں میں کے ایک شخص کو جس کا نام وہرز تھا، ان پر حاکم بنا دیا۔ وہ ان سب میں زیادہ عمر رسیدہ اور شرافت و خاندان کے لحاظ سے بھی بہتر تھا۔ اس کے بعد وہ لشکر آٹھ کشتیوں میں روانہ ہُوا۔ ان میں سے دو کشتیاں تو ڈوب گئیں، باقی چھ کشتیاں ساحل عدن پر پہنچیں۔ سیف نے اپنی قوم میں سے بھی جتنوں کو ہو سکا، وہرز کی فوج کے ساتھ

شامل کر دیا اور اس نے کہا، میرے اور تیرے آدمی ایک ساتھ رہیں گے حتیٰ کہ یا تو ہم سب کے سب مر جائیں یا فتحیاب ہو جائیں وہرز نے اس سے کہا، یہ تو تُو نے انصاف کی بات کہی، آخر اس کے مقابلے کے لیے مسروق بن ابرہہ شاہِ یمن نکلا۔ وَہرز نے اپنے بیٹے کو مقابلے کے لیے بھیجا۔ غرض یہ تھی کہ جنگ ہو تو وہرز خود حبشیوں کا طریقِ جنگ دیکھے۔ وَہرز کا بیٹا جنگ میں مارا گیا، اس وجہ سے اس کا جوشِ انتقام اور بڑھ گیا۔ جب لوگ ایک دوسرے کے مقابل جنگ کی صفوں میں کھڑے ہوئے تو وَہرز نے کہا، مجھے بتاؤ بادشاہ کون ہے، لوگوں نے کہا، کیا تمھیں وہ شخص وہاں نظر آ رہا ہے، جو ہاتھی پر سوار، تاج سر پر رکھے ہوئے ہے۔ اور اُس کی آنکھوں کے درمیان یاقوت سُرخ ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ لوگوں نے کہا، وہی بادشاہ ہے وَہرز نے کہا اچھا، تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ۔ وُہ بہت دیر تک ٹھہرے رہے پھر وَہرز نے پوچھا، اب وُہ کس سواری پر ہے؟ لوگوں نے کہا اب اس نے سواری بدل دی ہے اور گھوڑے پر بیٹھ گیا ہے وَہرز نے کہا تھوڑی دیر اور ٹھہر جاؤ۔ پھر وُہ بہت دیر تک ٹھہرے رہے بعد ازاں وَہرز نے پُوچھا اب بادشاہ کس سواری پر ہے؟ اُنھوں نے کہا، اب اس نے پھر سواری بدل دی اور وُہ ایک مادہ خچر پر بیٹھ گیا ہے۔ وَہرز نے کہا، گدھی کی بیٹی پر؟ اب وُہ ذلیل ہو گیا اور اس کا ملک بھی ذلیل ہو گیا۔ اب میں اسے تیر سے ماروں گا۔ اگر تم نے یہ دیکھا کہ اس کے ساتھیوں نے کوئی حرکت نہیں کی تو تم بھی اپنی جگہ تھمے رہنا تا آنکہ میں خود تمھیں کوئی حکم دُوں، ایک بات خوب سمجھ لو، اگر بادشاہ کے آس پاس کے لوگ اپنی جگہ ٹھہرے رہے اور اُنھوں نے کوئی جنبش نہ کی تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ میں نے تیر اندازی میں غلطی کی اور میرا تیر خطا گیا۔ اگر آس پاس کے لوگوں نے حلقہ بنا لیا اور بادشاہ کے اطراف میں جمع ہو گئے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ میرا تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھا۔ اس وقت تم بھی دھاوا بول دینا۔

پھر وَہرز نے کمان پر چلّہ چڑھایا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ کمان بڑی سخت ہے اور اس کے سوا کوئی دوسرا چلّہ نہ چڑھا سکتا تھا۔ پھر اس نے اپنی بھوؤں پر پٹی باندھنے کا حکم دیا۔ پٹی باندھ دی گئی تو اس نے تیر مارا اور وُہ ٹھیک اس یاقوت پر بیٹھا جو مسروق کی دونوں آنکھوں کے درمیان تھا۔ تیر کا پھل اس کے سَر میں دھنس کر گُدّی میں سے نکل گیا اور سواری سے اُلٹ کر گر پڑا۔ حبشیوں نے حلقہ باندھ لیا اور اس کے گرد جمع ہو گئے۔ ادھر سے فارسیوں نے ان پر دھاوا بول دیا۔ آخر حبشی شکست کھا گئے اور منتشر ہو کر ہر طرف بھاگے۔ وَہرز بڑھا کہ صنعاء میں داخل ہو، یہاں تک کہ جب شہر کے دروازے پر آیا تو کہا، میرا جھنڈا ہرگز اوندھا ہو کر داخل نہ ہو گا۔ دروازہ گرا دو۔ چنانچہ دروازا گرا دیا گیا اور وَہرز جھنڈا سیدھا رکھے ہوئے اس میں داخل ہُوا۔

سیف کے اشعار سیف بن ذی یزن نے کہا ہے:

یَظُنُّ النَّاسُ بِالمَلِکَینِ اَنَّھُمَا قَدِ التَأَمَا

لوگ دونوں بادشاہوں (سیف بن ذی یزن اور کسریٰ) کے متعلق خیال کرتے ہیں کہ وہ متفق ہو گئے ہیں۔

وَمَنْ یَسْمَعْ بِلَأمِھِمَا فَاِنَّ الخَطْبَ قَدْ فَقُمَا

اور جس نے ان کے اتحاد و اتفاق کی خبر سن لی ہے، اس کے پاس معاملہ بہت اہم ہو گیا ہے:

قَتَلْنَا القَیْلَ مَسْرُوقًا وَرَوَّیْنَا الکَثِیبَ دَمَا

ہم نے سردار قوم مسروق کو قتل کر ڈالا اور ٹیلوں کو خون سے سیراب کر دیا۔

وَاِنَّ القَیْلَ قَیْلَ النَّاسِ وَھْرِزُ مُقْسِمٌ قَسَمَا

اور سچ تو یہ ہے کہ تمام لوگوں کا سردار وہرز ہے، جو قسمیں کھانے والا ہے۔

یَذُوقُ مُشَعْشَعًا حَتّٰی یُفِیْءَ السَّبْیَ وَالنَّعَمَا

کہ وہ شراب پیتا رہے گا، یہاں تک کہ لونڈی غلام اور جانوروں کو گرفتار کر لے۔

ابن ہشام نے کہا، یہ شعر اسی کے اشعار میں کے ہیں۔ مجھے خلّاد بن قُرّۃ السدوسی نے اس کے آخر میں ایک شعر سنایا، جو اعشیٰ بن قیس بن ثعلبہ کا اور اس کے ایک قصیدے میں کا ہے۔ خلّاد کے سوا دوسرے علماء شعر نے کہا ہے کہ یہ شعر سیف بن ذی یزن کے نہیں۔

ابو الصلت یا اُمیّہ کے اشعار ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مندرجہ ذیل اشعار ابو الصلت بن ابی ربیعہ الثقفی کے ہیں اور ابن ہشام کہتے ہیں کہ ان کی نسبت اُمیّہ بن ابی الصلت کی جانب کی گئی ہے:

لِیَطْلُبِ الوِتْرَ اَمْثَالُ ابْنِ ذِی یَزَنٍ رَیَّمَ فِی البَحْرِ لِلْاَعْدَاءِ اَحْوَالَا

سیف بن ذی یزن جیسے لوگوں ہی کو زیبا ہے کہ وہ انتقام کے طالب ہوں دشمنوں سے انتقام لینے کے لیے برسوں سمندر پار غائب رہیں۔

یَمَّمَ قَیْصَرَ لَمَّا حَانَ رِحْلَتُہٗ فَلَمْ یَجِدْ عِنْدَہٗ بَعْضَ الَّذِی سَالَا

سفر کا وقت آیا تو سیف قیصر کے پاس پہنچا، لیکن اس نے قیصر کے پاس اپنی مطلوبہ چیز کا ذرا حصہ بھی نہ پایا۔

ثُمَّ اِنْتَحَیٰ نَحْوَ کِسْرَیٰ بَعْدَ عَاشِرَۃٍ　　مِنَ السِّنِیْنَ مُہِیْنَ النَّفْسِ وَالْمَالَا

پھر اس نے دس سال کے بعد کسریٰ کی جانب قصد کیا اور وہ اپنے نفس و مال
کو ذلیل کر رہا تھا (خود بھی اذیتیں اور ذلتیں برداشت کر رہا تھا اور مال بھی بے دریغ
خرچ کر رہا تھا)۔

حَتّٰی اَتٰی بِبَنِی الْاَحْرَارِ یَحْمِلُھُمْ　　اِنَّکَ عَمْرِیْ لَقَدْ اَسْرَعْتَ قِلْقَالَا

یہاں تک کہ وہ شریفوں کی اولاد کے پاس آیا کہ انھیں دشمن سے انتقام لینے
کے لیے ابھارے۔ میری جان کی قسم! تُونے بڑی تیز حرکت کی۔

لِلّٰہِ دَرُّھُمْ مِنْ عُصْبَۃٍ خَرَجُوْا　　مَا اِنْ اَرٰی لَھُمْ فِی النَّاسِ اَمْثَالَا

اللہ اس جماعت پر برکتیں نازل فرمائے جو انتقام کے لیے نکلی۔ میں تو ان کی
نظیر لوگوں میں کسی کو نہیں پاتا۔

بِیْضًا مَرَازِبَۃً غُلْبًا اَسَاوِرَۃً　　اُسْدًا تُرَبِّبُ فِی الْغَیْضَاتِ اَشْبَالَا

گورے گورے سردار، موٹی موٹی گردنوں والے، قوی، امیر لشکر ایسے شیر ہیں
جو اپنے بچوں کو جنگل کی جھاڑیوں میں پرورش کرتے ہیں۔

یَرْمُوْنَ عَنْ شُدُفٍ کَاَنَّھَا غُبُطٌ　　بِزَمْجَرٍ یُعْجِلُ الْمَرْمِیَّ اِعْجَالَا

کجاوے کی لکڑیوں کی طرح (اونچی اونچی) فارس کی کمانوں سے وہ ایسے پتلے
پتلے لمبے لمبے تیر چلا رہے تھے جو فوراً نشانے پر جا لگتے۔

اَرْسَلْتَ اُسْدًا عَلٰی سُوْدِ الْکِلَابِ فَقَدْ　　اَضْحٰی شَرِیْدُھُمْ فِی الْاَرْضِ فُلَّالَا

(اے سیف بن ذی یزن!) تُونے کالے کتوں (حبشیوں) پر شیروں کو چھوڑ دیا ہے
ان سے جو بھاگ نکلا، وہ زمین میں ہر جگہ شکستہ حال ہو گیا۔

فَاشْرَبْ ھَنِیْئًا عَلَیْکَ التَّاجُ مُرْتَفِقًا　　فِیْ رَاْسِ غُمْدَانَ دَارًا مِّنْکَ مِحْلَالَا

راس غمدان میں جو تیرا گھر ہے اور جو مہمانوں کے اترنے کا مقام ہے اس میں آرام سے
خوش خوش رہ اور کھا اور پی کہ تیرے سر پر تاج ہے۔

وَاشْرَبْ ھَنِیْئًا فَقَدْ شَالَتْ نَعَامَتُھُمْ　　وَاَسْبِلِ الْیَوْمَ فِیْ بُرْدَیْکَ اِسْبَالَا

اور خوش خوش کھا پی کہ ان دشمنوں کا جنازہ تو اٹھ چکا، وہ ہلاک ہو چکے اور آج اپنی
چادروں کی درازی میں زیادتی کر۔

تِلْكَ الْمَكَارِمُ لَا قَعْبَانِ مِنْ لَبَنٍ   شِيبَا بِمَاءٍ فَعَادَا بَعْدُ أَبْوَالَا

یہ قابلِ فخر صفتیں ہیں۔ یہ دُودھ کے پانی ملے ہوئے دو پیالے نہیں کہ دگھڑی بھر کر
لطف اور اس کے، بعد پیشاب بن گئے۔

ابن ہشام نے کہا، یہ وہ اشعار ہیں جو ابن اسحٰق کے پاس صحیح ثابت ہوئے ہیں، مگر ان میں کی آخری بیت جو "تِلْكَ الْمَكَارِمُ لَا قَعْبَانِ مِنْ لَبَنٍ" ہے کہ وہ نابغہ جعدی کی ہے، جس کا نام عبداللہ بن قیس تھا اور جو بنی جعدہ بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعۃ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن میں کا ایک شخص تھا اور یہ بیت اسی قصیدے کا ہے۔

اشعارِ عدی

ابن اسحاق نے کہا، کہ عدی بن زید الحیری نے، جو بنی تمیم میں کا ایک شخص تھا، یہ شعر کہے ہیں۔

ابن ہشامؒ کہتے ہیں، بنی تمیم میں سے بھی اس شاخ کا تھا، جو بنی امراء القیس بن زید مناۃ بن تمیم کی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عدی جو عبادی سے تھا اور وہ حیرہ والے تھے۔

مَا بَعْدَ صَنْعَاءَ كَانَ يَعْمُرُهَا   وُلَاةُ مُلْكٍ جَزْلٍ مَوَاهِبُهَا

مقامِ صنعا تعمیر کے بعد کیا تھا جسے ملک کے وہ حکام تعمیر کر رہے تھے جن کے
عطیے گراں قدر تھے؛

رَفَّعَهَا مَنْ بَنَى لَدَى قَزَعِ الْمُزْ — نِ وَتَنْدَى مِسْكًا مَحَارِبُهَا

اسے جس نے تعمیر کیا اس کے قلعے اور محل اس قدر بنائے کہ وہ بارش کے ابر
پاروں کے پاس پہنچ گئے تھے اور اس کی محرابیں مُشک برساتی تھیں:

مَحْفُوفَةٌ بِالْجِبَالِ دُونَ عُرَى الْـ — كَائِدِ مَا تُرْتَقَى غَوَارِبُهَا

وہ قلعے چالبازوں کی گرفت سے ورے ایسے پہاڑوں سے گھرے ہوئے تھے
کہ ان کی بلندیوں پر چڑھا نہ جا سکتا تھا:

يَأْنَسُ فِيهَا صَوْتُ النُّهَامِ إِذَا   جَاوَبَهَا بِالْعَشِيِّ قَاصِبُهَا

جن میں اُلّو کی آواز (اس آواز سے) مناسبت رکھتی ہے، جب شام کے وقت
ان (پہاڑوں) میں بانسری بجانے والا اس کی آواز کا جواب دے رہا ہو۔

سَاقَتْ إِلَيْهِ الْأَسْبَابُ جُنْدَ بَنِي الْـ — أَحْرَارِ فُرْسَانُهَا مَوَاكِبُهَا

شریفوں کی اولاد کے لشکر کو اسبابِ زمانہ نے اس قلعے کی جانب پہنچا دیا ہے کہ ان کے

سوار اس کے لیے زینت ہو گئے ہیں۔

وَفُوِّزَتْ بِالْبِغَالِ تُوسَقُ بِالْ — حَتْفِ وَتَسْعَى بِهَا تَوَالِبُهَا

اور وہ میدان خچروں پر طے کر کے آ پہنچے (اور ایسا نظر آرہا تھا کہ ان پر اموتیں

لدی ہیں اور یہ گدھے کے بچے انھیں اٹھائے ہوئے دوڑے چلے آرہے ہیں۔

حَتَّى رَآهَا الْأَقْوَالُ مِنْ طَرَفِ الْ — مَنْقَلِ مُخْضَرَّةً كَتَائِبُهَا

یہاں تک کہ رئیسان حمیر نے اس لشکر کی سرسبز اور تروتازہ سوار فوج کو قلعے

کے اوپر سے دیکھ لیا۔

يَوْمَ يُنَادُونَ آلَ بَرْبَرَ وَالْ — يَكْسُومَ لَا يُفْلِتَنَّ هَارِبُهَا

جس دن آل بربر اور آل یکسوم کو للکارا جا رہا تھا کہ ان میں کا بھاگنے والا بچ کر نہ

نکل جائے۔

وَكَانَ يَوْمٌ بَاقِي الْحَدِيثِ وَزَا — لَتْ أُمَّةٌ ثَابِتٌ مَرَاتِبُهَا

اور وہ ایسا روز تھا، جو نئے آنے والوں (سیف اور اہل فارس) کو باقی رکھنے

والا تھا اور اس روز جس قوم کے مراتب ثابت تھے (آل بربر و یکسوم) وہ اپنی جگہ

سے ہٹ گئی۔

وَبُدِّلَ الْفَيْجُ بِالزَّرَافَةِ وَالْأَيَّـ — امُ جُونٌ جَمٌّ عَجَائِبُهَا

اور وسعتیں جماعتوں سے بدل دی گئیں اور زمانے کی رنگا رنگی کے عجائبات

تو بہت کچھ ہیں۔

بَعْدَ بَنِي تُبَّعٍ نَخَاوِرَةٍ — قَدِ اطْمَأَنَّتْ بِهَا مَرَازِبُهَا

شرفائے بنی تبع کے بعد اس قلعے میں فارس کے سردار باطمینان (سکونت پذیر)

ہو گئے۔

ابن ہشام نے کہا، یہ اشعار اس کے ایک قصیدے کے ہیں۔ ابو زید انصاری نے مجھے سنائے ہیں اور اس نے مُفضّل الضبی سے اس کے قول "یوما ینادون آل بربر والیکسوم" کی روایت بھی مجھے سنائی اور وہ یہی واقعہ ہے جس سے سَطیح نے اپنے اس قول میں مراد لی تھی کہ "ارم ذی یزن، عدن سے ان پر خروج کرے گا اور ان میں سے کسی کو یمن میں نہ چھوڑے گا"۔ یہی وہ واقعہ ہے جس سے شق نے اپنے اس قول میں مراد لی تھی کہ "ذی یزن" کے خاندان کا ایک نوجوان اُن کے مقابلے کو اُٹھے گا، جو نہ کم زور ہو گا اور نہ کوتاہی کرنے والا ہو گا۔

باب ۱۵

یمن پر ایرانیوں کی حکومت

یمن کے حبشی حکمران

ابن اسحاق نے کہا: پھر وہرز اور فارس والے یمن میں مقیم ہو گئے اور فارس والوں کی وہ اولاد، جو آج یمن میں ہے، اسی لشکر کے بچے ہوئے لوگ ہیں۔ یمن میں حبشیوں کی حکومت ارياط سے مسروق بن ابرہہ تک رہی۔ اس طرح حبشیوں نے بہتر سال گزارے۔ ان میں چار حکمران ہوئے۔ پہلا ارياط، دوسرا ابرہہ، تیسرا یکسوم بن ابرہہ، چوتھا مسروق بن ابرہہ تھا۔

ایرانیوں کی حکومت

ابن ہشام نے کہا، جب وہرز مر گیا تو کسریٰ نے اس کے بیٹے مرزبان بن وُہرز کو حکومت دی، پھر جب مرزبان بن وُہرز کو حکومت دی۔ پھر جب مرزبان بھی مر گیا تو کسریٰ نے اس کے بیٹے تینجان بن مرزبان کو حکومت دی۔ جب تینجان بھی مر گیا تو کسریٰ نے تینجان کے بیٹے کو یمن پر حاکم بنایا۔ پھر اُسے معزول کر دیا اور باذان کو حکومت سونپ دی[1]۔ باذان ہی اس پر حاکم رہا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

زہری سے مجھے روایت پہنچی ہے، انھوں نے کہا، کسریٰ نے باذان کو لکھا، میرے پاس خبر پہنچی ہے کہ قریش میں کے کسی شخص نے مکہ میں خروج کیا ہے اور وہ دعویٰ کرتا ہے کہ نبی ہے۔ تو اس کے پاس جا اور اُسے توبہ کی ہدایت کر۔ اگر اس نے توبہ کر لی، تو ٹھیک ہے، ورنہ اس کا سر میرے پاس بھیج دے۔

---

[1] یہاں یہ واضح کر دینا چاہیے کہ سیف بن ذی یزن کا کوئی ذکر نہیں آیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہاں ایک فروگزاشت ہوئی روایت یہ ہے کہ وہرز نے فتح کے بعد مال غنیمت کسریٰ کے پاس بھیج کر پوچھا تھا کہ ملک کا انتظام کیونکر کیا جائے؟ حکم آیا کہ سیف بن ذی یزن کو حکمران بنا دیا جائے اور وہ ہر سال خراج بھیجتا رہے۔ سیف بن ذی یزن حبشیوں کو ختم کر رہا تھا ایک موقع پر حبشیوں نے جمع ہو کر اسے قتل کر دیا اور حکومت اپنے قبضے میں لے لینی چاہی۔ کسریٰ نے وہرز کو چار ہزار فوج دے کر بھیجا اس نے دوبارہ یمن میں امن قائم کیا اور کسریٰ کے حاکم کے مطابق تمام حبشیوں اور ان کے بچوں کو خواہ وہ حبشی عورتوں کے بطن سے تھے یا عرب عورتوں کے بطن سے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پھر وہ سلسلہ جاری ہوا جس کا ذکر متن میں ہے یعنی پہلے وہرز پھر اس کا بیٹا مرزبان پھر مرزبان کا بیٹا تینجان پھر تینجان کا بیٹا جسے معزول کر کے باذان کو مقرر کیا گیا۔

کسریٰ کے قتل کی پیشگوئی

باذان نے کسریٰ کا خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ارسال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لکھ بھیجا:

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ وَعَدَنِیْ اَنْ یُّقْتَلَ کِسْرٰی فِیْ یَوْمِ کَذَا اَوْ کَذَا مِنْ شَھْرِ کَذَا۔

اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ کسریٰ کو فلاں روز فلاں مہینے میں قتل کیا جائے گا۔

جب یہ خط باذان کے پاس پہنچا تو اس نے کچھ توقف کیا کہ نتیجہ دیکھ لے اور کہا: اگر وہ درحقیقت نبی ہوگا تو عنقریب وہی ہوگا، جو اس نے کہا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو اسی روز مار ڈالا جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کے مارے جانے کی نسبت) فرمایا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ کسریٰ (خسرو پرویز) اپنے بیٹے شیرویہ کے ہاتھوں مارا گیا ——— خالد بن حق الشیبانی نے اسی کے متعلق کہا ہے:

وَکِسْرٰی اِذْ تَقَسَّمَہٗ بَنُوْہُ ۔۔۔ بِاَسْیَافٍ کَمَا اقْتُسِمَ اللَّحَامُ

تَمَخَّضَتِ الْمَنُوْنُ لَہٗ بِیَوْمٍ ۔۔۔ اَنٰی وَلِکُلِّ حَامِلَۃٍ تِمَامُ

(اس وقت کو یاد کرو) جب کسریٰ کو اس کے بیٹوں نے تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جس طرح گوشت ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے۔ موتیں اس کے لیے ایک ایسا دن پیدا کرنے کے لیے دردزہ کی حرکت میں مبتلا تھیں، جس کا وقت آچکا تھا اور ہر حاملہ کے لیے حمل کے دن پورے ہوتے ہیں (جب پورے ہوگئے تو پیدائش کا دن بھی آگیا)۔

باذان کا قبولِ اسلام

زہری نے کہا، جب باذان کو یہ خبر پہنچی تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنے اور ایرانی ساتھیوں کے اسلام کی اطلاع بھیجی۔ ایلچیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: "یارسول اللہ! ہم کس کی طرف منسوب ہوں گے"؟ تو آپ نے فرمایا

"اَنْتُمْ مِنَّا وَاِلَیْنَا اَھْلَ الْبَیْتِ"

تم ہم میں سے ہو اور ہماری طرف یعنی ہمارے خاندان کی طرف منسوب ہو۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھے زہری سے یہ روایت پہنچی ہے کہ انھوں نے کہا ہے، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"سلمان منا اھل البیت"

کہ سلمان ہم میں سے یعنی ہمارے خاندان میں سے ہے

ابن ہشام نے کہا: خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ وہی ذات مبارک ہے جس سے سطیح نے اپنے اس قول میں مراد لی تھی "ایک پاک نبیؐ جس کے پاس عالم بالا سے وحی آئے گی" اور یہی وہ ذات مبارک ہے جس سے شق نے اپنے اس قول میں مراد لی تھی، "ذی یزن کے خاندان میں حکومت ہمیشہ نہیں رہے گی، بلکہ خدا کی طرف سے ایک بھیجے ہوئے کی وجہ سے منقطع ہو جائے گی، جو صداقت و انصاف دین داروں اور فضیلت والوں کے درمیان پیش کرے گا۔ اس کی قوم میں حکومت فیصلے کے دن تک رہے گی"۔

پتھر پر لکیر ہوئی پیش گوئی

ابن اسحاق نے کہا: ان واقعات میں سے، جن کا عرب لوگ دعوے کرتے ہیں، یہ بھی ہے کہ یمن میں ایک پتھر پر یہ تحریر تھی، جو پہلے زمانے کی منقوش چلی آتی تھی:

ملک ذمار کس کے لیے ہے؟
نیک حمیریوں کے لیے!
ملک ذمار کس کے لیے ہے؟
بد معاش حبشیوں کے لیے!
ملک ذمار کس کے لیے ہے؟
آزاد اہلِ فارس کے لیے!
ملک ذمار کس کے لیے ہے؟

قریش کے لیے، جو تاجر ہیں، اور ذمار سے مراد یمن ہے یا صنعاء۔

ابن ہشام نے کہا، ذَمار (ذال کے) زبر سے ہے جیسا کہ مجھے یونس نے خبر دی ہے۔

ابن اسحاق نے کہا، اعشیٰ (بنی قیس بن ثعلبہ والے اعشیٰ) سطیح اور اس کے ساتھی یعنی شق کی پیشگوئیوں کے سچے ہونے کے متعلق کہتا ہے:

مَا نَظَرَتْ ذَاتُ أَشْفَارٍ كَنَظْرَتِهَا   حَقًّا كَمَا صَدَقَ الذِّئْبِيُّ إِذْ سَجَعَا

یمامہ والی زرقا[1] کی طرح کسی پلکوں والی نے صحیح طور پر نہیں دیکھا، جس طرح (سطیح) ذئبی نے سچا سجع کہا تھا۔

سطیح کو عرب ذئبی اس لیے کہا کرتے تھے کہ سطیح ربیعہ بن مسعود بن مازن بن ذئب کا بیٹا تھا یعنی

[1] یمامہ کی ایک نامور عورت، جو تین میل کے فاصلے سے ہر ایک کو دیکھ کر پہچان لیا کرتی تھی۔ شاعر اپنے شعر میں اسی کی تعریف کر رہا ہے اور اسی کے ضمن میں ذئبی کا ذکر بھی آ گیا۔

جدی نسبت کے لحاظ سے اسے ذبی کہا کرتے تھے۔

ابن ہشام نے کہا، یہ بیت اس کے قصیدے کی ہے اور اعشیٰ کا نام میمون بن قیس تھا۔

شاہ حضر کا قصہ

ابن ہشام نے کہا، مجھ سے خلاد بن قرۃ بن خالد سدوسی نے جنّاد کی روایت یا کوفہ کے بعض علمائے نسب کی روایت بیان کی ہے کہ نعمان بن منذر شاہ حضر ساطرون کی اولاد سے تھا اور حضر ایک شہر جیسا بڑا قلعہ فرات کے کنارے تھا۔ یہ وہی قلعہ ہے جس کا ذکر عدی بن زید نے اپنے اس قول میں کیا ہے:

وَ اَخُوالحَضْرِ اِذْ بَنَاهُ وَ اِذْ دِجْـ ــ لَةُ تَجْبیٰ اِلَیْہِ وَ الْخَابُوْرُ

اور حضر والے نے جب اس کی تعمیر کی تھی تو کیسی شاندار تعمیر کی تھی کہ دریائے دجلہ اور دریائے خابور اس کے پاس پانی لا کر جمع کر دیتے تھے:

شَادَهٗ مَرْمَرًا وَجَلَّلَهٗ کِلْـ ــ سًا فَلِلطَّیْرِ فِیْ ذُرَاهُ وُکُوْرُ

اس نے مرمر کے پتھر سے اسے بلند بنایا تھا اور اس پر چونے کی استرکاری کی تھی لیکن اب پرندوں کے آشیانے اس کی بلندیوں میں بنے ہوئے ہیں۔

لَمْ یَھَبْهُ رَیْبُ الْمَنُوْنِ فَبَانَ الْـ ــ مُلْکُ عَنْهُ فَبَابُهٗ مَھْجُوْرُ

حادثات زمانہ نے بنانے والے کو اس میں رہنے کا موقع نہ دیا اور بادشاہ اس سے جدا ہو گیا اور اس کے دروازے پر اب کوئی نہیں جاتا کہ اس کا دروازہ (تمام لوگوں سے) چھوٹا ہوا ہے۔

ابن ہشام نے کہا، یہ اشعار اس کے ایک قصیدے کے ہیں۔ یہ وہی حضر ہے، جس کا ذکر ابو داؤد ایادی نے اپنے اس قول میں کیا ہے۔

وَاَرٰی الْمَوْتَ قَدْ تَدَلّٰی مِنَ الْحَضْـ ــ رِ عَلٰی رَبِّ اَھْلِہِ السَّاطِرُوْنِ

اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اس حضر کے رہنے والوں کے سرپرست، شاہ ساطرون کے سر پر حضر ہی کی حکومت یا سکونت کے سبب سے موت منڈلا رہی ہے۔

اور یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ خلف احمر کا ہے اور بعض کے نزدیک حمّاد راویہ کا ہے۔

حضر پر شاپور کا حملہ

کسریٰ سابور (شاہ پور) ذوالاکتاف نے ساطرون شاہ حضر سے جنگ کی اور دو سال اسے محاصرے میں رکھا۔ ایک روز ساطرون کی بیٹی نے قلعے پر سے جھانکا

—— تو اس نے سابور کو دیکھا اور وہ اس حال میں تھا کہ جسم پر ریشمی لباس اور سر پہ زمرد، یاقوت اور موتیوں سے جگمگاتا ہوا طلائی تاج تھا۔ وہ خوبصورت بھی تھا۔ چنانچہ اس کے پاس خفیہ پیغام بھیجا کہ اگر میں تیرے لیے حضر کا دروازہ کھول دوں تو کیا تو مجھ سے شادی کرے گا؟ شاہ پور نے کہا، بے شک، جب شام ہوئی تو ساطرون نے شراب پی اور مست ہو گیا، وہ ہمیشہ مستی ہی میں رات گزارا کرتا تھا۔ بیٹی نے اس کے سر کے نیچے سے حضر کے دروازے کی کنجیاں لے لیں۔ پھر انھیں اپنے ایک رشتہ دار کے ہاتھ بھیج دیا۔ اس نے دروازہ کھول دیا شاپور گھس آیا اور ساطرون کو قتل کر ڈالا۔ حضر کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور برباد کر ڈالا۔ ساطرون کی بیٹی کو ساتھ لے کر چلا گیا اور اس سے شادی کر لی۔

ساطرون کی بیٹی کا حشر

ایک رات وہ بستر پر سو رہی تھی کہ یکایک بے قرار ہو گئی اور اس کی نیند اُچٹ گئی، شاپور نے چراغ منگوایا اور بیوی کے بستر کی تلاشی لی تو اس پر ناز بو کی ایک پتی ملی۔ شاپور نے اس سے کہا، یہی وہ چیز ہے جس نے تجھ کو بے خواب کر دیا تھا! اس نے کہا ہاں! شاپور نے کہا پھر تیرا باپ تیرے لیے کیا کرتا تھا؟ اس نے کہا، وہ میرے لیے دیبا کا بستر بچھاتا، حریر پہناتا گودا (مغز استخوان) کھلاتا اور شراب پلایا کرتا تھا۔ اس نے کہا کیا تو نے جو کچھ اپنے باپ سے کیا، وہ تیرے باپ کے ان احسانات کا بدلا تھا؟ تو مجھ سے بھی بہت جلد ایسا کرے گی۔ آخر اس نے حکم دیا تو اس کے سر کی چوٹیاں گھوڑے کے دُم سے باندھی گئیں اور گھوڑے کو تیز بھگایا گیا، یہاں تک کہ وہ مر گئی۔

اشعارِ اعشیٰ

اسی بارے میں اعشیٰ بن قیس بن ثعلبہ کہتا ہے:

أَلَمْ تَرَ لِلْحَضْرِ إِذْ أَهْلُهُ بِنُعْمَىٰ وَهَلْ خَالِدٌ مَنْ نَعِمْ

اے مخاطب! کیا تو نے حضر کی حالت پر بھی کبھی غور کیا ہے، جب اس کے رہنے والے عیش و عشرت کی حالت میں تھے اور کیا کسی عیش و عشرت کو دوام بھی ہے؟

أَقَامَ بِهِ شَاهَبُورُ الْجُنُو دَ حَوْلَيْنِ تَضْرِبُ فِيهِ الْقُدُمْ

شاپور نے اس میں دو سال تک اپنے لشکر کو رکھا۔ حالت یہ تھی کہ وہ اس میں کلہاڑیاں ہی مارے جا رہے تھے۔

فَلَمَّا دَعَا رَبَّهُ دَعْوَةً أَنَابَ إِلَيْهِ فَلَمْ يَنْتَقِمْ

پھر جب اسے اس کے پروردگار نے بلایا تو وہ اس کی طرف لوٹ گیا اور دشمن سے بدلا بھی نہ لیا۔

اشعار علی بن زید علی بن زید نے اس بارے میں کہا ہے:

وَالْحَضْرِ صَابَتْ عَلَيْهِ دَاهِيَةٌ ‏ مِنْ فَوْقِهِ أَيِّدٌ مَنَاكِبُهَا

اور حضر کا حال یہ ہوا کہ اس پر ایسی آفت آ پڑی جس کے بازو بہت قوی تھے۔

رَبِيَّةٌ لَمْ تُوَقِّ وَالِدَهَا ‏ لِحَيْنِهَا إِذْ أَضَاعَ رَاقِبُهَا

(ناز و نعم) سے پلی ہوئی بیٹی نے باپ کو اس کی موت کے وقت نہ بچایا، کیا تعجب ہے کہ محافظ نے خود محفوظ چیز کو برباد کر دیا۔

إِذْ غَبَقَتْهُ صَهْبَاءَ صَافِيَةً ‏ وَالْخَمْرُ وَهْلٌ يَهِيمُ شَارِبُهَا

جب اس نے اسے چھنی ہوئی شراب رات میں پلائی اور شراب غلط خیال پیدا کرنے والی چیز ہے، اس کا پینے والا از خود رفتہ ہو جاتا ہے۔

فَأَسْلَمَتْ أَهْلَهَا بِلَيْلَتِهَا ‏ تَظُنُّ أَنَّ الرَّئِيسَ خَاطِبُهَا

آخر اس نے اپنے گھر والوں کو ان کی بلا کے حوالے کر دیا، یہ خیال کر کے کہ بادشاہ اس کا خواہاں ہے:

فَكَانَ حَظُّ الْعَرُوسِ إِذْ جَشَرَ الـ ‏ ـصُّبْحُ دِمَاءً تَجْرِي سَبَائِبُهَا

جب صبح طلوع ہوئی تو دلھن کو یہ غط ملا کہ اس کے سر کے بال خون کے تار کے بہا رہے تھے۔

وَخُرِّبَ الْحَضْرُ وَاسْتُبِيحَ وَقَدْ ‏ أُحْرِقَ فِي خِدْرِهَا مَشَاجِبُهَا

اور حضر کو برباد و مباح کر دیا گیا اور اس کے پردوں میں پردہ داروں کو جلایا گیا۔

اور یہ اشعار اس کے ایک قصیدے کے ہیں۔

باب ۱۶

نزار بن معدّ اور اس کی اولاد

نزار کے بیٹے

ابن اسحاق نے کہا، نزار بن معد کے تین بیٹے ہوئے، مُضر، ربیعہ اور انمار۔ لیکن ابن ہشام کے بیان کے مطابق ایک اور (چوتھا) ایاد بھی تھا۔ حارث بن دوس ایادی نے یہ شعر کہا ہے۔ بعض کی روایت میں یہ ابو داؤد ایادی کی طرف منسوب ہے، جس کا نام جاریہ بن حجاج تھا:

وَفُتُوٌّ حَسَنٌ اَوْجُهُهُمْ　　مِنْ اِیَادِ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعَدّ

اور کتنے خوب صورت جوان ایسے بھی ہیں جو ایاد بن نزار بن معد کی اولاد میں سے ہیں۔

اور یہ شعر اس کے اشعار میں کا ہے۔ مُضر اور ایاد کی ماں سودہ بنت عک بن عدنان اور ربیعہ و انمار کی ماں شقیقہ بنت عک بن عدنان اور بعض نے اس کا نام جمعۃ بنت عک بن عدنان بتایا ہے۔

اولادِ انمار

ابن اسحاق نے کہا۔ قبائل خثعم و بجلیہ کا جدِ اعلیٰ انمار ہے۔ جریر بن عبد اللہ بجلی، قبیلہ بجلیہ کا سردار تھا، اس کے متعلق کسی نے یہ شعر کہا ہے:

لَوْلَا جَرِیْرٌ هَلَكَتْ بَجِیْلَهْ　　نِعْمَ الْفَتٰی وَبِئْسَتِ الْقَبِیْلَهْ

اگر جریر نہ ہوتا تو (قبیلہ) بجلیہ برباد ہو گیا ہوتا۔ یہ جو انمرد تو خوب ہے، البتہ قبیلہ بُرا ہے۔

(یہ جریر) فرافصۃ الکلبی کو اقراع بن حابس التمیمی (عقال بن مُجاشع بن دارم بن مالک بن حنظلۃ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم) کے پاس محاکمے کے لیے طلب کرتے ہوئے کہتا ہے:

یَا اَقْرَعُ بْنَ حَابِسَ یَا اَقْرَعُ　　اِنَّكَ اِنْ یُصْرَعْ اَخُوْكَ تُصْرَعُ

اے اقراع بن حابس! اے اقراع بے شبہ اگر تیرا بھائی پچھاڑا جائے گا تو تو خود بھی پچھڑے گا۔

اور یہ بھی کہا ہے:

۱؎ یہاں جاریہ لکھا ہے لیکن اس کا نام "حارثہ" بتایا جاتا ہے

اِبْنَیْ نِزَارٍ، اُنْصُرَا اَخَاکُمَا   اِنَّ اَبِیْ وَجَدْتُہٗ اَبَاکُمَا
لَنْ یُغْلَبَ الْیَوْمَ اَخٌ وَالَاکُمَا

اے نزار کے دونوں بیٹو! اپنے بھائی کی مدد کرو، میں نے اپنے باپ (جدِ اعلیٰ) اور تم دونوں کے باپ کو ایک ہی پایا ہے۔ جس بھائی نے تم دونوں (بھائیوں) سے محبت رکھی ہے وہ آج ہرگز مغلوب نہ ہوگا۔

اور وہ قبائل (انمار) یمن میں جا بسے اور وہیں کے لوگوں میں مل گئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اہلِ یمن اور قبیلہ بَجِیْلَہ نے نسب اس طرح بیان کیا ہے: اَنمار بن اِراش بن لحیان بن عمرو بن غوث بن نبت بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا اور بعض نے کہا ہے اِراش بن عمرو بن لحیان بن غوث بجیلہ اور خثعم کا خاندان یمنی ہے۔

اولادِ مُضر

ابن اسحاق نے کہا: مُضَر بن نِزار سے دو شخص پیدا ہوئے، الیاس بن مُضَر اور عَیلان بن مضر۔ ان دونوں کی ماں بنی جرہم میں سے تھی۔

الیاس بن مضر کے تین بیٹے تھے، مدرکہ، طابخہ اور قمعہ[1]۔ ان کی ماں خِندِف یمن کی عورت تھی جو بقول ابن ہشام عمران بن الحاف بن قضاعہ کی بیٹی تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا، مدرکہ کا نام عامر تھا اور طابخہ کا عمرو۔ لوگوں نے ان کے متعلق ادعا کیا ہے کہ یہ دونوں اونٹوں میں رہا کرتے تھے کہ ان کے اونٹ کوئی چرا لے گیا۔ عامر نے کہا:

اَتُدْرِکُ الْاِبِلَ اَمْ تَطْبَخُ ھٰذَا الصَّیْدَ؟   کیا تم اونٹوں کو ڈھونڈھ لاؤ گے یا یہ شکار پکاؤ گے؟

عمرو نے کہا (نہیں میں ڈھونڈنے نہیں جاتا) بلکہ پکاتا ہوں۔ عامر نے اونٹوں کی جستجو کی، انھیں ڈھونڈ نکالا اور واپس لایا۔ پھر جب عامر اور عمرو اپنے باپ کے پاس گئے، تو سرگزشت بیان کی۔ باپ نے عامر سے کہا، تو مدرکہ یعنی ڈھونڈ نکالنے والا ہے اور عمرو سے کہا، تو طابخہ یعنی پکانے والا ہے۔ جب اُن کی ماں کو یہ خبر ملی تو تیزی سے نکلی۔ اسے کہا گیا "تخندفین" (کیا تو پاؤں کھول کھول کر ڈالتی ہے؟) وہ "خندف" کے نام سے مشہور ہوئی۔ قَمعَہ کے متعلق بنی مضر کے نسب دان خیال کرتے ہیں کہ (بنی) خزاعہ، عمرو بن لحی بن قمعہ بن الیاس کی اولاد سے ہیں۔

---

[1] قمعہ کا نام عمیر بیان کیا جاتا ہے۔

باب ۱۷

عربوں میں بُت پرستی

عمرو بن لحی

ابن اسحاق نے کہا، مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر (بن محمد بن عمرو بن حزم) نے اپنے والد سے روایت بیان کی، انھوں نے کہا، مجھ سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رَأَیْتُ عَمْرَو بْنَ لُحَیٍّ یَجُرُّ قُصْبَهٗ[1] فِی النَّارِ، فَسَأَلْتُهٗ عَمَّنْ بَیْنِی وَبَیْنَهٗ مِنَ النَّاسِ، فَقَالَ هَلَکُوْا۔

میں نے عمرو بن لحی کو دیکھا کہ وہ اپنی آنتیں آگ میں گھسیٹے جا رہا ہے۔ میں نے اس سے ان لوگوں کے متعلق سوال کیا، جو میرے اور اس کے درمیان (گزرے ہیں)، تو اس نے کہا وہ ہلاک ہو گئے۔

ابن اسحاق نے کہا، مجھ سے محمد بن ابراہیم بن حرث تیمی نے، ان سے ابو صالح سمّان نے اور ان سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا۔ ابن ہشام نے کہا (ابوہریرہ[2] کا نام عبد اللہ بن عامر تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نام عبد الرحمٰن بن صخر تھا) کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثم بن جون خزاعی سے کہتے سنا:

یَا اَکْثَمُ رَأَیْتُ عَمْرَو بْنَ لُحَیِّ بْنِ قَمَعَةَ بْنِ خِنْدِفَ یَجُرُّ قُصْبَهٗ فِی النَّارِ فَمَا رَأَیْتُ رَجُلًا اَشْبَهَ بِرَجُلٍ مِنْكَ بِهٖ وَلَا بِكَ مِنْهُ

اے اکثم میں نے عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف کو دیکھا کہ وہ اپنی آنتیں آگ میں کھینچے لیے جا رہا ہے اور میں نے تم سے زیادہ کسی شخص کو اس سے مشابہ نہیں دیکھا اور نہ ایسے کسی شخص کو میں نے دیکھا کہ اس سے زیادہ تم سے مشابہ ہو۔ اکثم نے کہا، یا رسول اللہ! اس کی شباہت شاید مجھے نقصان پہنچا دے۔

فرمایا:

---

[1] قصب کا لفظ آنت کے لیے بھی کہا جاتا ہے، ہر کھوکھلی لمبی ہڈی کو بھی کہتے ہیں اور بالوں کی لٹوں کو بھی۔

[2] بخاری نے کہا کہ اس کا نام عبد شمس بن عبد نہم تھا اور بعض نے کہا ہے کہ عبد غنم تھا۔ ممکن ہے یہ نام جاہلیت میں ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بدل دیا ہو جس طرح آپ نے بہت سے نام بدل دیے۔

لَا إِنَّكَ مُؤْمِنٌ وَهُوَ كَافِرٌ إِنَّهُ كَانَ أَوَّلَ مَنْ غَيَّرَ دِينَ إِسْمٰعِيلَ فَنَصَبَ الْأَوْثَانَ وَبَحَرَ الْبَحِيرَةَ وَسَيَّبَ السَّائِبَةَ وَوَصَلَ الْوَصِيلَةَ وَحَمَى الْحَامِي۔

نہیں، تم ایماندار ہو اور وہ کافر تھا۔ وہ پہلا شخص تھا جس نے اسمٰعیل دین کو بدل دیا اور، مورتیاں نصب کیں۔ پھر بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، اور حامی کے طریقے رائج کیے۔

بتوں کو شام سے لانا

ابن ہشام نے کہا، بعض اہلِ علم نے مجھ سے بیان کیا کہ عمرو بن لحی اپنے کسی کاروبار کے ضمن میں مکّہ سے شام کی طرف گیا۔ چنانچہ وہ سرزمین بلقا[1] کے مقام مآب[2] میں پہنچا۔ وہاں ان دنوں عمالیق رہا کرتے تھے، جو عملاق اور بعض نے کہا، عملیق بن لاوذ بن سام بن نوح کی اولاد سے تھے۔ انھیں دیکھا کہ وہ بتوں کی پوجا کرتے ہیں تو اس نے کہا، یہ بت کیا ہیں؟ جن کی پوجا کرتے میں تمھیں دیکھ رہا ہوں؟ انھوں نے جواب دیا، ہم ان بتوں کی اس لیے پوجا کرتے ہیں کہ جب ہم ان سے بارش طلب کرتے ہیں تو یہ ہمیں بارش سے مستفید کرتے ہیں اور جب ہم امداد مانگتے ہیں تو یہ ہماری امداد کرتے ہیں۔ عمرو بن لحی نے ان سے کہا، کیا تم ان میں سے کوئی بت مجھے نہ دو گے؟ میں اسے سرزمینِ عرب کی طرف لے جاؤں گا، تاکہ وہاں کے لوگ بھی اس کی پوجا کریں۔ انھوں نے اسے ایک بت دیا، جسے ہُبل کہا جاتا تھا، عمرو اسے لے کر مکّہ آیا۔ پھر اسے ایک جگہ نصب کیا، اور اس نے لوگوں کو اس کی عبادت و تعظیم کا حکم دیا۔

عربوں میں حجر پرستی کی ابتداء

ابن اسحاق نے کہا، عرب خیال کرتے ہیں، پتھر کی پہلی پوجا جو بنی اسمٰعیل میں ہوئی، وہ اس طرح تھی کہ جب مکّہ والوں پر تنگ دستی آئی اور وہ فراخی کی تلاش میں دیگر ممالک کی جانب نکل چلے تو اُن میں ہر سفر کرنے والا مکّہ سے سفر پر جاتے وقت حرم کے پتھروں میں سے کوئی ایک پتھر حرم کی عظمت کے لحاظ سے ساتھ اٹھا لے جاتا اور یہ مسافر جہاں کہیں اترتے، وہ پتھر رکھتے اور اس کا طواف کرتے، جس طرح وہ کعبے کا طواف کرتے تھے

---

[1] کسی زمانے میں شام کا ایک علاقہ تھا، جب پورا فلسطین اور پورا اردن شام میں شامل تھے۔ یہ اس علاقے کا پرانا نام ہے جس کا مرکز عمان (دار الحکومت اردن) ہے یعنی وہ علاقہ جو بحیرہ لوط کے جنوب مشرق میں ہے۔

[2] اسے بائبل میں مواب کہا گیا ہے عربی کتابوں میں "آب" لکھا ہے مثلاً ملاحظہ ہو معجم البلدان) یہ علاقہ بحیرہ لوط کے جنوب مشرق میں تھا مواب یا مآب کے دو قلعے تھے ایک کو بائبل میں عار مواب کہا گیا ہے دوسرے کو قیر مواب جو بعد میں قیر حارث کے نام سے مشہور ہوا پھر اسے کرک کہنے لگے، عار مواب اس سے ذرا شمال میں تھا نقشے میں بحیرہ لوط کا جنوبی و مشرقی حصہ دیکھنا چاہیے۔

نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ جس پتھر کو اچھا دیکھتے اور وہ انھیں پسند آتا، اسی کی عبادت کرنے لگتے۔

عربوں کی گمراہی

اسی طرح پشتیں گزر گئیں، جس توحید پر وہ تھے اُسے بھلا دیا، دین ابراہیم و اسمٰعیل (علیہما السلام) کو بدل کر دوسرا دین اختیار کر لیا اور بتوں کی پوجا شروع کر دی ان سے پہلے کی اُمتیں جن گمراہیوں میں مبتلا تھیں، انھیں میں وہ بھی مبتلا ہو گئے۔ تاہم ان میں ابراہیم (علیہ السلام) کے زمانے کے بقیہ (رسم و رواج) کی پابندی بھی تھی، جن میں تعظیم بیت اللہ اور اس کا طواف، حج و عمرہ کی بجا آوری، عرفات و مزدلفہ کا قیام، جانوروں کی قربانی اور حج و عمرہ میں لبیک کہنا بھی رائج تھا۔ باوجودیکہ اس میں انھوں نے ایسی چیزیں بھی داخل کر دیں، جو اس میں کی نہ تھیں۔ پس کنانہ میں سے قریش کے قبیلہ والے جب لبیک کہتے، یوں کہتے:

لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ، لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ اِلَّا شَرِیْكٌ ھُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ

ہم تیرے سامنے حاضر ہیں، اے اللہ! ہم تیرے سامنے حاضر ہیں ہم تیرے سامنے حاضر ہیں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ بجز ایک شریک کے کہ وہ تیرا ہی ہے تو اس کا مالک ہے اور وہ تیرا مالک نہیں۔

غرض وہ لبیک کہتے تو خداوندِ عالم کی یکتائی کا اظہار بھی کرتے پھر اس کے ساتھ بتوں کو بھی شریک کر لیتے اور یہ اقرار بھی کرتے کہ بُت اللہ ہی کی ملکیت ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتا ہے:

وَمَا یُؤْمِنُ اَكْثَرُھُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَھُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۝

اور ان میں سے اکثر کا حال یہ ہے کہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں تو اس حال میں لاتے ہیں کہ اس کے ساتھ شریک بھی ٹھہرائے جاتے ہیں۔

یعنی جان کر میری یکتائی (کا اقرار) بھی کرتے ہیں اور مخلوق میں سے کسی نہ کسی کو میرا شریک بھی ٹھہراتے ہیں۔

قوم نوحؑ کے بُت

نوح علیہ السلام کی قوم کے (پاس بھی) بہت سے بُت تھے، جن کی پرستش میں وہ لگے ہوئے تھے، جس کی خبر اللہ تبارک و تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی ہے۔ اس نے فرمایا:

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِھَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا

انھوں نے (اکابر قوم نوح نے) اپنے ساتھیوں سے کہا، ہرگز نہ چھوڑیو اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑیو

يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۝ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا (۷۱ : ۲۳-۲۴) — وَد کو اور سواع کو اور نہ یغوث و یعوق اور نسر کو اور بہکا دیا بہتوں کو۔

سواع اور وَدّ

پس اولادِ اسمٰعیل اور ان کے علاوہ دوسروں نے بھی جنھوں نے بُت گھڑ لیے تھے، جب دین اسمٰعیل چھوڑا تو بتوں کے نام بھی اولادِ اسمٰعیلؑ ہی کے ناموں پر رکھ لیے۔ کیفیت ذیل میں درج ہے: ہُذَیل بن مُدرکہ بن الیاس بن مُضر نے سُواع (نامی بُت) بنا لیا، اور اسے رُہاط[1] میں رکھا۔ کَلْب بن دَبْرَہ نے، جو قضاعہ کا ایک قبیلہ ہے، مقام دُومۃ الجندل[2] میں وَدّ نامی ایک بُت بنایا:

ابن اسحٰق نے کہا: کعب بن مالک انصاری نے اس کے متعلق یہ شعر کہا ہے:

وَنَنْسَى اللَّاتَ وَالْعُزّٰى وَوَدًّا ۔۔۔ وَنَسْلُبُهَا الْقَلَائِدَ وَالشُّنُوْفَا

ہم لات وعزّیٰ اور وَدّ نامی بتوں کو بھول جائیں گے اور ان سے ہار، بالے وغیرہ کھسوٹ لیں گے۔

یغوث اور یعوق

ابن ہشام نے کہا (کلب) دبرہ (کلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ) کا بیٹا تھا۔

ابن اسحاق نے کہا، بنی طیّ میں سے اَنعُم نے اور بنی مَذحِج میں سے جُرَش[3] والوں نے مقام جُرَش میں یغوث نامی بُت بنا رکھا تھا۔

ابن ہشام نے کہا: بیان کیا جاتا ہے کہ انعم اور امل ادد بن مالک اور مالک، مَذحِج بن ادد۔ یہ بھی کہا جاتا ہے۔ طیّ بن ادد بن زید بن کہلان بن سبا۔

ابن اسحاق نے کہا، قبیلہ ہمدان کی خیوان[4] نامی ایک شاخ نے سرزمین یمن کے مقام ہمدان میں یعوق نامی بت بنا رکھا تھا۔

ابن ہشام نے کہا، ہمدان کا نام اَوسَلَہ (بن مالک بن زید بن ربیعہ بن اَوسَلَہ بن الخیار بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا) ہے بعض نے کہا، اَوسَلَہ زید بن اَوسَلَہ بن الخیار کا بیٹا ہے ایک روایت

---

[1] رہاط علاقہ ینبوع میں تھا [2] مدینہ منورہ کے اضلاع میں سے تھا اور اس کا نام دومہ بن اسمٰعیل کے نام پر رکھا گیا تھا۔ رسول اللہ صلعم نے تبرک سے خالد کو دومہ بھیجا تھا۔ چنانچہ وہاں کے حاکم نے اطاعت قبول کر لی غالباً اسی مقام کو آج کل جوف کہتے ہیں [3] یمن کا ایک علاقہ ہے۔

[4] یمن کا ایک مقام بھی ہے صنعا کے شمال میں اس راستے پر واقع ہے جو مکہ معظمہ کی طرف جاتا ہے۔

یوں بھی آئی ہے: اَوسَلَہ بن ربیعہ بن مالک بن الخیار بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا مالک بن نمط ہمدانی نے یہ شعر کہا:

یَرِیْشُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَ يَبْرِيْ   وَلَا يَبْرِيْ يَعُوْقُ وَلَا يَرِيْشُ

اللہ تعالیٰ ہی دنیا میں نفع بھی پہنچاتا ہے اور ضرر بھی اور یعوق نہ کسی کو ضرر پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع۔

اور یہ شعر اسی کے قصیدے کا ہے۔

نَسر اور عَمّ انس

ابن اسحٰق نے کہا، بنی حمیر میں سے ذوالکَلاع کے قبیلے نے سرزمین حمیر میں نسر نامی ایک بُت بنا رکھا تھا اور بنی خولان کا سرزمین خولان میں ایک تھا، جسے عَمّ انس[۱] کہا جاتا تھا، وہ لوگ اپنے جانور، کھیتیاں اس بت کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تقسیم کیا کرتے تھے۔ پھر اگر کوئی چیز اللہ تبارک وتعالیٰ کی نذر میں سے جو خود انھوں نے اس کے لیے نامزد کر دی ہو عَمّ انس کی نذر میں داخل ہو جاتی تو اسے اسی طرح چھوڑ دیتے اور اگر کوئی چیز عَمّ انس کی نذر میں سے اللہ تعالیٰ کے نذرانے میں داخل ہو جاتی تو اُسے اس کی نذر میں واپس کر دیتے۔ یہ لوگ خولان کے ایک چھوٹے سے قبیلے کے تھے، جو اُدیم کہلاتا تھا جس طرح (مفسرین نے) ذکر کیا ہے، انھیں کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ۗ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝

(٦ : ١٣٦)

جو کچھ خدا نے کھیتی اور مویشی میں سے پیدا کیا ہے اس میں سے ایک حصہ یہ اپنے زعم باطل کے مطابق خدا کے لیے ٹھہراتے ہیں اور کہتے ہیں یہ اللہ کے لیے ہے اور ایک حصہ بتوں کے لیے ٹھہرا کر کہتے ہیں یہ ان کے لیے ہے جنھیں ہم نے خدا کا شریک ٹھہرایا ہے۔ پس جو کچھ ان کے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کے لیے ہے، وہ تو خدا کی طرف پہنچتا نہیں لیکن جو کچھ خدا کے لیے ہے وہ ان کے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کو پہنچ جاتا ہے کیا ہی بُرا فیصلہ ہے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا، خولان عمرو (بن الحاف بن قضاعہ) کا بیٹا ہے، بعض کہتے ہیں کہ خولان عمرو (بن مرہ بن اُدد بن زید بن مہسع بن عمرو بن عریب بن زید بن کہلان بن سبا) کا بیٹا ہے اور بعض کا بیان ہے کہ

---

[۱] اس کا نام کتاب میں "عمانیس" ہے بعض "عمّ انس" اور بعض عم انس کہتے ہیں۔

خولان عمرو (ابن سعد العشیرہ بن مذحج) کا بیٹا ہے۔

بنی ملکان کا بُت "سعد"

ابن اسحاق نے کہا: بنی ملکان بن کنانہ بن مدرکہ کا ایک بُت جس کا نام سعد تھا، جنگل میں ایک لمبی چٹان کی شکل کا تھا، اس کے پاس بنی ملکان کا ایک شخص اپنی تجارت کے بہت سے اونٹ لے کر آیا تاکہ اس بت کے پاس ٹھہرائے۔ اُس کا خیال تھا کہ اس طرح اونٹوں کو برکت حاصل ہوگی۔ اونٹ چراگاہ میں چرنے آئے تھے اور ان پر سواری نہیں کی گئی تھی۔ انھوں نے بُت کو دیکھا، بدک گئے اور اِدھر اُدھر بھاگ نکلے۔ اس پر قربانیوں کا خون بہتے بہتے شکل بہت خوفناک ہوگئی تھی۔ اُن کا مالک غصّے میں آگیا اور ایک پتھر لے کر اس بُت پر پھینک مارا۔ بولا، اللہ تجھے برکت نہ دے تُو نے میرے اونٹ بدکا دیے پھر وُہ ان اونٹوں کی تلاش میں نکل چلا، یہاں تک کہ انھیں جمع کیا۔ جب وُہ اکٹھے ہوئے تو کہا:

اَتَیْنَا اِلٰی سَعْدٍ لِیَجْمَعَ شَمْلَنَا ۔۔۔ فَشَتَّتَنَا سَعْدٌ فَلَا نَحْنُ مِنْ سَعْدِ

وَهَلْ سَعْدُ اِلَّا صَخْرَةٌ بِتَنُوْفَةٍ ۔۔۔ مِنَ الْاَرْضِ لَاتَدْعُوْ لِغَيٍّ وَّلَا رُشْدِ

ہم سعد کے پاس آئے کہ وُہ ہماری پریشان قوتوں کو مجتمع کردے سعد نے ہمیں اور بھی پریشان کردیا۔ پس ہمیں سعد سے کوئی سروکار نہیں اور سعد اس کے سوا ہے ہی کیا کہ میدان میں ایک چٹان ہے وُہ نہ کسی کو گمراہ کرسکتا ہے اور نہ سیدھے راستے پر لگا سکتا ہے۔

صنم دَوس

مقام دوس میں عمرو بن حُممۃ الدوسی کا ایک بُت تھا۔ ابن ہشام نے کہا میں اس کا ذکر انشاء اللہ موقع پر کروں گا۔

دَوس، عُدثان (بن عبداللہ بن زہران بن کعب بن الحارث بن عبداللہ بن مالک بن نصر بن الاسد بن الغوث کا) بیٹا تھا۔ بعض نسب یُوں بتاتے ہیں: دوس بن عبداللہ بن زہران بن الاسد بن الغوث۔

قریش کا بُت "ہُبل"

ابن اسحاق نے کہا، کعبے کے اندر ایک کنوئیں پر قریش نے ایک بُت بنا رکھا تھا، جو ہُبل کہلاتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا: میں اس کا قصّہ انشاء اللہ اس کے مقام پر بیان کروں گا۔

اساف ونائلہ

ابن اسحاق نے کہا: اساف ونائلہ دو بُت مقام زمزم پر بنا رکھے تھے جن کے پاس وہ لوگ قربانیاں کرتے تھے اور اساف ونائلہ قبیلہ جرہم میں سے ایک مرد ایک عورت تھے، اساف بغی کا بیٹا اور نائلہ دِیک کی بیٹی تھی۔ اساف نائلہ پر کعبہ شریف میں

چڑھ بیٹھا یعنی مرتکب فحش ہوا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو پتھر بنا دیا۔

ابن اسحاق نے کہا، مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر ابن محمد بن عمرو بن حزم نے عمرۃ بنت عبدالرحمن (بن سعد بن زُرارہ) سے روایت کی انھوں نے کہا، میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سُنا۔ وہ فرمایا کرتی تھیں، ہم تو یہی سنتے رہے ہیں کہ اساف و نائلہ بنی جُرہم میں سے ایک مرد اور ایک عورت تھے جنھوں نے کعبے میں ایک نئی بات یعنی حرام کاری کی جو کعبے میں کبھی نہ ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں پتھروں کی شکل میں تبدیل کر دیا، واللہ اعلم

ابن اسحاق نے کہا، کہ ابو طالب نے یہ شعر کہا ہے:

وَحَيْثُ يُنِيخُ الْاَشْعَرُوْنَ رِكَابَهُمْ ۔۔۔ بِمُفْضَي السُّيُوْلِ مِنْ اِسَافٍ وَنَائِلِ

جہاں اشعری لوگ اپنے اونٹ بٹھاتے ہیں اور اساف و نائلہ نامی بتوں کے پاس سے سیلابوں کے پہنچنے کی جگہ ہے۔

طریقِ بُت پرستی

ابن اسحاق نے کہا، ہر گھر والے نے اپنے گھر میں ایک بُت بنا رکھا تھا، جس کی وہ پُوجا کرتے تھے۔ جب ان میں سے کوئی شخص کسی سفر کا ارادہ کرتا اور وہ سوار ہونے کا ارادہ کرتا تو اس بُت پر ہاتھ پھیرتا اور یہ وہ آخری چیز ہوتی، جو اس کے سفر کو نکلنے کے وقت ہوتی۔ جب وہ سفر سے آتا تو پھر بُت پر ہاتھ پھیرتا اور یہ سب سے پہلی چیز ہوتی جو گھر والوں کے پاس جانے سے پیشتر کی جاتی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو توحید دے کر مبعوث فرمایا تو قریش نے کہا:

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۔۔۔ کیا اس شخص نے تمام معبودوں کو ایک معبود بنا
اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۔ ۔۔۔ دیا ہے بے شبہہ یہ تو بڑی ہی عجیب چیز ہے۔

طاغوت کے مختلف معبد

عربوں نے کعبۃ اللہ کے ساتھ ساتھ چند طاغوت بھی بنا رکھے تھے اور وہ چند معبد تھے جن کا احترام اسی طرح کیا کرتے تھے، جس طرح کعبۃ اللہ کا۔ ان معبدوں کے بھی خدام و محافظین ہوتے تھے اور ان کے پاس بھی نذرانے گزرانے جاتے، جس طرح کعبۃ اللہ کے لیے گزرانے جاتے تھے۔ عرب ان کا بھی اسی طرح طواف کرتے جس طرح کعبۃ اللہ کا طواف ہوتا تھا اور اسی طرح ان معبودوں کے پاس بھی جانور ذبح کیے جاتے تھے۔ ساتھ ہی وہ کعبۃ اللہ کی فضیلت کے بھی مقر تھے کیونکہ وہ جانتے تھے، وہ ابراہیم (علیہ السلام) کا بنایا ہوا معبد اور مسجد ہے۔

قریش اور بنی کنانہ کے لیے مقام نخلہ میں (ایک مورتی) عزّیٰ تھی اور اس کے دربان و محافظ بنی ہاشم کے حلیف بنی سلیم میں سے بنی شیبان تھے۔ ابن ہشام نے کہا، خاص کر ابو طالب کے حلیف تھے۔ یہ سلیم منصور ابن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان کا بیٹا ہے۔ ابن اسحاق نے کہا، اسی کے بارے میں عرب کے کسی شاعر نے کہا ہے:

لَقَدْ اُنْكِحَتْ اَسْمَاءُ رَاْسَ بُقَيْرَةٍ مِنَ الْاُدْمِ اَهْدَاهَا امْرُؤٌ مِنْ بَنِي غَنَمٍ

اسماء کے جہیز میں ایک کمزور گائے کی سری دی گئی جو سرخ رنگ کی تھی اور بنی غنم کے ایک شخص نے اسے قربان کیا تھا۔

رَاَى قَدَعًا فِي عَيْنِهَا اِذْ يَسُوقُهَا اِلَى غَبْغَبِ الْعُزّٰى فَوَسَّعَ فِي الْقَسْمِ

وہ گائے کو عزّیٰ نام کے ایک بت کی قربان گاہ کی طرف ہانکنے لے جا رہا تھا جب اس کی بینائی میں کمزوری دیکھی تو تقسیم کے گوشت میں توسیع کے لیے اسے بھی قربانی میں شریک کر دیا۔

ان کا طریقہ یہی تھا کہ جب وہ کسی نذر کی قربانی کرتے تو اسے ان لوگوں میں بانٹ دیتے، جو ان کے پاس موجود ہوتے۔ غبغب کے معنی ذبح کرنے کے مقام اور خون بہانے کی جگہ کے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا: دونوں شعر ابو خراش ہذلی کے ہیں۔ اس کا نام خویلد بن مرہ تھا "سدنہ" وہ لوگ تھے، جو کاروبار کعبۃ اللہ کے منتظم تھے، رُؤبۃ العجاج نے کہا ہے،

فَلَا وَرَبِّ الْاٰمِنَاتِ الْقُطَّنِ بِمَحْبِسِ الْهَدْيِ وَ بَيْتِ الْمَسْدَنِ

خدام بیت اللہ کے گھروں میں اور قربانی کے جانور رہنے کے مقام میں بے خوف رہنے والے جانوروں کے پروردگار کی قسم، ایسا ہرگز نہ ہوگا۔

ثقیف کا بت - لات

ابن اسحاق نے کہا مقام طائف میں قبیلہ ثقیف کی ایک مورتی لات تھی اور اس کے دربان و محافظ بنی ثقیف میں سے بنی مُعتّب تھے۔

اوس و خزرج کا بت - منات

ابن اسحاق نے کہا، اوس و خزرج اور یثرب والوں میں سے ان کے ہم مذہب لوگوں کی ایک مورتی مناۃ تھی مُشَلّل کی طرف قُدَید[1] میں ساحل بحر پر تھی۔

---

[1] قُدَید (بروزن زُبیر) مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک مقام ہے۔ یہ رابغ سے قریباً وسط میں مدینہ منورہ کی جانب ہے یہاں پانی بہت ہے مشلّل اس کے پاس ایک پہاڑ کا نام ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ کُمیت بن زید نے، جو بنی اسد بن خزیمہ بن مدرکہ میں سے ایک شخص ہے۔ یہ شعر کہا ہے:

وَقَدْ اٰلَتْ قَبَائِلُ لَا تُوَلِّیْ ۔۔۔ مَنَاۃَ ظُهُوْرَهَا مُتَحَرِّفِيْنَا

حالانکہ چند قبیلوں نے قسمیں کھا کھا کر اقرار کیا کہ مڑ کر بھی اپنی پیٹھیں مناۃ کی جانب نہ کریں گے۔

ابن ہشام نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مناۃ کی جانب ابی سفیان بن حرب کو روانہ فرمایا تو انھوں نے اسے ڈھا دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ نے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کو روانہ فرمایا۔

ذُوالخَلَصَة

ابن اسحاق نے کہا، ذُوالخلصہ ایک بُت قبائل دَوس و خثعم و بجلیہ اور ان عربوں کا تھا جو ان کی بستیوں میں رہا کرتے تھے اور یہ بُت مقام تبالہ میں تھا۔

ابن ہشام نے کہا، کہ بعض نے ذوالخلصہ کہا ہے، عرب کے ایک شخص نے کہا ہے۔

لَوْ كُنْتَ يَا ذَا الْخَلَصِ الْمَوْتُوْرَا ۔۔۔ مِثْلِیْ وَكَانَ شَيْخُكَ الْمَقْبُوْرَا

لَمْ تَنْهَ عَنْ قَتْلِ الْعُدَاةِ زُوْرَا

اے ذوالخلص! اگر تو بھی میری طرح مظلوم ہوتا اور تیرا بھی کوئی بزرگ خاندان دفن کردیا گیا ہوتا تو دشمنوں کے قتل کرنے سے مصنوعی طور پر بھی تو منع نہ کرتا۔

اس شخص کا باپ مار ڈالا گیا تھا۔ اس نے اس کا بدلہ لینا چاہا تو ذوالخلصہ کے پاس آیا اور تیروں کے ذریعے سے قسمت دریافت کی بدلے کی ممانعت کا تیر نکلا اُس نے مذکورہ اشعار کہے بعض لوگ ان اشعار کو امراُ القیس بن حُجر الکندی کی جانب منسوب کرتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جانب جریر بن عبداللہ البجلی کو روانہ فرمایا اور انھوں نے اسے منہدم کیا۔

بنی طیّ کا بت ۔ فِلس

ابن اسحاق نے کہا کہ فلس نامی ایک بُت بنی طَیّی اور ان لوگوں کا تھا، جو بنی طَیّی کے دونوں پہاڑوں کے پاس رہتے تھے۔ یہ بُت سَلمیٰ اور اَجا دو پہاڑوں کے درمیان تھا۔

ابن ہشام نے کہا، بعض اہل علم نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کو روانہ فرمایا۔ آپ (علی رضی اللہ عنہ) نے اسے ڈھایا تو اس میں دو تلواریں

پائیں۔ ان میں سے ایک کو رسُوب اور دوسری کو مخذم کہا جاتا تھا۔ آپ ان دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے دونوں حضرت علیؓ کو عنایت فرما دیں۔ یہی حضرت علیؓ کی تلواریں تھیں۔

ابن اسحاق نے کہا، حمیر اور یمن والوں کا ایک معبد مقام صنعا میں تھا، جو رئام کہلاتا تھا (اس کا ذکر پیشتر آچکا ہے)۔

بنی ربیعہ کا معبد — رُضا

ابن ہشام نے کہا، بنی ربیعہ بن کعب (بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم) کا ایک معبد تھا۔ جس کا نام رضا تھا۔ زمانۂ اسلام میں اسے ڈھایا گیا) تو اسی کے متعلق مستوغر بن ربیعہ بن کعب بن سعد نے یہ شعر کہا تھا۔

وَلَقَدْ شَدَدْتُ عَلٰی رُضَاءٍ شَدَّةً   فَتَرَكْتُهَا قَفْرًا بِقَاعٍ اَسْحَمَا

میں نے رضا نامی معبد کے ڈھانے میں ایسی قوی ضربیں لگائیں کہ اُسے ویران، سیاہ زمین بنا ڈالا۔

ابن ہشام نے کہا فترکتها قفرا بقاع اسحما بنی سعد کے ایک اور شخص سے بھی مروی ہے یعنی اس شعر کی نسبت ایک اور شخص کی طرف بھی کی جاتی ہے بعض لوگوں نے مُستوغر کے متعلق کہا ہے کہ وہ تین سو تیس سال زندہ رہا اور اس نے بنی مضر میں سب سے زیادہ عمر پائی یہی وہ شاعر ہے، جو کہتا ہے:

وَلَقَدْ سَئِمْتُ مِنَ الْحَيَاةِ وَطُولِهَا   وَعَمَرْتُ مِنْ عَدَدِ السِّنِيْنَ مِئِيْنَا

زندگی اور اس کی درازی سے میں اکتا گیا ہُوں اور سینکڑوں سال زندہ رہ چکا ہوں۔

مِائَةٌ حَدَتْهَا بَعْدَ مِائَتَانِ لِیْ   وَازْدَدْتُ مِنْ عَدَدِ الشُّهُوْرِ سِنِيْنَا

دو سو سال اپنے بعد میرے لیے اور ایک سو سال لائے اور چند سال اس سے بھی بڑھ چکا ہُوں جو مہینوں کے دنوں کی تعداد میں ہیں (۲۰۰ + ۱۰۰ + ۳۰ = ۳۳۰ سال میری عمر ہو چکی ہے)۔

هَلْ مَا بَقِیَ اِلَّا كَمَا قَدْ فَاتَنَا   يَوْمٌ يَمُرُّ وَلَيْلَةٌ تَحْدُوْنَا

کیا جو کچھ عمر کا زمانہ باقی رہ گیا ہے، وہ ایسا ہی نہیں، جیسا کہ ابھی ابھی ہمارے پاس سے گزر چکا ہے یعنی دن گزر رہا ہے اور رات ہمیں (موت کی جانب) ہانکے لیے جا رہی ہے۔

بعض لوگ ان اشعار کو زُہَیر بن جناب کلبی سے روایت کرتے ہیں۔

بَکر و تَغلِب کا معبد ذوالکعبات

ابن اسحاق نے کہا، بَکر و تَغلِب وائل وایاد کے دونوں بیٹوں کا ایک معبد ذوالکعبات نامی سنداد[1] میں تھا اسی معبد کے متعلق اَعشیٰ بنی قیس بن ثعلبۃ کا ایک شخص کہتا ہے:

بَیْنَ الْخَوَرْنَقِ وَالسَّدِیْرِ وَبَارِقٍ وَالْبَیْتِ ذِی الْکَعَبَاتِ مِنْ سِنْدَادِ

اس کعب گھر کی قسم، جو مقام سنداد میں خَوَرْنَق و سَدِیْر و بارق نامی مقامات کے درمیان ہے۔

ابن ہشام نے کہا: یہ شعر اسود بن یَعفُر نَہشَلی کا ہے۔ نہشل دارم ابن مالک (بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم) کا بیٹا تھا۔ یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے اور مجھے یہ ابو مُحرِز خَلَف الاحمر نے اس تغیّر سے سنایا۔

اَهْلِ الْخَوَرْنَقِ وَالسَّدِیْرِ وَبَارِقٍ وَالْبَیْتِ ذِی الشُّرُفَاتِ مِنْ سِنْدَادِ

وہ لوگ خورنق وسدیر و بارق والے ہیں اور اس گھر والے ہیں جو عظمت والا ہے اور سنداد میں ہے۔

---

[1] سنداد کوفہ کی طرف مکۂ معظمہ سے سات رات کی مسافت پر تھا۔ ایک بیان ہے سنداد حیرہ اور ابلہ کے درمیان ایک نہر تھی۔ اس پر ایک قصر تھا جس کا حج عرب کیا کرتے تھے۔

باب ۱

بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام

بحیرہ اور سائبہ ابن اسحاق نے کہا، بحیرۃ، سائبہ کی مادہ اولاد کو کہتے ہیں۔ سائبہ وہ اونٹنی جو مسلسل دس مادائیں جنتی اور ان کے درمیان کوئی نر نہ پیدا ہوتا۔ ایسی اونٹنی بے مہار چھوڑ دی جاتی۔ اس پر نہ سواری کی جاتی، نہ اس کے بال کترے جاتے اور نہ اس کا دودھ بجز مہمان کے اور کوئی پیتا۔ اگر اس کے بعد بھی وہ مادہ جنتی تو اس کا کان پھاڑ دیا جاتا اور اسے بھی ماں کے ساتھ چھوڑ دیا جاتا۔ اس پر بھی سواری نہ کی جاتی، نہ اس کے بال کترے جاتے اور نہ اس کا دودھ بجز مہمان کے اور کوئی پیتا۔ سائبہ کی یہی مادہ اولاد بحیرہ کہلاتی تھی۔

وصیلہ جو بکری پانچ دفعہ میں مسلسل دس مادائیں جنتی اور اس کے درمیان کوئی نر نہ ہوتا تو اسے "وصیلہ" بنا دیا جاتا کہ "قد وصلت" یعنی وہ متواتر مادائیں جن چکی۔ پھر اس کے بعد جو کچھ وہ جنتی، وہ ان کے مردوں کا حصہ ہوتا، عورتوں کو کچھ حصہ نہ ملتا، مگر ایسی صورت میں کہ ان میں سے کوئی بکری مر جاتی تو اس میں کھانے کے لیے عورتیں اور مرد دونوں شریک ہوتے۔

ابن ہشام نے کہا، یہ بھی روایت آئی ہے کہ اس کے بعد جو کچھ جنتی، وہ بیٹیوں کے لیے نہیں صرف بیٹوں کے لیے ہوتا۔

حام ابن اسحاق نے کہا: حام اس نر اونٹ کو کہتے تھے۔ جس کے نطفے سے متواتر دس مادائیں پیدا ہوتیں اور ان کے درمیان کوئی نر نہ ہوتا۔ ایسی صورت میں اس کی پشت محفوظ ہو جاتی اور اس پر نہ سواری کی جاتی، نہ اس کے بال کاٹے جاتے، اسے گلے میں چھوڑ دیا جاتا کہ اس سے جفت ہوا کرتے اس کے سوا اس سے اور کسی قسم کا فائدہ نہ اٹھایا جاتا۔

ابن ہشام نے کہا، عرب کے مختلف گروہوں کا طریقہ ان کے بارے میں جدا بھی تھا، مگر "حام" کے متعلق عمل وہی تھا، جس کا ذکر ابن اسحاق نے کیا ہے۔

دوسری روایت بحیرہ ان کے پاس وہ اونٹنی کہلاتی، جس کا کان پھاڑ دیا جاتا اور اس پر سواری نہ کی جاتی، نہ اس کے بال کاٹے جاتے اور نہ اس کا دودھ پیا جاتا مگر مہمان (اس کا

دودھ پی سکتا تھا) یا اسے بطور صدقہ دے دیا جاتا اور وہ ان کے بتوں کے لیے چھوڑ دی جاتی۔

اور سائبہ وہ اُونٹنی ہوتی جس کے متعلق کوئی شخص نذر کرتا کہ اگر اس نے بیماری سے صحت حاصل کر لی یا مقصد پا لیا تو وہ اسے (بتوں کے لیے) چھوڑ دے گا۔ پھر جب ایسا ہوتا، یعنی صحت یا مقصد حاصل ہو جاتا تو وہ اونٹوں میں سے کوئی اونٹ یا اونٹنی، بعض بتوں کے لیے چھوڑ دیتا۔ وہ پھرتی اور چرتی رہتی، اس سے اور کوئی فائدہ حاصل نہ کیا جاتا۔

وصیلہ وہ اونٹنی جس کی ماں ہر حمل میں دُو دُو بچے جنتی۔ مالک ان میں سے ماداؤں کو بتوں کے لیے چھوڑ دیتا اور نروں کو خود اپنے لیے رکھ لیتا (اور وصیلہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ) اس کی ماں اسے اس طرح جنتی کہ ایک ہی حمل میں اس کے ساتھ نر بھی ہوتا تو وہ کہتے ہیں وصلت اخاھا، وہ اپنے بھائی سے مل گئی۔ اس کے ساتھ اس کے بھائی کو بھی چھوڑ دیا جاتا اور اس سے بھی کسی طرح کا فائدہ حاصل نہ کیا جاتا[1]

ابن ہشام نے کہا کہ اس تفصیل کو یونس بن حبیب نحوی اور اس کے علاوہ دوسروں نے بھی بیان کیا ہے، لیکن بعض باتیں ایک کی روایت میں ہیں تو دوسرے کی روایت میں نہیں۔

قرآن مجید کے ارشادات

ابن اسحاق نے کہا: کہ جب اللہ عزّ وجلّ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کو بھیجا تو آپ پر یہ آیت نازل فرمائی:

وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَٰذِهِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلَىٰ أَزْوَاجِنَا ۖ وَإِن يَكُن مَّيْتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ ۚ سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ ۚ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۝ (۶ : ۱۳۹)

انھوں نے (کافروں) نے کہا کہ ان چرپایوں کے پیٹ میں جو کچھ ہے، وہ خاص ہمارے مردوں کے لیے ہے اور ہماری بیبیوں پر حرام ہے اور اگر وہ مردار ہو جائے تو وہ سب اس میں شریک (ہوتے) ہیں قریب ہے کہ خدا انھیں ان کی بے اصل تقسیموں کی سزا دے بے شبہ وہ بڑی حکمت والا، بڑے علم والا ہے۔

آپ پر یہ بھی نازل فرمایا:

قُلْ أَرَأَيْتُم مَّا أَنزَلَ اللَّهُ لَكُم مِّن رِّزْقٍ فَجَعَلْتُم مِّنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا قُلْ آللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ ۖ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ ۝

(اے پیغمبر!) تو ان سے اکہہ، اللہ نے جو رزق تمھارے لیے اُتارا ہے، کیا تم نے (محض اپنے اوہام و ظنون کی بنا پر) اس میں سے کچھ تو حرام ٹھہرا دیا اور کچھ حلال سمجھ لیا ہے؟ کیا اللہ نے تمھیں اس کی اجازت دی ہے؟

---

[1] صحیح یہ ہے کہ ان کی تعبیر کے بارے میں بہت اختلافات ہیں۔ غالباً مختلف قبیلوں میں مختلف طریقے رائج تھے اصل مقصود ان طریقوں کا اقتصا نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ بے وجہ و دلیل اس قسم کی باتیں پیدا کر لی گئیں۔ تمام قوموں اور گروہوں کے اکثر مراسم کا یہی حال ہے۔

(۱۰ : ۵۹)

یا تم اللہ پر بہتان باندھتے ہو؟

مِنَ الضَّانِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ قُلْ ءٰالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

(۶ : ۱۴۳-۱۴۴)

بھیڑ میں سے دو اور بکری میں سے دو (نر اور مادہ) اللہ نے پیدا کیے۔ اے پیغمبر! ان سے پوچھو، کیا (خدا نے) دونوں قسم کے نروں کو حرام کیا ہے یا ماداؤں کو یا اس بچے کو جس کو دونوں قسم کی مادائیں اپنے پیٹ میں لیے ہوئے ہیں؟

اگر تم سچے ہو تو مجھے علم سے اس کا جواب دو۔

اور اونٹوں میں سے دو اور دو گائے، بیل میں سے دو نر اور مادہ پیدا کیے ان سے، پوچھو کیا۔ دونوں نر حرام کیے ہیں یا دونوں مادائیں یا وہ بچے جو دونوں قسم کی مادائیں اپنے پیٹ میں لیے ہوئے ہیں یا تم اس وقت خدا کے پاس حاضر تھے جب اس بارے میں اس نے حکم دیا تھا۔

پھر بتاؤ اس آدمی سے زیادہ ظلم کرنے والا کون ہوا جو لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے خدا پر بہتان باندھے اور اس کے پاس کوئی علم نہ ہو؟ بلا شبہ خدا ان لوگوں پر کامیابی کی راہ نہیں کھولتا جو ظلم کرنے والے ہیں۔

ادب سے مثالیں

ابن ہشام نے کہا، تمیم بن اُبَیّ بن مقبل نے جو بنی عامر بن صعصعہ کا ایک شخص تھا، کہا ہے:

قِيلِهِ مِنَ الْاَخْرَجِ الْمِرْبَاعِ قَرْقَرَةٌ ۔۔۔ هَدْرَ الدِّيَافِيِّ وَسْطَ الْهَجْمَةِ الْبُحُرِ

اس مقام پر چتکبرے مست گورخر کی آواز اس طرح آتی ہے جس طرح ان دیافی اونٹوں[1] کے بغبغانے کی آواز، جن میں تقریباً ایک سو ذبح کیے جانے سے محفوظ چھوٹے پھرنے والے اونٹ ہوں۔

---

[1] دیاف شام کا ایک مقام ہے۔ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ الجزیرہ یعنی دوآبہ دجلہ و فرات کے بالائی حصے کی ایک بستی ہے۔

حَوْلَ الْوَصَائِلِ فِیْ شُرَیْفٍ حِقَّةٌ وَالْحَامِیَاتُ ظُهُوْرَهَا وَالسُّیَّبُ

مقام شریف[1] میں متواتر مادائیں جننے والی اونٹنیوں یا بکریوں کے اطراف
میں چار سالہ اونٹنیاں اور ایسے اونٹ ہیں جن کی پیٹھیں سواری کرنے سے محفوظ ہیں
اور ایسی اونٹنیاں بھی ہیں، جنھیں دس دس مادائیں جننے کے سبب بے مہار چھوڑ دیا
گیا ہے۔

وصیلہ کی جمع وصائل اور وُصل ہے بحیرۃ کی جمع بحائر اور بحُر ہے، سائبہ کی جمع زیادہ تر سوائب
آتی ہے کم تر سُیَّب بھی اور حام کی جمع اکثر حوام آتی ہے۔

---

[1] نجد کا ایک مقام ہے۔

باب ۱۹

بیان نسب کا تکملہ

سلسلہ نسب ابن اسحاق نے کہا: بنی خزاعہ کہتے ہیں کہ ہم عمرو بن عامر کی اولاد ہیں اور یمن والوں میں سے ہیں۔

خزاعہ ابن ہشام کہتے ہیں، مجھ سے ابو عبیدہ اور دوسرے اہل علم نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ خزاعہ کا بیان ہے، ہم عمرو بن ربیعہ ابن حارثہ بن عمرو بن امرا القیس بن ثعلبہ ابن مازن بن الاسد بن الغوث، کی اولاد ہیں اور ہماری خندف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ خزاعہ حارثہ بن عمرو بن عامر کی اولاد میں سے علٰحدہ ہو کر مرّ الظہران[1] میں اتر پڑے اور وہیں سکونت اختیار کرلی۔

عون بن ایوب کے اشعار عون بن ایوب انصاری نے، جو بنی عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ بن الخزرج کا ایک شخص ہے۔ زمانۂ اسلام میں کہا ہے:

فَلَمَّا هَبَطْنَا بَطْنَ مَرٍّ تَخَزَّعَتْ ۔۔۔ خُزَاعَةُ مِنَّا فِي خُيُولٍ كَرَاكِرِ

جب ہم وادی مَر میں اُترے تو بنی خزاعہ کے متعدد دستے بہت گھروں میں ہم سے علٰحدہ ہو گئے۔

حَمَتْ كُلَّ وَادٍ مِنْ تِهَامَةَ وَاحْتَمَتْ ۔۔۔ بِصُمِّ الْقَنَا وَالْمُرْهَفَاتِ الْبَوَاتِرِ

اور انھوں نے تہامہ کی ہر وادی کی حفاظت کی اور خود بھی مضبوط نیزوں اور تیز تلواروں کے ذریعے سے محفوظ رہے۔

ابو مطہر کے اشعار ابو مطہر اسمٰعیل بن رافع الانصاری نے، جو بنی حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس کا ایک شخص ہے، کہا ہے:

---

[1] مرّ الظہران مکہ معظمہ سے صرف ایک مرحلے پر بلکہ اس سے بھی نزدیک ہے۔ وہ لوگ مأرب سے نکلے تھے جہاں یمن کا مشہور بند تھا۔ اصل میں لفظ "تخزعوا" استعمال کیا گیا یعنی پیچھے رہ گئے اور الگ ہو گئے اس لیے خزاعہ نام پڑ گیا۔

فَلَمَّا هَبَطْنَا بَطْنَ مَكَّةَ اَحْمَدَتْ خُزَاعَةُ دَارَ الْاَكِلِ الْمُتَحَامِلِ

پھر جب ہم وادی مکہ میں اُترے تو خزاعہ نے مہمان کا بار اُٹھانے والے گھر سے قابل تعریف برتاؤ کیا، یعنی مہمان نوازی کی۔

تَحَلَّتْ اَكَادِيسًا وَ شَنَّتْ قَنَابِلاً عَلٰى كُلِّ حَيٍّ بَيْنَ نَجْدٍ وَسَاحِلِ

وہ جتھے جتھے بن کر اترے اور پہاڑ اور ساحل کے درمیان تمام قبیلوں یا جانداروں پر ایک ایک دستے نے ہر طرف سے حملہ کردیا۔

نَفَوا جُرْهُمًا عَنْ بَطْنِ مَكَّةَ وَاحْتَبَوْا بِعِزٍّ خُزَاعِيٍّ شَدِيدِ الْكَوَاهِلِ

جرہم کو وادی مکہ سے باہر کردیا اور قوت والے بنی خزاعہ کے لیے عزت حاصل کرکے آرام لیا۔

اولاد مُدرکہ وخُزیمۃ ابن اسحاق نے کہا، مُدرکۃ بن الیاس کے دو بیٹے ہوئے، خُزیمۃ اور ہُذَیل۔ ان دونوں کی ماں بنی قضاعہ کی ایک عورت تھی۔ خُزیمۃ کے چار بیٹے ہوئے، کِنانہ، اَسَد، اَسَدہ اور ہُون۔ کنانہ کی ماں عُوانہ، سعد بن قیس بن عیلان بن مُضر کی بیٹی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض کے نزدیک خُزیمۃ کے چوتھے بیٹے کا نام ہُون نہیں بلکہ ہَون ہے۔

اولاد کنانہ ابن اسحاق نے کہا، کنانہ بن خزیمۃ کے بھی چار بیٹے ہوئے۔ نضر، مالک، عبدِ مَناۃ اور مِلکان۔ نضر کی ماں تو بَرّہ بنت مُرّ بن اُدّ بن طابخۃ بن الیاس بن مُضر تھی اور اس کے باقی بچے دوسری عورت سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا، نضر اور مالک اور ملکان کی ماں بَرّہ بنت مُر تھی اور عبد مناۃ کی ماں ہالہ بنت سُوید بن الغطریف اَزد شنوءَۃ کے خاندان سے تھی اور شَنُوءَۃ کا نام عبد اللہ بن کعب بن عبد اللہ بن مالک بن نصر بن الاسد بن الغوث تھا اور شنوءۃ اس وجہ سے مشہور ہوا کہ آپس میں بہت دشمنی تھی، شنان کے معنی دشمنی کے ہیں۔

قریش کی ابتداء ابن ہشام نے کہا کہ نضر ہی کا نام قریش ہے۔ جو شخص نضر کی اولاد میں ہوگا وہی قرشی کہلائے گا اور جو نضر کی اولاد میں سے نہ ہوگا قرشی بھی نہ ہوگا۔

جریر بن عطیۃ، جو بنی کُلیب بن یربوع بن حنظلۃ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم کا ایک شخص ہے

ہشام بن عبدالملک بن مروان کی ستائش میں کہتا ہے۔

فَمَا الأُمُّ الَّتِیْ وَلَدَتْ قُرَیْشًا بِمُقْرِفَۃِ النِّجَارِ وَلَا عَقِیْمِ

جس ماں نے قریش کو جنا ہے، نہ وہ نسب کے لحاظ سے عیب دار ہے اور نہ بانجھ ہے۔

وَمَا قَرْمٌ بِاَنْجَبَ مِنْ اَبِیْکُمْ وَمَا خَالٌ بِاَکْرَمَ مِنْ تَمِیْمِ

اے قبیلہ قریش! نہ کوئی بزرگ خاندان تمھارے باپ سے زیادہ شریف ہے نہ کسی کا ماموں تمیم سے زیادہ عزت والا ہے۔

شاعر برہ بنت مُرّ کی طرف اشارہ کر رہا ہے، جو تمیم بن مُرّہ کی بہن اور نضر کی ماں تھی۔
بعض نے فہر بن مالک کا نام قریش بتایا ہے یعنی جو شخص فہر کی اولاد میں ہوگا وہ قرشی کہلائے گا اور جو فہر کی اولاد میں نہ ہوگا، وہ قرشی نہ سمجھا جائے گا۔ قریش کا نام قریش اس لیے مشہور ہو گیا کہ تقرش کے معنی اکتساب و تجارت کے ہیں، رُؤبہ بن العجاج کہتا ہے۔

قَدْ کَانَ یُغْنِیْہِمْ عَنِ الشُّغُوْشِ وَالْخَشْلِ مِنْ تَسَاقُطِ الْقُرُوْشِ
شَحْمٌ وَمَحْضٌ لَیْسَ بِالْمَغْشُوْشِ

چکنا گوشت اور تازہ خالص دودھ جو مسلسل تجارت اور کمائی کے سبب انھیں حاصل تھا، گیہوں اور پازیب، کنگن سے بے نیاز کرنے کے لیے کافی تھا۔ گوشت دودھ وغیرہ کھانے سے اُن کے چہرے سُرخ و سفید اور خوبصورت ہو گئے تھے، اس لیے وہ زیورات کی زینت و آرائش سے بے نیاز تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ایک قسم کے گیہوں کو شغوش کہتے ہیں، پازیب، کنگن وغیرہ کے سروں کو خشل کہا جاتا ہے اور قروش کے معنی اکتساب و تجارت کے ہیں۔ شاعر کہتا ہے کہ چربی اور خالص تازہ دودھ نے انھیں ان چیزوں سے بے نیاز کر دیا تھا۔

ابو جلدہ یشکری نے جو یشکر بن بکر بن وائل کا بیٹا تھا، کہا ہے:

اِخْوَۃٌ قَرَّشُوا الذُّنُوْبَ عَلَیْنَا فِیْ حَدِیْثٍ مِنْ عُمْرِنَا وَقَدِیْمِ

وہ ہیں تو بھائی، لیکن انھوں نے اِدھر اُدھر سے جمع کر کے ہم پر ایسے الزام تھام کیے ہیں جو ہماری کم عمری کے زمانے کے بھی ہیں اور اس سے پہلے کے بھی۔

ابن اسحاق نے کہا، کہ قریش کو قریش اس لیے کہا جاتا ہے کہ متفرق ہونے کے بعد پھر ایک جگہ

جمع ہوئے اور جمع ہونے کو تقرش کہتے ہیں۔

اولادِ نضر

نضر بن کنانہ کے دو بیٹے تھے، مالک اور یخلد۔ مالک کی ماں عاتکہ بنت عدوان (بن عمرو بن قیس بن عیلان) تھی اور مجھے خبر نہیں کہ یخلد کی ماں بھی یہی تھی یا نہیں۔

ابن ہشام نے کہا: بعض روایات کے لحاظ سے صلت بن عمرو بھی ابو عمرو مدنی ہے۔ ان سب کی ماں بنت سعد بن ظرب العدوانی تھی اور عدوان عمرو بن قیس بن عیلان کا بیٹا تھا کثیر بن عبدالرحمٰن جس کا نام کثیر عزہ تھا اور بنی خزاعہ کی شاخ۔ بنی ملیح بن عمرو میں سے تھا کہتا ہے:

اَلَیْسَ اَبِیْ بِالصَّلْتِ اَمْ لَیْسَ اِخْوَتِیْ ۔۔۔ لِکُلِّ ھِجَانٍ مِنْ بَنِی النَّضْرِ اَزْھَرَا

کیا میرا باپ صلت نہیں یا میرے بھائی بنی نضر کے شرفا کی اولاد میں سے مشہور نہیں؟

رَاَیْتُ ثِیَابَ الْعَصْبِ مُخْتَلِطَ السَّدٰی ۔۔۔ بِنَا وَبِھِمْ وَالْحَضْرَمِیَّ الْمُخَصَّرَا

فَاِنْ لَمْ تَکُوْنُوْا مِنْ بَنِی النَّضْرِ فَاتْرُکُوْا ۔۔۔ اَرَاکًا بِاَذْنَابِ الْفَوَائِجِ اَخْضَرَا

اے مخاطب! تو ہماری اور ان کی یمنی چادروں اور حضرمی پتلی کمر والے جوتوں کی اصل و ابتدا کو بھی ایک دوسری سے ملتی جلتی پائے گا اور اگر تم بنی نضر میں سے نہیں تو سرسبز پیلو کے جنگل کو ندیوں کی انتہاؤں تک چھوڑ دو۔

بنی خزاعہ کے جو لوگ خود کو صلت بن النضر کے خاندان سے منسوب کرتے ہیں، وہ کثیر عزہ کی ایک جماعت بنی ملیح بن عمرو ہے۔

اولادِ فہر

ابن اسحاق نے کہا: مالک بن نضر کا بیٹا فہر بن مالک تھا جس کی ماں جندلہ بن الحارث بن مضاض جرہمی تھی۔ ابن ہشام نے کہا، یہ ابن مضاض ابن مضاض اکبر نہیں۔

ابن اسحاق نے کہا: فہر بن مالک کے چار بیٹے تھے۔ غالب، محارب، حارث اور اسد ان کی ماں لیلیٰ بنت سعد بن ہذیل بن مدرکہ تھی۔

ابن ہشام نے کہا، جندلہ فہر کی بیٹی تھی اور یہی جندلہ یربوع بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم کی ماں تھی۔ جندلہ کی ماں لیلیٰ بنت سعد تھی، جریر بن عطیۃ بن الخطفی نے کہا ہے اور خطفی کا نام حذیفہ بن بدر بن سلمہ بن عوف بن کلیب بن یربوع بن حنظلہ تھا:

وَاِذَا غَضِبْتُ رَمٰی وَرَائِیْ بِالْحَصٰی ۔۔۔ اَبْنَاءُ جَنْدَلَۃٍ کَخَیْرِ الْجَنْدَلِ

جب میں غصے میں آتا ہوں تو جندلہ کے بچے، جو بہترین چٹان کی طرح قوی ہیں

میرے سامنے رہتے اور دشمن پر پتھر برساتے ہیں۔

اولادِ غالب

ابن اسحاق نے کہا کہ غالب کے دو بیٹے ہوئے لؤی اور تیم۔ ان کی ماں سلمٰی بنت عمرو الخزاعی تھی۔ بنی تیم ہی وہ لوگ ہیں، جو بنی الادرم کہلاتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ایک اور لڑکا قیس بن غالب بھی تھا جس کی ماں سلمٰی بنت کعب بن عمرو الخزاعی تھی۔ لؤی اور تیم غالب کے دونوں بیٹوں کی ماں بھی یہی سلمٰی تھی۔

اولادِ لؤی

ابن اسحاق نے کہا کہ لؤی بن غالب کے چار بیٹے ہوئے کعب، عامر، سامہ اور عوف۔ کعب، عامر اور سامہ کی ماں ماویہ بنتِ کعب بن القین بن جسر بنی قضاعہ سے تھی۔

ابن ہشام نے کہا، ایک اور بیٹا حارث بن لؤی بھی تھا۔ اس کی اولاد بنی جشم بن الحارث کہلاتی ہے جو بنی ربیعہ کی شاخ ہزان میں سے ہے۔ جریر کہتا ہے:

بَنِیْ جُشَمٍ لَسْتُمْ لِهِزَّانَ فَانْتَمُوْا ــــ لِاَعْلَی الرَّوَابِیْ مِنْ لُؤَیِّ بْنِ غَالِبٍ

وَلَا تُنْکِحُوْا فِیْ اٰلِ ضَوْرٍ نِسَاءَکُمْ ــــ وَلَا فِیْ شُکَیْسٍ بِئْسَ مَثْوَی الْغَرَائِبِ

اے بنی جشم! تم بنی ہزان میں سے نہیں، اس لیے اپنے خاندان کا انتساب ان نمایاں ہستیوں کی طرف کرو، جو لؤی بن غالب سے اوپر ہوں اور اپنی بیٹیوں کی شادیاں بنی ضور اور بنی شکیس میں سے کسی کے ساتھ کرو کہ اجنبیوں کا ٹھکانا اچھا نہیں۔

سعد بن لؤی

سعد بن لؤی بھی لؤی کا ایک بیٹا تھا۔ یہ سب بنانہ سے نسبت رکھتے ہیں۔ جو قبیلہ ربیعہ میں کے شیبان بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل کی ایک شاخ ہے۔ بنانہ اس قبیلے کی مربیہ تھی، جو بنی القین بن جسر بن شیع اللہ اور بعض کہتے ہیں، سیع اللہ بن الاسد ابن وبرہ بن ثعلبہ بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضا سے تھی، بعض کہتے ہیں النمر بن قاسط کی بیٹی تھی اور بعض کہتے ہیں جرم بن ربان بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ کی۔ خزیمہ بن لؤی بھی اس کا ایک لڑکا تھا اور یہ لوگ عائذہ سے منسوب ہیں، جو شیبان بن ثعلبہ کی شاخ ہے۔ عائذہ ایک عورت کا نام تھا، جو یمن کی تھی اور بنی عبید بن خزیمہ بن لؤی کی ماں تھی۔ عامر بن لؤی کے سوا تمام بنی لؤی کی ماں ماویہ بنت کعب بن القین بن جسر اور عامر بن لؤی کی ماں مخشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر تھی، بعض کہتے ہیں کہ لیلیٰ بنت شیبان بن محارب بن فہر تھی۔

سامہ بن لوی

ابن اسحاق نے کہا: سامہ بن لوی عمان کی طرف چلا گیا اور وہیں رہا۔ عرب کا خیال ہے کہ عامر بن لوی نے اسے نکالا، کیونکہ دونوں میں کچھ رنجش تھی۔ سامہ نے عامر کی آنکھ پھوڑ دی تو عامر نے اسے اتنا ڈرایا کہ وہ عمان کی طرف چلا گیا۔ کہتے ہیں جب سامہ بن لوی اونٹنی پر جا رہا تھا اور راستے میں اونٹنی چرنے لگی تو ایک سانپ نے اونٹنی کا ہونٹ پکڑ کر کھینچا اور وہ پہلو کے بل گر پڑی۔ سانپ نے سامہ کو ڈس لیا اور وہ مر گیا۔

سامہ کے اشعار

اس نے موت آتی دیکھی تو بیان کیا جاتا ہے کہ یہ شعر کہے:

ع

عَيْنُ فَابْكِي لِسَامَةَ بْنِ لُؤَيٍّ　　عَلِقَتْ سَاقَ سَامَةَ الْعَلَّاقَةْ

اے آنکھ! سامہ بن لوی کے لیے رو کہ اسے ایک بڑی لپٹنے والی چیز لپٹ گئی۔

لَا أَرَى مِثْلَ سَامَةَ بْنِ لُؤَيٍّ　　يَوْمَ حَلُّوا بِهِ قَتِيلًا لِنَاقَةْ

جس روز لوگ اس مقام پر اترے تو اونٹنی پر مرنے والے سامہ بن لوی جیسا کوئی دوسرا نظر نہ آیا۔

بَلِّغَا عَامِرًا وَكَعْبًا رَسُولًا　　أَنَّ نَفْسِي إِلَيْهِمَا مُشْتَاقَةْ

عامر اور کعب کو میرا یہ پیام پہنچا دو کہ میری روح ان دونوں کی مشتاق ہے۔

إِنْ تَكُنْ فِي عُمَانَ دَارِي فَإِنِّي　　غَالِبِيٌّ خَرَجْتُ مِنْ غَيْرِ فَاقَةْ

اگر عمان میں میرا گھر ہو، جب بھی میں بنی غالب میں سے ہوں اور روزی کمانے کی ضرورت مجھے گھر سے باہر نہیں لائی۔

رُبَّ كَأْسٍ هَرَقْتَ يَا بْنَ لُؤَيٍّ　　حَذَرَ الْمَوْتِ لَمْ تَكُنْ مُهْرَاقَةْ

اے لوی کے بیٹے! موت کے ڈر سے تو نے بعض ایسے پیالے لنڈھا دیے جو لنڈھانے کے قابل نہ تھے۔

رُمْتَ دَفْعَ الْحُتُوفِ يَا بْنَ لُؤَيٍّ　　مَا لِمَنْ رَامَ ذَاكَ بِالْحَتْفِ طَاقَةْ

اے لوی کے بیٹے! تو نے موت کو دفع کرنا چاہا تھا، لیکن جس نے یہ ارادہ کیا وہ موت سے بچ نہ سکا۔

وَخَرُوسُ السُّرَى تَرَكْتَ رَذِيًّا　　بَعْدَ جِدٍّ وَجِدَّةٍ وَرَشَاقَةْ

کوشش، سخت کوشش اور تیز زنی کے بعد چپ چاپ چلی چلنے والی راونٹنی کو

تُو نے مبتلائے مصیبت چھوڑ دیا۔

ابن ہشام نے کہا: مجھے معلوم ہُوا ہے کہ سامہ کی اولاد میں سے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آکر سامہ بن لؤی سے اپنا نسب ظاہر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "الشاعر"؟ کیا وہی سامہ جو شاعر تھا؟ آپ کے بعض اصحاب نے عرض کیا "یا رسول اللہ! کیا آپ کی مراد اس کا یہ شعر ہے؟

رُبَّ کَأْسٍ هَرَقْتَ یَا بْنَ لُؤَیٍّ حَذَرَ الْمَوْتِ لَمْ تَکُنْ مُهَرَاقَهْ

فرمایا: "ہاں"!

عوف بن لؤی

ابن اسحاق نے کہا، عربوں کے ادعا کے مطابق عوف بن لؤی قریش کے ایک قافلے کے ساتھ نکلا جب غطفان بن سعد بن قیس بن عیلان کی سرزمین میں پہنچا تو وُہ قافلے سے پیچھے رہ گیا اور اس کی قوم کے جو لوگ ساتھ تھے، چلے گئے۔ پھر ثعلبہ بن سعد جو نسب کے لحاظ سے عوف بن لؤی کا بھائی تھا، اس کے پاس آیا کیونکہ ثعلبہ سعد بن ذُبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان) کا بیٹا ہے اور عوف سعد بن ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان کا غرض ثعلبہ آیا تو عوف نے اسے روک لیا۔ بہت اصرار کر کے اس سے بھائی چارا قائم کیا اور وہیں اس کی شادی کر دی۔ اس واقعے کے بعد سے اس کے نسب کی شہرت بنی ذبیان میں خوب ہوگئی۔ جب عوف پیچھے رہ گیا اور اسے قوم نے چھوڑ دیا تو لوگوں کے خیال کے مطابق ثعلبہ ہی نے عوف سے مخاطب ہو کر یہ شعر کہا تھا:

اَحْبِسْ عَلَیَّ ابْنَ لُؤَیٍّ جَمَلَکْ تَرَکَکَ الْقَوْمُ وَلَا مَنْزِلَ لَکْ

اے ابن لؤی! اپنا اونٹ میرے پاس روک تجھے تیری قوم نے چھوڑ دیا، لیکن تو چھوٹ کہاں سکتا ہے؟

ابن اسحاق نے کہا، مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر یا محمد بن عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن حصین نے بیان کیا، عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ اگر میں عرب کے کسی قبیلے سے متعلق ہونے یا اسے اپنے میں ملا لینے کا دعویدار ہوتا تو بنی مرۃ بن عوف کے متعلق دعویٰ کرتا، کیونکہ ہم ان میں بہت کچھ مماثلت پاتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ شخص کہاں اور کس حیثیت سے جا پڑا ہے۔

نسب مرہ

وُہ نسبًا غطفانی ہے، کیونکہ مرۃ عوف بن سعد بن ذبیان بن بغیض بن ریث بن

غطفان کا بیٹا ہے اور جب ان لوگوں سے اس نسب کا ذکر ہوتا ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں اس نسب سے انکار نہیں، یہ تو ہمیں بہت محبوب ہے۔

ابن ہشام کے بیان کے مطابق وہ بنی مُرّہ بن عوف میں کا ایک شخص تھا۔ (جب نعمان بن منذر سے ڈر کر بھاگا اور قریش میں جا ملا) تو یہ شعر کہے:

اشعار حارث بن ظالم

حارث بن ظالم بن جذیمہ بن یربوع نے یہ شعر کہے ہیں:

فَمَا قَوْمِي بِثَعْلَبَةَ بْنِ سَعْدٍ ۔۔۔ وَلَا بِفَزَارَةَ الشُّعْرِ الرِّقَابَا

میری قوم نہ تو بنی ثعلبہ بن سعد میں سے ہے اور نہ بنی فزارہ میں سے ہے جن کی گردنوں پر بہت بال ہیں (یا جو شیر ببر کی طرح سخت و قوی ہیں)۔

وَقَوْمِي إِنْ سَأَلْتَ، بَنُو لُؤَيٍّ ۔۔۔ بِمَكَّةَ عَلَّمُوا مُضَرَ الضِّرَابَا

اگر تُو دریافت کرے (تو میں بتاؤں گا کہ) میری قوم بنی لؤی ہے جنہوں نے مکہ میں بنی مضر کو شمشیر زنی کی تعلیم دی ہے۔

سَفِهْنَا بِاتِّبَاعِ بَنِي بَغِيضٍ ۔۔۔ وَتَرْكِ الْأَقْرَبِينَ لَنَا انْتِسَابَا

ہم نے بنی بَغیض کی پیروی کرنے اور اپنے قرابت داروں سے اپنے انتساب کو ترک کرنے میں بے وقوفی کی۔

سَفَاهَةَ مُخْلِفٍ لَمَّا تَرَوَّى ۔۔۔ هَرَاقَ الْمَاءَ وَاتَّبَعَ السَّرَابَا

یہ ایسی ہی بے وقوفی تھی، جیسے پانی کا طلب گار اپنے پاس کا پانی بہا دے اور سراب کے پیچھے لگ جائے۔

فَلَوْ طُوِّعْتُ، عَمْرَكَ كُنْتُ فِيهِمْ ۔۔۔ وَمَا أُلْفِيتُ أَنْتَجِعُ السَّحَابَا

تیری عمر کی قسم! اگر میں اپنے آپ کو ان کا مطیع و منقاد بنائے رکھوں تو ہمیشہ انھیں میں رہ سکتا ہوں اور اپنے آپ کو چارے پانی کی تلاش میں کسی اور سرزمین کی طرف جانے کا محتاج نہ پاؤں گا۔

وَخَشَّ رَوَاحَةُ الْقُرَشِيُّ رَحْلِي ۔۔۔ بِنَاجِيَةٍ وَلَمْ يَطْلُبْ ثَوَابَا

میری سواری کے لیے رواحہ قریشی نے اپنی تیز اونٹنی آراستہ کر دی اور اس کا کچھ معاوضہ بھی طلب نہ کیا۔

ابن اسحاق نے کہا، کہ الحصین بن الحمام المری نے جو بنی سہم بن مرہ میں سے تھا اور بنی غطفان میں سے ہونے کا مدعی، حارث بن ظالم کی تردید کرتے ہوئے کہا:

اَلَا لَسْتُمْ مِنَّا وَلَسْنَا اِلَيْكُمْ بَرِئْنَا اِلَيْكُمْ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ

سن لو کہ تم ہم میں سے نہیں اور نہ ہمیں تم سے کوئی تعلق ہے۔ لؤی بن غالب کے ساتھ نسبت رکھنے سے ہم بالکل بری ہیں۔

اَقَمْنَا عَلٰی عِزِّ الْحِجَازِ وَ اَنْتُمْ بِمُعْتَلِجِ الْبَطْحَاءِ بَيْنَ الْاَخَاشِبِ

ہم حجاز کی بلندی پر ٹھہرے رہے ہیں اور تم لوگ پہاڑوں کے درمیان ریتلی وادی کی محنتوں پر پڑے ہوئے ہو۔

قریش سے انتساب

مندرجہ بالا اشعار سے شاعر کی مراد قریش ہے۔ اس کے بعد حصین ان اشعار کے کہنے پر پچھتایا اور حارث بن ظالم نے جو بات کہی تھی، اس کی سمجھ میں آگئی۔ اس نے قریش سے انتساب کا اظہار کیا اور خود اپنی بات کی تردید کرتے ہوئے کہا:

نَدِمْتُ عَلٰی قَوْلٍ مَضٰی كُنْتُ قُلْتُهٗ تَبَيَّنْتُ فِيْهِ اَنَّهٗ قَوْلُ كَاذِبِ

میں نے جو ایک بات زمانہ گزشتہ میں کہہ دی تھی، اس پر مجھے ندامت ہے اور اب مجھے بخوبی معلوم ہو گیا کہ وہ بات جھوٹی تھی۔

فَلَيْتَ لِسَانِيْ كَانَ نِصْفَيْنِ مِنْهُمَا بَكِيْمٌ وَ نِصْفٌ عِنْدَ مَجْرَى الْكَوَاكِبِ

کاش! میری زبان کے دو حصے ہو جاتے، ایک حصہ گونگا ہوتا (کہ قریش کی مذمت نہ کر سکتا) اور ایک حصہ (قریش کی مدح و ستائش میں اس قدر بلند ہوتا کہ) تاروں کے گھومنے کے مقام پر پہنچ جاتا۔

اَبُوْنَا كِنَانِيٌّ بِمَكَّةَ قَبْرُهٗ بِمُعْتَلِجِ الْبَطْحَا بَيْنَ الْاَخَاشِبِ

ہمارا باپ بنی کنانہ ہی سے تھا، جس کی قبر مکہ میں دونوں پہاڑوں کے درمیان ریتلی وادی کے محنت طلب مقام ہی میں ہے۔

لَنَا الرُّبْعُ مِنْ بَيْتِ الْحَرَامِ وِرَاثَةً وَ رُبْعُ الْبِطَاحِ عِنْدَ دَارِ بْنِ حَاطِبِ

بیت الحرام کا چوتھائی حصہ وراثتاً ہمیں ملا ہے، نیز ریتلی وادی کا چوتھائی حصہ ابن حاطب کے گھر کے پاس ہے۔ آخری شعر کا مطلب یہ ہے کہ لؤی کے چار بیٹے تھے،

کعب، عامر، سامہ اور عوف (یعنی لوی کی ملکیت کے چار حصے ہوئے اور چاروں بیٹوں کی اولاد کو ملے)۔

ابن ہشام کا بیان ہے کہ ایسے شخص نے مجھے بتایا، جسے میں جھوٹا نہیں سمجھتا، عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بنی مرہ کے چند لوگوں سے فرمایا: اگر تم اپنے نسب کی طرف لوٹنا چاہو تو لوٹ سکتے ہو۔

ہاشم بن حرملہ کے متعلق اشعار

ابن اسحاق نے کہا، یہ لوگ بنی غطفان کے اشراف اور سرداران قوم تھے انھیں میں ہرم بن سنان بن ابی حارثہ (ابن مرۃ بن نشبہ) نیز خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ، حارث بن عوف، حصین بن الحمام اور ہاشم بن حرملہ بھی تھے۔

ہاشم بن حرملہ کے متعلق کسی شاعر نے کہا ہے:

أَحْيَا أَبَاهُ هَاشِمُ بْنُ حَرْمَلَةْ ۔۔۔ يَوْمَ الْهَبَاءَةِ وَيَوْمَ الْيَعْمَلَةْ

جنگِ ہباءۃ اور جنگ یعملہ کے روز ہاشم بن حرملہ نے اپنے باپ کا نام زندہ کر دیا۔

تَرَى الْمُلُوكَ عِنْدَهُ مُغَرْبَلَةْ ۔۔۔ يَقْتُلُ ذَا الذَّنْبِ وَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهْ

بادشاہوں کو اس کے آگے ذلیل دیکھو گے۔ وہ ان میں گناہ گار اور بے گناہ دونوں کو قتل کر ڈالتا ہے۔ یعنی کوئی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور نہ اسے بدلے کا خوف ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عامر خصفی (خصفہ قیس بن عیلان کا بیٹا تھا) کے یہ شعر ابو عبیدہ نے مجھے اس طرح سنائے۔

(اس روایت کے مطابق پہلے دو شعر وہی تھے جو اوپر نقل ہوئے اور ان میں صرف ایک مصرع کا اضافہ تھا یعنی "وَرُمْحُهُ لِلْوَالِدَاتِ مُثْكِلَةْ" اور اس کا نیزہ ماؤں کو بچوں پر رلاتا ہے)۔

عامر کے اشعار

اس نے مجھ سے یہ بھی بیان کیا کہ ہاشم نے عامر سے کہا، میری تعریف میں کوئی بہترین شعر کہہ تو میں تجھے اس کا صلہ دوں گا۔ عامر نے پہلا شعر کہا، لیکن ہاشم نے اسے پسند نہ کیا۔ پھر اس نے دوسرا شعر کہا وہ بھی اسے پسند نہ آیا، تیسرا کہا تو اُسے بھی اس نے پسند نہ کیا

ہباءۃ اور یعملہ دو مقاموں کے نام ہیں جہاں زمانہ قبل اسلام میں لڑائیاں ہوئی تھیں۔ عرب ایسے مشہور واقعات کو "یوم" سے تعبیر کرتے تھے۔

جب اس نے چوتھا شعر کہا "یقتل ذا الذنب ومن لا ذنب لہ" تو بہت خوش ہُوا اور انعام دیا۔ کمیت بن زید نے اپنے اس شعر میں اسی کی جانب اشارہ کیا ہے:

وَهَاشِمُ مُرَّةَ الْمُفْنِي مُلُوكًا   بِلَا ذَنْبٍ إِلَيْهِ وَمُذْنِبِينَا

بنی مرہ کا ہاشم وہ شخص ہے، جو بے گناہ اور گناہ گار بادشاہوں کو فنا کر دیتا ہے

ابن اسحٰق نے کہا، یہ وہ لوگ ہیں جن کی نیک نامی اور شہرت تمام بنی غطفان اور بنی قیس میں تھی یہ لوگ اپنے طریقوں پر قائم رہے اور بَسل بھی انھیں میں سے ایک شخص تھا۔

تعریف بَسل

"بَسل" سے مراد ہے حرمت کے آٹھ مہینے۔ عرب انھیں مقدس سمجھتے تھے نہ کسی کو اُن سے انکار تھا اور نہ کوئی ان کی مخالفت کرتا تھا۔ ان مہینوں میں وہ جن عربی شہروں اور علاقوں کی طرف چاہتے، چلے جاتے اور انھیں کسی قسم کا ڈر نہ ہوتا۔ زہیر بن ابی سلمٰی نے بنی مرہ کے متعلق کہا ہے:

(کہتے ہیں کہ زہیر بن مزینہ بن ادبن طابخہ بن الیاس بن مضر) میں سے ہے۔ بعض نے زہیر بن ابی سلمٰی کو بنی غطفان میں سے بتایا ہے۔ بعض کہتے ہیں وہ بنی غطفان کا حلیف تھا)۔

تَأَمَّلْ فَإِنْ تُقْوِ الْمَرَوْرَاةُ مِنْهُمُ   وَدَارَتُهَا لَا تُقْوِ مِنْهُمْ إِذًا نَخْلُ

(اے مخاطب!) غور سے دیکھ کر مقام مَرَوْرات[۱] اور اس کے محلات ان سے کبھی خالی نہیں رہتے۔ اگر وہ ان سے خالی بھی ہوں تو مقامات نخل[۲] تو ان سے خالی نہ ہوں گے

بِلَادٌ بِهَا نَادَمْتُهُمْ وَأَلِفْتُهُمْ   وَإِنْ تُقْوِيَا مِنْهُمْ فَإِنَّهُمْ بَسْلُ

ہیں ان لوگوں کے ساتھ ان شہروں میں رہا ہوں اور ان سے دوستی کی ہے۔ اگر وہ مقامات ان لوگوں سے خالی بھی ہوں تو کچھ خوف نہیں، کیونکہ وہ خود قابلِ احترام ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا کہ بنی قیس ثعلبہ کے اعشٰی نے یہ شعر کہا ہے:

أَجَارَتُكُمْ بَسْلٌ عَلَيْنَا مُحَرَّمٌ   وَجَارَتُنَا حِلٌّ لَكُمْ وَحَلِيلُهَا

تمھیں بَسل نے پناہ دی، جو ہمارے لیے قابلِ احترام ہے اور ہم نے جسے پناہ دی ہے وہ تمہارے لیے حلال اور ناقابلِ احترام ہے۔

---

[۱] مرورات ایک مقام ہے، جہاں جنگ ہوئی تھی [۲] نخل دو مقام ہیں، ایک نجد میں بہ علاقہ غطفان، دوسرا مقام مدینہ منورہ سے دو رات کی مسافت پر ہے۔

اولادِ کعب و مرّہ

ابن اسحاق نے کہا: کعب بن لؤیّ کے تین بیٹے ہوئے: مُرّۃ، عدی اور ہصیص۔ ان کی ماں وُحشیّۃ بنت شیبان (بن محارب بن فہر بن مالک بن نضر) تھی۔

مرہ بن کعب کے تین بیٹے تھے: کلاب، تیم اور یقظہ۔ کلاب کی ماں تو ہند بنت سُرَیر (بن ثعلبۃ بن الحارث بن مالک بن کنانہ بن خزیمہ) تھی اور یقظہ کی ماں بارقیّہ، یمن والے بنی اسد کی شاخ بنی بارق سے تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ تیم کی ماں تھی، بعض کے نزدیک تیم، ہند بنت سُرَیر کا بیٹا تھا، جو کلاب کی بھی ماں تھی۔

نسب بارق

ابن ہشام نے کہا کہ بارق، بنی عدی (بن حارثہ بن عمرو بن عامر بن حارثہ ابن امرأالقیس بن ثعلبۃ بن مازن بن الاسد بن الغوث) میں سے تھا جو بنی شنوءۃ کی شاخ ہے الکمیت بن زید نے کہا:

وَاَزْدُ شَنُوْءَةَ اَنْدَرَؤُا عَلَیْنَا بِجُمٍّ یَحْسِبُوْنَ لَهَا قُرُوْنَا

اُزد شنوءۃ اپنے بے سینگ سروں سے ہم پر ٹوٹ پڑے، وہ سمجھ رہے تھے کہ ان کے سینگ ہیں۔

فَلَمَّا قُلْنَا لِبَارِقَ قَدْ اَسَأْتُمْ وَمَا قُلْنَا لِبَارِقَ اَعْتِبُوْنَا

ہم نے بنی بارق سے کبھی نہیں کہا کہ تم نے بُرا کیا اور نہ ہم نے ان سے کبھی یہ کہا کہ ہم پر غضبناک نہ ہوں اور معاف کر دیں۔

ان کا نام بارق اس لیے پڑا کہ انھوں نے برق کی تلاش کی۔

اولاد کلاب

ابن اسحاق نے کہا، کہ کلاب بن مرہ کے دو بیٹے ہوئے: قصیّ اور زہرہ ان دونوں کی ماں فاطمہ بنت سعد بن سَیَل تھی۔ سَیَل بنی جعثمہ کے بنی جَدَرہ میں سے ایک شخص تھا اور جعثمہ یمن والے بنی اَزد میں سے تھا، جو بنی الدیل (بن بکر بن عبدمناۃ بن کنانہ) کے حلیف تھے۔

نسب جعثمہ

ابن ہشام کا بیان ہے کہ بعض لوگ جعثمہ کو جعثمہ الاسد اور بعض جعثمہ الازد کہتے ہیں اور یہ جعثمہ یشکر (بن مُبَشّر بن صعب بن دُہمان بن نصر بن زہران بن الحارث بن کعب بن عبد اللہ بن مالک بن نصر بن الأسد بن الغوث) کا بیٹا تھا۔ بعض نے سلسلہ نسب یوں بیان کیا ہے جعثمہ بن یشکر بن مُبَشّر بن صعب بن نصر بن زہران بن الاسد بن الغوث۔ یہ لوگ جَدَرہ

کے نام سے اس لیے مشہور ہوئے کہ عامر بن عمرو بن خزیمہ بن جعثمہ نے حارث بن مضاض جرہمی کی بیٹی سے شادی کرلی تھی اور بنی جرہم مجاورینِ کعبۃ اللہ تھے۔ پس جعثمہ نے کعبۃ اللہ کی دیوار کی تعمیر کی۔ اس وجہ سے عامر کو جادر (دیوار بنانے والا) کہنے لگے اور اس کی اولاد کو جَدَرہ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ سعد بن سَیل کی مدح و ستائش میں کسی شاعر نے کہا:

مَا نَرَى فِي النَّاسِ شَخْصًا وَاحِدًا　　مَنْ عَلِمْنَاهُ كَسَعْدِ بْنِ سَيَلْ

ہمیں جن لوگوں کے حالات معلوم ہیں، ان میں کسی شخص کو سعد بن سَیل جیسا نہ پایا۔

فَارِسًا أَضْبَطَ فِيهِ عُسْرَةٌ　　وَإِذَا مَا وَاقَفَ الْقِرْنَ نَزَلْ

وُہ ایسا شاہ سوار ہے کہ دونوں ہاتھوں سے یکساں ہتھیار چلاتا ہے (دائیں سے بھی اور بائیں سے بھی) اور جب وُہ اپنے کسی ہمسر کو مقابلے کے لیے ٹھہراتا ہے تو گھوڑے سے اُتر پڑتا ہے۔

فَارِسًا يَسْتَدْرِجُ الْخَيْلَ كَمَا　　اسْتَدْرَجَ الْحُرُّ الْقَطَامِيَّ الْحَجَلْ

تُو اسے شاہسوار پائے گا جو خراماں خراماں (دشمن کے) رسالے کے قریب ہو جاتا ہے، جس طرح گوشت کے بھوکے شکرے کو گرم رفتاری چکورسے نزدیک کر دیتی ہے۔

بقیہ اولاد کلاب

ابن ہشام نے کہا، کلاب کی ایک بیٹی نعم نامی بھی تھی اور یہ سہم (ابن عمرو بن حُصَیص بن کعب بن لؤی کے دونوں بیٹوں) اسعد اور سُعَید کی ماں تھی۔ اس نعم کی ماں کا نام فاطمہ بنت سعد بن سَیَل تھا۔

باب ۲۰

قصیّ، ہاشم اور عبدالمطّلب کی اولاد

اولادِ قُصیّ

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ قصیّ بن کلاب کے چار بیٹے تھے۔ عبدمناف، عبداللہ، عبدالعزّٰی اور عبد۔ اور دو بیٹیاں۔ تخمر اور برّہ۔ ان کی ماں حُبّٰی بنت حُلیل (بن حَبَشِیّۃ بن سلول بن کعب بن عمرو الخزاعی) تھی۔ ابن ہشّام کا بیان ہے کہ بعض حَبَشِیّہ کو حُبَیشِیّہ کہتے ہیں۔

اولادِ عبدمناف

ابن ہشّام کا بیان ہے کہ عبدمناف بن قصیّ کے، جس کا نام المغیرہ تھا، چار بیٹے تھے۔ ہاشم، عبدشمس، المطّلب اور ان کی ماں عاتکہ بنت مرّہ (بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن ثعلبہ بن بُہثہ بن سُلیم بن منصور بن عکرمہ) تھی۔ چوتھا بیٹا نوفل تھا۔ جس کی ماں واقدہ بنت عمرو مازنیہ تھی۔ مازن منصور بن عِکرِمہ کا بیٹا تھا۔

اسی نسب کی وجہ سے عُتبۃ بن غزوان بن جابر بن وہب بن نسیب بن مالک بن الحارث بن مازن بن منصور بن عِکرِمہ نے ان کی مخالفت کی۔

ابن ہشّام نے کہا کہ ابوعمرو، تُماضِر، قِلابہ، حَیّہ، رَیطہ، ام الاَخثم، اور ام سفیان سب کی سب عبدمناف ہی کی اولاد ہے۔ ابوعمرو کی ماں تو رَیطہ تھی، جو بنی ثقیف سے تھی۔ مذکورہ تمام بیٹوں کی ماں عاتکہ بنت مرّۃ بن ہلال تھی جو ہاشم کی ماں تھی، عاتکہ کی ماں صَفِیّۃ بنت حَوزہ (بن عمرو بن سلول بن صَعصَعۃ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن) تھی۔ صفیّہ کی ماں عائذ اللہ بن سعد العشیرہ بن مَذحِج کی بیٹی تھی۔

اولادِ ہاشم

ہاشم بن عبدمناف کے چار بیٹے تھے۔ عبدالمطّلب، اسد، اباصیفی اور نَضلۃ اور پانچ بیٹیاں، شفاء، خالدۃ، ضعیفۃ، رُقیّۃ، حَیّہ۔ عبدالمطلب اور رُقیّہ کی ماں سلمٰی بنت عمرو (بن زید بن لبید بن خِداش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجّار) تھی۔

اور نجّار کا نام تیمُ اللہ بن ثعلبۃ (بن عمرو بن الخزرج بن حارثۃ بن ثعلبۃ بن عمرو بن عامر) تھا۔ سلمٰی کی ماں عمیرۃ بنت صَخر (بن الحارث بن ثعلبۃ بن مازن بن النجّار) تھی۔ عمیرہ کی ماں سلمٰی بنت عبدالاشہل نجّاریّہ تھی۔ اسد کی ماں کا نام قیلہ بنت عامر (بن مالک الخزاعی) تھا اور ابوصیفی اور حَیّہ کی ماں ہند بنت عمرو (بن ثعلبۃ الخزرجیّۃ) تھی۔ نَضلہ اور شفاء کی ماں بنی قضاعۃ کی ایک عورت تھی۔

خالدہ اور ضعیفہ کی ماں کا نام واقدۃ بنت ابی عدی المازنیہ تھا۔

اولادِ عبد المطلب

ابن ہشام نے کہا: عبد المطلب بن ہاشم کے دس بیٹے تھے۔ عباس، حمزۃ، عبد اللہ، ابو طالب (اصل نام عبد مناف) زبیر، الحارث، حجل، المقوّم، ضرار ابو لہب (اصل نام عبد العزّیٰ) اور سات بیٹیاں، صفیہ، ام حکیم، البیضہ، عاتکہ، امیمہ، اروٰی اور برّہ۔

عباس اور ضرار کی ماں نُتَیلہ بنت جناب (بن کلیب بن مالک بن عمرو بن عامر بن زید مناۃ بن عامر جس کا لقب ضَحیَان تھا، بن سعد بن الخزرج بن تیم اللات بن النمر بن قاسط بن ھنب بن افصیٰ بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار) بعض کہتے ہیں کہ اَفصیٰ بن دُعمِی بن جدیلہ۔ حمزہ، مقوّم، حجل اور صفیہ کی ماں کا نام ہالہ تھا اور نیکیوں کی کثرت، مال کی وسعت اور برگزیدگی کے باعث اس کا لقب "غیداق" (کریمہ یعنی صاحبہ کرم) پڑ گیا تھا۔ اس کا نسب یُوں تھا: ہالہ بنت اُہیب (بن عبد[1] مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ، بن کعب بن لؤی)

عبد اللہ، ابو طالب، زبیر (اور صفیہ کے سوا) تمام بیٹیوں کی ماں، فاطمہ بنت عمرو (بن عائذ بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب، بن لؤی، بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر) تھی۔ فاطمہ کی ماں صخرہ کا نسب یُوں تھا۔ صخرہ بنت عبد (بن عران بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ، بن کعب، بن لؤی، بن غالب، بن فہر بن مالک بن نضر) اور صخرہ کی ماں تَخمُر بنت عبد (بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب، بن فہر، بن مالک، بن نضر) تھی۔

حارث بن عبد المطّلب کی ماں کا نام سمراء بنت جُندب بن (جُحَیر بن رِئاب بن حبیب بن سُوَاءَۃ بن عامر، بن صَعْصَعَۃ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ) تھا اور ابو لہب کی ماں لُبنیٰ بنت ہاجر (بن عبد مناف بن ضاطر بن حُبشِیَّۃ بن سَلول بن کعب بن عمرو الخزاعی) تھی۔

عبد اللہ بن عبد المطلب

عبد اللہ بن عبد المطّلب سے اولادِ آدم کے سردار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم محمّد بن عبد اللہ بن عبد المطّلب تولّد ہوئے، صلوٰت اللہ وسلامہ و رحمتہ و برکاتہ علیہ وعلیٰ آلہٖ۔ آپ کی والدہ کا نام آمنہ بنت وہب (بن عبد مناف بن زہرہ بن کِلاب بن مُرّہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر) تھا۔ آمنہ کی والدہ کا نام برّہ

---

[1] ابن قتیبہ نے وہب بن عبد مناف لکھا ہے، لیکن انھیں اہیب بن عبد مناف بھی لکھتے ہیں، وہب ان کے بھائی تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے حقیقی نانا یعنی آمنہ کے والد تھے۔

بنت عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی بن مُرّۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر اور بَرّہ کی ماں کا نام ام حبیب بنت اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر تھا) ام حبیب کی نانی کا نام بَرّہ بنت عوف بن عبید بن عَوِیج بن عدی بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر تھا۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بہ اعتبار حسب ونسب والد کی طرف سے بھی اور والدہ کی طرف سے بھی تمام اولادِ آدم میں افضل واشرف تھے۔ صلّی اللہ علیہ وسلّم

زمزم کی کھدائی

محمد بن اسحٰق مطلبی نے کہا: عبدالمطّلب بن ہاشم ایک مرتبہ حِجر[1] میں سو رہے تھے خواب میں کوئی آیا اور انھیں زمزم کے کھودنے کا حکم دیا۔ وہ قریش کے دو بتوں اساف و نائلہ کے درمیان قریش کی قربان گاہ کے پاس پٹا ہوا تھا اور اسے بنو جرہم نے مکّے سے روانہ ہوتے وقت پاٹ دیا تھا۔ یہ اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی باولی تھی، جس سے اللہ تعالیٰ نے انھیں اُس وقت سیراب کیا جب وہ صغر سنی میں پیاسے ہو گئے تھے۔ ان کی والدہ نے بہت کچھ پانی کی تلاش کی، مگر نہ پایا اور کوہِ صفا پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اسمٰعیل کے لیے مینہ برسا دے پھر کوہِ مروا پر آئیں اور اسی طرح دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو بھیجا اور انھوں نے ایڑی زمین پر ماری تو وہاں پانی ظاہر ہو گیا۔ حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ نے درندوں کی آواز سُنی اور بچّے کے لیے خطرہ محسوس کر کے دوڑتی ہوئی اس کی طرف آئیں تو دیکھا کہ بچّے کے رخسار کے نیچے پانی بہ رہا تھا اور وہ ہاتھ سے ٹٹول کر پی رہا تھا۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ نے اسے چشمہ بنا دیا۔

---

[1] حرم پاک کا وہ حصّہ جو حطیم کہلاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت سے پانچ سال پیشتر قریش نے کعبے کی عمارت از سرِ نو بنائی تھی تو مصارف کم ہو جانے کے باعث شمالی جانب ایک حصّہ چھوڑ دیا تھا۔ آج کل اس حصّے کے گرد نشان کے لیے چھوٹی سی دیوار بنا دی گئی ہے۔

باب ۲۱

بیت اللہ سے جرہم کا اخراج

بیت اللہ کی تولیت

ابن ہشام نے زیاد بن عبداللہ بکائی اور انھوں نے محمد بن اسحاق المطلبی سے جو روایت بیان کی ہے اس میں جرہم کے حالات بھی ہیں۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ زمزم کو پاٹ کر مکہ سے نکلے۔ یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ عبدالمطلب کے ہاتھوں زمزم کے از سر نو جاری ہونے تک کون کون مکہ پر حکمران رہے۔ وُہ کہتے ہیں جب اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی وفات ہوئی تو بیت اللہ کی تولیت آپ کے فرزند نابت بن اسمٰعیل سے اس وقت تک متعلق رہی، جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ ان کے بعد بیت اللہ کا متولی مُضاض بن عمرو جرہمی ہوا۔ بعض لوگ مُضاض کو مِضاض کہتے ہیں۔

جرہم و قطورا

اس زمانے میں بنی اسمٰعیل، بنی نابت، ان کا نانا مضاض بن عمرو ان کے ماموں اور بنی جرہم و بنی قطوُرا بھی مکہ میں رہتے تھے بنی جرہم اور بنی قطوُراء آپس میں عم زاد بھائی تھے اور یہ دونوں ایک قافلے کی شکل میں یمن سے سفر کر کے آئے تھے۔ بنی جرہم پر مضاض بن عمرو اور بنی قطوُراء پر السَّمیدَع۔ جو انھیں میں کا ایک شخص تھا، حاکم تھے۔ یہ لوگ جب کبھی یمن سے نکلتے، ان پر ایک بادشاہ ہوتا، جو ہر طرح نگران رہتا۔ جب یہ دونوں مکہ میں اُترے اُسے سر سبز و شاداب پایا تو انھیں پسند آگیا اور دونوں یہیں رہ پڑے۔ مضاض بن عمرو اور اس کے جرہمی بھائی مکہ کے بلند مقام قُعیقعان اور اس کے حوالی میں، السُّمیدَع اور بنی قطورا مکہ کے نشیبی حصے اجیاد اور اس کے حوالی میں رہنے لگے۔

جو لوگ مکہ کی بلند جانب سے اُس میں داخل ہوتے، ان سے مضاض محصول عشر لیتا اور جو نشیبی جانب سے آتے ان سے السَّمیدَع عشر لیتا۔ ہر ایک اپنی اپنی قوم میں رہتا اور کوئی ایک دوسرے کے پاس نہ جاتا۔ پھر بنی جُرہم اور بنی قطورا نے بغاوت کی اور ہوس حکومت میں مقابلہ کرنے لگے۔ اس وقت مضاض کے ساتھ بنی اسمٰعیل اور بنی نابت بھی تھے۔ بنی نابت ہی کے ہاتھ بیت اللہ کی تولیت تھی اور السُّمیدَع کو اس میں کوئی دخل نہ تھا۔ وُہ ایک دوسرے کی طرف حملہ آورانہ بڑھے۔

مضاض بن عمرو

مضاض بن عمرو قُعیقعان سے لشکر لیے السُّمیدع کی طرف اس طرح نکلا کہ اس کے ساتھ جنگ کا پورا سامان، نیزے، ڈھالیں، تلواریں، ترکش وغیرہ ایک دوسرے سے ٹکراتے اور کھڑکھڑاتے تھے کہا جاتا ہے کہ قُعیقعان کو قُعیقعان اس لیے کہا جاتا ہے کہ تقعقع کے معنی کھڑکھڑانا ہیں۔ السُّمیدع اجیاد سے اس طرح نکلا کہ اس کے ساتھ سوار اور پیادہ لشکر تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اَجیاد کو اَجیاد اس لیے کہا جاتا ہے کہ السُّمیدع کے ساتھ بہترین گھوڑے[۱] تھے دونوں کا مقابلہ فاضح میں ہوا۔ نہایت سخت جنگ ہوئی۔ السمیدع قتل اور بنی قطورا، ذلیل و رسوا ہوئے۔ کہتے ہیں، اسی سبب سے مقام کا نام فاضح (ذلیل و رسوا کرنے والا) پڑا پھر ان لوگوں نے ایک دوسرے سے صلح کی خواہش ظاہر کی اور مقام مطابخ میں جو مکّہ کے بلند حصے میں واقع ہے، قبیلوں کی تمام شاخیں جمع ہوئیں۔ وہیں صلح کر لی اور حکومت مضاض کے حوالے ہوئی۔ جب مکّہ کی حکومت بالاتفاق مضاض کے ہاتھ آئی اور وہاں وہ بادشاہ ہوگیا تو اُس نے لوگوں کے لیے جانور ذبح کیے اور ان کی ضیافت کی۔ لوگوں نے پکایا اور کھایا، اس لیے مطابخ کا نام مطابخ (پکانے کی جگہ) مشہور ہوا۔ بعض اہلِ علم کہتے ہیں، اس مقام کا نام مطابخ پڑنے کی وجہ یہ تھی کہ وہاں تبع نے جانور ذبح کر کے لوگوں کو کھانا کھلایا تھا اور اسی مقام پر وُہ اُترا تھا۔ کہتے ہیں کہ مضاض اور السُّمیدع کے درمیان جو لڑائی جھگڑا ہوا، پہلا جھگڑا تھا، جو مکّہ میں ہوا۔

اولادِ اسمٰعیل ؑ و جرہم

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسمٰعیل علیہ السّلام کی اولاد کو خوب پھیلا دیا، لیکن بیت اللہ کے متولی اور حکامِ مکّہ بنی جرہم ہی رہے، جو اسمٰعیل ؑ کے ماموں ہوتے تھے اور اولادِ اسمٰعیل (علیہ السّلام) نے بنی جرہم سے حکومت کے متعلق کبھی بھی نزاع نہ کی، کیونکہ ایک تو وہ قرابت میں ان کے ماموں ہوتے تھے، دوسرے مکّہ معظّمہ کی عظمت و حرمت اس بات سے مانع تھی کہ اس میں جنگ و جدال ہو۔ جب مکّہ میں اولادِ اسمٰعیل کو تنگی ہونے لگی تو وُہ دوسرے شہروں میں منتشر ہوگئے۔ جس قوم سے بنی اسمٰعیل کو جنگ پیش آئی، اللہ تعالیٰ نے انھیں فتح دی، کیونکہ وہ دیندار تھے اور مخالفوں کو انھوں نے پامال کر دیا۔

بنی کنانہ اور بنی خزیمہ

اس کے بعد مکّہ میں بنی جرہم نے سرکشی اختیار کر لی اور اس مقدس مقام کی عظمت و حرمت کا لحاظ رکھا۔ مقامی باشندوں کے سوا دوسرے

---

[۱] جیاد کے معنی بہترین گھوڑے کے ہیں مگر یہ بیان محلِ نظر ہے "اجیاد" "جید" کی جمع ہے۔ معنی گردن کہا جاتا ہے کہ مضاض نے وہاں عمالقہ میں سے ایک سو آدمیوں کی گردن ماری تھی، اس وجہ سے مقام کا نام اجیاد پڑ گیا۔

جو لوگ وہاں جاتے، ان پر ظلم کرتے اور کعبۃ اللہ کے لیے جو نذرانے گزرانے جاتے، انھیں کھانے لگے۔ ان میں پھوٹ پڑ گئی۔ جب بنی بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ اور غُبشان نے جو بنی خزاعہ میں سے تھے یہ حالات دیکھے تو وہ بنی جرہم سے جنگ کرنے اور انھیں مکّہ سے نکال دینے پر متفق ہو گئے، چنانچہ جنگ ہوئی، جس میں بنی بکر اور غبشان نے غلبہ پایا اور بنو جرہم کو جلا وطن کر دیا۔ زمانۂ جاہلیت میں مکّہ کی یہ حالت تھی کہ جو ظلم اور زیادتی کرتا اس میں نہ رہ سکتا۔ جو شخص اس میں خود سری کرتا، مکّہ اسے اپنے اندر سے نکال دیتا۔ اسی لیے اس کا نام ناسّہ[1] مشہور تھا۔

بکّہ اور اُس کے معنی

کوئی بادشاہ مکّہ کی بے حرمتی کرتا تو فوراً برباد ہو جاتا کہتے ہیں کہ اس کا نام بکّہ[2] اس لیے مشہور ہُوا کہ وہ ان سرکشوں کی گردنیں توڑ دیتا تھا جو اس میں کسی برائی کی داغ بیل ڈالتے۔

ابن ہشام نے کہا، مجھے ابو عبیدہ نے بتایا ہے کہ بکّہ مکّہ کے اندر کی ایک وادی کا نام ہے اور چونکہ لوگوں کا وہاں بہت ہجوم ہوتا تھا، اس لیے اسے بکّہ کہنے لگے۔ ابو عبیدہ نے مجھے یہ شعر بھی سنایا:

إِذَا الشَّرِيبُ أَخَذَتْهُ أَكَّهْ ... فَخَلِّهِ حَتَّى يَبُكَّ بَكَّهْ،

جب کوئی ہم مشرب سختی پر اُتر آئے تو اسے چھوڑ دے، حتّٰی کہ سختی اس سے مزاحمت کرے۔

یعنی اُسے چھوڑ دو کہ اس کے اونٹ پانی کی طرف جائیں اور وہاں ہجوم کریں۔

بکّہ بالخصوص کعبۃ اللہ کی جگہ اور مسجد ہی کو کہا جاتا ہے۔ یہ شعر (مصرعے) عامان بن کعب بن عمر بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم کا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ عمرو بن حارث بن مضاض جرہمی نے کعبے کے دونوں ہرن[3] اور حجر اسود کو نکال کر زمزم میں دفن کر دیا اور بنی جرہم کو ساتھ لے کر یمن کی طرف چلا گیا۔ تولیت مکّہ اور وہاں کی حکومت کے چھوٹنے کے سبب انھیں بہت غم ہُوا۔

عمرو بن حارث کے اشعار

چنانچہ عمرو بن حارث بن مضاض نے اس بارے میں کہا ہے اور یہ مضاض وہ مضاض نہیں، جسے مضاض اکبر کہتے ہیں:

---

[1] نسّ کے معنی ہانکا اور ڈانٹا ہے۔

[2] بکّ کے معنی گردن توڑ دینا اور اس کے ایک معنی ہجوم کے بھی ہیں جیسا کہ اگلے فقرے سے واضح ہوگا۔

[3] کعبۃ اللہ کے لیے نذر گزرانی ہوئی چیزوں میں سے دو سونے کے ہرن بھی تھے جن کا ذکر آگے آئے گا۔

وَقَائِلَةٍ وَالدَّمْعُ سَكْبٌ مُبَادِرُ ۔ وَقَدْ شَرِقَتْ بِالدَّمْعِ مِنْهَا الْمَحَاجِرُ

بعض کہنے والوں کی یہ حالت ہے کہ آنسو تیزی سے بہ رہے ہیں اور آنکھوں کے حلقے آنسوؤں سے چمک رہے ہیں۔ وہ یہ کہتی ہیں:

كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْحَجُونِ إِلَى الصَّفَا[۱] ۔ أَنِيسٌ وَلَمْ يَسْمُرْ بِمَكَّةَ سَامِرُ

گویا مقام حجون سے کوہ صفا تک نہ کوئی مونس تھا اور نہ مکہ میں کوئی رات کو بیٹھ کر چین سے بات کرنے والا۔

فَقُلْتُ لَهَا وَالْقَلْبُ مِنِّي كَأَنَّمَا ۔ يُلَجْلِجُهُ بَيْنَ الْجَنَاحَيْنِ طَائِرُ

میں نے اپنی رفیقہ سے کہا اور میرے دل کا عالم یہ تھا، گویا اسے کوئی پرند اپنے دونوں بازوؤں کے درمیان حرکت دے رہا ہے۔

بَلَى نَحْنُ كُنَّا أَهْلَهَا فَأَزَالَنَا ۔ صُرُوفُ اللَّيَالِي وَالْجُدُودُ الْعَوَاثِرُ

ہاں، ہمیں تو وہاں کے رہنے والے تھے، زمانے کی گردشوں اور ناکام مساعی نے ہمیں وہاں سے نکال دیا۔

وَكُنَّا وُلَاةَ الْبَيْتِ مِنْ بَعْدِ نَابِتٍ ۔ نَطُوفُ بِذَاكَ الْبَيْتِ وَالْخَيْرُ ظَاهِرُ

نابت کے بعد بیت اللہ کے متولی ہمیں تو تھے جو اس گھر کے گرد گھومتے رہتے تھے (ہماری بھلائی تو ظاہر ہے۔

وَنَحْنُ وَلِينَا الْبَيْتَ مِنْ بَعْدِ نَابِتٍ ۔ بِعِزٍّ فَمَا يَحْظَى لَدَيْنَا الْمُكَاثِرُ

نابت کے بعد بیت اللہ کی تولیت عزت وجلالت سے ہمیں نے تو کی ہے۔ ہماری نظروں میں کثرت مال پر فخر کرنے والوں کی کیا قدر و منزلت ہو سکتی ہے۔

مَلَكْنَا فَعَزَّزْنَا فَأَعْظِمْ بِمُلْكِنَا ۔ فَلَيْسَ لِحَيٍّ غَيْرِنَا ثَمَّ فَاخِرُ

ہم نے وہاں حکومت کی تو کس عزت و شان سے کی ہمارے سوا کسی اور قبیلے کو وہاں فخر کی گنجائش ہی نہیں۔

أَلَمْ تُنْكِحُوا مِنْ خَيْرِ شَخْصٍ عَلِمْتُهُ ۔ فَأَبْنَاؤُهُ مِنَّا وَنَحْنُ الْأَصَاهِرُ

کیا تم نے اپنی بیٹی اس شخص کے نکاح میں نہیں دی۔ جو ان تمام لوگوں میں بہترین تھا جنھیں میں جانتا ہوں، یعنی اسمٰعیل علیہ السلام؟ اسی کی اولاد ہمیں میں سے تو ہے اور ہمارا ہی قبیلہ

---

[۱] مکہ کے بالائی حصے کا ایک پہاڑ ہے جو حرم کعبہ کے پاس ہے اور جہاں سے مروہ تک سعی کی جاتی ہے۔

تو اس کا سسرال ہے۔

فَإِنْ تَنْثَنِي الدُّنْيَا عَلَيْنَا بِحَالِهَا ... فَإِنَّ لَهَا حَالًا وَفِيهَا التَّشَاجُرُ

اگر دنیا اپنے حالات کے ساتھ ہمارے خلاف ہوگئی تو تعجب کیوں ہو؟ اس میں تغیرات ہوتے ہی رہتے ہیں اور کشمکش جاری ہی رہتی ہے۔

فَأَخْرَجَنَا مِنْهَا الْمَلِيكُ بِقُدْرَةٍ ... كَذَالِكَ يَا لَلنَّاسِ تَجْرِي الْمَقَادِرُ

ہمیں وہاں سے ملیک مقتدر یعنی خدا نے نکال دیا لوگو! تقدیر اسی طرح اپنا سفر جاری رکھتی ہے۔

أَقُولُ إِذَا نَامَ الْخَلِيُّ وَلَمْ أَنَمْ ... إِذَا الْعَرْشِ لَا يَبْعَدْ سُهَيْلٌ وَعَامِرُ

فارغ البال لوگ سو گئے، میں نہ سویا اور یہ دعا کرتا رہا کہ اے عرش اعظم کے مالک! سہیل و عامر دور نہ کر دیے جائیں۔

وَبُدِّلْتُ مِنْهَا أَوْجُهًا لَا أُحِبُّهَا ... قَبَائِلُ مِنْهَا حِمْيَرٌ وَيُحَابِرُ

ان لوگوں کا قائم مقام تو نے ایسے لوگوں کو کر دیا ہے، جو مجھے محبوب نہیں۔ ان میں کچھ تو حمیری قبیلے کے ہیں اور کچھ یُحابر۔

وَصِرْنَا أَحَادِيثًا وَكُنَّا بِغِبْطَةٍ ... بِذَالِكَ عَضَّتْنَا السِّنُونَ الْغَوَابِرُ

کبھی ہم بھی قابلِ رشک تھے، لیکن اب تو ہم گزری ہوئی کہانیاں بن کر رہ گئے ہیں۔ ہماری اس قابلِ رشک حالت ہی کی وجہ سے گزشتہ زمانے نے ہمیں کاٹ کھایا ہے۔

فَسَحَّتْ دُمُوعُ الْعَيْنِ تَبْكِي لِبَلْدَةٍ ... بِهَا حَرَمٌ أَمْنٌ وَفِيهَا الْمَشَاعِرُ

اس بلدۂ محترم کے لیے، جس میں امن و امان اور مقدس یادگاریں ہیں آنکھیں روتی اور آنسو بہاتی ہیں۔

وَتَبْكِي لِبَيْتٍ لَيْسَ يُؤْذَى حَمَامُهُ ... يَظَلُّ بِهِ أَمْنًا وَفِيهِ الْعَصَافِرُ

آنکھیں اس گھر کے لیے روتی ہیں، جہاں کے کبوتر کو بھی تکلیف نہیں دی جا سکتی۔ وہ اور چھوٹے چھوٹے پرندے ہمیشہ اس میں بے خوف رہا کرتے ہیں۔

وَفِيهِ وُحُوشٌ لَا تُرَامُ أَنِيسَةٌ ... إِذَا خَرَجَتْ مِنْهُ فَلَيْسَتْ تُغَادِرُ

اور اس میں جنگلی جانور بھی ہیں جن (کے شکار) کا کوئی قصد نہیں کرتا، اس لیے وہ (آدمیوں

سے، مانوس ہیں، جب وہ اس میں سے نکل کر چلے بھی جاتے ہیں (تو واپس آتے ہیں)، بے وفائی نہیں کرتے۔

مزید اشعار

ابن اسحاق نے کہا: عمرو بن الحارث ہی نے عمرو غبشان اور ان مکہ والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ شعر کہے ہیں، جو بنی جرہم کے چلے جانے کے بعد وہاں باقی رہ گئے تھے:

يَا اَيُّهَا النَّاسُ سِيْرُوْا اِنَّ قَصْرَكُمْ　　اَنْ تُصْبِحُوْا ذَاتَ يَوْمٍ لَا تَسِيْرُوْنَا

لوگو چلے جاؤ تمہارے محل کا تو یہ حال ہے کہ اگر کسی روز صبح سویرے حملہ ہوجائے تو تم نکل بھی نہ سکوگے۔

حُثُّوا الْمَطِيَّ وَاَرْخُوْا مِنْ اَزِمَّتِهَا　　قَبْلَ الْمَمَاتِ وَقَضُّوْا مَا تَقَضُّوْنَا

موت سے پہلے سواریوں کی باگیں ڈھیلی چھوڑ کر انھیں تیز دوڑاؤ اور جو کچھ کرنا چاہتے ہو، کرلو۔

كُنَّا اُنَاسًا كَمَا كُنْتُمْ فَغَيَّرَنَا　　دَهْرٌ فَاَنْتُمْ كَمَا كُنَّا تَكُوْنُوْنَا

ہم لوگ بھی تمہاری ہی طرح تھے۔ پھر زمانے نے ہماری حالت بدل دی پس تمہاری بھی وہی حالت ہوگئی جو ہماری ہوئی۔

ابن ہشام نے کہا: بعض علماء شعر نے مجھ سے بیان کیا کہ یہ شعر وہ ہیں، جو عرب میں سب سے پہلے کہے گئے۔ یہ یمن میں ایک پتھر پر کندہ ملے تھے، لیکن اس کے راوی کا نام مجھے بتایا نہ گیا۔

تولیت کعبہ پر خزاعہ کا قبضہ

ابن اسحاق نے کہا: اس کے بعد بنی خزاعہ میں غبشان بیت اللہ کے متولی ہوئے اور بنی بکر بن عبد مناۃ نہ ہو سکے۔ ان میں کے متولی کا نام عمرو بن الحارث الغبشانی تھا۔

قریش ان دنوں اپنے ہم قوموں یعنی بنی کنانہ کے درمیان، متفرق جماعتوں، گروہوں اور خاندانوں میں رہا کرتے تھے۔ بیت اللہ کی تولیت بنی خزاعہ میں وراثۃً یکے بعد دیگرے چلی آتی تھی، یہاں تک کہ ان کا آخری متولی حُلَیل بن حَبَشِیَّہ بن سلول بن کعب بن عمرو خزاعی ہوا جسے بعض حَبَشِیَّہ بن سلول کہتے ہیں۔

باب ۲۲

قصیؔ اور تولیتؔ کعبہ

تولیت کے لیے وصیّت

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ قُصیؔ بن کلاب نے حُلَیل بن حَبشِیہ کے پاس اس کی بیٹی حبّیٰ کے متعلق اپنا پیغام بھیجا تو اس نے یہ پیغام بخوشی منظور کر لیا اور اپنی بیٹی کا عقد قصی سے کر دیا۔ اس جوڑے سے چار بیٹے ہوئے عبد الدار، عبدِ مناف عبد العزّیٰ اور عبد۔ جب قصی کی اولاد پھیلی، عزت و مال میں ترقی ہوئی اور حُلَیل مر گیا تو کعبۃ اللہ کی تولیّت اور مکّہ کی حکومت کے لیے قصی نے اپنے آپ کو بنی خزاعۃ اور بنی بکر سے زیادہ مستحق پایا کیونکہ قریش خاص اسمٰعیل بن ابراہیم (علیہما السلام) کی اولاد اور ان سب میں منتخب تھے۔

کعبے پر قصی کی تولیّت

قصی نے قریش اور بنی کنانہ سے اس امر میں مشورہ کیا اور انھیں بنی خزاعہ اور بنی بکر کے نکالنے کی ترغیب دی —— انھوں نے یہ بات قبول کی۔ اس سے پہلے کے حالات یہ تھے کہ ربیعہ بن حرام نے، جو بنی عذرہ بن سعد بن زید میں سے تھا کلاب کی وفات کے بعد مکّہ آکر فاطمہ بنت سعد بن سَیَل سے نکاح کیا تھا۔ اس نکاح کے وقت فاطمہ کے لڑکوں میں سے ایک لڑکا زُہرۃ تو جوان تھا اور ایک لڑکا قصی دودھ پیتا۔ ربیعہ فاطمہ اور اس کے شیر خوار بچے قصی کو ساتھ لے کر وطن چلا گیا اور زہرہ مکّہ ہی میں رہا۔ فاطمہ کو نئے شوہر ربیعہ سے ایک اور بیٹا رزاح نامی تولّد ہوا۔ جب قصیؔ جوان ہوا اور سن تمیز کو پہنچا تو مکّہ آیا اور وہیں رہنے لگا جب قصی کی قوم نے یہ مشورہ اور ترغیب قبول کی، تو قصی نے اپنے ماں جائے بھائی رزاح بن ربیعہ کو لکھ بھیجا کہ یہاں آکر رہو اور میری امداد کرو۔ رِزاح بن ربیعہ، حُنؔ، محمود اور جُلْہُمَۃ کو بھی ساتھ لے کر آیا، جو اس کے علاتی بھائی یعنی فاطمہ کے علاوہ دوسری ماں سے تھے۔ علاوہ بریں بنی قضاعہ کے ان لوگوں کو بھی ساتھ لایا، جو حج کے ارادے سے نکلے تھے۔ یہ سب کے سب قصی کی امداد کے لیے متفق و متحد تھے، لیکن بنی خزاعہ کا دعویٰ یہ ہے کہ حُلَیل بن حَبشِیہ کی بیٹی سے قصی کو جب بہت اولاد ہوئی تو حلیل نے قصی کے لیے تولیّت کعبہ کی وصیّت کی اور کہا، بنی خزاعہ کی نسبت تولیت انتظامِ کعبہ اور حکومت مکّہ کے لیے تم زیادہ موزون و مستحق ہو قصی نے اسی لیے طلب تولیت کی

جرأت کی، لیکن یہ روایت بنی خزاعہ کے سوا دوسرے کسی سے ہم نے نہیں سنی۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے ان دونوں میں کونسی بات سچی ہے۔

غوث بن مُرّ اور اجازت حج

الغوث بن مُرّ بن اُدّ بن طابخہ بن الیاس بن مضر اور اس کی اولاد عرفہ کے بعد لوگوں کو وہاں سے نکلنے کی اجازت دینے پر مامور و متولی تھی۔ اسے اور اس کی اولاد کو صُوفہ کہا جاتا تھا اور یہ تولیت اسے اس طرح حاصل ہوئی تھی کہ اس کی ماں جرہم میں کی ایک عورت تھی اور اسے اولاد نہ ہوتی تھی اس نے اللہ تعالیٰ کی نذر مانی اگر اسے بیٹا ہو تو وہ اسے کعبۃ اللہ کے لیے وقف کر دے گی کہ وہ اس کی عبادت، خدمت اور انتظام میں مصروف رہے۔ اسے بیٹا پیدا ہوا جس کا نام غوث رکھا گیا۔ یہ ابتدا میں اپنے ماموؤں بنی جرہم کے ساتھ انتظام کعبۃ اللہ میں لگا رہتا تھا، اس لیے عرفہ کے بعد لوگوں کو وہاں سے نکلنے کی اجازت دینے کا کام اس کے سپرد ہو گیا، کیونکہ اُسے کعبۃ اللہ کی قربت کے سبب سے خاص قدر و منزلت حاصل ہو گئی تھی۔ اس کی اولاد کی بھی یہی حالت رہی، یہاں تک کہ وہ بھی چل بسی۔ غوث بن مُرّ بن اُدّ اپنی ماں کی نذر پوری کرنے کے متعلق کہتا ہے:

اِنِّیْ جَعَلْتُ رَبِّ مَنْ بَنِیَّہْ   رَبِیْطَۃً بِمَکَّۃَ الْعَلِیَّۃْ

اے پروردگار! میں نے اپنے بچے کو مکہ مشرفہ کے لیے وقف کر دیا ہے۔

فَبَارِکَنَّ لِیْ بِھَا اِلْیَہْ   وَاجْعَلْہُ لِیْ مِنْ صَالِحِ الْبَرِیَّۃْ

پروردگار! میرے لیے اسے وہاں برکت دے اور اسے تمام مخلوقات میں سے بہتر بنا۔

لوگوں کا دعویٰ ہے کہ جب غوث بن مُرّ لوگوں کے ساتھ وہاں سے نکلتا تو کہا کرتا تھا:

لَاھُمَّ اِنِّیْ تَابِعٌ تَبَاعَہْ   اِنْ کَانَ اِثْمٌ فَعَلٰی قُضَاعَہْ

یا اللہ! میں تو بس پوری طرح پیروی کرنے والا ہوں۔ اگر کوئی گناہ ہے تو اس کا وبال بنی قضاعہ پر ہے۔

رمی جمار میں تقدّم

ابن اسحاق نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن عباد ابن عبداللہ بن زبیر نے اپنے باپ عباد سے روایت کی اور کہا، صوفہ کی حالت یہ تھی کہ وہ لوگوں کو مقام عرفہ سے لے کر نکلتے تھے۔ جب لوگ منیٰ سے مکہ کی طرف جانے کا قصد کرتے تو انھیں اجازت دیتے، حتیٰ کہ جب منیٰ سے مکہ کو جانے کا روز ہوتا اور لوگ جمروں کو پتھر مارنے کے لیے آتے تو

قبیلۂ صوفہ ہی میں سے کوئی ایک شخص (پہلے) پتھر مارتا۔ دوسرے لوگ پتھر نہ مارتے، جب تک وہ پہلے نہ مارتا۔ ضرورت مند لوگ جنھیں جلد جانا ہوتا اس کے پاس آتے اور کہتے چلیئے، آپ پہلے پتھر ماریے کہ ہم بھی آپ کے ساتھ پتھر ماریں۔ وہ کہتا خدا کی قسم، میں ابھی پتھر نہ ماروں گا، حتّٰی کہ سورج نہ ڈھل جائے۔ ضرورت مند عجلت کے خواہاں لوگوں کی یہ حالت ہوتی کہ خود اسی کو پتھر مارتے اور جلدی کرتے ہوئے کہتے کہ کم بخت، چل پتھر مار، لیکن وہ انکار ہی کرتا رہتا، یہاں تک کہ جب آفتاب ڈھلتا تو اُٹھتا اور پتھر مارتا، اس کے بعد دوسرے لوگ بھی پتھر مارتے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں، جب لوگ جمروں کو پتھر مارنے سے فارغ ہوتے اور منیٰ سے نکل کر مکہ جانے کا ارادہ کرتے تو قبیلۂ صوفہ کے لوگ گھاٹی کی دونوں جانب کھڑے ہو کر لوگوں کو جانے سے روک دیتے اور کہتے، اے گروہ صوفہ، گزر جاؤ، پھر دوسرے لوگ نہ گزرتے یہاں تک کہ وہ گزر جاتے اور جب قبیلۂ صوفہ کے لوگ منیٰ سے مکہ کی جانب جانے کے لیے نکل کھڑے ہوتے اور چلے جاتے تو دوسرے لوگوں کے لیے راستہ صاف ہو جاتا۔ غرض یہی حال رہا، یہاں تک کہ وہ لوگ چل بسے اور جدی رشتے کی قربت کے سبب سے ان کے وارث بنی سعد بن زید مناۃ بن تمیم ہوئے۔ پھر آلِ صفوان بن الحارث بن شجنہ، جو بنی سعد ہی کی ایک شاخ تھے۔

ابن ہشام نے کہا، صفوان جناب بن شجنہ بن عُطارد بن عوف بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم کا بیٹا تھا۔

عرفات سے نکلنے کی اجازت

ابن اسحاق نے کہا: صفوان ہی لوگوں کو حج کے وقت عرفہ سے نکلنے کی اجازت دیا کرتا تھا۔ اس کے بعد اجازت کا منصب اس کی اولاد سے متعلق ہو گیا، یہاں تک کہ ان میں کا آخر شخص، جس کے زمانے میں اسلام کا ظہور ہوا، کرب بن صفوان تھا۔ اوس بن تمیم بن مغراء السعدی کہتا ہے۔

لَا یَبْرَحُ النَّاسُ مَا حَجُّوا مُعَرَّفَهُمْ   حَتّٰی یُقَالَ اَجِیْزُوْا اٰلَ صَفْوَانَا

جب تک لوگ حج کرتے رہیں گے، مقام عرفہ سے نہیں ہٹیں گے، یہاں تک کہ کہا نہ جائے، اے بنی صفوان ہمیں اجازت دو۔

مزدلفہ سے عدوان کی روانگی

ذوالاصبع العدوانی نے جس کا نام حرثان بن عمرو تھا، اور ذوالاصبع اس کا نام اس لیے مشہور ہو گیا کہ اس نے اپنی ایک اُنگلی کاٹ لی تھی، یہ شعر کہے ہیں:

عَذِیرَ الْحَیِّ مِنْ عَدْوَا ۔ نَ کَانُوْا حَیَّةَ الْاَرْضِ

بنی عدوان کے اس قبیلے کی جانب سے کون عذر کرسکتا ہے وہ تو

زمینی اژدہوں کے مانند ذی ہیبت و ذی شان ہیں۔

بَغٰی بَعْضُهُمْ ظُلْمًا فَلَمْ یُرْعِ عَلٰی بَعْضٍ

وہ آپس میں بھی ایک دوسرے پر ظلم اور زیادتی کرتے ہیں، کوئی ایک

دوسرے کی رعایت نہیں کرتا۔

وَمِنْهُمْ کَانَتِ السَّادَا تُ وَالْمُوْفُوْنَ بِالْقَرْضِ

لیکن ان میں ایسے سردار صفت لوگ بھی ہیں جو کبھی قرض لیتے ہیں تو پورا

پورا ادا کرتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ مَنْ یُجِیزُ النَّا سَ بِالسُّنَّةِ وَالْفَرْضِ

ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو لوگوں کو سنت اور فرض یعنی احکام حج کی اجازت

دیتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ حَکَمٌ یَقْضِی فَلَا یُنْقَضُ مَا یَقْضِی

ان میں ایسے بھی ہیں جو حکم بنا کرتے ہیں اور جو فیصلہ کر دیتے ہیں، ٹوٹتا نہیں۔

ابو سیارہ کے متعلق اشعار ذو اصبع کے ان اشعار اور اوس کے مذکورہ بالا شعر میں ظاہراً تخالف معلوم ہوتا ہے کہ اوس بنی صفوان کو اجازت دینے والا بتاتا ہے اور یہ بنی عدوان کو، لیکن دراصل ان میں تخالف نہیں۔ ذو اصبع نے جس اجازت کا ذکر اپنے شعر میں کیا ہے، وہ مزدلفہ سے نکلنے کے باب میں ہے جو بنی عدوان سے متعلق تھی، جس طرح زیاد بن عبد اللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق کی روایت سے بیان کیا ہے کہ بنی عدوان کی وراثت میں یہ اجازت ان کے باپ دادا سے برابر چلی آئی ہے۔ ان کا آخری شخص جس کے زمانے میں اسلام کا ظہور ہوا ابو سیارہ عمیلہ بن الاعزل تھا۔ اسی کے بارے میں عرب کے کسی شاعر نے کہا ہے۔

نَحْنُ دَفَعْنَا عَنْ اَبِیْ سَیَّارَهْ

وَعَنْ مَوَالِیْهِ بَنِیْ فَزَارَهْ

ہم نے ابو سیارہ اور اس کے عم زاد بھائیوں بنی فزارہ سے دُکھ کو ہٹایا

ہے۔

حَتّٰی اَجَازَ سَالِمًا حِمَارَهٗ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ یَدْعُوْ جَارَهٗ

یہاں تک کہ ابو سیارہ گدھی کو شرارت کرنے سے روک کر رو بقبلہ ہوا اور اللہ تعالیٰ کی پناہ کے لیے دعا کر کے لوگوں کو اجازت دی۔

ابو سّیارہ اپنی ایک گدھی پر بیٹھے لوگوں کو ہٹا رہا تھا، اسی لیے شاعر نے سالما حمارہ کہا۔

عامر بن ظرب

ابن اسحاق نے کہا "یقضی حکما" جو مذکورہ بالا شعر میں آیا، اس سے مراد عامر بن ظرب بن عمرو بن عیاد بن یشکر بن عدوان العدوانی ہے۔ عرب میں کوئی فساد یا کسی فیصلے میں کوئی دشواری پیش آتی تو اسی کی طرف رجوع کرتے اور وہ جو فیصلہ کر دیتا، اس سے سب راضی ہوتے۔ ایک مقدمہ اس کے پاس پیش ہوا، جو ان میں مختلف فیہ تھا۔ ایک خُنثیٰ تھا جس میں مردوں کی علامت بھی تھی اور عورتوں کی بھی۔ لوگوں نے عامر سے اس کے متعلق سوال کیا کہ اسے تم مرد شمار کرو گے یا عورت؟ اس مسئلے سے زیادہ دشوار اس کے پاس کوئی مسئلہ نہیں آیا تھا۔ اس لیے اس نے کہا کہ میں تمھارے اس معاملے میں غور کرنے کے بعد جواب دوں گا اے گروہ عرب! خدا کی قسم، تمھارے اس معاملے جیسا میرے پاس اور کوئی معاملہ نہیں آیا۔ لوگوں نے اسے مہلت دی اور اس نے رات بیداری میں گزاری۔ پیش نظر معاملے کے متعلق سوچتا اور اس میں غور کرتا رہا، لیکن کوئی بات سمجھ میں نہ آئی سُخیلہ نامی اس کی ایک لونڈی تھی، جو بکریاں چرایا کرتی تھی۔ عامر اس پر ہمیشہ عتاب کیا کرتا۔ جب صبح بکریاں چرنے کے لیے چھوڑتی تو کہتا اے سخیلہ! خدا کی قسم، تُو نے بہت دن چڑھا دیا اور جب چراگاہ سے بکریاں واپس لاتی تو کہتا، اے سخیلہ! خدا کی قسم تُو نے بہت رات کر دی۔ یہ عتاب اس لیے تھا کہ سُخیلہ بکریوں کو چراگاہ کی جانب چھوڑنے میں ہمیشہ دیر کیا کرتی تھی، یہاں تک کہ بعض لوگ اس سے پہلے ہی چراگاہ کی جانب چلے جاتے واپس لانے میں بھی ہمیشہ دیر کیا کرتی، بعض لوگ اس سے پہلے ہی واپس ہو جاتے۔ جب اس لونڈی نے بستر پر عامر کی بیداری اور بے قراری دیکھی، کہا تجھے کیا ہوا ہے؟ آج رات کو کسی مشکل پیش آئی ہے۔ عامر نے کہا اری بدبخت! جس معاملے سے تجھے کوئی سروکار نہیں، اس میں مجھے اپنے حال پر چھوڑ دے۔ سخیلہ نے دوبارہ اس سے ویسا ہی سوال کیا تو عامر نے دل میں کہا ممکن ہے میں جس معاملے میں حیران ہوں اس کا کوئی حل یہ پیش کر دے اور کہا، کمبخت! میرے پاس خنثیٰ کی میراث کا معاملہ پیش ہوا ہے، میں اسے مرد قرار دوں یا عورت؟ خدا کی قسم، میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ میں کیا کروں؟ کوئی معقول وجہ اس میں مجھے نظر نہیں آتی سخیلہ نے کہا، سبحان اللہ! یہ کوئی دشوار

بات ہے؛ فیصلے کا مدار پیشاب کے مقام سے کیجیے۔ خنثیٰ کو پیشاب کرائیے۔ اگر اس نے اس راستے سے پیشاب کیا، جس سے عورتیں کرتی ہیں تو وہ عورت ہے اور اگر اس راستے سے پیشاب کیا جس سے مرد کرتے ہیں تو وُہ مرد ہے۔ عامر نے کہا، اے سُخَیلہ! اس فیصلے کے بعد اب تُو بکریوں کو چاہے دیر سے لایا کر یا دیر سے لے جایا کر، تجھے معاف ہے۔ خدا کی قسم تُو نے معاملے کو حل کر دیا۔ پھر جب صُبح ہوئی تو عامر لوگوں کے پاس گیا اور وہی فیصلہ کیا، جس کا مشورہ اسے سُخَیلہ نے دیا تھا۔

باب ۲۳

قریش کا اتحاد اور مکہ پر غلبہ

شکست بنی صوفہ

ابن اسحاق نے کہا، جب مذکورۂ بالا سال آیا تو بنی صوفہ نے حسب عادت وہی کام کیے، جو وہ ہمیشہ کیا کرتے تھے، اس حال میں کہ تمام عرب ان کی تولیت اور ان کے حقوق سے واقف تھے اور سب کے دلوں میں وہ کام بنی جرہم اور بنی خزاعہ کے وقت سے بطور مذہب جاگزیں تھے۔ قصی بن کلاب اپنی قوم قریش اور بنی کنانہ اور بنی قضاعہ کو ساتھ لیے عقبہ کے پاس آیا۔ کہا، اس کام کی تولیت کا ہم تم سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ بنی صوفہ نے قصی سے جنگ شروع کی اور خوب جنگ ہوئی۔ لیکن شکست کھائی اور جو جو چیزیں رسوم حج سے متعلق ان کے ہاتھوں میں تھیں وہ سب قصی کے قبضے میں آگئیں۔

بنی خزاعہ و بنی بکر سے جنگ

جب یہ حالت دیکھی تو بنی خزاعہ اور بنی بکر بھی قصی سے کترانے لگے اور انھوں نے جان لیا کہ عنقریب کعبۃ اللہ اور امور مکہ میں وہ انھیں بھی مانع ہوگا، جس طرح بنی صوفہ کو اس نے منع کر دیا۔ وہ کترانے لگے تو قصی نے ان سے جنگ کی تیاری کی بلکہ خود ابتدا کر دی۔ بنی خزاعہ اور بنی بکر بھی اس سے مقابلے کے لیے نکلے۔ دونوں لشکر ملے اور خوب گھمسان کی جنگ ہوئی فریقین میں سے اکثر لوگ مارے گئے۔

یعمر بن عوف کا حکم بننا

پھر انھوں نے ایک دوسرے کو صلح کی دعوت دی اور عرب ہی میں سے کسی ایک شخص کو حکم بنانے کی ٹھہری۔ یعمر بن عوف (بن کعب بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ) کو یہ کام سونپا گیا۔ اس نے یہ فیصلہ کیا کہ کعبۃ اللہ اور امور مکہ کے متعلق بنی خزاعہ کی نسبت قصی زیادہ حق دار ہے اور بنی خزاعہ بنی بکر کے جن لوگوں کو قصی نے قتل کیا ان کا خون بہا ساقط و پامال۔ قریش و بنی کنانہ اور بنی قضاعہ کے جن لوگوں کا خون بنی خزاعہ اور بنی بکر نے کیا، ان کی دیت دینا لازم ہوگا۔ کعبۃ اللہ اور مکہ کے معاملات میں قصی آزاد ہوگا۔ اسی روز سے یعمر بن عوف کا نام شداخ ہو گیا، کیونکہ اس نے بہت سے خون اس روز ساقط اور پامال کر دیے شدخ کے معنی پیٹ میں بچہ مکمل ہونے سے پہلے گرنے کے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا، بعض لوگوں نے شُدّاخ کے بجائے شُدّاخ کہا ہے۔

قصی اور امارت مکہ

ابن اسحاق نے کہا، اس کے بعد سے بیت اللہ، امور مکہ اور اپنی قوم کے گھروں نیز، مکہ کے تمام انتظامی امور کا سرپرست قصی ہی بن گیا، گویا اپنی قوم اور مکہ والوں کا بادشاہ ہو گیا۔ قصی نے عرب کو ان کی اسی حالت پر برقرار رکھا، جس حالت میں وہ تھے اور یہ اس لیے کیا کہ وہ خود بھی ان تمام باتوں کو دل میں ایسا ہی مذہبی سمجھتا تھا، جن میں کسی قسم کا ردّ و بدل نہ ہونا چاہیے۔ چنانچہ اس نے آلِ صفوان، آلِ عَدْوان، نسأۃ اور مرّہ بن عوف کو انھیں حالات پر قائم رکھا، جن پر وہ تھے، یہاں تک اسلام آیا اور اللہ تعالٰے نے اس کے ذریعے سے تمام عمارتیں ڈھا دیں۔ بنی کعب بن لؤی میں قصی پہلا شخص تھا، جس نے ایسی حکومت حاصل کی کہ قوم نے اس کی اطاعت کی اور عہدہ ہائے حِجابہ وسِقَایہ ورِفَادہ ونَدوہ ولِوا سب کے سب قصی ہی سے متعلق تھے۔ وہ مکہ میں ہر طرح کی رفعت و منزلت کا جامع تھا (حِجابہ) خدمت پردۂ کعبۃ اللہ (سِقَایہ) حاجیوں کو زمزم کا پانی پلانے کی خدمت (رِفَادہ) حاجیوں کی ضیافت (ندوہ) مجلس شوریٰ (لِوَاء) پرچم باندھنے کی خدمت۔ اس نے مکہ کے چار حصے کیے اور اپنی قوم میں بانٹ دیے۔ قریش کے ہر قبیلے کو اس نے وہ منزلت دی، جس پر وہ پہلے سے تھا۔ قریش نے حرم کے ان درختوں کے کاٹنے سے خوف کیا، جو ان کے گھروں میں تھے تو قصی اور اس کے مددگاروں نے اپنے ہاتھوں سے انھیں کاٹا۔

قصی کی رفعت شان

قریش نے اس کا نام مُجَمِّع رکھ دیا، کیونکہ وہ مکہ کی ہر رفعت و منزلت کا جامع تھا۔ لوگوں نے اس کی حکومت کو مبارک پایا، اس لیے قریش کی کسی عورت کا نکاح اور کسی مرد کی شادی نہ ہوتی نہ وہ کسی نازل شدہ دشوار معاملے میں مشورہ کرتے اور نہ کسی قوم سے جنگ کے لیے پرچم باندھتے، مگر قصی کے گھر میں۔ ان کے پرچم، قصی کا کوئی بیٹا باندھ دیا کرتا تھا۔ قریش کی کوئی لڑکی چولی پہننے کی عمر کو پہنچ کر چولی نہ پہنتی، مگر اسی کے گھر میں۔ اسی کے گھر میں اس لڑکی کے جسم پر چولی بیونتی جاتی اور پہنائی جاتی۔ اس کے بعد وہ اپنے لوگوں کے پاس جاتی۔ قریش میں اس کے احکام اس کی زندگی میں واجب الاتباع تھے اور اس کے مرنے کے بعد بھی مذہبی احکام کی طرح سمجھے جاتے رہے، ان کے خلاف ہرگز نہ کیا جاتا۔ اس نے مشورے کے لیے ایک گھر بنایا، جس کا دروازہ کعبۃ اللہ کی مسجد کی طرف رکھا۔ اسی میں قریش اپنے معاملات کا فیصلہ کیا کرتے تھے۔

ابن ہشام نے کہا ایک شاعر کہتا ہے:

قُصَیٌّ لَعَمْرِی کَانَ یُدْعَی مُجَمِّعًا بِہٖ جَمَّعَ اللّٰہُ الْقَبَائِلَ مِنْ فِہْرِ

میری عمر کی قسم قصی، جو مجمع کے نام سے مشہور تھا، اسی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے بنی فہر کے تمام قبیلوں کو متحد کر دیا۔

ابن اسحاق نے کہا، عبدالملک بن راشد نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے مجھ سے بیان کیا، ان کے باپ نے سائب بن جناب حجرے والے کو کہتے سنا کہ عمر بن الخطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے زمانۂ خلافت میں ایک شخص قصی بن کلاب کے حالات بیان کر رہا تھا جس میں اس کے اپنی قوم کو متحد کرنے، بنی خزاعہ و بنی بکر کو مکہ سے نکال دینے، بیت اللہ کی تولیت اور مکہ کی حکومت حاصل کرنے کا ذکر تھا۔ عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے اس کی تردید اور انکار نہ کیا۔

شعارِ رزاح

ابن اسحاق نے کہا: جب قصی جنگ سے فارغ ہوا تو اس کا بھائی رزاح بن ربیعہ اپنی قوم کے وہ لوگ لے کر، جو اس کے ساتھ تھے، اپنے وطن کی طرف لوٹ گیا رزاح نے قصی کی استدعا کو قبول کرنے کے متعلق کہا ہے:

لَمَّا اَتَی مِنْ قُصَیٍّ رَسُوْلُ فَقَالَ الرَّسُوْلُ اَجِیْبُوا الْخَلِیْلَا

جب قصی کے پاس سے قاصد آیا اور اس نے کہا کہ ایک دوست کی استدعا قبول کرو۔

نَہَضْنَا اِلَیْہِ نَقُوْدُ الْجِیَادَ وَنَطْرَحُ عَنَّا الْمَلُوْلَ الثَّقِیْلَا

تو ہم اس کی طرف جانے کے لیے گھوڑے کھینچ لائے اور سستی پھینک کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

نَسِیْرُ بِہَا اللَّیْلَ حَتَّی الصَّبَاحَ وَنَکْمِی النَّہَارَ لِئَلَّا نَزُوْلَا

ہم ان گھوڑوں پر ساری رات چلتے، یہاں تک کہ صبح ہو جاتی اور دن میں چھپ رہتے تاکہ ہلاک نہ ہو جائیں۔

فَہُنَّ سِرَاعٌ کَوِرْدِ الْقَطَا یُجِبْنَ بِنَا مِنْ قُصَیٍّ رَسُوْلَا

وہ گھوڑے، جو قصی کے پاس سے ہمارے پاس قاصد کو لائے، ایسے تیز تھے جیسے پانی پینے جاتے وقت مرغ سنگ خوار۔

جَمَعْنَا مِنَ السِّرِّ مِنْ اَشْمَذَیْنِ وَمِنْ کُلِّ حَیٍّ جَمَعْنَا قَبِیْلَا

ہم نے اشمذین[1] سے اور ہر بڑے قبیلے میں سے بہترین افراد کی چھوٹی چھوٹی جماعتیں جمع کرلیں۔

فَيَالَكِ حَلْبَةً مَا لَيْلَةٍ تَزِيدُ عَلَى الْأَلْفِ سَيْبًا رَسِيلَا

اے گھڑ دوڑ کے گھوڑو! تمھیں کیا ہو گیا کہ دوسرے گھوڑوں کے مقابلے میں تیز چھوڑنے کے باوجود تم نے ایک رات میں ایک ہزار (۱۰۰۰) میل سے زیادہ مسافت طے نہ کی؟

فَلَمَّا مَرَرْنَ عَلَى عَسْجَرٍ[2] وَأَسْهَلْنَ مِنْ مُسْتَنَاخٍ سَبِيلَا

پھر جب وہ گھوڑے مقام عسجر پر گزرے اور مستناخ[3] سے آسان راستہ اختیار کرلیا۔

وَجَاوَزْنَ بِالرُّكْنِ مِنْ وَرِقَانٍ[4] وَجَاوَزْنَ بِالْعَرْجِ حَيًّا حُلُولَا

اور مقام وَرِقان کے ایک حصے پر سے گزر کر وادی عَرْج پر گزرے جہاں ایک قبیلہ اترا ہوا تھا۔

مَرَرْنَ عَلَى الْحِلِيِّ مَا ذُقْنَهُ وَعَالَجْنَ مِنْ مَرِّ لَيْلًا طَوِيلَا

تو وہ گھوڑے خاردار جھاڑیوں پر سے گزرے، لیکن اسے چکھا تک نہیں اور مرالظہران سے یہ منزل بہ کوشش رات کے ایک بڑے حصے میں طے کی۔

نُدَانِي مِنَ الْعُوذِ أَفْلَاءَهَا إِرَادَةَ أَنْ يَسْتَرِقْنَ الصَّهِيلَا

ہم جننی ہوئی اونٹنیوں کے قریب ان کے بچوں کو رکھنا چاہتے تھے کہ وہ ان کی آواز سیکھ جائیں۔

فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى مَكَّةَ أَبَحْنَا الرِّجَالَ قَبِيلًا قَبِيلَا

پھر جب ہم مکہ پہنچے تو بہادروں کے بہت قبیلوں کا خون ہم نے مباح کردیا۔

---

[1] دو قبیلے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مدینہ منورہ اور خیبر کے درمیان دو پہاڑ ہیں۔

[2] عسجر مکہ معظمہ کے قریب ایک مقام ہے۔ [3] ایک مقام ہے

[4] عرج اور اوریثہ کے درمیان ایک پہاڑ

[5] مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے راستے کا ایک مقام جس کا فاصلہ مدینہ منورہ سے ۸۰ میل بتایا جاتا ہے۔

نُعَاوِدُهُمْ ثُمَّ حَدَّ السُّيُوْفِ
وَفِيْ كُلِّ اَوْبٍ خَلَسْنَا الْعُقُوْلَا

وہاں ہم نے ان کے مقابلے میں تلواروں کی باڑھ سے بدلے کر ہر پینترے
اور وار میں ان کی عقلیں چھین لیں۔

نُخَبِّرُهُمْ بِصِلَابِ النُّسُوْرِ
دِخَبْزَ الْقَوِيِّ الْعَزِيْزِ الذَّلِيْلَا

ہم انھیں سخت گدھوں (جیسے گھوڑوں) کے ذریعے سے اس طرح ہانکتے
تھے جس طرح ایک قوت و عزت والا ذلیلوں کو ہانکتا ہے۔

قَتَلْنَا خُزَاعَةَ فِيْ دَارِهَا
وَبَكْرًا قَتَلْنَا وَجِيْلًا فَجِيْلَا

ہم نے بنی خزاعہ کو ان کے گھر میں قتل کیا اور بنی بکر اور ایک قبیلے کے بعد
دوسرے قبیلے کو قتل کیا۔

نَفَيْنَاهُمْ مِنْ بِلَادِ الْمَلِيْكِ
كَمَا لَا يَحُلُّوْنَ اَرْضًا سُهُوْلَا

شاہی شہروں سے ہم نے انھیں اس طرح جلاوطن کر دیا گویا وہ (یہاں کی) کسی
نرم زمین میں (کبھی) اترے ہی نہ تھے۔

فَاَصْبَحَ سَبْيُهُمْ فِي الْحَدِيْدِ
وَمِنْ كُلِّ حَيٍّ شَفَيْنَا الْغَلِيْلَا

نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں کے قیدی صبح صبح لوہے میں جکڑے گئے اور ہر قبیلے
کے کینہ وروں کو کینہ و بغض کی بیماری سے ہم نے اچھا کر دیا۔

اشعار ثعلبہ بن عبداللہ

اس باب میں ثعلبہ بن عبداللہ (بن ذبیان بن الحارث بن سعد بن ہذیم القضاعی) نے کہا ہے کہ قصی نے جب انھیں دعوت دی تو انھوں نے قبول کر لی۔

جَلَبْنَا الْخَيْلَ مُضْمَرَةً تَغَالٰى
مِنَ الْاَعْرَافِ اَعْرَافِ الْجِنَابِ

ہم مقام جناب کی سطح مرتفع کے قیمتی دبلے پتلے گھوڑے لے کر

اِلٰى غَوْرَىْ تِهَامَةَ فَالْتَقَيْنَا
مِنَ الْفَيْفَاءِ فِيْ قَاعٍ يَبَابِ

تہامہ کی نشیبی سرزمین کی طرف چلے اور ایک بے آب و گیاہ بنجر میدان
میں پہنچے۔

فَاَمَّا صُوْفَةُ الْخُنْثٰى فَخَلَّوْا
مَنَازِلَهُمْ مُحَاذَرَةَ الضِّرَابِ

اور نامرد بنی صوفہ نے تو جنگ کے خوف سے اپنے گھر خالی کر دیے۔

وَقَامَ بَنُوْ عَلِيٍّ اِذْ رَأَوْنَا اِلَى الْاَسْيَافِ كَالْاِبِلِ الطِّرَابِ

اور بنی علی نے جب ہمیں دیکھا تو اپنی تلواروں کی طرف اس طرح لپکے جس طرح گھر کی طرف اونٹ تیزی سے جاتے ہیں۔

اشعارِ قصیّ

قصی بن کلاب نے کہا ہے:

اَنَا ابْنُ الْعَاصِمِيْنَ بَنِيْ لُؤَيٍّ بِمَكَّةَ مَنْزِلِيْ وَبِهَا رَبِيْتُ

میں بنی لوئی میں سے ہوں جو لوگوں کے محافظ ہیں مکّہ میں میرا گھر ہے اور یہیں میری نشو ونما ہوئی۔

اِلَى الْبَطْحَاءِ قَدْ عَلِمَتْ مَعَدٌّ وَمَرْوَتُهَا رَضِيْتُ بِهَا رَضِيْتُ

وادی بطحا تک بنی معدّ نے مجھے خوب جان لیا ہے اور کوہِ مروہ سے میں بہت راضی ہوں۔

فَلَسْتُ لِغَالِبٍ اِنْ لَمْ تَأَثَّلْ بِهَا اَوْلَادُ قَيْذَرَ وَالنَّبِيْتُ

اگر قیدار و نبیتؑ کی اولاد یہاں مقیم نہ ہوتی تو مجھے غلبہ کیوں کر حاصل ہوتا۔

رِزَاحٌ نَاصِرِيْ وَبِهٖ اُسَامِيْ فَلَسْتُ اَخَافُ ضَيْمًا مَا حَيِيْتُ

میری امداد کرنے والا رزاح ہے اور اسی پر میں فخر کرتا ہوں۔ جب تک میں زندہ ہوں، کسی بے انصافی سے نہیں ڈرتا۔

پھر رزاح بن ربیعہ یہاں سے جاکر اپنی بستیوں میں رہنے لگا۔ اللہ نے اس کی اور حُنّ کی اولاد کو خوب پھیلایا اور آج جو بنی عذرہ کے دو قبیلے ہیں، انھیں دونوں کی اولاد ہیں۔ رزاح جب اپنے وطن کو آیا تو اس کے اور بنی نہد بن زید اور بنی حوتکہ بن اسلم کے درمیان کچھ اختلاف ہوگیا رزاح نے انھیں ڈرایا، وہ یمن چلے گئے اور بنی قضاعہ کی بستیوں سے جلا وطن ہو گئے آج بھی وہ یمن ہی میں ہیں۔

قصی بن کلاب کو جو بنی قضاعہ سے محبت تھی، چاہتا تھا کہ وہ بڑھیں پھولیں اور اپنی بستیوں میں متحد رہیں۔ لہٰذا رزاح نے ان سے جو سلوک کیا تھا، اسے مناسب نہیں سمجھتا تھا۔ ساتھ ہی قصی اور رزاح میں رشتہ داری تھی۔ قصیؔ نے رزاح وغیرہ کو اپنی امداد کے لیے بلوایا تو انھوں نے امداد دی تھی اور اس کے لیے انھوں نے آفتیں اٹھائی تھیں۔ چنانچہ قصی نے یہ اشعار کہے:

ؔ یعنی بنی اسمٰعیلؑ

اَلَا مَنْ مُبَلِّغٌ عَنِّیْ رِذَاحًا ... فَاِنِّیْ قَدْ لَحَیْتُکَ فِی اثْنَتَیْنِ

کیا کوئی ایسا شخص نہیں، جو میری جانب سے رزاح کو یہ پیغام پہنچا دے کہ میں تجھے دو باتوں سے ملامت کرتا ہوں۔

لَحَیْتُکَ فِیْ بَنِیْ نَھْدِ بْنِ زَیْدٍ ... کَمَا فَرَّقْتَ بَیْنَھُمْ وَ بَیْنِیْ

ایک تو بنی نہد بن زید کے معاملے میں تجھے ملامت کرتا ہوں، جس طرح تو نے اُن میں اور مجھ میں جدائی ڈال دی۔

وَحَوْتَکَۃُ بْنُ اَسْلَمَ اِنَّ قَوْمًا ... عَنَوْھُمْ بِالْمَسَاءَۃِ قَدْ عَنَوْنِیْ

دوسرے حوتکہ بن اسلم کے بارے میں جن لوگوں نے بنی حوتکہ سے برائی کا ارادہ کیا، انھوں نے مجھ سے برائی کا ارادہ کیا۔

ابن ہشام نے کہا: بعض لوگ ان اشعار کی نسبت زہیر بن جناب الکلبی کی جانب کرتے ہیں۔

قصیّ کی ضعیفی

ابن اسحاق نے کہا، قصیّ بوڑھا ہوگیا اور اس کی ہڈیاں پتلی ہوگئیں۔ عبدالدّار اس کا پہلوٹا بیٹا تھا، لیکن عبد مناف اپنے باپ ہی کے زمانے میں صاحب عزت و رفعت ہوگیا تھا اور ہر طرح کے تجربات حاصل کر لیے تھے۔ قصیّ کے دو اور لڑکے بھی تھے، جن کا نام عبدالعزّیٰ اور عبد تھا۔ قصی نے عبدالدّار سے کہا، پیارے بیٹے! سُن لے، خدا کی قسم، میں تجھے ان لوگوں سے پیچھے نہ رہنے دوں گا، اگرچہ انھوں نے تجھ پر برتری حاصل کر لی ہے ان میں کا کوئی شخص کعبۃ اللہ میں داخل نہ ہو سکے گا، جب تک تو خود اس کے لیے دروازہ نہ کھولے قریش کی کسی جنگ کا پرچم نہ باندھا جائے گا، جب تک تُو اپنے ہاتھ سے نہ باندھے۔ مکہ میں تیرے کٹورے کے بغیر کوئی (زمزم کا پانی) نہ پیئے گا اور نہ حاجیوں میں سے کوئی شخص تیرے کھانے کے سوا دوسروں کا کھانا کھائے گا۔ قریش اپنے معاملات میں سے کسی معاملے میں کوئی قطعی فیصلہ نہ کریں گے مگر تیرے ہی گھر میں چنانچہ قصیّ نے اپنا گھر، جس کا نام دار الندوہ تھا، عبدالدّار کو دے دیا، کسی دوسرے گھر میں قریش اپنے معاملات میں سے کسی کا فیصلہ نہیں کرتے تھے۔ حجابہ و لِواء و سِقایہ و رِفادہ سب کچھ اسی کے حوالے کر دیا۔ رِفادہ ایک طرح کا خراج تھا، جو موسم حج میں قریش قصیّ بن کلاب کے حوالے کیا کرتے تھے اور وہ اس رقم سے ان حاجیوں کے لیے کھانا تیار کراتا تھا، جن کے پاس زادِ راہ نہ ہوتا، جو غریب ہوتے۔ اس خراج کو قصیّ نے قریش پر لازم گردانا تھا۔ جب خراج کا حکم دیا تو کہا تھا: "اے گروہ قریش! تم اللہ کے پڑوسی، اللہ کے گھر اور اُس کے حرم کے پاس رہنے ہو، حجاج اللہ کے مہمان ہیں، اس کے گھر کی زیارت

کے لیے آتے ہیں اور تمام مہمانوں میں سب سے زیادہ عزت واکرام کے حق دار وہ ہیں۔ اس لیے حج کے زمانے میں ان کے لیے کھانا پانی تیار رکھو، جب تک وہ تمھارے پاس سے واپس نہ چلے جائیں۔
قریش نے بات مان لی۔ چنانچہ ہر سال اپنے مال میں سے اس غرض کے لیے مال نکالتے اور قصیّ کے حوالے کر دیتے۔ وہ منیٰ کے اندر حاجیوں کے زمانہ قیام میں کھانا تیار کراتا اس کا یہ حکم زمانہ جاہلیت میں بھی قوم پر برابر جاری رہا، یہاں تک کہ اسلام آیا زمانۂ اسلام میں بھی آج تک وہی طریقہ جاری ہے سلطان ہر سال منیٰ میں لوگوں کے لیے جو کھانا تیار کراتا ہے، یہاں تک کہ حج کا زمانہ پورا ہو جاتا ہے۔ یہ وہی کھانا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا: قصیّ بن کلاب کے یہ معاملات اور اپنے اختیارات عبدالدار کو دیتے وقت جو کچھ اس نے کہا تھا اس کے متعلق روایت میرے والد اسحٰق بن یسار نے حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے سُن کر مجھ سے بیان کی اور بتایا: میں نے حسنؓ سے یہ واقعات اس وقت سُنے جب وہ بنی عبدالدار کے ایک شخص سے کہہ رہے تھے جس کا نام نُبَیہ بن وہب (ابن عامر بن عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصیّ) تھا۔ حسن نے فرمایا، قصیّ کو قوم پر جتنے اختیارات تھے، وہ سب عبدالدار کے حوالے کر دیے اور قصیّ کا یہ حال تھا کہ عبدالدار کی کسی بات سے نہ اختلاف کرتا تھا اور نہ کوئی بات ٹھکراتا تھا۔

باب ۲۴

بنی عبدالدّار اور بنی عبدِ مناف میں کشمکش

قصیؔ کی تقسیم

ابن اسحاق نے کہا کہ جب قصیؔ بن کلاب کا انتقال ہوگیا تو اس کی قوم نیز دوسرے لوگوں کے انتظامات فرزندانِ قصیؔ نے سنبھال لیے۔ انھوں نے مکّہ کو چار حصوں میں تقسیم کرلیا، جس طرح قصیؔ نے اپنی قوم میں تقسیم کردیا تھا۔ یہ لوگ اپنے اپنے حصّوں میں سے قوم اور اس کے حلیفوں کے علاوہ دوسروں کو بھی دیتے تھے اور فروخت بھی کرتے تھے۔ قریش نے اس حالت میں ان کے ساتھ کچھ مدّت گزاری اور ان میں کوئی جھگڑا یا اختلاف نہ ہوا۔ پھر بنی عبدِ مناف بن قصی یعنی عبد شمس، ہاشم، مطّلب اور نوفل نے اس بات پر اتفاق کرلیا کہ بنی عبدالدار بن قصیؔ کے ہاتھوں میں حجابۃ، لواء، سقایہ اور رفادہ، کے جو عہدے ہیں اور جو قصیؔ نے حوالے کیے تھے وُہ لے لیے جائیں۔ بنی عبدمناف دیکھ رہے تھے کہ وہ بنی عبدالدار کے مقابلے میں یہ کام انجام دینے کے زیادہ اہل ہیں۔ یقیناً انھیں بنی عبدالدّار پر برتری حاصل تھی اور قوم میں بھی انھیں افضل مانا جاتا تھا۔ قریش اس وقت دو گروہوں میں منقسم ہوگئے۔ ایک گروہ بنی عبدمناف کا طرفدار تھا اور بنی عبدالدّار سے زیادہ مستحق مانتا تھا۔ دوسرا گروہ بنی عبدالدار کا ہم رائے تھا اور کہتا تھا کہ قصیؔ جو اختیارات بنی عبدالدار کے حوالے کرچکا ہے، وہ چھینے نہ جائیں۔

فریقین کے سردار اور طرف دار

بنی عبدمناف میں صاحب امر عبد شمس تھا، جو اُن میں سب سے بڑا تھا اور بنی عبدالدّار میں صاحب امر عامر بن ہاشم (بن عبدمناف بن عبدالدار) تھا۔ بنی اسد (بن عبدالعزیٰ بن قصیؔ)، بن زہرہ بن کلاب بن تیم (بن مرۃ بن کعب) اور بنی الحارث بن (فہر بن مالک بن نضر) بنی عبدمناف کے معاون تھے۔ بنی مخزوم (بن یقظہ بن مرۃ) بنی سہم (بن عمرو بن مصیص بن کعب) بنی جمح (بن عمرو بن حصیص بن کعب) اور بنی عدی (بن کعب) بنی عبدالدّار کے ساتھ تھے۔ عامر بن لوئی اور محارب بن فہر ان دونوں سے خارج تھے اور فریقین میں سے کسی کے طرفدار نہ تھے۔

معاہدۂ مطیبین

ہر فریق کے قبائل نے تاکیدی قسمیں کھائیں کہ جب تک سمندر کے پانی میں

صدف البحر (سمندری گھاس) کو تر کرنے کی خاصیت موجود ہے، ایک دوسرے کو بے امداد نہ چھوڑیں گے اور جتھے سے علحدگی اختیار نہ کریں گے۔ بنی عبد مناف نے عطر سے بھرا ہوا ایک کٹورا نکالا۔ (بعض کہتے ہیں کہ بنی عبد مناف کی ایک عورت ان کے لیے وہ کٹورا لائی تھی اور انھوں نے کعبۃ اللہ کے پاس قسمیں دینے کے لیے رکھا)، بنی عبد مناف اور ان کے طرفداروں نے اپنے ہاتھ اس میں ڈبوئے اور معاہدہ کیا۔ اس کے بعد کعبۃ اللہ کو سب نے چھوا تاکہ قسمیں پختہ ہو جائیں یہ معاہدین "مطیبین" "خوشبو دار کے لقب سے مشہور ہوئے۔

معاہدۂ احلاف

بنی عبد الدار اور ان کے طرفداروں نے بھی کعبۃ اللہ کے پاس تاکیدی قسمیں کھائیں اور عہد کیا کہ ایک دوسرے کو بے امداد نہ چھوڑیں گے۔ ان معاہدین کا نام "احلاف" پڑ گیا۔ پھر ان قبائل میں طرفداریاں پیدا ہو گئیں اور وہ ایک دوسرے سے پیوست ہوتے گئے۔ بنی عبد مناف بنی سہم کے خلاف، بنی اسد، بنی عبد الدار کے خلاف بنی زہرہ، بنی جمح کے خلاف، بنی تیم، بنی مخزوم کے خلاف، بنی حارث بن فہر، بنی عدی بن کعب کے خلاف صف آرا ہو گئے اور سب نے مخالفوں کے استیصال کا فیصلہ کر لیا۔

صلح اور اس کی شرطیں

یوں جنگ کی تیاریاں ہو گئیں تو یکایک دونوں جانب سے صلح کا مطالبہ شروع ہوا۔ شرط یہ ٹھہری کہ بنی عبد مناف کے ذمے سقایہ و رفادہ کر دیا جائے اور حجابہ، لواء اور ندوہ بہ دستور بنی عبد الدار کے پاس رہیں۔ یہ انتظام فریقین نے قبول کر لیا۔ اسی کے مطابق عمل ہوا، اور جنگ رک گئی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا كَانَ مِنْ حِلْفٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنَّ الْإِسْلَامَ لَمْ يَزِدْهُ إِلَّا شِدَّةً

جاہلیت میں جو معاہدہ تھا، اسلام نے اس کے استحکام ہی کو بڑھایا ہے۔

حلف الفضول

(ابن ہشام نے کہا) حلف الفضول کے متعلق زیاد بن عبد اللہ البکائی نے محمد بن اسحاق سے روایت یوں بیان کی: قریش کے بعض قبائل نے ایک دوسرے کو ایک حلف کے لیے طلب کیا اور سب کے سب عبد اللہ بن جدعان (ابن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی) کے گھر جمع ہوئے کیونکہ وہ صاحب عزت تھا اور (عمر میں بڑا تھا۔ ان کے پاس بنی ہاشم بنی مطلب اور اسد بن عبد العزیٰ اور زہرہ بن کلاب نے قسمیں کھائیں اور اس بات پر معاہدہ منعقد ہوا کہ مکہ میں وہ کسی کو مظلوم پائیں گے تو اس کی امداد کے لیے

کھڑے ہو جائیں گے، خواہ وہ مظلوم مکہ کا باشندہ ہو یا باہر سے آیا ہوا ہو۔ جس نے بھی ظلم کیا، اس کا مقابلہ کریں گے، یہاں تک کہ وہ مظلوم کا حق لوٹا دے۔ قریش نے اس معاہدے کا "حلف الفضول" رکھا۔

ابن اسحاق نے کہا، مجھ سے محمد بن زید بن المہاجر بن قنفذ تیمی نے بیان کیا اس نے طلحہ بن عبداللہ بن عوف زہری سے سُنا۔ وہ کہتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَقَدْ شَهِدْتُ فِي دَارِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جُدْعَانَ حِلْفًا مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِهِ حُمُرَ النَّعَمِ وَلَوْ أُدْعٰى بِهِ فِي الْإِسْلَامِ لَأَجَبْتُ

عبداللہ بن جدعان کے گھر معاہدے کے وقت میں موجود تھا اس کے معاوضے میں بہت سے سُرخ اونٹوں کے ملنے کو بھی میں پسند نہ کروں گا اگر اس معاہدے کی رُو سے اسلام میں بھی کوئی مجھے بلائے تو میں ضرور اسے قبول کروں گا۔

نزاع حسین رضؓ و ولید

ابن اسحاق سے یزید بن عبداللہ بن اسامہ بن الہادی اللیثی نے بیان کیا۔ انھوں نے محمد بن ابراہیم بن الحارث تیمی سے روایت سُنی کہ حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما اور ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کے درمیان کسی جائداد کے متعلق جھگڑا تھا، جو ذی المروہ[۱] میں تھی ولید ان دنوں مدینہ پر حاکم تھا اور یہ عہدہ اس کے چچا معاویہؓ بن ابو سفیان نے دیا تھا۔ ولید نے اپنے اقتدار کے باعث حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف زیادتی کی تھی۔ حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ تجھے میرے حق میں انصاف کرنا ہوگا، ورنہ میں اپنی تلوار لوں گا اور مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کھڑا ہو کر حلف الفضول کے رو سے امداد طلب کروں گا۔" راوی کہتا ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی اس گفتگو کے وقت عبداللہ بن زبیرؓ ولید کے پاس ہی تھے۔ انھوں نے کہا، میں بھی خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر انھوں نے حلف الفضول کے رو سے امداد طلب کی تو تلوار لے کر ان کے ساتھ کھڑا ہو جاؤں گا۔ یہاں تک کہ ان کے حق میں انصاف کیا جائے یا ہم سب کے سب مر جائیں۔ راوی کہتا ہے کہ یہ خبر جب مسوَر بن مخرمہ بن نوفل الزہری کو پہنچی تو اس نے بھی وہی کہا اور عبدالرحمن بن عثمان بن عبید اللہ التیمی کو یہ معلوم ہوا تو اُس نے بھی وہی کیا۔ یہ بات جب ولید بن عتبہ تک پہنچی تو اُس نے حسین رضی اللہ عنہ کے حق میں انصاف کیا یہاں تک کہ اس معاملے پر راضی ہو گئے۔

---

[۱] ذو المروہ، وادی قری کی ایک بستی ہے۔

حلف الفضول کی تنسیخ

ابن اسحاق نے کہا، مجھ سے یزید بن عبد اللہ بن اُسامہ بن الہادی اللیثی نے محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی کی روایت سے بیان کیا کہ ابن زبیرؓ کے قتل کے وقت جب لوگ عبدالملک کے پاس جمع ہوئے تو محمد بن جُبیر (ابن مُطعِم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف) بھی، جو قریش میں سب سے زیادہ عالم تھے آئے اور جب عبدالملک کے پاس گئے تو اُس نے کہا، اے ابو سعید! کیا ہم اور تم یعنی بنی عبد شمس بن عبد مناف اور بنی نوفل بن عبد مناف حلف الفضول میں نہ تھے انھوں نے کہا، اس حقیقت کا آپ کو بخوبی علم ہے عبدالملک نے کہا، اے ابو سعید! تمھیں چاہیے کہ اس میں جو سچ ہو، وہ مجھے بتادو۔ انھوں نے جواب دیا، نہیں، خدا کی قسم، ہم اور آپ دونوں کے دونوں اس عہد سے خارج ہو چکے۔ عبدالملک نے کہا، آپ کی بات درست ہے۔

باب ۲۵

ہاشم اور مطّلب

رِفادہ وسِقایہ

اس کے بعد رفادہ اور سقایہ کی دیکھ بھال ہاشم بن عبد مناف سے متعلق ہوگئی کیونکہ عبد شمس بڑا سیاح تھا، مکہ میں کبھی نہیں ٹھہرتا تھا۔ اس کی آمدنی کم اور اولاد کی کثرت تھی۔ ہاشم مالدار تھا۔ لوگوں کا بیان ہے کہ جب حج کا زمانہ آتا تو ہاشم قریش کے مجمع میں کھڑا ہو جاتا اور کہتا، اے قریش! تم اللہ تعالیٰ کے ہمسائے ہو اور اس کے گھر والے ہو زمانہ حج میں تمھارے پاس بیت اللہ کے زائر اور حجاج آئے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اور تمام مہمانوں میں تعظیم کے سب سے زیادہ مستحق وہی ہیں، لہٰذا چندہ جمع کرو، جس سے ان کے لیے تم اتنے دنوں کا کھانا تو تیار کر سکو، جتنے دن ان کا یہاں رہنا ضروری ہے، خدا کی قسم اگر میری آمدنی اس کے لیے کافی ہوتی تو میں اس کا بار تم پر نہ ڈالتا۔ پس قریش کا ہر شخص استطاعت کے مطابق اپنی آمدنی میں سے نکالتا اور اس سے حاجیوں کے لیے کھانا تیار کرا لیتا، یہاں تک کہ وہ اپنے گھروں کو لوٹ جاتے۔ کہتے ہیں، ہاشم ہی پہلا شخص تھا، جس نے حجاج کو مکہ میں وہ کھانا کھلایا جو ثریدؔ[1] کہلاتا ہے۔ اس کا نام تو عمرو تھا لیکن اپنی قوم کو مکہ میں روٹیاں چور کر کھلانے کے سبب سے اس کا نام ہاشمؔ[2] مشہور مشہور ہوگیا۔

قریش کے یا عرب کے کسی شاعر نے کہا ہے:

عَمْرُو الَّذِیْ هَشَمَ الثَّرِیْدَ لِقَوْمِهٖ ۔۔۔ قَوْمٍ بِمَكَّةَ مُسْنِتِیْنَ عِجَافِ !

عمرو (ہاشم!) وہی ہے جس نے روٹی چور کر ثرید اپنی اس قوم کو کھلایا جو مکہ میں قحط زدہ اور دبلی پتلی ہو گئی تھی۔

عبد مطّلب

ابن اسحاق نے کہا، تاجرانہ کاروبار کے سلسلے میں ہاشم شام کی طرف گیا اور غزہؔ[3] نامی

---

[1] شوربے میں روٹی کے ٹکڑے توڑ کر بھگو کے کھائے جائیں تو اسے ثرید کہتے ہیں [2] ہشم روٹی کو توڑنے اور چورا کرنے کو کہتے ہیں ہاشم روٹیاں توڑ کر چورا کر کے شوربے میں ڈال کر کھلاے [3] جب فلسطین شام میں شامل تھا تو غزہ شام کی مشہور بندرگاہ تھی فلسطین شام سے الگ ہوا تو غزہ فلسطین میں آگیا پھر فلسطین اسرائیلیوں کی خاطر ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تو غزہ کا مختصر سا علاقہ مصر کے حوالے ہوا اور یہ دنیا کے پرانے شہروں میں سے ہے

بستی میں، جو سرزمین شام میں ہے، اس کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد سقایہ و رفادہ کی نگرانی مطلب بن عبد مناف سے متعلق ہوگئی، جو عبد شمس کا چھوٹا بھائی تھا۔ قوم میں اسے عزّت و شرف بھی حاصل تھا قریش نے اس کی سخاوت کے سبب سے اس کا نام "فیض" رکھ دیا تھا۔

ہاشم کا نکاح ہاشم بن عبد مناف مدینہ بھی آیا تھا اور عدی بن نجّار کی ایک عورت سلمیٰ بنت عمرو سے شادی کی، جو پہلے اُحَیحَہ بن الجُلاح بن الحریش کی زوجیت میں تھی۔

ابن ہشام نے کہا، بعض لوگ اس کا نام الحریس بتاتے ہیں اور نسب یوں ہے: الحریس بن جحجی (ابن کلفۃ بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس) اس سے ایک لڑکا ہُوا جس کا نام عمرو بن اُحَیحَہ تھا۔ اس خاتون کو قوم میں اتنا اونچا رتبہ حاصل تھا کہ نکاح پر اس وقت تک آمادہ نہ ہوئی، جب تک ہونے والے شوہر سے عہد نہ لیا کہ ناپسندیدگی کی صورت میں علٰحدگی کا اختیار اسے حاصل ہوگا۔

ولادت عبد المطّلب اس خاتون کے بطن سے ہاشم کے ہاں عبد المطّلب پیدا ہوئے۔ سلمیٰ نے عبد المطّلب کا نام شیبہ رکھا ہاشم نے اس لڑکے کو سلمیٰ ہی کے پاس چھوڑ دیا، یہاں تک کہ اس نے ہوش سنبھالا، بلکہ بالغ ہوگیا۔ ہاشم کی وفات کے بعد لڑکے کا چچا المطّلب اسے لینے اور اپنے شہر و قوم میں لانے کے لیے مدینہ گیا سلمیٰ نے کہا میں اسے تیرے ساتھ نہیں بھیجتی مطّلب نے کہا، میں جب تک اسے ساتھ نہ لے لوں گا، واپس ہی نہ جاؤں گا۔ وُہ میرا بھتیجا ہے بالغ ہو چکا ہے وُہ اپنی قوم کو چھوڑ کر دوسروں میں اجنبی بنا ہُوا ہے۔ ہم اپنی قوم میں اعلیٰ خاندان والے ہیں۔ قوم کے بہت سے معاملات کی سرپرستی ہمیں حاصل ہے۔ اس لڑکے کے لیے یہی بہتر ہے کہ غیروں میں رہنے کے بجائے اپنی قوم، اپنے شہر اور اپنے خاندان میں رہے۔ یہی یا اسی طرح کے الفاظ کہے۔ لوگوں کا بیان ہے کہ شیبہ نے اپنے چچا المطّلب سے کہا کہ جب تک میری ماں مجھے اجازت نہ دے میں اُسے نہ چھوڑوں گا۔ سلمیٰ نے اجازت دے دی اور شیبہ کو المطّلب کے حوالے کر دیا۔ چنانچہ وہ شیبہ کو لیے ہوئے مکّہ میں داخل ہُوا تو شیبہ اس کے اونٹ پر اس کے پیچھے بیٹھا ہُوا تھا (یہ دیکھتے ہی) قریش نے کہا یہ المطّلب کا غلام ہے، جسے وہ خرید لایا ہے۔ اسی واقعے کے باعث شیبہ کا نام عبد المطّلب مشہور ہوگیا۔ المطّلب نے کہا بھی کہ کم بختو! یہ تو میرے بھائی ہاشم کا بیٹا ہے جسے میں مدینہ سے لایا ہوں۔

مطلب کا انتقال اور مرثیے اس کے المطّلب کا انتقال ردمان نامی بستی میں ہوگیا، جو سرزمین

یمن میں واقع ہے۔ کسی عرب نے ان کے مرثیے میں کہا ہے:

قَدْ ظَمِئَ الْحَجِيجُ بَعْدَ الْمُطَّلِبْ — بَعْدَ الْجِفَانِ وَالشَّرَابِ الْمُنْثَعِبْ
لَيْتَ قُرَيْشًا بَعْدَهُ عَلَىٰ نَصَبْ

حجاج چھلکتے اور لبریز پیالوں کے پینے کے بعد المطلب کے مرجانے سے پیاسے ہو گئے۔ کاش قریش اس کے بعد کسی ایک جھنڈے پر متفق ہوتے۔

مطرود بن کعب الخزاعی نے المطلب اور بنی عبد مناف دونوں کا مرثیہ کہا ہے، یہ مرثیہ اس وقت کہا گیا، جب نوفل بن عبد مناف کی موت کی خبر پہنچی اور نوفل آخری شخص تھا جو بنی عبد مناف میں سے مرا۔

يَا لَيْلَةً هَيَّجْتِ لَيْلَاتِ — إِحْدَى لَيَالِيَ الْقَسِيَّاتِ

اے سخت راتوں کی ایک رات! تُو نے بہت سی راتوں کو ہیجان اور پریشانی میں گزارنے پر مجبور کیا۔

وَمَا أُقَاسِي مِنْ هُمُومٍ وَمَا — عَالَجْتُ مِنْ رُزْءِ الْمَنِيَّاتِ

اور اے وہ غم واندوہ! جو میں سہ رہا ہوں اور اے وہ موتو! جن کی تکلیف میں برداشت کر رہا ہوں۔

إِذَا تَذَكَّرْتُ أَخِي نَوْفَلًا — ذَكَّرَنِي بِالْأَوَّلِيَّاتِ

جب میں اپنے بھائی نوفل کو یاد کرتا ہوں، تو اس کی یاد مجھے بہت سے پہلوں کی یاد دلاتی ہے۔

ذَكَّرَنِي بِالْأُزْرِ الْحُمْرِ وَالْ — أَرْدِيَةِ الصُّفْرِ الْقَشِيبَاتِ

اس کی یاد مجھے سُرخ تہمدوں اور زرد پاک صاف چادروں کی یاد دلاتی ہے۔

أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ سَيِّدٌ — أَبْنَاءُ سَادَاتٍ لِسَادَاتِ

چار شخص ایسے تھے جو سب کے سب سردار تھے، سرداروں کی اولاد تھے

مَيِّتٌ بِرَدْمَانَ وَمَيِّتٌ بِسَلْ — مَانَ وَمَيِّتٌ بَيْنَ غَزَّاتِ

وُہ نعش، جو مقام ردمان[1] میں گاڑی گئی اور وُہ نعش، جو مقام سلمان[2] میں دفن

[1][2] حاشیہ صفحہ ۱۶۵ پر

کی گئی اور وہ نعش، جو مقام غزاتؓ کے درمیان سونپی گئی۔

وَمَيِّتٌ أُسْكِنَ لَحْدَ الدَّىِ اذْ ـ مَحْجُوبٍ شَرْقِيَّ الْبَنِيَّاتِ

اور وہ نعش جو اس لحد میں ہے، جو کعبۃ اللہ کے مشرقی مقام میں چھپی ہوئی ہے۔

أَخْلَصَهُمْ عَبْدُ مَنَافٍ فَهُمْ مِنْ لَوْمِ مَنْ لَامَ بِمَنْجَاتٍ

ان سب کا خلاصہ اور ان سب میں ممتاز ہستی تو عبد مناف کی ہے لیکن وہ سب کے سب ملامت گروں کی ملامتوں سے بالکل الگ تھلگ ہیں۔

إِنَّ الْمُغِيرَاتِ وَأَبْنَاءَهَا مِنْ خَيْرِ أَحْيَاءٍ وَأَمْوَاتٍ

بنی مغیرہ اور اس قبیلے کے لڑکے زندوں اور مردوں میں بہترین ہیں۔

عبد مناف کا نام مغیرہ تھا۔ اس کے بیٹوں میں سب سے پہلے ہاشم کا انتقال سرزمین شام میں بمقام غزہ ہوا۔ پھر سرزمین یمن کے ایک مقام ردمان میں المطلب کا، پھر نواحی عراق کے سلمان نامی مقام میں نوفل کا۔

مزید ماتمی اشعار

لوگ کہتے ہیں کہ مطرود کے مذکورہ بالا اشعار کے متعلق کسی نے کہا، تم نے شعر تو اچھے کہے، لیکن ان سے بہتر شعر ہوتے تو اور بھی اچھا ہوتا۔ اس نے کہا اچھا مجھے چند راتوں کی مہلت دو۔ پھر چند روز کے بعد یہ شعر کہے:-

يَا عَيْنُ جُودِي وَأَذْرِي الدَّمْعَ وَانْهَمِرِي وَابْكِي عَلَى السِّرِّ مِنْ كَعْبِ الْمُغِيرَاتِ

اے آنکھ! سخاوت کر، آنسو بہا، اور بنی مغیرہ کے لیے چھپ چھپ کر رو جو کعب اشرف کی اولاد تھے۔

يَا عَيْنُ وَاسْحَنْفِرِي بِالدَّمْعِ وَاحْتَفِلِي وَابْكِي خَبِيئَةَ نَفْسِي فِي الْمُلِمَّاتِ

اے آنکھ! خوب تیزی سے آنسوؤں کا تار باندھ دے اور آفات میں جو لوگ میرے دل کے اندر رہتے ہیں، ان پر رو۔

وَابْكِي عَلَى كُلِّ فَيَّاضٍ أَخِي ثِقَةٍ ضَخْمِ الدَّسِيعَةِ وَهَّابِ الْجَزِيلَاتِ

حاشیہ ص ۱۶۴ [۱] ردمان میں مطلب کا انتقال ہوا تھا۔ یہ مقام یمن میں ہے۔

[۲] "سلمان" تہامہ و عراق کے راستے پر تھا یہاں نوفل نے وفات پائی۔

حاشیہ ص ھذا [۱] غزہ میں ہاشم فوت ہوئے۔

[۲] شارحین کے قول کے مطابق یہ اشارہ عبد شمس کی طرف ہے، جس کی قبر حجون کے قریب تھی یعنی مکہ معظمہ بسمت مشرق شمر

رو ایسے شخص پر جو فیاض اور بھروسے کے قابل بڑی بڑی عطاؤں، اور
بڑے بڑے انعامات دینے والا ہے۔

مَحْضِ الضَّرِيبَةِ عَالِي الْهَمِّ مُخْتَلِقٌ   جَلْدِ النَّحِيزَةِ نَاءٍ بِالْعَظِيمَاتِ

پاک فطرت والا، عالی ہمت، قوی مزاج، بڑی بڑی آفتوں میں بھی
ثابت قدم۔

صَعْبِ الْبَدِيهَةِ لَا نِكْسٍ وَلَا وَكِلٍ   مَاضِ الْعَزِيمَةِ مِتْلَافِ الْكَرِيمَاتِ

پہلی نظر میں نہایت سخت معلوم ہونے والا۔ نہ کمزور، نہ اپنے کام دوسروں کے
حوالے کرنے والا۔ مضبوط ارادے والا، اچھی اچھی قیمتی چیزوں کو سیر چشمی سے لُٹانیوالا۔

صَقْرٍ تَوَسَّطَ مِنْ كَعْبٍ إِذَا نُسِبُوا   بُحْبُوحَةَ الْمَجْدِ وَالشُّمِّ الرَّفِيعَاتِ

نسب پوچھا جائے تو بنی کعب کا شہباز، خاندان، شرافت اور بلند و اعلیٰ
بستیوں میں منتخب۔

ثُمَّ انْدُبِي الْفَيْضَ وَالْفَيَّاضَ مُطَّلِبًا   وَاسْتَخْرِطِي بَعْدَ فَيْضَاتٍ بِجَمَّاتِ

پھر فیاض مطلب اور سر تا پا فیض پر ماتم کر اور فیوض کثیرہ کے جاتے رہنے
کے بعد خوب رو۔

أَمْسَى بِرَدْمَانَ عَنَّا الْيَوْمَ مُغْتَرِبًا   يَا لَهْفَ نَفْسِي عَلَيْهِ بَيْنَ أَمْوَاتِ

آج وہ ہم سے دُور غریب الدیار ردمان میں پڑا ہے۔ مجھے دلی افسوس ہے
کہ وہ مُردوں کے درمیان پڑا ہے۔

وَابْكِي لَكِ الْوَيْلُ إِمَّا كُنْتِ بَاكِيَةً   لِعَبْدِ شَمْسٍ بِشَرْقِيِّ الْبَنِيَّاتِ

اے کم بخت! اگر تجھے رونا ہے تو عبد شمس کے لیے رو، جو کعبۃ اللہ کے
مشرق میں ہے۔

وَهَاشِمٍ فِي ضَرِيحٍ وَسْطَ بَلْقَعَةٍ   تَسْفِي الرِّيَاحُ عَلَيْهِ بَيْنَ غَزَّاتِ

اور ہاشم کے لیے رو، جو صحراء کے درمیان ایک قبر میں ہے عزت کی برائی
اس پر ریت اڑاتی رہتی ہیں۔

وَنَوْفَلٍ كَانَ دُونَ الْقَوْمِ خَالِصَتِي   أَمْسَى بِسَلْمَانَ فِي رَمْسٍ بِمَوْمَاةِ

اور نوفل کے لیے رو، جو میرے خالص دوستوں میں تھا اور مقام سلمان کے

چٹیل میدان میں زمین دوز قبر میں چلا گیا۔

لَمْ أَلْقَ مِثْلَهُمُ عُجْمًا وَلَا عَرَبًا ‏ ‏ ‏ إِذَا اسْتَقَلَّتْ بِهِمْ أُدْمُ الْمَطِيَّاتِ

جب گندمی رنگ کی اونٹنیوں نے انھیں اٹھایا تو ان لوگوں کا ساتہ عجم میں مجھے کوئی ملا، نہ عرب میں۔

أَمْسَتْ دِيَارُهُمُ مِنْهُمْ مُعَطَّلَةً ‏ ‏ ‏ وَقَدْ يَكُونُونَ زَيْنًا فِي السَّرِيَّاتِ

اب تو ان کی بستیاں ان سے خالی ہو گئی ہیں، لیکن ایک زمانہ وہ بھی تھا کہ وہ منتخب لشکر کی زینت ہوا کرتے تھے۔

أَفْنَاهُمُ الدَّهْرُ أَمْ كَلَّتْ سُيُوفُهُمُ ‏ ‏ ‏ أَمْ كُلُّ مَنْ عَاشَ أَزْوَادُ الْمَنِيَّاتِ

زمانے نے انھیں فنا کر دیا یا ان کی تلواریں کند ہو گئیں یا ہر زندگی والے کے لیے ایک روز موت کا زادِ راہ ہونا ہے۔

أَصْبَحْتُ أَرْضَى مِنَ الْأَقْوَامِ بَعْدَهُمُ ‏ ‏ ‏ بَسْطَ الْوُجُوهِ وَإِلْقَاءَ التَّحِيَّاتِ

ان کے بعد میں نے صرف لوگوں سے خندہ پیشانی اور علیک سلیک پر اکتفا کر لی ہے۔

يَا عَيْنُ فَابْكِي أَبَا الشُّعْثِ الشَّجِيَّاتِ ‏ ‏ ‏ يَبْكِينَهُ حُسَّرًا مِثْلَ الْبَلِيَّاتِ

اے آنکھ! ابوالشعث الشجیات[1] پر رو کہ عورتیں بے چادر یا کھلے منہ قبر پر بندھی ہوئی اونٹنیوں[2] کی طرح اس پر رو رہی ہیں۔

يَبْكِينَ أَكْرَمَ مَنْ يَمْشِي عَلَى قَدَمٍ ‏ ‏ ‏ يُعْوِلْنَهُ بِدُمُوعٍ بَعْدَ عَبَرَاتِ

عورتیں روتی ہیں اس شخص پر جو روئے زمین پر چلنے والوں میں سب سے زیادہ عزت والا تھا، وہ اس کے غم میں آنسو بہاتی اور چیخنے لگتی ہیں۔

يَبْكِينَ شَخْصًا طَوِيلَ الْبَاعِ ذَا فَجَرٍ ‏ ‏ ‏ أَبِي الْهَضِيمَةِ فَرَّاجَ الْجَلِيلَاتِ

وہ عورتیں ایسے شخص پر روتی ہیں، جو کشادہ دست اور صاحبِ جود و جفا تھا ظلم برداشت نہ کرنے والا، بڑی بڑی مہموں کا سر کرنے والا تھا۔

---

[1] بکھرے ہوئے بالوں والی عورتوں کا باپ۔ یعنی ہاشم بن عبد مناف [2] عرب میں رواج تھا کہ مالک مرجاتا تو اس کی اونٹنی قبر پر باندھ دی جاتی تاکہ وہ بھی مرجائے۔ سمجھا جاتا تھا کہ حشر میں وہ اسی اونٹنی پر سوار ہوگا۔

يَبْكِينَ عَمْرَو الْعُلَا إِذْ حَانَ مَصْرَعُهُ   سَمْحَ السَّجِيَّةِ بَسَّامَ الْعَشِيَّاتِ

بلند مرتبہ عمرو پر روتی ہیں، جب اس کی موت کا وقت آگیا - وہ نہایت وسیع اخلاق والا اور مہمان نواز تھا۔

يَبْكِينَهُ مُسْتَكِينَاتٍ عَلَى حَزَنٍ   يَا طُولَ ذَالِكَ مِنْ حُزْنٍ وَعَوْلَاتِ

اس کے غم میں وہ ڈاڑھیں مار مار کر روتی ہیں۔ ہائے یہ غم اور یہ چیخیں کس قدر دراز ہیں!

يَبْكِينَ لَمَّا جَلَاهُنَّ الزَّمَانُ لَهُ   خُضْرَ الْخُدُودِ كَأَمْثَالِ الْحَمِيَّاتِ

جب زمانے نے ان عورتوں کو اس پر (ماتم کرنے) کے لیے گھر سے نکالا تو وہ اس حالت میں روتی ہیں کہ ان کے گال نیلے اور سیاہ مشکوں کی طرح پھول گئے تھے۔

مُحْتَزِمَاتٍ عَلَى أَوْسَاطِهِنَّ لِمَا   جَرَّ الزَّمَانُ مِنْ أَحْدَاثِ الْمُصِيبَاتِ

جب زمانے نے نئی نئی مصیبتیں ڈالیں تو وہ بھی کمریں باندھ کر تیار ہوگئیں۔

أَبِيتُ لَيْلِي أُرَاعِي النَّجْمَ مِنْ أَلَمٍ   أَبْكِي وَتَبْكِي مَعِي شَجْوِي بُنَيَّاتِي

رنج والم میں تارے گن گن کر رات گزارتا ہوں خود بھی روتا ہوں اور میرے غم میں شریک ہوکر میری چھوٹی چھوٹی لڑکیاں بھی روتی ہیں۔

مَا فِي الْقُرُومِ لَهُمْ عِدْلٌ وَلَا خَطَرٌ   وَلَا لِمَنْ تَرَكُوا شَرْوَى بَقِيَّاتِ

سرداران قوم میں ان لوگوں کا برابر والا اور ویسی شان وشوکت والا کوئی نہیں اور انھوں نے جو باقی چھوڑے، ان میں سے کوئی ان جیسا نہیں۔

أَبْنَاؤُهُمْ خَيْرُ أَبْنَاءٍ وَأَنْفُسُهُمْ   خَيْرُ النُّفُوسِ لَدَى جَهْدِ الْأَلِيَّاتِ

کوششوں کی کوتاہیوں کے وقت ان کے بچے تمام بچوں سے بہتر ہیں اور وہ خود تمام اشخاص سے بہتر ہیں، یعنی کوشش کرنے سے جب دوسرے تھک جائیں تو یہ نہیں تھکتے۔

كَمْ وَهَبُوا مِنْ طِمِرٍّ سَابِحٍ أَرِنٍ   وَمِنْ طِمِرَّةٍ نَهْبٍ فِي طِمِرَّاتِ

اُنھوں نے کتنے بہترین چست چالاک تیز دوڑنے والے گھوڑے لوٹ ماریں کام آنے والی تیز گھوڑیاں اور عالی شان محل خیرات کر دیے۔

وَمِنْ سُيُوْفٍ مِنَ الْهِنْدِيْ مُخْلَصَةٍ وَمِنْ رِمَاحٍ كَاشْطَانِ الرَّكِيَّاتِ

اور کتنی ٹھیٹ ہندی تلواریں اور باولیوں کی رسیوں کے سے لمبے لمبے سیدھے نیزے۔

وَمِنْ تَوَابِعَ مِمَّا يُفْضِلُوْنَ بِهَا عِنْدَ الْمَسَائِلِ مِنْ بَذْلِ الْعَطِيَّاتِ

اور لونڈی غلام، جن پر لوگ فخر کرتے ہیں ...... سوال کے وقت دے دیتے تھے۔

فَلَوْ حَسَبْتُ وَاَحْصَى الْحَاسِبُوْنَ مَعِي لَمْ اَقْضِ اَفْعَالَهُمْ تِلْكَ الْهَنِيَّاتِ

اگر میں اور میرے ساتھ دوسرے محاسب مل کر ان کے پسندیدہ افعال کا شمار کرنا چاہیں تو پورا شمار نہ کر سکیں گے۔

هُمُ الْمُلُوْنَ اِمَّا مُخْتَرٍ فَخَرُوْا عِنْدَ الْفِجَادِ بِاَنْسَابٍ نَقِيَّاتِ

اگر لوگ فخر کریں تو ایسے فخر کے وقت یہ لوگ ایسے نسبوں پر ناز کریں گے جو بالکل پاک صاف ہیں

زَيْنُ الْبُيُوْتِ الَّتِيْ خَلَوْا مَسَاكِنَهَا فَاَصْبَحَتْ مِنْهُمْ وَحْشًا خَلِيَّاتِ

جن گھروں کو انھوں نے چھوڑ دیا، وہ لوگ ان کی زینت تھے اب وہ مقامات ان لوگوں سے خالی ہو کر ڈراؤنے ہو گئے۔

اَقُوْلُ وَالْعَيْنُ لَا تَرْقَا مَدَامِعُهَا لَا يُبْعِدُ اللّٰهُ اَصْحَابَ الرَّزِيَّاتِ

یہ باتیں میں اس حالت میں کہہ رہا ہوں کہ آنکھوں کے آنسو خشک نہیں ہو رہے اللہ تعالیٰ ان آفت رسیدہ لوگوں کو اپنی رحمت سے دُور نہ فرمائے۔

ابن اسحاق نے کہا: ابو الشعث[1] الشجیات ہاشم بن عبد مناف ہی کا نام ہے۔

---

[1] پریشانوں اور غمزدوں کا سرپرست۔

عبد المطّلب کا زمانہ

انتظامات پھر سقایہ اور رفادہ کی تولیّت عبدالمطّلب بن ہاشم کے سپرد ہوئی، جو ان کے چچا مطلب سے متعلق تھی۔ عبدالمطّلب لوگوں کے لیے سقایہ و رِفادہ اور ان تمام معاملات قوم کا انتظام کرتے رہے جو ان کے باپ دادا کیا کرتے تھے۔ انھوں نے اپنی قوم میں اس قدر بلند رتبہ حاصل کرلیا کہ ان کے بزرگوں میں سے کوئی اس رُتبے پر نہ پہنچا تھا۔ قوم ان سے بہت محبّت کیا کرتی تھی اور قوم میں ان کی عزّت بہت بڑھ گئی تھی۔

زمزم کی کھدائی ایک دفعہ عبدالمطّلب مقام حجر میں سو رہے تھے کہ خواب میں کسی نے زمزم کے کھودنے کا حکم دیا۔

ابن اسحاق نے کہا، اس کے کھودنے کی جو ابتدا عبدالمطّلب نے کی، اس کے متعلق یزید بن ابی حبیب مصری نے مرثد بن عبداللہ یزنی سے اور انھوں نے عبداللہ بن زریر الغافقی سے روایت بیان کی کہ انھوں نے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کو حدیث زمزم بیان کرتے سُنا جس میں عبدالمطلب کو اس کے کھودنے کا اشارہ کیے جانے کا ذکر ہے۔

علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، عبدالمطلب نے کہا میں مقام حجر میں سو رہا تھا کہ ایک آنے والا میرے پاس آیا اور کہا، طیبہ[۱] کو کھود دو، میں نے پوچھا، طیبہ کیا چیز ہے؟ یہ سنتے ہی، وہ میرے پاس سے چلا گیا دوسرا دن ہوا تو میں اپنی آرام گاہ کو لوٹا اور سو گیا، پھر خواب میں اشارہ ہوا، کہا برّہ[۲] کو کھود دو، میں نے پوچھا، برہ کیا چیز ہے؟ یہ سنتے ہی اشارہ کرنے والا میرے پاس سے چلا گیا۔ تیسرا دن ہوا میں اپنی آرام گاہ میں آیا اور سو گیا۔ پھر اشارہ کرنے والا خواب میں آیا اور کہا، مضنونہ[۳] کو کھود دو۔ میں نے پوچھا مضنونہ کیا ہے؟ پھر وہ میرے پاس سے چلا گیا۔ پھر جب چوتھا روز ہوا، میں اپنی آرام گاہ کو لوٹا اور سو گیا تو وہ پھر میرے پاس خواب میں آیا اور کہا، زمزم کھود دو۔ میں نے پوچھا زمزم کیا چیز ہے؟ اس نے کہا، جو کبھی نہ سوکھے گا اور اس کا پانی کم نہ ہوگا۔ وہ حج کرنے والے بڑے بڑے گروہوں کو سیراب کرے گا۔ وہ اس وقت لید اور خون کے درمیان غراب اعصم[۴] کے گھونسلے کے پاس چیونٹیوں کی بستی

[۱]، [۲]، [۳] زمزم کا نام ہے
[۴] غراب اعصم وہ کوّا جس کے پروں کی نوک سفید ہو۔

کے قریب ہے۔

اصل مقام کا نشان

ابن اسحاق نے کہا، کہ جب انھیں اس کے حالات بتا دیے گئے، اصل مقام کی رہنمائی کر دی گئی اور انھوں نے جان لیا کہ وُہ بالکل صحیح ہے تو صبح کُدال لی۔ ساتھ ان کا لڑکا حارث تھا، جس کے سوا اس وقت تک ان کے اور کوئی لڑکا نہ تھا اور کھودنا شروع کیا۔ جب عبد المطّلب پر وُہ چیزیں ظاہر ہوئیں جو اس میں تھیں، تو انھوں نے تکبیر کہی اور قریش نے جان لیا کہ انھوں نے مقصد پا لیا۔ چنانچہ وُہ پاس آکر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ اے عبد المطّلب! یہ باولی تو ہمارے باپ اسمٰعیل کی ہے، ہمارا بھی اس میں ضرور کچھ نہ کچھ حق ہے، ہمیں بھی اس میں شریک کر لو، انھوں نے کہا: ایسا تو میں نہ کروں گا، یہ چیز تو ایسی ہے کہ اس سے مجھے ممتاز کیا گیا ہے نہ کہ تمھیں۔

عبد المطّلب اور قریش میں جھگڑا

قریش نے عبد المطّلب سے کہا: ہمارے ساتھ انصاف سے کام لو۔ ہم تو اس معاملے میں جھگڑا کیے بغیر تمھیں نہ چھوڑیں گے عبد المطّلب نے جواب دیا: اچھا اپنے اور میرے درمیان کسی ایسے شخص کو جسے تم چاہو حکَم (ثالث) مقرر کر لو۔ قریش نے بنی سعد ہذیم کی کاہنہ کا نام پیش کیا اور عبد المطّلب نے اسے منظور کر لیا۔

ثالث کی تلاش

راوی نے کہا، وہ کاہنہ شام کے بلند حصّوں میں رہتی تھی، اس لیے عبد المطّلب اور ان کے ہم جد یعنی بن عبد مناف نیز قریش کے ہر قبیلے سے ایک ایک شخص، یہ سب سوار ہو کر کاہنہ کی طرف چلے۔ راوی نے کہا: اس وقت راستے میں بے آب وگیاہ میدان تھے غرض یہ لوگ نکلے۔ جب حجاز و شام کے درمیانی میدانوں میں سے کسی میدان میں تھے تو عبد المطّلب اور ان کے ساتھیوں میں سے ہر ایک کے پاس پانی ختم ہو گیا اور سب کو اتنی پیاس لگی کہ ہلاکت کا یقین ہو گیا قریش کے بعض قبیلوں میں سے کسی کے پاس پانی تھا بھی تو انھوں نے پانی دینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا، ہم خود بھی تو بے آب وگیاہ بیابان میں ہیں اور ہمیں بھی اسی آفت کا خوف لگا ہُوا ہے، جو تم پر اس وقت پڑی ہے۔ جب عبد المطّلب نے قوم کا یہ برتاؤ اور اپنی نیز ساتھیوں کی جانوں کے لیے خوف وخطر دیکھا تو کہا اب تم لوگوں کی کیا رائے ہے؟ انھوں نے کہا، جو آپ مناسب خیال فرمائیں ہم اس کی پیروی کریں گے، آپ جو مناسب سمجھیں، حکم دیں۔ عبد المطّلب نے کہا میری رائے تو یہ ہے کہ ہر شخص اپنے لیے اس قوت سے جو اس میں اس وقت ہے ایک ایک گڑھا کھودے کہ جب کوئی مرے تو ساتھی اسے اس کے کھودے ہوئے گڑھے میں ڈال کر چھپا دیں، یہاں تک آخر میں ایک

شخص رہ جائے گا۔ بہ نسبت سارے قافلے کی بربادی کے ایک شخص کا بے گور وکفن رہنا مضائقہ نہیں غرض ان میں سے ہر شخص اُٹھا اور اپنے لیے ایک ایک گڑھا کھود لیا۔ پھر سب کے سب پیاسے موت کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ عبدالمطلب نے ہمراہیوں سے کہا خدا کی قسم! اس طرح اپنے آپ کو موت کے آگے ڈال دینا، کچھ دوڑ دھوپ نہ کرنا اور سعی و کوشش عمل میں نہ لانا بڑی کمزوری ہے۔ چلو، کسی طرف چلو، شاید اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی بستی میں پانی دلادے۔ آخر وہ سب وہاں سے نکلے ان کے ساتھ قریش کے جو لوگ تھے، وہ انتظار کر رہے تھے کہ دیکھیں اب کیا کرتے ہیں۔ عبدالمطلب سواری کی طرف بڑھے۔ جب سوار ہو چکے اور اونٹنی انھیں لے کر اُٹھی تو اس کے پاؤں کے نیچے سے میٹھے پانی کا چشمہ بہ نکلا۔ عبدالمطلب اور اس کے ساتھیوں نے پانی پیا اور سفر کے لیے بھر بھی لیا۔ پھر قریش کو بُلایا اور کہا لو ہمیں اللہ تعالیٰ نے پانی عنایت فرمایا ہے پیو اور بھر لو۔ اب وہ بھی آئے، پانی پیا اور بھر لیا اس کے بعد قریش نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! ہمارے خلاف اور تمھارے حق میں فیصلہ ہو گیا ہے۔ اے عبدالمطلب! اب ہم آپ سے زمزم کے بارے میں کبھی نہ جھگڑیں گے۔ جس ذات نے اس بے آب و گیاہ صحرا میں پانی سے سیراب کیا، بے شبہہ اسی نے تمھیں زمزم عنایت فرمایا ہے۔ پس سیدھے اپنے چشمے کی طرف لوٹ چلو۔ چنانچہ عبدالمطلب بھی لوٹے اور ان کے ساتھ دوسرے لوگ سب لوٹ آئے قریش عبدالمطلب اور زمزم کے درمیان حائل ہونے سے باز آ گئے۔

دوسری روایت

ابن اسحاق نے کہا، یہ وہ روایت تھی، جو مجھے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کے ذریعے سے زمزم کے بارے میں پہنچی۔ بعض لوگوں کو عبدالمطلب سے اس طرح روایت کرتے بھی سُنا ہے کہ جب زمزم کو کھودنے کا حکم دیا گیا تو ان سے یُوں کہا گیا۔

ثُمَّ ادْعُ بِالْمَاءِ الرَّوِيِّ غَيْرِ الْكَدِرْ ۔۔۔ يَسْقِي حَجِيجَ اللّٰهِ فِي كُلِّ مَبَرّْ
لَيْسَ يُخَافُ مِنْهُ شَيْءٌ مَا عَمَرْ

—— پھر پانی کے بہت ہونے اور گدلا نہ ہونے کی دعا کر کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حجاج کو مناسک حج میں سیراب کرتا رہے گا اور اس کے سبب سے عمر بھر کسی چیز کا خوف نہ رہے گا۔

زمزم کا اجرا

جب عبدالمطلب سے مذکورۂ بالا کلام کہا گیا تو وہ قریش کی طرف نکلے اور کہا تم لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مجھے تمھارے لیے زمزم کھودنے کا حکم دیا گیا ہے انھوں نے دریافت کیا، کیا تمھیں بتایا گیا ہے کہ وہ کہاں ہے؟ عبدالمطلب نے کہا، نہیں انھوں نے کہا تو

آپ اپنی اس آرام گاہ کی جانب پھر جائیے، جہاں آپ کو اس کے متعلق بتایا گیا۔ جو کچھ بتایا گیا ہے اگر وہ صحیح ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو اس کی اور بھی وضاحت کی جائے گی اور اگر وہ شیطان کی جانب سے ہے تو وہ دوبارہ لوٹ کر نہ آئے گا۔ عبدالمطلب اپنی آرام گاہ کی جانب گئے اور سو گئے۔

پھر اشارہ کرنے والا آیا اور اس نے کہا: زمزم کھود، اگر تُو نے اسے کھود لیا تو نادم نہ ہوگا۔ یہ تیرے جدِّ اعلیٰ کی میراث ہے۔ وہ نہ کبھی سُوکھے گا اور نہ اس کا پانی کبھی کم ہوگا۔ وہ بڑے بڑے ایسے حجاج کو سیراب کرے گا، جو لوگوں سے الگ رہنے والے شُترمُرغ کے سے ہوں گے، جو تقسیم نہیں کیا جاتا۔ اس کے پاس نذر کرنے والے، فقراء کے لیے اپنی نذریں گزرانیں گے۔ وہ تیری اولاد کے لیے میراث ہوگا جس سے (تجھے) مضبوط تعلق ہوگا۔ یہ ان دوسری چیزوں کا سا نہیں جنھیں تُو جانتا ہے اور وہ لید اور خون کے درمیان ہے۔

ابن اسحاق نے کہا، لوگوں کا کہنا ہے، جب عبدالمطلب سے زمزم کھودنے کے لیے کہا گیا تو انھوں نے پوچھا، وہ کہاں ہے؟ ان سے کہا گیا، چیونٹیوں کی بستی کے پاس ہے، جہاں کوّا کل چونچ مارے گا اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ ان میں سے کونسی بات حقیقت میں ہوئی تھی۔ عبدالمطلب صبح اُٹھے ساتھ ان کا بیٹا حارث بھی تھا اس وقت حارث کے سوا اور کوئی بیٹا نہ تھا۔ چیونٹیوں کی بستی انھوں نے پائی۔ اس کے پاس ہی کوّے کو چونچ مارتے دیکھا۔ یہ مقام اِساف و نائلہ دونوں بتوں کے درمیان تھا، جہاں قریش جانور ذبح کیا کرتے تھے۔ انھیں یقین ہوگیا اور اُٹھ کھڑے ہوئے کہ جہاں کھودنے کا حکم ملا ہے، وہاں کھودیں، جب ان کا یہ اہتمام دیکھا تو قریش بھی وہاں آکھڑے ہوئے اور کہا اللہ کی قسم، میں تو اس حکم کی تعمیل کروں گا، جو مجھے دیا گیا ہے۔ جب انھیں معلوم ہوگیا کہ وہ ٹلنے والے نہیں تو انھیں کھودنے کے لیے چھوڑ دیا اور ان سے دست کش ہو گئے زیادہ نہ کھودا تھا کہ اندر کی چیزیں ان پر ظاہر ہوگئیں اور عبدالمطلب نے تکبیر کہی، سب نے جان لیا کہ انھوں نے سچ کہا تھا۔ جب وہاں زیادہ کھدائی ہوئی تو اس میں سونے کے دو ہرن پائے۔ یہ دونوں ہرن وہ تھے جنھیں جرہم نے مکّہ سے نکلتے وقت دفن کر دیا تھا۔ انھوں نے اس میں نہایت سفید تلواریں اور زرہیں بھی پائیں تو قریش نے کہا:

تیروں پر فیصلہ

اے عبدالمطلب! ہم بھی آپ کے ساتھ اس میں شریک اور حق دار ہیں۔ انھوں نے کہا: ایسا نہیں بلکہ تم مجھ سے منصفانہ معاملے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اس میں تیر ڈالیں[۱] گے۔ قریش نے کہا، یہ تم کس طرح کرو گے؟ عبدالمطلب نے جواب دیا کہ کعبۃ اللہ کے لیے دو تیر

---

[۱] کعبۃ اللہ کے پاس تیروں کے ذریعے سے قرعہ اندازی کرنا عام دستور تھا۔

مقرر کروں گا، اپنے لیے دو تیر اور تمہارے لیے دو تیر۔ پھر جس کے دو تیر جس کسی چیز پر نکلیں، وہ چیز اس کی ہوگی اور جس کے لیے دو تیر نہ نکلیں، اسے کچھ نہ ملے گا۔

قریش نے کہا، آپ نے انصاف کی بات کہی۔ پھر ان سب نے دو زرد تیر کعبۃ اللہ کے لیے، دو کالے تیر عبدالمطلب کے لیے اور دو سفید تیر قریش کے لیے مقرر کر دیے (یہ تیر اس شخص کو دیے) جو ہبل کے پاس تیر ڈالنے کے لیے تھا۔ ہبل کعبۃ اللہ کے اندر ایک بُت تھا، جو ان بتوں میں سب سے بڑا تھا۔ ابوسفیان بن حرب نے جنگ احد کے روز اسی بُت کو پکارا تھا اور کہا تھا (اعل ھبل) یعنی اے ہبل! اپنے دین کو غالب کر۔ عبدالمطلب اللہ عزّوجلّ سے دعا کرنے کھڑے ہو گئے اور تیر والے نے تیر ڈالے تو دونوں زرد تیر دونوں ہرنوں پر کعبۃ اللہ کے لیے نکلے۔ عبدالمطلب کے دونوں سیاہ تیر تلواروں اور زرہوں پر نکلے، اور قریش کے دونوں تیر کسی چیز پر نہ نکلے۔ عبدالمطلب نے تلواروں کو تو کعبۃ اللہ میں دروازے کے طور پر لگا دیا اور دروازے میں سونے کے دونوں ہرن نصب کر دیے کہتے ہیں یہ پہلا سونا تھا جس سے کعبۃ اللہ کو مزین کیا گیا۔ پھر عبدالمطلب نے زمزم سے حجاج کو پانی پلانے کا انتظام اپنے ذمے لے لیا۔

طویّ و بذّر

ابن ہشام نے کہا، زمزم کے کھودے جانے سے پہلے قریش نے مکّہ میں بہت سی باؤلیاں کھودی تھیں، جیسا کہ زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحاق کی روایت ہم سے بیان کی ہے، عبد شمس بن عبد مناف نے الطویّ نامی باؤلی کھودی جو مکّہ کے بلند حصّے میں محمد بن یوسف الثقفی کے گھر "البیضاء" کے پاس ہے۔ ہاشم بن عبد مناف نے بذّر نامی باؤلی مقام المُستَنذر کے پاس کوہِ خَندمہ[1] کے ناکے اور شعب ابی طالب کے دہانے پر کھودی۔ لوگوں کا بیان ہے کہ جب یہ باؤلی کھودی گئی تو ہاشم نے کہا تھا، میں یہ باؤلی ایسی بناؤں گا کہ اس کا پانی ہر شخص کو پہنچ سکے۔

ابن ہشام کے بیان کے مطابق کسی شاعر نے کہا ہے:

سَقَی اللّٰہُ اَمْوَاھًا عَرَفْتُ مَکَانَھَا ۔۔۔ جُرَابًا وَ مَلْکُوْمًا وَ بَذَّرَ وَالْغَمْرَا

اللہ تعالیٰ ان باؤلیوں سے سیراب کرے، جن کے مقامات تم جانتے ہو۔ ان کے نام جُرَاب، مَلکوم، بذّر اور غمر[2] ہیں۔

سجلہ اور دوسری باؤلیاں

ایک باؤلی سَجلہ نامی بھی کھودی گئی یہ المطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف کی تھی، جس کا پانی آج بھی لوگ پیتے ہیں۔ بنی نوفل کا بیان ہے کہ

---

[1] مکّہ معظمہ کا ایک مشہور پہاڑ

[2] بذّر کا ذکر آچکا۔ جراب، ملکوم اور غمر مکّہ کے پرانے کنوئیں تھے آخری کا ذکر آگے آتا ہے۔

مطعم نے اسے اسد بن ہاشم سے خریدا تھا۔ بنی ہاشم کہتے ہیں کہ جب زمزم نکل آیا تو یہ باولی مطعم کو بطور تحفہ دے دی تھی۔ بنی ہاشم زمزم کی بدولت ان تمام باولیوں سے بے نیاز ہو گئے۔

امیہ بن عبد شمس نے اپنے لیے الحفر نامی ایک کنواں کھود لیا تھا۔ بنی اسد بن عبد العزیٰ نے شُقَیۃ نامی باولی کھدوائی، جو بنی اسد کی باولی کہلاتی ہے۔ بنی عبد الدار نے اُم احراد نامی کنواں کھدوایا۔ بنی جمح نے السُّنبلہ نامی باولی کھدوائی، جو خلف بن وہب کی باولی کہلاتی ہے۔ بنی سہم نے الغمر نامی کنواں کھودا، جو سہم کا کنواں مشہور رہے۔ چند ایسی باولیاں بھی تھیں جو مکّہ کے باہر کھدی ہوئی تھیں۔ یہ قریش کے بڑے بوڑھوں مرہ بن کعب اور کلاب بن مرہ کے زمانے سے بھی پہلے کی ہیں۔ ان میں ایک باولی کا نام رُم ہے، جو مرۃ بن کعب بن لوٴی کی باولی کہلاتی ہے۔ خم نامی ایک باولی بنی کلاب بن مرۃ کی طرف منسوب ہے۔ الحفر نامی[1] بھی ایک باولی ہے۔ حذیفہ بن غانم بنی عدی بن کعب بن لوٴی کے ایک شخص نے (جس کا نام ابن ہشام ابو الجہم بن حذیفہ بتایا) یہ شعر کہا ہے:

وَقِدْمًا غَنِینَا قَبْلَ ذٰلِکَ حِقْبَۃً   وَلَا نَسْتَقِی اِلَّا بِخُمٍّ اَوِ الْحَفْرِ

ہم یا تو خُم نامی باولی سے پانی پیتے ہیں یا حفر نامی باولی سے۔ اس سے سینکڑوں سال پہلے سے ہمیں دوسری باولیوں کی احتیاج نہیں رہی۔

فضیلت زمزم

ابن اسحٰق نے کہا: پھر زمزم بیشتر کے تمام کنوؤں سے بڑھ گیا۔ حجاج اسی سے پانی پینے لگے۔ لوگ اسی کی طرف رجوع ہو گئے، کیونکہ وہ مسجد حرام میں تھا اور اسے تمام پانیوں میں برتری حاصل تھی۔ یہ اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام کا کنواں تھا۔ بنی عبد مناف اسی کے سبب سے قریش اور سارے عرب پر فخر کرتے تھے۔

چونکہ بنی عبد مناف ایک ہی خاندان، ایک ہی گھرانے کے لوگ تھے، ان میں کی کسی شاخ کی برتری دوسری شاخوں کے لیے بھی برتری تھی اور ان کی کسی شاخ کی فضیلت دوسری شاخوں کے لیے بھی وجہ فضیلت تھی، اس لیے مسافر بن ابی عمرو (ابن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف) نے قریش پر اور سقایہ و رفادہ کی تولیت و انتظام اور ان کے ہاتھوں زمزم کے ظہور پر فخر کرتے ہوئے کہا ہے۔

وَرِثْنَا الْمَجْدَ مِنْ اٰبَا   ئِنَا فَنَمٰی بِنَا صُعُدًا

ہم نے اپنے بزرگوں سے بزرگی ورثے میں پائی ہے اور ہمارے پاس آکر بزرگی کی بلندی اور زیادہ ہو گئی ہے۔

---

[1] غالباً یہ وہی الحفر ہے جس کا ذکر اوپر آچکا ہے اور جسے عبد شمس کی ملکیت بتایا گیا ہے۔

اَلَمْ نَسْقِ الْحَجِيجَ وَ نَنْـ ـ حَرُ الدَّلَّاقَةَ الرُّفُدَا

کیا ہم حجاج کو پانی نہیں پلاتے رہے؟ کیا ہم موٹی تازی بہت دودھ دینے والی اونٹنیاں ذبح نہیں کرتے رہے؟

وَ نُلْفِىْ عِنْدَ تَصْرِيفِ الْـ مَنَايَا شُدَّدًا رُفُدَا

موت کی حکومت کے مقام پر تو ہم سخت اور دوسروں کو سہارا دینے والے پائے جائیں گے۔

فَاِنْ نَهْلِكْ فَلَمْ نُمْلِكْ وَمَنْ ذَا خَالِدٌ اَبَدَا

اگر ہم ہلاک بھی ہو جائیں (تو کوئی حرج نہیں) کیونکہ ہم (اپنی جان کے) مالک تو ہیں نہیں اور کون ہمیشہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔

وَزَمْزَمُ فِىْ اَرُوْمَتِنَا وَنَفْقَاءُ عَيْنَ مَنْ حَسَدَا

اور زمزم کی تولیت ہمارے ہی بزرگوں میں رہی ہے، جو شخص ہم سے حسد کرے اس کی آنکھ پھوڑ ڈالیں گے۔

وَ[1]سَاقِى الْحَجِيجِ ثُمَّ لِلْخُبْزِ هَاشِمُ وَعَبْدُ مَنَافٍ ذٰلِكَ السَّيِّدُ الْفِهْرِى

عبد مناف بنی فہر کا سردار حجاج کو پانی پلانے والا اور روٹی کو چورنے والا ہے۔

طَوَى زَمْزَمًا عِنْدَ الْمَقَامِ فَاَصْبَحَتْ سِقَايَتُهٗ فَخْرًا عَلٰى كُلِّ ذِىْ فَخْرِ

اس نے زمزم کو مقام ابراہیم کے پاس پتھروں سے بنایا تو اس کا یہ کنواں ہر فخر کے قابل شخص پر فخر کرنے کے قابل ہو گیا۔

ابن ہشام نے کہا: ان اشعار میں حذیفہ بن غانم نے عبدالمطلب بن ہاشم کی مدح کی ہے اور یہ دونو[ب] شعر اس کے ایک قصیدے کے ہیں، جسے انشاء اللہ ہم مناسب مقام پر ذکر کریں گے۔

---

[1] ابن اسحاق نے کہا، حذیفہ بن غانم، جو بنی عدی بن کعب بن لؤی میں کا ایک شخص ہے اس نے یہ دونوں شعر کہے ہیں۔

باب ۲۷

عبد المطلب کی نذر

ذبح فرزند کا عہد

ابن اسحاق نے کہا، خدا جانے یہ کہاں تک صحیح ہے، لیکن لوگ کہتے ہیں کہ سردار عبد المطلب بن ہاشم نے زمزم کھودنے کے وقت جب قریش کی جانب سے رکاوٹیں دیکھیں تو نذر مانی کہ اس کے دس بیٹے ہوں گے اور وہ سن بلوغ کو پہنچ کر قریش کے مقابلے میں اس کی حفاظت کریں گے تو ان میں سے ایک بیٹے کو کعبۃ اللہ کے پاس اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ذبح کر دے گا۔ جب پورے دس بیٹے ہوئے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ حفاظت کر سکتے ہیں تو ان سب کو جمع کیا اور اپنی نذر کی خبر دے کر اسے پورا کرنے کی دعوت دی۔ بیٹوں نے ان کی بات مانی اور دریافت کیا کہ کیا طریقہ اختیار کیا جائے؟ عبد المطلب نے کہا، تم میں کا ہر شخص ایک ایک تیر لے اور اس پر اپنا نام لکھ کر میرے پاس لائے۔ انھوں نے ایسا ہی کیا اور والد کے پاس آئے۔ والد انھیں لے کر کعبۃ اللہ کے اندر ہبل کے پاس آیا۔ ہبل کعبۃ اللہ کے اندر ایک باؤلی پر تھا۔ یہ باؤلی وہ تھی جس پر کعبۃ اللہ کی نذر نیاز میں جو جو چیزیں آتیں، وہاں جمع رہتی تھیں۔ ہبل کے پاس سات تیر رکھے تھے اور ہر تیر پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ ایک تیر پر خون بہا مرقوم تھا۔ جب کسی خوں بہا کی ادائی میں اختلاف ہوتا، تو ان ساتوں تیروں کو حرکت دی جاتی اور جس کا نام نکلتا، اس پر خون بہا کا بار ڈالا جاتا۔ ایک تیر پر "ہاں" کسی کام کے کرنے کے لیے لکھا ہوا تھا۔ جب کوئی کام کرنے کا ارادہ ہوتا تو اس تیر کو دوسرے تیروں پر ملا کر حرکت دی جاتی۔ اگر "ہاں" لکھا ہوا تیر نکلتا تو اس کے مطابق عمل کرتے ایک تیر پر "نہیں" لکھا تھا۔ جب کوئی کام کرنا چاہتے تو اسے بھی دوسرے تیروں کے ساتھ ملا کر جنبش دی جاتی۔ اگر یہی تیر نکلتا تو وہ کام نہ کرتے۔

عربوں میں تیروں کا دستور

ایک تیر پر "تم میں سے" ایک تیر پر "تم میں ملا ہوا" (ملصق) ایک تیر پر "تم میں سے نہیں" اور ایک تیر پر "پانی" لکھا تھا۔ جب وہ پانی کے لیے کوئی کنواں کھودنا چاہتے تو وہ ان تیروں کو اور پانی سے متعلقہ تیر کو بھی رکھ دیتے پھر جس طرح کا تیر نکلتا، اس کے مطابق عمل کرتے۔ جب وہ کسی لڑکے کا ختنہ یا کوئی نکاح کرنا چاہتے یا کسی

میت کو دفن کرنا، یا کسی شخص کے نسب میں انھیں کچھ شک ہوتا تو اسے اور اس کے ساتھ سو درم اور ذبح کرنے کے کچھ جانور بھی ہبل کے پاس لے جاتے۔ یہ سب کچھ اس شخص کے حوالے کر دیتے، جو تیروں کو ہلا کر نکالا کرتا تھا۔ اس شخص کو بھی اس کے پاس لے جاتے، جس کے متعلق کوئی کام کرنا چاہتے۔ پھر کہتے: اے ہمارے معبود! فلاں بن فلاں کے ساتھ ہم اس طرح کا معاملہ کرنا چاہتے ہیں۔ جو بات حق ہو، وہ ہمارے لیے ظاہر کر۔ پھر تیروں والے سے کہتے کہ تیروں کو حرکت دے اگر اس شخص کے لیے ان تیروں میں سے وہ تیر نکلتا، جس پر "تمھیں میں سے" لکھا ہوتا تو وہ ان میں نہایت شریف سمجھا جاتا۔ اگر اس کے لیے وہ تیر نکلتا جس پر "تم میں ملا ہوا" لکھا ہوتا تو اس شخص کا جو درجہ ان میں سے پہلے تھا، وہ اسی مرتبے پر رہتا، لیکن وہ شخص نہ کسی کے نسب میں شامل ہو سکتا تھا، نہ کسی کا حلیف شمار ہوتا۔ اگر قرعہ اندازی میں اس کے سوا کوئی اور معاملہ ہوتا، جسے وہ کرنا چاہتے اور اس میں "ہاں" نکلتا تو ویسا ہی کرتے۔ اگر "نہیں" نکلتا تو وہ معاملہ اس سال ملتوی کر دیتے، یہاں تک کہ اسے، دوبارہ لاتے اور اس وقت تک اپنے معاملات روکے رکھتے، جب تک اس پر تیر نکلے۔ عبدالمطلب نے بھی تیروں والے کے پاس آکر کہا، میرے ان بچوں کے یہ تیر ہلا کر نکالو اور جو نذر مانی تھی، اس کی کیفیت بھی اسے سنا دی۔ ان میں سے ہر لڑکے نے اپنا تیر اسے دیا، جس پر اس کا نام لکھا تھا۔

عبداللہ بن عبدالمطلب اپنے والد کے تمام بیٹوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ وہ، زبیر، اور ابو طالب، فاطمہ بنت عمرو ابن عائذ بن عبد بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر کے بطن سے تھے۔

عبداللہ کا نام نکلنا

ابن اسحاق نے کہا: لوگوں کے خیال کے مطابق عبداللہ عبدالمطلب کے بہت چہیتے فرزند تھے اور عبدالمطلب دیکھ رہے تھے کہ اگر تیر ان پر سے نکل گیا تو وہ بچ جائیں گے (اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونے والے والد تھے) جب تیر والے نے تیر لیے کہ انھیں حرکت دے تو عبدالمطلب ہبل کے پاس کھڑے ہو کر اللہ سے دعا کرنے لگے۔ تیر نکالے تو عبداللہ کا نام نکلا۔ چنانچہ عبدالمطلب نے جگر بند کا ہاتھ پکڑ لیا اور چھری تھام کر ساتھ لیے اساف و نائلہ کے پاس آئے تاکہ اسے ذبح کریں۔ قریش اپنی مجلسوں سے اٹھ کر ان کے پاس آئے اور کہا، عبدالمطلب! تم کیا کرنا چاہتے ہو؟ انھوں نے کہا: میں اسے ذبح کر دینا چاہتا ہوں۔ قریش اور ان کے دوسرے بیٹوں نے کہا: خدا کی قسم! اسے ہرگز ذبح نہ کیجیے، جب تک آپ مجبور نہ ہو جائیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو ہر شخص اپنا بچہ لایا کرے گا کہ اسے ذبح کرے۔ اس طرح انسانی نسل باقی نہ رہیگی۔

مغیرہ بن عبداللہ (بن عمرو بن مخزوم یقظہ) نے کہا خدا کی قسم! ایسا ہرگز نہ کیجیے، جب تک آپ مجبور نہ ہو جائیں۔ اگر اس کا فدیہ ہمارے مال سے ہو سکے تو ہم دے دیں گے (اور عبداللہ کی ماں مغیرہ ہی کی ہم قوم تھی) قریش اور عبدالمطلب کے دوسرے بیٹوں نے بھی کہا، انھیں ذبح نہ کیجیے، بلکہ حجاز لے چلیے وہاں ایک عرّافہ (غیب کی باتیں بتانے والی) ہے، جس کا کوئی (موکل یا شیطان یا کوئی روح) تابع ہے اس سے آپ دریافت کیجیے، اگر اس نے بھی انھیں ذبح کرنے کا حکم دیا تو آپ کو پورا اختیار ہوگا اور اگر اُس نے کوئی ایسا حکم دیا جس میں آپ کے اور اس لڑکے کے لیے اس مشکل سے نکلنے کی کوئی شکل ہو تو آپ اسے قبول کرلیں۔

عرّافہ سے سوال

چنانچہ سب کے سب وہاں سے چلے اور مدینہ پہنچے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ وہاں سے انھیں معلوم ہُوا کہ عرّافہ خیبر[1] میں ہے تو وہاں سے سوار ہو کر خیبر میں پہنچے اور اس عورت سے دریافت کیا۔ عبدالمطلب نے اپنے اور اپنے بیٹے کے حالات اسے سُنائے اور ان کے متعلق نذر اور ارادے کا اظہار کیا۔ اس عورت نے کہا: آج تو میرے پاس سے تم لوگ واپس جاؤ۔ یہاں تک کہ میرا تابع میرے پاس آئے اور میں اس سے دریافت کرلوں۔ پس سب کے سب اس کے پاس سے لوٹ آئے۔ عبدالمطلب واپس جا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے کھڑے رہے۔ دوسرے روز سویرے سب پھر عرّافہ کے پاس گئے۔ اس عورت نے کہا: ہاں! تمھارے متعلق مجھے کچھ معلومات ہوئے ہیں۔ تم لوگوں میں دیت کی مقدار کیا ہے؟ سب نے کہا دس اُونٹ اور واقعۃً یہی مقدار تھی۔ اس عورت نے کہا: تم لوگ اپنی بستیوں کی جانب لوٹ جاؤ۔ اور اپنے اس بیٹے کو اور دس اونٹوں کو پاس پاس رکھو۔ پھر ان دونوں پر تیروں کے ذریعے سے قرعہ ڈالو۔ اگر تیر تمھارے اس بیٹے پر نکلے تو اونٹوں کو اور بڑھاتے جاؤ، یہاں تک کہ تمھارا پروردگار راضی ہو جائے (اور) اونٹوں پر تیر نکل آئے تو اس کے بجائے اونٹ ذبح کر دینا کہ تمھارا رب بھی تم سے راضی ہو جائے گا اور تمھارا بیٹا بھی بچ جائے گا۔ یہ سُن کر وہ نکلے اور مکّہ پہنچے۔

عبداللہ کا فدیہ

جب سب اس رائے پر متفق ہو گئے تو عبدالمطلب اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے اور عبداللہ کو اور دس اونٹوں کو وہاں لے آئے۔ اس حالت میں کہ عبدالمطلب ہبل کے پاس کھڑے اللہ عزّ وجل سے دُعا کر رہے تھے، پھر تیر نکالا گیا تو عبداللہ پر نکلا۔ دس اونٹ زیادہ کیے یعنی اونٹوں کی تعداد بیس ہو گئی۔ عبدالمطلب کھڑے اللہ

---

[1] حجاز سے مراد وہ خطہ ہے جس کا مرکز مدینہ منورہ تھا۔ عرافہ کا نام قطبہ یا سجاح بتایا جاتا ہے۔

عزوجل سے دعا کر رہے تھے، پھر تیر نکالا گیا تو عبداللہ ہی پر نکلا۔ دس اونٹ زیادہ کیے، یعنی اونٹوں کی تعداد تیس ہو گئی۔ عبدالمطّلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے۔ پھر تیر نکالا تو عبداللہ ہی پر نکلا۔ دس اونٹ زیادہ کیے، یعنی اونٹوں کی تعداد چالیس ہو گئی۔ عبدالمطّلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دُعا کر رہے تھے۔ پھر تیر نکالا تو عبداللہ ہی پر نکلا، دس اونٹ اور زیادہ کیے، یعنی اونٹوں کی تعداد پچاس ہو گئی۔ عبدالمطّلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دُعا کر رہے تھے۔ پھر تیر نکالا تو عبداللہ ہی پر نکلا، دس اونٹ اور زیادہ کیے یعنی اونٹوں کی تعداد ساٹھ ہو گئی۔ عبدالمطّلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دُعا کر رہے تھے۔ پھر تیر نکالا تو عبداللہ ہی پر نکلا، دس اونٹ اور زیادہ کیے یعنی اونٹوں کی تعداد ستر ہو گئی۔ عبدالمطّلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے۔ پھر تیر نکالا تو عبداللہ ہی پر نکلا، یعنی اونٹوں کی تعداد اسّی ہو گئی۔ عبدالمطّلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دُعا کر رہے تھے۔ پھر تیر نکالا تو عبداللہ ہی پر نکلا۔ دس اونٹ زیادہ کیے یعنی اونٹوں کی تعداد نوّے ہو گئی۔ عبدالمطّلب کھڑے اللہ تعالےٰ سے دعا کر رہے تھے، پھر تیر نکالا تو عبداللہ ہی پر نکلا، دس اُونٹ اور زیادہ کیے، یعنی اونٹوں کی تعداد سو ہو گئی۔ عبدالمطّلب کھڑے اللہ تعالےٰ سے دعا کر رہے تھے۔ پھر تیر نکالا تو اب کے بار اونٹوں پر نکلا۔

قریش اور جو لوگ اس وقت وہاں موجود تھے، سبھی نے کہا: اے عبدالمطّلب! اب تم اپنے رب کی رضامندی کو پہنچ گئے۔ لوگوں کا بیان ہے کہ عبدالمطّلب نے کہا: اللہ کی قسم ایسا نہیں یہاں تک کہ تین مرتبہ اونٹوں ہی پر تیر نکلے۔ پھر عبداللہ اور اونٹوں کے لیے تیر نکالے۔ عبدالمطّلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے کہ تیر اونٹوں ہی پر نکلا، مکرر یہ عمل کیا اور عبدالمطّلب کھڑے اللہ تعالےٰ سے دعا کر رہے تھے، پھر تیر نکالا تو اونٹوں پر نکلا۔ پھر تیسری بار اس عمل کی تکرار کی۔ عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالےٰ سے دُعا کر رہے تھے، پھر تیر نکالا تو اونٹوں ہی پر نکلا، چنانچہ اونٹ ذبح کیے گئے اور انھیں چھوڑ دیا گیا۔ کسی شخص کو ان کے گوشت سے نہ محروم کیا اور نہ روکا۔

ابن ہشام نے کہا، بعض نے تو یہ کہا ہے کہ نہ کسی انسان کو روکا اور نہ کسی درندے کو اس واقعے کی بہت سی روایتوں میں سے بعض روایتوں میں رجزیہ اشعار بھی ہیں جن کی روایت علمائے شعر میں کسی سے ہم تک صحت کے ساتھ نہیں پہنچی۔

ایک عورت کی پیشکش

ابن اسحاق نے کہا: عبدالمطّلب عبداللہ کا ہاتھ پکڑے وہاں سے لوٹے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ انھیں ساتھ لیے بنی اسد بن عبدالعزیٰ

(بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر) کی ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ورقہ بن نوفل (بن اسد بن العزیٰ) کی بہن تھی اور کعبۃ اللہ کے قریب ہی تھی۔ اس عورت نے عبداللہ کا چہرہ دیکھا تو کہا: اے عبداللہ! کہاں جاتے ہو؟ کہا: اپنے والد کے ساتھ۔ عورت نے کہا: تمھیں اُتنے ہی اُونٹ دُوں گی جتنے تمھارے فدیے میں ذبح کیے گئے ہیں، شرط یہ ہے کہ میرے ساتھ اختلاط کے لیے راضی ہو جاؤ۔ عبداللہ نے کہا: میں اپنے والد کے ساتھ ہوں نہ ان کے خلاف جا سکتا ہوں اور نہ انھیں چھوڑ سکتا ہوں۔

آمنہ سے عبداللہ کی شادی

عبدالمطلب عبداللہ کو لے کر چلے اور وہب بن عبدمناف بن زہرۃ بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر کے پاس لائے وہب ان دنوں بنی زہرۃ میں عزت و نسب دونوں کے لحاظ سے سردار تھے، انھوں نے اپنی بیٹی آمنہ کو عبداللہ کے نکاح میں دے دیا۔ وہ ان دنوں قریش کی عورتوں میں نسب اور رُتبے کے لحاظ سے افضل تھیں۔ آمنہ کی والدہ برۃ بنت عبدالعزیٰ ابن عثمان ابن عبدالدار بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر، برۃ کی والدہ ام حبیب بنت اسد (بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر) ام حبیب کی والدہ برّہ بنت عوف (بن عبد عویج بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر) تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم میں نسب کے لحاظ سے بھی سب سے بہتر اور عزت کے لحاظ سے بھی سب سے بڑھ کر تھے، والد کی جانب سے بھی اور والدہ کی جانب سے بھی۔ اللہ تعالیٰ آپ پر برکات و سلام نازل فرمائے۔

عبداللہ بن عبدالمطلب زیادہ دیر زندہ نہ رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

باب ۲۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی ولادت و رضاعت

تاریخ ولادت

محمد بن اسحاق المطلبی نے کہا: رسول اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت پیر کو ربیع الاول کی بارہ راتیں گزرنے کے بعد سنہ فیل میں ہوئی۔[1] المطلب بن عبداللہ بن قیس بن مخرمہ نے اپنے والد اور دادا قیس بن مخرمہ سے روایت کی کہا: میری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سنہ فیل میں ہوئی۔ ہم دونوں ہم عمر ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا: صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے یحییٰ ابن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارۃ الانصاری کی روایت سے حدیث بیان کی کہا: حسان بن ثابت کی روایت مجھ سے میری قوم کے ان لوگوں نے بیان کی، جن کا بیان مجھے مطلوب تھا۔ حسان نے کہا: خدا کی قسم! میں سات یا آٹھ سال کا قریب البلوغ لڑکا تھا۔ جو بات سنتا تھا، اسے سمجھتا تھا کہ اچانک میں نے ایک یہودی کو یثرب کے ایک بلند مقام پر بلند آواز سے "اے گروہ یہود!" چیختے سنا، یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس جمع ہو گئے اور پوچھا! کم بخت! تجھے کیا ہوا ہے۔ اس نے کہا: آج رات احمد کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے، جس میں وہ پیدا ہوگا۔

محمد بن اسحٰق نے کہا: میں نے عبدالرحمٰن بن حسان بن ثابت سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ میں تشریف آوری کے وقت حسان کی عمر کتنی تھی؟ جواب ملا۔ ۶۰ سال اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تشریف آوری کے وقت ترپن سال کی تھی، اس لیے حسان نے جو کچھ سنا، وہ سات سال کی عمر میں سنا۔

کعبے میں دعا

ابن اسحاق نے کہا: آپ پیدا ہوئے تو آپ کے دادا عبدالمطلب کی اطلاع کی گئی، آئیے اور اسے دیکھیے۔ عبدالمطلب نے آپ کو اٹھا لیا اور لے کر کعبۃ اللہ میں گئے وہ اللہ تعالیٰ

---

[1] تمام روایتیں پیش نظر رکھ کر ارباب تحقیق اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ولادت باسعادت ۹ ربیع الاول سنہ عام الفیل مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء بعد از صبح صادق اور قبل از طلوع نیر عالم تاب ہوئی۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: رحمۃ للعالمین جلد اول ص ۴۲ اور سیرت النبی جلد اول ص ۱۶۰۔

سے دعا کرتے اور اس کی عطا پر شکر ادا کرتے کھڑے رہے۔ پھر واپس لے گئے اور آپ کی والدہ کے حوالے کرکے دودھ پلانے والیوں کی تلاش میں لگ گئے۔

حلیمہ سعدیہ

آپ کو دودھ پلانے کے لیے بنی سعد بن بکر کی ایک عورت کو، جس کا نام حلیمہ بنت ابی ذویب تھا، مقرر کیا۔ ابوذویب کا نام عبداللہ بن الحارث ابن شجنہ بن جابر بن رزام بن ناصرۃ بن قصیّۃ بن نصر بن سعد بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفۃ بن قیس بن عیلان) تھا اور آپ کے رضاعی والد کا نام جن کی بی بی کا دودھ آپ نے پیا، الحارث بن عبدالعزّٰی ابن رفاعۃ بن مُلّان بن ناصرۃ بن قُصَیّۃ بن نصر بن سعد بن بکر بن ہوازن) تھا۔ ابن ہشام کہتے ہیں ناصرۃ کا بیٹا مُلّان نہیں "ہلال" تھا۔

رسول اللہ کے رضاعی بھائی بہن

ابن اسحاق نے کہا: آپ کے رضاعی بھائی بہنوں کے نام یہ ہیں: عبداللہ، انیسہ اور خذامۃ، جن کا اصل نام اُنیسا تھا لیکن خذامۃ کے نام کا غلبہ ان کے اصلی نام پر ہو گیا اور وُہ اپنے خاندان میں اسی نام سے مشہور ہو گئی تھیں۔ یہ سب حلیمہ بنت ابی ذویب ہی کے بچے تھے۔ کہتے ہیں کہ جب آپ ان کے پاس رہتے تو اُنیسا، والدہ کے ساتھ مل کر آپ کی پرورش اور دیکھ بھال کرتیں۔

حلیمہ کا بیان

جہم بن ابی جہم مولیٰ الحارث بن حاطب الجمحی نے عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب یا کسی اور شخص کی روایت سے حدیث سنائی: حلیمہ بنت ابی ذویب السعدیہ رسول اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ بیان کرتی ہیں، میں اپنی بستی سے اپنے شوہر اور ایک شیر خوار بچے کو لیکر بنی سعد بن بکر کی چند عورتوں کے ساتھ دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں نکلی۔ وہ زمانہ قحط کا تھا۔ ہمارے پاس کچھ نہ تھا۔ میں ایک بھورے یا خاکی رنگ کی گدھی پر نکلی اور ہمارے ساتھ ایک بوڑھی اونٹنی بھی تھی جس سے خدا کی قسم، ایک قطرہ دودھ کبھی نہ مل سکتا تھا۔ ہمارا حال یہ تھا کہ ہمارے اس بچے کے جو ہمارے ساتھ تھا، بھوک کے رونے کے سبب ساری رات نہ سو سکتے تھے۔ میری چھاتی میں اتنا دودھ نہ تھا کہ اسے کافی ہو اور نہ ہماری بوڑھی اونٹنی کے پاس کچھ تھا، جو اس کے ناشتے کے کام آئے۔

ابن ہشام نے کہا، "ناشتے کے کام آئے" کے بعد یہ الفاظ تھے: ہمیں بارش اور خوشحالی کی توقع تھی۔

غرض میں اپنی اس گدھی پر نکلی تو وہ تھک گئی۔ اس کی کمزوری اور دُبلے پن کے باعث ساتھیوں

کو زحمت اُٹھانی پڑی، یہاں تک کہ ہم مکہ پہنچ گئے۔ ہم میں کوئی عورت ایسی نہ تھی، جس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش نہ کیا گیا ہو لیکن جب اس سے کہا جاتا تھا کہ آپ یتیم ہیں تو وہ آپ کو لینے سے انکار کرتی چونکہ ہم لوگ بچے کے باپ کی طرف سے نیک سلوک کی اُمید رکھتے اور کہتے تھے کہ وہ یتیم ہے تو اُس کی ماں اور دادا سے حسنِ سلوک کی کیا اُمید ہے؟ اس لیے ہم آپ کا لینا پسند نہ کرتے تھے۔ میرے ساتھ آئی ہوئی عورتوں میں سے بجز میرے کوئی عورت باقی نہ رہی، جس نے کوئی شیرخوار نہ لے لیا ہو۔ جب ہم واپس جانے کے لیے تیار ہو گئے تو میں نے اپنے شوہر سے کہا: بخدا میں یہ بات ناپسند کرتی ہوں کہ کسی شیرخوار کو لیے بغیر اپنی ساتھ والیوں میں لوٹوں۔ میں تو اس یتیم کے پاس جاؤں گی اور اسے ضرور لے لوں گی۔ انھوں نے کہا ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے اسی میں برکت دے دے۔ پس میں آپ کے پاس گئی اور آپ کو لے لیا۔ میرے اس فعل کا سبب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ مجھے آپ کے سوا کوئی اور نہ ملا۔

وجودِ مبارک کی برکات

انھوں نے کہا، پھر میں آپ کو لے کر اپنی سواری کی طرف لوٹی۔ جب میں نے آپ کو اپنی گود میں بٹھالیا تو آپ کے لیے میری چھاتیوں میں حسبِ خواہش دُودھ اُتر آیا۔ آپ نے پیا اور سیر ہو گئے۔ آپ کے ساتھ آپ کے بھائی نے بھی پیا اور وہ بھی سیر ہو گیا۔ پھر دونوں سو گئے، حالانکہ اس سے پہلے اس کے ساتھ ہم سوتے بھی نہ تھے، میرا شوہر اپنی بوڑھی اونٹنی کی طرف گیا تو گویا دیکھتا ہے کہ وہ دودھ سے بھری ہوئی ہے اس سے اتنا دودھ دوہا کہ میرے شوہر نے بھی پیا اور میں نے بھی، یہاں تک کہ ہماری سیری اور سیرابی انتہا کو پہنچ گئی اور اور آرام سے رات گزاری۔ صبح ہوئی تو میرے شوہر نے کہا، اے حلیمہ! خدا کی قسم، خوب سمجھ لو کہ تم نے ایک ذاتِ مبارک کو پایا ہے۔ میں نے جواب دیا، خدا کی قسم، مجھے یہی اُمید تھی۔ پھر ہم نکلے۔ میں اپنی گدھی پر سوار ہو گئی اور آپ کو بھی اپنے ساتھ سوار کرالیا، خدا کی قسم، پھر تو وہ گدھی قافلے سے آگے ہو گئی۔ قافلے والوں کی گدھیوں میں سے کوئی اس کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی، یہاں تک کہ میرے ساتھ والیاں مجھ سے کہنے لگیں، اے ابوذویب کی بیٹی! تجھ پر افسوس ہے، ہماری خاطر ذرا درمیانی چال چل۔ کیا یہ تیری وہ گدھی نہیں، جس پر تو گھر سے نکلی تھی؟ میں ان سے کہتی: کیوں نہیں، یہ وُہی تو ہے۔ وہ کہتیں: خدا کی قسم، اس کی تو حالت ہی کچھ اَور ہے۔ پھر ہم اپنے گھر آئے، جو بنو سعد کی بستیوں میں تھا اور اللہ تعالیٰ کی زمین میں کسی کو میں نہیں جانتی، جو اس سے زیادہ قحط زدہ ہو، مگر جب ہم آپ کو اپنے ساتھ لائے تو میری بکریاں چراگاہ سے شام کو لوٹتیں اور خوب دودھ سے بھری ہوئی ہوتیں۔ ہم دودھ دوہتے، پیتے اور دوسرے لوگوں میں سے کوئی شخص اپنی

بکریوں سے دُودھ کا قطرہ تک نہ دوہتا اور نہ تھنوں میں ایک قطرہ پاتا۔ ہماری قوم کے جو لوگ ہمارے قریب ہی رہا کرتے، اپنے چرواہوں سے کہتے: ارے کم بختو! ابو ذویب کی بیٹی کا چرواہا جہاں بکریاں چرنے چھوڑتا ہے، تم بھی وہیں چھوڑو، وہ ایسا ہی کرتے، پھر بھی ان کی بکریاں بھوکی ہی واپس آتیں۔ ایک قطرہ دُودھ نہ دیتیں اور میری بکریاں دودھ سے بھری ہوئی اور سیر لوٹتیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی جانب سے خیر و برکت ہی دیکھتے رہے، یہاں تک کہ آپ کے دو سال گزر گئے اور دودھ بڑھائی ہو گئی۔ آپ کی نشو و نما ایسی ہوئی کہ دوسرے بچوں میں سے کوئی اس کا نمونہ پیش نہ کر سکتا تھا۔ آپ کی عمر دو سال کی بھی نہ ہوئی تھی کہ خوب توانا ہو گئے۔ پھر ہم آپ کو لے کر آپ کے خاندان میں آپ کی والدہ کے پاس آئے۔ چونکہ آپ کی برکات دیکھتے رہے تھے، اس لیے آپ کو اپنے پاس رکھنے کے بہت آرزومند تھے، ہم نے آپ کی والدہ سے بات چیت کی۔ میں نے ان سے کہا: اگر آپ میرے بچے (رسول اللہ صلعم) کو میرے پاس کچھ دنوں اَور چھوڑ دیں کہ خوب توانا ہو جائے تو بہتر ہے کیونکہ مجھے مکہ کی وبا سے اس کے لیے ڈر لگتا ہے۔ ہم نے یہاں تک اصرار کیا کہ والدہ نے آپ کو ہمارے ساتھ لوٹا دیا۔ پھر تو ہم آپ کو لے کر لوٹے۔

شقِ بطن

خدا کی قسم، آپ کو ساتھ لے کر آنے سے چند ماہ بعد کا واقعہ ہے کہ آپ اپنے بھائی کے ساتھ ہماری بکریوں کے بچوں میں گھر کے پیچھے ہی تھے کہ آپ کا بھائی ہانپتا کانپتا ہمارے پاس آیا، کہا: میرا یہ قریشی بھائی ہے، اسے دو شخصوں نے، جو سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں، پکڑ لیا۔ لٹا کر اس کا پیٹ چاک کر ڈالا اور اسے مار رہے ہیں۔ یہ سنتے ہی میں اور آپ کے والد (حلیمہ کے شوہر) آپ کی طرف دوڑے تو ہم نے آپ کو اس حال میں کھڑا پایا کہ چہرے کا رنگ سیاہ تھا۔ میں نے اور آپ کے والد نے آپ کو گلے سے لگا لیا اور کہا: پیارے بیٹے! کیا ہُوا، فرمایا میرے پاس دو شخص، جو سفید کپڑے پہنے تھے، آئے اور مجھے لٹا کر میرا پیٹ چاک کیا۔ انھوں نے اس میں کوئی چیز تلاش کی، میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھی۔ حلیمہ نے کہا: پھر ہم آپ کو لے کر اپنے ڈیروں کی طرف لوٹے۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو واپس لانا

آپ کے والد نے مجھ سے کہا: اے حلیمہ! مجھے خوف ہے کہ اس لڑکے پر کہیں کوئی اثر نہ ہو گیا ہو۔ اس کے ظاہر ہونے سے پہلے اسے اس کے گھر والوں کے پاس پہنچا دو۔ کہا: پھر تو ہم نے آپ کو اُٹھا لیا اور لے کر آپ کی والدہ کے پاس آئے۔ انھوں نے کہا: انا تم اسے (ابھی) کیوں لائیں حالانکہ تم تو اسے اپنے پاس رکھنے کی بہت آرزومند تھیں۔ میں نے کہا: جی ہاں! اللہ تعالیٰ نے اب اسے

سن تمیز کو پہنچا دیا ہے اور مجھ پر جو فرائض تھے، وہ میں نے ادا کر دیے۔ مجھے اس پر حوادث کا خوف ہوا اس لیے میں نے آپ کی مرضی کے مطابق اسے آپ تک پہنچا دیا (حضرت آمنہ نے) کہا، نہیں تمھاری حالت ایسی تو نہیں، اپنا حال مجھ سے سچ سچ کہو (حلیمہ نے) کہا: جب تک میں نے نہ بتایا، انھوں نے مجھے نہ چھوڑا۔ پوچھا: کیا تمھیں اس پر شیطان کا اثر دکھائی دیا جس سے خوف ہوا؟ میں نے کہا جی ہاں: انھوں نے کہا: ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا، خدا کی قسم، اس پر شیطان کا کچھ بس نہ چلے گا میرے بچے کی عجیب شان ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ابن اسحاق نے کہا: ثور بن یزید نے بعض اہل علم سے روایت بیان کی اور میں سمجھتا ہوں، یہ روایت خالد بن معدان الکلاعی کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! اپنے کچھ حالات بیان فرمائیے۔ فرمایا:

نَعَمْ، اَنَا دَعْوَةُ اَبِیْ اِبْرَاهِیْمَ وَ بُشْرٰی اَخِیْ عِیْسٰی، وَ رَأَتْ اُمِّیْ حِیْنَ حَمَلَتْ بِیْ اَنَّهٗ خَرَجَ مِنْهَا نُوْرٌ اَضَاءَ لَهَا قُصُوْرُ الشَّامِ وَ اسْتُرْضِعْتُ فِیْ بَنِیْ سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ، فَبَیْنَا اَنَا مَعَ اَخٍ لِّیْ خَلْفَ بُیُوْتِنَا نَرْعٰی بَهْمًا لَنَا اِذْ اَتَانِیْ رَجُلَانِ عَلَیْهِمَا ثِیَابٌ بِیْضٌ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوْءَةٍ ثَلْجًا ثُمَّ اَخَذَانِیْ فَشَقَّا بَطْنِیْ، وَ اسْتَخْرَجَا قَلْبِیْ فَشَقَّاهُ، فَاسْتَخْرَجَا مِنْهُ عَلَقَةً سَوْدَاءَ فَطَرَحَاهَا، ثُمَّ غَسَلَا قَلْبِیْ وَ بَطْنِیْ بِذٰلِكَ الثَّلْجِ حَتّٰی اَنْقَیَاهُ

اچھا سنو، میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ کی بشارت ہوں۔ جب میں اپنی ماں کے بطن میں آیا تو انھوں نے دیکھا کہ ان کے اندر سے ایک نور نکلا، جس سے سرزمین شام کے محل ان پر روشن ہو گئے۔ بنی سعد بن بکر کے قبیلے میں دودھ پی کر میں نے پرورش پائی میں اپنے گھروں کے پیچھے اپنے ایک بھائی کے ساتھ تھا اور ہم اپنی بکریوں کے بچے چرا رہے تھے کہ دو شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے میرے پاس برف سے بھرا ہوا سونے کا ایک طشت لے کر آئے۔ انھوں نے مجھے پکڑا اور میرا پیٹ چاک کیا۔ میرا دل نکالا اور اسے بھی چاک کیا اس میں سے ایک کالا گوشت کا ٹکڑا نکالا اور پھینک دیا۔ پھر انھوں نے میرا دل اور پیٹ اس برف سے یہاں تک دھویا کہ اسے پاک کر دیا۔

قَالَ: (ثُمَّ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ زِنْهُ بِعَشَرَةٍ مِّنْ أُمَّتِهِ فَوَزَنَنِي بِهِمْ فَوَزَنْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ، زِنْهُ بِمِائَةٍ مِّنْ أُمَّتِهِ فَوَزَنَنِي بِهِمْ فَوَزَنْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ، زِنْهُ بِأَلْفٍ مِّنْ أُمَّتِهِ فَوَزَنَنِي بِهِمْ فَوَزَنْتُهُمْ فَقَالَ: دَعْهُ عَنْكَ فَوَاللّٰهِ لَوْ وَزَنْتَهُ بِأُمَّتِهِ لَوَزَنَهَا).

فرمایا، پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا انھیں ان کی امت کے دس شخصوں کے مقابل تولو اس نے مجھے ان کے ساتھ تولا تو میں ان سے وزن میں بڑھ گیا پھر اس نے کہا ان کی امت کے سو شخصوں کے ساتھ تولو جب اس نے مجھے ان کے ساتھ تو میں ان سے بھی وزن میں بڑھ گیا پھر اس نے کہا ان کی اُمت کے ہزار افراد کے ساتھ تولو۔ اس نے مجھے ہزار کے ساتھ وزن کیا تو جب بھی میں وزن میں بڑھ گیا (یہ دیکھ کر) اس نے کہا، انھیں چھوڑ دو۔ اللہ کی قسم، اگر تم انھیں ان کی (پوری) امت کے مقابل بھی تولو گے تو یہ بڑھ جائیں گے۔

ابن اسحاق نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ رَعَى الْغَنَمَ — کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں

قِيلَ: وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ — کہا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے بھی؟

قَالَ: وَأَنَا: — فرمایا ہاں، میں نے بھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے:

أَنَا أَعْرَبُكُمْ أَنَا قُرَشِيٌّ وَاسْتُرْضِعْتُ فِي بَنِي سَعْدِ ابْنِ بَكْرٍ۔

میں تم میں سب سے زیادہ خالص عرب ہوں۔ میں قریشی ہوں اور میں نے بنی سعد بن بکر کے قبیلے میں دودھ پی کر پرورش پائی ہے۔

واپسی اور گم شدگی

ابن اسحاق نے کہا: بعض لوگوں نے بیان کیا (واللہ اعلم) کہ آپ کی رضاعی والدہ سعدیہ آپ کو لے کر مکہ آئیں تو آپ ان سے چھوٹ کر لوگوں کی بھیڑ میں گم ہو گئے۔ سعدیہ نے اپنے بیٹے (آپ) کو بہت ڈھونڈھا، لیکن نہ پایا۔ عبد المطلب کے پاس آئیں اور ان سے کہا میں آج رات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو لے کر آئی اور جب مکہ کے بلند حصے میں تھی تو مجھ سے الگ ہو کر کھو گیا۔ خدا کی قسم، مجھے خبر نہیں کہ کہاں ہے۔ عبد المطلب آپ کے کوٹ آنے کے لیے اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہوئے کعبۃ اللہ کے پاس کھڑے ہوئے لوگوں کا بیان ہے کہ وَرَقہ بن نوفل بن اسد اور کسی ایک

اور شخص کو آپ مل گئے۔ وہ دونوں آپ کو لے کر عبدالمطلب کے پاس آئے اور ان سے کہا، یہ آپ کا بچہ مکہ کے بلند حصے میں ہمیں ملا۔ عبدالمطلب نے آپ کو لے کر گردن پر بٹھا لیا۔ اسی طرح کعبۃ اللہ کے گرد گھومتے جاتے، آپ کے لیے دعا کرتے اور پناہ مانگتے جاتے تھے۔ پھر آپ کی والدہ آمنہ کے پاس بھجوا دیا۔

واپسی کا ایک اور سبب

ابن اسحاق نے کہا، بعض اہلِ علم نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ کی رضاعی والدہ سعدیہ کو جن وجوہ سے ضرورت محسوس ہوئی کہ آپ کو والدہ کے پاس پہنچا دیں، ان میں سے ایک تو وہ وجہ تھی جس کا ذکر اوپر آچکا ہے، ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حبشہ کے چند نصرانیوں نے آپ کو میرے ساتھ اس وقت دیکھا، جب دودھ بڑھائی کے بعد آپ کو لے کر مکہ آئی۔ انھوں نے آپ کو غور سے دیکھا، خوب جانچا اور مجھ سے سوالات کیے۔ پھر آپس میں کہا، آؤ اس لڑکے کو لے لیں اور اپنے بادشاہ کے پاس اپنے وطن لے جائیں، کیونکہ یہ ایسا لڑکا ہے، جس کی بڑی شان ہوگی۔ ہم اس کے حالات خوب جانتے ہیں۔

جس نے یہ روایت مجھ سے بیان کی، اس کا کہنا تھا کہ حلیمہ کا آپ کو لے کر ان سے الگ ہونا مشکل ہو گیا تھا۔

باب ۲۹

والدۂ ماجدہ اور جدِّ امجد کی وفات

والدہ ماجدہ

ابن اسحاق نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ آمنہ بنت وہب اور اپنے دادا عبدالمطلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نگرانی و حفاظت میں تھے۔ اللہ تعالیٰ جس عظمت و بزرگی تک آپ کو پہنچانا چاہتا تھا، اس کے لیے آپ کی بہترین پرورش فرما رہا تھا۔ جب آپ کی عمر شریف، چھ سال کو پہنچی تو آپ کی والدہ انتقال کر گئیں۔

مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر (ابن محمد بن عمرو بن حزم) نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھ سال کے تھے کہ آپ کی والدہ آمنہ آپ کو لے کر بنی عدی بن النجار کے قبیلے میں آئیں۔ غرض یہ تھی کہ آپ کی ملاقات آپ کے ماموؤں سے کرائیں[1] تو وہاں سے واپسی کے وقت مکہ اور مدینہ کے درمیان مقامِ ابواء میں انتقال کر گئیں۔ ابن ہشام نے کہا: عبدالمطلب بن ہاشم کی والدہ سلمیٰ بنتِ عمرو نجاریہ تھیں۔ ابن اسحاق نے بنی نجار کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں ہونے کا جو رشتہ بتایا ہے، وہ یہی ہے۔

عبدالمطلب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دادا عبدالمطلب بن ہاشم کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ عبدالمطلب کے لیے کعبۃ اللہ کے زیر سایہ فرش بچھایا جاتا تھا اور ان کے بیٹے اس فرش کے اطراف میں بیٹھے رہتے، یہاں تک کہ وہ خود اس کی طرف آتے۔ بیٹوں میں سے کوئی بھی والد کی عظمت کے لحاظ سے فرش پر نہ بیٹھتا تھا۔ راوی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں کہ سنِ شعور کو پہنچ چکے تھے، آپ جب تشریف لاتے، فرش پر بیٹھ جاتے۔ آپ کو وہاں سے ہٹا دینے کے لیے چچا پکڑ لیتے تو عبدالمطلب کہتے، میرے بچے کو چھوڑ دو۔ خدا کی قسم! اس کی تو بہت بڑی شان ہے۔ آپ کو ساتھ اس فرش پر بٹھا لیتے اور آپ کی پشت مبارک پر ہاتھ پھیرتے رہتے۔ آپ کو جو کام بھی کرتے دیکھتے، انھیں خوشی ہوتی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھویں سال میں قدم رکھا

---

[1] مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلعم کے دادا عبدالمطلب کی ننھیال تھی۔ بہ ظاہر شوہر (عبداللہ بن عبدالمطلب) کی قبر پر جانا منظور تھا، جو مدینہ منورہ ہی میں دفن تھے اور پرانی رشتہ داری کو بھی تازہ کرنا مقصود تھا۔ ایک روایت کے مطابق اس سفر میں عبدالمطلب بھی ساتھ تھے۔

تو عبد المطلب بن ہاشم رحلت کر گئے۔ یہ حادثہ واقعۂ فیل سے آٹھ سال بعد پیش آیا۔

بیٹیوں کا ماتم عباس بن عبد اللہ (بن معبد بن عباس) نے اپنے بعض گھر والوں سے روایت کی کہ جب عبد المطلب کی وفات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ سال کے تھے

ابن اسحاق نے کہا، مجھ سے محمد بن سعید بن المسیب نے بیان کیا کہ جب عبد المطلب کی رحلت کا وقت آیا اور انھیں اپنی موت کا یقین ہو گیا تو اپنی بیٹیوں کو جو چھ تھیں، جمع کیا ان کے نام یہ تھے، صفیہ، برہ، عاتکہ، ام حکیم البیضاء، امیمہ اور اروی۔ ان سے کہا: تم سب مجھ پر گریہ وزاری کرو تاکہ میں اپنے مرنے سے پہلے سن لوں، تم کیا کہو گی۔

(ابن ہشام نے کہا: علماء شعر میں سے کوئی نہیں ملا جو ان اشعار سے واقف ہو، البتہ محمد بن سعید بن المسیب نے ان کی روایت کی ہے اور انھیں اسی طرح لکھ دیا گیا)۔

اشعار صفیہ صفیہ بنت عبد المطلب نے باپ کا ماتم کرتے ہوئے کہا:

أَرِقْتُ لِصَوْتِ نَائِحَةٍ بِلَيْلٍ عَلَى رَجُلٍ بِقَارِعَةِ الصَّعِيدِ

رات میں ایک رونے والی کی آرزو سے میری نیند اچٹ گئی، جو ایک بالکل راستے پر کھڑے ہوئے شخص پر رو رہی تھی۔

فَفَاضَتْ عِنْدَ ذَلِكُمُ دُمُوعِي عَلَى خَدِّي كَمُنْحَدِرِ الْفَرِيدِ

اسی وقت میرے آنسو میرے رخسار پر ڈھلکنے والے موتیوں کی طرح بہنے لگے۔

عَلَى رَجُلٍ كَرِيمٍ غَيْرِ وَغْلٍ لَهُ الْفَضْلُ الْمُبِينُ عَلَى الْعَبِيدِ

اس شریف شخص پر جو دوسروں کے نسب میں ملنے کا جھوٹا دعویدار نہ تھا۔ جسے بندگان خدا پر نمایاں فضیلت حاصل تھی۔

عَلَى الْفَيَّاضِ شَيْبَةَ ذِي الْمَعَالِي أَبِيكِ الْخَيْرِ وَارِثِ كُلِّ جُودِ

شیبہ پر جو بڑا فیاض اور بلند مرتبے والا تھا، اپنے اچھے باپ پر جو ہر قسم کی سخاوت والا تھا۔

صَدُوقٍ فِي الْمَوَاطِنِ غَيْرِ نِكْسٍ وَلَا شَخْتِ الْمَقَامِ وَلَا سَنِيدِ

اس پر، جو جنگ کے میدانوں میں خوب لڑنے والا، اپنے ہمسروں سے کسی بات میں

پیچھے نہ رہنے والا، نہ کم رتبہ اور نہ دوسروں کے نسب میں مل جانے والا تھا۔

طَوِیْلِ الْبَاعِ اَرْوَعَ شَیْظَمِیٍّ ‌‌ مُطَاعٍ فِیْ عَشِیْرَتِہٖ حَمِیْدِ

اس پر، جو بہت ہی کشادہ دست، عجیب حسن و شجاعت والا، بھاری بھرکم گھرانے کا قابلِ تعریف سردار تھا۔

رَفِیْعِ الْبَیْتِ اَبْلَجَ ذِیْ فُضُوْلٍ ‌‌ وَغَیْثِ النَّاسِ فِی الزَّمَنِ الْحَرُوْدِ

اس پر، جو عالی خاندان، روشن چہرہ، قسم قسم کے فضائل والا، اور قحط سالی میں لوگوں کا فریاد رس تھا۔

کَرِیْمِ الْجَدِّ لَیْسَ بِذِیْ وُصُوْمٍ ‌‌ یَرُوْقُ عَلَی الْمُسَوَّدِ وَالْمَسُوْدِ

اس پر جو اعلیٰ شان والا، ننگ و عار سے بری، سرداروں اور خادموں پر فضل و انعام کرنے والا تھا۔

عَظِیْمِ الْحِلْمِ مِنْ نَفَرٍ کِرَامٍ ‌‌ خَضَارِمَۃٍ مَلَاوِثَۃٍ اُسُوْدِ

اس پر، جو بڑے علم والا اور سخی لوگوں میں کا ایک فرد، دوسروں کے بوجھ اٹھانے والا، سردار شیروں کے لیے پشت پناہ تھا۔

فَلَوْ خَلَدَ امْرُؤٌ لِقَدِیْمِ مَجْدٍ ‌‌ وَلٰکِنْ لَا سَبِیْلَ اِلَی الْخُلُوْدِ

اگر کوئی شخص اپنی دیرینہ عزت و شان کے سبب ہمیشہ رہ سکتا

لَکَانَ مُخَلَّدًا اُخْرَی اللَّیَالِیْ ‌‌ لِفَضْلِ الْمَجْدِ وَالْحَسَبِ التَّلِیْدِ

تو مزدروہ اپنی فضیلت و شان اور دیرینہ خاندانی وقار کے سبب زمانے کی انتہا تک رہتا۔ لیکن بقا کی طرف تو کوئی راستہ ہی نہیں۔

اشعار برّہ

برّہ بنت عبد المطلب۔

اَعَیْنَیَّ جُوْدَا بِدَمْعٍ دُرَرْ ‌‌ عَلٰی طَیِّبِ الْخِیْمِ وَالْمُعْتَصَرْ

اے میری آنکھو! نیک سیرت اور سخی پر موتیوں جیسے آنسوؤں سے سخاوت کرو۔

عَلٰی مَاجِدِ الْجَدِّ وَارِی الزِّنَادِ ‌‌ جَمِیْلِ الْمُحَیَّا عَظِیْمِ الْخَطَرْ

اعلیٰ شان والے پر، لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنے والے پر، حسین چہرے اور

بڑے رتبے والے پر

عَلٰى شَيْبَةِ الْحَمْدِ ذِي الْمَكْرُمَاتِ وَذِي الْمَجْدِ وَالْعِزِّ وَالْمُفْتَخَرْ

بزرگیوں والے قابل ستائش شیبہ پر، عزت وشان والے اور افتخار والے پر۔

وَذِي الْحِلْمِ وَالْفَضْلِ فِي النَّائِبَاتِ كَثِيرِ الْمَكَارِمِ جَمِّ الْفَجَرْ

آفتاب میں فضل وعطا وحلم کرنے والے پر، بہت خوبیوں والے بڑے سخی مالدار پر۔

لَهُ فَضْلُ مَجْدٍ عَلٰى قَوْمِهٖ مُنِيرٌ يَلُوحُ كَضَوْءِ الْقَمَرْ

اپنی قوم پر اسے بڑی فضیلت حاصل تھی۔ وہ ایسا نور والا تھا کہ چاند کی طرح چمکتا رہتا تھا۔

اَتَتْهُ الْمَنَايَا فَلَمْ تُشْوِهٖ بِصَرْفِ اللَّيَالِي وَرَيْبِ الْقَدَرْ

زمانے کی گردشوں اور مکروہات تقدیر کو لیے ہوئے موتیں ان کے پاس آئیں اور اس پر اچٹتی ہوئی ضرب نہیں (بلکہ) کاری وار کیا۔

اشعار عاتکہ

عاتکہ بنت عبدالمطلب:

اَعَيْنَيَّ جُودَا وَلَا تَبْخَلَا بِدَمْعِكُمَا بَعْدَ نَوْمِ النِّيَامْ

اے میری آنکھو! سونے والوں کے سو جانے کے بعد اپنے آنسو کی سخاوت کرو اور بخل نہ کرو۔

اَعَيْنَيَّ وَاسْحَنْفِرَا وَاسْكُبَا وَشُوبَا بُكَاءَكُمَا بِالْتِدَامْ

اے میری آنکھو! خوب تیزی سے جھڑی لگا دو اور بہ جاؤ اور روتے کے ساتھ رخساروں پر طمانچے بھی مارو۔

اَعَيْنَيَّ وَاسْتَخْرِطَا وَاسْجُمَا عَلٰى رَجُلٍ غَيْرِ نِكْسٍ كَهَامْ

اے میری آنکھو: خوب جم کر رو لو اور ایسے شخص پر آنسو بہاؤ، جو نہ پیچھے رہنے والا تھا اور نہ کمزور۔

عَلَى الْجَحْفَلِ الْغَمْرِ فِي النَّائِبَاتِ كَرِيمِ الْمَسَاعِي وَفِيِّ الذِّمَامْ

بزرگ سردار پر، آفات میں اپنے احسانات میں ڈبو لینے والے پر، بزرگانہ کوشش والے پر، ذمہ داری کو پورا کرنے والے پر۔

عَلیٰ شَیْبَةِ الْحَمْدِ وَارِی الزِّنَادِ — وَذِی مَصْدَقٍ بَعْدَ ثَبْتِ الْمَقَامِ

مہمان نواز قابل ستائش شیبہ پر اور (اپنے) مقام پر جمے رہ کر سخت حملہ کرنے والے پر۔

وَسَیْفٍ لَدَی الْحَرْبِ صَمْصَامَةٍ — وَمُرْدِی الْخَاصِمِ عِنْدَ الْخِصَامِ

اس پر جو جنگ کے وقت ختم نہ ہونے والی تلوار اور جھگڑے کے وقت دشمن کو ہلاک کرنے والا تھا۔

وَسَهْلِ الْخَلِیْقَةِ طَلْقِ الْیَدَیْنِ — وَفِیٍّ عُذْمُلِیٍّ صَمِیْمٍ لُهَامِ

نرم سیرت والے کشادہ ہاتھوں والے وفادار سخت پختہ ارادے والے کثیر الخیر شخص پر۔

تَبَنَّكَ فِیْ بَاذِخٍ بَیْتُهٗ — رَفِیْعِ الذُّؤَابَةِ صَعْبِ الْمَرَامِ

اس پر جس کے گھر کی اساس علو شان پر مستحکم تھی، بلند طرے والے، اعلیٰ مقاصد والے پر۔

اشعار اُمِّ حکیم

ام حکیم البیضا بنت عبد المطلب:

اَلَا یَا عَیْنُ جُوْدِیْ وَاسْتَهِلِّیْ — وَبَکِّیْ ذَا النَّدَی وَالْمَکْرُمَاتِ

ہاں! اے آنکھ! سخاوت اور آہ و فغاں کر اور بزرگیوں والے اور سخاوت والے پر رو۔

اَلَا یَا عَیْنُ وَیْحَكِ اَسْعِفِیْنِیْ — بِدَمْعٍ مِنْ دُمُوْعٍ هَاطِلَاتِ

ہاں! اے کم بخت آنکھ! لگاتار برسنے والے آنسوؤں سے میری امداد کر

وَبَکِّیْ خَیْرَ مَنْ رَکِبَ الْمَطَایَا — اَبَاكِ الْخَیْرَ تَیَّارَ الْفُرَاتِ

سواریوں پر سوار ہونے والوں میں، جو سب سے اچھا تھا، اس پر آہ و فغاں کر اپنے اچھے باپ پر، جو میٹھے پانی کا موجزن دریا تھا۔

طَوِیْلَ الْبَاعِ شَیْبَةَ ذَا الْمَعَالِیْ — کَرِیْمَ الْخِیْمِ مَحْمُوْدَ الْهِبَاتِ

شیبہ پر، جو بردباری اور بلند رتبوں والا، نیک سیرت، سخاوت میں قابلِ مدح و ستائش تھا۔

وَصُوْلاً لِلْقَرَابَةِ هِبْرِزِيًّا   وَغَيْثًا فِي السِّنِيْنَ الْمُحْلِاتِ

صلہ رحمی کرنے والے پر، اس پر جس کے چہرے سے شرافت و جمال ظاہر ہوتا ہوتا تھا، جو قحط سالیوں میں برستا ہوا بادل تھا۔

وَلَيْثًا حِيْنَ تَشْتَجِرُ الْعَوَالِي   تَرُوْقُ لَهُ عُيُوْنُ النَّاظِرَاتِ

جو نیزوں کے ایک دوسرے سے مل کر جھاڑی کی طرح بن جانے کے وقت کا شیر تھا، جس کے لیے دیکھنے والوں کی آنکھیں بہ جاتی ہیں۔

عَقِيْلُ بَنِي كِنَانَةَ وَالْمُرَجَّى   إِذَا مَا الدَّهْرُ أَقْبَلَ بِالْهَنَاتِ

جو بنی کنانہ کا سردار تھا اور زمانے کے اقسام کی آفتیں سر پر پڑنے کے وقت اُمیدوں کا آسرا تھا۔

وَمَفْزَعُهَا إِذَا مَا هَاجَ هَيْجٌ   بِدَاهِيَةٍ وَخَصْمُ الْمُعْضِلَاتِ

جب کوئی سخت آفت آتی تو اس کا خوف وہ دور کر دینے والا اور مشکلات کا مقابلہ کرنے والا تھا۔

فَبَكِّيْهِ وَلَا تَسْمِيْ بِحُزْنٍ   وَبَكِّيْ مَا بَقِيْتِ الْبَاكِيَاتِ

پس ایسے شخص پر آہ و فغاں کر، غم کرنے میں سستی نہ کر اور دوسری رونے والیوں کو اس وقت تک رُلاتی رہ، جب تک تُو باقی رہے۔

اشعار امیمہ | امیمہ بنت عبد المطلب

أَلَا هَلَكَ الرَّاعِي الْعَشِيْرَةَ ذُو الْفَقْدِ   وَسَاقِي الْحَجِيْجِ وَالْمُحَامِي عَنِ الْمَجْدِ

سُن لو کہ خاندان کا محافظ، خاندان والوں کو ڈھونڈ نکالنے والا، حاجیوں کا ساقی، عزت و شان کی حمایت کرنے والا چل بسا۔

وَمَنْ يُؤْلِفُ الضَّيْفَ الْغَرِيْبَ بُيُوْتَهُ   إِذَا مَا سَمَاءُ النَّاسِ تَبْخَلُ بِالرَّعْدِ

جس کا گھر مسافر مہمانوں کو اس وقت جمع کر لیتا تھا، جب لوگوں کا آسمان گرج کے باوجود بخل بھی کرتا تھا۔

كَسَبْتَ وَلِيْدًا خَيْرَ مَا يَكْسِبُ الْفَتَىٰ فَلَمْ تَنْفَكِكْ تَزْدَادُ يَا شَيْبَةَ الْحَمْدِ

جو خوبیاں ایک جوان مرد حاصل کیا کرتا ہے ، اے قابلِ ستائش شیبہ : تُو نے ان

خوبیوں کی بہترین صفتیں کم سنی ہی میں حاصل کر لی تھیں اور ان میں تُو ہمیشہ ترقی ہی کرتا رہا۔

اَبُو الْحَارِثِ الْفَيَّاضُ خَلَّىٰ مَكَانَهُ فَلَا تَبْعَدَنْ فَكُلُّ حَيٍّ إِلَىٰ بُعْدِ

ایک فیاض شیر نے اپنی جگہ خالی کر دی ، پس تو اسے اپنے دل سے) دُور نہ کر کہ ہر

زندہ دُور ہونے والا ہے ۔

فَإِنِّي لَبَاكٍ مَا بَقِيْتُ، وَمُوْجَعٌ وَكَانَ لَهُ أَهْلًا لِمَا كَانَ مِنْ وَجْدِي

میں تو جب تک رہوں گی ، آبدیدہ و غمگین ہی رہوں گی اور میری محبت کے لحاظ

سے وہ اسی کا سزاوار تھا ۔

سَقَاكَ وَلِيُّ النَّاسِ فِي الْقَبْرِ مُمْطِرًا فَسَوْفَ أُبَكِّيْهِ وَإِنْ كَانَ فِي اللَّحْدِ

قبر میں تمام لوگوں کی سر پرستی کرنے والا (خدا) تجھے (اپنی رحمت کی) بارش سے

سیراب رکھے ۔ میں تو اس پر روتی ہی رہوں گی ، اگرچہ وہ قبر ہی میں رہے ۔

فَقَدْ كَانَ زَيْنًا لِلْعَشِيْرَةِ كُلِّهَا وَكَانَ حَمِيْدًا حَيْثُمَا كَانَ مِنْ حَمْدِ

وُہ اپنے پورے گھرانے کی زینت تھا اور جہاں کہیں جو تعریف بھی ہو ، وہ اس

تعریف کا سزاوار تھا۔

اشعارِ اُروٰی

اروی بنت عبد المطلب ۔

بَكَتْ عَيْنِي وَحَقَّ لَهَا الْبُكَاءُ عَلَىٰ سَمْحٍ سَجِيَّتُهُ الْحَيَاءُ

میری آنکھ ایک سراپا سخاوت اور حیا شعار پر روتی ہے اور اس آنکھ کے لیے

رونا ہی سزاوار ہے ۔

عَلَىٰ سَهْلِ الْخَلِيْقَةِ أَبْطَحِيٍّ كَرِيْمِ الْخِيْمِ نِيَّتُهُ الْعَلَاءُ

نرم خو وادی بطحا کے رہنے والے ، بزرگانہ سیرت والے پر جس کی نیت عروج

حاصل کرنے کی تھی ۔

عَلَى الْفَيَّاضِ شَيْبَةَ ذِي الْمَعَالِي أَبِيْكِ الْخَيْرِ لَيْسَ لَهُ كِفَاءُ

بلند رتبوں والے فیاض شیبہ پر ، جو تیرا بہترین باپ تھا جس کا کوئی ہمسر نہیں ۔

طَوِیْلِ الْبَاعِ اَمْلَسَ شَیْظَمِیٍّ　　اَغَرَّ کَاَنَّ غُرَّتَہٗ ضِیَاءُ

کشادہ اور نرم ہاتھ والے بھاری بھرکم سفید پیشانی والے پر، جس کی سفیدی ایسی
تھی، گویا ایک روشنی ہے۔

اَقَبَّ الْکَشْحِ اَرْوَعَ ذِیْ فُضُوْلٍ　　لَہُ الْمَجْدُ الْمُقَدَّمُ وَالثَّنَاءُ

پتلی کمر والے، عجیب، حسن و شجاعت والے، بہت سی فضیلتوں والے پر
جو قدیم سے عزت و بزرگی اور مدح و ثنا کا مالک ہے۔

اَبِیَّ الضَّیْمِ اَبْلَجَ ھِبْرِزِیٍّ　　قَدِیْمُ الْمَجْدِ لَیْسَ بِہٖ خَفَاءُ

ظلم کی برداشت نہ کرنے والے، روشن چہرے والے پر، جس کے چہرے
سے شرافت اور جمال ظاہر ہوتا تھا جس کی بزرگی اور شریف قدیم ہے جس میں کسی
قسم کی پوشیدہ بات نہیں۔

وَمَعْقِلِ مَالِکٍ وَرَبِیْعِ فِھْرٍ　　وَفَاصِلِھَا اِذَا الْتُمِسَ الْقَضَاءُ

جو بنی مالک کے لیے پناہ کی جگہ اور بنی فہر کے لیے بہار کی بارش تھا۔ جب جھگڑوں
کے فیصلے کے لیے تلاش ہوتی تو وہی ان میں فیصلہ کرنے والا ہوتا تھا۔

وَکَانَ ھُوَ الْفَتٰی کَرَمًا وَّجُوْدًا　　وَبَأْسًا حِیْنَ تَنْسَکِبُ الدِّمَاءُ

جود و سخا میں وہ ایک جوانمرد تھا اور دبدبے میں بھی وہی یکتا تھا جب خون
بہتے تھے۔

اِذَا ھَابَ الْکُمَاۃُ الْمَوْتَ حَتّٰی　　کَاَنَّ قُلُوْبَ اَکْثَرِھِمْ ھَوَاءُ

اور جب زرہ پوش بہادر موت سے یہاں تک ڈرتے کہ ان میں سے اکثروں
کے دلوں کا یہ حال ہوتا گویا وہ ہوا ہیں۔

مَضٰی قُدُمًا بِذِیْ رُبَدٍ خَشِیْبٍ　　عَلَیْہِ حِیْنَ تُبْصِرُہُ الْبَھَاءُ

قدیم سے اس کا یہ حال رہا ہے کہ جب تو اسے جوہر والی صیقل کی ہوئی (تلوار)
کے ساتھ دیکھتا تو اس پر رونق نظر آتی تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا: محمد بن سعید بن مسیب نے بیان کیا ہے کہ جب زبان بند ہو گئی تو عبدالمطلب
نے سر سے اشارہ کر کے کہا: ہاں، مجھ پر ایسے ہی بین کرو۔

ابن ہشام نے کہا: مسیب، حزن ابن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم کا بیٹا تھا۔

اشعار حذیفہ

ابن اسحاق نے کہا، حذیفہ بن غانم (ابن عدی بن کعب بن لؤی) عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف پر روتا، اس کی اور قصیّ کی فضیلت قریش پر نیز عبد مناف کے فرزندوں کی فضیلت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

(یہ مدح اس نے اس لیے کی کہ وہ چار ہزار درم کے بدلے پکڑا (مکہ میں روکا گیا تھا۔ ابولہب عبد العزیٰ بن عبد المطلب پاس سے گزرا تو اس نے یہ رقم ادا کی)

اَعَیْنَیَّ جُوْدَا بِالدُّمُوْعِ عَلَی الصَّدْرِ ۔۔۔ وَلَا تَسْاَمَا اُسْقِیْتُمَا سَبَلَ الْقَطْرِ

اے میری آنکھو! آنسوؤں سے میرے سینے پر سخاوت کرو اور سستی نہ کرو خدا تمہیں بارش کے ان قطروں سے سیراب کرے، جو زمین پر نہ گرے ہوں۔

وَجُوْدَا بِالدَّمِعِ وَاسْحَا کُلَّ شَارِقٍ ۔۔۔ بُکَاءَ امْرِئٍ لَمْ یَشْوِہٖ نَائِبُ الدَّھْرِ

آنسوؤں سے سخاوت کرو اور ہر صبح ایسے شخص کی سی فریاد کرو جسے زمانے نے کاری ضرب لگا کر ختم نہ کیا ہو۔

وَسُحَّا وَجُمَّا وَاسْجُمَا مَا بَقِیْتُمَا ۔۔۔ عَلٰی ذِیْ حَیَاءٍ مِنْ قُرَیْشٍ وَذِیْ سِتْرٍ

اے آنکھو! قریشی شرم و حجاب والے پر آنسو بہاؤ اور جب تک تم رہو اپنے پیمانے بھر بھر کر انڈیلتی رہو۔

عَلٰی رَجُلٍ جَلْدِ الْقُوٰی ذِیْ حَفِیْظَۃٍ ۔۔۔ جَمِیْلِ الْمُحَیَّا غَیْرِ نِکْسٍ وَلَا ھَذْرٍ

ایسے شخص پر جو مضبوط قویٰ والا، لوگوں کا ہر قسم کا حساب رکھنے والا اور خوبصورت ہے ناقص و ناکارہ نہیں۔

عَلَی الْمَاجِدِ الْبُھْلُوْلِ ذِی الْبَاعِ وَالنَّدٰی ۔۔۔ رَبِیْعِ لُؤَیٍّ فِی الْقُحُوْطِ وَفِی الْعُسْرِ

ایسے شخص پر جو عظمت اور شان والا ہے، ہر قسم کی بھلائیوں کا جامع ہے کشادہ دست اور انعام و اکرام والا ہے۔ تنگ دستی اور قحط کے زمانے میں بنی لؤی کے لیے ابر بہار ہے۔

عَلٰی خَیْرِ حَافٍ مِّنْ مَعَدٍّ وَنَاعِلٍ ۔۔۔ کَرِیْمِ الْمَسَاعِیْ طَیِّبِ الْخِیْمِ وَالنَّجْرِ

ایسے شخص پر جو بنی معد کے ننگے پاؤں چلنے والے اور جوتا پہن کر چلنے والے دونوں میں بہترین ہیں۔ شریفانہ کوششوں والا، نیک سیرت، نیک فطرت ہے۔

وَخَیْرِھِمْ اَصْلًا وَفَرْعًا وَمَعْدِنًا ۔۔۔ وَاَحْظَاھُمْ بِالْمَکْرُمَاتِ وَبِالذِّکْرِ

اصل و فرع اور معدن کے لحاظ سے ان میں سب بہتر ہے بزرگیوں اور شہرت کے

لحاظ سے بھی ان سب میں اسی کا بڑا حصہ ہے۔

وَ اَوۡلَاهُمۡ بِالۡمَجۡدِ وَالۡحِلۡمِ وَالنُّهٰی ۔۔۔ وَ بِالۡفَضۡلِ عِنۡدَ الۡمُجۡحِفَاتِ مِنَ الۡغُبۡرِ

عظمت و شان اور حلم و عقل کے لحاظ سے بھی ان سب سے بڑھ کر ہے اور کینہ جو

مصیبتوں میں فضل و کرم کے لحاظ سے بھی وہی سب میں بلند ہے۔

عَلٰی شَیۡبَةِ الۡحَمۡدِ الَّذِیۡ کَانَ وَجۡهُهٗ ۔۔۔ یُضِیۡءُ سَوَادَ اللَّیۡلِ کَالۡقَمَرِ الۡبَدۡرِ

قابل ستائش شیبہ پر، جس کا چہرہ رات کی تاریکی کو چودھویں رات کے چاند کی

طرح جگمگا دیتا ہے۔

وَ سَاقِی الۡحَجِیۡجِ ثُمَّ لِلۡخُبۡزِ هَاشِمٌ ۔۔۔ وَ عَبۡدِ مَنَافٍ ذٰلِكَ السَّیِّدُ الۡفِهۡرِیۡ

عبد مناف بنی فہر کا سردار حجاج کو زمزم پلانے اور روٹی کو چور کر کے ثرید

بنا کر کھلانے والا ہے۔

طَوٰی زَمۡزَمًا عِنۡدَ الۡمَقَامِ فَاَصۡبَحَتۡ ۔۔۔ سِقَایَتُهٗ فَخۡرًا عَلٰی کُلِّ ذِیۡ فَخۡرِ

اس نے زمزم کو مقام ابراہیم کے پاس پتھروں سے بنایا تو اس کا یہ کنواں ہر فخر

کے قابل شخص پر فخر کرنے کے قابل ہو گیا۔

لِیَبۡكِ عَلَیۡهِ کُلُّ عَانٍ بِکُرۡبَةٍ ۔۔۔ وَاٰلُ قُصَیٍّ مِنۡ مُقِلٍّ وَّ ذِیۡ وَفۡرِ

ہر آفت میں پھنسے ہوئے کو چاہیئے کہ اس پر روئے اور بنی قصی کے تو محتاجوں

اور مالداروں، سب کو اس پر رونا چاہیئے۔

بَنُوۡهُ سَرَاةٌ کَهۡلُهُمۡ وَ شَبَابُهُمۡ ۔۔۔ تَفَلَّقَ عَنۡهُمۡ بَیۡضَةُ الطَّائِرِ الصَّقۡرِ

اس کے لڑکے خواہ وہ نو عمر ہوں یا عمر رسیدہ، سب کے سب جوانمرد ہیں۔ گویا

شہباز کا انڈا پھوٹ کر وہ سب کے سب نکل آئے ہیں۔

قُصَیٌّ الَّذِیۡ عَادٰی کِنَانَةَ کُلَّهَا ۔۔۔ وَ رَابَطَ بَیۡتَ اللّٰهِ فِی الۡعُسۡرِ وَالۡیُسۡرِ

قُصی وہ شخص ہے، جس نے تمام بنی کنانہ سے دشمنی کر لی اور تنگدستی و خوشحالی

میں بیت اللہ سے دائمی تعلق رکھا۔

فَاِنۡ تَكُ غَالَتۡهُ الۡمَنَایَا وَصَرۡفُهَا ۔۔۔ فَقَدۡ عَاشَ مَیۡمُوۡنَ النَّقِیۡبَةِ وَالۡاَمۡرِ

اگر موتوں کی گردش نے اسے مار ڈالا تو کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس نے اطمینان

نفس سے کامیاب زندگی بسر کی ہے۔

وَاَبْقَى رِجَالاً سَادَةً غَيْرَ عُزَّلٍ　　مَصَالِيتَ اَمْثَالَ الرُّدَيْنِيَّةِ السُّمْرِ

اور ایسے جوانمرد سرداروں کو باقی چھوڑ گیا ہے، جو کمزور یا نہتے نہیں (بلکہ ہر معاملے میں) گندمی رنگ کے ردینی[1] نیزوں کی طرح گھس جانے والے ہیں۔

اَبُوْ عُتْبَةَ الْمُلْقِيْ اِلَيَّ حِبَاءَهٗ　　اَغَرُّ هِجَانُ اللَّوْنِ مِنْ نَفَرٍ غُرِّ

ابو عتبہ، جس سے مجھے فیض پہنچا ہے، نورانی پیشانی والا سرخ و سفید رنگ والا، نیک لوگوں میں سے۔

وَحَمْزَةُ مِثْلُ الْبَدْرِ يَهْتَزُّ لِلنَّدٰى　　نَقِيُّ الثِّيَابِ وَالذِّمَامِ مِنَ الْغَدْرِ

اور حمزہ بدر کی طرح روشن جبیں ہے۔ سخاوت کرکے سرور میں جھومنے لگتا ہے۔

اس کا لباس اور ذمہ داریاں بے وفائی کے دھبوں سے پاک و صاف ہیں۔

وَعَبْدُ مَنَافٍ مَاجِدٌ ذُوْ حَفِيْظَةٍ　　وَصُوْلٌ لِذِي الْقُرْبٰى رَحِيْمٌ بِذِي الصِّهْرِ

اور عبد مناف بزرگیوں والا اور لوگوں کے اعمال کا نگران ہے۔ نسبی رشتے کو مضبوط کرنے والا اور سمدھیانے کے تعلقات میں مہربانی سے پیش آنے والا۔

كُهُوْلُهُمْ خَيْرُ الْكُهُوْلِ وَنَسْلُهُمْ　　كَنَسْلِ الْمُلُوْكِ لَا تَبُوْرُ وَلَا تَحْرِيْ

ان کے بڑے بوڑھے تمام بڑے بوڑھوں میں بہترین اور ان کی اولاد بادشاہوں کی اولاد کی طرح نہ ہلاک ہوتی ہے، نہ گھٹتی ہے۔

مَتٰى مَا تُلَاقِ مِنْهُمُ الدَّهْرَ نَاشِئًا　　تَجِدْهُ بِاِجْرِيَّا اَوَائِلِهِ يَجْرِيْ

زمانہ بھر میں جب کبھی تو ان کے کسی نوعمر جوان سے ملے گا تو اسے اس کے اسلاف ہی کی عادتوں پر پائے گا۔

هُمُ مَلَؤُوا الْبَطْحَا مَجْدًا وَعِزَّةً　　اِذَا اسْتُبِقَ الْخَيْرَاتُ فِيْ سَالِفِ الْعَصْرِ

اگلے زمانے میں جب لوگوں نے نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت کی تو یہی نکلے جنھوں نے بطحا کو عزت و شان سے بھر دیا۔

وَفِيْهِمْ بُنَاةُ الْعُلَا وَعِمَارَةٌ　　وَعَبْدُ مَنَافٍ جَدُّهُمْ جَابِرُ الْكَسْرِ

اور انھیں میں عزّ و شرف کے بانی بھی ہیں، بستیوں کے بانی بھی اور عبد مناف جو ان کا دادا تھا۔

---

[1] ردینیہ جو خطہ ہجر (البحرین) کی ایک عورت تھی۔ وہ اور اس کا شوہر نیزوں کو درست کیا کرتے تھے یوں ———— اچھے نیزے اس کی جانب منسوب ہوتے رہے۔

ب نکاحِ عوفٍ بِنْتَهٗ لِيُجِيْرَنَا مِنَ اَعْدَائِنَا اِذْ اَسْلَمَتْنَا بَنُوْ فِهْرِ

اپنی بیٹی کو عوف کے نکاح میں دے کر ٹوٹے ہوئے دل کو جوڑ دینے والا تھا تاکہ

وہ ہمارے دشمنوں کے مقابل میں ہمیں پناہ دے۔ جب بنو فہر نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا۔

فَسِرْنَا تِهَامِيَّ الْبِلَادِ وَ نَجْدَهَا بِاَمْنِهٖ حَتّٰى خَاضَتِ الْعِيْرُ فِي الْبَحْرِ

تو ہم تہامہ اور نجد کے شہروں میں اس کے امن وامان میں سفر کرنے لگے یہاں تک

کہ قافلے سمندر میں رواں ہو گئے۔

وَهُمْ حَضَرُوْا وَالنَّاسُ بَادٍ فَرِيْقُهُمْ وَلَيْسَ بِهَا اِلَّا شُيُوْخُ بَنِيْ عَمْرِو

انھوں نے تمدن اختیار کیا، اور ان میں ایک گروہ بدوی زندگی ہی میں تھا اور وہاں

بنی عمرو[1] کے چند شیوخ کے سوا کوئی نہ تھا۔

بَنُوْهَا دِيَارًا جَمَّةً وَ طَوَوْ بِهَا بِئَارًا تَسُحُّ الْمَاءَ مِنْ ثَبَجِ الْبَحْرِ

شہروں کو بڑی آبادی والے بنا دیا ان میں پختہ باؤلیاں بنائیں جن سے پانی اس طرح

آتا ہے گویا بڑا سمندر ان کا سرچشمہ ہے۔

لِكَيْ يَشْرَبَ الْحُجَّاجُ مِنْهَا وَغَيْرُهُمْ اِذَا ابْتَدَرُوْهَا صُبْحَ تَابِعَةِ النَّحْرِ

تاکہ حجاج اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ سیراب ہوں، جب وہ قربانی کے دوسرے

روز صبح سویرے وہاں آئیں۔

ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ تَظَلُّ رِكَابُهُمْ مُخَيَّسَةً بَيْنَ الْاَخَاشِبِ وَالْحِجْرِ

تاکہ ان کے سدھے ہوئے اونٹ تین روز تک پہاڑوں اور الحجر کے درمیان

گزاریں۔

وَقِدْ مَا غَنِيْنَا قَبْلَ ذٰلِكَ حِقْبَةً وَلَا نَسْتَقِيْ اِلَّا بِخُمٍّ اَوِ الْحَفْرِ

زمانہ قدیم میں ہم یا تو خم نامی باؤلی سے پانی پیتے ہیں یا حفر نامی باؤلی سے، دوسری

باؤلیوں کی ہمیں کچھ پروا نہ رہی۔

وَهُمْ يَغْفِرُوْنَ الذَّنْبَ يُنْقَمُ دُوْنَهٗ وَيَعْفُوْنَ عَنْ قَوْلِ السَّفَاهَةِ وَالْهُجْرِ

اور یہ لوگ ایسے ایسے گناہ معاف کر دیتے ہیں جن سے کمتر گناہوں کا دوسرے

لوگ انتقام لیا کرتے ہیں اور بیہودگی و بے وقوفی کی باتوں کو معاف کر دیتے ہیں۔

---

[1] بنی عمرو سے مراد ہے بنو ہاشم کیونکہ ہاشم کا اصل نام عمرو ہی تھا۔

وَهُمْ جَمَعُوا حِلْفَ الْاَحَابِيْشِ كُلَّهَا   وَهُمْ نَكَّلُوا عَنَّا غُوَاةَ بَنِي بَكْرِ

انھوں نے تمام حلیفوں کو معاہدے کے لیے جمع کیا اور بنی بکر کے گمراہوں کو ہم سے دفع کیا۔

فَخَارِجَ اِمَّا اَهْلِكَنَّ فَلَا تَزَلْ   لَهُمْ شَاكِرًا حَتّٰى تُغَيَّبَ فِي الْقَبْرِ

پس اے خارجہ! اگر میں مر بھی جاؤں تو تُو ان لوگوں کا ہمیشہ شکر گزار رہ یہاں تک کہ تُو قبر میں غائب ہو جائے۔

وَلَا تَنْسَ مَا اَسْدَى ابْنُ لُبْنٰى فَاِنَّهُ   قَدْ اَسْدَى يَدًا مَحْقُوقَةً مِنْكَ بِالشُّكْرِ

ابن لبنیٰ[1] نے جو احسان کیا ہے، اُسے بھول نہ جانا، کیونکہ یہ ایسا احسان ہے، جو تیری شکر گزاری کا طالب ہے، یعنی تجھ پر اس کی شکرگزاری لازم ہے۔

وَاَنْتَ ابْنُ لُبْنٰى مِنْ قُصَيٍّ اِذَا انْتَمَوْا   بِحَيْثُ انْتَهٰى قَصْدُ الْفُؤَادِ مِنَ الصَّدْرِ

اے ابن لُبنیٰ، جب لوگ اپنے بزرگوں کی جانب منسوب ہوں تو تُو بنی قُصَیّ میں شمار ہوگا، جہاں سینوں میں رہنے والے دلوں کے مقاصد منتہی ہوتے ہیں۔

وَاَنْتَ تَنَاوَلْتَ الْعُلَا فَجَمَعْتَهَا   اِلٰى مَحْتِدٍ لِلْمَجْدِ ذِيْ ثَبَجٍ جَسْرِ

تُو نے برتری حاصل کر لی اور اس برتری کو ایک ایسی اصل خالص تک ملا دیا ہے، جو بزرگی کے لیے عظمت و جراُت والی ہے۔

سَبَقْتَ وَفُتَّ الْقَوْمَ بَذْلًا وَنَائِلًا   وَسُدْتَ وَلِيْدًا كُلَّ ذِيْ سُوْدَدٍ غَمْرِ

تُو جود و سخا میں تمام لوگوں سے اتنا آگے بڑھ گیا کہ سب کی نظروں سے غائب ہو گیا اور تو کم سنی ہی میں بڑے بڑے سرداروں کا سردار بن گیا۔

وَاُمُّكَ سِرٌّ مِنْ خُزَاعَةَ جَوْهَرٌ   اِذَا حَصَّلَ الْاَنْسَابَ يَوْمًا ذَوُو الْخُبْرِ

علم انساب کے ماہروں نے جب نسب دیکھے تو معلوم ہوا کہ تیری ماں خزاعہ کا ایک بہترین جوہر تھی۔

اِلٰى سَبَاِ الْاَبْطَالِ تُنْمٰى وَتَنْتَمِيْ   فَاَكْرِمْ بِهَا مَنْسُوْبَةً فِيْ ذُرَا الزُّهْرِ

اُسے سبا کے مشاہیر کی جانب منسوب کیا جاتا ہے اور وہ حقیقۃً یہ نسب رکھتی بھی ہے، تو وہ بھی کیسی کچھ عظمت والی ہوئی جو رونق کی انتہائی چوٹی سے نسب رکھنے والی ہے

[1] اشارہ ابولہب کی طرف ہے جس کی والدہ کا نام لبنیٰ تھا اور وہ ہاجر خزاعی کی بیٹی تھی۔

اَبُوْ شَمِرٍ مِّنْهُمْ وَعَمْرُو بْنُ مَالِكٍ　　وَذُوْ جَدَنٍ مِنْ قَوْمِهَا وَاَبُو الْجَبْرِ

ابو شمر اور عمرو بن مالک بھی انھیں میں سے ہیں اور ذو جدن اور ابو الجبر بھی
اس قوم کے افراد ہیں۔

وَاَسْعَدُ قَادَ النَّاسَ عِشْرِيْنَ حِجَّةً　　يُؤَيَّدُ فِيْ تِلْكَ الْمَوَاطِنِ بِالنَّصْرِ

اور اسعد جس نے بیس حجوں میں تمام لوگوں کی قیادت کی، ان مقامات میں اس
کی امداد اور حمایت کی جاتی رہی ہے۔

اشعار مطرود

ابن اسحاق نے کہا، مطرود بن کعب الخزاعی نے عبد المطلب اور بنی عبد مناف کا مرثیہ لکھا:

يَا اَيُّهَا الرَّجُلُ الْمُحَوِّلُ رَحْلَهُ　　هَلَّا سَاَلْتَ عَنْ اٰلِ عَبْدِ مَنَافِ

اے سفر کرنے والے شخص! تو نے عبد مناف کے خاندان والوں کا پتا
کیوں نہ پوچھا؟

هَبَلَتْكَ اُمُّكَ لَوْ حَلَلْتَ بِدَارِهِمْ　　ضَمِنُوْكَ مِنْ جُرْمٍ وَّمِنْ اِقْرَافِ

تیری ماں تجھ پر آہ و زاری کرے۔ اگر تو ان کے محلے میں اترتا تو تیرے جرموں
کی ضمانت کرتے اور دوغلے پن سے وہ بچاتے (یعنی تیری بیٹیوں کو ذلیل خاندانوں میں
بیاہے جانے سے روکتے اور تیری نسل دوغلی نہ ہوتی)

اَلْمُنْعِمِيْنَ اِذَا النُّجُوْمُ تَغَيَّرَتْ　　وَالظَّاعِنِيْنَ لِرِحْلَةِ الْاِيْلَافِ

زمانہ برا آجائے تو وہ سخاوت کرتے ہیں اور قریش کے قافلوں کے ساتھ سفر
میں جاتے ہیں۔

وَالْمُطْعِمِيْنَ اِذَا الرِّيَاحُ تَنَاوَحَتْ　　حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ فِي الرَّجَافِ

جب ہوائیں طوفانی ہو جائیں، یہاں تک کہ آفتاب بھی بحر طوفان خیز میں غائب
ہو جائے، وہ کھانا کھلانے والے ہیں۔ یعنی یہ لوگ سخت قحط کی اندھیری راتوں میں
بھی مسافروں کی مہمان نوازی کرنے والے ہیں۔

اَلْخَالِطِيْنَ غَنِيَّهُمْ بِفَقِيْرِهِمْ　　حَتّٰى يَعُوْدَ فَقِيْرُهُمْ كَالْكَافِيْ

اور ان کے مالدار ان کے تنگدستوں سے میل جول کرنے والے ہیں تاکہ ان کا
تنگ دست بھی دولت مندوں کی طرح ہو جائے۔

إِمَّا هَلَكْتَ أَبَا الْفِعَالِ فَمَا جَرَى   مِنْ فَوْقِ مِثْلِكَ عَقْدُ ذَاتِ نِطَاقِ

اے نیک کردار شخص! تجھے موت آگئی، تجھ جیسا پھر پیدا نہ ہو سکا۔

إِلَّا أَبِيكَ أَخِي الْمَكَارِمِ وَحْدَهُ   وَالْفَيْضِ مُطَّلِبِ أَبِي الْأَضْيَافِ

بجز تیرے باپ مطلب کے، جو کریانہ صفات میں یکتا، سرتاپا سخاوت تھا ایسا

مہمان نواز گویا مہمانوں کا باپ ہے۔

زمزم کا اختیار عبّاس کو ملنا

ابن اسحاق نے کہا، جب عبدالمطّلب بن ہاشم کا انتقال ہوگیا تو زمزم اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت پر ان کے فرزند العباس متولی ہوئے، حالانکہ وہ اس وقت اپنے تمام بھائیوں سے چھوٹے تھے۔ یہ تولیت اسلام کے ظہور اور قوت حاصل کرنے تک بھی انھیں سے وابستہ اور انہی کے ہاتھ میں رہی۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی ان کی دیرینہ تولیت برقرار رکھی اور آج تک بھی عباس کے سبب سے وہ تولیت آلِ عباس ہی میں ہے۔

باب ۳۰

ابوطالب کی سرپرستی

ابوطالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبدالمطلب کے بعد اپنے چچا ابوطالب ہی کے ساتھ رہتے تھے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ ابوطالب کو عبدالمطلب اس بات کی وصیت بھی کرتے رہے تھے۔ سبب یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ اور ابوطالب دونوں ماں باپ کی طرف سے ایک تھے یعنی حقیقی بھائی بھائی تھے۔ ان کی نانی فاطمہ، عمرو بن عائذ، بن عبد، بن عمران، بن مخزوم کی بیٹی تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کے بعد آپ کی سرپرستی ابوطالب ہی کیا کرتے تھے، آپ انھیں کے پاس رہا کرتے تھے۔

مجھ سے یحییٰ بن عبّاد (ابن عبداللہ بن زبیر) نے اپنے والد سے روایت بیان کی کہ بنی لہب کا ایک شخص (ابن ہشام نے کہا لہب ازد شنوارۃ کی اولاد میں سے تھا) پیش گوئی کیا کرتا تھا، جب مکہ آتا تو لوگ اس کے پاس اپنے لڑکوں کو لاتے۔ وہ انھیں دیکھتا اور ان کے متعلق پیش گوئیاں کرتا۔ راوی نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کم عمر تھے تو ابوطالب آپ کو بھی لائے۔ اس نے آپ کو دیکھا۔ پھر بعض مصروفیتوں نے اسے آپ کی جانب سے دوسری جانب مصروف کر دیا۔ جب وہ فارغ ہوا تو کہا، اس لڑکے کو میرے پاس لاؤ۔ ابوطالب نے اسے آپ کی جانب متوجہ دیکھا تو آپ کو اس کے پاس سے الگ کر دیا۔ وہ بولا اے تم لوگوں پر افسوس ہے! اس لڑکے کو جس کو میں نے ابھی دیکھا تھا، میرے پاس لوٹا دو۔ خدا کی قسم، اس کی تو بڑی شان ہوگی۔ راوی نے کہا، ابوطالب آپ کو لے کر چلے گئے۔

قصۂ بحیرا ابن اسحاق نے کہا، اس کے بعد ابوطالب تاجرانہ حیثیت سے ایک قافلے کے ساتھ شام کی جانب چل کھڑے ہوئے۔ جب سفر کے لیے تیار ہوئے اور سامانِ سفر باندھا گیا تو لوگوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اشتیاق ظاہر فرمایا۔ ابوطالب کا دل بھر آیا اور کہا، خدا کی قسم، ضرور انھیں اپنے ساتھ لے چلوں گا۔ وہ ہرگز مجھ سے جدا نہ ہوں گے اور نہ میں ان سے کبھی جدا ہوں گا۔ یہی یا اس کے مثل الفاظ انھوں نے کہے۔ غرض ابوطالب نے آپ کو ساتھ لے لیا۔

قافلہ سرزمین شام کے مقام بُصریٰ میں اُترا، جہاں بحیرا نامی ایک راہب کلیسا میں رہتا تھا اور وُہ نصرانیوں کے علم کا مرجع تھا۔ جب سے اس نے رُہبانیت اختیار کی، اسی کلیسا میں اس کی سکونت رہی، وہاں ایک کتاب تھی، جس کا علم اس راہب کو تھا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ وُہ کتاب اس کے اسلاف سے ورثے میں چلی آرہی تھی۔ اس سال یہ لوگ بحیرا کے پاس اُترے، حالانکہ بارہا اس سے پہلے بھی اس کے پاس سے ان لوگوں کا گزر ہوا۔ وُہ ان سے نہ کسی قسم کا تعارض کرتا تھا نہ کوئی بات، یہاں تک کہ یہ سال آیا، اور یہ لوگ اس کے کلیسا کے قریب اُترے تو ان کے لیے اس نے بہت سا کھانا تیار کیا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ جب وُہ کلیسا میں تھا اور یہ لوگ آرہے تھے تو اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قافلے میں یُوں دیکھا کہ آپ لوگوں کے درمیان ہیں اور آپ پر ایک ابر کا ٹکڑا سایہ فگن ہے اور یہی بات اس کی دعوت کی اصل وجہ تھی۔ راوی نے کہا، یہ لوگ آکر اس کے قریب ہی ایک درخت کے سایے میں اُترے تو اس نے ابر کا ٹکڑا اس وقت دیکھا جب وہ درخت پر سایہ فگن تھا۔ درخت کی ڈالیاں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جُھک گئی تھیں کہ آپ اس کے نیچے سایے میں تشریف فرما ہوں۔

قافلۂ قریش کی دعوت

جب بحیرا نے یہ دیکھا تو کلیسا سے اُترا اور کھانے کی تیاری کا حکم دے کر آیا۔ کھانا تیار ہُوا اور اُس نے ان لوگوں کے پاس آدمی کے ذریعے سے کہلا بھیجا کہ اے گروہِ قریش! اس نے تمھارے لیے کھانا تیار کیا ہے۔ میری خواہش ہے کہ تم سب کے سب آؤ خواہ تم میں کوئی چھوٹا ہو یا بڑا، غلام ہو یا آزاد۔ ان میں سے ایک شخص نے اس سے کہا، آج تو تمھاری حالت ہی کچھ اَور ہے۔ ہم تو تمھارے پاس سے بارہا گزرے ہیں۔ تم ایسا برتاؤ تو ہمارے ساتھ نہ کرتے تھے۔ آج کون سی غیر معمولی بات ہے؟ بحیرا نے کہا، تُو نے سچ کہا جو کچھ تو کہہ رہا ہے، حالت تو ویسی ہی تھی، لیکن تم لوگ مہمان ہو، میری خواہش ہے کہ تمھاری عزت کروں اور تمھارے لیے کھانا تیار کردوں کہ تم سب کھاؤ۔ پھر سب کے سب اس کے پاس جمع ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کم عمری کے سبب ان لوگوں کے کجاووں کے پاس اسی درخت کے نیچے رہ گئے۔ جب بحیرا نے ان لوگوں کو دیکھا اور وُہ صفت جو اس کے خیال میں تھی اور جسے وُہ جانتا تھا، نہ دیکھی تو کہا: اے گروہِ قریش: تم میں کا کوئی شخص میرے پاس کے کھانے سے رہ نہ جائے۔ انھوں نے کہا اے بزرگ! تیرے پاس آنے سے بجز ایک لڑکے کے کوئی ایسا شخص نہیں چھوٹا، جسے تیرے پاس آنا چاہیے تھا، وُہ لڑکا عمر میں سب سے چھوٹا ہے۔ اس لیے وُہ ہمارے کجاووں کے پاس رہ گیا ہے۔ بحیرا نے کہا ایسا نہ کرو، اسے بھی بلواؤ کہ وُہ اس کھانے میں تم سب کے

ساتھ رہے۔ قریش کے ایک شخص نے جو انھیں کے ساتھ تھا، کہا لات وعزیٰ کی قسم، ہمارے لیے باعثِ ذلّت ہے کہ ہم میں سے عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا کھانے سے چھوٹ رہے۔ پھر وُہ آپ کے پاس جاکر آپ کو گود میں اُٹھا لایا اور ان لوگوں کے ساتھ بٹھا دیا۔ بحیرا آپ کو نہایت غور سے دیکھنے لگا اور جسم مبارک کے ان خاص خاص حصّوں کا معائنہ کرنے لگا، جن کے صفات آپ کی شناخت میں اپنے پاس پاتا تھا۔ یہاں تک کہ جب لوگ کھانے سے فارغ ہُوئے اور اِدھر اُدھر چلے گئے تو بحیرا اُٹھ کر آپ کے پاس آیا، اور کہا، اے لڑکے! لات وعزیٰ کی قسم دے کر میں تجھ سے کہتا ہُوں کہ جو جو بات میں تجھ سے پُوچھوں بتاتے جانا۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد

بحیرا نے ایسا آپ سے اس لیے کہا کہ اس نے آپ کی قوم کو ان دونوں کی قسمیں کھاتے ہوئے سُنا تھا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

لَا تَسْئَلْنِیْ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰی شَیْئًا، فَوَاللّٰہِ مَا اَبْغَضْتُ شَیْئًا قَطُّ بُغْضَھُمَا۔	لات وعزیٰ کی قسم دے کر مجھ سے کوئی بات نہ پوچھ خدا کی قسم مجھے ان دونوں سے جتنا بغض ہے اُور کسی چیز سے کبھی نہیں رہا۔

بحیرا نے آپ سے کہا، اللہ کی قسم! آپ مجھے وُہ بتائیے جو میں آپ سے پوچھتا جاؤں، آپ نے فرمایا،

سَلْنِیْ عَمَّا بَدَا لَکَ	جو تمھیں مناسب معلوم ہو، وہ مجھ سے دریافت کرو۔

پھر وُہ آپ سے حالتِ خواب، ہیئت اور معاملات کے متعلق سوالات کرنے لگا، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی اسے اپنے حالات کی نسبت خبر دینے لگے۔ وُہ تمام باتیں آپ کے ان صفات کے مطابق ہوتی گئیں، جو اس کے پاس تھیں۔

مُہرِ نبوّت

پھر اس نے آپ کی پشت مبارک دیکھی، دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت، جو اسی مقام پر موجود تھا، جہاں آپ کی صفت میں اس کے پاس مرقوم تھا۔

ابن ہشام نے کہا وہ سینگیوں کے نشان کا سا تھا۔ ابن اسحاق نے کہا، جب وُہ اس سے فارغ ہُوا تو آپ کے چچا ابو طالب کی جانب توجّہ کی اور ان سے کہا، اس لڑکے کا تُم سے کیا رشتہ ہے؟ تو اُنھوں نے کہا میرا بیٹا ہے؛ بحیرا نے ان سے کہا، یہ تمھارا بیٹا نہیں، اس لڑکے کا باپ زندہ نہ ہونا چاہیے۔ انھوں نے کہا، میرے بھائی کا بیٹا ہے۔ بحیرا نے ان سے کہا: پھر اس کے باپ نے کیا کیا یعنی وُہ کہاں ہے؟ جواب دیا اس کا انتقال ہو گیا۔ کہا: تم نے سچ کہا، تم اپنے بھتیجے کو لے کر اس کے شہر

کو واپس جاؤ اور یہود سے اس کی حفاظت کرو۔ خدا کی قسم، اگر انھوں نے دیکھ لیا اور اس کے متعلق جو کچھ میں نے جانا، انھوں نے بھی جان لیا تو ضرور اسے ضرر پہنچانا چاہیں گے، کیونکہ تمھارے اس بھتیجے کی ایک بڑی شان ہونے والی ہے۔ پس اسے لیے ہوئے اس کے شہر جلد چلے جاؤ۔

سفر سے واپسی

جب آپ کے چچا ابو طالب شام کی تجارت سے فارغ ہو گئے تو وہاں سے جلد نکلے اور آپ کو لے کر مکہ چلے آئے۔ لوگوں نے روایتوں میں یہ خیال بھی ظاہر کیا ہے کہ زُرَیر، تمام اور دَرِیس نے بھی، جو اہل کتاب ہی میں سے تھے، اسی سفر میں، جس میں آپ اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ تھے، اسی نظر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا، جس نظر سے بحیرا نے دیکھا تھا۔ انھوں نے آپ کو ضرر پہنچانا بھی چاہا لیکن بحیرا نے انھیں باز رکھا، اللہ کی یاد دلائی اور وہ سب باتیں یاد دلائیں، جنھیں وہ اپنی کتاب میں آپ کے اوصاف و تذکرہ میں پاتے ہیں یہ بات بھی جتائی کہ اگر وہ سب کے سب اس ارادے پر جو وہ آپ کے متعلق کرنا چاہتے ہیں متفق بھی ہو گئے تو آپ تک نہ پہنچ سکیں گے۔ اس نے انھیں نہ چھوڑا حتّٰی کہ وہ اس بات کو سمجھ گئے جو وہ ان سے کہہ رہا تھا۔ آخر اس نے جو کچھ کہا، اس کی تصدیق انھوں نے بھی کی اور آپ کو چھوڑ کر آپ کے پاس سے لوٹ گئے۔

اللہ تعالیٰ کی نگرانی اور حفاظت

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوانی کے میدان میں اس طرح قدم رکھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی نگرانی اور حفاظت فرما رہا تھا، آپ کو ہر طرف سے گھیر رکھا تھا کہ کہیں جاہلیت کی گندگی آپ کو نہ چھو جائے، اس لیے کہ وہ آپ کا اعزاز اور آپ کی رسالت چاہتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ سن بلوغ کو پہنچے تو اپنی قوم میں مروت کے لحاظ سے بہترین اخلاق میں ان سب سے اچھے، حسب نسب میں ان سب سے زیادہ شریف پڑوس کے اعتبار سے ان سب میں، فضل و علم میں ان سب سے اعلیٰ، بات چیت میں ان سب سے زیادہ سچے، امانت داری میں ان سب سے بڑھے ہوئے، پاک دامنی اور عزتِ نفس کے لحاظ سے سب سے بلند، فحش اور ان اخلاق سے، جو مشہور لوگوں کے دامن کو ناپاک کر دیتے ہیں، منزلوں دُور تھے، یہاں تک کہ آپ میں تمام بھلائیوں کو یک جا کر کے قوم میں آپ کا لقب ہی امین مشہور کر دیا مجھ تک جو روایتیں پہنچی ہیں، ان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کم سنی اور ناواقفیت کے زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ جن چیزوں سے آپ کو بچاتا رہا، اس کے متعلق آپ ذکر فرمایا کرتے تھے۔ مثلاً:

لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ فِيْ غِلْمَانِ قُرَيْشٍ نَنْقُلُ حِجَارَةً لِبَعْضِ مَا يَلْعَبُ بِهِ الْغِلْمَانُ، كُلُّنَا قَدْ تَعَرَّى وَأَخَذَ إِزَارَهُ فَجَعَلَهُ عَلَى رَقَبَتِهِ يَحْمِلُ عَلَيْهِ الْحِجَارَةَ، فَإِنِّيْ لَأُقْبِلُ مَعَهُمْ كَذَالِكَ وَأُدْبِرُ إِذْ لَكَمَنِيْ لَاكِمٌ مَا أَرَاهُ لَكْمَةً وَجِيْعَةً، ثُمَّ قَالَ: شُدَّ عَلَيْكَ إِزَارَكَ۔

میں نے اپنے آپ کو قریش کے لڑکوں میں پایا، جو لڑکپن کے بعض کھیلوں کے لیے پتھر اٹھاتے تھے ہم میں سے ہر ایک برہنہ ہو گیا اور اپنا تہمد لے کر اسے گردن پر رکھ لیا۔ تاکہ اس پر پتھر اُٹھائے میں بھی ان کے ساتھ اسی طرح آتا جاتا ہوں کہ یکایک کسی نے مجھے ایک مکا مارا، جو میرے خیال میں تکلیف دہ نہ تھا اور کہا: اپنا تہمد باندھ لے

فرمایا:

فَأَخَذْتُهُ وَشَدَدْتُهُ، عَلَيَّ ثُمَّ جَعَلْتُ أَحْمِلُ الْحِجَارَةَ عَلَى رَقَبَتِيْ وَإِزَارِيْ عَلَيَّ مِنْ بَيْنِ أَصْحَابِيْ۔

میں نے اسے لے کر باندھ لیا پھر پتھر گردن پر اٹھانے لگا اور میرے تمام ساتھیوں میں صرف میرا ہی تہمد بندھا ہوا تھا۔

جنگ فجار

ابن ہشام نے کہا کہ ان روایتوں میں، جو مجھ سے ابو عبیدہ نحوی نے ابوعمرو بن العلاء کی روایت سے بیان کیں، ایک یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چودہ یا پندرہ سال کی ہوئی تو قریش اور بنی قیس عیلان کے درمیان لڑائی چھڑ گئی۔ بنی کنانہ میں سے لوگ قریش کے ساتھ تھے، سبب یہ تھا کہ عُروۃ الرحّال بن عتبہ ابن جعفر بن کلاب بن ربیعۃ بن عامر بن صعصعۃ بن معاویۃ بن بکر بن ہوازن) نے نعمان بن المنذر کے اونٹوں کو پناہ دی تھی جن پر تجارتی سامان لدا ہوا تھا۔ البرّاض بن قیس جو بنی ضمرۃ بن بکر ابن عبد مناۃ بن کنانہ) میں سے تھا۔ کہنے لگا کیا تو بنی کنانہ کے مقابلے میں ان اونٹوں کو پناہ دیتا ہے۔ جواب ملا ہاں، بلکہ تمام لوگوں کے مقابلے میں غرض عروۃ الرحال قافلے کے ساتھ نکلا اور البرّاض بھی اس کی غفلت کا موقع تلاش کرتا ہوا میدانِ عمل میں آیا۔ یہاں تک کہ جب وہ ذی طلال میں مقام تیمن کے بلند مقام پر تھا تو عروہ غافل ہو گیا اور البرّاض نے حملہ کر کے اسے حرمت والے مہینوں میں قتل کر ڈالا، اسی لیے اس جنگ کا نام جنگ فجار رکھا گیا۔

البرّاض کے اشعار

البرّاض نے اسی کے متعلق یہ اشعار کہے ہیں:۔

وَدَاهِيَةٍ تُهِمُّ النَّاسَ قَبْلِي — شَدَدتُ لَهَا بَنِي بَكْرٍ ضُلُوعِي

اے بنی بکر! میں نے ایسی آفت کے لیے، جو مجھ سے پہلے والے نہایت اہم سمجھتے تھے، کمر ہمت باندھ لی۔

هَدَمْتُ بِهَا بُيُوتَ بَنِي كِلَابٍ — وَأَرْضَعْتُ المَوَالِيَ بِالضُّرُوعِ

میں نے اس ہمت سے کام لے کر بنی کلاب کے گھر ڈھا دیے اور ان کے وابستگانِ دامن کو مناسب جگہوں پر پہنچا دیا۔

رَفَعْتُ لَهُ بِذِي طَلَالٍ كَفِّي — فَخَرَّ يَمِيدُ كَالجِذْعِ الصَّرِيعِ

میں نے مقام ذی طلال میں اپنے ہاتھ اس پر اٹھائے تو وہ گھوم کر شہتیر کی طرح زمین پر اوندھا گرا۔

لبید بن ربیعہ بن مالک بن جعفر بن کلاب نے کہا:

أَبْلِغْ إِنْ عَرَضْتَ بَنِي كِلَابٍ — وَعَامِرَ وَالخُطُوبُ لَهَا مَوَالِي

اے شخص! اگر تو بنی کلاب سے ملے تو یہ پیام پہنچا دے، بنی عامر اور بنی الخطوب تو ان کے وابستگانِ دامن ہی ہیں۔

وَبَلِّغْ إِنْ عَرَضْتَ بَنِي نُمَيْرٍ — وَأَخْوَالَ القَتِيلِ بَنِي هِلَالِ

اور بنی نمیر سے تو ملے تو انھیں بھی یہی پیام پہنچا دینا اور مقتول کے ماموؤں یعنی بنی ہلال سے ملاقات ہو تو ان سے بھی کہہ دینا۔

بِأَنَّ الوَافِدَ الرَّحَّالَ أَمْسَى — مُقِيمًا عِندَ تَيمَنَ ذِي طَلَالِ

کہ وافد الرحال ذی طلال کے مقام تیمن میں سرِ شام آکر ٹھہر گیا ہے (تمھارے مقابلے کے لیے تیار ہے)۔

جنگ کی کیفیت

پھر ایک شخص نے قریش کے پاس آکر کہا، البراض نے عروہ کو قتل کر دیا ہے اور حرمت والے مہینوں میں مقام عکاظ میں، قریش نے ایسی حالت میں کوچ کیا کہ ہوازن کو اس کی خبر بھی نہ ہوئی۔ پھر انھیں خبر ملی تو ان کا پیچھا کیا اور حدودِ حرم میں داخل ہونے سے پہلے ہی جا لیا، جنگ ہوئی، یہاں تک کہ رات ہو گئی۔ قریش حرم میں داخل ہو گئے تو ہوازن نے ان سے ہاتھ روک لیا اس جنگ کے بعد کئی بار آپس میں جھڑپیں ہوئیں لڑنے والوں کا کوئی سردار نہ تھا۔ قریش اور کنانہ کے ہر قبیلے کا سردار انھیں میں کا ایک ایک اور قیس کے

ہر قبیلے کا سردار انھیں میں کا ایک شخص ہو گیا۔ لڑائیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شرکت کی، چچاؤں نے آپ کو ساتھ لے لیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُنْتُ اُنَبِّلُ عَلٰى اَعْمَامِى — میں اپنے چچاؤں کو وہ تیر دیتا جاتا تھا جو دشمنوں کی جانب سے آتے تھے۔

ابن اسحاق نے کہا، جنگِ فجار چھڑی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیس سال کے تھے۔ اس جنگ کا نام جنگ فجار اس وجہ سے پڑا کہ اس میں ان دونوں قبیلوں کنانہ اور قیس عیلان نے اپنے درمیانی تعلقات میں بعض حرام کاموں کو بھی حلال قرار دے لیا تھا۔ قریش و کنانہ کا قائد حرب بن اُمیہ ابن عبد شمس تھا۔ اس روز دن کے پہلے حصے میں تو بنی قیس، بنی کنانہ پر فتحیاب رہے جب دن کا درمیانی حصہ شروع ہوا تو بنی کنانہ کو بنی قیس پر فتح حاصل ہو گئی۔

ابن ہشام نے کہا، میں نے جنگ فجار کا جتنا حال بیان کیا ہے وہ اس سے بہت زیادہ طویل ہے سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کا انقطاع مجھے اس کے مکمل بیان کرنے سے مانع ہے۔

باب ۳۱

حضرت خدیجہ رضؓ سے نکاح

تجارت کے لیے سفر شام

ابن ہشام نے کہا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس سال کی ہوئی تو آپ نے خدیجہ بنت خویلد (بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب) سے عقد فرمایا اور یہ ان واقعات میں سے ہے جس کی روایت ابو عمرو المدنی کے حوالے سے متعدد اہلِ علم نے مجھ سے کی۔ ابن اسحٰق نے کہا، خدیجہ رضؓ بنت خویلد ایک شریف مالدار اور تاجر عورت تھیں۔ اپنا مال دے کر لوگوں کو تجارت میں لگا دیتیں تجارت میں شرکت بھی کر لیتیں اور شرکا کے لیے ایک حصہ مقرر کر دیتیں۔ خود قریش کے لوگ بھی تاجر ہی تھے۔ جب انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی، اعلیٰ امانتداری اور شرافت اخلاق کے واقعات کی خبر پہنچی تو آپ کو بلوا بھیجا اور درخواست کی کہ مال لے کر میرے ایک غلام کے ساتھ جس کا نام میسرہ تھا، تجارت کے لیے تشریف لے جائیں۔ آپ کو معاوضہ اس سے زیادہ دوں گی جو دوسرے تاجروں کو دیتی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخواست قبول فرمائی اور ان کا مال لے کر نکلے۔ آپ کے ساتھ خدیجہ رضؓ کا غلام میسرہ بھی تھا۔ شام پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک راہب کے کلیسا کے نزدیک ایک درخت کے سایے میں نزول فرمایا۔ راہب نے اوپر سے دیکھ کر میسرہ کو کہا: یہ کون ہے جو اس درخت کے نیچے اترا ہے؟ میسرہ نے جواب دیا یہ شخص حرم والے قریشیوں میں سے ہے۔ راہب نے کہا: اس درخت کے نیچے نبی کے سوا کبھی کوئی شخص نہیں اُترا۔
غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سامان فروخت کیا جسے لے کر آپ نکلے تھے اور جو سامان خریدنا چاہا، خرید فرمالیا۔ پھر واپس مکہ تشریف لائے اور میسرہ آپ کے ساتھ ہی رہا۔ لوگ کہتے ہیں کہ جب دوپہر کا وقت ہوتا اور گرمی سخت ہو جاتی تو میسرہ دیکھا کرتا کہ دھوپ سے بچاؤ کے لیے دو فرشتے آپ پر سایہ افگن رہتے اور آپ اونٹ پر بیٹھے چلے جاتے۔ آپ جو مال (شام سے) لائے تھے، خدیجہ نے اسے فروخت کیا تو دگنا یا اس کے قریب ہو گیا۔ میسرہ نے راہب کی باتیں اور آپ پر فرشتوں کا سایہ افگن ہونا حضرت خدیجہ رضؓ سے بیان کیا۔ جناب خدیجہ رضؓ عقل مند، شریف عزم والی خاتون تھیں۔ اس کے علاوہ

اللہ تعالیٰ آپ کی عظمت کے طفیل ان کے لیے بھی سرفرازیاں چاہتا تھا۔ جب میسرہ نے وہ عظیم الشان خبریں سنائیں تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہلا بھیجا کہ اے میرے چچا کے بیٹے! آپ سے رشتہ داری، قوم میں آپ کے شرف، امانت داری، حسن اخلاق اور سچائی کی وجہ سے آپ کی جانب میرا میلانِ خاطر ہے۔ پھر نکاح کی استدعا کی۔ جناب خدیجہ ان دنوں قریش عورتوں میں نسب و شرف کے لحاظ سے افضل و اعلیٰ اور دولت کے اعتبار سے تمام عورتوں میں بڑی مالدار تھیں۔ قوم میں سے ہر ایک آرزومند تھا کہ کاش اسے اس امر پر قدرت ہوتی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نسب

آپ کا نسب یوں ہے: خدیجہ بنت خویلد (بن اسد بن عبد العزّٰی بن قصیّ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤیّ بن غالب بن فہر) آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدۃ[1] (بن الاعصم بن رواحۃ بن حجر بن عبد بن معیص بن عامر، بن لؤی بن غالب بن فہر) فاطمہ کی ماں کا نام ہالۃ بنت عبد مناف (بن الحارث بن عمرو بن منقذ بن عمرو بن معیص بن عامر بن لؤیّ بن غالب بن فہر) ہالۃ کی ماں کا نام قِلابۃ بنت سعید (بن سعد بن سہم بن عمرو بن ہُصَیص بن کعب بن لؤیّ بن غالب بن فہر) تھا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

جب خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مذکورہ بالا پیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تو آپ نے چچاؤں سے اس کا ذکر کیا۔ آپ کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب آپ کے ساتھ گئے۔ خویلد بن اسد کے پاس جا کر خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ کی نسبت کرا دی اور آپ کا عقد ہو گیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مہر میں بیس جوان اونٹنیاں دیں۔ یہ پہلی بی بی تھیں، جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد فرمایا۔ ان کی زندگی میں آپ نے کوئی دوسرا عقد نہ کیا، یہاں تک کہ وہ انتقال فرما گئیں، اللہ تعالیٰ ان سے راضی رہے۔

اولادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ابن اسحاق نے کہا، آپ کے فرزند ابراہیم علیہ السلام کے سوا تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی سے ہوئی یعنی القاسم، جن کے نام سے آپ کنیت فرمایا کرتے تھے۔ طاہر، طیّب، زینب، رقیّہ، ام کلثوم اور فاطمہ علیہم السلام (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی سے) تھے۔

ابن ہشام نے کہا: آپ کے فرزندوں میں سب سے بڑے قاسم تھے، ان کے بعد طیّب، ان کے بعد

---

[1] زائدہ

طاہر اور صاحبزادیوں میں سب سے بڑی رقیہؓ، ان کے بعد زینب، ان کے بعد ام کلثوم، ان کے بعد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ابن اسحاق نے کہا، قاسم، طیب اور طاہر کی وفات تو اسلام سے پہلے ہی واقع ہو گئی صاحبزادیاں سب کی سب زمانۂ اسلام تک رہیں، اسلام اختیار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی۔

ابن ہشام نے کہا، ابراہیمؓ کی والدہ ماریہ تھیں۔ ہم سے عبداللہ بن وہب نے ابن لہیعہ کی حدیث بیان کی، کہا: ابراہیمؓ کی والدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواص ماریہ تھیں، جو مُقَوقِس نے آپ کے پاس بطور ہدیہ روانہ کی تھیں۔

حدیث خدیجہؓ

ابن اسحٰق نے کہا: جناب خدیجہؓ نے ورقہ بن نوفل (بن اسد بن عبدالعزّیٰ) سے اس کا ذکر کیا تھا۔ یہ ان کے چچیرے بھائی تھے اور نصرانی مذہب اختیار کر لیا تھا انھوں نے کتب بینی میں ایک زمانہ گزارا تھا اور لوگوں کے معلومات میں سے ان واقعات کو بھی جانتے تھے، جو جناب خدیجہؓ کے غلام میسرہ نے راہب کی باتیں اور اپنے چشم دید حالات کا ان سے ذکر کیا تھا کہ دو فرشتے آپ پر سایہ افگن رہا کرتے تھے۔ ورقہ نے کہا: اے خدیجہؓ! اگر یہ واقعات صحیح ہیں تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس اُمّت کے نبی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ یہ بات ضرور ہونے والی ہے۔ اس اُمّت کے لیے ایک نبی ہونے والا ہے، جس کا انتظار ہے اور یہی اس کا زمانہ ہے یا جیسا کچھ انھوں نے کہا۔ راوی نے کہا: ورقہ اس معاملے کی نسبت خیال کرتے تھے کہ اس کے وقوع میں تاخیر ہو گئی ہے اور کہتے تھے کہ آخر کب تک انتظار کیا جائے؟

اشعار ورقہ

اس بارے میں ورقہ نے اشعار بھی کہے:

لَجِجْتُ وَكُنْتُ فِي الذِّكْرَىٰ لَجُوجًا ۔۔۔ لِهَمٍّ طَالَمَا بَعَثَ النَّشِيجَا

میں نے ایک ایسے اہم معاملے کا بہت کچھ انتظار کیا، جس نے رو رو کر گلو گرفتہ ہو کر بیٹھ جانے والے کو بھی اکثر مستعد بنا دیا ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ میں پند و نصیحت کا ہمیشہ سے منتظر ہی رہا ہوں۔

وَوَصْفٍ مِنْ خَدِيجَةَ بَعْدَ وَصْفٍ ۔۔۔ فَقَدْ طَالَ انْتِظَارِي يَا خَدِيجَا

خدیجہ سے میں نے ایک کے بعد ایک وصف سنا۔ اے خدیجہ میرا انتظار بہت دراز ہو گیا ہے۔

بِبَطْنِ الْمَكَّتَيْنِ عَلٰى رَجَائِیْ حَدِيْثَكِ اَنْ اَرٰى مِنْهُ خُرُوْجَا

اے خدیجہ! میں سمجھتا ہوں، اور امید رکھتا ہوں کہ تمہاری بات کا ظہور مکہ کے دونوں بطنوں[1] کے درمیان ہوگا

بِمَا خَبَّرْتِنَا مِنْ قَوْلِ قَسٍّ مِنَ الرُّهْبَانِ اَكْرَهُ اَنْ يَعُوْجَا

میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ بات جس کی تم نے ہمیں خبر دی، ٹیڑھی یا غلط ہو جائے۔

بِاَنَّ مُحَمَّدًا سَيَسُوْدُ فِيْنَا وَيَخْصِمُ مَنْ يَكُوْنُ لَهٗ حَجِيْجَا

کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم میں عنقریب سردار ہو جائیں گے اور ان کی جانب سے جو شخص کسی سے بحث کرے گا، وہی غالب رہے گا۔

وَيَظْهَرُ فِي الْبِلَادِ ضِيَاءُ نُوْرٍ يُقِيْمُ بِهِ الْبَرِيَّةَ اَنْ تَمُوْجَا

اور تمام شہروں میں اس نور کی روشنی پھیل جائے گی، جو خلقِ خدا کو سیدھا چلائے گی اور منتشر ہونے سے بچائے گی۔

فَيَلْقٰى مَنْ يُحَارِبُهٗ خَسَارًا وَيَلْقٰى مَنْ يُسَالِمُهٗ فُلُوْجَا

اس کے بعد جو آپ سے جنگ کرے گا، نقصان اٹھائے گا اور جو آپ سے مصالحت کرے گا، فتحمند رہے گا۔

فَيَا لَيْتِيْ اِذَا مَا كَانَ ذَاكُمْ شَهِدْتُ وَكُنْتُ اَكْثَرَهُمْ وُلُوْجَا

کاش! میں بھی اس وقت رہوں، جب تمہارے سامنے ان واقعات کا ظہور ہو اور کاش اس میں داخل ہونے والوں میں سب سے زیادہ حصہ دار ہوں۔

وُلُوْجًا فِي الَّذِيْ كَرِهَتْ قُرَيْشٌ وَلَوْ عَجَّتْ بِمَكَّتِهَا عَجِيْجَا

اس دین میں داخل ہو جاؤں، جس سے قریش کو کراہت رہے گی اگرچہ وہ اپنے مکہ میں بہت کچھ چیخ پکار کریں۔

اُرَجِّيْ بِالَّذِيْ كَرِهُوْا جَمِيْعًا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ اِنْ سَفَلُوْا عُرُوْجَا

جس چیز سے قریش کو یقیناً کراہت ہوگی، اس چیز سے ہی میں مالک عرش کے پاس سے سرفرازی کا امیدوار ہوں، جب انہیں ذلت ہوگی۔

---

[1] بہ ظاہر اس سے مراد شہر کا حصہ اعلیٰ اور حصہ اسفل ہے۔

وَهَلْ اَمْرُ السَّفَالَةِ غَيْرُ كُفْرٍ بِمَنْ يَخْتَارُ مَنْ سَمَكَ الْبُرُوْجَا

جس نے بلندی کو برجوں کے لیے منتخب فرمایا ہے، اس سے انکار و کفر کے سوا کیا کوئی اور ذلت بھی ہے؟

فَاِنْ يَبْقُوْا وَاَبْقَ تَكُنْ اُمُوْرٌ يَضِجُّ الْكَافِرُوْنَ لَهَا ضَجِيْجَا

اگر وہ بھی رہیں اور میں بھی رہوں تو وہ دیکھ لیں گے، ایسے ایسے واقعات رُونما ہوں گے کہ کافر ان پر سخت آہ و زاری کریں گے۔

وَاِنْ اَهْلِكْ فَكُلُّ فَتًى سَيَلْقٰى مِنَ الْاَقْدَارِ مُتْلِفَةً خُرُوْجَا

اور اگر میں مر جاؤں تو ہر جواں مرد قضا و قدر کے فیصلے کے بموجب ہلاک ہونے اور اس دنیا سے نکل جانے والا ہے۔

باب ۳۲

کعبۂ مکرّمہ کی تعمیر

سبب تعمیر کعبہ

ابن اسحٰق نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پینتیس سال کے ہوئے تو قریش نے تعمیر کعبہ پر اتفاق کیا۔ ان کا ارادہ تھا کہ اس پر چھت ڈالیں اور کعبے کو ڈھانے سے ڈرتے بھی تھے۔ وہ آدمی کے قد سے کچھ اونچا سنگ بستہ تھا۔ قریش کی خواہش تھی کہ اسے اونچا بھی کر دیں اور اوپر پاٹ بھی دیں۔ یہ خیال اس وجہ سے پیدا ہوا کہ بعض لوگوں نے وہ خزانہ چرا لیا تھا جو کعبے کے اندر ایک چہ بچہ میں رہا کرتا تھا۔ جس شخص کے پاس چوری کیا ہوا مال پایا گیا۔ اس کا نام دویک تھا۔ جو بنی مُلَیح بن عمرو خزاعی کا آزاد کردہ غلام تھا۔

ابن ہشام نے کہا: قریش نے اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا۔ حالانکہ ان کا یہ بھی خیال تھا کہ جن لوگوں نے اسے چرایا تھا، انھوں نے دُویک کے پاس رکھا تھا[1]۔

رومی تاجروں میں سے ایک کی کشتی سمندر کی لہروں نے ساحل جدہ پر لا ڈالی تھی اور وہ ٹوٹ پھوٹ چکی تھی۔ قریش نے اس کی لکڑی خرید لی اور کعبے کی چھت بنانے کے لیے اسے تیار کیا۔ مکہ میں ایک قبطی بڑھئی رہتا تھا۔ گویا قریش کی ضرورت کی تمام چیزیں مہیا ہو گئیں۔ ایک سانپ تھا، جو ایک چہ بچے سے نکلا کرتا تھا، جہاں وہ تمام چیزیں رکھی جاتی تھیں، جو کعبے کے لیے روزانہ بطور نذر آتی تھیں۔ یہ سانپ دھوپ کھانے کے لیے کعبے کی دیواروں پر آ بیٹھتا اور لوگ اس سے ڈرتے، کیونکہ جب کوئی اس کے نزدیک جاتا تو وہ سر اٹھاتا، منہ کھولتا اور پھنکاریں مارتا۔ لوگ اس سے خوف زدہ ہو جاتے۔ ایک روز، جب وہ اپنی عادت کے مطابق کعبے کی دیواروں پر دھوپ کھانے کے لیے بیٹھا تھا، اللہ تعالیٰ نے ایک پرندہ اس کی طرف بھیجا۔ اور وہ اسے اڑا لے گیا۔ قریش نے کہا: اب ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے راضی ہو گیا ہے جس کا ہم ارادہ رکھتے ہیں، ہمارے پاس کام کرنے والا ساتھی اور لکڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سانپ کے شر سے بھی بچا دیا۔ پھر تو اسے ڈھا کر نئی تعمیر کے لیے سب کے سب متفق ہو گئے اور ابو وہب بن عمرو (بن عائذ بن عبد بن عمران بن مخزوم) اٹھا۔

---

[1] گویا چرانے والا دُویک نہ تھا۔ البتہ مال اسی کے پاس سے ملا۔

(ابن ہشام نے کہا:۔ عائذ بن عبد بن عمران بن مخزوم اٹھا) اور کعبے میں سے ایک پتھر نکالا۔ تو وہ اس کے ہاتھ میں سے اچھل کر پھر اپنی جگہ جا بیٹھا۔ اس نے کہا: اے گروہ قریش! اس کی تعمیر میں اپنی پاک کمائی کے سوا کوئی چیز نہ داخل ہونے دو۔ اس میں خرچی کا پیسہ نہ لگے۔ سُود کی کمائی نہ شریک ہو۔ لوگوں میں کسی پر ظلم کر کے حاصل کی ہوئی شے نہ داخل کی جائے۔ لوگ اس بات کو ولید بن مغیرہ (بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم) سے منسوب کرتے ہیں۔

ابو وہب سے رسول اللہ صلعم کی قرابت ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن ابی نجیح مکی نے بیان کیا۔ انھوں نے عبداللہ بن صفوان (بن امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح بن عمرو بن ھُصَیص بن کعب بن لُوَیّ) سے روایت کی کہ انھوں نے جعدۃ بن ہبیرہ (بن ابی وہب بن عمرو) کے لڑکے کو بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا تو اس کے متعلق دریافت کیا۔ کہا گیا کہ وہ جعدۃ بن ہبیرہ کا بیٹا ہے۔ اس وقت عبداللہ بن صفوان نے کہا: اس شخص کا دادا یعنی ابو وہب ہی وہ شخص ہے، جس نے کعبۃ اللہ کا ایک پتھر اس وقت نکالا تھا۔ جب قریش اس کے ڈھانے پر متفق ہو گئے تھے۔ پتھر اس کے ہاتھ سے اچھل کر اپنی جگہ جا بیٹھا تھا تو اس نے اس وقت کہا تھا: اے گروہ قریش! اس کی تعمیر میں اپنی پاک کمائی کے سوا کوئی چیز نہ داخل ہونے دو۔ اس میں خرچی کا پیسہ نہ لگاؤ۔ سُود کی کمائی نہ شریک کرو۔ کسی پر ظلم کر کے حاصل کی ہوئی چیز داخل نہ کی جائے۔

ابو وہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کے ماموں اور شریف آدمی تھے۔

مدحیہ اشعار انھیں کی مدح میں عرب کے کسی شاعر نے کہا ہے:۔

وَلَوْ بِاَبِیْ وَھْبٍ اَنَخْتُ مَطِیَّتِیْ غَدَتْ مِنْ نَدَاہُ رَحْلُھَا غَیْرُ خَائِبِ

اگر وہب کے پاس میں اپنی اونٹنی بٹھاؤں تو اگلے دن کے سفر کے لیے
میری سواری کی خرجیاں خالی نہ رہیں گی

بِاَبْیَضَ مِنْ فَرْعَیْ لُؤَیِّ بْنِ غَالِبٍ اِذَا حُصِّلَتْ اَنْسَابُھَا فِی الذَّوَائِبِ

جب شرافت نسب کا حساب کیا جائے تو لوئی بن غالب کی دونوں شاخوں
میں وہ سب سے زیادہ شریف ثابت ہوں۔

اَبِیٌّ لِاَخْذِ الضَّیْمِ یَرْتَاحُ لِلنَّدٰی تَوَسَّطَ جَدَّاہُ فُرُوْعَ الْاَطَایِبِ

وہ بدلہ لینے سے نفرت کرنے والا، اور سخاوت سے راحت حاصل

کرنے والا ہے۔ اس کے دونوں دادا[1] محاسن کی تمام شاخوں میں اعلیٰ درجہ رکھتے تھے۔

عَظِيمُ رَمَادِ الْقِدْرِ يَمْلأ جِفَانَهُ ۔۔۔ مِنَ الْخُبْزِ يَعْلُوهُنَّ مِثْلُ السَّبَائِبِ

اس کی دیگوں کے نیچے کی راکھ ڈھیروں ہوتی ہے۔ وہ اپنے بڑے کاسے روٹی سے بھرتا ہے اور اس پر لذیذ گوشت ہوتا ہے۔

تعمیر میں تقسیم کار

پھر قریش نے کعبے کے ٹکڑے ٹکڑے ٹھہرا لیے۔ دروازے کا حصہ بنی عبد مناف اور بنی زہرہ کا۔ رکن اسود و رکن یمانی کے درمیان کا حصہ بنی مخزوم اور قریش کے ان قبیلوں کا، جو اُن سے مل گئے تھے۔ کعبے کا پچھلا حصہ بنی جمح اور بنی سہم کا، جو عمرو بن ہُصَیص بن کعب بن لؤیّ کے دو بیٹے تھے۔ حجر کا جسے حطیم بھی کہتے ہیں، حصہ بنی عبد الدار بن قصی، بنی اسد بن العزّٰی بن قصیّ اور بنی عدی بن کعب بن لؤی کا۔

لوگوں کو کعبہ ڈھانے میں ڈر لگا اور اس سے گھبرانے لگے تو ولید بن مغیرہ نے کہا: اس کے ڈھانے میں میں تم سے پہل کرتا ہوں۔ پھر اس نے کدال لی اور اس پر جا کھڑا ہوا۔ وہ کہہ رہا تھا: اَللّٰھُمَّ لَمْ تُرَعْ۔ یا اللہ! تو ڈرایا نہ جائے یا تجھے کوئی خوف نہیں، بعض کہتے ہیں کہ اس نے کہا: لَمْ نَزِغْ، ہم نے ٹیڑھی راہ اختیار نہیں کی۔ یا اللہ! ہم تو بھلائی ہی کے طالب ہیں۔ پھر اس نے رکن کی جانب سے کچھ حصہ ڈھایا۔ لوگ رات بھر منتظر رہے اور کہا: ہم انتظار کریں گے، اگر ولید پر کوئی آفت آئی تو کعبے کا کوئی حصہ ہم نہ ڈھائیں گے اور جیسا تھا۔ ویسا ہی چھوڑ دیں گے۔ اگر کوئی آفت نہ آئی، تو ہم سمجھیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے کام سے راضی ہو گیا ہے۔ پھر ہم اسے ڈھائیں گے۔ دوسرے روز رات کا کچھ حصہ باقی ہی تھا کہ ولید اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ اس نے بھی ڈھایا اور اس کے ساتھ دوسرے لوگوں نے بھی ڈھانا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ جب وہ اساس ابراہیم علیہ السلام تک ڈھا چکے تو ایسے پتھروں تک پہنچے، جو سبز رنگ اور اونٹ کے کوہان جیسے اور ایک دوسرے کو گرفت کیے ہوئے تھے۔

مختلف روایات

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے بعض حدیث کی روایت کرنے والوں نے کہا: قریش کے ایک شخص نے، جو اسے ڈھا رہا تھا، اس کے دو پتھروں کے درمیان سبل داخل کیا، تاکہ دونوں میں سے ایک کو اکھاڑے، جیسے ہی اس پتھر نے حرکت کی۔ سارے مکہ میں ایک کڑاکا سنائی دیا اور لوگ ابراہیمی اساس کے ڈھانے سے رک گئے۔

---

[1] یعنی نانا دادا۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ قریش کو اس کونے میں ایک تحریر ملی (یا کتبہ) جو سریانی میں لکھی ہوئی تھی۔ لوگوں نے اسے دیکھا تو کچھ نہ سمجھ سکے۔ یہاں تک کہ ایک یہودی نے اسے پڑھ کر سنایا۔ اس میں لکھا تھا: "میں مکہ کا مالک اللہ ہوں۔ میں نے اسے اس وقت پیدا کیا، جب آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور چاند سورج کو صورت بخشی۔ میں نے اس کے اطراف میں سات موحد فرشتے مقرر کر دیے ہیں۔ وہ اس کی اس وقت تک حفاظت کرتے رہیں گے جب تک مکہ کے دونوں پہاڑ باقی ہیں۔ پانی اور دودھ میں باشندوں کے لیے برکت ہے۔" مجھ سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے: قریش نے مقام ابراہیم میں ایک تحریر پائی (یا کتبہ) جس میں لکھا تھا: "یہ اللہ کی حرمت والا گھر ہے۔ رزق اس کے تین راستوں سے آئے گا، اس کے باشندوں کے لیے سزاوار نہیں کہ خود پہلے بے حرمتی کے مرتکب ہوں۔"

لیث بن ابی سلیم نے دعویٰ کیا ہے کہ لوگوں نے کعبے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے چالیس سال پہلے ایک پتھر پایا، جس میں لکھا تھا، جو شخص نیکی کی کھیتی بوئے گا۔ اس کا پھل قابل رشک مسرت کی شکل میں حاصل کرے گا، اور جو بدی کی کاشت کرے گا۔ اس کا پھل ندامت کی شکل میں پائے گا۔ (کیا) تم لوگ برائیاں کرو گے اور اس کی جزا اچھی پاؤ گے؟ ہاں، ہاں (ایسا نہیں ہو سکتا) ببول کے پیڑ سے انگور نہیں توڑے جا سکتے۔

حجر اسود پر تکرار

ابن اسحٰق نے کہا: پھر اس کی تعمیر کے لیے قریش کے قبیلوں نے پتھر جمع کیے ہر قبیلہ علٰحدہ علٰحدہ پتھر جمع کرتا تھا۔ بعد ازاں اس کی تعمیر شروع کی۔ یہاں تک کہ جب تعمیر رکن حجر اسود کے مقام تک پہنچی تو قبائل میں جھگڑا ہوا۔ ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ اس کے مقام پر حجر اسود خود رکھے، نہ کہ دوسرا۔ یہاں تک کہ آپس میں اختلاف ہو گیا، جھتے جھتے بن گئے عہد نامے کر لیے گئے اور سب کے سب جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔ بنی عبد الدار نے خون سے بھرا ہوا ایک کٹورا لا رکھا۔ انھوں نے اور بنی عدی بن کعب بن لوئی نے لڑ مرنے تک کا عہد کیا اور اپنے ہاتھ اس کٹورے میں ڈالے۔ ان لوگوں کا نام "لعقۃ الدم" یعنی خون چاٹنے والا رکھا گیا۔ غرض قریش چار پانچ روز تک اسی حالت میں رہے۔ پھر وہ سب مسجد میں جمع ہوئے مشورہ کیا اور انصاف پر اتر آئے۔

رسول اللہ صلعم کا فیصلہ

بعض راویوں کا دعوے ہے کہ ابوامیہ ابن مغیرہ (بن عبد اللہ بن عمر ابن مخزوم) نے، جو اس وقت قریش میں سب سے زیادہ

سن رسیدہ تھا۔ کہا: اے گروہ قریش! اس مسجد کے دروازے سے جو پہلا شخص داخل ہو، اسے اپنے آپس کے اختلافی مسئلے میں فیصلہ کرنے والا بناؤ، انھوں نے رائے مان لی۔ پھر ان کے پاس پہلا آنے والا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جب انھوں نے آپ کو دیکھا تو کہا: یہ تو وہ امین ہے، جسے سب جانتے ہیں۔ یہ محمدؐ ہے۔ ہم راضی ہیں۔ جب آپ ان کے پاس پہنچے اور آپ کو معاملے کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا۔ میرے پاس ایک کپڑا لاؤ۔ آپ کے پاس کپڑا لایا گیا۔ آپ نے حجر اسود لیا اور اپنے ہاتھ سے ایک کپڑے میں رکھ کر فرمایا: ہر قبیلہ اس کپڑے کا ایک ایک کونا پکڑ لے۔ اور سب کے سب مل کر اسے اٹھائیں، انھوں نے ایسا ہی کیا۔ یہاں تک کہ جب وہ اسے لے کر اس کے مقام تک پہنچے۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے اسے رکھ دیا۔ اور اس پر تعمیر ہونے لگی۔ قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے سے پہلے آپ کو امین پکارا کرتے تھے۔ پھر جب وہ تعمیر سے فارغ ہوئے اور جیسا چاہا، اسے تعمیر کیا، تو:۔

اشعار زبیر بن عبدالمطلب زبیر بن عبدالمطلب نے سانپ کے واقعے کے متعلق جس کے سبب سے قریش تعمیر کعبہ سے ڈرتے تھے، یہ اشعار کہے:۔

عَجِبْتُ لِمَا تَصَوَّبَتِ الْعُقَابُ ۔۔۔ اِلَى الثُّعْبَانِ وَهِيَ لَهَا اضْطِرَابُ

مجھے تعجب ہوا کہ عقاب سانپ کی جانب کیوں اتر آیا۔ حالانکہ سانپ تو عقاب کو گھبرا دینے والی چیز ہے۔

وَقَدْ كَانَتْ يَكُوْنُ لَهَا كَشِيْشٌ ۔۔۔ وَاَحْيَانًا يَكُوْنُ لَهَا وِثَابُ

اور اس کی جلد سے کبھی تو ایک خاص قسم کی آواز ہوا کرتی تھی، اور کبھی وہ حملہ بھی کیا کرتا تھا۔

اِذَا قُمْنَا اِلَى التَّاْسِيْسِ شَدَّتْ ۔۔۔ تُهَيِّبُنَا الْبِنَاءَ وَقَدْ تُهَابُ

جب کعبے کی از سر نو تعمیر کے لیے ہم اٹھے، تو سانپ ہمیں ڈرانے کے لیے اس عمارت پر سے حملہ کرتا اور خود بھی ڈرتا تھا۔

فَلَمَّا اَنْ خَشِيْنَا الرِّجْزَ جَاءَتْ ۔۔۔ عُقَابٌ تَتْلَئِبُّ لَهَا انْصِبَابُ

پھر جب ہم اس تکلیف دہی یا نقصان رسانی سے ڈر گئے تو ایک عقاب آیا، جس کا نزول ٹھیک اسی کے لیے ہوا تھا۔

نَضَمَّهَا اِلَيهَا ثُمَّ خَلَّتْ ‏ ‏ ‏ لَنَا البُنْيَانَ لَيْسَ لَهُ حِجَابُ

اس نے اسے اپنی جانب کھینچ لیا۔ اور ہمارے لیے کعبۃ اللہ کو خالی کر دیا کہ
اس کے پاس جانے کے لیے کوئی روک نہ رہے۔

فَقُمْنَا حَاشِدِينَ اِلَى بِنَاءٍ ‏ ‏ ‏ لَنَا مِنْهُ القَوَاعِدُ وَالتُّرَابُ

پس ہم سب کے سب متفق ہو کر جلد تعمیر کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے، اس
کی بنیاد اور مٹی کا کام ہمارے ذمے تھا۔

غَدَاةَ نُرَفِّعُ التَّأْسِيْسَ مِنْهُ ‏ ‏ ‏ وَلَيْسَ عَلَى مُسَوِّينَا ثِيَابُ

جس روز ہم اس کی بنیاد کی تعمیر کر رہے تھے۔ ہم میں سے درست
کرنے والوں پر کپڑے نہ تھے۔ (زمانۂ جاہلیت میں ننگے ہو کر کام کرنے کا بڑا ثواب
اور مستعدی و چستی کا کام سمجھا جاتا تھا)

أَعَزَّ بِهِ الْمَلِيكُ بَنِي لُؤَيٍّ ‏ ‏ ‏ فَلَيْسَ لِأَصْلِهِ مِنْهُمْ ذَهَابُ

خدا نے اس کام کے باعث سے بنی لوی کو اعزاز سے سرفراز فرمایا۔ پس
اس عزت کی جڑ ان کے پاس سے جا نہیں سکتی۔

وَقَدْ حَشَدَتْ هُنَاكَ بَنُو عَدِيٍّ ‏ ‏ ‏ وَمُرَّةُ قَدْ تَقَدَّمَهَا كِلَابُ

اس مقام پر بنی عدی بھی جمع تھے۔ جو تیزی سے کام کر رہے تھے۔ اور
بنی مرۃ بھی۔ لیکن بنی کلاب تو ان سب سے آگے تھے۔

فَبَوَّأَنَا الْمَلِيكُ بِذَاكَ عِزًّا ‏ ‏ ‏ وَعِنْدَ اللّٰهِ يُلْتَمَسُ الثَّوَابُ

اس کام کے سبب سے خدا نے ہمیں عزت کا سزاوار بنا دیا۔ جزا و ثواب
کی طلب تو اللہ تعالیٰ ہی سے ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کعبۃ اللہ اٹھارہ ہاتھ کا تھا۔ اور اس پر سفید سوتی کپڑا ڈالا جاتا تھا۔ پھر دھاریوں والی لمبی چادریں ڈالی گئیں۔ پہلا شخص، جس نے اسے دیبا (کپڑا جس کا تانا بانا ریشمی ہو) کا غلاف پہنایا، حجاج بن یوسف تھا۔

باب۳۱

بیان حُمس

قریش میں رسم حُمس

ابن اسحٰق نے کہا: قریش نے حُمس[1] کی ایک رسم ایجاد کی۔ جس پر وہ عمل پیرا ہوئے۔ معلوم نہیں، یہ ایجاد واقعۂ فیل سے پہلے کی تھی، یا اس کے بعد کی۔ انھوں نے کہا: ہم ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد، حرم میں رہنے والے۔ بیت اللہ کے متولی، مکہ کے ساکنین اور متوطنین ہیں۔ سارے عرب میں کسی کو نہ ہمارا سا حق ہے، نہ مرتبہ و منزلت۔ عرب بھی، جیسی قدر و منزلت ہماری جانتے ہیں۔ اور کسی کی نہیں جانتے۔ پس اے حرم کے رہنے والو! تم حرم کے باہر کی کسی چیز کی ایسی عزت نہ کرو۔ جیسی حرم کی کرتے ہو۔ اگر تم نے (خارج حرم کی چیزوں کا بھی) ایسا ہی احترام کیا تو دوسرے عرب تمھارے پاس کی حرمت والی چیزوں کو سبک سمجھنے لگیں گے۔

بعض شعائر ابراہیمی کا ترک

انھوں نے کہا: حرم کے باہر کی چیزوں کی لوگوں نے ایسی عزت کرنی شروع کی ہے...... جیسے حرم کی چیزوں کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انھوں نے عرفات کے میدان میں ٹھہرنا اور وہاں سے سب کے ساتھ نکلنا ترک کر دیا۔ حالانکہ وہ جانتے تھے اور اس امر کا انھیں اقرار بھی تھا کہ وہ مشاعر حج اور دین ابراہیمی میں سے ہے۔ وہ اپنے سوا دوسرے عربوں کے لیے وہاں ٹھہرنے اور وہاں سے سب کے ساتھ نکلنے کو لازم سمجھتے تھے۔ باوجود اس کے وہ کہتے تھے کہ ہم حرم والے ہیں۔ ہمیں یہ مناسب نہیں، کہ حرم سے نکلیں۔ اور نہ یہ مناسب ہے کہ حرم کے باہر کی چیزوں کی ایسی تعظیم کریں۔ جیسی حرم کی کرتے ہیں۔ ہم حُمس یعنی حرم والے ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے ان تمام عربوں کے لیے بھی وہی حقوق قرار دیے، جو حدود حرم کے اندر یا باہر قریش کے درمیان پیدا ہوئے تھے، ان کے لیے بھی وہی بات حلال ہوتی، جو ان کے لیے ہوتی۔ اور ان کے لیے بھی وہی چیز حرام ہوتی، جو

---

[1] حمس کے معنی (دوسرے معنی کے علاوہ) ہیں، دینی امور کی سخت پابندی کرنے والا۔ قریش، کنانہ، بنی جدیلہ اور ان کے تابعین نے اپنے لیے یہ لقب اختیار کیا تھا۔

ان کے لیے حرام ہوتی۔ بنی کنانہ اور بنی خزاعہ بھی مذکورہ امور کے لحاظ سے انھیں میں داخل ہو گئے تھے۔

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے ابو عبیدہ نحوی نے بیان کیا۔ بنی عامر ابن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بھی مذکورہ امور میں انھیں کے ساتھ ہو گئے تھے۔ عمرو بن معدی کرب کا یہ شعر بھی مجھے اسی نے سنایا:۔

أَعَبَاسُ لَوْ كَانَتْ شِيَارًا جِيَادُنَا ۔۔۔ بِتَثْلِيثَ مَا نَاصَيْتَ بَعْدِي الْأَحَامِسَا

اے عباس! جنگ تثلیث کے روز اگر ہمارے گھوڑے موٹے تازے اچھے ہوتے، تو تو میرے بعد پھر حُمس کا لقب رکھنے والوں سے جنگ نہ کرتا

تثلیث ان کے علاقے میں ایک مقام کا نام ہے۔ شیار کے معنی السمان الحسان ہیں۔ لفظ احامس سے شاعر کی مراد بنی عامر ابن صعصعۃ اور عباس سے مراد عباس بن مرداس السّلمی ہے جس نے بنی زبید پر مقام تثلیث میں لوٹ مار کی تھی۔ یہ شعر عمرو کے قصیدے کا ہے۔ اسی نے لقیط بن زرارۃ الدارمی کا یہ شعر جنگ جبلہ کے متعلق سُنایا:۔

أَجْذِمْ إِلَيْكَ إِنَّهَا بَنُو عَبْسٍ ۔۔۔ الْمَعْشَرُ الْجِلَّةُ فِي الْقَوْمِ الْحُمْسِ

تو یہ بات اچھی طرح جان لے کہ وہ بنی عبس ہیں۔ حُمس کا لقب اختیار کرنے والے لوگوں میں بڑے گھرانے والے ہیں

شاعر نے یہ شعر اس لیے کہا کہ جنگ جبلہ کے روز بنی عبس بنی عامر بن صعصعہ میں خلفاء تھے۔

جنگ جبلہ

جنگ جبلہ وہ جنگ تھی، جو بنی حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم اور بنی عامر بن صعصعۃ کے درمیان ہوئی تھی۔ اس جنگ میں بنی عامر بن صعصعۃ کو بنی حنظلہ پر فتح ہوئی تھی۔ اور لقیط ابن زرارہ بن عدس قتل ہوا۔ حاجب بن زرارہ بن عدس قید ہوا، اور عمرو بن عدس بن زید بن عبداللہ بن دارم بن مالک بن حنظلہ شکست کھا کر بھاگا۔ اسی جنگ کے متعلق جریر فرزدق سے کہتا ہے:۔

كَأَنَّكَ لَمْ تَشْهَدْ لَقِيطًا وَحَاجِبًا ۔۔۔ وَعَمْرَو بْنَ عَمْرٍو إِذْ دَعَوْا يَا لَدَارِمِ

گویا تو نے لقیط و حاجب و عمرو بن عمرو کو اس حالت میں دیکھا ہی نہیں، جب وہ پکار رہے تھے کہ اے بنی دارم! ہماری امداد کو آؤ۔

جنگ ذی نجب

پھر ان کا مقابلہ ذی نجب میں ہوا۔ تو بنی حنظلہ کو بنی عامر پر فتح ہوئی۔

اس روز حسان بن معاویہ الکندی، جس کی کنیت ابو کبشہ تھی، قتل کیا گیا۔ یزید بن الصعق الکلابی قید ہوا۔ اور طفیل بن مالک بن جعفر بن کلاب ابو عامر بن الطفیل شکست کھا کر بھاگا۔ اسی کے متعلق فرزدق کہتا ہے:۔

وَمِنْهُنَّ اِذْ نَجّٰی طُفَیْلُ بْنُ مَالِكٍ　　عَلٰی قُرْزُلٍ رَجْلًا رَکُوْضَ الْهَزَائِمِ

جنگوں میں سے ایک وہ بھی جنگ تھی۔ جب طفیل بن مالک اپنے قرزل نامی گھوڑے پر سوار شکست کی ایڑ لگاتا ہوا بھاگا جا رہا تھا۔

وَنَحْنُ ضَرَبْنَا هَامَةَ بْنِ خُوَیْلِدٍ　　نَزِیْدَ عَلٰی اُمِّ الْفِرَاخِ الْجَوَاثِمِ

اور ہم نے یزید بن خویلد کی اس کھوپڑی پر ضرب لگائی، جس سے کوئی پرند نہیں اڑا (اس کا انتقام نہیں لیا گیا[1])

(اس کے جواب میں) جریر نے کہا:۔

وَنَحْنُ خَضَبْنَا لِابْنِ کَبْشَةَ تَاجَهُ　　وَلَاقٰی امْرَأً فِیْ ضَجَّةِ الْخَیْلِ مِصْقَعًا

ہم نے ابن کبشہ کے تاج کو رنگ دیا۔ اور اس نے گھوڑوں کے غول میں ایک بلند آواز فصیح و بلیغ شخص سے ملاقات کی تھی۔ (میرے مقابلے میں آیا تھا)

جنگ جبلہ اور جنگ ذی نجب کے واقعات میں نے جو کچھ بیان کیے۔ وہ اس سے بہت زیادہ طولانی ہیں۔ ان کے مکمل بیان سے مجھے اسی بات نے روک دیا، جس کا ذکر میں نے جنگ فجار کے بیان میں کر دیا ہے۔

دوسری رسمیں

ابن اسحٰق نے کہا: پھر انھوں نے اس رسم حُمس میں ایسی ایسی بہت سی باتیں ایجاد کیں، جو ان کے پاس نہ تھیں۔ انھوں نے کہا: حُمس کو اپنی غذا میں پنیر کا استعمال کرنا، مکھن گرم کر کے گھی بنا کر استعمال کرنا ایسی حالت میں نہ چاہیے۔ جب وہ احرام باندھے ہوئے ہوں۔ اور نہ انھیں کمل کے خیموں میں داخل ہونا چاہیے۔ بحالت احرام وہ چمڑے کے خیموں کے سوا کسی اور کے سائے میں نہ داخل ہوں۔ بعد ازاں اس معاملے میں اور ترقی کی، اور کہا: حرم کے باہر والوں کو نہ چاہیے کہ وہ حج و عمرہ کے لیے حرم میں آئیں تو ساتھ لایا ہوا باہر کا کھانا حرم میں کھائیں۔ جب وہ آئیں اور بیت اللہ کا پہلا طواف کریں تو حمس کے کپڑوں کے سوا دوسرے

---

[1] عرب کا خیال تھا کہ جب کوئی شخص قتل ہو جائے تو اس کی کھوپڑی سے ایک پرند نکل کر چلاتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے قتل کا انتقام لیا جائے۔

کپڑوں میں طواف نہ کریں۔ اگر حمس کے کپڑوں میں انھیں کوئی کپڑا نہ ملے تو ننگے بیت اللہ کا طواف کریں۔ اگر ان کے کسی ذی عزت مرد یا عورت کو حمس کا کوئی کپڑا نہ ملے اور وہ اپنی عزت کا خیال کر کے اپنے انھیں کپڑوں میں طواف کرے، جنھیں وہ حرم کے باہر سے لایا ہو تو اسے چاہیے کہ انھیں طواف کے بعد اتار پھینکے۔ پھر ان کپڑوں سے کوئی بھی شخص استفادہ نہ کرے اور نہ کبھی کوئی شخص چھوئے، نہ خود وہ اور نہ اور کوئی شخص۔ عرب ان کپڑوں کو لقی کہتے تھے اور انھوں نے یہ تمام باتیں عربوں سے منوائیں۔ وہ عرفات میں ٹھہرتے، وہیں سے طواف کے لیے مکہ آتے، اور مرد بیت اللہ کا طواف ننگے کرتے۔ عورتیں چاک والے کرتوں کے سوا سب کپڑے اتار دیتیں، اور اسی ایک کرتے میں طواف کرتیں۔ ایک عورت نے اسی حالت میں بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے یہ شعر کہا:-

اَلْیَوْمَ یَبْدُو بَعْضُهٗ اَوْ كُلُّهٗ   وَمَا بَدَا مِنْهُ فَلَا اُحِلُّهٗ

آج اس چیز کا کچھ حصہ یا پورا حصہ بے پردہ ہو جائے گا۔ لیکن اس کا جو
حصہ بھی بے پردہ ہو، میں اسے حلال کسی کے لیے نہیں کروں گی۔

اور اگر حرم کے باہر کا کوئی شخص انھیں کپڑوں میں طواف کر لیتا، جنھیں پہنے ہوئے وہ بیرونِ حرم سے آیا تھا، تو وہ انھیں اتار پھینکتا، اور ان سے کوئی شخص استفادہ نہ کرتا، نہ وہ خود اور نہ اس کے سوا کوئی اور۔ عرب کا ایک شخص اپنے ان کپڑوں میں سے ایک کپڑے کا ذکر کرتا ہے جو اس نے اتار پھینکا تھا۔ اور وہ اس کے پاس نہ جاتا تھا۔ حالانکہ اسے وہ کپڑا بے انتہا پسند تھا۔ وہ کہتا ہے:-

كَفٰى حَزَنًا كَرِّىْ عَلَيْهَا كَاَنَّهَا   لَقًى بَيْنَ اَيْدِى الطَّائِفِيْنَ حَرِيْمُ

میرا اس کے پاس سے بار بار گزرنا غم کھانے کے لیے کافی ہے۔ گویا
وہ طواف کے بعد کا پھینکا ہوا کپڑا ہے۔ جو طواف کرنے والوں کے سامنے
پڑا ہے، لیکن لوگوں کے ہاتھ لگنے سے محروم ہے۔

اسلامی احکام شاعر نے حریم کا جو لفظ استعمال کیا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ چھوا نہیں جاتا۔ عرب کا یہی حال رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اور جب آپ کے لیے دین مستحکم فرمایا اور سُنن حج مشروع کیے تو آپ پر یہ آیت نازل فرمائی:-

ثُمَّ اَفِيضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

پھر وہیں سے تم بھی چلو، جہاں سے تمام لوگ چلتے ہیں اور اللہ سے مغفرت طلب کرو۔ بے شبہ اللہ بڑا مغفرت کرنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے

یہاں تم سے مراد قریش اور النّاس سے تمام عرب کے لوگ ہیں۔ پس آپ حج کے سال سب کو عرفات لے گئے اور وہیں ٹھہرے رہے، وہیں سے طواف کے لیے مکہ تشریف لائے۔ اہل حرم نے لوگوں پر ان کی غذاؤں اور لباس کو بیت اللہ کے پاس استعمال کرنا حرام قرار دیا تھا۔ وہ ننگے طواف کرتے تھے اور حرم کے باہر سے لائے ہوئے کھانے کو ان کے لیے حرام کر دیا تھا، ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ احکام نازل فرمائے:۔

يَا بَنِيْ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ۔ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ؟ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ، كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ( )

اے آدم کی اولاد! ہر مسجد میں آنے کے وقت اپنی زینت کی چیزیں پہن لو اور حرم کے باہر سے لائی ہوئی کھانے پینے کی چیزیں) کھاؤ پیو، اور (ان چیزوں کو بیکار پھینک کر) اسراف نہ کرو۔ واقعہ یہ ہے کہ اللہ اسراف کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔ (اے نبی) ان سے کہو کہ اللہ کی زینت! جس کو اس نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کیا ہے اور رزق میں کی پاک صاف چیزوں کو حرام کس نے کیا؟ کہو، یہ چیزیں اس دنیوی زندگی میں ان لوگوں کے لیے ہیں، جو ایمان لائے ہیں اور قیامت کے دن تو خالص انھیں کے لیے ہیں۔ جو لوگ علم رکھتے ہیں۔ ہم انھیں ایسی ہی تفصیل سے احکام بتاتے ہیں۔

پس اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، تو اسلام کے ذریعے سے حمس کی رسم کو اور لوگوں کے ساتھ قریش کے اس برتاؤ کو، جو انھوں نے ایجاد کیا تھا، پست اور ذلیل کر دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عبداللہؓ بن ابی بکرؓ (بن محمد بن عمرو بن حزم) نے، انھوں نے عثمان بن ابی سلیمان (ابن جبیر بن مطعم) سے۔ انھوں نے اپنے چچا نافع بن جبیر سے۔ انھوں نے اپنے

والد جبیر بن مطعم سے روایت کی: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ پر وحی نازل ہونے سے پہلے اس حال میں دیکھا کہ آپ اپنے ایک اونٹ پر عرفات میں تمام لوگوں کے ساتھ اپنی قوم کے درمیان ٹھہرے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے آپ کو جو توفیق عطا فرمائی تھی، اس کے سبب آپ وہاں سے انھیں سب کے ساتھ نکلے۔

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تسلیماً کثیرا۔

باب ۳۴

رسول اللہ صلعم کے ظہور کی بشارتیں

احبار و رہبان اور کاہن

ابن اسحٰق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے تو یہود کے احبار (علماء)، نصاریٰ کے راہب (پرہیزگار) اور عربوں کے کاہن آپ کے متعلق حالات کی خبر دیا کرتے تھے۔ احبار اور راہبوں کے علم کا ذریعہ تو وہ تھا جو انھوں نے اپنی کتابوں میں آپ کی صفت اور آپ کے زمانے کی صفت کے متعلق پایا تھا۔ اور ان کے انبیاء نے آپؐ کے متعلق ان سے عہد لیا تھا۔ عرب کے کاہنوں کے علم کا ذریعہ جنوں میں کے شیطان تھے، جو ان کے پاس خبریں چرا کر لاتے تھے۔ جب ان کی حالت یہ تھی۔ کہ انھیں نجوم سے مار کر ان خبروں سے روکا نہ جاتا تھا۔ کاہن مردوں اور کاہنہ عورتوں کی جانب سے ہمیشہ آپ کے متعلق بعض امور کا ذکر ہوتا رہا ہے۔ جس کی عرب کچھ پروا نہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا اور وہ تمام باتیں، جن کا ذکر کیا کرتے تھے، واقعہ بن گئیں۔ پھر انھوں نے اسے جانا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قریب ہوا۔ اور آپ مبعوث ہو گئے تو شیاطین خبروں کے سننے سے روک دیے گئے ان کے ان مقامات کے درمیان، جہاں وہ بیٹھ کر خبریں سنا کرتے تھے، رکاوٹ پیدا کر دی گئی۔ اور ان پر تارے برسائے گئے۔ جنوں نے بھی جان لیا کہ خدائے تعالےٰ کے احکام میں سے کسی خاص حکم کے سبب سے یہ واقعات ہو رہے ہیں، جو اس کے بندوں میں جاری ہو رہا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ

جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ تو جنوں کو خبریں سننے سے روکنے کے متعلق آپ کو بتایا، وہ جانتے تھے۔ جو کچھ جانتے تھے۔ اور جو کچھ انھوں نے دیکھا، اس سے انکار نہ کیا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ۔ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا۔ یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا۔	(اے نبی) کہہ دو۔ میری جانب وحی کی گئی ہے کہ جنوں کے ایک گروہ نے قرآن کو سنا تو کہا، ہم نے ایک عجیب طرح کا قرآن سنا ہے۔ جو سیدھی راہ بتاتا ہے۔ ہم اس پر ایمان لائے، اور اپنے

وَاَنَّهٗ تَعَالٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا۔ وَاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا۔ وَاَنَّا ظَنَنَّا اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا۔

پروردگار کے ساتھ کبھی کسی کو شریک نہ کریں گے۔ اصل یہ ہے کہ ہمارے پروردگار کی شان بہت برتر ہے، اس نے نہ کسی کو شریک زندگی بنایا ہے، نہ کسی کو بیٹا۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم میں کا بیوقوف شخص اللہ پر دورازکار باتیں بنایا کرتا تھا۔ ہمیں تو یہی خیال رہا کہ انس وجن میں سے کوئی بھی اللہ پر جھوٹے الزامات ہرگز نہ لگائے گا۔

وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا...... الی قولہ...... وَاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا۔ وَاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا۔

بات یہ ہے کہ انسانوں میں کے بعض اشخاص جنوں میں کے بعض افراد کی پناہ لیا کرتے تھے، تو انھوں نے انھیں جہالت، سرکشی اور افتراپردازی میں بڑھا دیا ہے۔ (اللہ تعالیٰ کے اس قول تک)...... اور ہم (خبریں) سننے کے لیے اس (آسمان) کے چند مقاموں پر بیٹھا کرتے تھے۔ اور اب جو سننا چاہتا ہے وہ اپنی گھات میں شہاب کو پاتا ہے۔ اور ہم نہیں جانتے کہ (اس تغیر سے) زمین والوں سے برائی کا ارادہ کیا گیا ہے۔ یا ان کے پروردگار نے ان کی رہنمائی کا ارادہ فرمایا ہے۔

پھر جب جنوں نے قرآن سنا تو جان لیا کہ اس کے نزول سے پہلے اخبار سماوی سننے سے بدیں سبب روکا گیا تھا کہ کہیں وحی دوسری خبروں سے مشتبہ نہ ہو جائے اور جو باتیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی میں آئیں گی۔ وہ زمین والوں کے پاس مشکوک نہ ہو جائیں۔ تاکہ حجت قائم رہے۔ اور شبہوں کا ایسا خاتمہ ہو کہ لوگ ایمان لائیں اور تصدیق کریں۔ اس وحی الٰہی کو سننے کے بعد جن اپنی قوم کو ڈرانے کے لیے لوٹ گئے۔

قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ ...... الخ

انھوں نے کہا، اے ہماری قوم! ہم نے ایک کتاب سنی ہے، جو موسیٰ کے بعد اتری ہے اور اس سے پہلے نازل شدہ کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے۔ حق اور سیدھے راستے کی جانب رہنمائی کرتی ہے۔ (آخر آیت تک۔)

جنّ جو یہ کہا کرتے تھے کہ انسانوں میں کے بعض اشخاص جنوں میں کے بعض افراد کی پناہ لیا کرتے تھے تو انھوں نے انھیں جہالت، سرکشی، اور افترا پردازی میں بڑھا دیا"۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ عرب کے لوگ قریش اور ان کے علاوہ دوسرے بھی جب سفر کرتے اور رات گزارنے کے لیے کسی وادی میں اترتے تو کہا کرتے تھے کہ میں آج رات اس وادی میں غلبہ رکھنے والے جنّ کی پناہ لیتا ہوں۔ اس بُرائی سے جو اس وادی میں ہے۔

ٹوٹنے والے تارے اور عمرو بن اُمیّہ

ابن اسحٰق نے کہا: یعقوب بن عتبہ (بن المغیرہ بن الاخنس) نے کہا: ان سے بیان کیا گیا ہے کہ جب ٹوٹنے والے تاروں سے (جنوں کو) مارا گیا، تو عرب کا پہلا شخص، جو تاروں کو ٹوٹتا دیکھ کر گھبرایا، وہ بنی ثقیف میں کا تھا۔ اور وہ لوگ انھیں میں کے ایک شخص عمرو بن امیہ نامی کے پاس گئے، جو بنی علاج میں سے تھا۔ راوی نے کہا: رائے کے لحاظ سے وہ سارے عرب میں سب سے زیادہ ہوشیار اور تیز فہم تھا۔ کہا: اے عمرو! کیا تو نے آسمان سے تارے پھینکے جانے کا نیا واقعہ نہیں دیکھا؟ اس نے کہا: کیوں نہیں؟ مگر انتظار کرو اور دیکھو کہ اگر یہ تارے وہی ہیں، جن سے بحر و برّ میں رہنمائی حاصل ہوتی، اور موسم گرما و سرما کی شناخت کی جاتی ہے، جس سے لوگ اپنی زندگی کے وسیلوں کی درستی کر لیتے ہیں۔ اگر وہی تارے ہیں جو پھینکے جا رہے ہیں تو خدا کی قسم! بساط دنیا اب لپیٹی جا رہی ہے اور یہ مخلوق کی بربادی کا سامان ہے۔ جو اس دنیا میں رہتی ہے۔ اگر یہ تارے ان تاروں کے علاوہ ہیں، اور دوسرے تارے اپنی جگہ قائم و بحال ہیں تو یہ اللہ تعالےٰ کا خاص ارادہ ہے۔ جو اس مخلوق سے ہے خدا ہی جانے وہ کیا؟۔

رسول اللہ صلعم کا ارشاد

ابن اسحٰق نے کہا: محمد بن مُسلم بن شہاب الزہری نے علی بن حسین (ابن علی بن ابی طالب) (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) سے اور انھوں نے عبد اللہ ابن عباس سے اور انھوں نے چند انصار سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔

مَاذَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ فِي هٰذَا النَّجْمِ الَّذِيْ يُرْمٰى بِهٖ۔

تم ان تاروں کے متعلق جو پھینکے جاتے ہیں، کیا کہا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا، اے اللہ کے نبیؐ! جب ہم انھیں پھینکے جاتے ہوئے دیکھتے تھے۔ تو کہتے تھے، کوئی بادشاہ مرگیا۔ کوئی اس کی جگہ برسر حکومت آگیا۔ کوئی لڑکا پیدا ہوا، کوئی لڑکا مر گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَيْسَ ذَالِكَ كَذَالِكَ وَلٰكِنَّ
اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كَانَ إِذَا قَضٰى فِي
خَلْقِهٖ أَمْرًا سَمِعَهٗ حَمَلَةُ الْعَرْشِ.
فَسَبَّحُوْا فَسَبَّحَ مَنْ تَحْتَهُمْ. فَسَبَّحَ
لِتَسْبِيْحِهِمْ مَنْ تَحْتَ ذَالِكَ. فَلَا يَزَالُ
التَّسْبِيْحُ يَهْبِطُ حَتّٰى يَنْتَهِيَ إِلَى السَّمَاءِ
الدُّنْيَا فَيُسَبِّحُوْا. ثُمَّ يَقُوْلُ بَعْضُهُمْ
لِبَعْضٍ مِمَّ سَبَّحْتُمْ، فَيَقُوْلُوْنَ سَبَّحَ مَنْ
فَوْقَنَا فَسَبَّحْنَا لِتَسْبِيْحِهِمْ فَيَقُوْلُوْنَ: أَلَا
تَسْأَلُوْنَ مَنْ فَوْقَكُمْ مِمَّ سَبَّحُوْا،
فَيَقُوْلُوْنَ مِثْلَ ذَالِكَ، حَتّٰى يَنْتَهُوْا إِلٰى
حَمَلَةِ الْعَرْشِ، فَيُقَالُ لَهُمْ مِمَّ سَبَّحْتُمْ؟
فَيَقُوْلُوْنَ: قَضَى اللّٰهُ فِي خَلْقِهٖ كَذَا وَ
كَذَا، لِلْأَمْرِ الَّذِيْ كَانَ، فَيَهْبِطُ
بِهِ الْخَبَرُ مِنْ سَمَاءٍ إِلٰى سَمَاءٍ. حَتّٰى
يَنْتَهِيَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا. فَيَتَحَدَّثُوْا بِهٖ
فَتَسْتَرِقُهُ الشَّيَاطِيْنُ بِالسَّمْعِ عَلٰى
تَوَهُّمٍ وَاخْتِلَافٍ ثُمَّ يَأْتُوْا بِهِ الْكُهَّانَ
مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَيَتَحَدَّثُوْهُمْ بِهٖ
فَيُخْطِئُوْنَ وَيُصِيْبُوْنَ فَيَتَحَدَّثُ
بِهِ الْكُهَّانُ فَيُصِيْبُوْنَ بَعْضًا وَ
يُخْطِئُوْا بَعْضًا. ثُمَّ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ
جَلَّ حَجَبَ الشَّيَاطِيْنَ بِهٰذِهِ النُّجُوْمِ
الَّتِيْ يُقْذَفُوْنَ بِهَا فَانْقَطَعَتِ الْكَهَانَةُ
الْيَوْمَ فَلَا كَهَانَةَ.

ایسا نہیں، بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی مخلوق
کے متعلق جب کوئی فیصلہ فرماتا تو حاملان عرش اسے
سن کر تسبیح کرتے، ان کے نیچے والے بھی تسبیح
کرتے اور اس تسبیح کی وجہ سے ان کے تحت والے
بھی تسبیح کرتے، اسی طرح تسبیح اترتی چلی آتی، یہانتک
کہ دنیوی آسمان تک پہنچ جاتی۔ پھر وہ آپس میں ایک
دوسرے سے پوچھتے، تم نے کیوں تسبیح کی؟ وہ کہتے
ہمارے اوپر والوں نے تسبیح کی تو ہم نے بھی تسبیح کی۔
وہ کہتے کہ تم اپنے اوپر والوں سے کیوں نہیں پوچھتے؟
کہ انھوں نے کیوں تسبیح کی؛ پھر وہ بھی اسی طرح کہتے
یہاں تک کہ حاملان عرش تک پہنچ جاتے اور ان سے
پوچھا جاتا کہ انھوں نے کیوں تسبیح کی؟ وہ کہتے، کہ
اللہ نے اپنی مخلوق کے فلاں معاملے میں ایسا ایسا
فیصلہ فرمایا ہے، تو وہ خبر ایک ایک آسمان سے ہوتی
ہوئی اترتی۔ یہاں تک کہ دنیوی آسمان تک پہنچتی اور
وہ اسے بیان کرتے تو شیاطین اسے چوری سے
توہم واختلاف کے ساتھ سنتے۔ پھر وہ زمین پر
رہنے والے کاہنوں کے پاس لاتے، ان سے بیان
کرتے، تو کبھی غلطی کر جاتے اور کبھی صحیح بتا دیتے۔
پھر کاہن دوسروں سے بیان کرتے، تو بعض خبریں
صحیح بتاتے، اور بعض میں غلطی کر جاتے۔ پھر اللہ
تعالےٰ نے ان تاروں کے ذریعے سے جو اُن پر
پھینکے جاتے تھے۔ شیاطین کو روک دیا۔ کہانت
ختم ہوگئی۔ ہمیشہ کے لیے
ختم ہوگئی۔

قبیلۂ بنی سہم کی کاہنہ

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عمرو بن ابو جعفر نے انھوں نے محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لُبَیبَہ سے اور انھوں نے علی بن حسین بن علی رضوان اللہ علیہم سے اسی مضمون کی حدیث بیان کی۔ جس مضمون کی حدیث ابن شہاب کی ہے۔

بعض اہل علم نے مجھ سے بیان کیا کہ بنی سہم میں کی ایک عورت جسے اَلْغَیطَلَہ کہا جاتا تھا، جاہلیت میں کاہنہ تھی۔ ایک رات اس کا ساتھی (جن) آیا۔ دھڑام سے زمین پر گر پڑا اور اس نے کہا:

اَدْرِمَا اَدْرِ یَوْمُ عَقْرٍ وَنَحْو۔ — میں ایک عظیم الشان واقعہ جانتا ہوں کہ وہ زخمی کرنے اور گلے کاٹنے کا دن ہے۔

قریش کو جب اس کی خبر پہنچی تو انھوں نے کہا: اس کا مطلب کیا ہے؟ وہ دوسری رات آیا۔ دھڑام سے زمین پر گر گیا اور کہا:

شُعُوبٌ مَا شُعُوبٌ تُصْرَعُ فِیہِ کَعْبٌ لِجُنُوبٍ۔ — درے درے کیا چیز ہیں، وہ، جن میں کعب پہلوؤں کے بل پچھڑ جائیں گے۔

جب یہ خبر قریش کو پہنچی تو انھوں نے کہا: اس سے کیا مقصد ہے؟ یہ واقعہ تو ضرور ہونے والا ہے۔ پس غور کرو کہ آخر وہ ہے کیا؟ لیکن انھوں نے اسے نہ پہچانا۔ یہاں تک کہ جب واقعات بدر و احد کے دروں میں واقع ہوئے تو انھوں نے جانا کہ یہی وہ بات تھی، جس کی خبر اس (جن) نے ساتھ والی عورت کو دی تھی۔

ابن ہشام نے کہا: الغیطلہ مدلج بن مرۃ کی برادری میں سے بنی مرۃ بن عبدمناۃ بن کنانہ میں کی تھی۔ اور یہی ام الغیاطل ہے جس کے متعلق ابوطالب نے اپنے ایک شعر میں کہا ہے:

لَقَدْ سَفِهَتْ اَحْلَامُ قَوْمٍ تَبَدَّلُوْا — بَنِیْ خَلَفٍ قَیْظًا بِنَا وَالْغَیَاطِلِ

ان لوگوں کی عقلیں ماری گئی ہیں، جنھوں نے ہمارے اور بنی غیطلہ کے بجائے بنی خلف کو اختیار کر لیا ہے۔

اس عورت کی اولاد کو غیاطل کہا جاتا تھا اور یہ لوگ بنی سہم بن عمرو بن ہُصَیص میں سے ہیں۔

قبیلہ جَنْب کا کاہن

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے علی بن نافع الجرشی نے بیان کیا کہ زمانہ جاہلیت میں جنب نامی یمن کے کسی قبیلے کا ایک کاہن تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کا شُہرہ سارے عرب میں ہو گیا۔ تو راوی نے کہا، قبیلہ جنب نے اس کاہن سے کہا: مہربانی کر کے اس شخص کے متعلق دیکھو۔ اور جس پہاڑ پر وہ رہتا تھا، سب اس کے دامن میں جمع ہو گئے۔

جب سورج نکلا تو وہ ان کے پاس اتر آیا اور ایک کمان کے سہارے کھڑا ہو گیا۔ پھر اس نے دیر تک آسمان کی جانب سر اٹھائے رکھا اور اچھلنے کودنے لگا۔ ساتھ ہی کہا۔ لوگو! اللہ نے محمدؐ کو بندگی عنایت فرمائی آپ کو انتخاب فرما لیا ہے۔ آپ کے دل اور باطن کو پاک صاف کر کے نور سے بھر دیا۔ لوگو! ان کا قیام تم میں تھوڑی مدت کے لیے ہے۔ بعد ازاں وہ پہاڑ پر جدھر سے آیا تھا، ادھر چلا گیا۔

حضرت عمرؓ اور ایک کاہن

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے ایک شخص نے، جسے میں جھوٹا نہیں کہہ سکتا۔ عثمانؓ بن عفان کے غلام عبداللہ بن کعب سے روایت کی۔ انھوں نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں عمر بن الخطاب لوگوں کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے کہ عرب کا ایک شخص مسجد میں انھیں تلاش کرتا ہوا آیا۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو فرمایا: یہ شخص اپنے شرک ہی پر قائم ہے اور اسے نہیں چھوڑا۔ یا یہ فرمایا کہ وہ زمانہ جاہلیت میں کاہن تھا۔ اس شخص نے آپ کو سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تو نے اسلام اختیار کر لیا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں! اے امیر المؤمنین! فرمایا کیا تو زمانہ جاہلیت میں کاہن تھا؟ کہا: سبحان اللہ، اے امیر المؤمنین! آپ نے میری نسبت ایسا خیال فرمایا اور مجھ سے ایسے معاملے کی نسبت گفتگو کا آغاز کیا کہ جب سے آپ اس عظیم الشان خدمت پر فائز ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے رعایا میں سے کسی سے اس معاملے میں گفتگو نہیں فرمائی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: اللہ مغفرت فرمائے، ہم زمانہ جاہلیت میں اس سے بدتر حالت پر تھے۔ بتوں کی پوجا کرتے اور مورتیوں سے چمٹے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے رسولؐ اور اسلام کے ذریعے سے عزت بخشی۔ اس شخص نے کہا: جی ہاں، امیر المؤمنین! اللہ کی قسم میں زمانہ جاہلیت میں کاہن تھا۔ فرمایا، اچھا تو مجھے بتاؤ کہ تمھارے ساتھی (جن) نے تمھیں خبر دی تھی؟ اس نے کہا: اسلام سے ایک مہینا یا کچھ دنوں پہلے وہ میرے پاس آیا اور کہا:

اَلَمْ تَرَ اِلَی الْجِنِّ وَ اِبْلَاسِهَا	کیا تو نے جنوں اور ان کے حزن و ملال اور اپنے
وَ اِیَاسِهَا مِنْ دِیْنِهَا۔ وَ لُحُوْقِهَا	دین سے ان کی ناامیدی اور ان کے اونٹوں اور پالانوں
بِالْقِلَاصِ وَ اَحْلَاسِهَا۔	کو لازم کر لینے (تیاری سفر) پر غور نہیں کیا؟

ابن ہشام نے کہا کہ کلام سجع ہے، شعر نہیں۔

ایک بچھڑے کی پکار

ابن اسحٰق نے کہا: عبداللہ بن کعب نے کہا، اس کے بعد عمرؓ بن الخطاب نے لوگوں سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا: اللہ کی قسم! میں زمانہ جاہلیت کے بتوں میں سے ایک بت کے پاس قریش کے چند آدمیوں کے ساتھ تھا کہ عرب کے ایک شخص نے

اس کے لیے ایک بچھڑا ذبح کیا اور ہم اس کی تقسیم کا انتظار کر رہے تھے۔ یکایک میں نے اس بچھڑے کے اندر سے ایک ایسی آواز سنی کہ اس سے زیادہ بلند آواز میں نے کبھی نہیں سنی تھی۔ یہ واقعہ اسلام کے ظہور سے کچھ ہی دنوں پہلے کا ہے، ایک مہینا یا کچھ دنوں کا ہے۔ وہ آواز کہہ رہی تھی:۔

يَا ذَرِيحُ، اَمْرٌ نَجِيحٌ، رَجُلٌ يَصِيحُ۔ يَقُولُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

اے (خون میں نہائے ہوئے) لال بچھڑے! ایک کامیابی کا معاملہ ہے، ایک شخص بلند آواز سے پکار رہا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ۔

ابن ہشام نے کہا۔ بعض روایتوں میں ہے:۔

رَجُلٌ يَصِيحُ، بِلِسَانٍ فَصِيحٍ يَقُولُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

ایک شخص بزبان فصیح بلند آواز لا الٰہ الا اللہ کہہ رہا ہے۔

بعض اہل علم نے مجھ سے ان شعروں کی بھی روایت کی ہے:۔

عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وَ اِبْلَاسِهَا ۔۔۔ وَشَدِّهَا الْعِيسَ بِاَحْلَاسِهَا

میں نے جنوں کے حزن و ملال اور ان کے اونٹوں پر زین کسنے کے متعلق تعجب کیا۔

تَهْوِي اِلَى مَكَّةَ تَبْغِي الْهُدَى ۔۔۔ مَا مُؤْمِنُوا الْجِنِّ كَاَنْجَاسِهَا

جو مکہ کی جانب ہدایت کی تلاش میں چلے جا رہے تھے۔ (کیوں نہ جاتے کہ) ایماندار جن نجس جنوں کے سے تو ہو نہیں سکتے۔

باب ۳۵

یہودیوں کی روایات

یہودیوں کا اعتقاد و عمل

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے اپنی قوم کے چند لوگوں سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور ہدایت کے ساتھ ساتھ جس چیز نے ہمیں اسلام کی جانب متوجہ کیا، وہ باتیں تھیں۔ جو ہم یہودیوں سے سنا کرتے تھے، ہم تو مشرک اور بت پرست تھے اور وہ اہل کتاب تھے۔ ان کے پاس ایک قسم کا علم تھا جو ہمارے پاس نہ تھا۔ ان میں ہم میں ہمیشہ لڑائیاں ہوا کرتی تھیں۔ جب ہم ان سے کوئی چیز لے لیتے، جو وہ ناپسند کرتے تو وہ کہتے، ایک نبی کا زمانہ قریب آگیا ہے، اور اب وہ مبعوث ہوں گے۔ ہم ان کے ساتھ ہو کر تمھیں اس طرح قتل کریں گے، جیسے عاد و ارم کو قتل کیا گیا۔ یہ بات ہم ان سے اکثر سنا کرتے تھے۔ جب اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپ نے ہمیں اللہ تعالےٰ کی جانب دعوت دی، تو ہم نے اسے قبول کیا اور جان لیا، جس سے وہ ہمیں ڈرایا کرتے تھے، اس کی جانب ہم نے ان پر سبقت کی۔

ارشاد باری تعالیٰ

ہم ایمان لائے۔ اور انھوں نے انکار کیا تو ہمارے اور ان کے بارے میں (سورہ) بقر کی یہ آیتیں نازل ہوئیں:-

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ	جب ایسا ہوا کہ اللہ کی طرف سے ان کی ہدایت کے لیے کتاب نازل ہوئی اور وہ اس کتاب کی تصدیق کرتی تھی، جو پہلے سے ان کے پاس موجود ہے، تو اگرچہ وہ (تورات کی پیشگوئیوں کی بنا پر اس ظہور کے منتظر تھے اور) کافروں کے مقابلے میں اس کا نام لے کر فتح و نصرت کی دعائیں مانگتے تھے۔ لیکن جب وہی جانی بوجھی

ہوئی بات سامنے آگئی تو صاف انکار کر گئے۔ پس ان لوگوں کے لیے جو جان بوجھ کر کفر کی راہ اختیار کریں، اللہ کی لعنت ہے۔ (ایسے لوگوں پر فلاح و سعادت کی راہ نہیں کھل سکتی)

ابن ہشام نے کہا: یستفتحون کے معنی یستنصرون کے ہیں۔ یعنی امداد طلب کرتے۔ اس کے معنی یتحاکمون کے ہیں یعنی حکم بنلاتے یا دعویٰ دائر کرتے یا فیصلہ طلب کرتے۔ کتاب اللہ میں ہے:۔

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ ۔ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ ۔

اے ہمارے پروردگار! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان سچائی کے ساتھ فیصلہ کردے۔ تُو بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

حدیث سلمہ بن سلامہ

ابن اسحٰق نے کہا: صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے بنی عبد اشہل والے محمود بن لبید سے اور انھوں نے سلمہ بن سلامۃ بن وقش سے روایت کی اور سلمہ اصحاب بدر میں سے تھے۔ انھوں نے کہا۔ بنی عبداشہل کے یہودیوں میں سے ایک شخص ہمارا پڑوسی تھا۔ وہ اپنے گھر سے نکل کر ایک روز ہمارے پاس آیا۔ یہاں تک کہ وہ بنی اشہل کے (محلہ کے) پاس آکر کھڑا ہوگیا۔ میں ان دنوں ان سب میں جو وہاں تھے، کم عمر تھا۔ اپنے لوگوں کے صحن میں ایک چادر پر لیٹا ہوا تھا۔ قیامت، بعث، حساب، میزان، جنت اور دوزخ کا ذکر ہوا۔ راوی نے کہا: اس نے یہ باتیں ان لوگوں سے کہیں جو مشرک، بت پرست تھے۔ مرنے کے بعد زندہ کیے جانے کے قائل نہ تھے۔ انھوں نے کہا: اے فلاں! تجھ پر افسوس، کیا تو سمجھتا ہے کہ ایسا ہونے والا ہے۔ لوگ مرجانے کے بعد ایسے گھر جانے کے لیے زندہ کیے جائیں گے، جس میں جنت و دوزخ ہے اور انھیں ان کے اعمال کا بدلا دیا جائے گا؟ اس نے کہا: اس ذات کی قسم، جس کی قسم کھائی جاتی ہے، ایسا ہی ہوگا اور وہ شخص (اس وقت) تمنا کرے گا کہ اس آگ کے بجائے گھر میں کوئی بڑا تنور ہوتا، اسے گرم کردیا جاتا اور اس میں ڈال کر اوپر سے مٹی لگا کر بند کر دیا جاتا۔ اور وہ اس آگ سے بچ جاتا، جو کل اُسے نصیب ہونے والی ہے۔ کہا۔ اے فلاں شخص! تجھ پر افسوس ہے۔ اچھا یہ تو بتا کہ اس کی نشانی کیا ہے؟ اس نے کہا، ان بلاد میں ایک نبی مبعوث ہوگا (اور اس نے اپنے ہاتھ سے مکہ اور یمن کی جانب اشارہ کیا) پوچھا، کب؟ اور اس کے متعلق تمھارا کیا خیال ہے؟ راوی نے کہا کہ اس نے میری جانب دیکھا اور میں ان سب میں کم سن تھا، کہا: اگر اس لڑکے کی عمر نے وفا کی تو یہ اس نبی کو پالے گا۔ سلمہ نے کہا: تھوڑی ہی مدت گزری کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور وہ (راوی) زندہ ہے۔ بس ہم تو آپ پر ایمان لے آئے اور وہ گھمنڈ اور حسد کے سبب سے آپ کا منکر ہی رہا۔ راوی نے کہا کہ ہم نے اس سے کہا: اے فلاں، تجھ پر افسوس ہے۔ کیا تو وہی نہیں، جس نے آپ کے متعلق ایسی ایسی باتیں کہی تھیں۔ اس نے کہا: کیوں نہیں، میں تو وہی ہوں۔ لیکن یہ شخص وہ نہیں،

جس کے متعلق میں نے کہا تھا۔

اسلام ثعلبہ واُسید و اسد

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بنی قریظہ کے ایک بوڑھے شخص سے روایت کی۔ کہا: کیا تم جانتے ہو کہ ثعلبۃ بن سعیہ اور اسید بن سعیہ اور اسد بن عبید (از بنی ہذل برادران بن) قریظہ ایک جماعت کے اسلام کا سبب کیا تھا، جو جاہلیت میں ان کے ساتھی تھے اور اسلام میں بھی وہ ان کے سردار ہو گئے؟ میں نے کہا۔ واللہ نہیں جانتا۔ کہا شام کے یہودیوں میں کا ایک شخص، جو ابن الہیّبان کے نام سے پکارا جاتا تھا اسلام سے چند سال پہلے ہمارے پاس آیا۔ اللہ کی قسم! ہم نے پانچ وقت کی نماز نہ پڑھنے والوں (غیر مسلموں) میں اس سے بہتر کسی کو کبھی نہیں دیکھا۔ وہ ہمارے پاس ہی ٹھہرا تھا۔ جب مینہ نہ برستا تو ہم اس سے کہتے اے الہیّبان باہر چلو اور ہمارے لیے بارش کی دعا کرو۔ وہ کہتا۔ اللہ کی قسم (اس وقت تک) ایسا نہ کروں گا، جب تک تم باہر نکلنے سے پہلے صدقہ نہ دو۔ ہم کہتے کتنا؟ ایک صاع کھجور یا دو مد جو۔ راوی نے کہا: ہم صدقہ دے دیتے، اس کے بعد وہ ہمیں ساتھ لے کر ہمارے کھیتوں سے باہر نکلتا اور بارش کی دعا کرتا۔ اللہ کی قسم! وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹتا۔ یہاں تک کہ ابر آتا۔ اور ہمیں بارش نصیب ہوتی۔ اس نے ایسا ایک دو تین بار نہیں بلکہ زیادہ مرتبہ کیا۔ راوی نے کہا: پھر ہمارے پاس ہی اس کی موت ہوئی۔ جب اسے اپنے مرنے کا علم ہوا تو کہا۔ اے گروہ یہود! کیا تم سمجھتے ہو کہ مجھے شراب و خمیر والی سرزمین سے تکلیف اور بھوک کی سرزمین کی طرف کونسی چیز نکال لائی ہے؟ ہم نے جواب دیا: تمھیں بہتر جانتے ہو۔ اس نے کہا: میں اس شہر میں صرف اس لیے آیا ہوں کہ ایک نبی کے ظہور کا انتظار کروں۔ جس کا زمانہ قریب آچکا ہے اور یہ شہر اس کی ہجرت گاہ ہے اسی لیے مجھے امید تھی کہ وہ مبعوث ہو اور میں اس کی پیروی کروں۔ اب تمھارے لیے اس کا زمانہ قریب ہے۔ پس اے گروہ یہود! ایسا نہ ہو کہ اس کی طرف کوئی اور تم سے سبقت کر جائے۔ وہ ذات مبارک خونریزی کے لیے بھی مجبور ہو گی۔ مخالفوں کی عورتیں اور بچے بھی اس کے پاس قید ہوں گے۔ یہ باتیں تمھیں اس پر ایمان لانے سے نہ روک دیں۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اور بنی قریظہ کا محاصرہ فرما لیا تو ان نوجوانوں نے جنھیں ابن الہیّبان نے نبی منتظر کی خبر دی تھی، اور جو شباب و کم عمری کی حالت میں تھے، کہا: اے بنی قریظہ! اللہ کی قسم، یہ وہی نبی ہے جس کے متعلق ابن الہیبان نے تم سے عہد لیا تھا۔ ان لوگوں نے کہا یہ وہ نہیں، نوجوانوں نے کہا کیوں نہیں، اللہ کی قسم! صفات کے لحاظ سے تو وہی ہے۔ پھر وہ آئے۔ اسلام اختیار کیا اور اپنی جانیں، اموال و املاک اور اہل و عیال محفوظ کر لیے۔

ابن اسحٰق نے کہا، یہ وہ باتیں تھیں جو یہود سے ہم تک پہنچیں۔

باب ۳۶

حضرت سلمانؓ کا اسلام

سلمانؓ کی ابتدائی زندگی

ابن اسحٰق نے کہا: عاصم بن عمر بن قتادۃ الانصاری نے محمود بن لبید سے، اور انھوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی، انھوں نے کہا: مجھ سے سلمان الفارسی نے بیان کیا اور میں نے خود ان کے منہ سے سنا: میں اصفہان کی ایک بستی جیّ کا رہنے والا تھا۔ میرے والد بستی کے ایک کسان تھے۔ اور میں انھیں تمام مخلوقِ خدا سے زیادہ پیارا تھا۔ اور یہ محبت اس حد پر جا پہنچی کہ وہ مجھے گھر میں اس طرح مقیّد رکھتے، جس طرح ایک لڑکی کو بند رکھا جاتا ہے۔ اور میں نے مجوسیت میں کوشش کی۔ یہاں تک کہ آتش کدے کے ان خادموں میں ہو گیا جو آگ کو ہمیشہ روشن رکھتے اور گھڑی بھر کے لیے بھی بجھنے نہیں دیتے تھے۔ میرے والد کے پاس بڑی زمین تھی۔ وہ ایک روز اپنا ایک مکان بنانے میں لگ گئے تو مجھ سے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! آج میں اپنے اس مکان کے بنانے کے سبب سے زمین کی دیکھ بھال نہیں کر سکتا، تم وہاں جاؤ اور اسے دیکھ آؤ اور انھوں نے کچھ ایسی باتوں کا بھی مجھے حکم دیا جنھیں پورا کرنے کے وہ خواہاں تھے۔ پھر انھوں نے مجھ سے کہا: تم وہاں رہ نہ جانا کیونکہ اگر مجھے چھوڑ کر تم وہاں رُک گئے تو مجھے زمین سے بھی زیادہ تمھاری فکر ہو جائے گی۔ اور تمام کام چھوٹ جائیں گے۔ جب میں زمین کو جانے کے لیے نکلا تو میرا گزر نصاریٰ کے کلیساؤں میں سے ایک کلیسا سے ہوا۔ میں نے اس میں نماز پڑھنے کی آوازیں سُنیں میں ان لوگوں کے حالات سے بالکل ناواقف تھا۔ کیونکہ والد مجھے گھر ہی میں بند رکھتے تھے۔

مسیحیوں سے رغبت

جب میں نے انھیں دیکھا تو ان کی نماز مجھے بہت پسند آئی اور ان کے طور طریقوں کی جانب مجھ میں رغبت پیدا ہو گئی۔ میں نے کہا۔ اللہ کی قسم! اُس دین سے، جس میں ہم ہیں، یہ بہتر ہے۔ پھر تو خدا کی قسم۔ میں ان کے ساتھ ہی رہا۔ یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا اور والد کی زمین تک نہ جا سکا۔ میں نے ان سے پوچھا: اس دین میں ملنے کے لیے مجھے کہاں جانا ہوگا؟ انھوں نے کہا: شام کو۔ پھر میں والد کی طرف لوٹ آیا۔ اور وہ میری تلاش میں لوگوں کو اِدھر اُدھر بھیج چکے تھے۔ میں نے ان سے تمام کام چھڑا دیے۔ میں ان کے پاس پہنچا تو انھوں نے کہا: بیٹا

کہاں تھے کیا میں نے تم سے پہلے ہی سب کچھ نہیں کہہ دیا تھا؟ میں نے کہا۔ ابا جان! میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا جو کلیسا میں نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے ان کے دین کی جو باتیں دیکھیں۔ وہ مجھے بہت پسند آئیں۔ اللہ کی قسم سورج ڈوبنے تک انھیں کے پاس رہا۔ والد نے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! اس دین میں کوئی بہتری نہیں۔ تمھارا اور تمھارے بزرگوں کا دین اس سے بہتر ہے۔ میں نے والد سے کہا: ایسا نہیں، اللہ کی قسم! بے شبہہ وہ ہمارے دین سے بہتر ہے، پھر تو وہ مجھے دھمکانے لگے۔ میرے پاؤں میں بیڑی ڈال دی اور گھر میں مجھے قید کر دیا۔

سفرِ شام

میں نے نصاریٰ کی طرف کہلا بھیجا کہ جب تمھارے پاس شام سے کوئی قافلہ آئے، تو مجھے اس کی اطلاع دینا۔ اس کے بعد ان کے پاس شام سے نصرانی تاجروں کا ایک قافلہ آیا۔ انھوں نے مجھے اس کی اطلاع دی۔ میں نے ان سے کہا: جب وہ اپنی ضرورتیں پوری کر لیں اور لوٹنا چاہیں تو مجھے مطلع کرنا۔ پھر جب ان لوگوں نے اپنے شہروں کی جانب لوٹنے کا ارادہ کیا تو مجھے اطلاع دی۔ میں نے اپنے پاؤں کی بیڑیاں نکال پھینکیں اور ان کے ساتھ نکل بھاگا۔ یہاں تک کہ شام پہنچا۔ جب میں وہاں گیا۔ تو پوچھا کہ اس دین والوں میں علم کے لحاظ سے کون بہترین ہے؟ انھوں نے کہا: کلیسا کا اسقف۔

سلمانؓ اور اسقف

میں اس کے پاس گیا اور کہا: مجھے اس دین کی جانب رغبت ہے۔ چاہتا ہوں کہ تمھارے ساتھ رہوں، خدمت کروں، تم سے کچھ سیکھ لوں اور تمھارے ساتھ نماز پڑھوں۔ اس نے کہا: اندر آؤ۔ میں اس کے ساتھ اندر گیا۔ وہ شخص بُرا آدمی تھا۔ لوگوں کو صدقوں کا حکم دیتا اور انھیں اس کی رغبت دلاتا۔ جب وہ اپنے پاس سے کچھ نہ کچھ جمع کر کے لاتے تو اسقف اسے اپنی ذات کے لیے جمع کر رکھتا۔ اور مسکینوں کو نہ دیتا۔ یہاں تک کہ اس نے سات گھڑے سونا چاندی جمع کر رکھا تھا۔ جب میں نے اسے ایسا کرتے دیکھا تو اس سے سخت نفرت کرنے لگا۔ پھر وہ مر گیا۔ اور نصاریٰ اس کے دفن کرنے کے لیے جمع ہوئے تو میں نے ان سے کہا کہ یہ تو بُرا آدمی تھا۔ تمھیں صدقے کا حکم دیتا۔ اور اس کی رغبت دلاتا تھا اور جب تم اس کے پاس صدقہ لاتے تو اسے اپنے لیے خزانے میں رکھ لیتا۔ اور مسکینوں کو کچھ نہ دیتا تھا۔ وہ لوگ مجھ سے کہنے لگے: تجھے اس کی کیا خبر؟ میں نے جواب دیا: تمھیں اس کا خزانہ بتاتا ہوں۔ انھوں نے کہا۔ اچھا بتاؤ۔ میں نے انھیں اس خزانے کی جگہ بتا دی۔ انھوں نے سات گھڑے سونے چاندی سے بھرے ہوئے نکالے۔ کہا: اللہ کی قسم، ہم اسے ہرگز دفن نہ کریں گے۔ پھر انھوں نے اسے سولی چڑھا دیا۔ اور اس پر پتھروں کی بارش کی۔ ایک اور شخص کو لائے اور اسے

متوفی کی جگہ مقرر کر دیا۔ (راوی نے کہا) سلمانؓ کہا کرتے تھے کہ میں نے کسی ایسے شخص کو، جو پانچوں وقت کی نماز نہ پڑھتا ہو، (کسی غیر مسلم کو) نہیں دیکھا، جسے میں نے اس سے زیادہ دنیا سے روکش اور اس سے زیادہ آخرت کی طرف راغب اور اس سے زیادہ رات دن کے اوقات کا پابند سمجھا ہو۔ میں اس سے اس قدر محبت کرنے لگا کہ اس سے پہلے اس کی سی محبت میں نے کسی سے نہیں کی۔ میں اس کے پاس ایک زمانے تک رہا۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو میں نے اس سے کہا: اے فلاں، میں تیرے ساتھ رہا۔ اور تجھ سے ایسی محبت کی کہ اور کسی سے نہیں کی۔ اور اب تیرے لیے اللہ تعالیٰ کا وہ حکم آ پہنچا، جسے تو دیکھ رہا ہے۔ بتا۔ مجھے کس کے پاس رہنے کی وصیت کرتا ہے اور کون سی بات کا حکم دیتا ہے؟ اس نے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کی قسم۔ میں آج کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو اس دین پر ہو، جس پر میں تھا۔ لوگ تو چل بسے اور اب جو رہ گئے ہیں انھوں نے اسے بدل دیا اور جن امور کے وہ پابند تھے۔ ان میں سے اکثر کو چھوڑ دیا۔ بجز ایک شخص کے جو موصل[1] میں رہتا ہے اور وہ فلاں ہے وہ دین کی اسی حالت پر ہے، جس پر میں تھا۔ پس تم اس کے پاس جاؤ۔

سلمان موصل میں

پھر جب وہ مر گیا اور آنکھوں سے اوجھل ہو گیا تو میں موصل والے کے پاس پہنچا۔ اور اس سے کہا: اے فلاں! فلاں شخص نے مرتے وقت مجھے وصیت کی۔ کہ میں تیرے پاس آؤں اور اس نے مجھے بتایا کہ تو بھی اس کا ہم خیال ہے۔ اس نے کہا: میرے پاس رہو میں اس کے پاس رہ گیا۔ تو میں نے اسے سابقہ رفیق کا بہترین ہم خیال پایا۔ وہ بھی کچھ زیادہ مدت زندہ نہ رہا اور مر گیا۔ جب اس کی موت قریب پہنچی، تو میں نے اس سے کہا: اے فلاں! فلاں نے مجھے تیرے پاس آنے اور رہنے کی وصیت کی تھی۔ اور اب تیرے پاس اللہ تعالیٰ کا وہ حکم آ پہنچا ہے، جسے تو دیکھ رہا ہے۔ مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتا ہے۔ اور کس بات کا حکم دیتا ہے؟ اس نے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کی قسم، میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا۔ جو اس دین پر ہو، جس پر ہم تھے۔ بجز ایک شخص کے جو نصیبین[2] میں ہے۔ اور وہ فلاں ہے، اس سے جا کر ملو۔

نصیبین میں قیام

پھر جب وہ مر گیا اور نظروں سے غائب ہو گیا۔ تو میں نصیبین والے کے پاس پہنچا۔ اپنے حالات اس سے بیان کیے۔ اور اس کے دوست نے جو حکم مجھے دیا تھا،

---

[1] موصل عراق کا مشہور شہر ہے۔ [2] کسی زمانے میں "جزیرہ" کا مشہور مقام تھا۔ جزیرہ دوآبہ دجلہ و عراق کے شمالی حصے کو کہتے تھے۔ آج کل جمہوریہ ترکیہ میں شامل ہے اور شامی سرحد سے قریب ہے۔ دریائے خابور اس کے پاس ہی سے نکل کر فرات میں شامل ہوتا ہے۔ موصل سے جو ریل شام اور ترکی جاتی ہے۔ اس کا سٹیشن نصیبین بھی ہے۔

اس کی بھی اطلاع دی۔ اس نے کہا، میرے پاس رہو۔ چنانچہ میں اس کے پاس رہا۔ میں نے اسے بھی دونوں ساتھیوں کا ہم خیال پایا۔ پس بہترین شخص کے ساتھ رہنے لگا۔ اللہ کی قسم! کچھ تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ اسے بھی موت آگئی۔ جب موت قریب ہوئی تو میں نے کہا: اے فلاں! فلاں شخص نے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی تھی۔ پھر فلاں نے تیرے پاس آنے کی وصیت کی۔ اب تو مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتا اور کس چیز کا حکم دیتا ہے؟ اس نے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ کوئی ایسا شخص باقی رہا ہو۔ جو ہمارا ہم خیال ہو اور میں تجھے اس کے پاس جانے کا حکم دوں۔ بجز ایک شخص کے جو روم کی سرزمین عموریہ[1] میں رہتا ہے۔ وہ اسی دین پر ہے۔ جس پر ہم تھے۔ پس اگر تم چاہو تو اس کے پاس جاؤ۔ بے شک وہ ہمارا ہم خیال ہے۔

سفرِ عموریہ

پھر جب وہ مرگیا اور نظروں سے چھپا دیا گیا تو میں عموریہ والے کے پاس پہنچا۔ اپنے واقعات کی اطلاع دی۔ تو اس نے کہا: میرے پاس رہ جا۔ میں اس کے پاس رہ گیا وہ اپنے ساتھیوں کی ہدایت پر بہترین شخص اور ان کا ہم خیال تھا۔ پھر میں کمانے لگا۔ یہاں تک کہ میرے پاس بہت سی گائیں اور بکریاں ہوگئیں۔ پھر اس پر بھی حکم خداوندی آیا۔ جب وہ مرنے کے قریب ہوا تو میں نے اس سے کہا: اے فلاں! میں فلاں کے ساتھ تھا، اس نے مجھے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی۔ پھر فلاں نے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی۔ پھر فلاں نے فلاں کے پاس۔ پھر فلاں نے تیرے پاس جانے کی۔ اب تو مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتا اور کس بات کا حکم دیتا ہے؟ اس نے کہا، اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ لوگوں میں سے آج کسی نے اس دین پر صبح کی ہو۔ جس پر ہم تھے۔ اور میں تجھے اس کے پاس جانے کا حکم دوں۔ لیکن حالت یہ ہے کہ ایک نبی کا زمانہ قریب آپہنچا ہے اور وہ دین ابراہیم علیہ السلام پر مبعوث ہونے کو ہے۔ اس کا ظہور سرزمین عرب میں ہوگا۔ اور اس کی ہجرت گاہ دو کالے پتھروں والی زمینوں کے درمیان[2] ہوگی۔ ان دونوں زمینوں کے درمیان کھجور کے پیڑ ہوں گے۔ اس (نبی) میں ایسی علامتیں ہوں گی، جو چھپ نہ سکیں گی۔ وہ ہدیہ کھائے گا اور صدقہ نہ کھائے گا۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ اگر ان شہروں میں پہنچنے کی تجھ میں طاقت ہو تو وہاں جا۔ پھر وہ شخص بھی مرگیا۔ اور دفن کردیا گیا۔ اللہ تعالیٰ

---

[1] پرانے زمانے کا ایک مشہور شہر تھا۔ اناطولیہ میں قونیہ کی شمالی جانب اور افیون قرہ حصار سے تھوڑے فاصلے پر مشرق میں تھا۔ اب اس کی پہلی حیثیت باقی نہیں رہی۔
[2] اصل میں "حرتین" کا لفظ استعمال ہوا ہے یعنی دو حرے یا کالے پتھروں کا سلسلہ۔ مدینہ منورہ میں شرقاً غرباً، دو حرّوں کے درمیان ہے۔ ایک حرہ واقم۔ دوسرا حرہ وبرہ۔ یعنی کالے پتھر دونوں طرف دیواروں کی صورت میں موجود ہیں۔

نے جتنی مدت چاہا۔ میں عموریہ میں رہا۔

وادی القریٰ اور مدینۂ منورہ

پھر میرے پاس سے بنی کلب کے چند تاجر گزرے۔ میں نے اُن سے کہا: مجھے سرزمین عرب کی طرف سوار کرا کے لے چلو۔ اس کے بدلے میں تمھیں یہ گائیں اور بکریاں دے دیتا ہوں۔ انھوں نے کہا: اچھا۔ میں نے انھیں وہ سب چیزیں دے دیں اور انھوں نے مجھے اپنے ساتھ سواری پر بٹھالیا۔ یہاں تک کہ وہ وادی القریٰ میں پہنچے تو انھوں نے مجھ پر ظلم کیا اور غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ پس میں اسی کے پاس رہتا تھا۔ میں نے نخلستان بھی دیکھا تو مجھے امید ہوگئی کہ شاید یہ وہی شہر ہو، جس کا بیان میرے دوست نے مجھ سے کیا تھا۔ لیکن اس بستی نے میرے دل میں کچھ اثر نہ کیا۔ یہی حالت تھی۔ جب اس یہودی کا ایک چچیرا بھائی، جو بنی قریظہ میں کا تھا، مدینہ سے اس کے پاس آیا، اس نے مجھے خرید لیا اور مدینہ لایا۔ پس اللہ کی قسم! جیسے ہی میں نے مدینہ کو دیکھا، اپنے دوست کے بیان کیے ہوئے صفات سے فوراً پہچان لیا اور وہیں رہنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ مدت تک مکہ میں رہے۔ میں نے اپنی غلامی کے دھندوں کے سبب سے آپ کا کوئی ذکر نہیں سنا۔ اگرچہ میں وہیں مدینہ میں تھا۔ پھر آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ اللہ کی قسم! میں اپنے مالک کے خرما کے درخت پر کچھ کام کر رہا تھا۔ اور مالک نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ یکایک اس کا ایک چچیرا بھائی آ کر اس کے پاس کھڑا ہوگیا۔ اور بولا: اے فلاں! بنی قیلہ کو اللہ برباد کرے۔ اللہ کی قسم! وہ اس وقت قبا میں ایک شخص کے پاس جمع ہیں۔ جو ان کے پاس آج ہی مکہ سے آیا ہے۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ وہ نبی ہے۔

نسب قیلہ

ابن ہشام نے کہا: قیلہ، کاہل بن عذرۃ (ابن سعد بن زید بن لیث ابن اسود بن اسلم بن الحاف بن قضاعۃ) کی بیٹی اور اوس وخزرج کی ماں تھی۔ النعمان بن بشیر الانصاریؓ نے اوس وخزرج کی مدح میں کہا ہے:۔

بَهَالِيلُ مِنْ اَوْلَادِ قَيْلَةَ لَمْ يَجِدْ ۔۔۔ عَلَيْهِمْ خَلِيطٌ فِي مُخَالَطَةٍ عَتَبًا

وہ لوگ صفات حسنہ کے جامع سردار ہیں۔ قیلہ کی اولاد میں سے۔ ان کا شریک کار ان کے ساتھ شرکت میں کوئی ناراضی نہیں پاتا۔

مَسَامِيحُ اَبْطَالٌ يُرَاحُونَ لِلنَّدٰى ۔۔۔ يَرَوْنَ عَلَيْهِمْ فِعْلَ اٰبَآءِهِمْ نَحْبًا

کشادہ دل جوانمرد ہیں۔ سخاوت سے انھیں راحت ہوتی ہے۔ اپنے بزرگوں کی

خوبیوں کو اپنے لیے بھی لازم سمجھتے ہیں۔

یہ دونوں شعر اس کے ایک قصیدے کے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادۃ الانصاری نے، انھوں نے محمود بن لبید سے۔ انھوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت بیان کی کہ سلمان رضؓ نے کہا: پھر جب میں نے یہ سُنا تو مجھ پر کپکپی طاری ہونے لگی۔

میں نے خیال کیا کہ میں اب اپنے مالک پر گر پڑوں گا۔ پھر میں کھجور کے درخت سے نیچے اُترا۔ اور مالک کے چچیرے بھائی سے کہا: تم کیا کہتے ہو؟ میرا مالک غصے ہوا۔ زور سے ایک مُکّا مارا اور کہا، تجھے کیا کام، اسی لیے تو میں تیری نگرانی کرتا رہتا ہوں۔ میں نے کہا: کچھ بھی نہیں۔ میں نے صرف اس بات کی تصدیق کرنی چاہی کہ وہ کیا کہتا ہے۔

رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضری

پھر سلمانؓ نے کہا: میرے پاس کچھ سرمایہ تھا۔ جب شام ہوئی تو وہ لے لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ آپ قبا میں تشریف فرما تھے۔ میں آپ کے پاس اندر گیا اور عرض کی، مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نیک شخص ہیں اور آپ کے ساتھ غریب ساتھی بھی ہیں، جو حاجتمند ہیں۔ میرے پاس صدقے کی یہ ذرا سی چیز موجود تھی۔ میں نے آپ لوگوں کو بہ نسبت دوسروں کے اس کا زیادہ مستحق سمجھا اور وہ چیز آپ کے پاس لے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: "کلُوا" کھاؤ، اور آپ نے اپنا ہاتھ روک رکھا اور اسے نہ کھایا۔ میں نے دل میں کہا: یہ ایک علامت ہے۔ پھر میں آپ کے پاس سے چلا گیا اور کچھ سرمایہ جمع کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبدیل مکان فرما کر مدینہ تشریف لا چکے تھے۔ دوبارہ آپ کے پاس گیا اور عرض کی: میں نے دیکھا، آپ صدقہ تناول نہیں فرماتے، اس لیے یہ ہدیہ آپ کے شایانِ شان حاضر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا اور صحابہؓ کو حکم دیا تو آپ کے ساتھ انھوں نے بھی کھایا۔ میں نے دل میں کہا: یہ دو علامتیں ہوئیں پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ تو آپ بقیع الغرقد[۱] میں تھے۔ اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کے جنازے کے ساتھ تشریف لائے تھے۔ مجھ پر میری دو چادریں تھیں۔ آپ اپنے صحابیوں کے درمیان تشریف فرما تھے۔ میں نے سلام کیا اور چکر لگا کر آپ کی پشت مبارک کو دیکھنے لگا۔ کہ کیا میں اس خاتم کو، جس کا وصف میرے دوست نے مجھ سے بیان کیا تھا، دیکھ سکتا ہوں؟ جب

---

[۱] مدینہ منورہ کا قبرستان، جو شہر کی فصیل کے پاس مشرقی جانب ہے۔ عام لوگ اسے محض بقیع کہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میں آپ کے گرد گھوم رہا ہوں تو آپ سمجھ گئے کہ میں کسی ایسی شے کی تحقیق کر رہا ہوں۔ جس کا وصف مجھ سے بیان کیا گیا ہے۔ آپ نے پشت مبارک سے چادر نیچے گرادی۔ میں نے مہرِ نبوت دیکھی، اسے پہچان بھی لیا اور روتے ہوئے اسے بوسہ دینے کے لیے اس پر گرا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تحول" ہٹو، میں ہٹ گیا۔ پھر آپ کے سامنے بیٹھا۔ اے ابن عباس! میں نے آپ سے اپنے واقعات اسی طرح بیان کیے، جس طرح ابھی ابھی تم سے بیان کیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا کہ یہ واقعات آپ کے اصحاب بھی سنیں۔ پھر سلمانؓ کو غلامی نے مصروف رکھا۔ یہاں تک کہ بدر و اُحد کی جنگیں بھی ان سے چھوٹ گئیں۔ سلمانؓ نے کہا: پھر مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

غلامی سے آزادی

"کاتب یا سلمان"۔ اے سلمان! مکاتبت کر لو۔ یعنی اپنے مالک کو کچھ دے کر آزاد ہو جاؤ۔ میں نے اپنے مالک سے چالیس[1] اوقیے سونے کے علاوہ کھجور کے تین سو درخت گڑھوں میں نصب کر کے سرسبز کر دینے کے معاوضے میں آزادی لکھوالی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا: اپنے بھائی کی امداد کرو۔ انھوں نے کھجور کے درختوں سے امداد کی، کسی شخص نے کھجور کے تیس پودوں سے، کسی نے بیس سے، کسی نے پندرہ سے، کسی نے دس سے، ہر شخص، جتنے اس کے پاس تھے، امداد کرتا تھا۔ یہاں تک کہ میرے لیے کھجور کے تین سو پودے اکٹھے ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِذْهَبْ يَا سَلْمَان فَفَقِّرْ لَهَا	سلمان جاؤ اور ان کے لیے گڑھے کھودو، جب گڑھے
فَاِذَا فَرَغْتَ فَأْتِنِي اَكُنْ اَنَا	کھودنے سے فارغ ہو جاؤ تو میرے پاس آؤ کہ میں
اَضَعُهَا بِيَدِي۔	خود اپنے ہاتھوں سے انھیں نصب کروں۔

پھر میں نے گڑھے کھودے اور میرے ساتھیوں نے بھی میری امداد کی۔ یہاں تک کہ جب میں فارغ ہوا تو آپ کے پاس حاضر ہو کر اطلاع دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ اس مقام کی طرف تشریف لے چلے۔ ہم کھجور کے پودے آپ کے پاس لاتے اور آپ دست مبارک سے نصب فرماتے جاتے۔ یہاں تک کہ ہم فارغ ہو گئے۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے، ان میں سے ایک بھی پودا نہیں سوکھا۔ میں نے کھجور کے درخت تو اس کے حوالے کر دیے، اب صرف مجھ پر مال باقی رہ گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی کان سے مرغی کے انڈے کے برابر سونا

---

[1] اوقیہ کا وزن مختلف لغتوں میں ایک تولہ ساتھ ماشے سے اڑھائی تولے تک بتایا گیا ہے۔

پیش کیا گیا، تو آپ نے فرمایا۔

مَا فَعَلَ الْفَارِسِیُّ الْمُکَاتِبُ
(فارسی مکاتب نے کیا کیا؟ اس نے اپنی مکاتبت کا معاوضہ ادا کر دیا، یا نہیں)

پھر مجھے آپ کے پاس بلایا گیا۔ آپ نے فرمایا:۔

خُذْ هٰذِهٖ فَاَدِّهَا مِمَّا عَلَیْكَ یَا سَلْمَانُ۔
(اے سلمان! یہ لو اور جو رقم تم پر ہے، اس کے عوض میں یہ دے دو۔)

میں نے کہا، یا رسول اللہؐ! جو رقم مجھ پر واجب ہے، اس کے لحاظ سے یہ کس شمار میں ہوگا؟ رقم تو بہت زیادہ ہے اور اسے تو اس سے کچھ نسبت ہی نہیں۔ فرمایا:۔

خُذْهَا فَاِنَّ اللّٰهَ سَیُؤَدِّیْ بِهَا عَنْكَ
(یہ لے لو۔ اللہ اسی کے ذریعے سے تمھاری طرف سے ادا کر دیگا۔)

میں نے اسے لے کر تول دیا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں سلمانؓ کی جان ہے۔ وہ پورا چالیس اوقیہ تھا۔ پس میں نے ان کا حق پورا پورا ادا کر دیا اور آزاد ہوگیا۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ خندق میں حاضر ہوا۔ اس کے بعد آپ کی ہمرکابی میں کوئی جنگ مجھ سے نہ چھوٹی۔

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے، انھوں نے عبدالقیس کے ایک شخص سے اور اس نے سلمان سے روایت کی کہ جب میں نے کہا: یا رسول اللہ! جو رقم واجب الادا ہے اس کے لحاظ سے یہ کس شمار میں ہوگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لے لیا اور اپنی زبان پر اسے الٹا پلٹا۔ پھر فرمایا:

خُذْهَا فَاَوْفِهِمْ مِنْهَا۔ یہ لو اور اس سے ان کا پورا حق ادا کر دو۔

میں نے اسے لے لیا اور اس سے ان کا پورا حق ادا کر دیا جو چالیس اوقیہ تھا۔

عمرؓ بن عبدالعزیز کی روایت

مجھ سے (ابن اسحٰق سے) عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا۔ انھوں نے کہا، مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا۔ جسے میں جھوٹا نہیں سمجھتا۔ اس نے عمر بن عبدالعزیز بن مروان سے روایت کی۔ انھوں نے کہا، مجھے سلمانؓ فارسی سے روایت پہنچی۔ کہ انھوں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حالات سنائے تو یہ کہا کہ عموریہ والے شخص نے ان سے کہا: تم سرزمین شام کے فلاں مقام پر جاؤ۔ وہاں دو جھاڑیوں کے درمیان ایک شخص ہے۔ ہر سال اس جھاڑی سے نکلتا ہے اور گزرتا ہوا اس جھاڑی کی طرف چلا جاتا ہے۔ بیماریوں والے اس کے راستے میں آجاتے ہیں۔ اور وہ جس کے لیے دعا کرتا ہے۔ شفا پاتا ہے۔ جس دین کی تمھیں تلاش ہے اس سے پوچھو، وہ تمھیں اس کے متعلق اطلاع دے گا۔ سلمانؓ نے کہا: پس میں نکلا۔ یہاں تک کہ میں

اس جگہ آیا۔ جس جگہ کا مجھے پتا دیا گیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے بیماروں کو لے کر وہاں جمع ہو گئے ہیں یہاں تک کہ وہ اس رات ایک جھاڑی سے نکل کر گزرتے ہوئے دوسری جھاڑی کی طرف چلا۔ لوگ اپنے بیماروں کو لے کر اس پر چھا گئے، وہ جس کے لیے دعا کرتا، شفا پاتا۔ لوگوں نے اس کے پاس پہنچنے میں مجھ سے سبقت کی اور میں اس تک نہ پہنچ سکا۔ حتیٰ کہ وہ اس جھاڑی میں چلا گیا۔ جس میں وہ جانا چاہتا تھا۔ صرف اس کا مونڈھا باہر تھا۔ میں نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے کہا۔ یہ کون ہے اور میری جانب متوجہ ہوا۔ میں نے کہا: اللہ آپ پر رحمت کرے! مجھے طریقہ حنیفیہ، دین ابراہیمی سے آگاہ کیجیے۔ اس نے کہا: تم ایسی بات پوچھتے ہو جسے آج کوئی نہیں پوچھتا۔ حرم والوں میں سے ایک نبی اس دین پر مبعوث ہوگا۔ جس کا زمانہ تم سے قریب ہو گیا ہے۔ تم اس کے پاس جاؤ۔ وہ تمھیں اس پر چلائے گا۔ پھر وہ شخص اندر چلا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُن کر سلمان سے فرمایا:-

لَئِنْ كُنْتَ صَدَقْتَنِيْ يَا سَلْمَانُ لَقَدْ لَقِيْتَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ۔

اے سلمان! اگر تم نے مجھ سے سچ کہا ہے تو تم نے عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کی۔

باب ۳۷

راہِ حق تلاش کرنے والے چار اصحاب

بت پرستی سے بیزاری

ابن اسحاق نے کہا، ایک روز قریش اپنی ایک عید میں ایک بُت کے پاس جمع ہُوئے، جس کی وُہ تعظیم کرتے، اس کے لیے قربانیاں دیتے، اس کے لیے قربانیاں دیتے، اس کے پاس معتکف رہتے اور اس کے گرد گھومتے تھے ان کی یہ عید ہر سال ایک روز ہوا کرتی تھی۔ ان لوگوں میں سے چار شخصوں نے تنہائی میں گفتگو کی اور ایک نے دوسرے سے کہا، سچائی کا عہد کرو اور اپنے آپس کے معاملوں کو دوسروں سے چھپاؤ۔ سب نے کہا، اچھا، یہ لوگ ورقہ بن نوفل (بن اسد بن عبد العزّٰی بن قصیؔ بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی) اور عبید اللہ بن جحش (ابن رئاب بن یعمر بن صبرۃ بن کبیر بن غنم بن دُودان بن اسد بن خزیمہ) جس کی ماں امیمہ بنت عبد المطلب تھی اور عثمان بن الحویرث (بن اسد بن عبد العزّٰی بن قصیؔ) اور زید بن عمرو (بن نفیل بن العزّٰی بن عبد اللہ بن قرط بن ریاح بن زراح بن عدی بن کعب بن لوئیؔ) تھے انھوں نے ایک دوسرے سے کہا: علم حاصل کرو، اللہ کی قسم، تمھاری قوم کسی ٹھیک راستے پر نہیں۔ وُہ اپنے باپ ابراہیم کے دین کو بھول چکے ہیں۔ پتھر کیا چیز ہے، جس پر نجاست ڈالی جاتی ہے؟ نہ وُہ سنتا ہے، نہ دیکھتا ہے، نہ نقصان دیتا ہے، نہ نفع پہنچاتا ہے۔ لوگو! اپنے لیے کوئی دین ڈھونڈو، کیونکہ اللہ کی قسم تم کسی صحیح طریقے پر نہیں۔ ملکوں میں طریقِ حنیفیہ دین ابراہیمؑ کی تلاش میں پھیل جاؤ۔

وَرقہ بن نوفلؔ اور عبید اللہ بن جحش

ورقہ بن نوفل نے تو نصرانیت میں استحکام اختیار کیا اور علماء سے علوم کتبیہ حاصل کرنے میں مصروف ہوگیا یہاں تک کہ اہلِ کتاب کے علوم کا بڑا حصّہ حاصل کرلیا۔

عبید اللہ بن جحش شک کی اسی حالت پر جس پر وہ تھا، قائم رہا، یہاں تک کہ اسلام اختیار کیا، اور مسلمانوں کے ساتھ حبشہ کی جانب ایسی حالت میں ہجرت کی کہ اس کے ساتھ اس کی مسلمہ بیوی ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ بھی تھیں، جب وہ وہاں پہنچا تو نصرانیت اختیار کرکے اسلام سے الگ ہوگیا اور وہیں نصرانیت کی حالت میں مرگیا۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے بیان کیا: عبیداللہ بن جحش نصرانی ہوگیا تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اصحاب کے پاس سے گزرتا، جو سرزمینِ حبشہ میں تھے، تو وہ اس سے کہتے فَقَّحْنَا وَصَاصَأْتُمْ (ہم نے تو آنکھیں کھول دیں اور تم ابھی چندھیائے ہوئے ہو) یعنی ہم نے تو بینائی حاصل کرلی اور تم بینائی کو ٹٹول رہے ہو اور اب تک تم نے اسے نہیں دیکھا۔ یہ الفاظ اس لیے کہے گئے کہ کُتّے کا بچہ جب آنکھیں کھولنا چاہتا ہے وہ نیم باز رہتی ہیں۔ اسی حرکت کو صاد صاد کہتے ہیں اور فقح کے معنی کھول دینے کے ہیں۔

اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح

اس کے بعد اس کی بیوی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان ابن حرب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عقد میں لے لیا۔ ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق نجاشی کے پاس عمرو بن اُمیّہ ضمیری کو روانہ فرمایا تو نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیام انھیں دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا عقد کردیا۔ آپ کی جانب سے نجاشی نے انھیں چار سو دینار مہر کے دیے۔ محمد بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عبدالملک بن مروان کا عورتوں کے مہر کی حد بندی کے لیے چار سو دینار مقرر کرنے کا سبب یہی تھا جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے سلسلے میں وکیل بنایا، وہ خالد بن سعید بن العاص تھے۔

عثمان بن الحویرث اور زید بن عمرو

ابن اسحٰق نے کہا، عثمان بن الحویرث شاہِ روم کے پاس چلا گیا اور نصرانیت اختیار کرلی۔ وہاں اس کی بڑی قدر و منزلت ہوئی۔

زید بن عمرو بن نفیل نے توقف کیا۔ نہ یہودیت اختیار کی، نہ نصرانیت۔ انھوں نے اپنی قوم کا دین چھوڑ دیا۔ بتوں، مردار، خون اور ان ذبیحہ جانوروں سے علحدگی اختیار کرلی، جو بتوں کے پاس ذبح کیے جاتے تھے اور لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے سے وُہ روکتے اور کہتے کہ میں ربّ ابراہیم کی پرستش کرتا ہوں۔ قوم نے کھلّم کھلّا اُن کی مخالفت اس وجہ سے کی کہ وہ ان حالات کی عیب جوئی کرتے تھے، جن پر اُن کی قوم تھی۔

ابن اسحاق نے کہا، مجھ سے ہشام بن عمرو نے، انھوں نے اپنے والد اور انھوں نے اپنی والدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو بہت بڑھاپے کی حالت میں دیکھا ہے۔ اپنی پیٹھ کو کعبے کا سہارا دیتے ہوئے کہتے تھے: اے گروہِ قریش! اُس

ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں زید بن عمرو کی جان ہے، آج میرے سوا تم میں کا کوئی شخص دین ابراہیم پر نہیں رہا۔ پھر وُہ کہتے: یا اللہ! اگر میں جانتا کہ کونسا طریقہ تجھے زیادہ پسندیدہ ہے تو اسی کے مطابق ہی تیری پرستش کرتا، لیکن مجھے اس کا علم نہیں۔ پھر اپنی ہتیلیوں پر سجدہ کرتے۔

سعید رضؓ بن زید

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ان کا بیٹا سعید ابن زید بن عمرو بن نفیل، اور عمرؓ بن الخطاب، جو ان کے بھائی تھے، دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: زید بن عمرو کے لیے دعائے مغفرت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا نَعَمْ فَاِنَّهٗ يُبْعَثُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ہاں (اس کے لیے دعا کی جائے گی) کیونکہ وُہ واحد اُمّت کی شکل میں زندہ کیا جائے گا یعنی وُہ اپنے عقائد کا ایک ہی فرد ہوگا۔

اشعار زید بن عمرو

زید بن عمرو بن نفیل نے اپنی قوم کے دین کو چھوڑنے اور اس دین کے ترک کرنے سے جو تکلیفیں ان کے ہاتھوں اٹھائیں، اس کے متعلق کہتا ہے:

اَرَبًّا وَاحِدًا اَمْ اَلْفَ رَبٍّ　　　اَدِيْنُ اِذَا تَقَسَّمَتِ الْاُمُوْرُ

کیا میں ایک پروردگار کی عبادت کروں، یا ایک ہزار کی، جیسا کہ انھیں بانٹ رکھا ہے۔

عَزَلْتُ اللَّاتَ وَالْعُزّٰى جَمِيْعًا　　　كَذٰلِكَ يَفْعَلُ الْجَلْدُ الصَّبُوْرُ

میں نے لات اور عزّیٰ سب کو چھوڑ دیا۔ قوت والا اور مستقل مزاج شخص ایسا ہی کرتا ہے۔

فَلَا عُزّٰى اَدِيْنُ وَلَا ابْنَتَيْهَا　　　وَلَا صَنَمَيْ بَنِيْ عَمْرٍو اَزُوْرُ

پس میں نہ عزّیٰ کی پوجا کرتا ہوں، نہ اس کی دونوں بیٹیوں کی اور نہ میں بنی عمرو کے دونوں بتوں کی زیارت کرتا ہُوں۔

وَلَا غَنْمًا اَدِيْنُ وَكَانَ رَبًّا　　　لَنَا فِي الدَّهْرِ اِذْ حِلْمِيْ يَسِيْرُ

اور نہ غنم (نامی بت) کی پوجا کرتا ہُوں جو اس زمانے میں ہمارا پروردگار دیکھا جاتا تھا، جب میری عقل کم تھی۔

عَجِبْتُ وَفِي اللَّيَالِيْ مُعْجِبَاتٌ　　　وَفِي الْاَيَّامِ يَعْرِفُهَا الْبَصِيْرُ

مجھے تعجب ہُوا اور دیکھو تو دن رات میں بہت سی حیرت انگیز چیزیں ہیں جنھیں آنکھوں والا ہی پہچانتا ہے۔

بِأَنَّ اللهَ قَدْ أَفْنَى رِجَالًا ۔۔۔ كَثِيرًا كَانَ شَأْنُهُمُ الْفُجُورُ

اللہ تعالیٰ نے بہت سے ایسے لوگوں کو فنا کر ڈالا، جن کی حالت سر تا پا نافرمانی تھی۔

وَأَبْقَى آخَرِينَ بِبِرِّ قَوْمٍ ۔۔۔ فَيَرْبِلُ مِنْهُمُ الطِّفْلُ الصَّغِيرُ

اور دوسرے بہتوں کو بعضوں کی نیکی کے سبب سے باقی رکھا کہ ان میں کے چھوٹے چھوٹے بچے نشو و نما پاتے اور تعداد میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

وَبَيْنَا الْمَرْءُ يَعْثُرُ ثَابَ يَوْمًا ۔۔۔ كَمَا يَتَرَوَّحُ الْغُصْنُ الْمُطِيرُ

اور ایسے حال میں کہ آدمی سست و کاہل ہوتا ہے، کسی دن اس کی حالت ایسی درست ہو جاتی ہے جیسے بارش سے سرسبز و شاداب ٹہنی۔

وَلٰكِنْ أَعْبُدُ الرَّحْمٰنَ رَبِّيْ ۔۔۔ لِيَغْفِرَ ذَنْبِيَ الرَّبُّ الْغَفُوْرُ

میں تو اپنے پروردگار رحمٰن کی عبادت کرتا ہوں تاکہ بخش دینے والا پروردگار میرے گناہ بخش دے۔

فَتَقْوَى اللهِ رَبِّكُمُ احْفَظُوْهَا ۔۔۔ مَتَى مَا تَحْفَظُوْهَا لَا تَبُوْرُوْا

پس اے لوگو! تم اپنے پروردگار کے تقوے کی حفاظت کرو جب تم اس کی حفاظت کرو گے تو وہ رائگاں نہ جائے گا۔

تَرَى الْأَبْرَارَ دَارُهُمُ جِنَانٌ ۔۔۔ وَلِلْكُفَّارِ حَامِيَةٌ سَعِيْرُ

تُو دیکھے گا کہ نیکوں کا گھر جنت ہے اور کافروں کے لیے گرم بھڑکتی ہوئی آگ۔

وَخِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ وَإِنْ يَمُوْتُوْا ۔۔۔ يُلَاقُوْا مَا تَضِيْقُ بِهِ الصُّدُوْرُ

زندگی میں رسوائی اور اگر وہ مر گئے تو ایسی حالت سے دوچار ہوں گے، جس سے دل تنگ ہو جائیں گے۔

مزید اشعار | زید بن عمرو بن نفیل نے یہ اشعار بھی کہے ہیں:

إِلَى اللهِ أُهْدِيْ مِدْحَتِيْ وَثَنَائِيَا ۔۔۔ وَقَوْلًا رَضِيًّا لَا يَنِي الدَّهْرَ بَاقِيَا

اللہ تعالیٰ کی جناب میں میں اپنی مدح و ثنا اور ایک ایسی محکم بات کا ہدیہ پیش کرتا ہوں، جو باقی زمانہ یعنی ابد تک کمزور نہ ہو۔

إِلَى الْمَلِكِ الْأَعْلَى الَّذِي لَيْسَ فَوْقَهُ إِلٰهٌ وَلَا رَبٌّ يَكُونُ مُدَانِيَا

اس شہنشاہ اعظم کی جناب میں جس کے اوپر کوئی معبود نہیں اور نہ کوئی ایسا رب

ہے جو اس کے قریب قریب یعنی اس کی سی صفتیں رکھنے والا ہے۔

أَلَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِيَّاكَ وَالرَّدَى فَإِنَّكَ لَا تُخْفِي مِنَ اللّٰهِ خَافِيَا

خبردار! اے انسان اپنے آپ کو ہلاکت سے بچا، کیونکہ تو اللہ تعالیٰ سے

کوئی بھی بھید چھپا نہیں سکتا۔

وَإِيَّاكَ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ غَيْرَهُ فَإِنَّ سَبِيلَ الرُّشْدِ أَصْبَحَ بَادِيَا

(اے انسان) اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے غیر کو شریک کرنے سے اپنے کو

بچا کر سیدھی راہ تو نمایاں ہو چکی ہے۔

حَنَانَيْكَ إِنَّ الْجِنَّ كَانَتْ رَجَاءَهُمْ وَأَنْتَ إِلٰهِي رَبُّنَا وَرَجَائِيَا

اے میرے معبود! میں تیرے الطاف وکرم کا طالب ہوں دوسرے لوگوں

کے لیے تو جن امید ورجا کے مرجع بنے ہوئے ہیں اور ہم سب کا پالنے والا اور

میری امید ورجا کا مرجع تو تُو ہی ہے۔

رَضِيتُ بِكَ اللّٰهُمَّ رَبًّا فَلَنْ أُرَى أَدِينُ إِلٰهًا غَيْرَكَ اللّٰهُ ثَانِيَا

یا اللہ! میں تیری ربوبیت سے راضی ہوں۔ تیرے سوا کسی دوسرے معبود کو

پرستش کے لائق کبھی نہ سمجھوں گا۔

وَأَنْتَ الَّذِي مِنْ فَضْلِ مَنٍّ وَرَحْمَةٍ بَعَثْتَ إِلَى مُوسَى رَسُولًا مُنَادِيَا

تُو ہی وہ ذات ہے جس نے بے انتہا احسان و مہربانی سے موسیٰ (علیہ السلام) کی

جانب ارشد و ہدایت کی، منادی کرنے والے پیامبر (فرشتے) کو بھیجا۔

فَقُلْتَ لَهُ يَا اذْهَبْ وَهَارُونَ فَادْعُوَا إِلَى اللّٰهِ فِرْعَوْنَ الَّذِي كَانَ طَاغِيَا

اور تُو نے ان سے کہا کہ اے موسیٰ! تم ہارونؑ کو ساتھ لے کر جاؤ اور اس فرعون کو

جو سرکش ہے اللہ کی طرف بلاؤ۔

وَقُولَا لَهُ أَأَنْتَ سَوَّيْتَ هٰذِهِ بِلَا وَتِدٍ حَتَّى اطْمَأَنَّتْ كَمَا هِيَا

اور تم دونوں اس سے دریافت کرو کہ کیا تُو نے اس (زمین) کو بغیر کسی میخ کے قائم

رکھا کہ وہ اس حالت پر برقرار ہو گئی جیسی کہ وہ اب تمہیں نظر آ رہی ہے؟

وَقُولَا لَهُ آأَنْتَ دَفَعْتَ هٰذِهٖ بِلَا عَمَدٍ أَرْفِقْ إِذًا بِكَ بَانِيَا

اور تم دونوں اس سے پوچھو کہ کیا تو نے اس (آسمان) کو بے کھمبوں کے اونچا کر دیا ہے؟ تو تو بڑا نازک کاریگر ہے۔

وَقُولَا لَهُ آأَنْتَ سَوَّيْتَ وَسْطَهَا مُنِيرًا إِذَا مَا جَنَّهُ اللَّيْلُ هَادِيَا

اور اس سے سوال کرو کہ کیا تو نے اس (آسمان) کے درمیان روشن (چاند) بنایا ہے کہ جب اس پر رات چھا جاتی ہے تو وہ رہنمائی کرتا ہے؟

وَقُولَا لَهُ مَنْ يُرْسِلُ الشَّمْسَ غُدْوَةً فَيُصْبِحَ مَا مَسَّتْ مِنَ الْأَرْضِ ضَاحِيَا

اور اس سے کہو کہ صبح سویرے اس آفتاب کو کون بھیجتا ہے جس سے زمین کے جس حصے تک روشنی پہنچتی ہے، وہ روشن ہو جاتا ہے؟

وَقُولَا لَهُ مَنْ يُنْبِتُ الْحَبَّ فِي الثَّرٰى فَيُصْبِحَ مِنْهُ الْبَقْلُ يَهْتَزُّ رَابِيَا

اور اس سے کہو، دانہ گیلی مٹی میں کون اُگاتا ہے، کہ اس سے ساگ پات کھلاتا ہوا ابھر آتا۔

وَيُخْرِجُ مِنْهُ حَبَّهُ فِي رُءُوسِهٖ وَفِي ذَاكَ آيَاتٌ لِمَنْ كَانَ وَاعِيَا

اور ان ترکاریوں میں سے سروں پر بیج نکل آتے ہیں۔ غور کرنے والے کے لیے ان چیزوں میں نشانیاں ہیں۔

وَأَنْتَ بِفَضْلٍ مِنْكَ نَجَّيْتَ يُونُسًا وَقَدْ بَاتَ فِي أَضْعَافِ حُوتٍ لَيَالِيَا

اور تو نے اپنی مہربانی سے یونس کو بچا لیا، حالانکہ انھوں نے مچھلی کے پیٹ میں بہت سے پردوں کے اندر کئی راتیں بسر کیں۔

وَإِنِّي لَوْ سَبَّحْتُ بِاسْمِكَ رَبَّنَا لَأُكْثِرُ إِلَّا مَا غَفَرْتَ خَطَايِيَا

اے ہمارے پروردگار! اگرچہ میں نے تیرے نام کی تسبیح کی پھر بھی بہت ہی خطا کار ہوں، مگر یہ کہ تو بخش دے۔

فَرَبَّ الْعِبَادِ أَلْقِ سَيْبًا وَرَحْمَةً عَلَيَّ وَبَارِكْ فِي بَنِيَّ وَمَالِيَا

اے بندوں کے پالنے والے! مجھ پر رحمت کا مینہ برسا اور میری اولاد اور میرے مال میں برکت دے۔

باب ۳۸

زید بن عمرو کی مصیبتیں

الحضرمی کا نسب زید بن عمرو کی بیوی صفیہ بنت الحضرمی تھی۔ الحضرمی کا نام عبداللہ بن عبّاد بن اکبر تھا، جو بنی صدف کا ایک شخص تھا۔ الصّدف کا نام عمرو بن مالک تھا، جو بنی السّکون بن اشرس بن کندی کا ایک شخص تھا۔ کہا جاتا ہے کہ کندۃ بن ثور بن مُرتع بن عُفیر بن الحارث بن المرۃ بن ادد بن زید بن مہسع بن عمرو بن عریب بن زید بن کہلان بن سبا کا بیٹا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ مرتع بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا۔

ابن اسحاق نے کہا: زید بن عمرو نے مکّہ سے نکل جانے کا ارادہ اس لیے کیا تھا کہ طریقۂ حنیفیہ دین ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلّم کی طلب میں مسافروں کی طرح گھومتا رہے۔ صفیہ بنت الحضرمیہ کی یہ حالت تھی کہ جب اسے دیکھتی وہ سفر کرنے کا ارادہ کر چکا ہے اور نکلنے کے لیے تیّار ہے تو الخطّاب بن نفیل کو اس کی اطلاع دیتی۔ الخطّاب بن نفیل اس کا چچا تھا اور مادری بھائی بھی۔ اپنی قوم کا دین چھوڑنے پر وہ ہمیشہ لتاڑا کرتا۔ الخطّاب نے صفیہ کو اس کے پیچھے لگا دیا تھا اور کہہ دیا تھا کہ جب تُو اسے اس کام کا ارادہ کرتے دیکھے تو مجھے اس کی اطلاع کر دیا کر۔

اشعار زید اس وقت زید بن عمرو نے اپنی بیوی پر خفا ہو کر یہ اشعار کہے:

لَا تَحْبِسِيْنِيْ فِي الْهَوَا — نِ صَفِيَّ مَادَابِيْ وَدَابُهٗ

اے صفیہ! مجھے ذلّت میں نہ روک رکھ، میری حالت کو اس کی حالت سے کیا نسبت ہے۔

اِنِّيْ اِذَا خِفْتُ الْهَوَا — نَ مُشَيِّعٌ ذُلُلٌ رِكَابُهٗ

مجھے کسی ذلّت کا خوف ہو تو میں اس کا پیچھا کرنے والا ہوں اور اس کے لیے سواریاں (مجھے) آسانی سے مل جانے والی موجود ہیں۔

دُعْمُوْصُ اَبْوَابِ الْمُلُوْ — كِ وَجَائِبٌ لِلْخَرْقِ نَابُهٗ

میں بادشاہوں کے دروازوں پر جانے والا ہوں اور وسیع میدانوں کی مسافت

طے کرنے والی اونٹنیاں موجود ہیں۔

قَطَّاعُ اَسْبَابٍ تَذِلُّ بِغَيْرِ اَقْرَانٍ صِعَابُهٗ

میں راستوں کا ایسا قطع کرنے والا ہوں کہ دشوار گزار راہیں بھی بغیر کسی ساتھی

کے (میرے لیے) آسان ہو جاتی ہیں۔

وَاِنَّمَا اَخَذَ الْهَوَا ــ ن الْعَيْرَ اِذْ يُوْهِيْ اِهَابُهٗ

ذلت تو صرف گدھے کو اپنی گرفت میں رکھ سکتی ہے، جب اس کی جلد

بدن کمزور کر دیتی ہے۔

وَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَا اَذِ ــ لُّ بِصَكِّ جَنْبَيْهِ صِلَابُهٗ

اور وہ کہتا ہے کہ میں سخت افراد کے خم ٹھونکنے پر بھی اطاعت

قبول نہیں کرتا۔

وَاَخِيْ ابْنُ اُمِّيْ ثُمَّ عَمِّ ــ يْ لَا يُوَاتِيْنِيْ خِطَابُهٗ

اس کی بات مجھ سے موافقت نہیں کرتی، حالانکہ وہ میری ماں کا بیٹا

ہے اور میرا چچا بھی۔

وَاِذَا يُعَاتِبُنِيْ بِسُوْ ــ ءٍ قُلْتُ اَعْيَانِيْ جَوَابُهٗ

اور جب وہ بُری طرح مجھ پر غصے ہوتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس کے جواب نے

مجھے عاجز کر دیا ہے، یعنی میں اس کا جواب نہیں دیتا۔

وَلَوْ اَشَاءُ لَقُلْتُ مَا ــ عِنْدِيْ مَفَاتِحُهٗ وَبَابُهٗ

اور اگر میں چاہوں تو ایسی ایسی باتیں کہوں، جن کی کنجیاں اور دروازے میرے

پاس ہیں، یعنی ان باتوں تک کسی کی بھی رسائی نہیں۔

کعبے کا احترام

ابن اسحاق نے کہا، زید بن عمرو بن نفیل کے بعض گھر والوں سے مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ وہ مسجد کے اندر کعبے کے سامنے جاتا تو کہتا:

لَبَّيْكَ حَقًّا حَقًّا تَعَبُّدًا وَرِقًّا عُذْتُ بِمَا عَاذَ بِهٖ اِبْرَاهِيْمُ مُسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةِ وَهُوَ قَائِمٌ۔ عجز و انکسار سے حاضری، غلامانہ ذلت سے حاضری، واقعی تیرے ہی دربار کی حاضری ہے۔ میں اس ذات کی پناہ کا طالب ہوں، جس کی پناہ کعبے کی طرف منہ کر کے ابراہیم نے طلب کی تھی،

اور وہ کھڑے ہو کر کہہ رہا تھا:

اَنْفِی لَکَ اللّٰھُمَّ عَانٍ رَاغِمٌ   مَھْمَا تُجَشِّمْنِی فَاِنِّی جَاشِمٌ

یا اللہ! میری ناک تیرے لیے ذلت سے مٹی کو رگڑ رہی ہے (میں تیرے سامنے سربسجدہ ہوں) جو جو تکلیفیں تُو مجھ پر ڈالے، میں انھیں برداشت کرنے کے لیے آمادہ ہوں۔

نیکی کی طلب:

اَلْبِرَّ اَبْغِی لَا الْخَالَ   لَیْسَ مُھَجِّرٌ کَمَنْ قَالَ

میں نیکی کا طلب گار ہوں، تکبّر کا نہیں۔ وطن کا چھوڑنے والا دوپہر میں آرام سے سونے والا نہیں۔

ابن ہشام نے کہا، بعض نے ان الفاظ میں روایت کی ہے:

اَلْبِرَّ اَبْقَی لَا الْخَالَ   لَیْسَ مُھَجِّرٌ کَمَنْ قَالَ

میں نیکی کو باقی رکھنے والا ہوں، تکبّر کو نہیں، ...... الخ

ابن اسحٰق نے کہا، زید بن عمرو بن نفیل نے (یہ بھی) کہا ہے:

وَاَسْلَمْتُ وَجْھِی لِمَنْ اَسْلَمَتْ   لَہُ الْاَرْضُ تَحْمِلُ صَخْرًا ثِقَالًا

میں نے اپنی گردن اس ذات کے آگے جھکا دی، جس کے آگے بھاری چٹانوں کو اٹھانے والی زمین نے سر خم کیا۔

دَحَاھَا فَلَمَّا رَاٰھَا اسْتَوَتْ   عَلَی الْمَاءِ اَرْسٰی عَلَیْھَا الْجِبَالَا

اس نے اس زمین کو بچھا دیا اور جب دیکھا کہ وہ پانی پر ٹھیک طرح استوار ہو گئی تو اس نے اس پر پہاڑوں کے لنگر ڈال دیے۔

وَاَسْلَمْتُ وَجْھِی لِمَنْ اَسْلَمَتْ   لَہُ الْمُزْنُ تَحْمِلُ عَذْبًا زُلَالًا

میں نے اس ذات کے آگے سر جھکا دیا، جس کے آگے صاف میٹھا پانی اٹھانے والے بادلوں نے گردنیں جھکا دیں۔

اِذَا ھِیَ سِیْقَتْ اِلٰی بَلْدَۃٍ   اَطَاعَتْ فَصَبَّتْ عَلَیْھَا سِجَالًا

جب وہ (بادل) کسی سرزمین کی طرف ہانکے گئے تو انھوں نے اطاعت کی اور اس پر ڈول انڈیل دیے۔

زید پر خطاب کے ظلم

الخطّاب نے زید کو بہت تکلیف دی، یہاں تک کہ مکّہ کی سطح مرتفع کی جانب شہر بدر کر دیا۔ وُہ مکّہ کے مقابل حِرا میں اتر پڑے خطاب نے ان کے پیچھے قریش کے نوجوانوں اور جاہلوں کو لگا دیا اور اس سے کہہ دیا کہ اسے مکہ میں داخل نہ ہونے دو۔ پس وہ مکّہ میں چوری چھپے کے سوا داخل نہ ہوتے۔ جب نوجوانوں اور جاہلوں میں سے کسی کو خبر ہوتی تو وہ الخطّاب کو خبر کر دیتے اور وہ سب مل کر زید کو وہاں سے نکال دیتے انھیں تکلیفیں پہنچاتے کہ کہیں وہ ان کا دین نہ بگاڑ دیں اور ان میں سے کوئی الگ ہو کر کہیں ان کا پیرو نہ ہو جائے۔ کعبۃ اللہ کی عظمت و حرمت بیان کرتے ہوئے اپنی قوم کے ان لوگوں کے خلاف جنھوں نے اس کی حرمت کا پاس نہیں کیا تھا، انھوں نے کہا:

لَاهُمَّ اِنِّيْ مُحْرِمٌ لَاحِلَّهٗ   وَاِنَّ بَيْتِيْ اَوْسَطُ الْمَحِلَّهٗ

عِنْدَ الصَّفَا لَيْسَ بِذِيْ مَضَلَّهٗ

یا اللہ میں حرم کو حرم سمجھنے والا ہوں، اس کی حرمت توڑنے والا نہیں میرا گھر

محلّے کے درمیان صفا کے پاس ہے، گمراہ کُن مقام نہیں۔

تلاش حق میں تگ و دو

پھر وہ دین ابراہیم علیہ السّلام کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے، رُہبان احبار، علماء اور نصارٰی کے مشائخ سے پوچھتے ہوئے موصل اور الجزیرہ تک پہنچ گئے۔ شام کے تمام مقاموں میں دوڑ دھوپ کی، یہاں تک کہ سرزمین بلقاد کے مقام مَیفعہ میں ایک راہب کے پاس پہنچے، جس کے پاس ان کے بیان کے لحاظ سے نصرانیوں کا انتہائی علم تھا۔ اس سے انھوں نے ابراہیمی دین کے طریقۂ حنفیہ کے متعلق پوچھا تو اُس نے کہا، تم ایسے دین کی تلاش میں ہو، جس پر چلانے والا آج کل تم کو کوئی نہیں ملے گا، لیکن ایک نبی کا زمانہ قریب آ چکا ہے جس کا ظہور تمھارے انھیں شہروں میں ہوگا، جن سے تم نکل آئے ہو وہ دین ابراہیم حنیف پر مبعوث ہوگا پس تم انھیں شہروں میں جا بسو کیونکہ وہ اب مبعوث ہونے کو ہے، یہی اس کا زمانہ ہے۔

مظلومی کی موت

وہ یہودیت اور نصرانیت کا اندازہ تو کر ہی چکے تھے اور ان میں سے کوئی بھی انھیں پسند نہ آیا تھا، اس لیے وہاں سے فوراً بہ عزم مکہ نکلے اور جب وُہ بنی لخم کی بستیوں میں پہنچے تو ان لوگوں نے حملہ کر کے انھیں قتل کر ڈالا۔

ورقہ کے ماتمی اشعار

ورقہ بن نوفل بن اسد نے ان کا مرثیہ کہا:

رَشِدْتَ وَاَنْعَمْتَ ابْنَ عَمْرٍو وَاِنَّمَا تَجَنَّبْتَ تَنُّوْرًا مِنَ النَّارِ حَامِیَا

اے ابن عمرو! تُو نے سیدھی راہ اختیار کی اور یہ راہ تُو نے بڑی سوچ بچار کے بعد اختیار کی اور تُو بھڑکتی ہوئی آگ کے تنور سے بچ گیا۔

بِدِیْنِكَ رَبًّا لَیْسَ رَبٌّ كَمِثْلِهٖ وَتَرْكِكَ اَوْثَانَ الطَّوَاغِیْ كَمَا هِیَا

اپنے اس پروردگار کا دین اختیار کرنے کے سبب، جس کا کوئی مثل نہیں، اور سرکشوں کی مورتوں کو ان کی اسی ذلیل حالت پر چھوڑ دینے کے سبب سے جس حالت میں کہ وہ تھیں، تُو نے نجات پائی۔

وَاِدْرَاكِكَ الدِّیْنَ الَّذِیْ قَدْ طَلَبْتَهٗ وَلَمْ تَكُ عَنْ تَوْحِیْدِ رَبِّكَ سَاهِیَا

جس کی تلاش میں تُو تھا، اس دین کو پا لینے کے سبب سے اور اس سبب سے کہ تُو اپنے رب کی توحید کو بھولنے والا نہ تھا۔

فَاَصْبَحْتَ فِیْ دَارٍ كَرِیْمٍ مُقَامُهَا تُعَلَّلُ فِیْهَا بِالْكَرَامَةِ لَاهِیَا

پس تُو ایسے گھر میں جا پہنچا، جہاں کا رہنا عزت ہے۔ جہاں اعزاز کے ساتھ تمام چیزوں سے بے فکر ہو کر (اپنی کوششوں کا) پھل پاتا رہے گا۔

تُلَاقِیْ خَلِیْلَ اللّٰهِ فِیْهَا وَلَمْ تَكُنْ مِنَ النَّاسِ جَبَّارًا اِلَی النَّارِ هَاوِیَا

تُو وہاں خلیل اللہ سے ملاقات کرے گا۔ تُو سرکش لوگوں اور آگ میں گرنے والوں میں سے نہ تھا۔

وَقَدْ تُدْرِكُ الْاِنْسَانَ رَحْمَةُ رَبِّهٖ وَلَوْ كَانَ تَحْتَ الْاَرْضِ سَبْعِیْنَ وَادِیَا

اگرچہ انسان ستر وادیوں کی گہرائی میں زمین کے نیچے ہو، پھر بھی پروردگار کی رحمت اس تک پہنچ جاتی ہے۔

باب ۳۹

انجیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف

اہل انجیل کا عہد

ابن اسحاق نے کہا، مجھے جو خبریں معلوم ہوئی ہیں، ان میں سے یہ خبر بھی ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے انجیل میں اہلِ انجیل کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ یہ صفت بیان فرمائی ہے جسے یحنّسؔ[۱] حواری نے انجیل لکھتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا اہلِ انجیل سے یہ عہد لکھا ہے، فرمایا: جس نے مجھ سے دشمنی کی، اس نے پروردگار سے دشمنی کی اور اگر میں ان کے سامنے ایسے کام نہ کرتا، جو مجھ سے پہلے کسی نے نہیں کیے تو ان کی کچھ خطا نہ ہوتی، لیکن وہ آج سے اترانے لگے ہیں اور انھوں نے سمجھ لیا ہے کہ وہ مجھ پر اور پروردگار پر بھی غلبہ حاصل کرلیں گے۔ مگر جو بات ناموس میں ہے، اس کا پورا ہونا ضروری ہے۔ انھوں نے مجھ سے ناحق بغض کیا پس کاش! منحمنا آگئے ہوتے، جنھیں اللہ تمھاری طرف پاک رُوح کے ساتھ بھیجے گا۔ یہ وہ ہوگا، جو رب کے پاس سے نکلا اور میرا گواہ ہے اور تم بھی میرے گواہ ہو، کیونکہ تم قدیم سے میرے ساتھ رہے ہو۔ میں نے تم سے یہ بات کہہ دی ہے تاکہ تم شک میں نہ رہو اور تمھیں عدمِ تبلیغ کی شکایت نہ رہے۔

اور منحمنا سریانی زبان میں محمدؐ کا ہم معنی ہے اور رومی زبان میں برقلیطس (فارقلیطہ) کا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

رسول اللہ کی بعثت

ابو محمد عبدالملک بن ہشام نے کہا: ہم سے زیاد بن عبداللہ بکائی نے محمد بن اسحٰق مطّلبی سے روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا جب محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عام رحمت اور تمام لوگوں کے لیے بشارت دینے والا بنا کر مبعوث فرمایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر نبی سے، جسے آپ سے پہلے مبعوث فرمایا، آپ پر ایمان لانے، آپ کی تصدیق کرنے اور مخالفوں کے مقابل

---

[۱] ان سے مراد یوحنا ہیں اور یوحنا حواری کی انجیل موجودہ ترتیب کے لحاظ سے چوتھی انجیل ہے۔

آپ کی امداد کرنے کا وعدہ لے لیا تھا۔ یہ وعدہ بھی لیا تھا کہ جو لوگ اُن پر ایمان لائیں اور ان کی تصدیق کریں، ان تک بھی یہ بات پہنچا دیں۔ چنانچہ آپ کے متعلق اس بارے میں ان پر جو حق تھا، انھوں نے پہنچا دیا۔ اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ (ای ثقل ما حملتم من عهدی) قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ○

(۳ : ۸۱)

اور دیکھو، جب ایسا ہوا تھا، ہم نے نبیوں سے عہد لیا[1] تھا کہ ہم نے تمھیں کتاب اور حکمت عطا فرمائی ہے۔ پھر اگر ایسا ہو کہ کوئی دوسرا رسول اس کتاب کی تصدیق کرتا ہوا تمھارے پاس آئے جو تمھارے ساتھ ہے تو ضروری ہے کہ تم اسے مانو اور اس کی تائید کرو۔ ارشاد الٰہی ہوا تھا کہ کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو اور اس کا ذمہ لیتے ہو؟ انھوں نے عرض کیا تھا، بے شک ہم اقرار کرتے ہیں اس پر اللہ نے فرمایا: ہاں اس پر گواہ ہو اور دیکھو تمھارے ساتھ خود میں بھی اس پر گواہ ہوں۔

غرض اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے آپ کی تصدیق اور آپ کے مخالفوں کے مقابلے میں امداد کا عہد لیا اور انھوں نے اس عہد کو ان لوگوں تک پہنچا دیا، جو ان دونوں کتاب والوں (اہل انجیل اور اہل تورات) میں سے ان انبیاء پر ایمان لائے اور ان کی تصدیق کی تھی۔

---

[1] اس کے دو معنی کیے گئے ہیں، ایک وہ جو پیش کر دیے گئے۔ دوسرے یہ کہ جب بنی اسرائیل سے خود نبیوں کے عہد لیا تھا۔

باب ۴

نبوّت کا آغاز

سچے خواب

ابن اسحاق نے کہا، زہری نے عروۃ بن زبیر کی روایت کا ذکر کیا ہے، جو انھیں، عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہنچی ہے، ام المومنین رضؓ نے ان سے بیان کیا: پہلی چیز جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (رسالت کی) ابتدا ہوئی، وہ سچے خواب تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی کرامت اور آپ کے ذریعے سے بندوں پر رحمت نازل کرنی چاہی تو آپ نیند میں جو خواب دیکھتے، وہ صبح صادق کی طرح ظاہر ہوتے۔ ام المومنین نے کہا: اللہ تعالیٰ نے تنہائی آپ کے لیے محبوب بنا دی تھی اور کوئی چیز آپ کو تنہائی میں رہنے سے زیادہ پسندیدہ نہ رہی تھی۔

شجر و حجر کا سلام

ابن اسحاق نے کہا، عبد الملک بن عبد اللہ (ابن ابی سفیان ابن العلاء بن جاریۃ الثقفی) نے جو خوب یاد رکھنے والے تھے، بعض اہل علم سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رفع حاجت کے لیے نکلتے تو بہت باہر چلے جاتے، یہاں تک کہ بستی سے دور ہو جاتے اور مکہ کی گھاٹیوں اور وادیوں کے اندر پہنچ جاتے۔ جس پتھر اور درخت کے پاس سے آپ گزرتے، وہ السلام علیک یا رسول اللہ کہا کرتا۔ راوی نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے داہنے بائیں اور پیچھے توجہ فرماتے۔ درختوں اور پتھروں کے سوا کسی کو نہ دیکھتے (غرض اس حالت پر آپ) اتنی مدت تک رہے، جس مدت تک اللہ تعالیٰ نے چاہا، پھر رمضان کے مہینے میں بمقام حرا جبریلؑ آئے اور اللہ تعالیٰ کے پاس سے آپ کے اعزاز و اکرام کی وہ عظمت و شان والی چیز لائے جو سب جانتے ہیں۔

تحنّث و تحنّف

ابن اسحاق نے کہا، مجھ سے آل زبیر کے غلام وہب بن کیسان نے بیان کیا۔ انھوں نے کہا، میں نے عبد اللہ بن الزّبیر کو عبید بن عمر بن قتادہ اللّیثی سے کہتے سنا کہ اے عبید بتائیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب جبریل علیہ السلام آئے تو نبوّت کی ابتداء کا ظہور کس طرح ہوا۔ راوی نے کہا: میں موجود تھا۔ عبید نے عبد اللہ بن زبیر اور ان لوگوں سے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال ایک مہینا حراؔ

حاشیہ صہ ۲۶۱ پر

میں جا بیٹھتے تھے اور قریش زمانۂ جاہلیت میں بھی یکسو ہو کر عبادت کیا کرتے تھے۔

ابن اسحاق نے کہا، ابوطالب کہتے ہیں:

وَثَوْرٍ وَمَنْ اَرْسٰی ثَبِیْرًا مَکَانَہٗ   وَرَاقٍ لِیَرْقٰی فِیْ حِرَاءٍ وَنَازِلٍ

اور جبل ثور کی پناہ لیتا ہوں اور اس ذات کی جس نے کوہ ثبیر کو اس کی جگہ لنگر انداز کر دیا اور حرا پر چڑھنے والے اور اترنے والے کی[۱]

ابن ہشام نے کہا: عرب تحنث و تحنف دونوں لفظ استعمال کرتے ہیں اور ان دونوں لفظوں سے ان کی مراد دین حنیفی اختیار کرنا ہوتی ہے۔ وہ فے کو ثے سے بدل دیتے ہیں۔ جس طرح جدف اور جدث دونوں لفظوں سے مراد قبر ہے۔ رو بۃ العجاج نے کہا ہے لو کان احجاری مع الاجداف۔ اگر میرے پتھر قبروں کے ساتھ ہوتے۔

اجداف سے مراد احداث ہے، جس کے معنی قبریں ہیں۔

ماہ رمضان کی عبادتیں

ابن اسحاق نے کہا، وہب بن کیسان نے بیان کیا کہ عبید نے مجھ سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اس مہینے ہر سال یکسو ہو کر عبادت کرتے اور جو مسکین آتا، اسے کھانا کھلاتے۔ جب مہینا پورا ہو جاتا اور لوٹتے تو گھر میں داخل ہونے سے پہلے کعبۃ اللہ کا سات بار یا اللہ جس قدر چاہتا، طواف کرتے۔ اس کے بعد گھر لوٹتے، یہاں تک کہ اس سال وہ مہینہ آیا، جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو سرفراز فرمانے کا ارادہ کیا اور وہ مہینہ رمضان کا تھا۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم عبادت کے لیے نکلتے تھے، حراء کی جانب نکلے آپ کے ساتھ آپ کی اہلیہ بھی تھیں[۳]، یہاں تک کہ وہ رات آئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسالت سے سرفراز فرمایا اور اس کے ذریعے سے بندوں پر رحم فرمایا۔ جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا حکم لیے ہوئے آئے۔

جبریل علیہ السلام کی آمد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔

حواشی

[۱] مکہ معظمہ کا وہ مشہور ٹیلہ جس پر رسول اللہ صلعم کو پہلی مرتبہ وحی ہوئی۔ اب اسے جبل نور کہتے ہیں۔ یہ مکہ معظمہ سے منیٰ کی جانب دو اڑھائی میل پر ہے۔ حاشیہ صفحہ ہذا: [۲] ثبیر اور ثور مکہ معظمہ کے پہاڑ ہیں۔

[۳] مطلب یہ ہے کہ قریش کے طریقے کے مطابق حضرت خدیجہ بھی عبادت کے لیے ساتھ گئیں، جس شب کو وحی کا آغاز ہوا، ساتھ نہ تھیں۔

فَجَاءَنِي جِبْرِيلُ وَأَنَا نَائِمٌ بِنَمَطٍ مِنْ دِيبَاجٍ فِيهِ كِتَابٌ

فَقَالَ: اِقْرَأْ، قَالَ: قُلْتُ مَا أَقْرَأُ، قَالَ: فَغَتَّنِي بِهِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ الْمَوْتُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اِقْرَأْ، قَالَ: قُلْتُ مَاذَا أَقْرَأُ؟ قَالَ: فَغَتَّنِي بِهِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ الْمَوْتُ. ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اِقْرَأْ، قَالَ: فَقُلْتُ: مَاذَا أَقْرَأُ مَا أَقُولُ ذٰلِكَ إِلَّا افْتِدَاءً مِنْهُ أَنْ يَعُودَ لِي بِمِثْلِ مَا صَنَعَ فَقَالَ: اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ خط کشیدہ آیات

(۹۶ : ۱ - ۵)

میرے پاس جبریل اس وقت آئے جب میں سو رہا تھا اور ایک ریشمی کپڑا لائے۔ جس پر کچھ لکھا تھا پھر کہا: پڑھیے: میں نے کہا میں پڑھا نہیں (مجھے پڑھنا نہیں آتا) انھوں نے مجھے پکڑ کر بھینچا، یہاں تک کہ میں نے خیال کیا، اب موت ہے۔ پھر چھوڑ دیا اور کہا: پڑھیے: میں نے کہا، میں پڑھا نہیں۔ فرمایا پھر مجھے بھینچا یہاں تک کہ میں نے خیال کیا، اب موت ہے اور چھوڑ دیا۔ پھر کہا پڑھیے۔ میں نے کہا، کیا پڑھوں؟ فرمایا: پھر انھوں نے مجھے بھینچا حتیٰ کہ میں نے خیال کیا، اب موت ہے۔ پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھیے میں نے کہا کیا پڑھوں؟ میں یہ بات صرف اس لیے کہہ رہا تھا، کہ ان سے چھوٹ جاؤں کہیں پھر ویسا نہ کریں جیسا کہ انھوں نے پہلے مجھ سے کیا تھا، پھر انھوں نے کہا اپنے پروردگار کے نام پڑھیے جس نے انسان کو خلق کیا جمے ہوئے خون سے پڑھیے آپ کا پروردگار بڑی شان والا ہے جس نے قلم کے ذریعے سے تعلیم دی انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن سے وہ ناواقف تھا۔

فَقَرَأْتُهَا ثُمَّ انْتَهٰى فَانْصَرَفَ عَنِّي وَهَبَبْتُ مِنْ نَوْمِي فَكَأَنَّمَا كُتِبَتْ فِي قَلْبِي كِتَابًا: قَالَ فَخَرَجْتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي وَسَطٍ مِنَ الْجَبَلِ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ يَقُولُ يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ وَأَنَا جِبْرِيلُ قَالَ فَرَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ

پھر میں نے پڑھا اور قرأت ختم ہوگئی تو وہ میرے پاس سے چلے گئے اور میں اپنی نیند سے بیدار ہوگیا گویا وہ میرے دل میں اچھی طرح لکھا تھا۔ فرمایا: پھر میں نکلا، یہاں تک کہ جب پہاڑ کے وسط میں تھا تو ایک آواز سنی جو کہہ رہی تھی، اے محمدؐ آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبریل ہوں۔ فرمایا میں نے دیکھنے کے لیے اپنا سر آسمان کی جانب اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان کے کنارے پر

اَنْظُرُ فَاِذَا جِبْرِیْلُ فِیْ صُوْرَۃِ رَجُلٍ
صَافٍّ قَدَمَیْہِ فِیْ اُفُقِ السَّمَآءِ
یَقُوْلُ یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
وَاَنَا جِبْرِیْلُ قَالَ فَوَقَفْتُ
اَنْظُرُ اِلَیْہِ فَمَا اَتَقَدَّمُ وَمَا
اَتَاَخَّرُ وَجَعَلْتُ اَصْرِفُ وَجْھِیْ
عَنْہُ فِیْ اٰفَاقِ السَّمَآءِ قَالَ:
فَلَا اَنْظُرُ فِیْ نَاحِیَۃٍ مِّنْھَا اِلَّا
رَاَیْتُہٗ کَذٰلِکَ فَمَا زِلْتُ
وَاقِفًا مَا اَتَقَدَّمُ اَمَامِیْ وَ
مَا اَرْجِعُ وَرَائِیْ حَتّٰی بَعَثَتْ
خَدِیْجَۃُ رُسُلَھَا فِیْ طَلَبِیْ فَبَلَغُوْا
اَعْلَی الْمَکَّۃِ وَرَجَعُوْا اِلَیْھَا وَاَنَا
وَاقِفٌ فِیْ مَکَانِیْ ذٰلِکَ ثُمَّ
اَنْصَرَفَ عَنِّیْ وَانْصَرَفْتُ
رَاجِعًا اِلٰٓی اَھْلِیْ حَتّٰٓی اَتَیْتُ
خَدِیْجَۃَ فَجَلَسْتُ اِلٰی فَخِذِھَا
مُضِیْفًا اِلَیْھَا فَقَالَتْ یَا اَبَا الْقَاسِمِ
اَیْنَ کُنْتَ فَوَاللّٰہِ لَقَدْ بَعَثْتُ
رُسُلِیْ فِیْ طَلَبِکَ حَتّٰی بَلَغُوْا
اَعْلٰی مَکَّۃَ وَرَجَعُوْا اِلَیَّ ثُمَّ
حَدَّثْتُھَا بِالَّذِیْ رَاَیْتُ فَقَالَتْ
اَبْشِرْ یَا ابْنَ عَمِّ وَاثْبُتْ فَوَالَّذِیْ
نَفْسُ خَدِیْجَۃَ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَرْجُوْا
اَنْ تَکُوْنَ نَبِیَّ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ۔

ایک آدمی کی شکل میں جبرئیل ہیں جن کے قدم افق سما میں ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں: اے محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرئیل ہوں فرمایا: میں ان کی طرف دیکھتا کھڑا رہ گیا، نہ آگے بڑھتا ہوں نہ پیچھے ہٹتا ہوں اور میں اپنی توجہ ان کی جانب سے پھیر کر آسمان کے کنارے ڈال دیتا ہوں فرمایا: آسمان کے جس کونے میں نظر ڈالتا ہوں انھیں کو اسی حالت میں دیکھتا ہوں۔ پس میں اسی حالت میں کھڑا ہو گیا، نہ اپنے سامنے کی جانب بڑھتا ہوں اور نہ اپنے پیچھے کی طرف لوٹتا ہوں، یہاں تک کہ میری تلاش میں خدیجہؓ نے اپنے آدمی بھیجے تو وہ مکہ کے بلند مقام تک پہنچے پھر وہ واپس گئے اور میں اپنی اسی جگہ تھا۔ پھر وہ (جبرئیل) میرے پاس سے چلے گئے اور میں اپنے گھر والوں کی طرف چلا آیا یہاں تک خدیجہؓ کے پاس پہنچا تو ان کے زانو کے پاس بیٹھ گیا اور ان کی طرف جھک پڑا۔ انھوں نے کہا اے ابو القاسم! آپ کہاں تھے؟ اللہ کی قسم میں نے آپ کی تلاش میں اپنے آدمی بھیجے یہاں تک کہ وہ مکہ کے بلند حصے[1] تک پہنچ کر میری طرف واپس بھی آگئے۔ پھر میں نے ان سے وہ چیز بیان کی جو میں نے دیکھی تھی تو انھوں نے کہا: اے میرے چچا کے فرزند خوش ہو جائیے اور ثابت قدمی اختیار فرمائیے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں خدیجہ کی جان ہے بے شک میں اس بات کی امید رکھتی ہوں کہ آپ اس امت کے نبی ہوں گے۔

[1] مطلب یہ ہے کہ مکہ معظمہ کے حصۂ بلند تک ہو آئے جو جبلِ حرا کی طرف جاتے ہوئے راستے میں پڑتا ہے۔

ورقہ بن نوفل کا بیان

پھر وہ اُٹھ کھڑی ہوئیں، کپڑے پہن لیے اور ورقہ بن نوفل (اسد بن عبدالعزّیٰ بن قصی) کی جانب چلی گئیں، جو ان کے چچیرے بھائی تھے ورقہ نے دین نصرانی اختیار کر رکھا تھا، کتابیں پڑھی تھیں اور تورات و انجیل والوں کی باتیں سنتے رہتے تھے۔ پھر جناب خدیجہؓ نے ان سے وہ سب باتیں بیان کیں، جن کے دیکھنے اور سننے کی خبر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دی تھی تو ورقہ نے کہا: قدوس، قدوس، پاک ہے پاک ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ورقہ کی جان ہے، اے خدیجہؓ! اگر تو نے مجھ سے سچ کہا ہے تو ناموس اکبر، جو موسیٰ کے پاس آیا کرتا تھا، وہ ان کے پاس آ پہنچا اور بے شک وہ اس اُمت کے نبی ہیں۔ تم ان سے کہہ دو کہ ثابت قدمی اختیار کریں۔ خدیجہؓ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدّتِ عبادت پوری کر کے لوٹے اور ویسا ہی کیا جیسا آپ کیا کرتے تھے کہ کعبۃ اللہ سے ابتدا کر کے اس کا طواف کیا[1]۔ ورقہ بن نوفل آپ سے اسی حالت میں ملے کہ آپ طواف میں تھے کہ کہا اے میرے بھائی کے بیٹے! جو کچھ تم نے دیکھا اور سُنا وہ مجھ سے تو بیان کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے بیان فرمایا تو، ورقہ نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، آپ اس امت کے نبی ہیں۔ بے شک آپ کے پاس وہ ناموس اکبر آ گیا، جو موسیٰ کے پاس آیا تھا۔ اب آپ کو جھٹلایا جائے گا اور تکلیف پہنچائی جائے گی۔ آپ کو خارج البلد کیا جائے گا اور آپ سے جنگ کی جائے گی۔ اگر مجھے وہ دن نصیب ہو تو میں ضرور اللہ تعالیٰ کے دینِ حق کی مدد کروں گا۔ پھر انھوں نے سر جھکا کر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سر مبارک کے وسط میں بوسہ دیا اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گھر تشریف لائے

نزولِ قرآن کی ابتدا

ابن اسحاق نے کہا، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر وحی کے نازل ہونے کی ابتدا رمضان میں ہوئی۔ اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ أُنْزِلَ فِیْهِ	یہ رمضان کا مہینہ ہے، جس میں قرآن کا نزول
الْقُرْآنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنَاتٍ	شروع ہوا، وہ انسانوں کے لیے رہنما ہے
مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ	ہدایت کی روشن صداقتیں رکھتا ہے اور حق کو باطل

[1] یعنی وحی عبادت کی مدت پوری ہونے سے پیشتر ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم گھر تشریف لائے پھر مدت پوری کرنے کے لیے جبلِ حرا پر چلے گئے۔ یہ مدت پوری ہو چکی تو واپسی پر عادت شریف کے مطابق کعبے کا طواف کیا۔ اس وقت ورقہ ملے۔

(۲: ۱۸۵) سے الگ کر دینے والا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ ۛ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ (۹۷: ۱-۵)

ہم نے اسے شبِ قدر میں اُتارا۔ تو نے کیا سمجھا کہ شبِ قدر کیا ہے؟ شبِ قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور روح اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر لیے، حکم کے ساتھ اترتے ہیں کہ وہ (شبِ قدر) سلامتی ہے طلوعِ فجر تک۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا

حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ ۝ فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ ۝ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِیْنَ ۝ (۴۴: ۱-۵)

حٰم۔ روشن کتاب کی قسم ہے، ہم نے اسے مبارک رات میں اتارا۔ بے شبہ ہم (برے انجام سے) ڈرانے والے رہے ہیں۔ اس (رات) میں حکمت والی ہر ایسی بات، جو ہمارے پاس کی ہوتی ہے واضح اور ممتاز کر دی جاتی ہے ہم ہمیشہ اپنے پیام بھیجنے والے ہیں

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ (۸: ۴۱)

اگر تم اللہ اور اس غیبی مدد پر یقین رکھتے ہو، جو ہم نے فیصلہ کر دینے کے دن اپنے بندے پر نازل کی تھی جب دو لشکر ایک دوسرے کے مقابل ہو گئے تو چاہیئے کہ غنیمت کے احکام مذکورہ کے پابند رہو۔

اور (ان دونوں جماعتوں) سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکوں کا بدر کے روز کا مقابلہ ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: ابو جعفر محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکوں کا مقابلہ بدر میں جمعہ کے روز سترھویں رمضان کی صبح کو ہوا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب وحی آتی رہی۔ آپ اللہ پر ایمان رکھنے والے اور جو کچھ اس کی جانب سے آپ پر آیا، اسے سچا جاننے والے تھے، آپ نے اسے پوری توجہ سے قبول

فرمایا اور جو بار اس کی جانب سے آپ پر ڈالا گیا، اسے باوجود بعض لوگوں کی رضامندی اور بعض لوگوں کی ناراضی کے برداشت فرمایا۔ قوم کے اس مخالفانہ سلوک اور اس طرزِ عمل کے سبب سے جو انبیاء کے پیام کے ردِّ عمل کے طور پر اس سے ظاہر ہوتا ہے نبوت کے بوجھ، ذمہ داری کے اُٹھانے کی استطاعت اور برداشت کی قوت بجز اولوالعزم صاحبِ قوّت رسولوں کے دوسروں میں نہیں ہُوا کرتی، وُہ بھی اللہ تعالیٰ کی امداد و توفیق سے۔ راوی نے کہا: غرض رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باوجود اپنی قوم کی مخالفت اور ایذا رسانی کے خدائی احکام پر چل پڑے۔

باب ۴۱

دعوتِ اسلام

حضرت خدیجہؓ

خدیجہؓ بنت خویلد آپ پر ایمان لائیں اور جو کچھ خدا کی طرف سے آپ پر نازل ہوا تھا۔ اس کی تصدیق کی۔ اللہ پر نیز آپ پر اور اللہ کی طرف سے آپ پر نازل ہونے والی چیزوں پر ایمان لانے والوں میں پہلی وہی تھیں۔ خدیجہؓ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے کام میں آسانی پیدا کر دی۔ مخالفوں کی تکذیب اور ناپسندیدہ باتوں کی سماعت سے آپ کو صدمہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اس حزن و ملال کو خدیجہؓ ہی کے ذریعے سے دور فرماتا۔ جب آپ خدیجہؓ کے پاس تشریف لاتے تو وہ آپ کا بار ہلکا کرتیں۔ آپ کی تصدیق کرتیں تو لوگوں کا مذکورہ برتاؤ آپ پر آسان ہو جاتا اور آپ زیادہ پختگی و ثابت قدمی سے کام جاری رکھتے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے ہشام بن عروہ نے، انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں خدیجہؓ کو ایک قصب (کھوکھلے موتی کے گھر) کی خوش خبری دوں، جس میں نہ شور ہے نہ تکلیف۔ ابن ہشام نے کہا، مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس پر میں بھروسا رکھتا ہوں جبریلؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور کہا خدیجہؓ کو ان کے ربّ کا سلام پہنچا دیجیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اے خدیجہؓ یہ جبریل ہیں۔ تمھارے پروردگار کا سلام تمھیں پہنچا رہے ہیں۔ جناب خدیجہؓ نے کہا: اللہ تو خود سلام ہی ہے اور سب کو اسی سے سلامتی ملتی ہے۔ جبریلؑ پر بھی سلام ہو۔

سورۂ ضحیٰ کا نزول

ابن اسحاق نے کہا: پھر وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے کچھ مدت کے لیے رُک گئی، یہاں تک کہ آپ کو یہ بات بہت شاق گزری اور صدمہ ہوا۔ پھر آپ کے پاس جبریلؑ سورۂ ضحیٰ لے کر آئے، جس میں پروردگار آپ سے قسم کھا کر خطاب فرماتا ہے کہ نہ آپ کو چھوڑا اور نہ آپ سے بیزار ہوا۔ اس شاندار چیز کے ذریعے سے آپ کو اعزاز و اکرام

کے مراتب عنایت فرمائے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالضُّحٰى ۝ وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝ (۹۳ : ۱-۳)

قسم ہے دن چڑھے کی اور رات کی جب ڈھانک لے۔ نہیں چھوڑ دیا تجھ کو تیرے رب نے نہ ناخوش رکھا۔

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ (۹۳ : ۴)

اور البتہ پچھلی حالت بہتر ہے واسطے تیرے پہلی حالت سے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝ (۹۳ : ۵-۸)

اور البتہ جلد دے گا تجھے پروردگار تیرا، پس راضی ہوگا۔ کیا نہیں پایا تجھے یتیم، پس جگہ دی اور پایا تجھے راہ بھولا ہوا پس راہ دکھا دی اور پایا تجھے، فقیر پس غنی کیا۔

اللہ تعالیٰ آپ کی ابتدائی حالت کا ذکر کرتا ہوا کہتا ہے، اس نے کیسا اعزاز عنایت فرمایا، آپ کی یتیمی، ناداری اور سرگردانی میں اس کا کیا احسان رہا اور اس نے اپنی رحمت کی بدولت ان حالات سے نجات دلائی۔

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ (۹۳ : ۹-۱۰)

پس جو یتیم ہو، پس مت قہر کر اور جو مانگنے والا ہو پس مت ڈانٹ۔

اپنی قوت اور بڑائی جتانے والے، اول جلول بکنے والے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کمزوروں پر سخت دلی کرنے والے نہ ہو جاؤ۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (۹۳ : ۱۱)

اور جو نعمت پروردگار تیرے کی ہے پس بیان کر۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس سے نبوت کی جو نعمت اور عزت آپ کو ملی، اسے بیان کیجئے اور اس کی جانب لوگوں کو بلایئے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن باتوں کو جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر اور آپ کی نبوت کے ذریعے سے تمام بندوں پر انعام فرمائی تھیں، تنہائی میں ان لوگوں سے ذکر کرنے لگے، جن پر آپ کو بھروسا تھا۔

فرض نماز کی ابتداء

جب نماز فرض ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور ختم کرکے سلام پھیرا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت، برکت اور سلام آپ پر بھی ہو اور ان سب پر بھی۔

نماز کی تعلیم

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے صالح بن کیسان نے، انھوں نے عروہ بن الزبیر سے انھوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا، کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلے پہل نماز فرض ہوئی تو ہر نماز کی دو دو رکعتیں فرض ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضر میں انھیں پورا کر کے چار مقرر کردیں اور سفر میں ان کی ابتدائی فرضیت یعنی دو رکعت برقرار رکھی۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ جب نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض ہوئی تو جبریل آئے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے بلند حصے میں تھے۔ پھر وادی کے ایک کنارے ایڑی سے ٹکرایا اور وہاں سے پانی کا چشمہ پھوٹ نکلا۔ جبریل علیہ السلام نے وضو کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے۔ جبریل کا مقصود یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو جائے، نماز کے لیے طہارت کیوں کر کی جاتی ہے۔ پھر رسول اللہ صلعم نے اسی طرح وضو کیا، جس طرح جبریل نے وضو کیا تھا۔ بعد ازاں جبریلؑ نے آپ کو ساتھ لے کر نماز پڑھی اور جبریلؑ چلے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور اسی طرح وضو کیا، جس طرح جبریلؑ نے سکھایا تھا تاکہ خدیجہؓ کو نماز کے لیے عبادت کا طریقہ معلوم ہو جائے۔ پھر رسول اللہ صلعم نے حضرت خدیجہؓ کو ساتھ لے کر اسی طرح نماز پڑھی، جس طرح آپ کو ساتھ لے کر جبریل نے پڑھی تھی۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عتبہ بن مسلم بنی تمیم کے غلام نے اس سے نافع بن جبیر بن مطعم نے بیان کیا (اور نافع ابن عباس سے بہت روایتیں کیا کرتے تھے) کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز فرض کی گئی تو آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور ساتھ لے کر نماز ظہر پڑھی، جب آفتاب سمت الراس سے مائل ہو چکا تھا۔ پھر آپ کو ساتھ لے کر نماز عصر پڑھی، جب آپ کا سایہ طول میں آپ کے مثل تھا۔ پھر آپ کو ساتھ لے کر مغرب کی نماز پڑھی، جب سورج ڈوب گیا۔ پھر آپ کو ساتھ لے کر نماز عشا پڑھی جب شفق نہ رہی۔ پھر آپ کو ساتھ لے کر صبح کی نماز پڑھی، جب فجر طلوع ہوئی۔ وہ دوبارہ آپ کے پاس آئے اور ساتھ لے کر دوسرے روز نماز ظہر پڑھی، جب آپ کا سایہ طول میں آپ کے مثل تھا۔ پھر ساتھ لے کر نماز عصر پڑھی، جب آپ کا سایہ آپ کے طول کا دُگنا تھا۔ پھر ساتھ لے کر نماز مغرب پڑھی جب سورج ڈوب چکا تھا اور گزشتہ کل ہی کا وقت تھا۔ بعد ازاں ساتھ لے کر عشا کی نماز اس وقت پڑھی، جب رات کا ابتدائی تہائی حصہ گزر چکا تھا۔ پھر ساتھ لے کر اس وقت کی نماز پڑھی، جب صبح خوب روشن ہو چکی تھی اور سورج ابھی نہیں نکلا تھا۔ پھر کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، وقت نماز آپ کی آج کی نماز اور آپ کی کل کی نماز کے درمیان ہے۔

حضرت علیؓ

ابن اسحاق نے کہا: پہلا مرد، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا، آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور اس چیز کی تصدیق کی، جو آپ کے پاس اللہ تعالےٰ کی جانب سے آئی تھی، وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام بن عبد المطلب بن ہاشم تھے۔ آپ پر اللہ کی رضا مندی اور سلام ہو۔ آپ کی عمر اس وقت دس سال کی تھی۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر جو انعامات اللہ تعالیٰ نے کیے، ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ آپ اسلام سے پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش تربیت میں تھے۔

ابوطالب کی کثیر العیالی

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عبد اللہ بن ابی نجیح نے مجاہد بن جبیر ابن ابی الحجاج سے یہ روایت بیان کی کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ تھی کہ جب قریش پر قحط کی آفت آئی اور ابوطالب بہت بچوں والے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس سے، جو بنی ہاشم میں سب سے زیادہ خوش حال تھے، فرمایا:

یَا عَبَّاسُ اِنَّ اَخَاكَ اَبَا طَالِبٍ	اے عباس! آپ کا بھائی ابوطالب بہت بال
كَثِيْرُ الْعِيَالِ وَقَدْ اَصَابَ النَّاسَ	بچوں والا ہے اور اس قحط کی وجہ سے لوگوں
مَا تَرَىٰ مِنْ هٰذِهِ الْاَزْمَةِ ،	پر جو مصیبت آئی ہے، وہ تم دیکھ ہی رہے ہو
فَانْطَلِقْ بِنَا اِلَيْهِ فَلْنُخَفِّفْ عَنْهُ	پس میرے ساتھ چلو کہ اس کا بوجھ کچھ ہلکا کریں
مِنْ عِيَالِهٖ اٰخُذُ مِنْ بَنِيْهِ رَجُلًا	اس کے بچوں میں سے ایک کو میں لے لیتا ہوں اور
وَتَاْخُذُ اَنْتَ رَجُلًا فَنَكْفُلُهُمَا عَنْهُ	ایک کو آپ لے لیں کہ ان کی دیکھ بھال کریں۔

جعفرؓ اور علیؓ کی کفایت

عباس نے کہا: پھر ہم دونوں ابوطالب کے پاس گئے اور کہا: ہم چاہتے ہیں کہ آپ پر بچوں کا جو بار ہے، اس میں سے اس وقت تک کے لیے کچھ ہلکا کر دیں کہ اس آفت سے لوگ نجات پائیں جس میں وہ مبتلا ہیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ عقیل کو میرے پاس چھوڑ دو (اور) جو چاہو کرو۔

(ابن ہشام نے کہا) عقیل ہی کو طالب بھی کہا جاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو لے لیا اور انھیں اپنے ساتھ رکھا۔ عباسؓ نے جعفرؓ کو لے لیا اور اپنے ساتھ رکھا۔ پس علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتھ رہے، یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے پاس نبوت کا پیام بھیجا تو علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی پیروی کی اور ایمان لائے۔ آپ کی تصدیق کی اور جعفرؓ عباسؓ ہی کے پاس رہے، یہاں تک کہ اسلام اختیار کیا اور ان سے بے نیاز ہو گئے۔

دینِ حق کی پیروی

ابن اسحاق نے کہا، بعض اہلِ علم نے ذکر کیا ہے کہ جب نماز کا وقت آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ کی گھاٹیوں کی جانب نکل جاتے اور علی رض بھی اپنے والد ابوطالب دوسرے چچاؤں اور قوم سے چھپ کر آپ کے ساتھ ہو جاتے، وہیں دونوں نمازیں پڑھا کرتے۔ جب شام ہوتی تو لوٹ آتے اور اللہ تعالیٰ نے جتنے دنوں تک چاہا، یہ دونوں اسی حالت میں رہے۔ ایک روز دونوں نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوطالب نے دیکھ لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے میرے بھائی کے بیٹے: یہ کونسا دین ہے، جسے تم نے اختیار کیا ہے؟ فرمایا:

اَیْ عَمِّ ھٰذَا دِیْنُ اللّٰہِ وَدِیْنُ مَلَائِکَتِہٖ وَدِیْنُ رُسُلِہٖ وَدِیْنُ اَبِیْنَا اِبْرٰھِیْمَ اَوْ کَمَا قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ رَسُوْلًا اِلَی الْعِبَادِ وَاَنْتَ اَیْ عَمِّ اَحَقُّ مَنْ بَذَلْتُ النَّصِیْحَۃَ وَدَعَوْتُہٗ اِلَی الْھُدٰی وَاَحَقُّ مَنْ اَجَابَنِیْ اِلَیْہِ اَعَانَنِیْ عَلَیْہِ۔

چچا جان! یہ اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسول اور ہمارے باپ ابراہیم کا دین ہے (یا جن الفاظ میں آپ نے فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ نے مجھے اس دین کا رسول بنا کر لوگوں کی جانب بھیجا ہے۔ چچا جان! جن جن لوگوں کی خیر خواہی میں نے کی ہے اور جنھیں سیدھی راہ کی جانب دعوت دی ہے، ان سب میں آپ زیادہ حق دار ہیں اور اس دعوت پر مجھے قبول کرنے اور میری امداد کے بھی آپ ہی زیادہ حق دار ہیں۔

ابوطالب کا فیصلہ

یا آپ نے جن الفاظ میں فرمایا۔ راوی کہتا ہے، ابوطالب نے جواب دیا: اے میرے بھائی کے بیٹے! آبا و اجداد کے دین اور اس طریقے کو، جس پر وہ تھے، میں چھوڑ نہیں سکتا، لیکن اللہ کی قسم، جب تک میں ہوں، تم پر کوئی بات نہ آئے گی، جسے تم ناپسند کرو۔ لوگوں نے یہ بھی بیان کیا کہ انھوں نے علی سے کہا: اے میرے پیارے بیٹے: یہ کونسا دین ہے جس پر تم ہو؟ انھوں نے کہا: بابا جان! میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہوں اور جو چیزیں رسول اللہ صلعم نے پیش کی ہیں، میں نے ان میں آپ کو سچا جانا ہے۔ میں نے اللہ کے لیے آپ کے ساتھ نمازیں پڑھیں اور آپ کی پیروی کی ہے۔ لوگ کہتے ہیں، ابوطالب نے ان (علی رضی اللہ عنہ) سے کہا: انھوں نے تمھیں بہتری ہی کی جانب دعوت دی ہے، اس پہ جمے رہو۔

باب ۴۴

دعوتِ اسلام

(۲)

زید بن حارثہ

ابن اسحاق نے کہا: اس کے بعد زید بن حارثہ (بن شرحبیل بن کعب ابن عبد العزیٰ بن بن امراء القیس الکلبی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام نے اسلام اختیار کیا۔ یہ پہلے مرد تھے جنھوں نے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کے بعد اسلام اختیار کیا اور نماز پڑھی۔

نسب زید

ابن ہشام نے کہا: زید بن حارثہ (بن شرحبیل بن عبد العزیٰ بن امرء القیس بن عامر بن النعمان بن عامر بن عبد ود بن عوف بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید اللات بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن وبرۃ) کے بیٹے تھے۔ حکیم بن حزام بن خویلد شام سے چند غلام لائے تھے، جن میں کم عمر زید بن حارثہ بھی تھے۔ خدیجہ بن خویلد حکیم بن حزام کی پھوپھی تھیں وہ بھتیجے سے ملنے کے لیے گئیں (اور اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں تھیں) تو اس نے ان سے کہا: پھوپھی جان! آپ ان چھوکروں میں سے جسے چاہیں، انتخاب فرمالیں، وہ آپ کا ہوگا۔ جناب خدیجہؓ نے زید کو چُنا اور لے لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس دیکھا تو زید کو ان سے مانگ لیا۔ خدیجہؓ نے اُنھیں آپ کے حوالے کردیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں آزاد کردیا اور متبنّٰی بنالیا۔ یہ واقعہ آپ پر وحی (نازل) ہونے سے پہلے کا ہے۔

والد زید کی بے قراری

زید کے والد حارثہ۔ بیٹا چھن جانے پر حد درجہ بے چین ہوئے اور بہت آہ وزاری کرتے ہوئے کہا:

بَکَیْتُ عَلیٰ زَیْدٍ وَلَمْ اَدْرِ مَافَعَلْ ⁂ اَحَیٌّ فَیُرْجیٰ اَمْ اَتیٰ دُوْنَہُ الْاَجَلْ

میں نے زید پر آہ وزاری کی، خبر نہیں، وہ کیا ہوگیا۔ کیا وہ زندہ ہے کہ امید کی جائے یا موت اس کے راستے میں حائل ہوگئی؟

فَوَاللّٰہِ مَا اَدْرِیْ وَاِنِّیْ لَسَائِلٌ ⁂ اَغَالَکَ بَعْدِیْ السَّھْلُ اَمْ غَالَکَ الْجَبَلْ

اللہ کی قسم، میں واقف نہیں اور میں پوچھتا ہوں کہ میری نظروں سے غائب ہونے کے بعد تجھے میدان نے پکڑ لیا یا پہاڑ نے؟

وَيَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ لَكَ الدَّهْرُ أَوْبَةٌ ۔۔۔ فَحَسْبِي مِنَ الدُّنْيَا رُجُوعُكَ لِي بَجَلْ

کاش! مجھے یہ بات معلوم ہوتی کہ کبھی تو لوٹ کر بھی آئے گا تو تیرا لوٹنا دنیا میں میری خوشی کے لیے کافی ہوتا۔

تُذَكِّرُنِيهِ الشَّمْسُ عِنْدَ طُلُوعِهَا ۔۔۔ وَتَعْرِضُ ذِكْرَاهُ إِذَا غَرْبُهَا أَفَلَ

سورج اپنے نکلنے کے وقت مجھے اس کی یاد دلاتا ہے اور جب چھپنے کو ہوتا ہے تو اسی کی یاد دلاتا ہے۔

وَإِنْ هَبَّتِ الْأَرْوَاحُ هَيَّجْنَ ذِكْرَهُ ۔۔۔ فَيَا طُولَ مَا حُزْنِي عَلَيْهِ وَمَا وَجَلْ

اور جب ہوائیں چلتی ہیں تو اسی کی یاد کو ابھارتی ہیں اور اس پر خوف کھانے اور اس کے لیے غم کرنے کا زمانہ کس قدر دراز ہو گیا ہے:

سَأُعْمِلُ نَصَّ الْعِيسِ فِي الْأَرْضِ جَاهِدًا ۔۔۔ وَلَا أَسْأَمُ التَّطْوَافَ أَوْ تَسْأَمَ الْإِبِلْ

(اس کی تلاش میں) اونٹوں کو روئے زمین پر کوشش سے دوڑاتا ہوں گا اور گردش سے اکتاؤں گا نہیں، حتیٰ کہ اونٹ بیزار ہو جائیں۔

حَيَاتِي أَوْ تَأْتِي عَلَيَّ مَنِيَّتِي ۔۔۔ فَكُلُّ امْرِئٍ فَانٍ وَإِنْ غَرَّهُ الْأَمَلْ

زندگی بھر دوڑتا رہوں گا، یہاں تک کہ میری موت آجائے۔ ہر شخص فنا ہونے والا تو ہے ہی، اگرچہ آرزوئیں اسے دھوکے میں رکھیں۔

زیدؓ کا فیصلہ

پھر حارثہ زید کے پاس آیا جب زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ آپ نے زید سے فرمایا: تم چاہو تو میرے پاس رہو اور چاہو تو اپنے باپ کے ساتھ چلے جاؤ۔ زید نے کہا: میں تو آپ ہی کے پاس رہوں گا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے پاس رہے یہاں تک کہ اللہ تعالٰے نے آپ کو مبعوث فرمایا تو انھوں نے آپ کی تصدیق کی اسلام اختیار کیا اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی پھر جب اللہ تعالیٰ نے "اُدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ" (بیٹوں کو باپوں کے نام سے پکارو) فرمایا: تو انھوں نے کہا: میں زید بن حارثہ ہوں (نہ کہ زید بن محمد)۔

حضرت ابوبکر صدیق

ابن اسحٰق نے کہا: اس کے بعد ابوبکر بن ابی قحافہ نے اسلام اختیار کیا۔ آپ کا نام عتیق تھا اور ابو قحافہ کا نام عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر تھا)۔

ابن ہشام نے کہا۔ ابوبکرؓ کا نام عبداللہ تھا اور عتیق لقب تھا، جو اُن کی خوبصورتی اور شرافت کے

سبب سے مشہور ہوگیا (عتیق کے معنی خوبصورت اور شریف کے ہیں۔)

ابن اسحاق نے کہا، جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام اختیار کیا تو آپ نے اس کا اظہار کیا۔ اللہ اور اس کے رسول کی جانب لوگوں کو دعوت دینا بھی شروع فرمادیا۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قوم میں بہت تعلقات رکھنے والے، محبوب، نرم اخلاق، قریش میں بہترین نسب والے تھے۔ قریش کے انساب کا انھیں تمام قریش سے زیادہ علم تھا اور ان کی اچھائی برائی کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے تجارت کرتے تھے، خوش مزاج تھے، ہر ایک سے نیک سلوک کرتے تھے، علم، تجارت اور حسنِ معاملت کے سبب سے قوم کے تمام افراد آپ کے پاس آتے اور آپ سے تعلقات رکھتے تھے آپ نے قوم کے ان تمام افراد کو اسلام کی جانب بلانا شروع کردیا، جن پر آپ کو بھروسا تھا اور جو کہ آپ کے پاس آتے جاتے تھے اور اُٹھتے بیٹھتے تھے۔

ابوبکر کی تبلیغ جن لوگوں نے ابوبکرؓ کی تبلیغ سے اسلام اختیار کیا، ان میں عثمانؓ بن عفان (بن ابی العاص بن اُمیّہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوّی بن غالب) زُبیر بن العوام بن (خویلد بن اسد بن عبد العزّیٰ بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوّی بن غالب)۔ عبدؔ الرحمٰن (بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوّی)۔ اور سعؔد بن ابی وقاص بھی تھے۔ ابووقّاص کا نام مالک بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوّی) تھا۔ انھیں میں سے طلحہؓ بن (عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوّی) بھی تھے۔ جب ان لوگوں نے دعوت قبول کرلی تو ابوبکرؓ ان کو ساتھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ انھوں نے اسلام اختیار کیا اور نماز پڑھی۔

ابوبکر کی شان صدیقی مجھے جو باتیں معلوم ہوئیں، ان میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:۔

مَا دَعَوْتُ اَحَدًا اِلَی الْاِسْلَامِ اِلَّا کَانَتْ فِیْهِ عِنْدَهٗ کَبْوَۃٌ وَّنَظَرٌ وَّ تَرَدُّدٌ اِلَّا مَا کَانَ مِنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ اَبِیْ قُحَافَۃَ مَا عَلَمَ حِیْنَ ذَکَرْتُهٗ لَهٗ مَا تَرَدَّدَ فِیْهِ

میں نے جس کسی کو اسلام کی دعوت دی، اس کے قبول کرنے میں ایک طرح کی تاخیر، سوچ بچار اور پس وپیش تھا، بجز ابوبکر بن قحافہ کی حالت کے کہ جب میں نے ان سے اس کا ذکر کیا تو نہ انھوں نے اس میں تاخیر کی اور نہ پس وپیش کیا۔

ابن اسحاق نے کہا: یہ آٹھ آدمی تھے، جنھوں نے اسلام لانے میں سب لوگوں سے سبقت کی،

نماز پڑھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو کچھ آیا، اس کی تصدیق کی

سابقین اولین

اس کے بعد جن لوگوں نے اسلام قبول کیا، ان کے نام یہ ہیں: ابو عبیدہ جن کا نام عامر بن عبد اللہ (بن الجراح بن ہلال بن اُہَیب بن ضبۃ بن الحارث بن فہر) تھا ابو سلمہ، جن کا نام عبد اللہ بن الاسد (بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرۃ بن کعب بن لؤی) تھا ارقم بن ابی الارقم، جن کا نام عبد مناف (بن اسد) تھا۔ اسد کی کنیت ابو جندب بن عبد اللہ بن عمر (بن مخزوم بن یقظہ بن مرۃ بن کعب بن لؤی) تھی۔ عثمان بن مظعون (بن حبیب بن وہب بن حُذافہ بن جُمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لؤی) نیز ان کے دونوں بھائی قدامۃ اور عبد اللہ، عبیدہ بن الحارث (بن المطلب بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لؤی) سعید بن زید (بن عمرو بن نفیل بن عبد العزیٰ بن عبد اللہ بن قرط بن ریاح بن رزاح بن عدی بن کعب بن لؤی)۔ نیز ان کی بیوی فاطمہ بنت الخطاب (بن نفیل بن عبد العزیٰ بن عبد اللہ بن قرط بن ریاح بن رزاح بن عدی بن کعب بن لؤی اور عمر بن الخطاب کی بہن)۔ اسماء بنت ابی بکرؓ، عائشہ بنت ابی بکرؓ جو اس وقت کم سن تھیں اور خباب بن الارت بنی زہرہ کے حلیف۔

(ابن ہشام نے کہا: خباب بن الارت بن تمیم میں سے اور بعض کہتے ہیں، وہ بنی خزاعۃ میں سے تھے)۔

عمیر، عبد اللہ اور مسعود

ابن اسحاق نے کہا، عمیر بن ابی وقاص، سعد بن ابی وقاص کے بھائی نے بھی اسی زمانے میں اسلام اختیار کیا۔ نیز عبد اللہ بن مسعود (بن الحارث بن شمخ بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل) نے، جو بنی زہرہ کے حلیف، مسعود بن القاری نے اور مسعود بن ربیعہ (بن عمرو بن سعد بن عبد العزیٰ بن حمالۃ بن غالب بن محلم بن عائذۃ بن سبیع بن الہون بن خزیمۃ) نے جو القارۃ میں سے تھے۔

سلیط حاطب وغیرہ

ابن اسحاق نے کہا: سلیط بن عمرو (بن عبد شمس بن عبد وُدّ بن نصر بن مالک بن عامر بن لؤی بن غالب بن فہر) اور ان کے بھائی حاطب بن عمرو، عیاش بن ربیعہ (بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرۃ بن کعب بن لؤی) ان کی بیوی اسماء بنت سلامۃ (بن مخربۃ التمیمیۃ) خنیس بن حذافہ (بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لؤی)، اور عامر بن ربیعۃ، جو بنی عنز بن وائل میں سے اور آل خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ کے حلیف تھے، دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔

(ابن ہشام نے کہا) عنز بن وائل کا بھائی تھا، جو بنی ربیعۃ بن نزار میں سے تھا۔

ابن جحش، جعفر، اولاد حارث

ابن اسحاق نے کہا: عبداللہ بن جحش (ابن رئاب بن یعمر بن صبرۃ بن مرۃ بن کبیر بن غنم بن دُودان بن اسد بن خزیمۃ اور اس کے بھائی ابواحمد بن جحش نے (یہ دونوں بھائی بنی امیہ بن عبدشمس کے حلیف تھے) جعفر بن ابی طالب نے، ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس بن النعمان بن کعب بن مالک بن قحافہ (بنی خثعم کی) نے حاطب بن الحارث بن المعمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لؤی نے، ان کی بیوی فاطمہ بنت المجلل بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤی بن غالب بن فہر نے ان کے بھائی خطاب بن الحارث نے، ان کی زوجہ فکیہہ بنت یسار نے، معمر بن الحارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح بن ہُصَیص بن کعب بن لؤیّ نے، السائب بن عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب نے، المطلب بن ازہر بن عبدعوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لؤیّ نے، ان کی بیوی رملہ بنت ابی عوف بن ضُبَیرۃ بن سعید بن سہم بن عمرو بن ہُصَیص بن کعب بن لؤیّ نے اور النحام نے، جس کا نام نعیم بن عبداللہ بن اسید تھا (یہ بنی عدی والوں کا وہ عدی ہے، جو کعب بن لؤیّ کا بیٹا تھا) اسلام قبول کیا۔

نعیم بن عبداللہ اور عامر بن فہیرہ

وہ نعیم بن عبداللہ بن اسید بن عبداللہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی کعب بن لؤیّ ہے، ان کا نام نحام اس لیے مشہور ہوگیا کہ ان کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَقَدْ سَمِعْتُ نَحْمَهٗ فِي الْجَنَّةِ — میں نے جنت میں ان کے کھنکارنے کی آواز سنی

ابن اسحاق نے کہا اور عامر بن فہیرہ، ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے غلام نے اسلام اختیار کیا۔ عامر بن فہیرہ (بنی) اسد کے مولدین میں سے ایک مولد[1] اور سیاہ فام تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انھیں لوگوں (بنی اسد) سے خرید لیا تھا۔

خالد، حاطب، ابوحذیفہ اور واقد

خالد بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لؤیّ اور اس کی بیوی اُمَینہ بنت خلف بن اسد بن عامر بن بیاضہ بن سُبَیع بن خثعمہ بن سعد بن ملیح بن عمرو نے، جو بنی خزاعۃ میں سے تھے، اسلام قبول کیا۔ بعض نے ہُمَینہ بنت خلف بتایا ہے۔ حاطب بن عمرو بن عبدشمس بن عبدود

---

[1] ہر نئی شے کو مُولّد کہا جاتا ہے جیسے شاعر مولّد، کلام مولّد، لفظ مولّد۔

بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی بن غالب بن فہر نے ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے (ان کا نام مشیم ہے) ابن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی نے اور واقد بن عبداللہ بن عبد مناف بن عرین بن ثعلبہ بن یربوع بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم بن حلیف بن عدی بن کعب نے، اسلام اختیار کیا۔

انھیں باہلہ نے لاکر الخطاب بن نفیل کے لوگوں کے ہاتھ بیچا تھا تو انھوں نے انھیں متبنی بنایا تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے "اُدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ" نازل فرمایا، یعنی ان (متبناؤں) کو ان کے باپوں کے نام سے پکارو تو ابوعمرو المدنی کے قول کے لحاظ سے انھوں نے کہا: میں واقد بن عبداللہ ہوں۔

بنو البکیر اور عمار

ابن اسحاق نے کہا، خالد و عامر و عاقل و ایاس، بنو البکیر بن عبد یالیل بن ناشب بن غیرۃ کے بچوں نے، جو بنی سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ بن عدی بن کعب کے حلیف تھے اور عمار بن یاسر بنی مخزوم بن یقظہ کے حلیف نے اسلام قبول کیا عمار بن یاسر عنسی (بنی) مذحج میں سے تھے۔

صہیب بن سنان

صہیب بن سنان نے، جو (بنی) النمر بن قاسط میں سے اور بنی تیم بن مرۃ کے حلیف تھے، اسلام اختیار کیا۔

النمر قاسط بن ہنب بن افصی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار کا بیٹا تھا۔ بعض نے افصی بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بتایا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ صہیب، عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم کے غلام تھے، بعض کہتے ہیں کہ وہ رومی تھے اور بعض نے ذکر کیا ہے کہ وہ بنی النمر بن قاسط میں سے تھے سرزمین روم میں قیدی بن گئے تو ان لوگوں سے خرید لیے گئے تھے۔ حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت آئی ہے "صُهَيْبٌ سَابِقُ الرُّوْمِ"، صہیب رومیوں میں سے سابق ہیں۔

باب ۴۳

علانیہ تبلیغ کا آغاز

علانیہ تبلیغ کا حکم

ابن اسحاق نے کہا، اس کے بعد مرد اور عورتیں سب بے روک ٹوک اسلام میں داخل ہونے لگے، یہاں تک کہ مکہ میں اسلام پھیل گیا اور طرف اسی کا چرچا ہونے لگا۔ اللہ عزوجل نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ اسلام کی تعلیمات، جو آپ کے حوالے ہوئی ہیں، کھلم کھلا بیان کی جائیں، کسی کی مخالفت کی پروا کیے بغیر اسلامی احکام کا اظہار کیا جائے اور اسلام کی طرف دعوت دی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت، خفیہ تبلیغ اور اللہ تعالیٰ کے آپ کو اعلانِ دین کا حکم دینے کی درمیانی مدت تین سال کی تھی۔ آپ نے بعثت کے بعد تین سال تک خفیہ تبلیغ فرمائی، پھر علانیہ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (۱۵ : ۹۴)

(اے نبی) جو حکم تمھیں دیا جاتا ہے، اسے علانیہ اور تفصیل سے بیان کرو اور مشرکین کی جانب سے توجہ پھیر لو۔

نیز فرمایا:

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَقُلْ اِنِّيْۤ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ۝ (۱۵ : ۸۹)

اور اپنے خاندان کے قریب کے لوگوں کو (اعمال سے) ڈراؤ اور ایمانداروں میں سے جن لوگوں نے آپ کی پیروی کی ہے، ان کے لیے اپنا بازو نرم کرو (ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ) اور اور کہہ کر میں (تو بُرے نتیجوں سے) صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔

چھپ کر ادائے نماز

ابن اسحاق نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کی حالت یہ تھی کہ جب نماز پڑھنی ہوتی تو گھاٹیوں میں چلے جاتے اور قوم سے چھپ کر نماز پڑھتے۔ ایک مرتبہ سعد بن ابی وقاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کی ایک

جماعت کے ساتھ مکّہ کی گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے، مشرکوں کی ایک جماعت ان کے پاس جا پہنچی۔ ان سے نفرت ظاہر کی اور ان کے فعل ادائے نماز پر عیب لگایا، یہاں تک کہ ان سے لڑنے لگے۔ سعد بن ابی وقاص نے اس روز ان کے ایک شخص کو اونٹ کے جبڑے کی ہڈی سے مارا اور سر زخمی کردیا۔ یہ پہلا خون تھا، جو اسلام کے بارے میں بہایا گیا۔

قریش کی مخالفت

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اسلام کا اظہار علانیہ فرمایا، قوم نے نہ تو آپ سے دوری اختیار کی، نہ آپ کا رد کیا البتہ جب ان کے بتوں کا ذکر آیا اور ان پر عیب لگائے تو انھوں نے اس معاملے کو اہمیت دی آپ سے اجنبیت برتنے لگے اور مخالفت و دشمنی میں یک دل ہو گئے، بجز ان لوگوں کے جنھیں اللہ تعالیٰ نے ان میں سے اسلام کے لیے محفوظ کرلیا تھا۔ ایسے لوگ تھوڑے اور چھپے ہوئے تھے۔

آپ کے چچا ابوطالب نے آپ پر مہربانی کا اظہار کیا اور آپ کی حفاظت کی، امداد کے لیے سینہ سپر ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ارشاد باری تعالیٰ کے مطابق اس کے احکام کا اعلان کرتے۔ عزم کا یہ عالم تھا کہ کوئی چیز آپ کو اس کام سے روگرداں نہ کر سکتی تھی۔

ابوطالب کے پاس وفد

جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ان کے معبودوں کی عیب جوئی سے باز نہیں آتے اور جو بات انھیں ناپسند تھی اس سے معذرت خواہ نہیں ہوتے اور یہ بھی دیکھا کہ ابوطالب آپ پر مہربان اور آپ کے لیے سینہ سپر ہیں، آپ کو ان کے حوالے کرنے کے لیے تیار نہیں تو ان کے (قریش کے) بڑے بڑے سردار ابوطالب کے پاس گئے، جن میں مندرجہ ذیل کے نام مذکور ہیں: عتبہؓ اور شیبہؓ، یہ دونوں ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف کے بیٹے تھے۔ ابوسفیان بن حرب بن امیہ بن عبد مناف (جس کا نام ابن ہشام کے بیان کے مطابق صخر تھا) ابوالبختری جس کا نام العاص بن ہشام بن الحارث بن اسد تھا۔ الاسود بن المطلب بن اسد، ابوجہل (جس کا نام عمرو کنیت ابوالحکم تھی) ابن ہشام بن المغیرہ۔ الولید بن المغیرہ نُبَیہ و منبہ دونوں الحجاج بن حذیفہ کے بیٹے اور العاص بن وائل۔

ابن اسحاق نے کہا: ممکن ہے اور بھی لوگ ان کے ساتھ ہو گئے ہوں، انھوں نے کہا:

اے ابوطالب! آپ کے بھتیجے نے ہمارے معبودوں کو گالیاں دیں، ہمارے دین میں عیب نکالے، ہم میں سے عقلمندوں کو بے وقوف بنایا اور ہمارے بزرگوں کو گمراہ بتایا، لہٰذا اب یا تو اسے ان باتوں سے روک دیجیے یا ہمارے اور اس کے درمیان دخل نہ دیجیے، کیونکہ آپ بھی ان کے خلاف

اسی (دین) پر ہیں جس پر ہم ہیں ہم آپ کی جانب سے بھی اس کا بندوبست کر لیں گے۔

ابوطالب نے نرمی کے ساتھ باتیں کر کے انھیں حسنِ تدبر سے واپس کر دیا اور وُہ ان کے پاس سے لوٹ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اسی حالت پر قائم اور اللہ کے دین کی جانب دعوت دیتے رہے۔ اس کے بعد بعض معاملات کے باعث آپ کے اور کافروں کے درمیان تعلقات اور زیادہ کشیدہ ہو گئے، یہاں تک کہ ایک دوسرے سے الگ الگ رہنے اور کینہ رکھنے لگا۔ قریش کے درمیان تعلقات اور زیادہ کشیدہ ہو گئے، یہاں تک کہ ایک دوسرے سے الگ الگ رہنے اور کینہ رکھنے لگا۔ قریش کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ رہتا، وہ ایک دوسرے کو آپ کے خلاف ابھارتے۔

دوسری مرتبہ شکایت

دوبارہ وہ سب مل کر ابوطالب کے پاس گئے اور کہا:

اے ابوطالب! آپ ہم میں عمر، نسب اور مرتبے کے لحاظ سے ایک خاص درجہ رکھتے ہیں۔ ہم نے آپ سے استدعا کی تھی کہ اپنے بھتیجے کو ہم سے روکے رکھیں، لیکن آپ نے انھیں نہیں روکا، واللہ ہم اس حالت پر صبر نہیں کر سکتے کہ ہمارے بزرگوں کو گالیاں دی جائیں، اور عقل مندوں کو بے وقوف بنایا جائے اور ہمارے معبودوں میں عیب نکالے جائیں۔ یا تو ہم اسے اپنے متعلق ایسی باتیں کرنے سے روک دیں گے یا اس سے مقابلے کی ٹھہرائیں گے۔ پھر آپ اس میں دخل نہ دینا، یہاں تک کہ دونوں گروہوں میں سے کوئی ایک برباد ہو جائے (یا ان لوگوں نے جن الفاظ میں یہ مضمون ادا کیا ہو)۔

اس کے بعد وہ تو لوٹ گئے، لیکن ابوطالب پر اپنی قوم کی جدائی اور دشمنی بہت شاق گزری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حوالے کرنا اور آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دینا بھی گوارا نہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب

ابن اسحاق نے کہا کہ یعقوب بن عتبہ بن المغیرہ بن الاخنس نے بیان کیا اور ان سے کسی نے کہا: قریش نے جب ابوطالب سے یہ بات کہی تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا بھیجا اور آپ سے کہا: اے میرے بھائی کے بیٹے! قوم میرے پاس آئی تھی اور مجھ سے اس طرح کی باتیں کیں (وہ باتیں کیں جو قوم نے کہی تھیں) پس مجھ پر بھی رحم کر، خود اپنی جان پر بھی رحم کر اور مجھ پر ایسا بار نہ ڈال جسے برداشت نہ کر سکوں۔ راوی نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں خیال گزرا کہ چچا بھی امداد سے دست کش ہو جائیں گے اور آپ کو ان کے حوالے کر دیں گے، گویا ان سے بھی اعانت و حمایت کی امید نہ رکھنی چاہیے۔ آپ نے فرمایا:

يَا عَمِّ وَاللهِ لَوْ وَضَعُوا الشَّمْسَ فِيْ يَمِيْنِيْ وَالْقَمَرَ فِيْ يَسَارِيْ عَلٰى أَنْ أَتْرُكَ هٰذَا الْأَمْرَ حَتّٰى يُظْهِرَهُ اللهُ أَوْ أَهْلِكَ فِيْهِ مَا تَرَكْتُهُ۔

چچاجان! واللہ، اگر وہ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں اور شرط یہ ہو کہ میں اس معاملے کو چھوڑ دوں تو بھی میں اسے نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ خود اسے غلبہ عطا کرے یا میں مر جاؤں۔

راوی نے کہا، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور آپ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ جب آپ وہاں سے واپس ہو گئے تو ابو طالب نے آپ کو پکارا اور کہا: بھتیجے ادھر آؤ۔ راوی نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے تو انھوں نے کہا جاؤ اور جو چاہو کہو، اللہ کی قسم کسی معاوضے پر بھی میں تمھیں ان کے حوالے ہرگز نہ کروں گا۔

عمارہ بن الولید کا پیشکش

ابن اسحاق نے کہا: جب قریش نے سمجھ لیا کہ ابو طالب نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑنے کے لیے تیار ہیں اور نہ آپ سے علٰحدگی اختیار کرنے پر آمادہ ہیں، بلکہ سب کی مخالفت پر ان کا عزم مصمم دیکھا تو عمارۃ بن الولید بن المغیرہ کو لے کر اُن کے پاس گئے اور کہا: اے ابو طالب! یہ عمارۃ بن الولید بن المغیرہ ہے، جو قریش میں سب سے زیادہ طاقت ور اور سب سے زیادہ خوبصورت ہے۔ اسے لے لیجئے کہ اس کا نفع و نقصان سارا آپ سے متعلق رہے گا۔ اسے اپنا بیٹا بنا لیجئے۔ یہ آپ ہی کا ہے اور آپ اپنے اس بھتیجے کو ہمارے حوالے کر دیجئے کہ ہم اسے قتل کر ڈالیں جس نے آپ کے اور بزرگوں کے دین کی مخالفت کی ہے آپ کی قوم میں پھوٹ ڈال دی ہے اور عقلمندوں کو بے وقوف بتایا ہے۔ غرض آپ کو ایک شخص کے عوض ایک شخص دیا جا رہا ہے۔ انھوں نے کہا، واللہ! تم مجھ سے کتنا بُرا معاملہ کر رہے ہو! کیا تم مجھے اپنا لڑکا اس لیے دے رہے ہو کہ میں اسے تمھاری خاطر کھلاؤں، پلاؤں اور تمھیں اپنا لڑکا دے دوں کہ تم اسے قتل کر ڈالو؛ واللہ یہ تو ایسی بات ہے، جو کبھی نہیں ہو سکتی۔ راوی کہتا ہے کہ مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی نے کہا، واللہ اے ابو طالب، تمھاری قوم نے تم سے انصاف کیا ہے اور جس بات کو تم ناپسند کرتے ہو، اس سے بچنے کی پوری کوشش کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم ان کی کوئی بھی بات ماننا نہیں چاہتے۔ ابو طالب نے مطعم سے کہا، واللہ! انھوں نے تو مجھ سے کوئی انصاف نہیں کیا، لیکن تُو نے پکّا ارادہ کر لیا ہے کہ میرے خلاف اپنی قوم کی حمایت کرے اور میری طرف کی کوئی بات نہ کرے اچھا جو تیرے جی میں آئے کر۔

اشعار ابی طالب

راوی نے کہا: اس کے بعد معاملے نے بہت نازک صورت اختیار کرلی۔ مخالفت میں سرگرمی اختیار کرلی۔ لوگوں میں اختلافات بہت بڑھ گئے۔ ایک دوسرے کے کھلے دشمن بن گئے۔ ابو طالب نے اس موقع پر مطعم بن عدی، نیز بنی عبد مناف میں سے دشمنی اختیار کرنے والوں پر تعریض کرتے ہوئے کہا:

أَلَا قُلْ لِعَمْرٍو وَالْوَلِيدِ وَمُطْعِمٍ ۔۔۔ أَلَا لَيْتَ حَظِّي مِنْ حِيَاطَتِكُمْ بَكْرُ

ہاں، سن لو اور عمرو، ولید اور مطعم سے کہہ دو کہ کاش تمھاری نگرانی میں کا ایک جوان اونٹ مجھے مل جاتا۔

مِنَ الْخُورِ حَبْحَابٌ كَثِيرٌ رُغَاؤُهُ ۔۔۔ يُرَشُّ عَلَى السَّاقَيْنِ مِنْ بَوْلِهِ قَطْرُ

جو کمزوری کے سبب سے (جھک کر) پست قد ہو گیا ہو، جس کا بلبلانا بہت ہو اور اس کے پیشاب کے قطرے اس کی پنڈلی پر ٹپکے پڑتے ہوں۔

تَخَلَّفَ خَلْفَ الْوِرْدِ لَيْسَ بِلَاحِقٍ ۔۔۔ إِذَا مَا عَلَا الْفَيْفَاءَ قِيلَ لَهُ وَبْرُ

پانی پینے کو جانے والے اونٹوں سے پیچھے رہ گیا ہو اور انھیں ملا نہ سکتا ہو، جب کسی وسیع میدان میں چلا جائے تو لوگ اسے بلی سمجھیں۔

أَرَى أَخَوَيْنَا مِنْ أَبِينَا وَأُمِّنَا ۔۔۔ إِذَا سُئِلَا قَالَا إِلَى غَيْرِنَا الْأَمْرُ

میں اپنے دو بھائیوں کو جو ہمارے باپ اور ہماری ماں سے ہیں، حالت یہ دیکھتا ہوں کہ جب ان سے کوئی بات پوچھی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں (کہ اس معاملے میں ہمیں کوئی اختیار نہیں) یہ دوسروں کے اختیار کی چیز ہے۔

بَلَى لَهُمَا أَمْرٌ وَلَكِنْ تَجَرْجَمَا ۔۔۔ كَمَا جُرْجِمَتْ مِنْ رَأْسِ ذِي عَلَقٍ صَخْرُ

کیوں نہیں، اختیار تو ان دونوں کو ہے، لیکن وہ دونوں (اپنے اختیارات کی چوٹی سے اس طرح) گر پڑے ہیں، جس طرح کوہ ذی علق[1] کی چوٹی سے کوئی بڑا پتھر لڑھکا یا گیا ہو۔

أَخُصُّ خُصُوصًا عَبْدَ شَمْسٍ وَنَوْفَلًا ۔۔۔ هُمَا نَبَذَانَا مِثْلَ مَا يُنْبَذُ الْجَمْرُ

میری شکایت بالخصوص (بنی) عبد شمس اور (بنی) نوفل سے ہے کہ انھیں دونوں نے ہمیں ایسا الگ کر ڈالا، جیسے انگارے علٰحدہ کر دیے جاتے ہیں۔

---

[1] دیار بنی اسد کا ایک پہاڑ

هُمَا اَغْمَزَا لِلْقَوْمِ فِیْ اَخَوَیْهِمَا ۔۔۔ فَقَدْ اَصْبَحَا مِنْهُمْ اَکُفُّهُمَا صِفْرُ

انھیں دونوں نے برسرِ مجلس اپنے بھائیوں کی بے عزتی کی اور اب یہ حالت ہوگئی ہے کہ ان دونوں کے ہاتھ بھائیوں سے خالی ہیں، یعنی خود ان کے بھائیوں سے ان کے تعلقات نہیں رہے۔

هُمَا اَشْرَکَا فِی الْمَجْدِ مَنْ لَا اَبَا لَهٗ ۔۔۔ مِنَ النَّاسِ اِلَّا اَنْ یُوَسَّ لَهٗ ذِکْرُ

انھیں دونوں نے ایسے شخص کو اعزاز و مفاخر میں شریک بنا لیا، جس کا باپ مشہور لوگوں میں سے نہیں، ہاں اس کی شہرت کچھ تھوڑی ہو تو ہو۔

وَتَیْمٌ وَمَخْزُوْمٌ وَزُهْرَةُ مِنْهُمُ ۔۔۔ وَکَانُوْا لَنَا مَوْلًی اِذَا ابْتُغِیَ النَّصْرُ

بنی تیم، بنی مخزوم اور بنی زہرہ بھی انھیں میں کے ہو گئے، حالانکہ طلب امداد کے وقت ہمارے دوست تھے۔

فَوَاللّٰهِ لَا یَنْفَكُّ مِنَّا عَدَاوَةٌ ۔۔۔ وَلَا مِنْهُمُ مَا کَانَ مِنْ نَسْلِنَا شَفْرُ

پس اللہ کی قسم، جب تک ہماری نسل میں کا ایک بھی رہے ہماری اور ان کی دشمنی رہ جائے گی۔

فَقَدْ سَفُهَتْ اَحْلَامُهُمْ وَعُقُوْلُهُمْ ۔۔۔ وَکَانُوْا کَجَفْرٍ بِئْسَ مَا صَنَعَتْ جَفْرُ

کیونکہ ان میں متانت نہیں رہی اور ان کی عقلیں ماری گئی ہیں یہ لوگ جفر کے سے ہو گئے اور جفر نے جو کچھ کیا وہ بہت برا کیا۔

باب ۴۴

پیروانِ دینِ حق کے مصائب

مسلمانوں کو ایذا

ابن اسحٰق نے کہا: اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں سے ان افراد کے خلاف، جنھوں نے آپ کے ساتھ اسلام اختیار کر لیا تھا اور قریش کے قبیلوں میں رہا کرتے تھے، قریش نے ایک دوسرے کو ابھارا تو ہر قبیلہ اپنے میں کے مسلمانوں پر پل پڑا۔ وہ انھیں ایذائیں دینے اور دین سے برگشتہ کرنے کی تدبیریں کرنے لگے، لیکن اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے چچا ابو طالب کے سبب سے محفوظ رکھا۔ جب ابو طالب نے قریش کی مذکورہ کارروائیاں بنی ہاشم اور بنی المطلب کے متعلق دیکھیں تو اٹھ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنے اور آپ کے واسطے سینہ سپر ہونے کے لیے ان سب (بنی ہاشم) کو جمع کیا، جس پر وہ خود بھی جمع ہوئے تھے۔ اللہ کے دشمن ملعون ابو لہب کے سوا وہ سب کے سب ان کے پاس جمع ہو گئے اور جس بات کے لیے دعوت دی گئی تھی، اسے قبول کر کے ساتھ ہو گئے۔

اَشعارِ ابی طالب

جب ابو طالب نے اپنی قوم کی یہ حالت دیکھی، جو ان کے لیے مسرت کا سبب تھی، یعنی یہ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع اور سعی و کوشش میں شریک ہیں تو ان کی مدح و ستائش کی اور انھیں پرانے واقعات یاد دلائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور آپ کا مرتبہ، جو ان میں تھا، واضح کیا تاکہ ان کی رائے میں مستقل بنائیں اور وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کرنے میں ساتھ ہوں، کہا:

اِذَا اجْتَمَعَتْ یَوْمًا قُرَیْشٌ لِمَفْخَرٍ　　فَعَبْدُ مَنَافٍ سِرُّهَا وَ صَمِیْمُهَا

جب کبھی قریش کسی قابل فخر کام کے لیے مستعد ہوئے تو ان میں (بنی) عبد مناف ان کی جان اور ان کی روح و رواں رہے۔

فَاِنْ حُصِّلَتْ اَشْرَافُ عَبْدِ مَنَافِهَا　　فَفِیْ هَاشِمٍ اَشْرَافُهَا وَقَدِیْمُهَا

پھر جب ان میں سے (بنی) عبد مناف کے شریفوں کا شمار کیا گیا تو ان میں سے بڑے

مرتبے والے اور آگے بڑھانے جانے کے قابل بنی ہاشم ہی کے لوگ نکلے۔

وَاِنْ فَخَرَتْ یَوْمًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا ۔۔۔ هُوَالْمُصْطَفٰی مِنْ سِرِّهَا وَكَرِیْمِهَا

اور جب کبھی بنی ہاشم نے فخر کیا تو ان میں سے محمد ہی منتخب، اس قبیلے کی جان اور ان میں بڑے مرتبے والے نکلے۔

تَدَاعَتْ قُرَیْشٌ غَثُّهَا وَ سَمِیْنُهَا ۔۔۔ عَلَیْنَا فَلَمْ تَظْفَرْ وَطَاشَتْ حُلُوْمُهَا

قریش کے اچھے اور بُرے تمام لوگوں نے ایک دوسرے کو ہماری مخالفت میں ابھارا تاہم انھیں کوئی کامیابی نصیب نہ ہوئی، بلکہ ان کی متانت اور عقلیں چلی گئیں۔

وَکُنَّا قَدِیْمًا لَا نُقِرُّ ظُلَامَةً ۔۔۔ اِذَا مَا ثَنَوْا صُعْرَ الْخُدُوْدِ نُقِیْمُهَا

ہمیشہ سے ہماری حالت یہ رہی ہے کہ ہم کسی ظلم کو قائم نہیں رہنے دیتے۔ جب کبھی لوگوں نے تکبر سے گالوں کے جھکاؤ کو ٹیڑھا کیا تو ہم انھیں سیدھا کرتے رہے۔

وَنَحْمِیْ حِمَاهَا كُلَّ یَوْمِ كَرِیْهَةٍ ۔۔۔ وَنَضْرِبُ عَنْ اَحْجَارِهَا مَنْ یَرُوْمُهَا

ہر خوفناک موقع یا ہر جنگ کے وقت، اس قوم کے دشمنوں کی نگرانی ہمیں کرتے رہے ہیں اور اس کے حدود کی جانب جو کوئی ارادہ کرتا ہے، اس سے ان حدود کی مدافعت کرتے رہتے ہیں۔

بِنَا انْتَعَشَ الْعُوْدُ الذَّوَاءُ وَ اِنَّمَا ۔۔۔ بِاَكْنَافِنَا تَنْدٰی وَتَنْمِیْ اُرُوْمُهَا

سوکھی لکڑیاں ہمارے طفیل سرسبز ہو گئیں ہمارے اضلاع میں سوکھی لکڑیوں کی جڑیں تر و تازہ ہوتی اور نشو و نما پاتی جاتی ہیں۔

ولید بن مغیرہ کی حیرانی

اس کے بعد ولید بن المغیرہ کے پاس قریش کے چند لوگ جمع ہوئے کیونکہ وہ ان سب میں زیادہ سن رسیدہ تھا۔ حج کا زمانہ قریب آچکا تھا، ولید نے ان سے کہا: اے گروہ قریش! یہ لو زمانہ حج تو قریب آچکا ہے۔ عنقریب عرب کے مہمان تمہارے پاس آئیں گے۔ انھوں نے تمہارے اس دوست (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کا حال تو سُن ہی لیا ہے پس تمھیں چاہیے کہ اس کے متعلق ایک متحدہ رائے قرار دے لو۔ ایسا نہ ہو کہ تم میں باہم اختلاف ہو کر ایک دوسرے کو جھٹلانے اور ایک دوسرے کی بات کارد کرنے لگو۔ انھوں نے کہا: اے ابو عبد شمس تمھیں کچھ کہو اور ہمارے لیے ایک ایسی رائے دو کہ ہم وہی کہیں۔ اس نے کہا نہیں، تمھیں کچھ کہو میں سنتا ہوں۔ انھوں نے کہا: ہم کہیں گے کہ وہ کاہن ہے، اس نے کہا نہیں واللہ، وہ کاہن نہیں۔

ہم نے کاہنوں کو دیکھا ہے۔ وہ کاہنوں کا گنگنانا یا کاہنوں کی قافیہ پیمائی نہیں۔ انھوں نے کہا، تو ہم اسے دیوانہ کہیں گے۔ اس نے کہا، نہیں، وہ دیوانہ بھی نہیں۔ ہم نے جنونیوں کو دیکھا ہے اور اسے جانتے ہیں اس کی حالت اختناق کی نہیں۔ نہ اختلاج کی سی اور نہ شیطانی وسوسے کی سی کیفیت ہے۔ انھوں نے کہا: تو ہم اسے شاعر کہیں گے۔ اس نے کہا: وہ شاعر بھی نہیں۔ ہم شعر کے تمام اقسام رجز، وہزج وقریض، مقبوض، ومبسوط کو جانتے ہیں، وہ شعر بھی نہیں۔ انھوں نے کہا، تو جادوگر کہیں گے۔ اس نے کہا: وہ جادوگر بھی نہیں۔ ہم نے بڑے بڑے جادوگر اور ان کے جادو دیکھے ہیں۔ اس میں نہ ان کا سا پھونکنا ہے نہ ان کی سی گرہیں ہیں۔ انھوں نے کہا: اے ابوعبدشمس: پھر کیا کہیں۔ اس نے کہا واللہ اس کی بات میں ایک قسم کی شیرینی ہے۔ اس کی جڑیں بہت شاخوں والی یا زیادہ پانی والی ہیں یا زمین سے چمٹی ہوئی مستحکم ہیں اس کی شاخیں پھلوں والی ہیں[1]۔ تم ان تمام باتوں میں سے جو کہو گے، اس کا جھوٹ ہونا ظاہر ہو جائے گا ہاں صحت سے قریب تر بات یہ ہے کہ اس کے متعلق کہو، وہ جادوگر ہے، ایک جادو بھرا کلام لے کر آیا ہے، جس کے ذریعے سے باپ بیٹے، بھائی بھائی، میاں بیوی، فرد اور خاندان کے درمیان تفرقہ ڈالتا ہے۔ غرض سب کے سب اسی بات پر متفق ہو کر اِدھر اُدھر چلے گئے۔ جب حج کے زمانے میں لوگ آنے لگے تو یہ لوگ ان لوگوں کے راستوں پر بیٹھ جاتے۔ جو شخص پاس سے گزرتا، اسے آپ سے ڈراتے اور آپ کا حال اس سے کہتے۔

ولید بن مغیرہ کے متعلق آیات

اس لیے اللہ تعالیٰ نے الولید بن المغیرہ اور ان حالات کے متعلق یہ آیتیں نازل فرمائیں:

ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۙ وَّ جَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۙ وَّ بَنِيْنَ شُهُوْدًا ۙ وَّ مَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ۙ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۙ كَلَّا ۭ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۭ (۷۴: ۱۱-۱۶)

چھوڑ دے مجھے اور اسے جسے میں نے پیدا کیا اکیلا۔ پھر دیا اسے مال پھیلا کر اور بیٹے مجلس میں بیٹھنے والے اور اس کے لیے خوب تیاری کر دی۔ پھر لالچ رکھتا ہے کہ اور بھی دوں۔ ہرگز نہیں، وہ ہے ہماری آیتوں کا مخالف۔

(ای خصیما)

سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ۭ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۙ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۙ

اب اسے چڑھاؤں گا بڑی چڑھائی۔ اس نے فکر کی اور دل میں ٹھہرا لیا۔ وہ ہلاک ہو کیسا ٹھہرالیا

---

[1] ایک بیان یہ بھی ہے کہ اس کی جڑیں پانی میں ہیں جو اچھا پانی ہے۔

ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ نَظَرَ ۝ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝ (۷۴: ۱۷-۲۲)

پھر ہلاک ہو، کیسا ٹھہرالیا۔ پھر نگاہ کی، پھر تیوری چڑھائی اور مکروہ صورت بنائی۔

ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝ فَقَالَ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُ ۝ إِنْ هَٰذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝ (۷۴: ۲۳-۲۵)

پھر پیٹھ پھیری اور غرور کیا۔ پھر بولا، اور کچھ نہیں یہ جادو ہے، چلا آتا، اور کچھ نہیں، یہ کہا ہوا ہے آدمی کا۔

ابن اسحٰق نے کہا، پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے متعلق جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ پر خدا کی طرف سے نازل شدہ چیز کے بارے میں باتیں بنایا کرتے تھے، یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ۝ فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

وہ لوگ، جنھوں نے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کردیے ہیں اور اپنے قرآن کو پارہ پارہ کردیا ہے تو دیکھو تمہارا پروردگار شاہد ہے کہ ان سب سے مردوں ان کے کاموں کے متعلق بازپرس ہوگی۔

ابن اسحاق نے کہا: پھر تو وہ لوگ وہی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان تمام لوگوں سے، جن سے وہ ملتے، کہنے لگتے۔ اس حج کے زمانے کے بعد جب لوگ اپنے شہروں کو واپس ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وہی خبر لے کر واپس ہوئے اور اس کی شہرت عرب کے تمام شہروں میں ہوگئی۔

باب ۴۵

ابوطالب کا مشہور قصیدہ

قریش کی دلجوئی

جب ابوطالب کو عرب کے عام لوگوں کا خوف ہوا کہ کہیں وہ آپ کے اور آپ کی قوم کے پیچھے نہ پڑ جائیں تو انھوں نے وہ قصیدہ کہا: جس میں انھوں نے حرم مکہ نیز اپنے اس رتبے کی پناہ لی، جو انھیں وہاں کی سکونت کے سبب حاصل تھا اور اپنی قوم کے بلند مرتبہ لوگوں پر اپنی محبت جتائی۔ اس کے علاوہ اپنے اشعار میں انھیں اور ان کے علاوہ دوسروں کو یہ بھی بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حوالے کرنے والے یا آپ کو کسی بڑی چیز کے معاوضے میں کبھی چھوڑنے والے نہیں، حتیٰ کہ وہ آپ کی حفاظت میں خود بھی ہلاک ہو جائیں۔

اشعار ابوطالب نے کہا

وَلَمَّا رَأَيْتُ الْقَوْمَ لَا وُدَّ فِيهِمْ ۔۔۔ وَقَدْ قَطَعُوا كُلَّ الْعُرَى وَالْوَسَائِلِ

جب میں نے قوم کو دیکھا کہ ان میں محبت نہیں رہی اور انھوں نے تمام تعلقوں اور رشتوں کو توڑ دیا ہے۔

وَقَدْ صَارَحُونَا بِالْعَدَاوَةِ وَالْأَذَى ۔۔۔ وَقَدْ طَاوَعُوا أَمْرَ الْعَدُوِّ الْمُزَائِلِ

انھوں نے ہم سے کھلی دشمنی اور ایذا رسانی شروع کی۔ انھوں نے ہم سے الگ ہو جانے والے دشمن کی بات مانی۔

وَقَدْ حَالَفُوا قَوْمًا عَلَيْنَا أَظِنَّةً ۔۔۔ يَعَضُّونَ غَيْظًا خَلْفَنَا بِالْأَنَامِلِ

انھوں نے ہمارے خلاف تہمت زدہ لوگوں سے معاہدے کیے، جو ہماری پیٹھ پیچھے غصے سے انگلیاں چباتے ہیں۔

صَبَرْتُ لَهُمْ نَفْسِي بِسَمْرَاءَ سَمْحَةٍ ۔۔۔ وَأَبْيَضَ عَضْبٍ مِنْ تُرَاثِ الْمَقَاوِلِ

تو میں بذاتِ خود ایک لچکیلے نیزے اور شاہان سلف کی وراثت میں ملی ہوئی ایک چمکیلی تلوار لے کر ان کے مقابلے میں ڈٹ گیا۔

وَاَحْضَرْتُ عِنْدَ الْبَيْتِ رَهْطِيْ وَاِخْوَتِيْ　　وَاَمْسَكْتُ مِنْ اَثْوَابِهٖ بِالْوَصَائِلِ

اور میں نے اپنی جماعت اور اپنے بھائیوں کو بیت اللہ کے پاس بلوایا اور اس (بیت اللہ) کی سرخ دھاریوں والی چادریں پکڑ لیں۔

قِيَامًا مَعًا مُسْتَقْبِلِيْنَ رِتَاجَهٗ　　لَدٰى حَيْثُ يَقْضِيْ حَلْفَهٗ كُلُّ نَافِلِ

اس کے عظیم الشان دروازے کے مقابل اس مقام پر، جہاں برات ثابت کرنیوالا حلف اٹھاتا ہے، سب کے ساتھ مل کر اور کھڑے ہو کر۔

وَحَيْثُ يُنِيْخُ الْاَشْعَرُوْنَ رِكَابَهُمْ　　بِمُفْضَى السُّيُوْلِ مِنْ اِسَافٍ وَنَائِلِ

جہاں زائر لوگ اپنے اونٹ بٹھاتے ہیں۔ اساف و نائلہ نامی بتوں کے پاس سے سیلابوں کے پہنچنے کی جگہ۔

مُوَسَّمَةُ الْاَعْضَادِ اَوْ قَصَرَاتِهَا　　مُخَيَّسَةٌ بَيْنَ السَّدِيْسِ وَبَازِلِ

وہ اونٹ جن کے بازوؤں یا گردنوں کے جوڑوں کے پاس (قربانی کی) علامتیں ہیں یا جو قربانی کے لیے بندھے ہوئے ہوں اور آٹھ نو سال کی عمر کے درمیان ہیں۔

تَرَى الْوَدْعَ فِيْهَا وَالرُّخَامَ وَزِيْنَةً　　بِاَعْنَاقِهَا مَعْقُوْدَةً كَالْعَثَاكِلِ

تو ان کی گردنوں میں منکے، سنگ رخام اور زینت کی دوسری چیزیں بندھی ہوئی کھجور کے خوشوں کے مانند دیکھے گا۔

اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مِنْ كُلِّ طَاعِنٍ　　عَلَيْنَا بِسُوْءٍ اَوْ مُلِحٍّ بِبَاطِلِ

میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ لیتا ہوں۔ ہر ایک شخص سے جو ہم پر برائی کے الزامات لگانے والا اور ناحق پر اصرار کرنے والا ہے۔

وَمِنْ كَاشِحٍ يَسْعٰى لَنَا بِمَعِيْبَةٍ　　وَمِنْ مُلْحِقٍ فِي الدِّيْنِ مَا لَمْ نُحَاوِلِ

اور ایسے کینہ ور شخص سے، جو ہم پر عیب لگانے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور ہمیں ایسے دین میں ملا دیتا ہے، جس کی جانب ہم نے کبھی قصد نہیں کیا۔

وَثَوْرٍ وَمَنْ اَرْسٰى ثَبِيْرًا مَكَانَهٗ　　وَرَاقٍ لِيَرْقٰى فِيْ حِرَاءٍ وَنَازِلِ

اور جبل ثور اور اس ذات کی پناہ، جس نے کوہ ثبیر کو اس کی جگہ گاڑ دیا (دیا) چڑھنے اور اترنے والے کی پناہ (جو کوہ ثبیر سے اس لیے اترتا ہے، تاکہ کوہ حرا پر چڑھ جائے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم)۔

وَبِالْبَيْتِ حَقِّ الْبَيْتِ مِنْ بَطْنِ مَكَّةٍ ۔۔۔ وَبِاللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِغَافِلِ

بیت اللہ کی پناہ اور حق بیت اللہ کی پناہ، جو مکہ کی وادی میں واقع ہے اور اللہ کی پناہ لیتا ہوں۔ بے شبہ اللہ غافل نہیں۔

وَبِالْحَجَرِ الْمُسْوَدِّ اِذْ يَمْسَحُوْنَهٗ ۔۔۔ اِذَا اكْتَنَفُوْهُ بِالضُّحٰى وَالْاَصَائِلِ

اور حجر اسود کی پناہ کو لوگ اسے صبح و شام گھیرے رہتے اور اس پر ہاتھ پھیرتے رہتے ہیں۔

وَمَوْطِئُ اِبْرَاهِيْمَ فِي الصَّخْرِ رَطْبَةً ۔۔۔ عَلٰى قَدَمَيْهِ حَافِيًا غَيْرَ نَاعِلِ

اور ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں کے نشان والے پتھر کی پناہ، جو ان کے لیے بے نعل ننگے پاؤں کے لیے نرم تھا۔

وَاَشْوَاطٍ بَيْنَ الْمَرْوَتَيْنِ اِلَى الصَّفَا ۔۔۔ وَمَا فِيْهِمَا مِنْ صُوْرَةٍ وَتَمَاثِلِ

اور کوہ صفا و کوہ مروہ کی درمیانی دوڑ دھوپ اور ان دونوں کے درمیان جو تصویریں اور جو مورتیں ہیں، ان کی پناہ۔

وَمَنْ حَجَّ بَيْتَ اللّٰهِ مِنْ كُلِّ رَاكِبٍ ۔۔۔ وَمِنْ كُلِّ ذِيْ نَذْرٍ وَمِنْ كُلِّ رَاجِلِ

اور ہر سوار اور ہر پیادہ پا بیت اللہ کا حج کرنے والے اور نذریں گزارنے والے کی پناہ۔

وَبِالْمَشْعَرِ الْاَقْصٰى اِذَا عَمَدُوْا لَهٗ ۔۔۔ اِلَالٍ اِلٰى مُفْضَى الشِّرَاجِ الْقَوَابِلِ

اور میدان عرفات کی پناہ، جب لوگ اس کا قصد کریں اور کوہ الال[1] کے اس مقام تک کی پناہ جہاں نالے ایک دوسرے کے مقابلے سے آکر پھیل جاتے ہیں۔

وَتَوْقَافِهِمْ فَوْقَ الْجِبَالِ عَشِيَّةً ۔۔۔ يُقِيْمُوْنَ بِالْاَيْدِيْ صُدُوْرَ الرَّوَاحِلِ

اور شام کے وقت کے پہاڑوں پر ان کے کھڑے ہونے کی پناہ، جہاں سواریوں کے اگلے حصے کو ہاتھوں سے سیدھا کرتے یا تھامتے ہیں۔

وَلَيْلَةِ جَمْعٍ وَالْمَنَازِلِ مِنْ مِنًى ۔۔۔ وَهَلْ فَوْقَهَا مِنْ حُرْمَةٍ وَمَنَازِلِ

اور اس رات کی پناہ، جس میں لوگ منیٰ میں جمع ہوتے ہیں اور منیٰ کے ان مقامات کی پناہ، جہاں لوگ اترتے ہیں۔ کیا ان سے بڑھ کر بھی کوئی عظمت والی چیزیں اور مقامات ہیں؟

---

[1] جبل عرفات یا اس کے دائیں جانب کا ریتلا ٹیلا۔

وَجَمْعٍ اِذَا مَا الْمُقْرَبَاتُ اَجَزْنَهُ ۔۔۔ سِرَاعًا كَمَا يَخْرُجْنَ مِنْ وَقْعِ وَابِلِ

اور عرفات کی پناہ، جہاں شریف گھوڑے موقف میں جگہ حاصل کرنے کے لیے ایسی تیزی سے گزرتے ہیں، جیسے موسلادھار بارش ہوتے وقت اس سے بچنے کے لیے بھاگتے ہیں۔

وَبِالْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى اِذَا صَمَدُوْا لَهَا ۔۔۔ يَؤُمُّوْنَ قَذْفًا رَاْسَهَا بِالْجَنَادِلِ

اور بڑے جمرے کی پناہ، جب لوگ اس کی جانب ارادہ کرتے اور اس کے سر کو پتھروں سے مارنا چاہتے ہیں۔

وَكِنْدَةَ اِذْ هُمْ بِالْحِصَابِ عَشِيَّةً ۔۔۔ تُجِيْزُ بِهِمْ حُجَّاجُ بَكْرِ بْنِ وَائِلِ

اور بنی کندہ کی پناہ، جب وہ شام کے وقت رمی جمار (سنگریزے پھینکنا) کے مقام پر ہوتے ہیں اور ان کے پاس سے بکر بن وائل کے حج کرنے والے لوگ گزرتے ہیں۔

حَلِيْفَانِ شَدَّا عَقْدَ مَا احْتَلَفَا لَهُ ۔۔۔ وَرَدَّا عَلَيْهِ عَاطِفَاتِ الْوَسَائِلِ

وہ دونوں ایسے حلیف ہیں کہ انھوں نے جس بات پر حلف اٹھایا، اسے مستحکم کیا اور تعلقات کی مہربانیوں کو اس کی جانب پھیر دیا۔

وَحَطْمِهِمْ سُمْرَ الرِّمَاحِ وَسَرْحَهُ ۔۔۔ وَشِبْرِقَهُ وَخْدَ النَّعَامِ الْجَوَافِلِ

دامن کوہ کے موز کے درختوں، درخت سرح اور نبات شبرق کو تیز بھاگنے والے شتر مرغ کی سی تیز چال سے ان کے توڑ دینے کی پناہ۔

فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا مِنْ مَعَاذٍ لِعَائِذٍ ۔۔۔ وَهَلْ مِنْ مُعِيْذٍ يَتَّقِي اللّٰهَ عَاذِلِ

کیا پناہ لینے والے کے لیے ان پناہ گاہوں کے سوا اور بھی کوئی پناہ گاہ ہے؟ اور کیا کوئی عدل و انصاف کرنے والا اللہ سے ڈر کر پناہ دینے والا بھی ہے؟

يُطَاعُ بِنَا الْعِدٰى وَوَدُّوْا لَوْ اَنَّنَا ۔۔۔ تُسَدُّ بِنَا اَبْوَابُ تُرْكٍ وَكَابِلِ

ہمارے متعلق ظالموں کی بات سنی جاتی ہے، حالانکہ وہ تو چاہتے ہیں کہ ہمارے لیے ترکی و کابل کے دروازے بند ہوں۔

كَذَبْتُمْ وَبَيْتِ اللّٰهِ نَتْرُكُ مَكَّةَ ۔۔۔ وَنَظْعَنَ اِلَّا اَمْرُكُمْ فِيْ بَلَابِلِ

بیت اللہ کی قسم، تم نے جھوٹ کہا۔ یعنی یہ خیال غلط ہے کہ ہم مکہ چھوڑ دیں گے اور

یہاں سے سفر کر جائیں گے۔ یہ صرف تمہارے خیالی وسوسے ہیں۔

کَذَبْتُمْ وَبَیْتِ اللّٰهِ نُبْذٰی مُحَمَّدًا   وَلَمَّا نُطَاعِنُ دُوْنَهُ وَنُنَاضِلِ

بیت اللہ کی قسم، تم نے غلط خیال کیا کہ ہم محمد کے متعلق مغلوب ہو جائیں گے حالانکہ ابھی تک ہم نے ان کے بچاؤ کے لیے نہ نیزہ زنی کی ہے اور نہ ہی تیر اندازی۔

وَنُسْلِمُهُ حَتّٰی نُصَرَّعَ حَوْلَهُ   وَنَذْهَلَ عَنْ اَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

تم نے غلط خیال کیا کہ ہم انھیں تمہارے حوالے کر دیں گے۔ ہرگز نہیں، حتیٰ کہ ہم ان کے اطراف میں پچھڑ جائیں گے اور اپنے بیوی بچوں کو بھول جائیں گے۔

وَیَنْهَضَ قَوْمٌ فِی الْحَدِیْدِ اِلَیْکُمْ   نُهُوْضَ الرَّوَایَا تَحْتَ ذَاتِ الصَّلَاصِلِ

تمہارے مقابلے کے لیے ہتھیار بند لوگ ایسے اٹھیں گے جیسے پانی پلانے والی اونٹنیاں آواز کرنے والی پکھالوں کے نیچے سے انھیں لے کر اٹھتی ہیں۔

وَحَتّٰی نَرٰی ذَا الضِّغْنِ یَرْکَبُ رَدْعَهُ   مِنَ الطَّعْنِ فِعْلَ الْاَنْکَبِ الْمُتَحَامِلِ

حتیٰ کہ ہم دیکھ لیں، کینہ ور برچھی کا زخم کھا کر ایک جانب جھوک دے کر مشکل سے چلنے والے کی طرح خون میں نہا کر منہ کے بل گر رہا ہے۔

وَاِنَّا لَعَمْرُ اللّٰهِ اِنْ جَدَّ مَا اَرٰی   لَتَلْتَبِسًا اَسْیَافُنَا بِالْاَمَاثِلِ

اللہ تعالیٰ کی بقا کی قسم، جن واقعات کا میں خیال کرتا ہوں کہ سچ مچ وہی واقع ہوئے تو ہماری تلواریں بڑے بڑے لوگوں کو بھن لیں گی (ان کے پیٹوں میں ماردی جائیں گی)، یا بڑے بڑے لوگوں کے ہاتھوں میں ہوں گی۔

بِکَفَّیْ فَتًی مِثْلِ الشِّهَابِ سَمَیْدَعٍ   اَخِیْ ثِقَةٍ حَامِی الْحَقِیْقَةِ بَاسِلِ

ایسے جوانمرد کے ہاتھوں میں ہوں گی، جو شہاب کا سا روشن چہرے والا یا بے دھڑک گھس پڑنے والا، سردار، بھروسے کے قابل صداقت کی حمایت کرنے والا بہادر ہو۔

شُهُوْرًا وَاَیَّامًا وَحَوْلًا مُجَرَّمًا   عَلَیْنَا وَتَاْتِیْ حِجَّةٌ بَعْدَ قَابِلِ

اسی حالت میں ہم پر کئی دن، کئی مہینے، کئی پورے سال گزر جائیں گے اور آنے والے حج کے بعد اور حج آئیں گے۔

وَمَا تَرْكُ قَوْمٍ لَا اَبَالَكَ، سَيِّدًا ‌ ‌ ‌ يَحُوطُ الذِّمَارَ غَيْرَ ذَرْبٍ مُوَاكِلِ

تیرا باپ مرجائے، ایسے سردار کو چھوڑ دینا کیسی (بدترین) بات ہے جو حمایت کے قابل چیزوں کی نگرانی کرتا ہے۔ نہ فسادی ہے اور نہ اپنا کام دوسروں پر چھوڑنے والا ہے۔

وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ‌ ‌ ‌ ثِمَالَ الْيَتَامٰى عِصْمَةً لِلْاَرَامِلِ

جو ایسے روشن چہرے والا ہے کہ اس کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی ہے یتیموں کی سرپرستی کرنے والا اور بیواؤں کی پناہ۔

يَلُوْذُ بِهِ الْهُلَّاكُ اٰلِ هَاشِمٍ ‌ ‌ ‌ فَهُمْ عِنْدَهٗ فِيْ رَحْمَةٍ وَفَوَاضِلِ

بنی ہاشم کے مفلس اس کے ہاں پناہ لیتے ہیں اور وہ اس کے پاس ناز و نعم میں اور اعلیٰ مراتب پر ہیں۔

لَعَمْرِيْ لَقَدْ اَجْرِيْ اَسِيْدٌ وَبِكْرُهٗ ‌ ‌ ‌ اِلٰى بُغْضِنَا وَجَزَّانَا لِاٰكِلِ

میری عمر کی قسم، اسید اور اس کے جوان لڑکے نے ہم سے دشمنی کرنی چاہی اور ہمیں کھانے والے کے لیے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

وَعُثْمَانُ لَمْ يَرْبَعْ عَلَيْنَا وَقُنْفُذٌ ‌ ‌ ‌ وَلٰكِنْ اَطَاعَا اَمْرَ تِلْكَ الْقَبَائِلِ

اور عثمان نے ہماری جانب توجہ ہی نہیں کی، نہ قنفذ نے بلکہ انھوں نے انھیں قبیلوں کے احکام کی اطاعت کی۔

اَطَاعَا اُبَيًّا وَابْنَ عَبْدِ يَغُوْثِهِمْ ‌ ‌ ‌ وَلَمْ يَرْقُبَا فِيْنَا مَقَالَةَ قَائِلِ

انھوں نے ابی کی اور اپنے ابن عبد یغوث کی بات مانی۔ ہمارے متعلق کسی کہنے والے کی بات کی جانب توجہ بھی نہ کی۔

كَمَا قَدْ لَقِيْنَا مِنْ سُبَيْعٍ وَنَوْفَلٍ ‌ ‌ ‌ وَكُلٌّ تَوَلّٰى مُعْرِضًا لَمْ يُجَامِلِ

سبیع اور نوفل کا بھی ہم نے یہی برتاؤ پایا۔ ہر ایک منہ پھیر کر پلٹ گیا۔ کسی نے حسن سلوک نہیں کیا۔

فَاِنْ يُلْقَيَا اَوْ يُمْكِنِ اللّٰهُ مِنْهُمَا ‌ ‌ ‌ نَكِلْ لَهُمَا صَاعًا بِصَاعِ الْمُكَايِلِ

پھر اگر وہ کہیں پائے جائیں یا اللہ تعالیٰ ان سے بدلا لینے کی قدرت دے تو ہم بھی انھیں بازار کے بھاؤ سے سیر کو سیر ناپ دیں گے۔

وَذَاكَ اَبُو عَمْرٍو اَبٰی غَیْرَ بُغْضِنَا ۔۔۔ لِیُظْعِنَنَا فِیْ اَهْلِ شَاءٍ وَجَامِلِ

اس ابوعمرو کی تو یہ حالت ہے کہ ہماری دشمنی کے سوا ہر چیز کا منکر ہے۔
وہ چاہتا ہے کہ ہمیں بکریوں والوں اور اونٹوں والوں میں جا بسنے پر مجبور کر کے
چھوڑے۔

یُنَاجِیْ بِنَا فِیْ کُلِّ مُمْسًی وَمُصْبَحٍ ۔۔۔ فَنَاجِ اَبَا عَمْرٍو بِنَا ثُمَّ خَاتِلِ

صبح و شام ہمارے متعلق سرگوشی کرتا رہتا ہے، اے ابوعمرو! ہمارے
متعلق خوب سرگوشی کر لے، پھر دغابازی کر۔

وَیُوْلِیْ لَنَا بِاللّٰهِ مَا اِنْ یَغُشُّنَا ۔۔۔ بَلٰی قَدْ تَرَاهُ جَهْرَةً غَیْرَ حَائِلِ

ہم سے اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ دغابازی نہیں کرے گا۔ کیوں نہیں ہم تو
بے پردہ علانیہ یہی دیکھ رہے ہیں۔

اَضَاقَ عَلَیْهِ بُغْضُنَا کُلَّ تَلْعَةٍ ۔۔۔ مِنَ الْاَرْضِ بَیْنَ اَخْشَبٍ فَمَجَادِلِ

کوہِ اخشب و کوہ مجادل[۱] کی درمیانی زمین کی ہر وادی ہماری دشمنی میں اس کے
لیے تنگ ہو گئی ہے۔

وَسَائِلْ اَبَا الْوَلِیْدِ مَاذَا حَبَوْتَنَا ۔۔۔ بِسَعْیِكَ فِیْنَا مُعْرِضًا كَالْمُخَاتِلِ

ابوالولید سے دریافت کرو کہ دغابازوں کی طرح منہ پھیر کر ہمارے خلاف ہی
کوشش کر کے تُو نے ہمیں کیا نقصان پہنچایا؟

وَكُنْتَ امْرَأً مِمَّنْ یُعَاشُ بِرَأْیِهٖ ۔۔۔ وَرَحْمَتُهٗ فِیْنَا وَلَسْتَ بِجَاهِلِ

تُو اس بات سے ناواقف نہیں کہ ہم سے متعلقہ معاملات میں تیری حالت اس
شخص کی سی ہو گئی ہے، جو خود رائی اور جذبات کے تحت زندگی گزارتا ہے۔

فَعُتْبَةُ لَا تَسْمَعْ بِنَا قَوْلَ كَاشِحٍ ۔۔۔ حَسُوْدٍ كَذُوْبٍ مُبْغِضٍ ذِیْ دَغَاوِلِ

اے عتبہ! ہمارے متعلق ایسے کپٹ رکھنے والوں کی بات کی جانب توجہ نہ کر
جو حاسد، جھوٹے، دشمنی رکھنے والے اور فسادی ہیں۔

وَمَرَّ اَبُوْ سُفْیَانَ عَنِّیْ مُعْرِضًا ۔۔۔ كَمَا مَرَّ قَیْلٌ مِنْ عِظَامِ الْمَقَاوِلِ

اور ابوسفیان میرے پاس سے منہ پھیر کر اس طرح گزر گیا، جس طرح بڑے

---

[۱] مکہ معظمہ کی دو پہاڑیوں کے نام ہیں۔

نوابوں میں سے کوئی نواب۔

یَفِرُّ اِلٰی نَجْدٍ وَّبَرْدِ مِیَاھِہٖ ۔۔۔ وَیَزْعُمُ اَنِّیْ لَسْتُ عَنْکُمْ بِغَافِلٖ

اونچے مقامات اور سرد پانی کی جگہوں کی جانب بھاگ جاتا ہے اور دعویٰ یہ ہے
کہ میں تم سے غافل نہیں۔

وَیُخْبِرُنَا فِعْلَ المُنَاصِحِ اَنَّہٗ ۔۔۔ شَفِیْقٌ وَّیُخْفِیْ عَارِمَاتِ الدَّوَاخِلٖ

اور خیر خواہوں کی طرح ہمیں بتاتا ہے کہ وہ مہربان ہے اور سخت فسادوں کو
چھپائے رکھتا ہے۔

اَمُطْعِمُ لَمْ اَخْذُلْکَ فِیْ یَوْمِ نَجْدَۃٍ ۔۔۔ وَلَا مُعْظِمٍ عِنْدَ الْاُمُوْرِ الْجَلَائِلِ

اے مطعم! میں نے تجھے کبھی بے یار و مددگار نہیں چھوڑا، نہ خطروں کے وقت اور
نہ بڑے بڑے اہم معاملوں میں۔

وَلَا یَوْمِ خَصْمٍ اِذَا اَتَوْکَ اَلَدَّۃٍ ۔۔۔ اُولِیْ جَدَلٍ مِنَ الْخُصُوْمِ الْمُسَاجِلٖ

اور نہ جھگڑے کے وقت جب جھگڑالو، ضدی اور مقابلہ کرنے والے دشمن
تیرے پاس آگئے۔

اَمُطْعِمُ اِنَّ الْقَوْمَ سَامُوْکَ خُطَّۃً ۔۔۔ وَاِنِّیْ مَتٰی اُوْکَلْ فَلَسْتُ بِوَائِلٖ

اے مطعم! لوگوں نے تجھ سے سخت برتاؤ کیا، لیکن میں جب ہمہ تن تیرا پیچھا
کروں گا تو تو چھوٹ نہ سکے گا۔

جَزَی اللّٰہُ عَنَّا عَبْدَ شَمْسٍ وَّنَوْفَلًا ۔۔۔ عُقُوْبَۃَ شَرٍّ عَاجِلًا غَیْرَ اٰجِلٖ

اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے بنی عبد شمس اور بنی نوفل کو ایسا بدلا دے کہ اس
سزا کی برائی فوری ہو، آئندہ کے لیے باقی نہ چھوڑی جائے۔

بِمِیْزَانِ قِسْطٍ لَّا یُخِسُّ شَعِیْرَۃً ۔۔۔ لَہٗ شَاھِدٌ مِّنْ نَّفْسِہٖ غَیْرُ عَائِلٖ

انصاف کی ترازو میں تول کر جو جَو بھر بھی کمی نہیں کرتی، جس کے متعلق خود اس
کا ضمیر گواہی دے کہ وہ سزا ظالمانہ نہیں۔

لَقَدْ سَفُھَتْ اَحْلَامُ قَوْمٍ تَبَدَّلُوْا ۔۔۔ بَنِیْ خَلَفٍ قَیْضًا بِنَا وَالْغَیَاطِلِ

ان لوگوں کی عقلیں ماری گئیں، جنھوں نے ہمارے بجائے بنی خلف اور بنی
غیاطل کو اختیار کیا۔

وَنَحْنُ الصَّمِيمُ مِنْ ذُؤَابَةِ هَاشِمٍ ‏ وَآلِ قُصَيٍّ فِي الْخُطُوبِ الْأَوَائِلِ

ہم اہم معاملوں میں قدیم ہی سے بنی ہاشم اور بنی قصیٰ میں کے اعلیٰ افراد اور ان کی جان رہے ہیں۔

وَسَهْمٌ وَمَخْزُومٌ تَمَالَوْا وَأَلَّبُوا ‏ عَلَيْنَا الْعِدَا مِنْ كُلِّ طِمْلٍ وَخَامِلِ

بنی سہم و بنی مخزوم نے کمینوں اور احمقوں کو اکسا کر ہمارے خلاف فتنہ و فساد بپا کیا۔

فَعَبْدَ مَنَافٍ أَنْتُمْ خَيْرُ قَوْمِكُمْ ‏ فَلَا تُشْرِكُوا فِي أَمْرِكُمْ كُلَّ وَاغِلِ

اے بنی عبد مناف! تم تو قوم میں کے بہترین افراد ہو، اپنے معاملوں میں تم دوغلوں کو نہ شریک کرو۔

لَعَمْرِي لَقَدْ وَهَنْتُمْ وَعَجَزْتُمْ ‏ وَجِئْتُمْ بِأَمْرٍ مُخْطِئٍ لِلْمَفَاصِلِ

میری عمر کی قسم، تم کمزور اور عاجز ہو گئے ہو اور تم نے ایسا رویہ اختیار کیا ہے جو جوڑ بند پر پڑنے والی ضرب نہیں (صحیح رویہ نہیں)

وَكُنْتُمْ حَدِيثًا حَطَبَ قِدْرٍ وَأَنْتُمُ ‏ أَلَانَ حِطَابُ أَقْدُرٍ وَمَرَاجِلِ

ابھی کچھ دن پہلے تم ایک دیگ کا ایندھن تھے اور اب تم بہت سی دیگوں کا ایندھن بن گئے ہو۔

لِيَهْنِئْ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ عُقُوقُنَا ‏ وَخِذْلَانُنَا وَتَرْكُنَا فِي الْمَعَاقِلِ

ہماری مخالفت، ہماری امداد سے علحدگی اور ہمیں تاوان بھرنے کے لیے تنہا چھوڑ دینا بنی عبد مناف کو مبارک ہو۔

فَإِنْ نَكُ قَوْمًا نَتَّئِرْ مَا صَنَعْتُمُ ‏ وَتَحْتَلِبُوهَا لِقْحَةً غَيْرَ بَاهِلِ

اگر ہم لوگوں کی حالت یہ ہے کہ تم جو کچھ کرتے ہو (اس کا بدلہ نہ لے کر ہم) دل میں رکھتے ہیں تو تم لوگ موقوفہ اونٹنی کے دودھ کی طرح دودھ لیتے جاتے ہو۔

وَسَائِطُ كَانَتْ فِي لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ ‏ نَفَاهُمْ إِلَيْنَا كُلُّ صَقْرٍ حُلَاحِلِ

جو تعلقات بنی لؤی بن غالب میں تھے، سمجھ والوں اور بامروت لوگوں نے ان سے انکار کر دیا۔

وَرَهْطُ نُفَيْلٍ شَرُّ مَنْ وَطِئَ الْحَصٰی وَالْأَمُّ حَافٍ مِنْ مَعَدٍّ وَنَاعِلِ

بنی نفیل کی جماعت روئے زمین پر چلنے والوں میں بدترین ہے اور بنی معد کے جوتے پہننے والوں اور ننگے پاؤں پھرنے والوں میں سب سے زیادہ کمینے ہیں۔

فَأَبْلِغْ قُصَيًّا أَنْ سَيُنْشَرُ أَمْرُنَا وَبَشِّرْ قُصَيًّا بَعْدَنَا بِالتَّخَاذُلِ

بنی قصی کو یہ پیام پہنچادو اور انھیں خوشخبری سنادو کہ عنقریب ہمارے یہ تعلقات منتشر ہوں گے، پھر ہماری جانب سے کوئی مدد نہیں دی جائے گی۔

وَلَوْ طَرَقَتْ لَيْلًا قُصَيًّا عَظِيمَةٌ إِذًا مَا لَجَأْنَا دُونَهُمْ فِي الْمَدَاخِلِ

اگر راتوں رات بنی قصی پر کوئی بڑی آفت آگئی تو ان کے بچاؤ کے لیے دخل دینے پر ہم مجبور نہ ہوں گے۔

وَلَوْ صَدَقُوا ضَرْبًا خِلَالَ بُيُوتِهِمْ لَكُنَّا أُسًى عِنْدَ النِّسَاءِ الْمَطَافِلِ

اور اگر لوگوں نے سخت حملہ کیا اور ان کے گھر میں گھس گئے تو ہم بچوں والی عورتوں کے پاس رہنے میں ایک دوسرے کے لیے نمونہ ہوں گے۔

فَكُلُّ صَدِيقٍ وَابْنُ أُخْتٍ نَعُدُّهُ لَعَمْرِي وَجَدْنَا غِبَّهُ غَيْرَ طَائِلِ

اپنی عمر کی قسم، وہ شخص جسے ہم بھانجا یا دوست سمجھتے ہیں، اس کے ایک روز غائب ہو کر دوسرے روز آنے کو ہم نے بے فائدہ پایا۔

سِوَى أَنَّ رَهْطًا مِنْ كِلَابِ بْنِ مُرَّةٍ بَرَاءٌ إِلَيْنَا مِنْ مَعَقَّةِ خَاذِلِ

سوائے بنی کلاب بن مرہ کی ایک جماعت کے، وہ تو ہمارے ساتھ دوستی ترک کرنے کے الزام سے بری ہیں۔

وَهَنَّا لَهُمْ حَتَّى تَبَدَّدَ جَمْعُهُمْ وَيَحْسُرَ عَنَّا كُلُّ بَاغٍ وَجَاهِلِ

ہم نے انھیں ایسا کمزور کیا کہ ان کی جماعت منتشر ہو گئی۔ ہر طرح کا باغی اور جاہل ہمارے مقابلے سے کمزور ہو کر ہٹ جاتا ہے۔

وَكَانَ لَنَا حَوْضُ السِّقَايَةِ فِيهِمْ وَنَحْنُ الْكُدٰى مِنْ غَالِبٍ وَالْكَوَاهِلِ

پانی پلانے کا ہمارا ایک حوض انھیں کی بستیوں میں تھا ہم تو بنی غالب میں بڑے پتھر کی چٹان (عزت والے) اور مرجع خاندان ہیں۔

شَبَابٌ مِنَ الْمُطَيَّبِيْنَ وَهَاشِمٍ — كَبِيْضِ السُّيُوْفِ بَيْنَ اَيْدِي الصَّيَاقِلِ

ہم میں کے وہ نوجوان، جنھوں نے عطر میں ہاتھ ڈال کر معاہدہ کیا اور بنی ہاشم میں کے جوان ایسے ہیں، گویا صیقل گروں کے ہاتھ میں چمکتی تلواریں۔

فَمَا اَدْرَكُوْا ذَحْلًا وَلَا سَفَكُوْا دَمًا — وَلَا حَالَفُوْا اِلَّا شِرَارَ الْقَبَائِلِ

نہ انھوں نے انتقام لیا، نہ خون بہایا، نہ انھوں نے قبیلے کے بدترین افراد کے سوا کسی سے مخالفت کی۔

بِضَرْبٍ تَرَى الْفِتْيَانَ فِيْهِ كَاَنَّهُمْ — ضَوَارِي اُسُوْدٍ فَوْقَ لَحْمٍ خَرَادِلِ

ایک ایسی ضرب سے، جس میں جوان مردوں کو تو اس حال میں دیکھے گا، گویا گوشت کے ٹکڑوں پر شیر درندہ ہیں۔

بَنِيْ اَمَةٍ مَحْبُوْبَةٍ هِنْدِكِيَّةٍ — بَنِيْ جُمَحٍ عُبَيْدِ قَيْسِ بْنِ عَاقِلِ

اے ہندی محبوبہ چھوکری کے بچو! اے بنی جمح عبید قیس بن عاقل۔

وَلٰكِنَّنَا نَسْلٌ كِرَامٌ لِسَادَةٍ — بِهِمْ نُعِيَ الْاَقْوَامُ عِنْدَ الْبَوَاطِلِ

لیکن ہم تو شریف سرداروں کی اولاد میں سے ہیں، جن کے ذریعے سے غلط کاری کے وقت لوگوں کو موت کا پیام دیا جاتا ہے۔

وَنِعْمَ ابْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ غَيْرَ مُكَذَّبٍ — زُهَيْرٌ حُسَامًا مُفْرَدًا مِنْ حَمَائِلِ

زہیر قوم کا بہترین بھانجا ہے، سچا ہے، جھٹلایا ہوا نہیں، گویا وہ حمائل سے الگ کی ہوئی تلوار ہے۔

اَشَمُّ مِنَ الشُّمِّ الْبَهَالِيْلِ يَنْتَمِيْ — اِلٰى حَسَبٍ فِيْ حَوْمَةِ الْمَجْدِ فَاضِلِ

سربلند سرداروں میں کا ایک سربلند ہے۔ وہ ایسی شرافت کی جانب نسبت رکھتا ہے، جو عزت کی بڑائی میں بڑھا ہوا ہے۔

لَعَمْرِيْ لَقَدْ كُلِّفْتُ وَجْدًا بِاَحْمَدٍ — وَاِخْوَتِهٖ دَاْبَ الْمُحِبِّ الْمُوَاصِلِ

اپنی عمر کی قسم! جس طرح دائمی محبت کرنے والوں کی حالت ہوتی ہے، میں بھی احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے بھائیوں کے عشق میں مبتلا کیا گیا ہوں

فَلَا زَالَ فِي الدُّنْيَا جَمَالاً لِأَهْلِهَا   وَزَيْنًا لِمَنْ وَالَاهُ رَبُّ الْمَشَاكِلِ

ایک دوسرے سے مشابہ شکلیں بنانے والا پروردگار، احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے بھائیوں سے تعلقات رکھنے والوں کے لیے جمال دنیوی ہمیشہ رکھے اور جن لوگوں کی اس نے سرپرستی کی ہے، ان کی زینت کو دوام عطا فرمائے۔

فَمَنْ مِثْلُهُ فِي النَّاسِ أَيُّ مُؤَمَّلٍ   إِذَا قَاسَهُ الْحُكَّامُ عِنْدَ التَّفَاضُلِ

احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سا لوگوں میں ہے کون؟ فیصلہ کرنے والوں نے جب فضائل کا مقابلہ کرنے کے لیے اس (کے مرتبے) کا اندازہ کیا تو اس کے لیے ان لوگوں میں جن سے امیدیں وابستہ کی جاتی ہیں، عجیب قسم کی برتری پائی۔

حَلِيمٌ رَشِيدٌ عَادِلٌ غَيْرُ طَائِشٍ   يُوَالِي إِلٰهًا لَيْسَ عَنْهُ بِغَافِلِ

وہ بردبار سیدھی راہ پر چلنے والا منصف ہے، جلد باز نہیں ایسے معبود سے تعلقات رکھنے والا ہے، جو اس سے غافل نہیں۔

فَوَاللّٰهِ لَوْلَا أَنْ أَجِيءَ بِسُبَّةٍ   تُجَرُّ عَلَى أَشْيَاخِنَا فِي الْمَحَافِلِ

واللہ اگر میری وجہ سے ہمارے بزرگوں پر مجمعوں میں (میرے اسلام اختیار کرنے کی وجہ سے) گالیاں پڑنے کا خوف نہ ہوتا (گمراہی کا الزام)

لَكُنَّا اتَّبَعْنَاهُ عَلَى كُلِّ حَالَةٍ   مِنَ الدَّهْرِ جِدًّا غَيْرَ قَوْلِ التَّهَازُلِ

تو ہم اس کی پیروی ضرور کرتے، خواہ زمانے کی حالت کچھ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ بات میں نے حقیقت کے لحاظ سے کہی ہے، دل لگی یا مذاق کے طور پر نہیں کہی۔

لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّ ابْنَنَا لَا مُكَذَّبٌ   لَدَيْنَا وَلَا يُعْنَى بِقَوْلِ الْأَبَاطِلِ

سب لوگ جانتے ہیں کہ ہمارے لڑکے پر جھوٹ کا الزام لگانے والا ہم میں کوئی نہیں اور جھوٹے الزامات لگانے والوں کی باتوں پر تو کوئی توجہ نہیں کی جاسکتی۔

فَأَصْبَحَ فِينَا أَحْمَدُ فِي أَرُومَةٍ   تُقَصِّرُ عَنْهُ سَوْرَةُ الْمُتَطَاوِلِ

ہم میں احمدؐ نے (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسی جڑوں سے ظہور کیا ہے (ایسے ماں باپ سے پیدا ہوا ہے) کہ دست درازی کرنے والوں کی سختیاں اسے ضرر پہنچانے یا اس کا رتبہ اور منزلت حاصل کرنے سے قاصر ہیں۔

حَدِبْتُ بِنَفْسِیْ دُوْنَہٗ وَحَمَیْتُہٗ ۔۔۔ وَدَافَعْتُ عَنْہُ بِالذُّرَا وَالْکَلَاکِلِ

اس کی مدافعت کی خاطر میں نے اپنی جان خطرے میں ڈال دی اپنی پیٹھ کی انتہائی بلندی اور سینے کے بڑے حصے سے اس کی حفاظت کی (اپنے تمام اعضاء وجوارح سے)۔

فَاَیَّدَہٗ رَبُّ الْعِبَادِ بِنَصْرِہٖ ۔۔۔ وَاَظْھَرَ دِیْنًا حَقُّہٗ غَیْرُ بَاطِلِ

پس بندوں کے پالنے والی ذات نے اس کی امداد کی اور اپنے سچے دین کو، جو جھوٹا نہیں غلبہ دیا۔

رِجَالٌ کِرَامٌ غَیْرُ مِیْلٍ نَمَاھُمْ ۔۔۔ اِلَی الْخَیْرِ اٰبَاءٌ کِرَامُ الْمَحَاصِلِ

یہ لوگ شریف ہیں، بزدل نہیں۔ ان کے آبا و اجداد نے جن کے مقاصد اعلیٰ تھے، انھیں نیکی کی طرف سے متوجہ رہنے کی تربیت دی۔

فَاِنْ تَکُ کَعْبٌ مِنْ لُؤَیٍّ صُقَیْبَۃً ۔۔۔ فَلَابُدَّ یَوْمًا مَرَّۃً مِنْ تَزَایُلِ

اگر بنی کعب کو بنی لؤیّ سے قریب کا رشتہ ہے تو اس رشتے کا ٹوٹنا بھی ممکن ہے اور کسی نہ کسی دن اور کبھی نہ کبھی ان کے جتھے کا منتشر ہونا بھی ضروری ہے۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دُعا

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس پر میں بھروسا رکھتا ہوں کہ مدینہ والوں پر قحط کی بلا نازل ہوئی تو وہ لوگ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے۔ آپ سے اس کی شکایت کی تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے منبر پر جاکر بارش کے لیے دعا فرمائی۔ پھر تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ اتنی بارش ہوئی کہ آس پاس کے لوگ ڈوبنے کے ڈر سے شکایت کے کر پہنچے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا ۔ یا اللہ ہمارے اطراف میں پانی برسا، ہم پر نہ برسا۔

پھر مدینہ پر سے ابر پھٹ کر اس کے اطراف میں بہ صورت دائرہ ہو گیا تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: لَوْ اَدْرَکَ اَبُوْطَالِبٍ ھٰذَا الْیَوْمَ لَسَرَّہٗ ۔ اگر آج ابو طالب ہوتے تو انھیں اس سے خوشی ہوتی۔ آپ سے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ! گویا آپ ان کے اس شعر کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں:

وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ ۔۔۔ ثِمَالَ الْیَتَامٰی عِصْمَۃً لِلْاَرَامِلِ

آپ نے فرمایا:

اجل، ہاں۔

ابوطالب کے مذکور اشخاص

ابن اسحاق نے کہا: الغیاطل بنی سہم بن عمرو بن ھصیص میں کے لوگ ہیں۔ ابوسفیان کا باپ حرب بن امیۃ، مطعم کا باپ عدی بن نوفل بن عبد مناف، زہیر کا باپ ابی امیۃ بن المغیرۃ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور مطعم کی ماں عاتکہ بنت عبدالمطلب ہے۔

اسید اور اس کا جوان لڑکا، جس کا شعر میں ذکر ہے، اس سے مراد عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیۃ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصیؔ ہے۔ عثمان کا باپ عبید اللہ تھا، جو طلحہ بن عبید اللہ التیمی کا بھائی تھا۔ قنفذ کا باپ عمر بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ اور ابوالولید عتبہ ربیعہ کا بیٹا تھا۔ ابی الاخنس بن شریق الثقفی وہ ہے، جو بنی زہرہ بن کلاب کا حلیف تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابی کا نام اخنس اس لیے ہوگیا کہ وہ جنگ بدر کے روز لوگوں کو لے کر پیچھے ہٹ گیا تھا (خنس کے معنی پیچھے ہٹنا ہیں) یہ بنی علاج میں سے تھا۔ علاج کے باپ کا نام ابوسلمہ بن عوف بن عقبہ تھا۔ الاسود کے باپ کا نام عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف ابن زہرہ بن کلاب تھا۔ سُبَیع خالد کا بیٹا اور بلحارث بن فہر والوں میں سے تھا۔ نوفل کے باپ کا نام خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصیؔ اور اس کی ماں کا نام عدویہ تھا۔ یہ قریش کے شیاطین میں سے تھا۔ اسی نے ابوبکر صدیق اور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہما کو ایک رسّی میں باندھ دیا تھا، جب ان دونوں نے اسلام اختیار کیا تھا۔ اسی لیے ان دونوں کو قرینین کا لقب ملا تھا۔ اس نوفل کو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جنگِ بدر کے روز قتل کیا۔ ابوعمرو قرظہ کے باپ کا نام عبد عمرو بن نوفل بن عبد مناف تھا "قوم علینا اظنة" ہمارے خلاف تہمت زدہ لوگوں سے مراد بنی بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ ہیں۔ یہ تمام ان لوگوں کے نام ہیں جن کا ذکر ابوطالب نے اپنے اشعار میں کیا ہے۔

باب ۴۶

نبوّت کی عام شہرت

اوس وخزرج

جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نبوّت کے دعوے کی شہرت سارے عرب میں ہو گئی اور تمام شہروں میں پہنچ گئی تو مدینہ میں بھی آپ کے چرچے ہونے لگے۔ قبیلہ اوس وخزرج سے بڑھ کر کوئی قبیلہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نبوّت کے متعلق زیادہ جاننے والا نہ تھا۔ نہ اس شہرت کے وقت اور نہ اس سے پہلے۔ کیونکہ وہ یہود کے عالموں سے، جو ان کے حلیف تھے اور انھیں کے ساتھ انھیں کی بستیوں میں رہنے والے تھے، آپ کے حالات سنا کرتے تھے جب آپ کی شہرت مدینہ میں ہوئی اور قریش کی آپ سے مخالفت کا ذکر بھی ان سے کیا گیا تو ابو قیس بن الاسلت بنی واقف کے قبیلے والے نے (ذیل کا قصیدہ) کہا:

ابو قیس بن الاسلت

ابن ہشام نے کہا: ابن اسحٰق نے یہاں تو ابو قیس کو بنی واقف کے نسب میں بتایا ہے اور حدیث فیل میں اس کا نسب خطمہ سے بتایا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ عرب بعض اوقات دادا کے بھائی سے نسب بتا دیتے ہیں جب دادا کا بھائی دادا سے زیادہ مشہور ہو۔

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے عبیدہ نے بیان کیا کہ حکم بن عمرو الغفاری نُعَیلَہ کی اولاد میں سے ہے، جو غفار میں کا شخص تھا۔ اس غفار سے مراد غفار ملیل ہے۔ نُعَیلَہ کا باپ ملیل بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ تھا، اسی لیے انھوں نے عتبہ کو غزوان السلمی کا بیٹا بتایا ہے، حالانکہ وہ مازن ابن منصور کی اولاد میں تھا اور سلیم بھی منصور کا بیٹا تھا۔ پس ابو قیس بن الاسلت بنی وائل میں سے ہے۔ وائل، واقف اور خطمہ ایک دوسرے کے بھائی اور قبیلہ اَوس میں کے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا: ابو قیس بن الاسلت نے یہ (قصیدہ) کہا ہے، حالانکہ وہ قریش سے محبت رکھتا اور ان لوگوں کا داماد بھی تھا۔ اسد بن عبد العزّٰی بن قصیّ کی بیٹی ارنب اس کی بیوی تھی اور وہ اپنی زوجہ کو لے کر ان کے پاس برسوں گزارتا تھا۔ وہ اس قصیدے میں حرمِ کعبہ کی عظمت جتاتا ہے، قریش کو اس میں جنگ کرنے سے روکتا ہے۔ انھیں ایک دوسرے سے باز رہنے کی تاکید کرتا ہے۔ انھیں ان کی فضیلتیں

اور عقل مندیاں یاد دلاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہاتھ روکنے کا حکم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو آفتیں ان پر آئیں اور جو آزمائشیں ہوئیں مثلاً اصحاب فیل کی آفت دور کی اور اس سے بچاؤ کی تدبیر اللہ تعالیٰ نے فرمائی تھی، اسے یاد دلایا۔

ابو قیس کے اشعار

وہ کہتا ہے:

يَا رَاكِبًا إِمَّا عَرَضْتَ فَبَلِّغَنْ مُغَلْغَلَةً عَنِّي لُؤَيَّ بْنَ غَالِبِ

اے سوار اگر حرم کی جانب تیرا جانا ہو تو بنی لوئی بن غالب کو میرا یہ پیغام پہنچا دینا۔

رَسُولُ امْرِئٍ قَدْ رَاعَهُ ذَاتُ بَيْنِكُمْ عَلَى النَّأْيِ مَحْزُونٍ بِذَالِكَ نَاصِبِ

اس شخص کا پیام جسے تمہارے آپس کے تعلقات نے خوفزدہ کر دیا ہے جو ہجر میں غم زدہ ہے اور اس کی وجہ سے تکلیف اٹھا رہا ہے۔

وَقَدْ كَانَ عِنْدِي لِلْهُمُومِ مُعَرَّسٌ فَلَمْ أَقْضِ مِنْهَا حَاجَتِي وَمَآرِبِي

میں فکروں میں گھر ارہا، لیکن نہ ان سے میری کوئی حاجت براری ہوئی، نہ مقصد حاصل ہوا۔

نُبِّئْتُكُمْ شَرْجَيْنِ كُلُّ قَبِيلَةٍ لَهَا أَزْمَلٌ مِنْ بَيْنِ مُذْكٍ وَحَاطِبِ

مجھے خبر ملی ہے کہ تم لوگ دو جماعتیں ہو گئے ہو۔ ہر جماعت میں ایک شور مچا ہوا ہے۔ ایک گروہ ایندھن جمع کر رہا ہے دوسرا گروہ آگ بھڑکا رہا ہے۔

أُعِيذُكُمْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ صُنْعِكُمْ وَشَرِّ تَبَاغِيكُمْ وَدَسِّ الْعَقَارِبِ

تمہارے اعمال کی برائی، تمہارے آپس کے جھگڑوں اور بچھوؤں کی سی چھپی عداوت سے تمہیں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

وَإِظْهَارِ أَخْلَاقٍ وَنَجْوَى سَقِيمَةٍ كَوَخْزِ الْأَشَافِي وَقْعُهَا حَقُّ صَائِبِ

اخلاق کے ظاہر کرنے اور ایسے جھگڑوں کی سرگوشی کرنے سے، جن کی چبھن آریوں کی طرح سیدھی پڑتی ہے۔

فَذَكِّرْهُمُ بِاللّٰهِ أَوَّلَ وَهْلَةٍ وَإِحْلَالَ أَحْرَامِ الظِّبَاءِ الشَّوَازِبِ

پہلے انہیں اللہ کا نام لے کر نصیحت کر اور انہیں حرم کی سرحد میں رہنے والی

پتلی کمر والی ہرنیوں کا شکار حلال سمجھنے سے ڈرا۔

وَقُلْ لَهُمْ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ حُكْمَهُ ... ذَرُوا الْحَرْبَ ابْنَ ذَهَبَ عَنْكُمْ فِي الْمَرَاحِبِ

اور ان سے کہہ، اللہ تعالیٰ اپنے احکام دیتا ہے، تم اپنی جنگ وسیع میدانوں

کے لیے اٹھا رکھو۔

مَتَى تَبْعَثُوهَا تَبْعَثُوهَا ذَمِيمَةً ... هِيَ الْغُولُ لِلْأَقْصَيْنَ أَوْ لِلْأَقَارِبِ

جب کبھی تم جنگ کرو گے، وہ بری ہی ہوگی، اپنوں سے نہ یا بیگانوں سے

جنگ تو ایک چڑیل ہے۔

تَقَطَّعُ أَرْحَامًا وَتُهْلِكُ أُمَّةً ... وَتَبْرِي السَّدِيفَ مِنْ سَنَامٍ وَغَارِبِ

وہ تو رشتوں کو قطع اور قوموں کو ہلاک کر دیتی ہے۔ پیٹھ کے اوپر کا حصہ اور

اور کوہان کا گوشت کاٹ دیتی ہے۔

وَتَسْتَبْدِلُوا بِالْأَتْحَمِيَّةِ بَعْدَهَا ... شَلِيلًا وَأَصْدَاءَ ثِيَابِ الْمُحَارِبِ

جنگ چھڑ جانے کے بعد بجائے اعلیٰ درجے کی یمنی پوشاک کے پہننے کے

تمہیں زنگ لگی زرہیں اور زرہوں کے نیچے کپڑے پہننے ہوں گے۔

وَبِالْمِسْكِ وَالْكَافُورِ غُبْرًا سَوَابِغًا ... كَأَنَّ قَتِيرَيْهَا عُيُونُ الْجَنَادِبِ

اور مشک و کافور کی بجائے سر سے پاؤں تک گرد و غبار کی لمبی لمبی زرہیں پہننی

ہوں گی، جن کے حلقے ٹڈیوں کی آنکھوں جیسے ہوں گے۔

فَإِيَّاكُمْ وَالْحَرْبَ لَا تَعْلَقَنَّكُمْ ... وَحَوْضًا وَخِيمَ الْمَاءِ مُرَّ الْمَشَارِبِ

پس جنگ سے خود کو بچاؤ کہ کہیں وہ تمہیں چمٹ نہ جائے۔ جنگ ایسا حوض

ہے جس کا پانی پینے میں کڑوا اور خاصیت میں بدہضمی پیدا کرنے والا ہے۔

تَزَيَّنُ لِلْأَقْوَامِ ثُمَّ يَرَوْنَهَا ... بِعَاقِبَةٍ إِذْ بَيَّنَتْ أُمَّ صَاحِبِ

جنگ لوگوں کے پاس بن ٹھن کر آتی ہے۔ پھر جب وہ بے پردہ ہو جاتی

ہے اور اس پر انجام کار کے لحاظ سے نظر ڈالتے ہیں تو کسی دوست کی ماں کی طرح

بڑھیا دکھائی دیتی ہے۔

تُحَرِّقُ لَا تُشْوِي ضَعِيفًا وَتَنْتَحِي ... ذَوِي الْعِزِّ مِنْكُمْ بِالْحُتُوفِ الصَّوَائِبِ

جلاتی ہے، کمزور کو جلانے میں تو غلطی ہی نہیں کرتی اور عزت و جاہ والوں کی جانب

تو فشانیۂ موت بن کر پہنچتی ہے ۔

اَلَمْ تَعْلَمُوْا مَا کَانَ فِیْ حَرْبِ دَاحِسٍ　　فَتَعْتَبِرُوْا اَوْ کَانَ فِیْ حَرْبِ حَاطِبِ

جنگ داحس اور جنگ حاطب میں کیا کیا ہوا ؟ کیا تمھیں اس کا علم نہیں کہ اس سے سبق لو ؟

وَکَمْ قَدْ اَصَابَتْ مِنْ شَرِیْفٍ مُسَوَّدٍ　　طَوِیْلِ الْعِمَادِ ضَیْفُهٗ غَیْرُ خَائِبِ

اونچی اونچی ڈیوڑھیوں والے نوابوں پر جن کا مہمان کبھی محروم نہ جاتا تھا ۔ جنگ نے آفت ڈھائی ۔

عَظِیْمِ رَمَادِ النَّارِ یُحْمَدُ اَمْرُهٗ　　وَذِیْ شِیْمَةٍ مَحْضٍ کَرِیْمِ الْمَضَارِبِ

جس کی آگ کی راکھ ڈھیروں ہوتی روزانہ اس کے پاس ڈھیروں کھانا پکتا اور کھلایا جاتا تھا جس کے کاموں کی (ہر جگہ) تعریف ہوتی تھی ، جو بڑے خلق والا تلوار کا دھنی تھا ۔

وَمَاءٍ هُرِیْقَ فِی الضَّلَالِ کَاَنَّمَا　　اَذَاعَتْ بِهٖ رِیْحُ الصَّبَا وَالْجَنَائِبِ

اور جس کے پاس ریگستان میں ایسا زیادہ پانی بہایا جاتا تھا ، گویا شرقی اور جنوبی ہواؤں نے انڈیل دیا ہے ۔

یُخَبِّرُکُمْ عَنْهَا امْرُؤٌ حَقَّ عَالِمٍ　　بِاَیَّامِهَا وَالْعِلْمُ عِلْمُ التَّجَارِبِ

ان جنگوں کی حالت کے متعلق تمھیں وہ شخص خبر دے رہا ہے جسے ان کے متعلق پورا علم ہے ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ تجربوں ہی کا نام علم ہے ۔

فَبِیْعُوْا الْحِرَابَ مِلْمُحَارِبِ وَاذْکُرُوْا　　حِسَابَکُمْ وَاللّٰهُ خَیْرُ مُحَاسِبِ

اس لیے جنگی آلات کو عبادت گاہوں کے بدلے میں بیچ ڈالو (جنگی آلات چھوڑ کر عبادت گاہیں اختیار کر و) اور اپنا حساب کتاب یاد کرو کہ اللہ تعالیٰ حساب لینے والا ہے ۔

وَلِیُّ امْرِئٍ فَاخْتَارَ دِیْنًا فَلَا یَکُنْ　　عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا غَیْرُ رَبِّ الثَّوَاقِبِ

اللہ تعالیٰ اس شخص کا سرپرست ہے جس نے دین داری اختیار کی ، بس تم اپنا نگران کار کسی ستارے کو نہیں بلکہ تمام ستاروں کے پروردگار کو بناؤ ۔

اَقِیْمُوْا لَنَا دِیْنًا حَنِیْفًا فَاَنْتُمْ　　لَنَا غَایَةٌ قَدْ یُهْتَدٰی بِالذَّوَائِبِ

ہمارے لیے دین ابراہیمی قائم کرو. کیونکہ تم ہمارا نصب العین ہو اور مسافر سفر میں بلندیوں سے رہنمائی حاصل کرتا ہے۔

وَاَنْتُمْ لِهٰذَا النَّاسِ نُوْرٌ وَعِصْمَةٌ ۔۔۔ تُؤَمُّوْنَ وَالْاَحْلَامُ غَيْرُ عَوَازِبِ

اور تم لوگ ان لوگوں کے لیے نور ہو، نیز آفات سے بچاؤ کا سامان ہو تمہاری پیروی کی جاتی ہے۔ مجرد رہنا الگ چیز ہے اور عقلمند ہونا علٰحدہ چیز ہے (مجرد لوگ یا کم عمر بھی عقلمند ہو سکتے ہیں۔)

وَاَنْتُمْ اِذَا مَا حُصِّلَ النَّاسُ جَوْهَرٌ ۔۔۔ لَكُمْ سُرَّةُ الْبَطْحَآءِ شُمُّ الْاَرَانِبِ

جب لوگوں کے حالات دیکھے جائیں تو تم جوہر نکلو گے۔ تم بطحا میں سب سے اعلیٰ ہو، اونچی ناکوں والے یعنی عزت دار ہو۔

تَصُوْنُوْنَ اَجْسَادًا كِرَامًا عَتِيْقَةً ۔۔۔ مُهَذَّبَةَ الْاَنْسَابِ غَيْرَ اَشَائِبِ

تم آزاد اور شریف اجسام کی حفاظت کرتے ہو، جن کے نسب خالص ہیں ان میں کوئی دوسرا مخلوط نہیں۔

تَرٰى طَالِبَ الْحَاجَاتِ نَحْوَ بُيُوْتِكُمْ ۔۔۔ عَصَائِبَ هَلْكٰى تَهْتَدِيْ بِعَصَائِبِ

حاجت مند، تباہ کار گروہ تمہارے گھروں کی جانب ٹکٹکی باندھے ایک دوسرے کے پیچھے چلا آ رہا ہے۔

لَقَدْ عَلِمَ الْاَقْوَامُ اَنَّ سَرَاتَكُمْ ۔۔۔ عَلٰى كُلِّ حَالٍ خَيْرُ اَهْلِ الْجَبَاجِبِ

لوگ جانتے ہیں کہ تم میں کے سردار بہر حال تمام گھرانوں میں بہترین گھرانے والے ہیں۔

وَاَفْضَلُهٗ رَاْيًا وَاَعْلَاهُ سُنَّةً ۔۔۔ وَاَقْوَلُهٗ لِلْحَقِّ وَسْطَ الْمَوَاكِبِ

عقل و رائے کے لحاظ سے بھی بہترین ـــــــ طریقے کے لحاظ سے بھی سب سے بڑھ کر ـــــــ اور جماعتوں کے درمیان سب سے زیادہ سچی بات کہنے والے۔

فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا رَبَّكُمْ وَتَمَسَّحُوْا ۔۔۔ بِاَرْكَانِ هٰذَا الْبَيْتِ بَيْنَ الْاَخَاشِبِ

پس اٹھو! اپنے پروردگار کی نماز پڑھو اور اس بیت اللہ کے ارکان چھوؤ، جو خشب نامی پہاڑوں کے درمیان ہے۔

فَعِنْدَكُمْ مِنْهُ بَلَاءٌ وَمَصْدَقٌ ۔۔۔ غَدَاةَ اَبِي يَكْسُومٍ هَادِي الْكَتَائِبِ

اس بیت اللہ کے متعلق آزمودہ اور مسلّمہ واقعات تمہارے حافظوں میں موجود ہیں، اس روز کے واقعات جس روز ابو یکسوم یعنی ابرہہ لشکروں کی قیادت کر رہا ہے۔

كَتِيبَتُهُ بِالسَّهْلِ تَمْشِي وَرَجْلُهُ ۔۔۔ عَلَى الْقَاذِفَاتِ فِي رُؤُسِ الْمَنَاقِبِ

جس روز اس کا رسالہ ہموار زمین پر چلا آ رہا تھا اور اس کی پیادہ فوج پہاڑوں کے دروں پر ڈٹی ہوئی تھی۔

فَلَمَّا اَتَاكُمْ نَصْرُ ذِي الْعَرْشِ رَدَّهُمْ ۔۔۔ جُنُودُ الْمَلِيكِ بَيْنَ سَافٍ وَحَاصِبِ

پھر جب تمہارے پاس عرش والے کی مدد آ پہنچی تو اس بادشاہ کی فوج نے جو دھول اُڑانے والی اور پتھر برسانے والی تھی، انھیں لوٹا دیا۔

فَوَلَّوْا سِرَاعًا هَارِبِينَ وَلَمْ يَؤُبْ ۔۔۔ اِلَى اَهْلِهِ مِلْحَبْشِ غَيْرُ عَصَائِبِ

پس وہ تیزی سے پیٹھ پھیر کر بھاگے اور حبشیوں میں سے کوئی شخص اپنے گھر والوں کی جانب بجز تتر بتر ہوئے نہیں لوٹا۔

فَاِنْ تَهْلِكُوا نَهْلِكْ وَتَهْلِكْ مَوَاسِمٌ ۔۔۔ يُعَاشُ بِهَا قَوْلُ امْرِئٍ غَيْرِ كَاذِبِ

پھر اگر تم برباد ہو جاؤ گے تو ہم بھی برباد ہو جائیں گے اور حج کے زمانوں پر بھی بربادی آئے گی۔ جن کے ذریعے سے سچے آدمی کی بات پرورش پاتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا: ابوزید انصاری وغیرہ نے مجھے اس کے وہ اشعار سنائے جن میں مَاءٌ هَرِيقٌ "فبيعوا الحراب" "ولی امری فاختار" "علی القاذفات فی ذُرُس المناقب" کے الفاظ ہیں۔

جنگ داحس

ابن ہشام نے کہا: اس کے قول "الم تعلموا ما کان فی حرب داحس" کے متعلق ابو عبیدہ النحوی نے مجھ سے بیان کیا کہ قیس بن زہیر خذیمہ ابن رواۃ بن ربیعہ بن الحرث بن مازن بن قطیعۃ بن عبس بغیض بن ریث ابن غطفان کا ایک گھوڑا "داحس" نامی تھا، جسے اس نے الغبرا نامی ایک گھوڑے کے ساتھ دوڑایا، جو حذیفہ بن بدر بن عمرو بن زید بن جویۃ بن لوذان بن ثعلبۃ بن عدی بن فزارۃ بن ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان کا تھا حذیفہ نے چند لوگوں کو گھات میں بٹھا دیا تھا اور انھیں حکم دے رکھا تھا کہ اگر وہ داحس کو دوڑ میں آگے دیکھیں

تو اس کے منہ پر ماریں۔ چنانچہ داحس دوڑ میں آگے نکل آیا تو ان لوگوں نے اس کے منہ پر مارا اور الغبراء نامی گھوڑا اوّل آگیا۔ پھر جب داحس کا سوار آیا اور اس نے اس واقعے کی خبر قیس کو دی تو قیس کے بھائی مالک بن زہیر نے الغبراء پر حملہ کیا اور اس کے منہ پر مارا پھر حمل بن بدر اٹھا اور مالک کے منہ پر تھپڑ لگایا۔ پھر ابو الجنیدب بن العبسی عوف بن حذیفہ سے ملا تو اسے قتل کر ڈالا۔ پھر بنی فزارۃ میں کا ایک شخص مالک سے ملا تو اسے قتل کر ڈالا۔ حمل بن بدر حذیفہ بن بدر کے بھائی نے کہا:

قَتَلْنَا بِعَوْفٍ مَالِكًا وَهُوَ ثَارُنَا فَاِنْ تَطْلُبُوْا اِمِنَّا سِوَى الْحَقِّ تَنْدَمُوْا

ہم نے عوف کے بدلے میں قتل کر ڈالا اور یہ ہمارا بدلا تھا۔ اب اگر تم حق کے سوا کسی اور چیز کے طالب ہو تو پچھتاؤ گے۔

الربیع بن زیاد العبسی نے کہا،

اَفَبَعْدَ مَقْتَلِ مَالِكِ بْنِ زُهَيْرٍ تَرْجُوا النِّسَاءُ عَوَاقِبَ الْاَطْهَارِ

کیا مالک بن زہیر کے قتل ہو جانے کے بعد بھی عورتیں طہروں کے نتیجوں یعنی اولاد کی بقا کی امید رکھ سکتی ہیں۔

اس کے بعد بنی عبس اور بنی فزارہ میں جنگ چھڑ گئی اور حذیفہ بن بدر اور اس کے بھائی نے حمل بن بدر کو قتل کر ڈالا تو قیس بن زہیر بن جذیمہ نے حذیفہ کے لیے بے قرار ہو کر مرثیہ لکھا:

كَمْ فَارِسٍ يُدْعَى وَلَيْسَ بِفَارِسٍ وَعَلَى الْهَبَاءَةِ فَارِسٌ ذُوْ مُصْدَاقِ

کتنے لوگ ایسے ہیں، جنھیں شہسوار کہا جاتا ہے، حالانکہ وہ شہسوار نہیں۔ ہاں مقام الهباءۃ[1] میں ایک برطا شہسوار ہے۔

فَابْكُوْا حُذَيْفَةَ لَنْ تُرَثُّوْا مِثْلَهُ حَتّٰى تَبِيْدَ قَبَائِلُ لَمْ تُخْلَقِ

پس حذیفہ پر رو کر مرثیہ کہنے کے لیے اس کا سا کوئی نہ ملے گا، یہاں تک کہ وہ لوگ بھی مر جائیں جو ابھی پیدا نہیں ہوئے۔

قیس بن زہیر نے کہا:

عَلٰى اَنَّ الْفَتٰى حَمَلَ بْنَ بَدْرٍ بَغٰى وَالظُّلْمُ مَرْتَعُهُ وَخِيْمٌ

باوجود اس کے کہ جوانمرد حمل بن بدر نے زیادتی کی اور ظلم تو بدہضمی پیدا کرنے والی چراگاہ ہے۔

---

[1] علاقہ غطفان کا ایک مقام

قیس بن زہیر کے بھائی حارث بن زہیر نے کہا:

تَرَكْتُ عَلَى الْهَبَاءَةِ غَيْرَ فَخْرٍ   حُذَيْفَةَ عِنْدَهُ قِصَدُ الْعَوَالِي

میں نے حذیفہ کو مقام الہباءۃ میں (مردہ کر کے) چھوڑا۔ اس کے پاس ٹوٹے ہوئے نیزوں کے ٹکڑے بھی پڑے ہوئے ہیں اور (یہ واقعہ ہے) کوئی فخر کی بات نہیں۔

ابن ہشام نے کہا: بعض کا خیال یہ ہے کہ قیس نے داحس اور الغبراء نامی گھوڑے اور حذیفہ نے الخطار اور الحنفاء نامی گھوڑے بھیجے تھے۔ پہلی بات زیادہ صحیح ہے اور اس کا قصہ بہت دراز ہے۔ حدیث سیرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انقطاع مجھے اس کے پورے بیان سے روکتا ہے۔

جنگ حاطب

ابن ہشام نے کہا: ابو قیس بن الاسلت نے جو حرب حاطب کا ذکر کیا ہے۔ اس سے اس کی مراد حاطب بن الحارث (ابن قیس بن ہیشہ ابن الحارث بن امیۃ بن معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس) ہے۔ اور اس نے خزرج کے ایک یہودی پڑوسی کو قتل کر دیا تھا۔ یزید بن الحارث (ابن قیس بن مالک بن احمر بن حارثہ بن ثعلبہ ابن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج) ابن فسحم کے نام سے مشہور تھا، فسحم اس کی ماں کا نام تھا اور وہ القین بن جسر کی ایک عورت تھی۔ رات کے وقت یزید بن الحارث بنی حارث بن الخزرج کے چند لوگوں کو لیکر نکلا اور انھوں نے حاطب کو قتل کر دیا، اس لیے اوس اور خزرج کے درمیان جنگ چھڑ گئی، جو بڑی سخت تھی اور اوس پر خزرج کو فتح ہوئی۔ اس روز سوید بن صامت (ابن خالد عطیہ بن حوط بن حبیب بن عمرو بن عوف بن الاوس) قتل ہوا۔ اس کو المجذر بن زیاد البلوی نے قتل کیا اور المجذر کا نام عبداللہ بن زیاد البلوی تھا، جو بنی عوف بن الخزرج کا حلیف تھا۔ جنگ احد کے روز جب المجذر بن زیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا اور الحارث بن سوید بن صامت بھی نکلا، الحارث بن سوید نے المجذر کو دیکھا کہ بے خبر ہے۔ چنانچہ اسے اور اس کے باپ کو قتل کر ڈالا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس امر کا ذکر اصل مقام پر کروں گا۔ اس کے بعد بھی اوس و خزرج میں بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ ان کے ذکر اور پورے بیان سے مجھے وہی بات روکتی ہے جس کا ذکر میں نے جنگ داحس کے سلسلے میں کر دیا ہے۔

اشعار حکیم بن امیہ

ابن اسحاق نے کہا: حکیم بن امیہ بن حارثہ بن الاوقص السلمی بنی امیہ کا حلیف تھا اور اس نے اسلام اختیار کر لیا تھا۔ اپنی قوم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی سے روکتے ہوئے کہتا ہے:

هَلْ قَائِلٌ قَوْلًا مِنَ الْحَقِّ قَاعِدٌ   عَلَيْهِ وَهَلْ غَضْبَانُ لِلرُّشْدِ سَامِعُ

کیا کسی حق بات کا کہنے والا اسے چھوڑ کر بیٹھا بھی رہ سکتا ہے اور کیا کوئی غصیلا سیدھی بات سُن بھی سکتا ہے؟

وَهَلْ سَيِّدٌ تَرْجُوا الْعَشِيْرَةُ نَفْعَهُ لِأَقْصَى الْمَوَالِي وَالْأَقَارِبِ جَامِعٌ

اور کیا کوئی ایسا سردار ہے جس سے خاندان نفع رسانی کی اُمید کر سکے اور وہ دُور والے دوستوں اور نزدیک کے رشتہ داروں کو ایک جگہ جمع کر دے؟

تَبَرَّأْتُ إِلَّا وَجْهَ مَنْ يَمْلِكُ الصِّبَا وَأَهْجُرُكُمْ مَا دَامَ مُدْلٍ وَنَازِعٌ

بجز اس شخص کی رضا جوئی کے، جو جذبات پر قابو رکھتا ہے، میں نے ہر شخص سے علٰحدگی اختیار کر لی ہے اور جب تک تم میں کشمکش اور کھینچا تانی رہے گی میں تم سے الگ رہوں گا۔

وَأُسْلِمُ وَجْهِي لِلْإِلٰهِ وَمَنْطِقِي وَلَوْ رَاعَنِي مِنَ الصَّدِيْقِ رَوَائِعُ

اور میں اپنی ذات کو اور اپنی بول چال کو معبودِ حقیقی کے حوالے کرتا ہوں۔ اگرچہ دوست کی جانب سے مجھے دھمکیاں دی جاتی رہیں۔

باب ۴

قریش کی ایذا رسانیاں

تہمت طرازی

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد تو قریش کی بدنصیبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان لوگوں کی دشمنی میں، جنھوں نے آپ کے ساتھ اسلام اختیار کر لیا تھا، اور سخت ہو گئی۔ انھوں نے اپنے یہاں کے کمینوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اکسایا۔ تو انھوں نے آپ کو جھٹلایا اور تکلیفیں دیں۔ اور آپ پر شاعری، جادوگری اور کہانت وجنون کی تہمتیں لگائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر احکام خداوندی کا اظہار فرماتے رہے۔ اور کسی حکم کو آپ نے نہیں چھپایا۔ ان کے دین کی برائیاں کھلم کھلا ظاہر فرماتے رہے، جو وہ ناپسند کرتے تھے۔ ان کے بتوں سے علٰحدگی اور ان کے کفر کے حالات سے بیزاری کا اظہار فرماتے ہیں۔

ابن عمرو بن العاص کی روایت

ابن اسحٰق نے کہا: یحییٰ بن عروۃ بن الزبیر نے اپنے والد عروۃ بن الزبیر سے اور انھوں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کی ہے۔ عروۃ نے کہا، میں نے عبداللہ سے کہا، قریش جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کا اظہار کیا کرتے تھے، زیادہ سے زیادہ کس قدر تم نے انھیں آپ کو تکلیف پہنچاتے دیکھا؟ عبداللہ نے کہا: میں ان لوگوں کے پاس ایک روز ایسے وقت گیا کہ بلند مرتبہ قریش مقام حِجر[1] میں جمع تھے۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر چھیڑا تو کہا: ہم نے تو اس شخص کے متعلق اتنا صبر کیا کہ کسی دوسرے معاملے میں اس کی مثال نہیں ملتی: اس نے ہمارے عقلمندوں کو احمق بنایا۔ ہمارے بزرگوں کو گالیاں دیں۔ ہمارے دین میں عیب نکالے۔ ہماری جماعت کو منتشر کر دیا۔ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہا۔ ہم نے اس کی بڑی بڑی باتوں پر صبر کیا۔ یہی الفاظ یا اسی طرح کے الفاظ کہے۔ وہ یہی باتیں کر رہے تھے کہ یکایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور ٹہلتے ہوئے تشریف لائے حجرِ اسود کو بوسہ دیا۔ اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے ان کے پاس سے گزرے۔ انھوں نے

---

[1] حِجر (بہ کسرۂ ح) کعبۂ مکرمہ کا وہ حصہ جو قریش کی تعمیر کے وقت بنائے ابراہیمی سے باہر رہ گیا تھا اور اسے حطیم کہتے ہیں۔

کچھ باتیں طعن کے طور پر کہیں۔ راوی نے کہا: میں نے اس کا اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر محسوس کیا۔ پھر آپ چلے گئے۔ جب آپ دوسری مرتبہ پاس سے گزرے تو انھوں نے اسی طرح طعنہ زنی کی اور میں نے اس کا اثر رسول اللہ کے چہرہ مبارک پر محسوس کیا۔ پھر آپ ان کے پاس سے تیسری بار گزرے تو انھوں نے اسی طرح طعنہ زنی کی۔ آپ ٹھہر گئے اور فرمایا:۔

أَتَسْمَعُونَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ — اے گروہ قریش! کیا تم سن رہے ہو؟ سن لو۔ اس

أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ — ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں تمھارے

جِئْتُكُمْ بِالذَّبْحِ — پاس ایک پاک صاف چیز لایا ہوں۔

دوسرے روز کا واقعہ

پھر تو آپ کے ان الفاظ نے ان لوگوں کو قابو میں لے لیا۔ یہاں تک کہ ان میں سے ہر شخص کی یہ حالت تھی، گویا اس کے سر پر کوئی پرندہ آ بیٹھا ہے۔ ان کے وہ سخت افراد جو آپ کے متعلق لوگوں کو ابھارا کرتے تھے، بہتر سے بہتر الفاظ میں، جو انھیں ملے، آپ کی مدارات و دلجوئی کرنے لگے۔ بولے: اے ابوالقاسمؐ! جائیے۔ واللہ، آپ نے کبھی نادانی کی باتیں نہیں کیں۔ راوی نے کہا: اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ آئے۔ پھر جب دوسرا روز ہوا تو وہ مقام حجر میں جمع ہوئے۔ میں بھی ان کے ساتھ ہی تھا۔ ان میں سے بعض نے بعض سے کہا: کچھ یاد ہے کہ تمھاری جانب سے کیا پیام دیا گیا اور اس کی جانب سے تمھیں کیا جواب ملا؟ حتیٰ کہ جب اس نے ڈنکے کی چوٹ وہ باتیں کہیں، جنھیں تم ناپسند کرتے ہو تو تم نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ انھیں باتوں میں مصروف تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے، اور ایک دم سب نے آپ پر حملہ کر دیا اور یہ کہتے ہوئے آپ کو گھیر لیا کہ کیا تو ہی وہ شخص ہے، جس نے ایسا ایسا کہا ہے؟ ان عیوب کے متعلق، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے دین اور ان کے معبودوں کے متعلق فرمایا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَعَمْ أَنَا الَّذِي أَقُولُ ذَالِكَ — ہاں! میں ہی وہ شخص ہوں، جو ایسی باتیں کہا کرتا ہوں۔

راوی نے کہا: میں نے ان کے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک کے دونوں پلّو ملنے کی جگہ کو پکڑ لیا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی مدافعت کے لیے کھڑے ہو گئے۔ وہ روتے اور کہتے جاتے تھے: ارے لوگو! تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو، جو اللہ کو اپنا پروردگار کہتا ہے؟ پھر وہ سب لوٹ گئے۔ یہ بدترین سلوک تھا۔ جو قریش کی جانب سے رسول اللہ صلعم کے ساتھ دیکھا۔

شدید ترین اذیت

ابن اسحٰق نے کہا: ام کلثوم بنت ابوبکر رضی کے بعض لوگوں نے مجھ سے بیان کیا کہ اس روز ابوبکر رضی ایسی حالت سے لوٹے کہ آپ کے سر اور ڈاڑھی کے بال انھوں نے کھینچے تھے۔ اس کے سبب سے آپ درد سر میں مبتلا تھے اور آپ زیادہ بال والے بھی تھے۔

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ سخت ترین اذیت، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے پائی۔ وہ یہ تھی کہ ایک روز آپ نکلے تو جو بھی آزاد یا غلام آپ سے ملا۔ اس نے آپ کو جھٹلایا۔ اور ایذا دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر واپس ہوئے۔ اور جو سختی آپ پر پڑی۔ اس کے سبب سے آپ نے کمبل اوڑھ لیا۔ اللہ تعالےٰ نے آپ پر (یہ سورہ) نازل فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَأَنذِرْ ۝ — اے کملی اوڑھے ہوئے شخص! اٹھ اور (لوگوں کو بُرے نتیجوں سے) ڈرا۔

ابوجہل کی بدزبانی

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے بنی اسلم کے ایک شخص نے، جو بڑا یاد رکھنے والا تھا بیان کیا کہ کوہ صفا کے قریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ابوجہل گزرا۔ اس نے آپ کو تکلیف دی۔ اور سخت سُست کہا۔ آپ کے دین کی عیب جوئی اور آپ کے معاملے کو کمزور بتانے کا کچھ موقع پالیا۔ جسے آپ ناپسند فرماتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کچھ نہ فرمایا اور عبداللہ بن جدعان (بن عمرو بن کعب بن تیم بن مرۃ) کی ایک لونڈی جو اپنے گھر میں تھی۔ ابوجہل کی یہ باتیں سُن رہی تھی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلعم لوٹے تو آپ نے قریش کی مجلس کا قصد فرمایا۔ جو کعبۃ اللہ کے پاس تھی۔ اور ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ گئے۔ تھوڑی ہی دیر بعد حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کمان گلے میں ڈالے شکار سے واپس ہوتے ہوئے وہاں آگئے۔

حضرت حمزہ رضی کی آمد

وہ شکاری تھے۔ تیر سے شکار کیا کرتے اور اکثر شکار کے لیے نکل جایا کرتے، جب کبھی وہ شکار سے واپس آتے تو اپنے گھر والوں کے پاس نہ جاتے، جب تک کعبۃ اللہ کا طواف نہ کر لیتے۔ طواف کر چکتے تو قریش کی مجلس میں ٹھہرتے، اسلام کرتے اور ان سے بات چیت کیے بغیر نہ جاتے۔ وہ قریش میں اعزاز رکھنے والے جواں مرد اور سخت طبیعت تھے۔ حمزہ رضی اس لونڈی کے پاس سے گزرے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) گھر واپس ہو چکے تھے۔) تو اس نے کہا: اے ابو عمارۃ[1]! کاش آپ اس آفت کو دیکھتے، جو آپ کے

[1] حضرت حمزہ رضی کی کنیت۔

بھتیجے محمدؐ پر ابوالحکم بن ہشام کی جانب سے آئی۔ اس نے انھیں یہاں بیٹھا ہوا پایا تو ایذا پہنچائی اور گالیاں دیں۔ جو باتیں ناپسندیدہ تھیں، ان کی انتہا کر دی۔ اور چلتا بنا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بات بھی نہ کی۔

ابوجہل سے بدلہ اور اعلان اسلام

چونکہ اللہ تعالے آپ کو باعزاز رکھنا چاہتا تھا، حمزہؓ کو غصے نے برانگیختہ کر دیا۔ اور وہ تیزی سے نکلے، کسی کے پاس نہ رکے کہ ابوجہل کے لیے تیار ہو جائیں۔ اور جب اس سے مقابلہ ہو تو اس سے چمٹ جائیں جب مسجد میں داخل ہوئے تو ابوجہل کو دیکھا کہ لوگوں میں بیٹھا ہوا ہے۔ یہ اسی کی طرف چلے۔ جب اس کے سر پر پہنچ گئے تو کمان اٹھائی اور اس زور سے ماری کہ اس کا سر زخمی کر دیا۔ اور کہا: کیا تو انھیں گالیاں دیتا ہے؟ لے، میں بھی انھیں کے دین پر ہوں۔ میں بھی وہی کہتا ہوں۔ جو وہ کہتے ہیں۔ اگر تجھ سے ہو سکے تو وہی برتاؤ مجھ سے بھی کر۔ پس بنی مخزوم کے لوگ حمزہؓ کی جانب اٹھ کھڑے ہوئے کہ ابوجہل کی امداد کریں۔ ابوجہل نے کہا: ابوعمارۃ کو جانے دو۔ کیونکہ واللہ میں نے بھی ان کے بھتیجے کو بری بری گالیاں دی ہیں۔ آخر حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام کو مکمل کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی زبان سے بھی کی۔

جب حمزہؓ نے اسلام اختیار کر لیا تو قریش کو معلوم ہو گیا کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوی، اور محفوظ ہو گئے۔ اور اب حمزہؓ ان کی جانب سے مدافعت کریں گے۔ چنانچہ موقع پانے کے باوجود وہ آپ کی ایذا رسانی سے دست کش رہنے لگے۔

عتبہ بن ربیعہ کی گفتگو

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے یزید بن زیاد نے محمد بن کعب القُرظی کی روایت سے بیان کرتے ہوئے کہا: مجھ سے بیان کیا گیا ہے، عتبہ بن ربیعہ، جو ایک سردار تھا، ایک روز قریش کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حرم میں تنہا تشریف رکھتے تھے۔ عتبہ نے کہا: اے گروہ قریش! میں اٹھ کر محمدؐ سے گفتگو کیوں نہ کروں اور اس کے سامنے بعض ایسی باتیں پیش کیوں نہ کروں۔ جن میں سے کچھ نہ کچھ وہ قبول کر لے، وہ ان میں سے جو رعایتیں چاہے، ہم اسے دے دیں اور وہ ہم سے باز رہے، یہ اس وقت کی باتیں ہیں، جب حمزہؓ نے اسلام قبول کر لیا تھا اور انھوں نے دیکھ لیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی زیادہ ہو رہے ہیں اور بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا۔ کیوں نہیں؟

لہ ابوجہل کی کنیت یہی تھی۔ لیکن وہ جہل کا پیکر تھا۔ اس لیے ابوجہل مشہور ہوا

اے ابوالولید! اٹھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر گفتگو کر۔ عتبہ اٹھا اور آپ کی طرف چلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا بیٹھا اور کہا:۔

رسول اللہؐ کی خدمت میں پیش کش

بھتیجے! تمھیں معلوم ہے کہ تم ہماری نظروں میں باعتبار خاندان بڑے رتبے والے ہو۔ اور نسب کے لحاظ سے بھی اعلیٰ ہو۔ تم اپنی قوم کے پاس بڑی اہمیت رکھنے والا مسئلہ لائے ہو۔ جس کے ذریعے سے تم نے اس کی جماعت کو تتر بتر کر دیا ہے۔ ان کے عقل مندوں کو بیوقوف بنا دیا ہے، ان کے معبودوں اور دین کو عیب دار کر دیا ہے اور ان کے اگلے بزرگوں کو کافر قرار دیا ہے۔ میری گفتگو سنو۔ میں چند باتیں تمھارے غور و فکر کے لیے پیش کرتا ہوں۔ شاید تم اس میں سے کچھ نہ کچھ قبول کر لو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ قل یا ابا الولید اسمع۔ اے ابو ولید کہو، میں سنتا ہوں۔ اس نے کہا:

اگر تم اس مسئلے کے ذریعے سے، جسے تم لائے ہو، صرف مال چاہتے ہو تو ہم تمھارے لیے اس قدر مال جمع کر دیں گے کہ تم ہم سب میں زیادہ مالدار ہو جاؤ۔ اگر تم اس کے ذریعے سے اعلیٰ مرتبہ چاہتے ہو تو ہم تمھیں اپنا سردار بنا لیں گے، کہ کوئی بات تمھارے بغیر قطعی نہ ہو۔ اگر تم اس کے ذریعے سے حکومت چاہتے ہو تو ہم تمھیں اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں، یہ جو تمھارے پاس آتا ہے۔ اگر کوئی رئیؔ[1] ہے، جسے تم دیکھتے ہو اور اپنے پاس سے دور کرنے کی قدرت نہیں رکھتے تو ہم تمھارے لیے جھاڑ پھونک کا انتظام کریں گے اور ہم مال خرچ کر کے اس سے تمھیں نجات دلائیں گے۔ کیونکہ بعض اوقات تابع (موکل یا جن) آدمی پر غلبہ حاصل کر لیتا ہے تو اس کا علاج معالجہ کیے بغیر نہیں جاتا۔ یہی الفاظ یا اسی قسم کے الفاظ اس نے آپ سے کہے۔

تلاوت قرآن پاک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی باتیں سنتے رہے اور جب عتبہ اپنی گفتگو ختم کر چکا تو آپ نے فرمایا: اے ابوالولید! تجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا؟ کہا ہاں! فرمایا: اب مجھ سے سُن۔ بولا۔ سنائیے۔ رسول اللہ صلعم نے قرآن مجید کا یہ ٹکڑا پڑھا:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے
حٰمٓ ۚ تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۚ	حٰم۔ یہ رحم کرنے والے مہربان کی جانب سے اتاری ہوئی کتاب
کِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُہٗ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا	ہے۔ اس کی آیتوں میں خوب تفصیل کی گئی ہے۔ جاننے والے
لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۙ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا	لوگوں کے لیے صاف بیان مجموعہ ہے، خوشخبریاں سنانیوالا

---

[1] کسی شخص کے تابع جن یا موکل کو عرب رئی کہتے ہیں۔

فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ○ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ۔ (۴۱: ۱ تا ۵)

اور برے اعمال کے نتائج سے، ڈرانے والا، پھر بھی اکثر لوگوں نے روگردانی کی۔ اس کا مطلب یہ ہوا، کہ وہ سنتے ہی نہیں۔ اور کہتے ہیں، ہمارے دل غلاف میں ہیں، اس بات سے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی سورت کو اس کے آگے پڑھتے چلے گئے۔ عتبہ خاموش سنتا رہا۔ ہاتھ پیچھے رکھ لیے اور ان سے سہارا لیے ہوئے تھا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے تک پہنچے تو سجدہ کیا۔ پھر فرمایا:

قَدْ سَمِعْتَ يَا اَبَا الْوَلِيْدِ مَا سَمِعْتَ فَاَنْتَ وَذَاكَ۔

اے ابوالولید، جو تم نے سنا، وہ تو سن ہی لیا، اب تم جانو اور وہ۔

قریش کو عتبہ کا مشورہ

اس کے بعد عتبہ اٹھا اور اپنے ساتھیوں کے پاس چلا گیا۔ تو بعض نے کہا: ہم اللہ کی قسم کھاتے ہیں، ابوالولید کا تمھارے پاس آنا اس طرح کا نہیں، جس طرح کا جانا تھا۔ جب وہ ان کے پاس جا کر بیٹھا تو انھوں نے کہا۔ اے ابوالولید! وہاں کی کیا خبر ہے؟ اس نے کہا، وہاں کی خبر یہ ہے، میں نے ایسی بات سُنی ہے کہ واللہ کبھی نہیں سنی۔ واللہ وہ نہ شعر ہے، نہ جادو اور نہ کہانت۔ اے گروہ قریش! میری بات سنو اور اس کام کو میری رائے کے موافق کرو۔ اس شخص کو اسی کی حالت پر چھوڑ دو اور اس سے الگ رہو۔ کیونکہ واللہ! اس کی جو بات میں نے سنی ہے، اسے بڑی اہمیت حاصل ہوگی۔ اگر عربوں نے اس کا خاتمہ کر دیا تو سمجھ لینا، انھوں نے تمھیں اس سے بے نیاز کر دیا اور اگر اس نے عربوں پر غلبہ حاصل کر لیا تو اس کی حکومت تمھاری حکومت اور اس کی عزت تمھاری عزت ہوگی۔ تم اس کے طفیل تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خوش حال ہو جاؤ گے۔ ان لوگوں نے کہا۔ اے ابوالولید! واللہ اس نے تجھ پر اپنی زبان کا جادو کر دیا۔ عتبہ نے جواب دیا: میری رائے تو اس کے متعلق یہی ہے، تمھیں جو مناسب معلوم ہو، کرو۔

قریش کا ایک اور وفد

ابن اسحٰق نے کہا کہ اسلام مکہ کے اندر قریش کے قبیلوں میں پھیلنے لگا۔ مردوں میں بھی اور عورتوں میں بھی۔ قریش کی حالت یہ ہو گئی کہ مسلمانوں میں سے جس پر ان کا بس چلتا، اسے قید کر لیتے اور جسے تکلیفیں دے سکتے، تکلیفیں دیتے۔ بعض اہل علم نے سعید بن جبیر، نیز ابن عباس کے غلام عکرمہ سے اور انھوں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ قریش کے ہر قبیلے کے بڑے بڑے سردار عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ (برادر عتبہ) ابوسفیان

بن حرب، النضر بن الحارث (بن کلدہ بنی عبدالدار والا) ابوالبختری بن ہشام، الاسود بن عبدالمطلب بن اسد، زمعہ بن الاسود، الولید بن المغیرہ، ابوجہل بن ہشام، عبداللہ بن ابی امیہ، العاص بن وائل، نبیہ اور منبہ (فرزندان حجاج اور دونوں سہمی) امیہ بن خلف وغیرہ غروب آفتاب کے بعد کعبۃ اللہ کے پیچھے جمع ہوئے۔ پھر ان میں سے بعض نے کہا: محمدؐ کو بلوا بھیجو۔ اور گفتگو کر کے اسے قائل کرو۔ تاکہ تم لوگ اس کے متعلق معذور سمجھے جاؤ۔ پھر انھوں نے کہلا بھیجا۔ قوم کے بڑے بڑے لوگ گفتگو کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ لہٰذا آؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً تشریف لائے۔ آپ خیال فرما رہے تھے کہ جس معاملے کے متعلق آپ نے انھیں تلقین فرمائی تھی، اس کا اچھا اثر ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ انھیں راہ راست پرلانے کے بے حد مشتاق تھے اور ان کا گمراہی کے باعث آفتوں میں مبتلا ہونا آپ کو ہرگز گوارا نہ تھا آپ تشریف فرما ہوئے تو انھوں نے کہا:۔

رسول اللہ صلعم سے گفتگو

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے اس لیے بلوایا ہے کہ تم سے گفتگو کریں۔ واللہ! ہم نے عرب میں کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا. جس نے اپنی قوم پر وہ آفت ڈھائی ہو، جو تم نے ڈھائی ہے۔ تم نے (ہمارے) باپ دادا کو برا بھلا کہا۔ دین پر عیب لگایا۔ ہمارے معبودوں کو گالیاں دیں۔ عقل مندوں کو احمق بنایا۔ اور جماعت میں پھوٹ ڈال دی۔ غرض اپنے اور ہمارے تعلقات میں کوئی (ایسی) برائی نہ چھوڑی، جسے نہ کر گزرے ہو۔ (یہی الفاظ کہے یا اسی طرح کی باتیں انھوں نے آپ سے کہیں) اگر یہ سب کچھ اس لیے کیا کہ اس کے ذریعے سے کچھ مال چاہتے ہو تو ہم اپنے مال میں سے تمھارے لیے (بہت کچھ) جمع کر دیتے ہیں کہ تم ہم سب میں زیادہ مالدار ہو جاؤ۔ اگر تم اس کے ذریعے سے ہم میں اعلیٰ مرتبہ چاہتے ہو تو ہم تمھیں اپنا سردار مان لیتے ہیں۔ اگر تم اس کے ذریعے سے حکومت چاہتے ہو تو ہم تمھیں اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں۔ یہ جو تمھارے پاس آتا ہے، اگر کوئی (موکل یا جن) ہے، جسے تم دیکھتے ہو۔ وہ تم پر غالب آگیا ہے۔ اور بعض اوقات ایسا بھی ہوا کرتا ہے، تو ہم مال خرچ کریں گے۔ اور تمھارے لیے جھاڑ پھونک کی تدبیر کریں گے۔ کہ تمھیں اس سے نجات دلائیں۔ حتیٰ کہ ہم تمھارے متعلق مجبور ہو جائیں۔

رسول اللہ صلعم کا ارشاد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَابِی مَا تَقُولُونَ مَاجِئْتُ بِمَا

مجھے ان چیزوں میں سے کچھ نہیں چاہیے۔ جو تم

جِئْتُكُمْ بِهٖ اَطْلُبُ اَمْوَالَكُمْ وَلَا الشَّرَفَ فِيْكُمْ وَلَا الْمُلْكَ عَلَيْكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِيْ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا وَّاَنْزَلَ عَلَيَّ كِتَابًا وَّاَمَرَنِيْ اَنْ اَكُوْنَ لَكُمْ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا فَبَلَّغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَاِنْ تَقْبَلُوْا مِنِّيْ مَا جِئْتُكُمْ بِهٖ فَهُوَ حَظُّكُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ـ وَاِنْ تَرُدُّوْهُ عَلَيَّ اَصْبِرُ لِاَمْرِ اللّٰهِ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؞	کہتے ہو۔ جو کچھ بھی میں لایا ہوں، وہ اس لیے نہیں، کہ اس کے معاوضے میں تمھارے مال حاصل کروں، نہ میں تم میں اعلیٰ مرتبہ چاہتا ہوں، نہ تم پر حکومت کا خواہاں ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے تمھاری جانب پیامبر بنا کر بھیجا ہے۔ مجھ پر ایک کتاب اتاری ہے۔ مجھے حکم فرمایا ہے کہ تمھارے لیے خوشخبری سنانے والا اور (برائیوں کے انجام سے) ڈرانے والا ہو جاؤں۔ میں نے تو اپنے پیام پہنچا دیے اور تم سے خیر خواہانہ بات کہہ دی۔ اگر تم نے وہ باتیں مان لیں جو میں تمھارے پاس لایا ہوں تو دنیا و آخرت میں تمھارے لیے خوش نصیبی ہوگی اور اگر تم نے انھیں مجھی پر لوٹا دیا تو میں حکم الٰہی تک صبر کروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ میرے اور تمھارے درمیان فیصلہ فرما دے۔

(یہی الفاظ فرمائے یا جیسا کچھ آپ نے فرمایا) صلی اللہ علیہ وسلم۔

دوسرا مطالبہ انھوں نے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم)، ہم نے جو چیزیں پیش کی ہیں، ان میں سے کسی کو بھی اگر تم قبول نہیں کرتے تو تم اس بات کو تو جانتے ہی ہو کہ لوگوں میں کوئی بھی ہم سے زیادہ تنگ شہر والا نہیں۔ نہ پانی کی قلت میں ہم سے بڑھ کر کوئی ہے اور نہ کوئی ہم سے زیادہ سخت زندگی بسر کرنے والا ہے۔ لہٰذا اپنے پروردگار سے ہمارے لیے دعا کرو! جس نے تمھیں مبعوث کیا ہے۔ خواہ کچھ احکام دے کر مبعوث کیا ہے۔ ہمارے لیے دعا کرو کہ یہ پہاڑ جو ہمارے لیے تنگی کا سامان بنے ہوئے ہیں، پیچھے ہٹا دے، ہمارے شہر کشادہ بنا دے۔ ہمارے لیے ان میں شام و عراق کی سی ندیاں جاری کر دے۔ ہمارے بزرگوں میں سے جو گزر چکے ہیں، انھیں ہماری خاطر زندہ کر دے۔ جن لوگوں کو ہماری خاطر زندہ کیا جائے، ان میں قصی بن کلاب بھی ہوں۔ کیونکہ وہ بڑے سچے بزرگ تھے جو کچھ تم کہتے ہو، ہم ان سے پوچھ لیں، یہ صحیح ہے یا غلط۔ پس اگر انھوں نے تمھاری تصدیق کی۔ اور تم نے وہ چیزیں کر دیں، جن کا ہم نے تم سے سوال کیا ہے تو ہم تمھیں سچا جانیں گے اور اس کے سبب سے تمھاری قدر و منزلت جو اللہ کے پاس ہے وہ ہمارے بھی دل نشین ہو جائے گی اور ہم یہ بھی مان لیں گے کہ اس نے تمھیں رسول بنا کر بھیجا ہے، جیسا کہ تم کہتے ہو۔

رسول اللہ صلعم کا ارشاد آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کا سلام ہو، فرمایا:۔

مَا بِھٰذَا بُعِثْتُ اِلَیْکُمْ اِنَّمَا جِئْتُکُمْ مِنَ اللّٰہِ بِمَا بَعَثَنِیْ بِہٖ وَقَدْ بَلَّغْتُکُمْ مَا اُرْسِلْتُ بِہٖ اِلَیْکُمْ فَاِنْ تَقْبَلُوْہُ فَھُوَ حَظُّکُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاِنْ تَرُدُّوْہُ عَلَیَّ اَصْبِرْ لِاَمْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ۔

میں تمھارے پاس ان چیزوں کے ساتھ مبعوث نہیں ہوا۔ میں صرف وہ چیز لایا ہوں، جو اس نے دے کر بھیجا اور میں نے وہ چیز تمھیں پہنچا دی، جس کے ساتھ مجھے تمھاری طرف مبعوث کیا گیا۔ پس اگر تم نے اسے قبول کر لیا تو وہ دنیا و آخرت میں تمھاری خوش نصیبی ہے اور اگر تم نے اسے مجھی پر لوٹا دیا تو میں حکم الٰہی تک صبر کروں گا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تمھارے درمیان فیصلہ فرما دے۔

تیسرا مطالبہ انھوں نے کہا: جب تم یہ بات ہمارے لیے نہیں کرتے تو اپنی ذات ہی کے لیے کچھ مانگ لو، اپنے پروردگار سے استدعا کرو، وہ تمھارے ساتھ ایک فرشتہ بھیجے کہ جو کچھ تم کہتے ہو، وہ اس کی تصدیق کرے اور تمھاری جانب سے وہ دوبارہ ہم سے کہہ دے، اگر تم رسول ہو، جیسا کہ تم دعویٰ کرتے ہو تو اس سے استدعا کرو کہ وہ تمھارے لیے باغات، محل اور سونے چاندی کے خزانے مہیا کر دے اور ان خزانوں کے ذریعے سے تم کو ان مشغلوں سے بے نیاز بنا دے جن کا محتاج ہم تمھیں دیکھتے ہیں، یعنی تم بازاروں میں اسی طرح کھڑے رہتے ہو، جس طرح ہم کھڑے رہتے ہیں، معاش کی تلاش اسی طرح کرتے ہو، جس طرح ہم کرتے ہیں، ہم بھی تو جان لیں کہ تمھارے پروردگار کے نزدیک تمھاری قدر و منزلت ہے۔

رسول اللہ صلعم کا ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:۔

مَا اَنَا بِفَاعِلٍ مَا اَنَا بِالَّذِیْ یَسْاَلُ رَبَّہٗ ھٰذَا وَمَا بُعِثْتُ اِلَیْکُمْ بِھٰذَا وَلٰکِنَّ اللّٰہَ بَعَثَنِیْ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا۔ فَاِنْ تَقْبَلُوْا مَا جِئْتُکُمْ بِہٖ فَھُوَ حَظُّکُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ وَاِنْ تَرُدُّوْہُ عَلَیَّ اَصْبِرْ لِاَمْرِ اللّٰہِ حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ۔

میں تو ایسا نہ کروں گا اور نہ میں ایسا شخص ہوں جو اپنے پروردگار سے ان باتوں کی استدعا کرے۔ اللہ نے مجھے خوشخبری دینے والا اور برے انجاموں سے، ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ پس اگر تم نے اسے قبول کر لیا، جسے لے کر میں تمھارے پاس آیا ہوں، تو وہ دنیا و آخرت میں تمھارے لیے خوش نصیبی ہوگی اور اگر تم نے اسے مجھی پر لوٹا دیا تو میں حکم الٰہی تک صبر کروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ میرے اور تمھارے درمیان فیصلہ فرما دے۔

انھوں نے کہا (یہ بھی ہو سکتا ہو تو) ہم پر کوئی آسمان کا ٹکڑا گرا دو، جیسا کہ تم نے دعویٰ کیا ہے تمھارا پروردگار چاہے تو (یہ بھی) کر دے گا۔ ہم اس کے بغیر تو ایمان نہیں لانے کے۔

راوی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ذَالِكَ اِلَى اللهِ اِنْ شَآءَ اَنْ يَفْعَلَ بِكُمْ فَعَلَ۔ — یہ اللہ کی مرضی پر ہے اگر اس نے تم سے یہی کرنا چاہا تو (یقین کر لو کہ) وہ ضرور کر دے گا۔

قریش کی یاوہ گوئی

انھوں نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تمھارے پروردگار کو اس بات کا علم نہ ہوا تھا کہ ہم تمھارے ساتھ بیٹھیں گے اور تم سے وہ وہ سوالات کریں گے، جو ہم نے کیے، تم سے ایسے مطالبے کریں گے جو ہم کر رہے ہیں۔ اگر علم ہوتا تو وہ پہلے سے تمھارے پاس آجاتا۔ ہم نے آپس میں جو کچھ سوال و جواب کیے، ان کے جوابات کی تمھیں تعلیم دے دیتا۔ نیز بتا دیتا کہ وہ اس معاملے میں ہم سے کیا کرنے والا ہے۔ جب ہم تمھاری لائی ہوئی باتیں قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔ ہمیں تو خبر ملی ہے کہ تمھیں ان باتوں کی تعلیم یمامہ کا ایک شخص دیا کرتا ہے جس کا نام رحمٰن ہے اور ہم تو واللہ! رحمٰن پر کبھی ایمان نہ لائیں گے۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے تو اپنے عذر تم سے بیان کر دیے۔ واللہ! ہم تو تمھیں چھوڑیں گے نہیں۔ خواہ جو کچھ بھی اثر تم ہم پر ڈالو۔ یہاں تک کہ یا ہم تمھیں مٹا ڈالیں یا تم ہمیں نیست و نابود کر دو۔ ان میں سے بعض نے کہا: ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔ یہاں تک کہ تو اللہ اور فرشتوں کو آمنے سامنے نہ لے آئے۔

جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا تو آپ ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ عبد اللہ بن ابی امیہ (بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم) بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ جو آپ کی پھوپھی عاتکہ بنت عبد المطلب کا بیٹا تھا۔

عبد اللہ بن اُمیّہ کی خدا ناترسی

اس نے آپ سے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) قوم نے آپ پر بہت سی چیزیں پیش کیں۔ آپ نے کسی کو قبول نہیں کیا۔ پھر آپ سے اپنے فائدے کی بہت سی چیزیں طلب کی گئیں، تاکہ ان کے ذریعے سے وہ آپ کی اس قدر و منزلت کو جانیں، جو اللہ کے نزدیک ہے۔ جیسا کہ آپ کہتے ہیں تاکہ وہ آپ کو سچا جانیں اور آپ کی پیروی کریں۔ آپ نے وہ بھی نہیں کیا۔ پھر انھوں نے استدعا کی کہ آپ خود اپنے فائدے کے لیے ایسی چیزیں حاصل کریں، جن سے وہ جانیں کہ آپ کو ان پر برتری ہے اور آپ کی قدر اللہ کے ہاں ہے۔ آپ نے وہ بھی نہیں کیا۔ پھر انھوں نے خواہش کی کہ جس عذاب سے آپ انھیں ڈراتے ہیں۔ اس میں سے

کچھ تھوڑا تو ان پر فوراً لایا جائے۔ آپ نے یہ بھی نہ کیا (یہی الفاظ کہے یا جیسا کچھ آپ سے کہا اس نے
واللہ! میں تو ہرگز آپ پر ایمان نہ لاؤں گا۔ یہاں تک کہ آپ کوئی ایسی سیڑھی حاصل نہ کرلیں جو آسمان کی
جانب جاتی ہو، اور آپ اس پر اس طرح چڑھیں کہ میں دیکھتا رہوں۔ آپ آسمان پر پہنچ جائیں۔ پھر آپ
اپنے ساتھ ایک نوشتہ لائیں اور آپ کے ساتھ فرشتوں میں سے چار ایسے ہوں جو آپ کے موافق گواہی
دیں کہ آپ ایسے ہی ہیں۔ جیسا کہ آپ کہتے ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر آپ نے ایسا کیا بھی تو میرا خیال ہے کہ
میں آپ کی تصدیق نہ کروں گا۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے لوٹ آیا اور آپ گھر والوں
کی جانب غمگین اور متاسف لوٹے۔ کیونکہ قبول دعوت کی جو آرزو لے کر آپ تشریف لائے تھے۔ وہ
زائل ہو چکی تھی۔ بلکہ قوم آپ سے دور ہو گئی تھی۔

ابوجہل کی شقاوت

پھر جب ان کے پاس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے تو ابوجہل نے کہا:
اے گروہ قریش! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تو ہمارے دین پر عیب لگانے
ہمارے آباو اجداد کو گالیاں دینے، ہمارے عقلمندوں کو احمق بنانے اور ہمارے معبودوں کو برا بھلا
کہنے کے سوا ہر بات سے انکار کر دیا۔ جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ میں تو اب عہد کر لیتا ہوں کہ کل کوئی
ایسا بڑا پتھر جسے میں اٹھا سکوں، لے کر اس کے لیے بیٹھوں گا۔ (یہی الفاظ کہے یا اس کے مثل اور الفاظ
کہے) پھر جب وہ نماز کے سجدے میں ہو تو اس سے اس کا سر پھوڑ دوں گا۔ اس کے بعد خواہ تم میری امداد
سے دست بردار ہو جاؤ یا میری حمایت کرو۔ اور بنی عبد مناف مجھ سے جو چاہیں سلوک کریں، انھوں نے کہا:
واللہ! ہم تیری امداد سے کبھی اور کسی قیمت پر بھی دست بردار نہ ہوں گے، تُو جو چاہے، کر۔

جب صبح ہوئی تو ابوجہل نے ایک پتھر ویسا ہی لیا۔ جیسا کہ اس نے کہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی گھات میں بیٹھا رہا۔ صبح سویرے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلا کرتے تھے، نکلے اور جب تک
آپ مکہ میں تھے، آپ کا قبلہ شام کی جانب تھا۔ پس جب آپ نماز پڑھتے تو رکن یمانی اور حجر اسود کے
درمیان پڑھا کرتے۔ اور کعبۃ اللہ کو اپنے اور شام کے درمیان کر لیتے۔

ہیبتِ حق

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے اور قریش بھی
صبح سویرے اپنی مجلسوں میں انتظار کرنے لگے کہ ابوجہل کیا کرتا ہے۔ جب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا تو ابوجہل نے پتھر اٹھایا۔ اور آپ کی جانب چلا۔ یہاں تک کہ آپ
سے قریب ہوا۔ پھر اس حالت میں لوٹا کہ اعضا پاش پاش، چہرے کا رنگ سیاہ، ہیبت زدہ، اس
کے دونوں ہاتھ پتھر ہی پر شل تھے۔ حتیٰ کہ اس نے پتھر ہاتھ سے پھینک دیا۔

قریش کے لوگ اس کے پاس آکھڑے ہوئے۔ اور اس سے کہا: اے ابوالحکم! تجھے کیا ہوگیا؟ اس نے کہا: میں اس کے پاس جاکھڑا ہوا کہ اس سے وہ سلوک کروں، جس کا ذکر تم سے کل رات کر چکا تھا۔ جب میں اس کے نزدیک ہوا تو ایک اونٹ اس کے اور میرے درمیان حائل ہوگیا۔ واللہ! نہ میں نے اس کے ڈیل ڈول کا سا کوئی ڈیل ڈول دیکھا، نہ اس کی گردن کی سی کوئی گردن۔ اور نہ اس کے سے کسی اونٹ کے کبھی دانت دیکھے۔ اس نے مجھے کھانے کا ارادہ کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے بعض نے ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جبریل علیہ السلام تھے۔ اگر وہ پاس آتا تو اسے پکڑ لیتے۔

باب ۴۷

اصحابِ کہف، ذوالقرنین، اور رُوح کے باب میں سوالات

نضر بن الحارث

پھر جب ابوجہل نے یہ بات ان سے کہی تو نضر بن الحارث (ابن کلدہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی) اٹھ کھڑا ہوا۔ (ابن اسحٰق نے کہا: بعض نے اسے النضر بن الحرث بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف کہا ہے)۔

اس نے کہا، اے گروہ قریش! واللہ! تمھارے آگے ایک بڑا اہم معاملہ پیش ہے۔ تمھارے پاس اس کے مقابلے کے لیے اب کوئی تدبیر نہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تم میں یہ حالت تھی کہ وہ ایک نوعمر لڑکا تھا، تم سب میں زیادہ پسندیدہ، گفتگو کے لحاظ سے سب میں زیادہ سچا۔ زیادہ امانت دار، یہاں تک کہ تم نے اس کی زلفوں میں بڑھاپے کے آثار دیکھے اور وہ تمھارے پاس ایک چیز لایا۔ تو تم نے اسے جادوگر بنا دیا۔ نہیں۔ واللہ! وہ جادوگر نہیں۔ ہم نے جادوگروں کی جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈے دیکھے ہیں۔ تم نے کہہ دیا کہ وہ کاہن ہے۔ نہیں۔ واللہ! وہ کاہن نہیں۔ ہم نے کاہنوں کی حرکتیں دیکھی ہیں اور ان کی قافیہ پیمائی سنی ہے۔ تم نے کہہ دیا، کہ وہ شاعر ہے: نہیں، واللہ! وہ شاعر نہیں۔ ہم نے وہ شعر دیکھے ہیں اور اس کی تمام قسمیں سنی ہیں۔ تم نے کہہ دیا کہ وہ دیوانہ ہے، نہیں، واللہ! وہ دیوانہ نہیں، ہم نے دیوانگی بھی دیکھی ہے۔ نہ وہ اختناقی حالت ہے اور نہ دیوانگی کی بے سروپا گفتگو ہے، نہ جنونی ہذیان۔ اے گروہ قریش! تم اپنی حالت پر غور کرلو واللہ! تمھارے سامنے ایک مہتم بالشان معاملہ پیش ہے۔ النضر بن الحارث شیاطین قریش اور ان لوگوں میں سے تھا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے، وہ آپ کی دشمنی پر جما ہوا تھا۔ وہ حیرہ بھی گیا تھا۔ وہاں ایرانی بادشاہوں کے واقعات اور رستم و اسفندیار کے حالات کی تعلیم بھی حاصل کی تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے، اس میں اپنی قوم کو اللہ کی یاد دلاتے اور انھیں ان سے پہلے گزری ہوئی قوموں کی ان آفتوں سے ڈراتے، جو ان پر عذاب الٰہی کی وجہ سے نازل ہوئیں۔ تو آپ کے چلے جانے کے بعد نضر آپ کی جگہ بیٹھ جاتا اور کہتا، اے گروہ قریش! واللہ! میں اس سے بہتر باتیں بیان کرنے والا ہوں۔ پس میرے پاس

آؤ، میں تم سے اس کی باتوں سے بہتر باتیں بیان کرتا ہوں۔ وہ ایرانی بادشاہوں اور رستم واسفندیار کے قصے ان سے بیان کرتا اور کہتا۔ (بتاؤ تو) کون سی بات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھ سے بہتر بیان کی ہے؟

ابن ہشام نے کہا: مجھے جو باتیں معلوم ہوئی ہیں۔ ان میں یہ بات بھی ہے کہ یہی وہ شخص ہے جس نے کہا تھا: "سانزل مثل ما انزل اللہ" میں بھی قریب میں ویسا ہی کلام اتاروں گا جیسا اللہ نے اتارا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھے جو باتیں معلوم ہوئی ہیں، ان میں یہ بات بھی ابن عباس کہا کرتے کہ اس کے متعلق قرآن کی آٹھ آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ اللہ عزوجل کا یہ ارشاد:

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ	جب ہماری آیتیں ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو وہ
اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ	کہتا ہے کہ یہ پرانے زمانے کے قصے ہیں۔

جہاں جہاں قرآن میں اساطیر کا لفظ ہے، وہ سب اسی کے متعلق ہیں۔

علمائے یہود سے مشورہ

پھر جب النضر بن الحارث نے قریش سے ایسا کہا تو انھوں نے اسے اور اس کے ساتھ عقبہ بن ابی معیط کو علمائے یہود کے پاس مدینہ روانہ کیا۔ دونوں سے کہہ دیا کہ یہود کے عالموں سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق پوچھو۔ اس کے حالات بیان کرو اور اس کی باتیں سناؤ۔ کیونکہ وہ لوگ اگلی کتاب والے ہیں، اور ان کے پاس انبیاء کا ایسا علم ہے جو ہمارے پاس نہیں، پس وہ دونوں نکلے، مدینہ پہنچے۔ اور یہود کے عالموں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا، انھیں آپ کے حالات اور آپ کی بعض باتیں سنائیں اور کہا کہ تم لوگ اہل توراۃ ہو، ہم تمھارے پاس اس لیے آئے ہیں کہ ہمارے اس ساتھی کے متعلق کچھ باتیں بتاؤ۔ علمائے یہود نے کہا کہ اس شخص سے تین چیزوں کے متعلق دریافت کرو، جو ہم تمھیں بتا دیتے ہیں، اگر ان تینوں کی اس نے خبر دی تو وہ (خدا کی جانب سے) بھیجا ہوا نبی ہے۔ اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو سمجھ لو کہ وہ باتیں بنانے والا شخص ہے اور اس کے متعلق تم جو رائے چاہو، قائم کر لو۔

اس سے ان نوجوانوں کے متعلق دریافت کرو۔ جو زمانہ گزشتہ میں غائب ہو گئے تھے اور ان کا واقعہ بڑا عجیب ہے۔ پھر اس شخص کے متعلق دریافت کرو جو بڑا سیاح تھا۔ اور جس کی رسائی زمین کے مشرقی اور مغربی حصوں تک ہو چکی تھی۔ پوچھو، اس کا اہم واقعہ کیا تھا۔ نیز اس سے روح کے

متعلق پوچھو کہ اس کی ماہیت کیا ہے۔ اگر اس نے ان چیزوں کے متعلق خبر دی تو اس کے پیرو ہو جاؤ کیونکہ بے شک وہ نبی ہے اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو وہ بڑا باتونی ہے۔ اس کے متعلق تمھیں جو مناسب معلوم ہو، کرو۔

پھر النضر بن الحارث اور عقبہ بن ابی معیط (ابن عمرو بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی،) دونوں مکہ کی جانب چلے۔ اور قریش کے پاس پہنچ گئے۔ ان دونوں نے کہا: اے گروہ قریش! ہم تمھارے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان آخری فیصلے کے متعلق ایک قطعی بات لائے ہیں ہمیں یہود کے عالموں نے بتایا ہے کہ محمد (صلعم) سے چند چیزوں کے متعلق پوچھیں۔ ان کے متعلق خبر دے دی تو وہ نبی ہے اور اگر ان کی خبر نہ دی تو وہ بڑا باتونی ہے۔ پس اس کے متعلق جو چاہو رائے قائم کر لو۔

رسول اللہ صلعم سے سوالات

پس وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں ان جوانوں کے متعلق بتاؤ، جو اگلے زمانے میں غائب ہو گئے تھے۔ اور ان کا ایک عجیب واقعہ تھا۔ اس شخص کا حال بتاؤ، جو بڑا سیاح تھا اور زمین کے مشرقی و مغربی حصوں تک پہنچ چکا تھا۔ ہمیں روح کے متعلق خبر دو کہ اس کی ماہیت کیا ہے؟ راوی نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:۔

أُخْبِرُكُمْ بِمَا سَأَلْتُمْ عَنْهُ غَدًا۔ — تم نے جن چیزوں کے متعلق دریافت کیا ہے، میں ان کے باب میں تمھیں کل خبر دوں گا۔

آپ نے استثنار نہیں کیا۔ یعنی انشاء اللہ نہیں فرمایا۔ لہٰذا وہ لوگ آپ کے پاس سے چلے گئے لوگوں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد پندرہ روز تک ایسی حالت میں رہے کہ آپ کی جانب اللہ کی طرف سے نہ کوئی وحی آئی، نہ آپ کے پاس جبریلؑ آئے یہاں تک کہ مکہ والے فتنے پھیلانے لگے۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہم سے کل کا وعدہ کیا تھا اور اس روز سے آج صبح تک پندرہ روز ہو گئے۔ ہم نے جس چیز کا اس سے سوال کیا تھا اس کے متعلق وہ کچھ نہیں بتاتا۔

یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی کی موقوفی نے آپ کو غم زدہ کر دیا اور آپ پر یہ ایسا گراں ہو گیا کہ مکہ والوں سے وحی کی (نسبت) کوئی گفتگو نہ فرماتے تھے۔ اس کے بعد اللہ عزوجل کے پاس سے جبریلؑ آپ کے پاس سورہ کہف لے کر آئے۔ جس میں ان پر آپ کے غمزدہ

ہونے کے متعلق اللہ کی جانب سے تنبیہہ بھی تھی اور جن نوجوانوں، سیاح اور روح کے بارے میں قریش نے آپ سے پوچھا تھا، ان کی خبریں بھی تھیں۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے بعض نے بیان کیا ہے کہ جبریلؑ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا، اے جبریلؑ! آپ اتنے دن میرے پاس آنے سے رُکے رہے کہ مجھے بدگمانی ہونے لگی۔ تو آپ سے جبریلؑ نے کہا:۔

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ج لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَ مَا بَيْنَ ذَالِكَ ج وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّاه (۱۹ : ۶۴)	ہم نہیں اترتے، مگر آپ کے پروردگار کے حکم سے، جو کچھ ہمارے پیچھے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ وہ سب اسی کی ملک ہے (سب اس کے اختیار میں ہے۔ اس کے حکم کے بغیر ہم کوئی کام کسی طرح نہیں کر سکتے اور آپ کا پروردگار بھول جانے والا تو نہیں)

پھر اللہ تبارک وتعالےٰ نے سورۃ کی ابتدا اپنی تعریف سے فرمائی اور رسول کی نبوت کا ذکر فرمایا۔ کیونکہ انھوں نے آپ کی نبوت سے انکار کیا تھا۔

سورۂ کہف کا نزول

پس فرمایا:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتَابَ۔ (۱۸ : ۱)	تمام تعریف اسی کے لیے ہے۔ جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی۔

عبد سے مراد اللہ تعالیٰ کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ تو میری جانب سے بھیجا ہوا ہے۔ یعنی یہ ثبوت ہے اس کا جو انھوں نے تیری نبوت کے متعلق بعض باتوں کی نسبت سوال کیا تھا۔

وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًاؕ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا۔ ۙ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۙ (۱۸ : ۱تا۳)	اسے ٹیڑھا نہیں بنایا (بلکہ) سیدھا اور معتدل بنایا (یعنی ایسا معتدل جس میں اختلاف نہیں)، تاکہ وہ ڈرائے سخت خوف سے (جو) اس کی جانب سے آنے والا ہے یعنی اس کی فوری سزا سے دنیا میں اور دردناک عذاب سے جو آخرت میں ہونیوالا ہے جس نے تجھے رسول بناکر بھیجا، اور تاکہ وہ خوشخبری سنائے ان ایمان والوں کو جو اچھے کام کر رہے ہیں۔ کہ ان کے لیے ایک بڑا اچھا بدلہ ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ

یعنی وہ (ایسے) دائمی مکان (ہیں) جس میں وہ مریں گے نہیں۔ جن لوگوں نے ان چیزوں کو سچا جانا، جنھیں تو ان کے پاس لایا اور وہ چیزیں بھی انھیں میں سے ہیں، جنھیں ان کے غیروں نے جھٹلایا اور جن اعمال کا تو نے انھیں حکم دیا۔ انھوں نے اس پر عمل کیا۔

وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝ (۱۸: ۴)

اور تاکہ ڈرائے ان لوگوں کو جنھوں نے کہہ دیا کہ اللہ نے ایک بیٹا بنا دیا ہے۔

یعنی قریش کو ان کے اس قول کے متعلق ڈرائے کہ ہم تو فرشتوں کی پرستش کرتے ہیں جو اللہ کی بیٹیاں ہیں۔

مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ۭ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۔ (۱۸: ۵)

نہ انھیں اس کے متعلق کوئی علم ہے، نہ ان کے باپ دادا کو۔ جن سے علمیت کی اور ان کے دین کو عیب لگانا یہ لوگ بہت بری بات سمجھ رہے ہیں، جو بات ان کی زبانوں سے نکل رہی ہے وہ بڑی (خطرناک) ہے۔

یعنی ان کا یہ کہنا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔

اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا (۱۸: ۵)

جھوٹ کے سوا یہ لوگ کچھ نہیں کہتے۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ (یا محمدؐ) عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۔ (۱۸: ۶)

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!) اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائیں تو شاید تو ان کے پیچھے کڑھ کڑھ کر اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دینے والا ہے۔

یعنی آپ کی ان پر غم خواری کے سبب سے کہ وہ موقع چلا گیا۔ جس کی آپ ان سے امید رکھتے تھے، یعنی ایسا نہ کیجیے۔

ابن ہشام نے کہا: ابو عبیدہ نے جو باتیں مجھ سے بیان کیں، ان میں یہ بھی بیان کیا "باخع" کے معنی "مہلک" کے ہیں۔ ذوالرمہ نے کہا ہے:۔

اَلَا اَيُّهٰذَا الْبَاخِعُ الْوَجْدِ نَفْسَهٗ ۔۔۔ لِشَيْءٍ نَحَتْهُ عَنْ يَدَيْهِ الْمَقَادِرُ

اے وہ شخص، جس کی جان کو ایسی چیز کی محبت نے ہلاک کر دیا ہے، جسے قسمتوں نے اس کے ہاتھوں سے دور کر دیا ہے۔

اور یہ شعر اس کے قصیدے کا ہے۔ اور باخع کی جمع باخعون اور بخعۃ دونوں آتی ہیں۔ عرب کہتے ہیں: "قد بخعت له نصحی ونفسی ای جھدت له" میں نے اس کے لیے اپنی نصیحت

اور اپنی جان برباد کر دی یعنی اس کے لیے بہت کوشش کی۔

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ (۱۸ : ۷)	جو چیزیں زمین پر ہیں، ہم نے انھیں اس کے لیے زینت بنایا ہے تاکہ لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں عمل کے لحاظ سے کون بہترین ہے؟

ابن اسحٰق نے کہا: یعنی ان میں کون میرے حکم کو زیادہ بجا لانے اور فرمانبرداری کے کام کون زیادہ کرنے والا ہے؟

وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا (۱۸ : ۸)	بے شک جو کچھ اس پر ہے، ہم اسے ضرور گرد و پارہ پارہ کر دیں گے۔

"اس پر" سے مراد "زمین پر" ہے، یعنی جو کچھ زمین پر ہے، فنا ہو جانے والا، اور باقی نہ رہنے والا ہے۔ اور یہ کہ سب کے پلٹ کر آنے کا مقام میری ہی جانب ہے۔ پس میں ہر شخص کو اس کے کام کی جزا دوں گا۔ لہذا آپ غم خواری نہ کریں۔ اور آپ جو کچھ اس میں دیکھتے اور سنتے ہیں وہ آپ کے غم کا سبب نہ ہو۔

ابن ہشام نے کہا: "الصعید" کے معنی الارض کے ہیں اور اس کی جمع "صعد" ہے۔ ذوالرمّہ نے ایک ہرن کے بچے کی حالت بیان کرتے ہوئے کہا ہے:۔

كَاَنَّهٗ بِالضُّحٰى تَرْمِي الصَّعِيْدَ بِهٖ دَبَّابَةٌ فِي عِظَامِ الرَّاْسِ خُرْطُوْمُ

گویا سر کی ہڈیوں میں سرایت کر جانے والی شراب اسے دن چڑھے زمین پر ڈال دیتی ہے۔

اور یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔ اور صعید کے معنی راستے کے بھی ہیں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے:۔

اِيَّاكُمْ وَالْقُعُوْدَ عَلَى الصُّعُدَاتِ	اپنے آپ کو راستوں پر بیٹھنے سے بچاؤ۔

جس میں صعدات سے مراد راستے ہیں۔ اور الجرز کے معنی اس زمین کے ہیں جو دانے نہیں اگاتی۔ اس کی جمع اجراز ہے: سنۃ جرز اور سنون اجراز وہ سال جن میں بارش نہ ہو اور قحط، خشکی اور شدت ہو۔ ذوالرمّہ نے ایک اونٹ کی حالت بیان کرتے ہوئے کہا ہے:۔

طَوَى النَّحْزُ وَالْاَجْرَازُ مَا فِيْ بُطُوْنِهَا فَمَا بَقِيَتْ اِلَّا الضُّلُوْعُ الْجَرَاشِعُ

(مہمیز کی چبھن اور بنجر زمینوں نے دبے آب و گیاہ میدانوں کے سفروں

نے) اس کے پیٹ میں کی تمام چیزوں کو لپیٹ لیا ہے۔ پس بجز ابھرے ہوئے
سینے کی ہڈیوں کے کچھ باقی نہیں رہا۔

ابن اسحٰق نے کہا: اس کے بعد اللہ تعالٰے نے ان نوجوانوں کے قصے کی طرف توجہ فرمائی۔ جس کے متعلق قریش نے سوال کیا تھا۔ فرمایا:۔

"واقعۂ اصحابِ کہف"

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ
وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝
(۱۸ : ۹)

(اے مخاطب) کیا تو نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اصحاب کہف و رقیم ہماری نشانیوں میں سے عجیب نشانی تھے۔

یعنی میری نشانیاں، جو میں نے اپنے بندوں پر اپنی حجتیں بنا رکھی ہیں، ان کا واقعہ ان سے بھی زیادہ عجیب تھا۔

رقیم وہ نوشتہ ہے، جس میں ان کے حالات لکھے گئے تھے۔ اس کی جمع رقم ہے۔ العجاج نے کہا ہے:۔

وَمُسْتَقَرِّ الْمُصْحَفِ الْمَرْقُوْمِ

(اور لکھے ہوئے مصحف کی قرارگاہ کو (اس نے دیکھا)

یہ شعر اس کے بحر رجز کے قصیدے کا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا: اس بارے میں اللہ تعالٰی نے فرمایا:

اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ
فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ
رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا
رَشَدًا ۝ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ
فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝
ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَىُّ الْحِزْبَيْنِ
اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝
(ثم قال اللہ تعالٰے) نَحْنُ نَقُصُّ
عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ط اِنَّهُمْ
فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ

(اس وقت کو یاد کرو) جب چند نوجوانوں نے ایک غار کی جانب پناہ لی۔ پھر کہا، اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما۔ اور ہمارے معاملے میں ہمارے لیے سیدھی راہ پر ثابت قدمی مہیا فرما۔ تو ہم نے اس درے میں چند گنتی کے برسوں تک ان کے کانوں پر تھپکیاں دے دیا (ان کے کانوں پر پردہ ڈال دیا یعنی انھیں بے خبر کر دیا)، پھر ہم نے انھیں اٹھا کھڑا کیا تاکہ جانیں اس مدت کو جس میں وہ رہے۔ ان دونوں گروہوں میں سے کون زیادہ گھیر لینے والا ہے (یعنی کون زیادہ یاد رکھنے والا ہے)، پھر اللہ تعالٰے نے فرمایا، ہم تجھ سے ان کا اہم واقعہ

هُدًى ۝ وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ۝

(۱۸ : ۱۰ تا ۱۴)

صحیح صحیح بیان کرتے ہیں۔ یعنی صحیح حالات، وہ چند نوجوان تھے۔ جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور راست روی میں ہم نے انھیں اور بڑھا دیا تھا۔ اور ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط بنا دیا۔ جب وہ (مستعد ہوکر) کھڑے ہو گئے تو انھوں نے کہا، ہمارا پالنے والا تو وہ ہے جو زمین اور آسمانوں کا پروردگار ہے۔ اسے چھوڑ کر ہم کسی اور معبود سے ہرگز استدعا نہ کریں گے اگر ایسا کیا تو بے شبہ ہم نے (حق سے) دور کی بات کہی۔

ؔ

ؔ

یعنی انھوں نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا۔ جس طرح تم لوگوں نے میرے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک بنا رکھا ہے، جن کے متعلق تمھیں کوئی علم نہیں۔

ابن ہشام نے کہا، شطط کے معنی غلو اور حق سے تجاوز کرنے کے ہیں۔ بنی قیس بن ثعلبہ کے اعشیٰ نے کہا ہے:۔

لَا يَنْتَهُوْنَ وَلَا يَنْهٰى ذَوِي شَطَطٍ ... كَالطَّعْنِ يَذْهَبُ فِيْهِ الزَّيْتُ وَالْفُتُلُ

حق سے تجاوز کرنے والے (اپنی شرارتوں سے کبھی) باز نہیں رہتے اور انھیں برچھیوں کا ایسا زخم بھی باز نہیں رکھتا۔ جس میں تیل اور فتیلہ دونوں غائب ہو جائیں۔

یہ شعر اس کے قصیدے کا ہے۔

هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ

ہماری قوم کی حالت یہ ہے کہ انھوں نے اس (خدا) کو چھوڑ کر بہت سے معبود بنا رکھے ہیں، وہ ان کے متعلق کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں پیش کرتے؟ پس کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے، جس نے اللہ پر جھوٹے الزام لگائے اور جب تم نے ان سے اور ان چیزوں سے جن کی وہ اللہ کو چھوڑ کر پرستش کرتے ہیں، کنارہ کشی کر لی ہے تو کسی درّے میں سر چھپا لو۔ تمھارا پروردگار اپنی رحمت تمھارے لیے پھیلا دے گا اور تمھارے لیے

مِنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۔ وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَّزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَ إِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَ هُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۔	تمھارے کام میں آسانی مہیا کر دے گا، اور (اے مخاطب)، تو دیکھے گا کہ جب سورج نکلتا ہے تو ان کے درے کو سیدھی جانب چھوڑ کر جھکتا ہوا چلا جاتا ہے اور جب ڈوبتا ہوتا ہے تو انھیں بائیں جانب چھوڑ کر کتراتا جاتا ہے اور وہ ہیں کہ اس درے کے وسیع حصے میں ہیں۔
(۱۸ : ۱۵ تا ۱۷)	

"سلطان بیّن" کے معنی "حجۃ بالغہ" کے ہیں، یعنی دل میں اثر کرنے والی دلیل۔

تشریح الفاظ ابن ہشام نے کہا: تزاور کے معنی تمیل کے ہیں، جو زور سے متعلق ہے، یعنی کتراتا ہے۔ انحراف کرتا ہے۔ امرأ القیس بن حجر نے کہا ہے:۔

وَاِنِّيْ زَعِيْمٌ اِنْ رَجَعْتُ مُمَلَّكًا ۔۔۔ بِسَيْرٍ تَرَى مِنْهُ الْفُرَانِقَ اَزْوَرَا

میں سردار قوم ہوں، مختار ہوں۔ اگر چاہوں تو ایسی رفتار سے لوٹوں کہ خطوط رساں بھی اس رفتار سے کترائے (اور) اس رفتار کے اختیار کرنے سے حیلے حوالے کرے۔

یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے، ابوالزحف الکلیبی ایک شہر کی حالت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:۔

جَأْبُ الْمُنَدَّى عَنْ هَوَانَا اَزْوَرُ ۔۔۔ يُنْضِي الْمَطَايَا خِمْسُهُ الْعَشَنْزَرُ

اس شہر کے اونٹوں کے چرنے کی زمین سخت ہے۔ ہماری خواہشوں سے کتراتی ہے (یعنی ہمارے فطری مطالبے کو پورے نہیں کر سکتی)، پانچ روز میں ایک وقت پانی پلانے کی سخت حالت اونٹوں کو دُبلا کر دیتی ہے۔

یہ دونوں شعر اس کے ایک بحر رجز کے قصیدے کے ہیں۔

تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ کے معنی تجاوزهم وتتركهم عن شمالها یعنی انھیں اپنی بائیں جانب چھوڑ کر ان سے آگے بڑھ جاتا ہے۔ ذوالرمّہ نے کہا ہے:۔

اِلٰى ظُعُنٍ يَقْرِضْنَ اَقْوَازَ مُشْرِفٍ ۔۔۔ شِمَالًا وَعَنْ اَيْمَانِهِنَّ الْفَوَارِسُ

(میرا میلان ہے) ان ہودہ کسے ہوئے اونٹوں کی جانب جو ریت کے بڑے بڑے اور بلند ٹیلے اپنے بائیں بازو چھوڑ کر کتراتے چلے جاتے ہیں اور ان کے سیدھے

زروجی ریت کے ٹیلے ہوتے ہیں۔

اور یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔

الفجر کے معنی السعة یعنی کشادگی کے ہیں۔ اس کی جمع الفجار ہے۔ شاعر نے کہا ہے:

اَلْبَسْتَ قَوْمَكَ مَخْزَاةً وَّ مَنْقَصَةً حَتّٰى اُبِيْحُوْا وَ خَلُّوْا فَجْوَةَ الدَّارِ

تو نے اپنی قوم کو رسوائی اور عیب کا لباس پہنا دیا (تو نے انھیں رسوا کر دیا) یہاں تک کہ ہر شخص انھیں اپنے تصرف کے لیے جائز سمجھنے لگا۔ اور انھوں نے اپنے گھروں کے وسیع صحن چھوڑ دیے۔

ذَالِكَ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ (۱۸:) وہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

یعنی ان لوگوں پر حجت ثابت کرنے کے لیے، جو اہل کتاب میں سے ہیں اور ان کے یہ حالات جانتے ہیں اور جنھوں نے آپ کی صداقتِ نبوت دریافت کی اور کفار نے جو خبر دی تھی، اس کی تحقیق کے لیے ان کافروں کو ان اصحاب کہف کے متعلق آپ سے ان سوالات کا حکم دیا تھا۔

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝ وَ تَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖ وَّ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ (۱۸: ۱۷ تا ۱۸)

جسے اللہ راہ پر لگا دے، وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہ کر دے تو تو اس کے لیے کوئی سرپرست اور کوئی رہنما نہ پائے گا، تم لوگ انھیں جاگتا سمجھتے ہو حالانکہ وہ سو رہے ہیں اور ہم انھیں سیدھی اور بائیں (طرف)، کو پلٹاتے رہتے ہیں اور ان کا کتا اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے صحن میں یا دروازے میں ہے۔

ابن ہشام نے کہا: الوصید کے معنی الباب یعنی دروازے کے ہیں۔

عبسی نے جس کا نام عبید بن وہب تھا، کہا ہے:

بِاَرْضِ فَلَاةٍ لَا يُسَدُّ وَصِيْدُهَا عَلَيَّ وَ مَعْرُوْفِيْ بِهَا غَيْرُ مُنْكَرِ

(یہ واقعہ) ایک بے آب و گیاہ جنگل کا ہے، جس کا دروازہ مجھ پر بند نہیں کیا جاتا (وہاں جانے سے مجھے کوئی نہیں روکتا۔) اور جہاں میری نیکی مشہور ہے۔

اور یہ شعر اس کے اشعار میں سے ہے۔

وصید کے معنی فناء یعنی صحن کے بھی ہیں، اس کی جمع وَصَائد۔ وُصُد، وُصدان اُصُد اور اُصدان ہے۔

کیفیت وتعداد اصحابِ کہف

لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۝ (الی قولہ) قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ (اهل السلطان و الملك منهم) لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ۝ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ (لا علم لهم) وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۭ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ڬ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَاۗءً ظَاهِرًا ۔

(۱۸ : ۱۸ تا ۲۲)

وَلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ۝ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّىْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۝ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ ۡ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ۔

(۱۸ : ۲۲ تا ۲۴)

اگر تو انھیں اوپر سے دیکھ لے تو ان کے پاس سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیگا، اور ان سے رعب زدہ ہو جائے گا۔ (اس کے زمانہ) جن لوگوں نے ان کے معاملوں پر غلبہ پالیا تھا، انھوں نے کہا "دیکھ)۔ (اس سے مراد ان میں کے وہ لوگ ہیں جنھیں سلطنت وحکومت حاصل تھی) ہم ان پر مسجد بنالیں گے۔ عنقریب یہ لوگ کہیں گے کہ وہ تین ہیں اور ان میں چوتھا ان کا کتا ہے اور (بعض) کہیں گے کہ وہ پانچ ہیں اور ان کا چھٹا ان کا کتا ہے۔ بے دیکھے سنگ باری۔ (انھیں ان کے متعلق کچھ علم نہیں)، اور کہیں گے کہ وہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا ہے۔ (اے نبیؐ) کہہ دے میرا پروردگار ان کی تعداد خوب جانتا ہے، انھیں چند لوگوں کے سوا کوئی نہیں جانتا پس تو ان سے بجز ظاہری بات چیت کے کوئی بحث نہ کر یعنی اپنی برتری جتانے کی کوشش نہ کر۔

اور نہ ان کے بارے میں ان لوگوں سے کسی سے کچھ دریافت کر، کیونکہ انھیں ان کے متعلق کوئی علم نہیں، اور انشاء اللہ کہے بغیر ہرگز کسی چیز کے متعلق (کچھ) نہ کہنا کہ میں اسے کل ضرور کروں گا اور جب کبھی تو (انشاء اللہ کہنا) بھول جائے تو جب یاد آئے، اپنے پروردگار کو یاد کرے (یعنی انشاء اللہ کہہ دے)، اور کہہ امید ہے کہ میرا پروردگار اس سے زیادہ حق سے قریب راستے کی جانب میری رہنمائی فرمائے گا۔

❁

یعنی ایسی چیز کی نسبت جس کے متعلق یہ لوگ تجھ سے پوچھیں، ایسا نہ کہنا، جس طرح تو نے (بغیر انشاء اللہ کہنے کے) کہہ دیا تھا کہ میں تمھیں اس کے متعلق کل خبر دوں گا۔ جب کبھی تو بھول جائے تو اپنے پروردگار کو یاد کر لیا کر اور اللہ تعالیٰ کے ارادے کی صورتوں کو اس سے علیحدہ کر دیا کر۔ یہ کہہ دیا کر، امید ہے کہ جس چیز کے متعلق تم نے مجھ سے سوال کیا ہے، اس سے بہتر راہ ہدایت مجھے میرا پروردگار بتا دے گا۔ کیونکہ تو نہیں جانتا، اس معاملے میں میں کیا کرنے والا ہوں۔

وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوا تِسْعًا ۝ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۚ لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ط مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ۝

(۱۸ : ۲۵ تا ۲۶)

(وہ کہیں گے کہ) وہ اپنے درے میں تین سو سال رہے اور انھوں نے اس پر نو کی زیادتی کی یعنی قریب میں وہ لوگ ایسا کہیں گے، کہہ دے کہ اللہ اس (حالت یا مدت) کو زیادہ جاننے والا ہے، جس میں وہ لوگ رہے آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزیں اسی کی ملک میں وہ انھیں خوب دیکھتا، سنتا ہے اس کے سوا ان کا کوئی سرپرست نہیں اور نہ اس کے حکم میں کوئی دخل دیتا ہے۔

ذوالقرنین

یعنی جن چیزوں کے متعلق ان لوگوں نے تجھ سے پوچھا ہے، ان میں سے کوئی بھی چیز اس سے مخفی نہیں۔

اور اس سیاح شخص کی نسبت جس کے متعلق انھوں نے آپ سے پوچھا تھا۔ فرمایا:-

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ط قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۔ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۝ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۝

(۱۸ : ۸۴ تا ۸۵)

اور لوگ تجھ سے ذوالقرنین کے متعلق دریافت کرتے ہیں، تو کہہ دے: ابھی میں تمھیں اس کا حال پڑھ کر سناتا ہوں ہم نے اسے زمین میں اقتدار دیا تھا اور ہر چیز کے ذریعے اسے دے دیے تھے۔ پس وہ ایک ذریعے کے پیچھے ہو لیا۔

یہاں تک کہ ان کے حالات آخر تک بیان فرما دیے۔

ذوالقرنین کے حالات یہ تھے کہ اسے ایسی چیزیں دی گئی تھیں، جو اس کے سوا کسی کو نہیں دی گئیں اور اسے وسیع اسباب دیے گئے تھے۔ یہاں تک کہ وہ زمین کے مشرقی اور مغربی شہروں تک پہنچ گیا۔ کسی ایسی سرزمین پر اس نے قدم نہ رکھا، جس کے رہنے والوں پر اس کا تسلط نہ ہو گیا ہو۔ یہاں تک کہ مشرق و مغرب کے ان مقاموں تک وہ پہنچ گیا، جس کے پیچھے مخلوق خدا میں سے کوئی چیز نہ تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے حالات بیان کرنے والے ایک شخص نے عجمیوں سے ان علوم کی روایت بیان کی جو انھوں نے ورثے میں پائے تھے کہ ذوالقرنین مصر والوں میں سے ایک شخص تھا جس کا نام مرزبان ابن مرزبہ الیونانی تھا۔ جو یونان بن یافث بن نوح کی اولاد میں سے تھا۔

ابن ہشام نے کہا: اور اس کا نام اسکندر تھا، اسی نے اسکندریہ کی بنیاد رکھی تھی۔ اور یہ شہر اسی سے منسوب ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ثور بن یزید نے خالد بن معدان الکلائی سے روایت بیان کی ہے۔ (اور وہ ایسے شخص تھے، جنھوں نے اسلام کا زمانہ پایا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذوالقرنین کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

ملك مسح الارض من تحتها بالاسباب، وہ ایک بادشاہ (یا فرشتہ) تھا جس نے بذریعہ اسباب نیچے سے زمین کی پیمایش کی تھی۔

اور خالد نے یہ بھی کہا: عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سنا کہ ایک شخص کسی کو "اے ذوالقرنین" کہہ کر پکار رہا ہے۔ فرمایا: اللہ معاف فرمائے۔ انبیاء کے نام رکھنے سے تم لوگوں کی تسلی نہ ہوئی کہ فرشتوں کے نام بھی رکھنے لگے۔

ابن اسحٰق نے کہا، اللہ بہتر جانتا ہے کہ حقیقت میں اس میں سے کونسی بات تھی، نہ معلوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا۔ یا نہیں۔ غرض اگر آپ نے یہ بات، فرمائی ہے تو جو کچھ آپ نے فرمایا، وہ حق ہے۔

حقیقتِ روح

ان لوگوں نے آپ سے روح کے متعلق جو پوچھا تھا۔ اس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ط قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ۔ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ○

(۱۷: ۸۵)

یہ لوگ تجھ سے روح کی نسبت پوچھتے ہیں، تو کہہ دے کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے۔ (اس سے زیادہ تم اور کیا سمجھ سکتے ہو کیونکہ) حالت یہ ہے کہ بجز تھوڑے سے علم کے تمھیں دیا ہی کیا گیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا: ابن عباس کی روایت مجھ سے بیان کی گئی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہود کے عالموں نے کہا: اے محمدؐ! کیا تم نے اپنے کلام "بجز تھوڑے سے علم کے دیا ہی کیا گیا ہے" پر غور بھی کیا ہے؟ اس سے تمھارا روئے سخن ہماری جانب ہے یا اپنی قوم کی جانب؟

فرمایا: کلا، ایسا نہیں (یعنی میرا روئے سخن نہ خاص تمھاری جانب ہے، نہ خاص اپنی قوم کی جانب، بلکہ عام ہے) انھوں نے کہا، تم اس کتاب میں جو تمھارے پاس آئی ہے، پڑھتے ہو کہ "ہمیں تورات دی گئی ہے جس میں ہر چیز کا بیان ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّھَا فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ قَلِیْلٌ وَ عِنْدَ کُمْ فِیْ ذٰلِکَ مَا یَکْفِیْکُمْ لَوْ اَقَمْتُمُوْہُ۔	اللہ کے علم (کے مقابلے) میں تو وہ بھی تھوڑی ہی ہے تمھارے پاس اس میں سے صرف اسی قدر ہے جو تمھارے لیے کافی ہو۔ کاش تم اسے قائم رکھو اور اس کے پابند رہو۔

باب ۴۹

قریش کی بے باکی اور خدا ناترسی

کلماتُ اللہ کی بے نہایتی

ابن اسحٰق نے کہا: پس اللہ تعالےٰ نے اس کے متعلق جو انھوں نے آپ سے دریافت کیا تھا، نازل فرمایا:

وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝

(۳۱ : ۲۷)

درخت کی قسم میں سے جو جو چیزیں زمین میں ہیں، اگر وہ سب قلم بن جائیں اور سمندر اس کے لیے روشنائی اور اس کے بعد اور سات سمندر (اس امداد کی امداد کے لیے)، ہوں تو (بھی)، اللہ تعالیٰ کی باتیں ختم نہ ہوں۔ بے شک اللہ بڑے غلبے والا اور حکمت والا ہے۔

یعنی تورات بھی اس خدائی علم کا ایک حصہ ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا: آپ کی قوم نے آپ سے جو اپنے فائدے کے لیے مطالبے کیے تھے کہ پہاڑوں کو چلایا جائے یا زمین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔ یا ان کے آبا و اجداد میں سے جو لوگ مر چکے ہیں، انھیں زندہ کیا جائے۔

حکمرانی صرف اللہ کے لیے ہے

اس کی نسبت اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِیْعًا ؕ

(۱۳ : ۳۱)

اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا، جس کے ذریعے سے پہاڑوں کو چلایا گیا ہوتا، یا اس کے ذریعے سے زمین کے ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے ہوتے یا اس کے ذریعے سے مُردوں سے بات کرائی گئی ہوتی (تو اس قرآن سے بھی ایسے تمام کام لیے جاتے۔ لیکن معاملہ ایسا نہیں) بلکہ حکمرانی سب کی سب اللہ (ہی) کی ہے۔

یعنی ان میں سے کوئی بھی بات نہیں ہو سکتی، جب تک میں نہ چاہوں۔

ان لوگوں نے آپ کی ذات کے لیے بعض چیزوں کے حاصل کر لینے کا مطالبہ کیا تھا، یعنی آپ اپنے لیے باغات، محلات اور خزانے حاصل کر لیں، اور اپنے ساتھ ایک فرشتہ لائیں کہ آپ جو کچھ کہیں، وہ آپ کی تصدیق کرے، آپ کی طرف سے مدافعت کرتا رہے۔

کفّار کے بے معنی مطالبے اللہ تعالیٰ نے ان کے اقوال آپ پر نازل فرمائے:۔

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ط لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۙ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ط وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۔ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۔ تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ۔

(۲۵: ۷ تا ۱۰)

اور انھوں نے کہا، اس رسول کو کیا ہو گیا ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے اس کی جانب کوئی فرشتہ کیوں نہ اتارا گیا کہ وہ اس کے ساتھ (لوگوں کو) ڈرانے والا ہوتا یا اس کی جانب کوئی خزانہ ڈال دیا جاتا یا اس کے لیے کوئی باغ ہوتا کہ وہ اس میں سے کھاتا اور ظالموں نے تو کہہ دیا کہ (لوگو!) تم تو ایک سحر زدہ شخص کی پیروی کرتے ہو۔ دیکھ تو! انھوں نے تیرے لیے کیسی کیسی مثالیں دیں۔ پھر وہ ایسے گمراہ ہوئے کہ کسی راہ پر چلنے کی وہ سکت نہیں رکھتے، برکت والی ہے وہ ذات جو اگر چاہے تو اس سے بدرجہا اچھی چیزیں تیرے لیے مہیا کر دے۔

یعنی بازاروں میں چلنے اور معاش تلاش کرنے سے بدرجہا بہتر حالات تیرے لیے مہیا کر دے۔

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۔ (۲۵: ۱۰)

باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں اور بنا دے تیرے لیے محل۔ وہ حالات تیرے لیے ان سے بھی بہتر ہوں۔

سنّتِ انبیاء آپ پر اسی بارے میں ان کا یہ قول نازل فرمایا:۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ط وَجَعَلْنَا

ہم نے تجھ سے پہلے رسولوں کو نہیں بھیجا۔ مگر وہ بھی کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلا پھرا کرتے تھے۔ اور ہم نے تم میں سے بعض کو بعض کے لیے آزمائش

بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ط اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ۝ (۲۵: ۲۰)

بنا دیا ہے کہ تم ہماری بنائی ہوئی اس آزمائش پر صبر کرو گے، تمہارا پروردگار تو دیکھنے والا ہی ہے۔

یعنی میں نے تم میں سے بعض کو بعض کے لئے آزمائش اس لیئے بنایا ہے کہ تم صبر کرو اور اگر میں چاہتا کہ ساری دنیا کو اپنے رسولوں کے ساتھ ایسا کردوں کہ وہ مخالفت نہ کریں تو کر دیتا۔

ایمان کی بے محل شرطیں

عبداللہ بن ابی امیہ نے جو کہا تھا۔ اس کے متعلق آپ پر (یہ) نازل فرمایا:۔

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۝ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۝ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۝ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ط وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ط قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝

(۱۷: ۹۰ تا ۹۳)

اور انھوں نے کہا کہ ہم تو تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ تو ہمارے لیے زمین میں سے چشمے جاری کردے۔ یا تیرے لیے کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو اور پھر تو اس میں بہت سے چشمے بہا دے یا جس طرح تو نے دعویٰ کیا ہے، آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے (بطور عذاب کے) ہم پر گرا دے یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آئے یا تیرے لیے کوئی سنہرا مکان بن جائے یا تو آسمان میں چڑھ جائے اور ہم تیرے چڑھنے پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ یہاں تک کہ تو ہم پر ایک کتاب اتار لائے کہ ہم اسے پڑھیں، تو کہہ دے کہ میرا پروردگار تو (ہر قسم کی مجبوری سے) پاک ہے (وہ جو چاہے کرسکتا ہے مگر) کیا میں بشر اور رسول کے سوا (کچھ اور) ہوں؟۔

ینبوع، کسف اور قبیل

ابن ہشام نے کہا: ینبوع اس پانی کو کہتے ہیں جو زمین وغیرہ سے ابلے اور اس کی جمع ینابیع ہے۔ ابن ہرمہ نے جس کا نام ابراہیم بن عبدالفہری ہے، کہا ہے:۔

وَاِذَا هَرَقْتَ بِكُلِّ دَارٍ عَبْرَةً ۔۔۔ نُزِفَ الشُّؤُوْنُ وَدَمْعُكَ الْيَنْبُوْعُ

اور جب تو ہر گھر میں ایک ایک آنسو بہائے تو (تیری) آنکھوں کے گوشے تو سوکھ جائیں گے، لیکن تیرے آنسو ابلے جا رہے ہوں گے۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور کسف کے معنی عذاب کے ٹکڑوں کے ہیں۔ اس کا واحد کسفۃ ہے، سدرۃ اور سدر کی طرح، اور قبیل کے وہی معنی ہیں جو مقابلہ کے ہیں۔ مقابلۃً و معاینۃً ایک ہی معنی میں کہا جاتا ہے۔ اس کے معنی وہی ہیں جو یَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا۔ یعنی عیاناً، آنکھوں کے سامنے، روبرو۔ ابو عبیدہ نے اعشیٰ بن قیس بن ثعلبہ کا یہ شعر مجھے سنایا:۔

اَصَالِحُكُمْ حَتّٰى تَبُوْءُوْا بِمِثْلِهَا ۔۔۔ كَصَرْخَةِ حُبْلٰى يَسَّرَتْهَا قَبِيْلُهَا

میں تم سے صلح کرنے میں پیش قدمی کرتا ہوں۔ تاکہ تم بھی اسی کے سے (سلوک) کے اہل بن جاؤ۔

یعنی صلح کے لیے تیار ہو جاؤ، جس طرح حاملہ کی چیخ پکار کے وقت اس کی قابلہ اس کے لیے آسانی پیدا کر دیتی ہے۔ قابلہ کو اسی لیے قابلہ کہا جاتا ہے کہ وہ حاملہ کے روبرو ہوتی ہے، یا اس لیے کہ وہ اس کے بچے کی کفیل اور ضامن ہوتی ہے۔ اور یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔ اور قبیل کے معنی جماعت کے بھی ہیں۔ جس کی جمع قبل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے۔ وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا۔ ہر چیز کو جماعت جماعت بنا کر ہم نے ان کے پاس پیش کر دیا۔ پس قبل قبیل کی جمع ہے۔ جیسے سبل سبیل کی۔ اور سرر سریر کی اور قمص قمیص کی۔ اور قبیل کا لفظ کہاوت میں بھی استعمال ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں: مَا يَعْرِفُ قَبِيْلًا مِنْ دَبِيْرٍ۔ وہ شخص آنے والے اور جانے والے میں تمیز نہیں کرتا۔ کمیت بن زید نے کہا ہے:۔

تَفَرَّقَتِ الْاُمُوْرُ بِوَجْهَتَيْهِمْ ۔۔۔ فَمَا عَرَفُوا الدَّبِيْرَ مِنَ الْقَبِيْلِ

معاملے (ادھر اُدھر) اس کی دونوں جانب ایسے پھیل گئے کہ وہ آنے اور جانے والے کو نہ پہچان سکے۔

کہا جاتا ہے کہ شاعر کی مراد اس دبیر و قبیل سے رسی کا بٹنا ہے جو رسی ہاتھ کی جانب (یعنی اوپر کی طرف) بٹی جائے، اسے قبیل کہتے ہیں اور جو انگلیوں کی جانب بٹی جائے اسے دبیر کہتے ہیں اور یہ اسی اقبال و ادبار سے متعلق ہے۔ جس کا ذکر میں نے کر دیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد تکلے کی بافت ہے۔ جب زانو کی جانب بٹی جائے تو وہ قبیل اور جب کوٹے کی جانب بٹی جائے تو وہ دبیر کہلاتی ہے اور قبیل کے معنی آدمی کے قبیلے کے بھی ہیں۔

زخرف | اور زخرف کے معنی ذہب کے ہیں، یعنی سونا اور مزخرف کے معنی مزین بالذہب۔

یعنی طلائی۔ عجاج نے کہا ہے:۔

مِنْ طَلَلٍ اَمْسٰی تَخَالُ الْمُصْحَفَا   رُسُوْمَهٗ وَالْمُذْهَبَ الْمُزَخْرَفَا

اس کھنڈر کے سنہری اور طلاکار نقش و نگار شام کے وقت مصحف کے سے معلوم ہوتے ہیں۔

اور یہ دونوں شعر اس کے بحر رجز کے ایک قصیدے کے ہیں، اور ہر زینت والی چیز کو بھی مزخرف کہا جاتا ہے۔

رحمٰن سے سرتابی

ابن اسحٰق نے کہا، ان لوگوں نے کہا تھا: ہمیں خبر پہنچی ہے کہ تمھیں یمامہ کا رہنے والا کوئی شخص تعلیم دیتا ہے، جس کا نام رحمٰن ہے، ہم تو اس پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے، اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمائی:۔

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِیْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَاۡ عَلَیْهِمُ الَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ وَهُمْ یَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْهِ مَتَابِ ○

(۱۳ : ۳۰)

اسی طرح ہم نے تجھے ایسی قوم میں بھیجا، جس سے پہلے بہت سی قومیں گزر چکی ہیں۔ تاکہ تو انھیں وہ چیزیں پڑھ کر سنائے، جن کی وحی ہم نے تیری جانب کی ہے، حالانکہ وہ رحمٰن کا انکار کرتے ہیں۔ (اے نبیؐ) کہہ دے کہ وہ تو میرا پروردگار ہے، اس کے سوا تو کوئی معبود ہی نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسا کیا ہے اور اسی کی جانب لوٹ کر جانا ہے۔

ابوجہل سے مواخذہ

ابوجہل بن ہشام کی باتوں اور جو اس نے آپؐ کے متعلق ارادہ کیا تھا اس کے باب میں آپ پر اتارا:۔

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی ۙ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ؕ اَرَءَیْتَ اِنْ كَانَ عَلَی الْهُدٰٓی ۙ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی ؕ اَرَءَیْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی ؕ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی ؕ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِیَةِ ۙ نَاصِیَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۚ

کیا تو نے اس شخص کے متعلق غور کیا ہے جو روکتا ہے ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے؟ کیا تو نے غور کیا ہے کہ اگر وہ سیدھی راہ پر ہوتا یا اس نے پرہیزگاری کا حکم دیا ہوتا (تو کس قدر بہتر ہوتا؟ اے مخاطب ذرا) تو یہ تو بتا کہ اگر اس نے جھٹلایا اور روگردانی کی تو کیا وہ (یہ بات بھی) نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے؟ اگر وہ یوں نہیں باز آیا تو ہم ضرور اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچتے

فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ ۙ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ ۙ كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۩

(۹۶ : ۹ تا ۱۹)

کھینچیں گے وہ پیشانی جو جھوٹی (اور) خطاکار ہے۔ وہ اپنی مجلس (والوں) کو پکارے اور ہم (بھی) زبانیہ (دوزخ کے متنظمین) کو بلائیں گے (پھر وہ دیکھے کہ غالب کون رہتا ہے) دیکھ اس کی بات نہ مان اور سجدہ کر اور (مجھ سے) نزدیک ہوتا چلا جا۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

تشریح الفاظ ابن ہشام نے کہا، لَنَسْفَعًا کے معنی لنجذبن اور لناخذن کے ہیں، یعنی ہم ضرور پکڑیں گے اور کھینچیں گے۔ شاعر نے کہا ہے:۔

قَوْمٌ إِذَا سَمِعُوا الصُّرَاخَ رَأَيْتَهُمْ ... مِنْ بَيْنِ مُلْجِمِ مُهْرِهٖ أَوْ سَافِعِ

وہ لوگ ایسے ہیں کہ جب انھوں نے کسی فریاد کی آواز سنی تو تُو دیکھے گا وہ دونوں حالتوں کے درمیان ہوں گے۔ اپنے بچھیرے کو لگام دے رہے ہوں گے یا اس کی ایال پکڑے ہوئے۔

یعنی فوری امداد کے لیے یا تو ایال کے بال پکڑ کر سوار ہو جائیں گے یا لگام چڑھا کر بغیر زین کے فوراً نکل جائیں گے۔

معنی نادی اور نادی کے معنی اس مجلس کے ہیں، جس میں لوگ جمع ہوتے اور اپنے معاملوں کا فیصلہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے:۔

وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ۔ تم اپنی مجلسوں میں برے کاموں کے مرتکب ہوتے ہو۔

عبید الابرص نے کہا ہے:۔

اِذْهَبْ إِلَيْكَ فَإِنِّي مِنْ بَنِي أَسَدٍ ... أَهْلِ النَّدِيِّ وَأَهْلِ الْجُودِ وَالنَّادِي

اے جا۔ اپنا راستہ لے۔ میں بنی اسد میں کا ہوں۔ جو سخی اور مجلسوں والے اور مجلسوں میں جمع ہو کر مشوروں سے کام کرنے والے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے:۔

وَأَحْسَنُ نَدِيًّا۔ وہ مجلس کے لحاظ سے بہترین ہے۔

اور اس کی جمع اندیہ ہے۔ فرمایا:۔

فَلْيَدْعُ (اهل) نادیه۔ پس چاہیے کہ وہ اپنی مجلس (والوں) کو پکارے۔

جس طرح فرمایا:۔

وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ بستی (والوں) سے پوچھ۔ مراد اہل قریہ یعنی بستی والے ہیں۔

بنی سعد بن زید مناۃ بن تمیم کے شاعر سلامۃ بن جندل نے کہا ہے:۔

يَوْمَانِ يَوْمُ مُقَامَاتٍ وَأَنْدِيَةٍ   وَيَوْمُ سَيْرٍ إِلَى الْأَعْدَاءِ تَأْوِيبِ

دن دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک دن تو مقام کرنے اور مجلسوں میں بیٹھنے کا ہوتا ہے۔ اور ایک دن دشمنوں کی جانب (حملہ کرنے کے لیے) چلنے اور سارا دن چلتے رہنے کا ہوتا ہے۔

یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔

کمیت بن زید نے کہا ہے:۔

لَا مَهَاذِيرَ فِي النَّدِيِّ مَكَاثِيرُ   وَلَا مُصْمِتِينَ بِالْإِفْحَامِ

وہ لوگ نہ مجلس میں فضول گو اور باتونی ہیں اور نہ گفتگو سے عاجز ہونے کے سبب سے یا کسی کے غلبے کی وجہ سے خاموش رہنے والے ہیں۔

شرح زبانیہ

زبانیہ کے معنی درشت خو، جھلا اور سخت کے ہیں اور یہاں اس سے مراد دوزخ کے منتظمین ہیں۔ اور دنیا میں زبانیہ کے معنی معین اور مددگار کے ہیں جو کسی شخص کی خدمت بجالائے اور امداد کرے، اس کا واحد "زِبْنِيَةٌ" ہے۔

ابن الزبعری نے کہا ہے:۔

مَطَاعِيمُ فِي الْمَقْرَى مَطَاعِينُ فِي الْوَغَى   زَبَانِيَةٌ غُلْبٌ عِظَامٌ حُلُومُهَا

ضیافتوں میں کھانا کھلانے والے، جنگوں میں نیزہ باز، خدمت گزار، جھلے، بڑی عقلوں والے۔

کہتا ہے کہ وہ لوگ بدمزاج ہیں۔ یہ شعر اس کے اشعار میں سے ہے۔

اور صخر بن عبداللہ الہذلی نے، جو صخر الغی کہلاتا تھا، کہا ہے:۔

وَمِنْ كَبِيرٍ نَفَرٌ زَبَانِيَهْ   بنی کبیر میں سے بھی چند لوگ ہیں جو خدمت گزار ہیں۔

یہ شعر اس کے شعروں میں سے ہے۔

مشرکوں کی بے نصیبی

ابن اسحٰق نے کہا: جب مشرکوں نے اپنے مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیے تو اس کے بارے میں اللہ تعالے نے آپ پر

نازل فرمایا:-

قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (۳۴: ۴۷)

اے نبی کہہ دے کہ جو کچھ اجر میں نے تم سے طلب کیا وہ تمہارے ہی لیے ہے۔ میرا اجر تو اللہ کے سوا اور کسی پر نہیں، وہ ہر چیز کے پاس حاضر ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ سچی چیز آئی، انھوں نے پہچان لیا۔ آپ کے بیان کی سچائی کو بھی جان لیا۔ جب انھوں نے مختلف سوالات آپ سے کیے اور آپ نے جو غیبی باتیں ان کے سامنے بیان کیں، ان اہم خبروں کی سچائی کو بھی جان لیا تو ان کے حسد نے آپ کی پیروی و تصدیق سے انھیں روک دیا۔ اس کے بعد انھوں نے اللہ کے مقابلے میں سرکشی کی۔ اس کے احکام کو کھُلم کھُلا ترک کردیا۔ اور جس کفر میں وہ مبتلا تھے، اس پر اڑے رہے۔ ان میں سے بعض نے تو کہا:-

لَا تَسْمَعُوا لِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ (۴۱: ۲۶)

تم اس قرآن کو سنو ہی نہیں اور اس (کی تلاوت کے وقت) میں چیخ پکار کیا کرو۔ کہ شاید تم غالب آجاؤ۔

یعنی اسے بھی بے معنی اور غلط چیزوں کی طرح سمجھو۔ اور اسے ہنسی میں اڑا دو۔ تو شاید تم اس تدبیر سے اس پر غالب آؤ گے۔ اگر تم نے اس سے مناظرہ کیا یا اس سے دلیل حجت کی تو وہ تم پر غالب آجائے گا۔

ابوجہل کی بے باکی

ایک روز ابوجہل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اس سچی بات کو، جو آپ لائے تھے، ہنسی میں اڑانے کے لیے کہا کہ اے گروہ قریش! محمدؐ کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا وہ لشکر، جو تمھیں آگ میں عذاب دے گا۔ اور اس میں گرفتار رکھے گا۔ اس کی تعداد فقط انیس ہے۔ تم تو گنتی میں سب سے بڑھے ہوئے ہو۔ پس تم میں سے ایک ایک سو آدمی تو ان میں سے ایک ایک کو عاجز کر ہی دیں گے۔ اس بارے میں اللہ تعالےٰ نے آپ پر اپنا یہ قول نازل فرمایا:-

وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً ۙ وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا (۷۴: ۳۱)

دوزخ کے متعلین فرشتوں کے سوا کسی اور کو ہم نے نہیں بنایا۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے، ان کے لیے ان (فرشتوں) کی تعداد کو بھی بجز فتنہ و امتحان کے اور کچھ نہیں بنایا۔

تلاوتِ قرآن

ان میں کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کے وقت آپ کی

تلاوت قرآن میں سے کچھ سننا چاہتا۔ تو وہ قریش سے ڈر کے مارے چھپ کر آتا۔ اور الگ ہو کر سنتا تھا۔ جب کبھی دیکھ لیتا کہ ان لوگوں کو اس کے سننے کی خبر ہو گئی ہے تو ان کی ایذارسانی کے ڈر سے فوراً چلا جاتا اور آپ کی تلاوت سُن نہ سکتا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آواز پست رکھتے تو سننے والا یہ سمجھتا کہ دوسرے لوگ آپ کی قرأت میں سے کچھ نہیں سن رہے اور انھیں خبر ہوئے بغیر کچھ نہ کچھ سن سکتا ہے۔ تو وہ آپ کی تلاوت کی جانب کان لگا دیتا، تاکہ آپ کی کوئی نہ کوئی بات سن لے۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عمرو بن عثمان کے غلام داؤد بن الحصین نے ان سے ابن عباس کے غلام عکرمہ نے ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ یہ آیت:

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا (۱۸ : ۱۱۰)	تو اپنی نماز نہ بلند آواز سے پڑھ۔ اور نہ اسے پست آواز سے ادا کر (بلکہ) ان دونوں کی درمیانی راہ اختیار کر۔

انھیں لوگوں کے سبب سے اتری۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنی نماز نہ بلند آواز سے پڑھ، کہ سننے والے لوگ تیرے پاس سے ادھر ادھر ہو جائیں۔ اور نہ ایسی پست آواز سے، کہ جو شخص دوسروں سے الگ ہو کر اور ان کی آنکھ بچا کر سننا چاہے۔ وہ بھی نہ سن سکے، تاتائب ہو اور جو کچھ سنے، اس سے مستفید ہو۔

قرآن کی پہلی جہری تلاوت

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے یحییٰ (بن عروۃ بن الزبیر) نے اپنے والد (عروہ) سے روایت کی کہ پہلا شخص جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مکہ میں بلند آواز سے قرآن کی تلاوت کی۔ وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ انھوں نے کہا: ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جمع ہوئے۔ اور انھوں نے کہا: قریش نے قرآن کو اپنے سامنے بلند آواز سے پڑھتے ہوئے کبھی نہیں سنا۔ پس ایسا کون شخص ہے۔ جو انھیں قرآن سنائے؟ عبداللہ ابن مسعودؓ نے کہا: میں (یہ کام انجام دیتا ہوں) سب نے کہا: ہمیں ان سے تمھارے لیے خوف ہے۔ ہم تو ایسا شخص چاہتے ہیں جو خاندان والا ہو۔ کہ اگر ان لوگوں نے اس سے کوئی بدسلوکی کرنی چاہی تو اس کے اہل خاندان حفاظت کر سکیں۔ ابن مسعودؓ نے کہا: مجھے چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ خود میری حفاظت فرمائے گا۔ راوی نے کہا: جب دوسرے دن کی صبح ہوئی تو ابن مسعود دن چڑھے مقام ابراہیمؑ کے پاس ایسے وقت آئے، جب قریش اپنی مجلسوں میں تھے۔ اور مقام کے پاس کھڑے ہو گئے۔ پھر بلند آواز سے پڑھنا شروع

کیا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۔ پھر اسے آگے (تک) پڑھتے چلے گئے ۔ راوی نے کہا: قریش نے اسے غور سے سنا اور بولے: ابن ام عبد نے کیا کہا؟ پھر خود ہی کہنے لگے ۔ وہ تو وہی پڑھتا ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لایا ہے ۔ پس وہ سب کے سب ان کی جانب اٹھ کھڑے ہوئے ۔ اور ابن مسعودؓ کے منہ پر مارنے لگے ۔ وہ برابر پڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ اس سورت کے اس حصے تک پہنچ گئے، جس تک اللہ تعالےٰ نے چاہا ۔ پھر اپنے ساتھیوں کی جانب اس حالت میں لوٹ آئے کہ ان کے چہرے پر قریش نے نشانات ڈال دیے تھے ۔ ابن مسعودؓ کے ساتھیوں نے ان سے کہا: اسی چیز کا ہمیں ڈر تھا ۔ انھوں نے جواب دیا: آج دشمنانِ خدا میری نظروں میں جتنے ذلیل ہیں، اتنے ذلیل کبھی نہ تھے ۔ اگر تم چاہو تو اسی طرح ان کے پاس کل سویرے بھی پہنچوں ۔ انھوں نے کہا: نہیں تمھارے لیے یہی کافی ہے ۔ تم نے انھیں وہ باتیں سنا دیں، جنھیں وہ ناپسند کرتے ہیں ۔

قرآن کا اثر

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے محمد بن مسلم بن شہاب الزہری نے بیان کیا کہ ان سے بیان کیا گیا: ابو سفیان بن حرب، ابوجہل بن ہشام، الاخنس بن شریق بن عمرو اور ابن وہب الثقفی بنی زہرہ کا حلیف، یہ سب کے سب ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت سننے کے لیے نکلے، جو آپ اپنے گھر میں رات کو نماز میں کیا کرتے تھے ۔ ان میں سے ہر شخص نے ایک ایک جگہ لی ۔ اور وہاں بیٹھا سنتا رہا ۔ ان میں سے ہر شخص دوسرے سے بے خبر تھا ۔ انھوں نے اسی سننے میں رات گزار دی ۔ یہاں تک کہ صبح ہوئی تو ہر ایک الگ الگ چلا ۔ لیکن راستے نے ان سب کو ایک جگہ جمع کر دیا ۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے پر ملامت کرنے لگا ۔ اور ہر ایک نے دوسرے سے کہا: دیکھو دوبارہ ایسا نہ کرنا، کیونکہ اگر تمھارے بعض کم عقل دیکھ لیں گے تو ان کے دلوں میں خیال پیدا ہو جائے گا ۔

پھر وہ سب کے سب لوٹ گئے ۔ جب دوسری رات ہوئی تو ان میں کا ہر شخص اپنی جگہ واپس آیا اور تلاوت سننے میں رات گزار دی ۔ جب صبح ہوئی تو ہر ایک الگ الگ چلا گیا ۔ لیکن راستے نے پھر پہلے کی طرح ان سب کو ایک جگہ جمع کر دیا ۔ ان میں سے ہر ایک نے دوسرے سے ویسا ہی کہا ۔ جیسا کہ پہلی مرتبہ کہا تھا ۔ وہ سب لوٹ گئے ۔ جب تیسری رات ہوئی تو ان میں سے ہر شخص نے اپنی جگہ لی ۔ اور آپ کی تلاوت سنتے ہوئے رات گزار دی ۔ جب صبح ہوئی تو ہر شخص الگ الگ چلا گیا اور راستے نے انھیں پھر (ایک جگہ) جمع کر دیا ۔ ان میں سے ہر ایک نے دوسرے سے کہا: ہماری

یہ عادت چھوٹے گی نہیں۔ جب تک عہد نہ کرلیں کہ دوبارہ ایسا نہیں کریں گے۔ چنانچہ انھوں نے اس بات پر آپس میں عہد کیا اور ادھر ادھر چلے گئے۔

اخنس کا واقعہ

جب صبح ہوئی تو الاخنس بن شریق نے لاٹھی لی۔ ابوسفیان کے پاس آکر کہا: اے ابوحنظلة! محمدؐ سے جو کچھ تم نے سنا ہے، اس کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرو۔ انھوں نے کہا: اے ابوثعلبة! واللہ! میں نے بہت سی باتیں سنیں، جنھیں میں جانتا ہوں۔ اور ان سے کیا مراد ہے، اسے بھی میں جانتا ہوں۔ بہت سی باتیں ایسی بھی سنیں، جن کے نہ معنی جانتا ہوں اور نہ ان کی مراد سے واقف ہوں۔ الاخنس نے کہا: میں بھی اسی ذات کی قسم کھاتا ہوں، جس کی قسم تم نے کھائی ہے۔ کہ حالت یہی ہے۔ راوی نے کہا: پھر وہ ان کے پاس سے اٹھا، ابوجہل کے پاس اس کے گھر میں پہنچا۔ اور کہا: اے ابوالحکم! محمدؐ سے جو کچھ تم نے سنا، اس کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: میں نے کیا سنا۔ ہم میں اور بنی عبد مناف میں علوِ مرتبت کے متعلق کھینچا تانی ہوئی، انھوں نے کھانا کھلایا، ہم نے بھی کھانا کھلایا۔ انھوں نے لوگوں کو سواریاں دیں، ہم نے بھی دیں۔ انھوں نے سخاوت کی، ہم نے بھی کی۔ یہاں تک کہ جب ہم گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے (یعنی خوب کشمکش ہوئی) اور دونوں کی حالت شرط کے دو گھوڑوں کی سی ہوگئی۔ انھوں نے کہا کہ ہم میں ایک نبی ہے۔ جس کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے۔ پس جب ہم ایسی حالت دیکھ رہے ہیں تو واللہ! ہم اس پر کبھی ایمان نہیں لائیں گے اور نہ اسے سچا جانیں گے۔ راوی نے کہا: پھر الاخنس اس کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اسے چھوڑ کر چلا گیا۔

کفار کا تجاہل

ابن اسحٰق نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے سامنے قرآن کی تلاوت فرماتے اور انھیں اللہ تعالےٰ کی جانب دعوت دیتے تو وہ ہنسی اڑاتے اور کہتے: قُلُوبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ (تو جس جانب ہمیں بلاتا ہے اس کی جانب مائل ہونے سے ہمارے دل محفوظ ہیں) تو جو کچھ کہتا ہے، ہم اسے سمجھتے ہی نہیں۔ فِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ (ہمارے کانوں میں گرانی ہے) اور جو کچھ تو کہتا ہے، ہم اسے سنتے ہی نہیں۔ وَمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ (ہمارے اور تیرے درمیان ایک پردہ ہے جو حائل ہے) فَاعْمَلْ (پس تو اس پر عمل کرتا رہ، جس پر ہے) اور اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ (ہم اس طریقے پر عمل کرتے رہیں گے، جس پر ہم ہیں، ہم تیری کوئی بات نہیں سمجھتے۔ انھیں کا قول اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:۔

وَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۙ (الی قولہ) وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِى الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا۔ (۱۷: ۴۶)

اور جب تو نے قرآن پڑھا، تو ہم نے تیرے اور ان لوگوں کے درمیان، جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے، ایک مخفی پردے کی آڑ کر دی..... اور جب تو نے قرآن میں صرف اپنے پرودگار یکتا کا ذکر کیا، تو وہ نفرت سے پیچھے کی جانب لوٹ گئے۔

یعنی آپ نے جو اپنے پرودگار کی یکتائی بیان کی، اسے وہ کیونکر سمجھیں گے۔ جب میں نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں۔ ان کے کانوں میں گرانی ہے اور تیرے اور ان کے درمیان انھیں کے دعوے کے لحاظ سے پردہ ہے۔ یعنی پردہ میں نے نہیں ڈالا۔

کفّار کے اعتراضات :۔

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا۔

(۱۷: ۴۷)

ہم اس طریقے کو خوب جانتے ہیں، جس طریقے سے وہ سنتے ہیں۔ جب وہ تیری جانب اپنے کان لگاتے ہیں اور اس حالت کو بھی ہم خوب جانتے ہیں، جب وہ (ایک دوسرے سے گفتگو کرتے وقت سرتاپا) سرگوشی بن جاتے ہیں، یہ ظالم کہتے ہیں کہ تم تو بس ایک سحرزدہ کی پیروی کرتے ہو۔

❊

یعنی ہم نے تجھے جو چیز دے کر ان کی جانب بھیجا ہے۔ جب اسے ترک کرنے کی نصیحت وہ ایک دوسرے کو کرتے ہیں :۔

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا (۱۷: ۴۸)

دیکھ تو! تیرے لیے انھوں نے کیسی کیسی مثالیں کہیں جس کے نتیجے میں وہ گمراہ ہو گئے۔ اور راستے پر چلنے کی قدرت بھی نہیں رکھتے۔

یعنی آپ کے متعلق انھوں نے غلط مثالیں دیں۔ اس لیے وہ اس (قرآن) کے ذریعے سے نہ ہدایت حاصل کر سکتے ہیں اور نہ اس کے بارے میں ان کی کوئی بات ٹھیک ہے۔

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا

(۱۷: ۴۹)

اور انھوں نے کہا کہ جب ہم ہڈیاں اور وہ بھی بوسیدہ اور چورا ہو جائیں گے تو کیا ہم ضرور نئی خلقت میں اٹھائے جائیں گے!

یعنی تو ہمیں یہ خبر دینے آیا ہے کہ ہمارے مرنے اور ہڈیاں (ہو کر رہ جانے) اور (ان کے) بوسیدہ اور چورا ہو جانے کے بعد ہم قریب میں اٹھائے جائیں گے؟ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔

قُلْ كُونُوا حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا ۙ أَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ ۚ فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُعِيدُنَا ۖ قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ (۱۷: ۴۹ تا ۵۱)

تو کہہ دے کہ تم پتھر ہو جاؤ یا لوہا ہو جاؤ یا ایسی مخلوق جو تمھارے دلوں میں بہت بڑی معلوم ہو۔ پھر تو وہ فوراً ہی کہیں گے کہ ہمیں دوبارہ کون پیدا کرے گا۔ تو کہہ دے، وہ جس نے تمھیں پہلی مرتبہ پیدا کیا۔

یعنی جس نے تمھیں اس چیز سے پیدا کیا، جسے تم جانتے ہو۔ اس کے لیے تمھیں مٹی سے پیدا کرنا کچھ اس سے زیادہ دشوار نہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے عبداللہ بن ابی نجیح نے، انھوں نے مجاہد سے اور مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ کہا، میں (مجاہد) نے ان (ابن عباس) سے اللہ تعالےٰ کے قول أَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ کے متعلق دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے کیا مراد لی ہے تو انھوں (ابن عباس) نے کہا: اس سے مراد موت ہے۔

باب ۵

مسکینوں پر خوفناک ظلم و ستم

مشرکوں کی سنگ دلی

ابن اسحٰق نے کہا: مشرکوں نے ان صحابیوں پر، جنھوں نے اسلام اختیار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی، ظلم و ستم ڈھائے اور ہر قبیلے نے اپنے ہیں کے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ انھیں قید کرتے، مارتے، بھوکے پیاسے رکھتے، تپتی ہوئی زمین پر لٹا کر تکلیفیں دیتے۔ بعض تو شدید آفتوں کی تاب نہ لا سکے۔ اور فتنے میں الجھ گئے۔ بعض ان کے مقابلے میں سختیاں برداشت کر گئے اور اللہ تعالیٰ نے انھیں بچا لیا۔

حضرت بلال رض

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام بلال رضی اللہ عنہ کی یہ حالت تھی کہ وہ بنی جمح میں کے ایک شخص کے پروردہ غلاموں میں سے تھے۔ ان کا نام بلال بن رباح تھا۔ اور والدہ کا نام حمامہ۔ آپ بڑے پاک دل اور اسلام کی صداقت کے پیکر تھے۔ جب دوپہر کی گرمی خوب تیز ہوتی تو امیہ بن خلف (بن وہب بن حذافہ بن جمح) آپ کو لے کر نکلتا اور مکہ کے پتھریلے مقام پر چت لٹا دیتا۔ کسی بڑی چٹان کے لانے کا حکم دیتا اور وہ آپ کے سینے پر رکھ دی جاتی۔ پھر وہ آپ سے کہتا کہ تو اسی حالت میں رہے گا۔ یہاں تک کہ مر جائے یا محمدؐ سے انکار کر کے لات و عزیٰ کی پوجا کرے۔ بلال اس حالت میں بھی احد احد کہتے رہے۔

حضرت ابوبکر رض نے آزادی دلائی

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے ہشام بن عروہ نے اپنے والد کی زبانی روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا: ورقہ بن نوفل ان کے پاس سے ایسی حالت میں گزرتے کہ وہ اس طرح کی تکلیف میں مبتلا اور احد احد کہے جا رہے ہوتے۔ ورقہ کہتے: واللہ اے بلال رض! وہ ایک ہی ہے، ایک ہی ہے۔ پھر امیہ بن خلف اور بنی جمح کے ان لوگوں سے مخاطب ہوتے اور کہتے: میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم نے اسے اسی حالت میں مار ڈالا۔ تو میں اس کی قبر کو مقام رحمت بنا لوں گا۔ اور اس سے برکتیں حاصل کرتا رہوں گا۔ ایک روز ان کے پاس سے ابوبکر رضی اللہ عنہ (ابن ابو قحافہ) گزرے۔ وہ بلال رض کو

معمول کے مطابق اذیتیں دے رہے تھے۔ ابوبکرؓ کا گھر بنی جمح کے قبیلے میں ہی تھا۔ انھوں نے امیہ بن خلف سے کہا: کیا تو اس بے چارے کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتا۔ آخر یہ تعذیب کب تک جاری رہے گی؟ اس نے کہا، تمھیں نے اسے بگاڑا ہے، جس مصیبت میں اسے دیکھ رہے ہو اس سے خود تم چھڑا لو۔ ابوبکرؓ نے کہا، اچھا میں ہی چھڑائے لیتا ہوں۔ میرے پاس ایک سیاہ غلام ہے، جو بلالؓ سے زیادہ مضبوط اور تیرے دین پر پوری قوت سے قائم ہے۔ میں اسے بدلے میں تجھے دیے دیتا ہوں۔ اس نے کہا، میں نے قبول کر لیا۔ آپ نے فرمایا، پس وہ تیرا ہو گیا۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا وہ غلام (امیہ بن خلف کو) دے دیا۔ اور بلالؓ کو آزاد کر دیا۔

چھ غلام اور لونڈیاں

غرض ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی طرف ہجرت سے پیشتر اسلام کے لیے چھ لونڈیاں اور غلام آزاد کرائے۔ بلالؓ ساتویں تھے۔

۱۔ عامر بن فہیرہ جو جنگ بدر اور جنگ احد میں شریک رہے۔ بیرِ معونہ کی جنگ میں شہادت پائی۔

۲۔ ام عبیسؓ (یہ لونڈی تھیں)

۳۔ زنیرہؓ (یہ بھی لونڈی تھیں) جب آزاد ہوئیں تو ان کی بینائی جاتی رہی۔ یہ دیکھ کر قریش نے کہا، لات و عزیٰ نے اسے اندھا کر دیا۔ زنیرہؓ نے سنا تو کہا: بیت اللہ کی قسم! قریش جھوٹے ہیں لات و عزیٰ نے نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتے ہیں، نہ نفع۔ اللہ تعالیٰ نے پھر انھیں بینائی مرحمت فرمائی۔

۴، ۵۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے النہدیہ اور ان کی بیٹی کو بھی آزاد کیا۔ یہ دونوں بنی عبدالدار کی ایک عورت کی ملک تھیں۔ مالکہ نے النہدیہ اور ان کی بیٹی کو آٹا پیسنے کے لیے دیا، ساتھ ہی کہا، واللہ! میں تمھیں کبھی آزاد نہ کروں گی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ گزر رہے تھے۔ کہا، اے فلاں شخص کی ماں! قسم توڑ دے اور اس کا کفارہ ادا کر دے۔ وہ بولی، تمھیں نے تو انھیں بگاڑا ہے۔ تمھیں انھیں آزاد کراؤ۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، تو کتنے میں انھیں دے دو گی؟ اس نے کہا، اتنی رقم میں۔ ابوبکرؓ نے فرمایا: میں نے انھیں خرید لیا اور وہ آزاد ہیں، ساتھ ہی النہدیہ اور ان کی بیٹی سے کہا، اس کی چیز واپس کر دو۔ انھوں نے کہا: اے ابوبکرؓ ابھی واپس کر دیں یا کام پورا کر کے یعنی پیس دیں؟ فرمایا، جیسا تم چاہو۔

۶۔ بنی مؤمل کی لونڈی، ابوبکرؓ، عدی بن کعب کے قبیلے کی شاخ بنی مؤمل کی ایک لونڈی کے پاس سے گزرے، جو مسلمان تھے اور عمرؓ بن الخطاب اسے تکلیفیں دے رہے تھے کہ وہ اسلام چھوڑ دے یہ عمرؓ کے اسلام سے پیشتر کا واقعہ ہے، اسے پیٹتے پیٹتے تھک گئے اور کہا صرف اس لیے رک گیا ہوں کہ تھک چکا ہوں۔ لونڈی نے کہا، خدا تم سے بھی ایسا ہی سلوک کرے۔ ابوبکرؓ نے لونڈی کو خرید کر آزاد کر دیا۔

حضرت ابوبکرؓ کی شان للّٰہیت

ابن اسحٰق نے کہا: محمد بن عبد اللہ (بن ابی عتیق) نے عامر بن عبداللہ (بن زبیر) سے، انھوں نے اپنے گھر والوں میں سے کسی سے روایت کی۔ ابو قحافہ نے ابوبکرؓ سے کہا: اے بیٹے! میں تمھیں دیکھتا ہوں کہ کمزور بردے آزاد کرتے ہو۔ تم جو کچھ بھی کرتے ہو، اگر ایسا کرو کہ قوی افراد کو آزاد کرو تو وہ تم سے مدافعت کریں گے اور تمھارے لیے سینہ سپر ہوں گے۔ اس کے جواب میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابا جان! میں جو کچھ کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ عزوجل کے لیے کرنا چاہتا ہوں۔

راوی نے کہا: اسی لیے بیان کیا جاتا ہے کہ یہ آیات آپ ہی کی شان میں، اور آپ کے والد سے آپ کی جو گفتگو ہوئی، اس کے بارے میں نازل ہوئی ہیں:۔

فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ ۝

(۹۲: ۵ تا ٦)

پس لیکن جس نے (اللہ کی راہ میں اپنا مال) دیا اور برے کاموں سے بچا اور بہترین بات (کلمہ توحید) کی تصدیق کی (تو اس کے لیے فلاں جزا ہے)

وَمَا لِأَحَدٍ عِندَهُ مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰ ۝ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ ۝

(۹۲: ۱۹ تا ۲۱)

اس پر کسی کا کچھ احسان نہیں کہ اس کا بدلہ اسے دیا جارہا ہو۔ صرف اپنے پروردگار برتر کی خوشنودی کی طلب ہے اور بے شک وہ (اس سے) عنقریب راضی ہو جائے گا۔

آلِ یاسرؓ کے لیے بشارت

ابن اسحٰق نے کہا: بنی مخزوم، عمار بن یاسرؓ، ان کے باپ اور ان کی ماں کو لے کر نکلتے تھے۔ اور یہ سب کے سب اسلام کے گھرانے والے تھے، جب دوپہر کے وقت گرمی خوب بڑھ جاتی تو ان لوگوں کو مکہ کی گرم زمین پر تکلیفیں دیتے۔ مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے پاس سے گزرتے تو فرماتے:۔

صَبْرًا آلَ يَاسِرٍ مَوْعِدُكُمُ الْجَنَّةُ ۝

اے یاسر کے گھر والو! صبر کرو۔ تمھاری وعدہ گاہ جنت ہے۔

عمار کی ماں کو تو ان لوگوں نے مار ہی ڈالا اور حالت یہ تھی کہ بجز اسلام کے وہ ہر بات سے منکر تھیں۔

ابوجہل کی صلابت کفر

بدکار ابوجہل، قریش کے افراد کو ان لوگوں کے خلاف ابھارا کرتا تھا۔ اس کی حالت یہ تھی کہ جب اس نے کسی کے متعلق سن لیا، اس نے

اسلام اختیار کیا ہے۔ صاحب عزوجاہ اور حمایتیوں والا ہے تو اس پر دلیلوں اور گفتگو سے غلبہ پانے کی فکر کرتا رُسوا اور بدنام کرنے کی تدبیر کرتا اور کہتا: تو نے اپنے باپ کا دین چھوڑ دیا۔ حالانکہ وہ تجھ سے بہتر تھا۔ ہم تو تیری عقل کی سبکی کا چرچا کریں گے۔ تیری رائے کی غلطی مشہور کریں گے اور تیری وجاہت و برتری کو پست کر دیں گے۔ اگر وہ کوئی تاجر ہوتا تو اس سے کہتا: واللہ ہم تیرے بیوپار کو مندا اور تیرے مال کو تباہ کر دیں گے اگر وہ کوئی کمزور ہوتا تو اسے مارتا اور اس پر لوگوں کو ابھارتا۔

عبداللہ بن عباسؓ کا بیان

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے حکیم بن جبیر نے، سعید ابن جبیر سے روایت بیان کی کہ میں نے عبداللہ بن عباس سے پوچھا۔ کیا مشرکین، اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیفیں پہنچانے میں اس حد تک پہنچ گئے کہ اس کے سبب سے وہ اپنا دین ترک کرنے میں معذور سمجھے جا سکتے تھے؟ انھوں نے کہا: ہاں! واللہ! وہ ان میں سے کسی کو تو مارتے تھے۔ کسی کو بھوکا پیاسا رکھتے۔ یہاں تک کہ اس آفت کی سختی کے سبب سے وہ سیدھا بیٹھ نہ سکتا تھا۔ وہ اس سے جو چاہتے، کہلوا لیتے تھے۔ اس سے کہتے: اللہ نہیں بلکہ لات وعزیٰ تیرے معبود ہیں تو وہ ہاں کہہ دیتا۔ یہاں تک نوبت پہنچ گئی تھی۔ کہ ان کے پاس سے گوبر کا کیڑا (رینگتا ہوا) گزرتا تو وہ اس سے کہتے کہ تیرا معبود تو یہ گوبر کا کیڑا ہے اور اللہ تیرا معبود نہیں۔ وہ ان کی ان تکلیفوں سے چھوٹنے کے لیے، جن میں وہ حد سے بڑھ گئے تھے، ہاں کہہ دیتا۔

ہشام بن الولید کا واقعہ

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے زبیر بن عکاشہ (بن عبداللہ بن ابی احمد) نے بیان کیا کہ کسی نے یہ بات بتائی، بنی مخزوم کے چند لوگ ہشام بن الولید (ابن المغیرہ) کے پاس گئے اور انھوں نے اس بات کا عزم کر لیا تھا کہ ان میں سے چند نوجوانوں کو گرفتار کر لیں۔ جنھوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا۔ انھیں میں سے سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ بھی تھے۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے۔ جب ہشام کے بھائی ولید بن الولید بن المغیرہ نے اسلام اختیار کر لیا تھا۔ راوی نے کہا۔ پس وہ لوگ ہشام کی شعلہ مزاجی سے ڈر گئے اور کہا: ہم چاہتے ہیں، ان نوجوانوں کو سرزنش کریں۔ جنھوں نے نیا دین ایجاد کر رکھا ہے۔ ان کے علاوہ دوسروں پر بھی اس کے اثر پڑنے کا خوف ہے۔ ہشام نے کہا: یہ کام تو تمھارا ہے۔ سرزنش کرو۔ لیکن خبردار اس کی جان لینے سے اپنے کو بچاؤ۔ پھر اس نے یہ شعر بھی کہا:

أَلَا لَا يُقْتَلَنَّ أَخِيْ عُيَيْشٌ ‏ ‏ ‏ ‏ فَيَبْقَى بَيْنَنَا أَبَدًا تَلَاحِيْ

خبردار! میرے بھائی عُیَیش کو قتل نہ کرنا، ورنہ ہمارے درمیان ہمیشہ دشمنی رہے گی۔

اس کی جان لینے سے بچو۔ پھر اس نے اللہ کی قسم بھی کھائی کہ اگر تم نے اسے قتل کیا تو میں تم میں سے بہترین شخص کو قتل کر ڈالوں گا۔ راوی نے کہا: پھر تو سبھوں نے کہا: اس پر اللہ کا غضب ہو۔ اس کے مقابلے کی کون جرأت کرے؟ خدا کی قسم! اگر اس کا بھائی ہمارے ہاتھ سے مارا جائے گا، تو ہشام ضرور ہمارے بہترین شخص کو قتل کر دے گا۔ پس انھوں نے ولید بن ولید کو چھوڑ دیا۔ اور ان کے خیال سے باز رہے۔ راوی نے کہا، ان اسباب میں سے یہ چند تھے۔ جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی حفاظت کی۔

باب۵

حبشہ کی جانب پہلی ہجرت

ہجرت کا مشورہ

راوی نے کہا: ہم سے ابو محمد عبدالملک بن ہشام نے، ان سے زیاد بن عبداللہ البکائی نے اور ان سے محمد بن اسحٰق المطلبی نے بیان کرتے ہوئے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا، آپ کے اصحاب بلاؤں کا نشانہ بن رہے ہیں، اور خود آپ اللہ تعالٰی سے خاص تعلق اور اپنے چچا ابو طالب کے سبب ان آفتوں سے محفوظ ہیں۔ یہ بھی آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ان بلاؤں سے جن میں وہ مبتلا ہیں، آپ ان کی حفاظت نہیں فرما سکتے تو ان سے فرمایا:-

لَوْ خَرَجْتُمْ اِلَى اَرْضِ الْحَبْشَةِ فَاِنَّ بِهَا مَلِكًا لَا يُظْلَمُ عِنْدَهٗ اَحَدٌ وَهِيَ اَرْضُ صِدْقٍ حَتّٰى يَجْعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ فَرَجًا مِمَّا اَنْتُمْ فِيْهِ۔	اگر تم لوگ سرزمین حبشہ کو چلے جاؤ۔ (تو بہتر ہو) کہ وہاں کے بادشاہ کے ہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا۔ اور وہ سچائی والی سرزمین ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالٰی تمھارے لیے ان آفتوں سے، جن میں تم مبتلا ہو۔ کوئی کشائیش پیدا کر دے۔

اکابر مہاجرین

اس ارشاد پر آپ کے صحابیوں میں سے بہت سے مسلمان فتنوں کے ڈر سے سرزمین حبشہ کی جانب نکل کھڑے ہوئے تاکہ اپنے دین کے ساتھ اللہ تعالٰی کی طرف چلے جائیں۔ یہ پہلی ہجرت تھی جو اسلام میں ہوئی۔ مسلمان ہونے کے بعد بنی امیہ بن عبد شمس (بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر) میں سے، ہجرت کے لیے سب سے پہلے عثمانؓ بن عفان (بن ابی العاص) نکلے، اور آپ کے ساتھ آپ کی بی بی رقیہؓ (بنت رسول اللہ صلعم)، بنی عبد شمس بن مناف میں سے ابو حذیفہ بن عتبہ (بن ربیعہ بن عبد شمس) بھی تھے۔ جن کے ساتھ ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو بھی تھیں۔ یہ بنی عامر بن لوئی سے تھیں۔ سرزمین حبشہ میں سہلہ سے ان کے ایک بیٹا محمد بن ابی حذیفہ ہوا۔

بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی میں سے زبیر بن العوام (بن خویلد بن اسد) تھے۔

بنی عبدالدار بن قصی میں سے مصعب بن عمیر (بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار)

بنی زہرۃ بن کلاب میں سے عبدالرحمٰن بن عوف (بن عبدالحارث بن زہرہ)

بنی مخزوم بن یقظہ (بن مرہ) میں سے ابوسلمۃ بن عبدالاسد (بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم) اور ان کے ساتھ ان کی بی بی ام سلمہ بنت ابی امیہ (بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم)

بنی جمح بن عمر (بن ہصیص بن کعب) میں سے عثمان بن مظعون (بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح)

بنی عدی بن کعب میں سے عامر بن ربیعہ، جو آل خطاب کے حلیف اور عنز بن وائل کے قبیلے میں سے تھے۔ اپنی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ (بن حذافہ بن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب) کے ساتھ۔

بنی عامر بن لوئی میں سے ابوسبرہ بن ابی رہم (بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر)

بعض کہتے ہیں (کہ ابوسبرہ نہیں بلکہ) ابوحاطب بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر۔

بعض کہتے ہیں کہ وہ پہلے شخص تھے جو وہاں پہنچے۔ اور بنی الحارث بن فہر میں سے سہیل بن بیضاء، جن کا نام سہیل بن وہب (بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن الحارث تھا مجھے جو خبر پہنچی ہے۔ اس کے لحاظ سے یہ دس آدمی تھے۔ جو مسلمانوں میں سے سرزمین حبشہ کی جانب چلے گئے تھے۔

ابن ہشام نے کہا: ان سب کے صدر عثمان بن مظعون تھے۔ جن کا ذکر مجھ سے بعض اہل علم نے کیا ہے۔

جعفر بن ابی طالب

ابن اسحٰق نے کہا: اس کے بعد جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نکلے۔ اور مسلماں یکے بعد دیگرے جاتے رہے۔ یہاں تک کہ سرزمین حبشہ میں سب کے سب جمع ہو گئے۔ اور وہیں رہنے لگے۔ ان میں سے بعض تو ایسے تھے جو اپنے گھروالوں کو ساتھ لے گئے تھے اور بعض ایسے، جن کے ساتھ ان کے گھر والے نہیں تھے۔

بنی ہاشم بن عبد مناف (بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر) میں سے جعفر بن عبدالمطلب بن ہاشم تھے۔ جن کے ساتھ ان کی بیوی اسماء بنت عمیس (بن النعمان

بن کعب بن مالک بن قحافۃ بن خثعم تھی۔ ان سے سرزمین حبشہ میں ان کے ایک لڑکا عبداللہ بن جعفر پیدا ہوا۔

بنی اُمیہ

بنی امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف میں سے عثمان بن عفان (بن ابی العاص ابی امیہ بن عبد شمس) ان کے ساتھ ان کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔ عمرو بن سعید بن العاص بن امیہ کے ساتھ ان کی بیوی فاطمہ بنت صفوان (بن امیہ بن محرث بن خمل بن شق بن رقبہ بن مخدج الکنانی تھی)، اور ان کے بھائی خالد بن سعید بن العاص بن امیہ کے ساتھ ان کی بیوی اُمَینہ بنت خلف (بن اسعد بن عامر بن بیاضہ بن سبیع بن خثعمہ بن سعد بن ملیح بن عمرو بنی خزاعہ) تھی۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے اُمَینہ کی جگہ ہُمَینہ بنت خلف بھی کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا: سرزمین حبشہ میں ان سے سعید بن خالد اور امۃ بنت خالد پیدا ہوئے۔ امۃ بعد میں زبیر بن العوام کے نکاح میں آئیں۔ اور ان سے عمرو بن الزبیر اور خالد بن الزبیر پیدا ہوئے۔

ان کے حلیفوں بنی اسد بن خزیمہ میں سے عبداللہ بن جحش (بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دُودان بن اسد) اور ان کے بھائی عبیداللہ بن جحش، عبداللہ کے ساتھ اس کی بیوی ام حبیبہ بنت ابی سفیان (بن حرب بن امیہ) اور قیس بن عبداللہ، جو بنی اسد بن خزیمہ میں کے ایک شخص تھے۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی برکہ بنت یسار، ابوسفیان بن حرب بن امیہ کی آزاد کردہ لونڈی تھیں۔ اور معیقیب بن ابی فاطمہ، یہ سب سعید بن العاص کے متعلقین سات آدمی تھے۔

ابن ہشام نے کہا: معیقیب قبیلہ دوس کے تھے۔

بنی عبد مناف

ابن اسحٰق نے کہا: بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے دو شخص ابوحذیفہ بن عتبہ (بن ربیعہ بن عبد شمس) اور ابوموسیٰ اشعری جن کا نام عبداللہ بن قیس تھا۔ جو عتبہ بن ربیعہ والوں کے حلیف تھے۔

بنی نوفل بن عبد مناف میں سے ایک شخص عتبہ بن غزوان بن جابر (بن وہب بن نسیب بن مالک بن الحارث بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان) جو ان کا حلیف تھا۔

بنی قصی بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے چار شخص۔ زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد، الاسود بن نوفل بن خویلد بن اسد، یزید بن زمعۃ بن الاسود ابن المطلب بن اسد، اور عمرو بن امیۃ بن الحارث بن اسد۔

بنی عبد بن قصی میں سے ایک شخص طلیب بن عمیر (بن وہب ابی کثیر[1] ابن عبد)

بنی عبدالدار بنی عبدالدار بن قصی میں سے مصعب بن عمیر (بن ہشام بن عبدمناف بن عبدالدار) سویبط بن سعد (بن حرملۃ بن مالک بن عمیلۃ بن السباق بن عبدالدار) اور ان کے ساتھ ان کی بیوی ام حرملہ بنت عبدالاسود (بن خزیمہ بن اقیش بن عامر بن بیاضۃ بن سبیع بن خثعمۃ بن سعد بن مُلیح بن عمرو و خزاعہ، نیز ان کے دو بچے، عمرو بن جہم اور خزیمہ بن جہم، ابوالروم بن عمیر (بن ہاشم ابن عبدمناف بن عبدالدار)، اور فراس بن النضر (بن الحارث بن کلدہ بن علقمہ بن عبدمناف بن عبدالدار)

بنی زہرہ بنی زہرہ بن کلاب میں سے عبدالرحمٰن بن عوف (بن عبدعوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ)، عامر بن ابی وقاص۔ ابو وقاص مالک بن اہیب (بن عبدمناف بن زہرہ) مطلب بن ازہر (بن عبدعوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ) اور ان کے ساتھ ان کی بیوی رملۃ بنت ابی عوف (بن ضبیرہ بن سعید بن سعد بن سہم) جس سے سرزمین حبشہ میں عبداللہ بن عبدالمطلب پیدا ہوئے۔

بنی ہذیل ان کے حلیف بنی ہذیل میں سے عبداللہ بن مسعود بن الحارث بن شمخ بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل) اور ان کے بھائی عتبہ بن مسعود۔

بنی بہراء بنی بہراء میں سے المقداد بن عمرو (بن ثعلبۃ بن مالک بن ربیعۃ بن ثمامۃ بن مطرود بن عمرو بن سعد بن زہیر بن لوی بن ثعلبۃ بن مالک بن الشرید بن ابی اہوز بن فائش بن دُریم بن القین بن اہود بن بہراء بن عمرو بن الحاف ابن قضاعۃ)

ابن ہشام نے کہا: بعض نے ہزل بن فاس بن ذر و دہیر بن ثور کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا: وہ مقداد بن الاسود (بن عبدیغوث بن عبدمناف ابن زہرہ) کہلاتے تھے۔ یہ اس لیے کہ اسود نے انھیں جاہلیت میں متبنّیٰ بنا لیا تھا۔ اور اس سے معاہدہ کر لیا تھا۔

---

[1] اسے بعض نے کبیر بھی لکھا ہے۔

بنی تیم بنی تیم بن مرہ میں سے دو شخص الحارث بن خالد (بن صخر بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم) اور ان کے ساتھ ان کی بیوی ربطہ بنت الحارث بن جبلہ (بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم) جس سے سرزمین حبشہ میں موسیٰ بن الحارث، نیز عائشہ، زینب اور فاطمہ بنات الحارث پیدا ہوئے۔ اور عمرو بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم،

بنی مخزوم بنی مخزوم بن یقظۃ بن مُرہ میں سے ابو سلمۃ بن عبدالاسد (بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم) اور ساتھ ان کی بیوی ام سلمۃ بنت ابی امیہ (بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم) جس سے سرزمین حبشہ میں زینب بنت ابی سلمۃ پیدا ہوئی۔ اور ابوسلمۃ کا نام عبداللہ، اور ام سلمۃ کا نام ہند تھا اور شماس بن عثمان (بن الشَّرید بن سُوَید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم)

ابن ہشام نے کہا: شماس کا نام عثمان تھا۔ اور ان کا نام شماس اس لیے مشہور ہوگیا تھا کہ شماسہ[1] میں سے ایک شماس جاہلیت کے زمانے میں مکہ آیا تھا۔ اور وہ بہت خوب صورت تھا۔ لوگ اس کی خوبصورتی دیکھ کر دنگ رہ گئے تو عتبہ بن ربیعہ نے جو شماس کا ماموں تھا، کہا: میں اس سے بھی زیادہ خوبصورت شماس کو لاتا ہوں اور وہ اپنے بھانجے عثمان بن عثمان کو لے آیا۔ تو ان کا نام بھی شماس مشہور ہوگیا، اس کا ذکر ابن شہاب وغیرہ نے کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا: ہبّار بن سفیان (بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ ابن عمرو بن مخزوم) اور ان کے بھائی عبداللہ بن سفیان اور ہشام بن ابی حذیفہ (بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم) اور سلمہ بن ہشام بن المغیرہ (بن عبداللہ ابن عمر بن مخزوم) اور عیاش بن ابی ربیعہ (بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم) اور ان کے حلیفوں میں سے مُعَتِّب بن عوف (بن عامر بن الفضل بن عفیف بن کلیب بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو از خزاعہ، اور یہی وہ شخص ہے، جسے عیہامہ کہا جاتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا، بعض کے خیال کے موافق حبشیہ بن سلول وہ شخص ہے۔ جسے مُعَتِّب بن حمراء کہا جاتا تھا۔

بنی جمح بنی جمح بن عمرو (بن ہُصَیص بن کعب) میں سے، عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح، اور ان کا بیٹا السائب بن عثمان اور ان کے دونوں بھائی قدامہ بن مظعون اور عبداللہ بن مظعون اور حاطب بن الحارث (بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح)، اور ان کے ساتھ ان کی بیوی فاطمہ بنت المُجَلَّل (بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن

---

[1] شماس کی جمع یعنی راہب۔ انھیں شماس اس لیے کہتے تھے کہ وہ اپنے جسموں کو تکلیف دینے کی غرض سے دھوپ میں بیٹھا کرتے تھے۔

حسل بن عامر، اوران کے دونوں بیٹے محمد بن حاطب اور الحارث بن حاطب - یہ دونوں بھی المجلل کی بیٹی ہی سے تھے - اوران کا بھائی خطاب بن الحارث، ساتھ اس کی بیوی فکیہہ بنت یسار اور سفیان بن معمر (بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح)، ساتھ اس کے دونوں بیٹے جابر بن سفیان اور جُنادہ ابن سفیان اور ساتھ اس کی بیوی حسنہ، جوان دونوں کی ماں تھی - اوران دونوں کا مادری بھائی شرجبیل بن حسنہ، جو بنی غوث میں کا تھا۔

ابن ہشام نے کہا، شرجبیل بن عبداللہ جو غوث بن مر میں سے تھا اور تیم بن مر کا بھائی تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا: عثمان بن ربیعہ بن (اُہبان بن وہب بن حذافہ بن جمح)

بنی سہم

بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے، خنیس بن حذافہ (بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم) اور عبداللہ بن الحارث بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم، اور ہشام بن العاص بن الوائل بن سعد بن سہم۔

ابن ہشام نے کہا، العاص بن وائل (بن ہاشم بن سعید بن سہم)

ابن اسحٰق نے کہا: قیس بن حذافہ (بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم اور ابوقیس بن الحارث (بن قیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم)، اور عبداللہ بن حذافہ (بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم) اور الحارث بن الحارث (بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم) اور معمر بن الحارث بن قیس بن عدی (بن سعد بن سہم)، اور بشر بن الحارث بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم) اور ان کا ایک مادری بھائی بنی تمیم میں سے، جسے سعید بن عمرو کہا جاتا تھا اور سعید بن الحارث (بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم)، اور السائب بن الحارث (بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم)، اور عمیر بن رئاب (بن حذیفہ بن مہشم بن سعد بن سہم) اور محمیہ بن الجزاء ان کا حلیف جو بنی زبید میں سے تھا۔

بنی عدی بن کعب

بنی عدی بن کعب میں سے معمر بن عبداللہ (بن فضلۃ بن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی)، اور عروۃ بن عبدالعزیٰ (بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی)، اور عدی بن نضلۃ (بن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی)، اوران کا بیٹا نعمان بن عدی اور عامر بن ربیعۃ، الخطاب والوں کا حلیف جو عنز بن وائل میں سے تھا۔ اور ساتھ اس کی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ بن غانم۔

بنی عامر بن لوئی

بنی عامر بن لوئی میں سے، ابوسبرہ بن ابی رُہم (بن عبدالعزیٰ ابن ابی قیس

بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر، ساتھ ان کی بیوی ام کلثوم بنت سہیل (بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر) اور عبداللہ بن مخرمہ بن (عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر) اور عبداللہ بن سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر) اور سَلیط بن عمرو (بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور ان کے بھائی السکران ابن عمرو) ساتھ ان کی بیوی سودہ بنت زمعہ (بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر) اور مالک بن زمعہ (بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر) اور ان کے ساتھ ان کی بیوی عمرہ بنت السعدی (بن وقدان بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر) اور ابو حاطب بن عمرو (بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر) اور ان کا حلیف سعد بن خولہ۔

ابن ہشام نے کہا: سعد بن خولہ یمن والوں میں سے تھا۔

بنی حارث بن فہر

ابن اسحٰق نے کہا: بنی الحارث بن فہر میں سے ابوعبیدہ بن الجراح، جن کا نام عامر بن عبداللہ (بن الجراح بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن الحارث) تھا اور سہیل بن بیضاء جس کا نام سہیل بن وہب (بن ربیعہ بن ہلال بن ضبہ بن الحارث) تھا۔ لیکن اس کی ماں کا نام اس کے نسب پر غالب آ گیا۔ اور وہ ماں ہی کی جانب منسوب ہوتا ہے۔ ماں کا نام دعد بنت جَحدم (بن امیہ ظرب بن الحارث بن فہر) تھا اور بیضاء کے نام سے پکاری جاتی تھی اور عمرو بن ابی سَرح (بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن الحارث اور عیاض ابن زہیر (بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن الحارث) بعض کہتے ہیں کہ ربیعہ بن ہلال (بن مالک بن ضبہ بن الحارث) اور عمرو بن الحارث بن زہیر بن ابی شداد بن ربیعہ ابن ہلال بن مالک بن ضبہ بن الحارث اور عمرو بن عبد غنم بن زہیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال ابن مالک بن ضبہ بن الحارث اور سعد بن عبد قیس بن لقیط بن عامر بن امیہ بن ظرب بن الحارث اور الحارث بن عبد قیس بن فہر بن لقیط بن عامر بن امیہ بن ظرب بن الحارث بن فہر۔

مہاجرین کی تعداد

پس وہ مسلمان، جنھوں نے ہجرت کی اور سرزمین حبشہ میں پہنچ گئے، ان بچوں کے سوا جنھیں وہ اپنے ساتھ لے کر گئے تھے۔ اور کم سن تھے۔ اور ان بچوں کے سوا جو دہیں پیدا ہوئے۔ سب تراسی شخص تھے، بشرطیکہ عمار بن یاسر کو بھی انھیں میں شمار کیا جائے۔ حالانکہ ان کے متعلق شک ہے۔ (یعنی یہ کہ انھوں نے ہجرت کی تھی یا نہیں)

اشعار عبداللہ بن حارث سرزمین حبشہ میں جو شعر کہے گئے، ان کی تفصیل یہ ہے، کہ جب مسلمانوں نے وہاں امن پایا۔ نجاشی کے قرب کو قابل ستائش دیکھا کسی سے خوف کیے بغیر انھوں نے اللہ کی عبادت کی اور وہ وہاں پہنچے، تو نجاشی نے ان سے قرب کا اچھا حق ادا کیا۔ عبداللہ بن حارث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم نے یہ شعر کہے:۔

يَا رَاكِبًا بَلِّغًا عَنِّي مُغَلْغَلَةً ۔۔۔ مَنْ كَانَ يَرْجُوا بَلَاغَ اللهِ وَالدِّينِ

اے مسافر! میری جانب سے ان لوگوں کو پیام پہنچا دے۔ جو خدائی احکام اور دین کے مکمل ہونے کے آرزومند ہیں۔

كُلُّ امْرِئٍ مِنْ عِبَادِ اللهِ مُضْطَهِدٍ ۔۔۔ بِبَطْنِ مَكَّةَ مَقْهُورٍ وَمَفْتُونِ

اللہ کے بندوں میں سے ہر اس شخص کو میرا پیام پہنچا دے، جو وادیٔ مکہ میں مجبور، مغلوب اور بلاؤں میں گرفتار ہیں۔

أَنَا وَجَدْنَا بِلَادَ اللهِ وَاسِعَةً ۔۔۔ تُنْجِي مِنَ الذُّلِّ وَالْمَخْزَاةِ وَالْهُونِ

کہ ہم نے اللہ تعالے کے شہروں کو وسیع پایا ہے۔ جو اہانت، ذلت، اور رسوائی سے چھڑاتے ہیں۔

فَلَا تُقِيمُوا عَلَى ذُلِّ الْحَيَاةِ وَخِزْ ۔۔۔ يٍ فِي الْمَمَاتِ وَعَيْبٍ غَيْرِ مَأْمُونِ

پس زندگی، اور موت کی ذلت، رسوائی اور بے امنی کے عیب میں نہ پڑے رہو۔

إِنَّا تَبِعْنَا رَسُولَ اللهِ وَاطَّرَحُوا ۔۔۔ قَوْلَ النَّبِيِّ وَعَالُوا فِي الْمَوَازِينِ

ہم نے تو اللہ کے رسولؐ کی پیروی اختیار کی۔ انھوں نے نبیؐ کی بات کو پیٹھ پیچھے ڈال دیا۔ اور حقوق کی ادائی میں خیانت کی۔

فَاجْعَلْ عَذَابَكَ بِالْقَوْمِ الَّذِينَ بَغَوْا ۔۔۔ وَعَائِذٌ بِكَ أَنْ يَعْلُوا فَيُطْغُونِي

یا اللہ! جن لوگوں نے سرکشی کی ہے۔ ان پر اپنا عذاب نازل فرما! ایک پناہ کا طالب تیری پناہ مانگتا ہے۔ اس بات سے کہ یہ لوگ سربلند ہوں اور مجھے بھی سرکش بنا دیں۔

دوسرا قصیدہ قریش نے اپنی بستیوں سے جن مسلمانوں کو نکال دیا، ان کا بیان اور اپنی قوم کے بعض افراد سے ناراضی ظاہر کرتے ہوئے عبداللہ بن حارث نے یہ بھی کہا ہے:۔

اَبَتْ کَبِدِی لَا اَکْذِبَنْکَ قِتَالَهُمْ   عَلَیَّ وَتَابَاہُ عَلَیَّ اَنَامِلِی

میں تجھ سے جھوٹ نہیں کہوں گا۔ ان کے ساتھ جنگ کرنے سے میرا دل بھی انکار کرتا ہے اور میری انگلیاں بھی انکار کرتی ہیں۔

وَکَیْفَ قِتَالِی مَعْشَرًا اَدَّبُوْکُمْ   عَلَی الْحَقِّ اَنْ لَا تَاشِبُوْہُ بِبَاطِلِ

میری جنگ ایسے لوگوں سے کیونکر ہو سکتی ہے، جنھوں نے تمھیں تعلیم دی کہ حق پر رہو اور اسے باطل سے خلط ملط نہ کرو۔

نَفَتْهُمْ عِبَادُ الْجِنِّ مِنْ حُرِّ اَرْضِهِمْ   فَاَضْحَوْا عَلٰی اَمْرٍ شَدِیْدِ الْبَلَابِلِ

جنوں کی پوجا کرنے والوں نے انھیں ان کی قابل عظمت سرزمین سے بے خانماں کر دیا ...... جس کے سبب سے وہ سخت رنج و الم میں مبتلا ہو گئے۔

فَاِنْ تِلْکَ کَانَتْ فِیْ عَدِیٍّ اَمَانَةٌ   عَدِیِّ بْنِ سَعْدٍ عَنْ تُقًی اَوْ تَوَاصُلِ

بنی عدی ... وہ بنی عدی جو سعد کی اولاد ہیں ..... اگر ان میں خوف خدا کے سبب سے یا قرابت کے میل ملاپ کی وجہ سے کوئی دیانت رہی ہوتی۔

فَقَدْ کُنْتُ اَرْجُوْا اَنَّ ذٰلِکَ فِیْکُمْ   بِحَمْدِ الَّذِیْ لَا یُطَّبٰی بِالْجَعَائِلِ

تو مجھے امید ہوتی کہ ضرور یہ صفت تم میں بھی ہوگی۔ اور اس ذات کا شکر ادا کرتا، جس سے کسی مزدوری کے معاوضے میں استدعا نہیں کی جا سکتی۔

وَبُدِّلْتُ شِبْلًا شِبْلَ کُلِّ خَبِیْثَةٍ   بِذِیْ فَجْرٍ مَاوَی الضِّعَافِ الْاَرَامِلِ

خبیث عورتوں کے بچوں کے بجائے مجھے ایسے جوان مرد دیے گئے ہیں جو سخی اور کمزور بیواؤں کی پناہ گاہ ہیں۔

تیسرا قصیدہ اور عبداللہ بن حارث نے یہ بھی کہا ہے :۔

تِلْکَ قُرَیْشُ تَجْحَدُ اللّٰهَ حَقَّهٗ   کَمَا جَحَدَتْ عَادٌ وَمَدْیَنُ وَالْحِجْرُ

قریش کی حالت یہ ہے۔ کہ وہ اللہ تعالے کے حق سے انکار کرتے ہیں۔ جس طرح عاد و مدین و حجر والوں نے انکار کیا اور تباہ ہوئے۔

فَإِنْ أَنَا لَمْ أُبْرِقْ فَلَا يَسَعَنَّنِي ۔۔۔ مِنَ الْأَرْضِ بَرٌّ ذُو فَضَاءٍ وَلَا بَحْرُ

پس اگر میں نہ ڈروں تو مجھے نہ زمین کے فضا والے میدانوں میں جگہ ملے گی اور نہ سمندر میں۔

بِأَرْضٍ بِهَا عَبْدُ الْإِلٰهِ مُحَمَّدٌ ۔۔۔ أُبَيِّنُ مَا فِي النَّفْسِ إِذَا بَلَغَ النَّقْرُ

اس سرزمین میں جس میں خدا کا بندہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) موجود ہے جب بحث کا موقع آگیا ہے تو جو کچھ میرے دل میں ہے۔ وہ صاف بیان کر دیتا ہوں۔

عبداللہ بن حارث پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ ان کے اس شعر کی وجہ سے (جس میں ابرق کا لفظ انھوں نے استعمال کیا ہے۔) ان کا نام مبرق مشہور ہو گیا۔

اشعار عثمان بن مظعون

امیہ بن خلف (بن وہب بن حذافۃ بن جمح) جو عثمان بن مظعون کا چچیرا بھائی تھا۔ اس زمانے میں اپنی قوم کے نزدیک اعلیٰ رتبے والا تھا۔ وہ عثمان بن مظعون کو اسلام کی وجہ سے تکلیف دیا کرتا تھا۔ چنانچہ اس پر غصے ہوتے ہوئے عثمان بن مظعون نے کہا ہے:۔

أَتَيْمَ بْنَ عَمْرٍو لِلَّذِي جَاءَ بِغِضَةٍ ۔۔۔ وَمِنْ دُونِهِ الشَّرْمَانِ وَالْبَرْكُ أَكْتَعُ

اے بنی تیم بن عمرو! اس شخص پر تعجب ہوتا ہے، جو دشمنی رکھتا ہے۔ حالانکہ اس کے اور میرے درمیان کھاری اور میٹھے پانی کے علاوہ بیٹھے ہوئے تمام اونٹ ہیں۔

اس کے اور میرے درمیان اتنی مسافت ہے جسے طے کرنے کے لیے اونٹوں پر خشکی کا سفر کرنا، میٹھے پانی کے دریاؤں کو کشتی سے پار کرنا اور کھاری پانی کے سمندر کو جہازوں سے طے کرنا ہے۔ یا اس کے اور میرے درمیان شرمان اور برک (نامی دونوں مقام) ہیں

أَأَخْرَجْتَنِي مِنْ بَطْنِ مَكَّةَ آمِنًا ۔۔۔ وَأَسْكَنْتَنِي فِي صَرْحِ بَيْضَاءَ تُقْذَعُ

کیا تو نے امن حاصل کرنے کے لیے وادی مکہ سے مجھے نکال باہر کیا اور بڑی بڑی سفید قابل نفرت عمارتوں میں رہنے پر تو نے مجھے مجبور کیا۔

تَرِيشُ نِبَالًا لَا يُوَاتِيكَ رِيشُهَا ۔۔۔ وَتَبْرِي نِبَالًا رِيشُهَا لَكَ أَجْمَعُ

تو ایسے تیروں کو درست کرتا ہے۔ جن کا درست کرنا تیرے لیے موافق نہیں

اور تو ان تیروں کو کاٹ ڈالتا ہے، جن کی درستی تیرے لیے سراسر نفع بخش ہے۔

وَحَارَبْتَ أَقْوَامًا كِرَامًا أَعِزَّةً ۔۔۔ وَأَهْلَكْتَ أَقْوَامًا بِهِمْ كُنْتَ تَفْزَعُ

تو نے شریف اور عزت دار لوگوں سے جنگ چھیڑ رکھی ہے، اور ان لوگوں کو تو نے برباد کر دیا، جن کی تو پناہ لیا کرتا تھا۔

سَتَعْلَمُ إِنْ نَابَتْكَ يَوْمًا مُلِمَّةٌ ۔۔۔ وَأَسْلَمَكَ الْأَوْبَاشُ مَا كُنْتَ تَصْنَعُ

جب تجھ پر کبھی کوئی آفت آجائے گی اور کمزور اغیار تیری امداد سے دست کش ہو جائیں گے۔ تو اس وقت تجھے معلوم ہوگا کہ تو کیا کرتا تھا (یعنی تیرے یہ کام اچھے تھے یا برے)

تیم بن عمرو، جسے عثمان نے مخاطب کیا ہے، بنی جمح میں سے ہے اور اس کا نام تیم تھا۔

باب ۵۲

مہاجرین کے خلاف قریش کی کوشش

قریش کی اسلام دشمنی

ابن اسحٰق نے کہا: جب قریش نے دیکھ لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی سرزمین حبشہ میں مطمئن و بے خوف ہوگئے۔ اور وہاں گھر بھی پالیا، چین بھی، تو انھوں نے آپس میں طے کیا کہ قریش کے دو مستقل مزاج شخصوں کو نجاشی کے پاس روانہ کریں۔ تاکہ مسلمانوں کو لوٹا دینے پر زور دیں۔ امور دین کے باب میں انھیں مبتلائے آزمائش کرائیں اور جن گھروں میں وہ اطمینان کی زندگی بسر کر رہے تھے، ان سے باہر نکلوائیں، اس غرض سے عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن العاص بن وائل کو بھیجا گیا۔ نجاشی اور ان کے وزیروں کے واسطے بہت سے ہدیے جمع کیے۔ چنانچہ دونوں گفتگو کے لیے روانہ ہوگئے۔

اشعار ابی طالب

ابوطالب نے جب ان کی اس رائے اور ان ہدیوں کے متعلق غور کیا، جو ان دونوں کے ساتھ بھیجے گئے تھے تو نجاشی کو پڑوسیوں سے اچھے سلوک اور ان کی حفاظت پر آمادہ کرنے کے لیے یہ اشعار کہے:۔

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي كَيْفَ فِي النَّأْيِ جَعْفَرٌ ۔۔۔ وَعَمْرٌو وَأَعْدَاءُ الْعَدُوِّ الْأَقَارِبُ

اے کاش مجھے کوئی خبر ملتی کہ جعفر اور عمرو دوری میں کیسے ہیں۔ اکثر سخت ترین دشمن وہ ہوتے ہیں۔ جن سے قریب کا خونی رشتہ ہوتا ہے۔

فَهَلْ نَالَ أَفْعَالُ النَّجَاشِيِّ جَعْفَرًا ۔۔۔ وَأَصْحَابَهُ أَوْ عَاقَ ذٰلِكَ شَاغِبُ

کیا نجاشی کے حسن سلوک نے جعفر اور ان کے ساتھیوں کو اپنا مطلوب سمجھ کر حاصل کر لیا یا کسی شر انگیز نے اس میں کوئی رکاوٹ ڈال دی؟

تَعَلَّمْ أَبَيْتَ اللَّعْنَ أَنَّكَ مَاجِدٌ ۔۔۔ كَرِيمٌ فَلَا يَشْقَى لَدَيْكَ الْمُجَانِبُ

اللہ تعالےٰ آپ کو (نجاشی کو)، بدنامی سے بچائے۔ یاد رہے کہ آپ کی ہستی عظمت اور شرافت والی ہستی ہے۔ آپ کے سائے میں پناہ لینے والے کو محرومی نہ نصیب ہونی چاہیے۔

تَعلَمُ بِاَنَّ اللّٰہَ زَادَکَ بَسطَۃً　　وَاَسبَابَ خَیرٍ کُلُّھَا بِکَ لَازِبُ

آپ کو اس بات کا علم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی فضیلت
دی ہے۔ اور بہتری کے تمام ذریعے آپ کو حاصل ہیں۔

وَاَنَّکَ فَیضٌ ذُو سِجَالٍ غَزِیرَۃٍ　　یَنَالُ الاَعَادِی نَفعُھَا وَالاَقَارِبُ

اور یہ بھی آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کی ذات لبریز کناروں والا دریا
ہے، جس سے دشمن اور دوست دونوں فیض پاتے ہیں۔

اُمّ المومنین امّ سلمہؓ کی روایت

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے محمد بن مسلم زہری نے ابو بکر بن عبد الرحمٰن (ابن الحارث بن ہشام المخزومی) کی زبانی روایت بیان کی اور انھوں نے ام سلمہؓ بنت ابی امیہ (بن المغیرہ) زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ فرمایا: جب ہم سرزمین حبشہ میں اترے تو وہاں ہمیں نجاشی کا بہترین پڑوس مل گیا۔ دین میں امن نصیب ہوا۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گئے۔ نہ ہمیں کوئی تکلیف پہنچاتا تھا اور نہ ہم کوئی بری بات سنتے تھے۔ جب اس حالت کی اطلاع قریش کو ہوئی تو انھوں نے آپس میں مشورے کیے کہ ہمارے بارے میں نجاشی کے پاس اپنے دو مستقل مزاج آدمی بھیجیں اور نجاشی کے پاس مکہ کے سامان میں سے نایاب سمجھی جانے والی چیزیں بطور ہدیہ روانہ کریں۔ مکہ سے حبشہ کو جانے والی چیزوں میں سے بہترین دباغت کیے ہوئے چمڑے تھے۔ اس کے لیے بہت سے چمڑے اکٹھے کیے۔ اور اس کے وزیروں میں سے کسی وزیر کو نہیں چھوڑا۔ جس کے لیے ہدیہ نہ بھیجا ہو۔ یہ ہدیے عبد اللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو ابن العاص کے ساتھ روانہ کیے ان دونوں سے کہہ دیا۔ نجاشی سے مسلمانوں کے متعلق گفتگو کرنے سے پہلے ہر وزیر کو اس کا ہدیہ پہنچا دو۔ اور اس کے بعد نجاشی کے پاس اس کے ہدیے پیش کرو۔ پھر استدعا کرو۔ کہ مسلمانوں کو گفتگو کرنے سے پہلے تمھارے حوالے کر دے۔

قریشی سفیروں کا سازباز

وہ دونوں نجاشی کے پاس پہنچے، جب ہم اس کے پاس بہترین جگہ اور بہترین ہمسائے میں تھے۔ نجاشی کے ساتھ گفتگو سے پہلے انھوں نے اس کے وزیروں میں سے ہر ایک کے پاس اس کا ہدیہ پہنچایا۔ اور ان میں سے ہر ایک سے کہا: ہم میں سے چند کم عمر، بے وقوف چھوکروں نے اپنی قوم کا دین بھی اختیار نہیں کیا اور تمھارے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے۔ بلکہ ایک نیا دین ایجاد کیا ہے۔ جس سے

نہ ہم واقف ہیں، نہ تم، انھوں نے تمھارے بادشاہ کے ملک میں پناہ لی ہے۔ بادشاہ کے پاس اپنی قوم کے معززین بھیجے ہیں تاکہ وہ انھیں ان کے حوالے کر دے۔ اس لیے جب ہم بادشاہ سے ان کے متعلق گفتگو کریں تو تم مشورہ دینا کہ وہ انھیں ہمارے حوالے کر دے اور ان سے گفتگو نہ کرے کیونکہ شرافت کے لحاظ سے ہمیں ان پر برتری حاصل ہے۔ اور جو الزام انھوں نے ان پر لگایا ہے، اس سے وہ خوب واقف ہیں، آخر انھوں نے ان سے کہا: بہت اچھا۔ پھر ان دونوں نے اپنے ہدیے نجاشی کے پاس پیش کیے۔ اور اس نے ہدیے قبول کر لیے۔

نجاشی کے پاس شکایت

پھر اس سے کہا: اے بادشاہ! ہم میں کے چند کم سن، بیوقوف چھوکروں نے اپنی قوم کے دین سے علٰحدگی اختیار کی ہے۔ وہ آپ کے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے اور ایک نیا دین ایجاد کیا ہے۔ جسے نہ ہم جانتے ہیں اور نہ آپ۔ ہم نے آپ کے پاس ان کے متعلق ان کی قوم کے معززین کو بھیجا ہے۔ جن میں ان کے باپ چچا اور ان کے لوگ ہیں تاکہ آپ انھیں ان کے پاس واپس روانہ کر دیں۔ کیونکہ وہ شرافت کے لحاظ سے ان پر برتری رکھتے ہیں، جو الزام انھوں نے ان پر لگایا ہے اور جس چیز کے متعلق وہ ان سے خفا ہیں، اسے وہ خوب جانتے ہیں۔ ام سلمہؓ نے فرمایا: عبد اللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن العاص کو اس بات سے زیادہ کوئی چیز ناپسند نہ تھی۔ کہ نجاشی مسلمانوں کی گفتگو سنے، اس کے بعد اس کے ان وزیروں نے، جو اس کے گرد موجود تھے، کہا: اے بادشاہ! ان دونوں نے سچ کہا کہ ان کی قوم شرافت کے لحاظ سے ان پر برتری رکھتی ہے اور جو الزام انھوں نے لگایا ہے، اس سے وہ خوب واقف ہیں۔ لہٰذا انھیں ان دونوں کے سپرد کر دیجیے تاکہ وہ انھیں ان کے وطن اور ان کی قوم کے پاس پہنچا دیں۔

نجاشی کا جواب

اس بات پر نجاشی خفا ہوا اور کہا: نہیں! خدا کی قسم! جب ایسی حالت ہے تو میں انھیں ہرگز ان دونوں کے سپرد نہیں کروں گا۔ اور نہ ایسا ارادہ ان لوگوں کے متعلق کیا جا سکتا ہے۔ جنھوں نے میرا پڑوس اختیار کیا ہے۔ اور میری سرزمین میں بطور مہمان آئے ہیں۔ چونکہ دوسروں کو چھوڑ کر انھوں نے مجھی کو منتخب کیا ہے اس لیے میں انھیں بلاؤں گا اور ان دونوں (قریش کے سفیروں) نے ان کے متعلق جو کچھ کہا ہے، اس کی نسبت دریافت کروں گا۔ پھر اگر ان کی حالت ویسی ہی ہو، جیسا کہ یہ دونوں کہہ رہے ہیں، تو میں انھیں ان کے حوالے کر دوں گا۔ اور انھیں قوم کی طرف لوٹا دوں گا۔ اگر ان کی حالت اس کے خلاف ہو تو میں ان

مسلمانوں کی حفاظت کروں گا، جب تک وہ میرے پڑوس میں رہیں، میں ان کے پڑوس کا حق اچھی طرح ادا کروں گا۔

صحابہ کا مشورہ

جناب ام سلمہؓ نے فرمایا: اس کے بعد اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کو بلانے کے لیے آدمی بھیجا۔ جب ان لوگوں کے پاس بھیجا ہوا آدمی پہنچا تو یہ سب ایک جگہ جمع ہوئے اور ان میں سے بعض نے کہا: جب تم نجاشی کے پاس پہنچو گے تو آخر اس سے کیا کہو گے۔ انھوں نے جواب دیا: واللہ ہم وہی کہیں گے جو ہمارے نبیؐ نے ہمیں تعلیم دی ہے اور جن باتوں کا آپ نے ہمیں حکم فرمایا ہے، اس میں چاہے، جو ہونا ہو، ہو جائے۔

جب یہ دربار میں پہنچے، دیکھا کہ نجاشی نے اپنے علماء کو بھی بلا لیا ہے اور اس کے گرد انھوں نے اپنے صحیفے کھلے رکھے ہیں۔ اس نے سوالات شروع کیے۔ کہا: اس دین کی حقیقت کیا ہے جس میں داخل ہو کر تم نے اپنی قوم سے علیحدگی اختیار کر لی ہے؟ تم نہ تو میرے دین میں داخل ہوئے ہو اور نہ ان موجودہ دینوں میں سے کسی دین میں شامل ہو۔

جعفرؓ بن ابی طالب کی تقریر

اب جس نے اس سے گفتگو شروع کی، وہ جعفر بن ابی طالب تھے۔ انھوں نے جواب دیا: اے بادشاہ! ہماری قوم کی حالت یہ تھی کہ ہم سب جاہل تھے۔ بتوں کی پوجا کرتے، مردار کھاتے، برے کاموں کے مرتکب ہوتے۔ رشتے ناتے توڑ دیتے۔ پڑوسیوں سے برا سلوک کرتے اور ہم میں سے قوی، کمزور کو کھا جاتا تھا۔ یہ ہماری حالت تھی کہ اللہ تعالٰے نے ہمیں میں سے ایک شخص کو ہماری جانب رحم دل بنا کر بھیجا۔ جس کے نسب، سچائی، امانت اور پاک دامنی کو ہم سب جانتے ہیں، اس نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی جانب دعوت دی کہ ہم اسے یکتا مانیں۔ اور اسی کی عبادت کریں۔ ہم اور ہمارے بزرگوں نے اسے چھوڑ کر پتھروں اور بتوں کی جو پوجا اختیار کر رکھی تھی، اسے ترک کر دیں۔ اس رسولؐ نے ہمیں سچی بات کہنے، امانت ادا کرنے، رشتہ داروں سے تعلقات کے قائم رکھنے، پڑوسیوں سے نیک سلوک کرنے، حرام باتوں اور قتل و خوں ریزی سے باز رہنے کا حکم فرمایا۔ اور ہمیں برائیاں کرنے جھوٹ بولنے، یتیم کا مال کھانے اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے سے منع فرمایا۔ اس نے ہمیں حکم دیا کہ خدائے یکتا کی عبادت کریں۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اس نے ہمیں نماز، زکوٰۃ اور روزوں کا حکم دیا۔ غرض انھوں نے نجاشی کے سامنے اسلام کے تمام احکام بیان کر دیے اور کہا: پس ہم نے اس کی تصدیق کی اور اس پر ایمان لائے۔ وہ جو کچھ اللہ تعالٰے کی جانب

لایا، ہم نے اس کی پیروی کی۔

حبشہ میں پناہ لینے کا سبب

پس ہم نے خدائے یکتا کی عبادت کی۔ کسی کو اس کا شریک نہیں بنایا۔ اور ان تمام چیزوں کو حرام جانا، جو ہم پر حرام کی گئیں، اور ان چیزوں کو حلال جانا جو ہم پر حلال کی گئیں۔ ہماری قوم نے ہم پر ظلم اور زیادتی کی۔ انھوں نے ہمیں تکلیفیں پہنچائیں اور دین کے متعلق مصیبتوں میں مبتلا کیا۔ تاکہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی عبادت سے پھیر کر بتوں کی پوجا کی جانب لوٹائیں، ان تمام بری چیزوں کو حلال سمجھ لیں، جنھیں ہم پہلے حلال سمجھا کرتے تھے۔ جب ان لوگوں نے ہمیں مجبور کیا، ظلم ڈھائے، ہمارے لیے زندگی کا میدان تنگ کر دیا اور دین کے کاموں میں رکاوٹ ڈالنے لگے تو ہم آپ کے ملکوں کی جانب نکل آئے۔ ہم نے آپ کو دوسرے لوگوں پر ترجیح دی۔ آپ کی ہمسائیگی کی جانب ہمیں رغبت ہوئی۔ اور اے بادشاہ! ہمیں امید ہوئی کہ آپ کے پاس ہم پر ظلم نہ ہوگا۔

سورۂ مریم کی تلاوت

حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا: نجاشی نے کہا: یہ رسولؐ، اللہ کے پاس سے جو کچھ لایا ہے، کیا اس میں سے کچھ تمھارے ساتھ ہے؟ جعفرؓ نے کہا: ہاں! نجاشی نے کہا: وہ مجھے پڑھ کر سناؤ۔ چنانچہ انھوں نے اسے کٓھٰیٰعٓصٓ[1] کا ابتدائی حصہ پڑھ کر سنایا۔ جناب ام سلمہؓ نے فرمایا: واللہ! پھر تو نجاشی رو پڑا۔ یہاں تک کہ اس کی ڈاڑھی تر بتر ہو گئی۔ جب اس کے علماء نے یہ کلام سنا تو وہ بھی اتنا روئے کہ ان کے صحیفے بھیگ گئے۔ پھر نجاشی نے کہا: بے شک یہ چیز اور وہ چیز جو عیسیٰؑ لائے تھے ایک ہی طاق سے نکلی ہوئی روشنی ہے۔ تم دونوں (قریش کے سفیر) چلے جاؤ۔ نہیں، واللہ! انھیں تمھارے حوالے نہیں کروں گا۔ اور نہ ان کے متعلق ایسا ارادہ کیا جائے گا۔

قریشی سفیروں کی ایک اور تدبیر

جب وہ دونوں اس کے پاس سے نکل گئے، تو عمرو بن العاص نے کہا: واللہ! کل میں اس کے پاس ان لوگوں کے متعلق ایسی چیز پیش کروں گا کہ اس کے ذریعے سے ان کی جماعت کو جڑ سے اکھاڑ ڈالوں گا۔ حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا: عبداللہ بن ابی ربیعہ نے، جو ہمارے متعلق ان دونوں میں زیادہ خوفِ خدا رکھنے والا تھا، کہا: ایسا نہ کرنا، کیونکہ ان لوگوں سے ہمارا رشتہ ہے۔ اگرچہ انھوں نے ہماری مخالفت کی ہے۔ عمرو بن العاص نے کہا: واللہ! میں نجاشی کو اس بات کی خبر دوں گا، ان لوگوں کا

---

[1] سورہ مریم۔

عقیدہ عیسیٰؑ بن مریمؑ کے بارے میں یہ ہے کہ وہ ایک بندے تھے۔ دوسرے روز سویرے وہ نجاشی کے پاس پہنچے۔ اور کہا، اے بادشاہ! یہ لوگ عیسیٰ بن مریمؑ کے بارے میں ایک بری بات کہتے ہیں، آپ انھیں بلوائیے اور ان سے دریافت کیجیے کہ وہ ان کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ چنانچہ نجاشی نے پھر مسلمانوں کو بلوا بھیجا تاکہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ان سے دریافت کرے۔ محترمہ نے فرمایا: ایسی آفت ہم پر کبھی نہیں آئی تھی۔ سب کے سب جمع ہوئے اور بعض نے کہا، آخر عیسیٰؑ بن مریمؑ کے متعلق وہ تم سے سوال کرے گا تو کیا کہو گے؟ انھوں نے کہا: واللہ! ہم وہی کہیں گے جو اللہ نے کہا ہے اور جو ہمارے نبیؐ ہمارے پاس لائے ہیں، اس میں چاہے جو بھی ہو۔ فرمایا: جب یہ لوگ نجاشی کے پاس گئے تو اس نے کہا: عیسیٰؑ بن مریمؑ کے متعلق تم لوگ کیا کہتے ہو؟ جعفرؓ بن ابی طالب نے کہا، ہم ان کے متعلق وہی کہتے ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس لائے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول، اس کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ جسے اللہ نے کنواری مریمؑ کی جانب ڈال دیا۔ نجاشی نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور ایک تنکا اٹھا کر کہا، واللہ! جو کچھ تم نے کہا۔ اس سے اس تنکے کے برابر بھی عیسیٰؑ بن مریمؑ زیادہ نہیں۔

درباریوں کی ناراضی جب نجاشی نے ایسے اہم الفاظ کہہ دیے تو جو علماء اس کے گرد بیٹھے تھے وہ ناک میں آوازیں نکالنے لگے۔ (یعنی ناراضی ظاہر کی)، نجاشی نے کہا، خواہ تم ناک سے آوازیں نکالو یا کچھ اور، واللہ! تم چلے جاؤ۔ فانتم شیوم بارضی۔ تم میری سرزمین میں بے خوف ہو۔ جو تمھیں برا بھلا کہے، اس سے بدلہ لیا جائے گا۔ یہ کلمہ تین مرتبہ دہرایا۔ ساتھ ہی کہا، مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیْ دِبْرًا مِنْ ذَهَبٍ۔ (مجھے اس کی خواہش نہیں کہ سونے کا ایک پہاڑ مل جائے)

ابن ہشام نے کہا: بعضوں نے دِبْرًا مِنْ ذَهَبٍ کہا۔ اور "فَاَنْتُمْ شُیُوْمٌ وَ اَنِّیْ اٰذَیْتُ رَجُلًا مِنْکُمْ" کے الفاظ روایت کیے ہیں، یعنی تم بے خوف ہو۔ میں نے تم میں سے بعض کو تکلیف دی۔ دبر کے معنی زبان حبشہ میں جبل یعنی پہاڑ کے ہیں۔ پھر نجاشی نے کہا، قریش کے دو سفیروں کے ہدیے انھیں واپس کر دو۔ مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں! خدا کی قسم! جب اللہ نے میری حکومت مجھے واپس دی تو مجھ سے اس نے کوئی رشوت نہیں لی۔ کہ میں کوئی رشوت لوں۔ خدا نے میرے بارے میں وہ نہیں کیا، جو لوگ چاہتے تھے۔ پھر میں کیوں خدا کے بارے میں بے سمجھے بوجھے لوگوں کی بات مان لوں۔

حبشہ میں بغاوت

ام المومنین رضؓ نے فرمایا: پھر تو وہ دونوں (یعنی قریش کے سفیر) اس کے پاس سے ملول و ناراض ہو کر نکلے اور انھوں نے جو پیش کیا تھا، وہ انھیں واپس کر دیا گیا اور ہم اس کے پاس بہترین پڑوس میں رہنے لگے۔ واللہ! ہم اسی حالت میں تھے کہ ایکا ایکی ایک حبشی نجاشی کی مخالفت پر اتر آیا۔ اور اس کی حکومت سے کشمکش کرنے لگا۔ فرمایا: واللہ! میں نے اپنے لوگوں کو اس وقت سے زیادہ رنجیدہ کبھی نہیں دیکھا تھا، اس ڈر سے کہ کہیں اس شخص نے نجاشی پر غلبہ پا لیا تو ایسا شخص آئے گا۔ جو ہمارے وہ حقوق نہ سمجھے گا، جو نجاشی سمجھتا تھا۔ پھر نجاشی اس کے مقابلے کے لیے چلا۔ اور ان دونوں کے درمیان دریائے نیل کا عرض تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب نے کہا: کون ایسا ہے، جو باہر نکلے اور ان لوگوں کے واقعات کا مشاہدہ کر کے ہمیں آ کر خبر دے؟ زبیرؓ بن العوام نے کہا: میں اس کام کو انجام دیتا ہوں۔ ان لوگوں نے کہا: تم یہ کام کرو گے۔ اور وہ سب سے زیادہ کم سن تھے۔ سب نے ان کے لیے ایک مشک میں ہوا بھر دی۔ انھوں نے اسے اپنے سینے کے نیچے رکھا اور اس پر تیرتے چلے۔ یہاں تک کہ نیل کے اس کنارے پر پہنچے۔ جہاں ان لوگوں کے ملنے کی جگہ تھی۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ رہے تھے۔ کہ نجاشی اپنے دشمن پر غلبہ پائے اور اپنے ممالک میں اسے پوری قدرت حاصل رہے۔ واللہ! ہم اسی حالت میں ہونے والی بات کے منتظر تھے کہ ایکا ایکی زبیرؓ نکلے، وہ دوڑتے چلے آ رہے تھے۔ اور اپنی چادر سے اشارہ کر رہے تھے، خوش ہو جاؤ۔ کہ نجاشی نے فتح پائی، اللہ تعالیٰ نے دشمن کو برباد کر دیا اور نجاشی کا اقتدار ملک میں بحال ہو گیا۔ ام المومنینؓ نے فرمایا: واللہ! میں نے اپنے لوگوں کی اس وقت کی سی خوشی بھی کبھی نہیں دیکھی۔ فرمایا: اس کے بعد نجاشی ایسی حالت میں واپس ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دشمن کو برباد کر ڈالا تھا۔ اور اسے ملک میں پورا اقتدار حاصل ہو گیا تھا حکومت حبشہ اس کے لیے مستحکم ہو گئی اور ہم اس کے پاس بڑی عزت سے رہے۔ یہاں تک کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ جب آپ مکہ میں تھے۔

نجاشی کی ابتدائی زندگی

ابن اسحٰق نے کہا: زہری نے کہا: میں نے عروۃ بن زبیر سے ابوبکر بن عبدالرحمٰن کی حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی ام سلمہؓ کی روایت سے بیان کی تو انھوں نے کہا: کیا تمھیں خبر ہے کہ نجاشی کے اس قول کے کیا معنی ہیں: "جب اللہ نے میری حکومت مجھے واپس دی تو مجھ سے اس نے کوئی رشوت نہیں لی۔ کہ میں اس کے متعلق کوئی رشوت لوں۔ اور لوگ میرے خلاف جو کچھ کرنا چاہتے تھے، اللہ نے وہ نہ کیا، پھر میں کیوں اللہ کے معاملے

میں لوگوں کی بات بے سمجھے بوجھے مان لوں"؟ زہری نے جواب دیا: نہیں، انھوں نے کہا: ام المومنین عائشہؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ نجاشی کا باپ اپنی قوم کا بادشاہ تھا اور نجاشی کے سوا اس کی کوئی اولاد نہ تھی۔ اس کا ایک چچا تھا۔ جس کے صلبی بیٹے بارہ تھے اور حبشیوں کی حکومت والے خاندان سے تھے تو حبشہ والوں نے آپس میں کہا کہ اگر ہم نجاشی کے باپ کو مار ڈالیں اور اس کے بھائی کو حکومت کا مالک بنائیں تو بہتر ہوگا۔ کیونکہ اس کے بجز اس لڑکے کے اور کوئی اولاد نہیں اور اس کے بھائی کے صلبی بیٹے بارہ ہیں۔ یہ اس کے بعد حکومت کے وارث ہوں گے۔ تو حبشہ کی حکومت محفوظ ہو جائے گی۔

والد کا قتل اور نجاشی کی غلامی

آخر انھوں نے نجاشی کے باپ پر دست درازی کر کے اسے قتل کر ڈالا۔ اور حکومت اس کے بھائی کے حوالے کی۔ ایک رات اس حالت میں گزری۔ نجاشی نے اپنے چچا کے ساتھ نشو و نما پائی۔ وہ لوگوں میں بڑا ہوشیار اور بڑا عقل مند تھا۔ اس نے اپنے چچا کے حالات پر غلبہ حاصل کر لیا اور ہر جگہ اسی کے ساتھ رہنے لگا حبشہ والوں نے اس کا اقتدار دیکھا تو آپس میں کہا۔ واللہ! اس لڑکے نے تو اپنے چچا کے حالات پر قابو پا لیا ہے۔ اور ہمیں ڈر ہے کہ کہیں چچا اسے ہم پر حاکم نہ بنا دے، اگر اس نے ہم پر حاکم بنا دیا تو وہ ہم سب کو قتل کر ڈالے گا۔ اسے معلوم ہے کہ ہم نے اس کے باپ کو قتل کیا ہے۔ لہٰذا وہ سب مل کر اس کے چچا کے پاس گئے اور کہا، یا تو اس چھوکرے کو قتل کر دو، یا ہمارے درمیان سے نکال دو۔ کیونکہ ہمیں اپنی جانوں کے بارے میں ڈر لگا ہوا ہے۔ اس نے کہا: کم بختو! کل تم نے اس کے باپ کو قتل کیا اور آج میں اسے قتل کر دوں؟ ہاں اسے تمھارے ملک سے نکال دیتا ہوں۔ ام المومنین نے فرمایا: لوگ اسے لے کر بازار گئے اور تاجروں میں سے ایک تاجر کے ہاتھ چھ سو درہم میں بیچ ڈالا۔ وہ کشتی میں لے چلا۔ یہاں تک کہ جب اس دن کی شام ہوئی تو خریف کے ابر میں سے ایک ابر پارے میں جوش پیدا ہوا، اس کا چچا بارش کی طلب کے لیے اس کے نیچے گیا تو اس پر بجلی گری اور وہ ہلاک ہو گیا۔ ام المومنین نے فرمایا: پھر حبشہ والے اس کے لڑکوں کی طرف دوڑے۔ معلوم ہوا کہ اس کے سب لڑکے احمق ہیں۔ اس کی اولاد میں کوئی بھی صحیح دماغ والا نہیں۔ آخر حکومت حبشہ میں فساد ہو گیا۔ اور جب وہ اس حالت سے تنگ ہو گئے۔ تو ان میں سے بعض نے کہا: تم یہ سمجھ لو کہ واللہ! تمھارا بادشاہ جس کے بغیر تمھارے معاملوں کی درستی نہیں ہو سکتی وہی ہے، جسے تم نے سویرے بیچ ڈالا۔ اگر حبشہ کی حکومت کے لیے تمھیں کسی کی ضرورت ہے تو اسے ڈھونڈ نکالو۔

حکومت کی بحالی

پھر وہ اس کی تلاش میں نکلے اور اس شخص کے پیچھے گئے، جس کے ہاتھ اسے بیچا تھا۔ یہاں تک کہ اسے ڈھونڈ نکالا اور لے لیا۔ اس کے سر پر تاج رکھا۔ اور تخت شاہی پر بٹھا کر حکومت کی باگ اس کے ہاتھ میں دے دی۔ پھر ان کے پاس وہ تاجر آیا۔ جس کے ہاتھ انھوں نے اسے بیچا تھا۔ اس نے کہا: یا تو میری رقم مجھے دے دو یا خود اسی سے اس معاملے میں گفتگو کرنے دو۔ انھوں نے کہا: ہم تجھے کچھ رقم وغیرہ نہیں دیتے۔ اس نے کہا: جب تو واللہ! میں خود اسی سے گفتگو کروں گا۔ انھوں نے کہا: جاؤ اسے پکڑو۔ فرمایا۔ وہ نجاشی کے پاس آکر سامنے بیٹھ گیا اور کہا: اے بادشاہ! میں نے فلاں کو فلاں لوگوں سے بازار میں چھ سو درہم کے عوض خریدا۔ انھوں نے غلام کو میرے قبضے میں دیا اور مجھ سے میرے درہم لیے، آخر جب میں اپنے غلام کو لے کر چلا تو انھوں نے پھر مجھے پکڑ کر مجھ سے میرے غلام کو لے لیا اور میرے درہم بھی انھوں نے روک رکھے۔ آخر نجاشی نے اس سے کہا: اس کے درہم انھیں دے دینے چاہییں، ورنہ اس کا غلام اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دے گا۔ اور وہ جہاں چاہے گا اسے لے جائے گا۔ انھوں نے کہا: نہیں ہم اس کے درہم اسے دیں گے۔ اس لیے نجاشی نے کہا کہ جب اللہ نے میری حکومت مجھے واپس دی تو مجھ سے اس نے کوئی رشوت نہیں لی۔ کہ میں اس کے متعلق کوئی رشوت لوں۔ لوگ میرے خلاف جو کچھ کرنا چاہتے تھے۔ خدا نے نہ کیا۔ پھر میں کیوں خدا کے متعلق لوگوں کی بات بے سمجھے بوجھے مان لوں؟ یہ سب سے پہلی بات تھی، جس سے دین میں نجاشی کے استحکام اور اپنے احکام میں عدل وانصاف کی خبر ملی۔

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے یزید بن رومان نے عروۃ بن الزبیر سے اور انھوں نے عائشہ رضؓ سے روایت بیان کی کہ آپ نے فرمایا: جب نجاشی کا انتقال ہوا تو بیان کیا جاتا تھا کہ اس کی قبر پر نور نظر آیا کرتا تھا۔

ایک اور بغاوت

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت بیان کی انھوں نے فرمایا۔ حبشہ کے لوگ جمع ہوئے اور نجاشی سے کہا: تو نے ہمارے دین سے علٰحدگی اختیار کر لی ہے اس لیے ہم تیری اطاعت نہیں کریں گے۔ چنانچہ انھوں نے بغاوت کر دی۔ نجاشی نے جعفر اور ان کے ساتھیوں کو بلا بھیجا۔ اور ان کے لیے کشتیاں تیار کر کے کہا: آپ سب ان میں سوار ہو جائیں اور اسی حالت میں ٹھہرے رہیں۔ اگر میں نے شکست کھائی تو آپ جہاں جی چاہے، چلے جائیں۔ اور وہاں پہنچ جائیں جہاں آپ چاہیں۔ اور اگر میں نے فتح پائی تو آپ سب یہیں رہیں۔ پھر اس نے ایک کاغذ منگوایا اور اس میں لکھا۔ وہ (یعنی نجاشی) گواہی دیتا ہے۔ اس

بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور وہ گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ عیسیٰؑ بن مریمؑ اس کے بندے، اس کے رسول، اس کی روح اور اس کا کلمہ ہیں جسے اس نے مریم کی جانب ڈالا ہے۔ پھر اس نے سیدھے بازو (کی طرف) قبا کے اندر کھ لیا اور حبشہ کی جانب چلا۔ وہ اس کے لیے صف بستہ ہو گئے۔

نجاشی کا اسلام

نجاشی نے کہا: اے گروہ حبشہ! کیا میں تم سب میں زیادہ حقدار نہیں؟ انھوں نے کہا، کیوں نہیں۔ نجاشی نے کہا: پھر تم نے میری سیرت کیسی پائی؟ انھوں نے کہا: بہترین۔ نجاشی نے کہا: پھر تمھیں ہوا کیا ہے؟ انھوں نے کہا: تو نے ہمارے دین سے علیحدگی اختیار کی ہے۔ اور تو نے اس بات کا ادّعا کیا کہ عیسیٰ ایک بندہ ہے۔ نجاشی نے کہا: اچھا تم عیسیٰؑ کے متعلق کیا کہتے ہو؟ انھوں نے کہا: ہم کہتے ہیں۔ کہ وہ اللہ کے بیٹے ہیں۔ نجاشی نے ہاتھ اپنے سینے پر قبا کے اوپر رکھا۔ یعنی وہ اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ عیسیٰ بن مریم اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ نجاشی کی مراد تو وہی تھی۔ جو اس نے لکھا تھا (اور انھوں نے یہ سمجھ لیا کہ اس نے ہمارا عقیدہ تسلیم کر لیا) لہٰذا وہ راضی ہو گئے اور واپس چلے گئے۔ یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ جب نجاشی کا انتقال ہوا تو آپ نے اس پر غائبانہ نماز پڑھی۔ اور اس کی بخشش کی دعا فرمائی۔

باب ۵۳

حضرت عمرؓ کا اسلام

اسلام کا غلبہ

ابن اسحٰق نے کہا، عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ قریش کے پاس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے متعلق جس بات کے لیے وہ گئے تھے۔ وہ نہیں ہوئی۔ نجاشی نے انھیں اسی طرح واپس کیا، جسے وہ پسند نہ کرتے تھے۔ عمرؓ بن الخطاب نے بھی اسلام اختیار کر لیا۔ جو ایسے شخص تھے کہ کسی کی کچھ مانتے نہ تھے اور ان کی پیٹھ پیچھے بھی کوئی ان کا قصد نہ کر سکتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی، ان کی اور حمزہؓ کی وجہ سے محفوظ ہو گئے۔ یہاں تک کہ قریش پر انھیں غلبہ ہونے لگا۔ عبداللہ بن مسعود کہا کرتے تھے، ہم لوگ کعبۃ اللہ کے پاس نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ یہاں تک کہ عمرؓ نے اسلام اختیار کیا۔ اور جب عمرؓ نے اسلام اختیار کیا تو قریش سے جنگ کی۔ آخر انھوں نے کعبۃ اللہ کے پاس نماز پڑھی اور ان کے ساتھ ہم نے بھی نماز پڑھی۔ عمرؓ کے اسلام اختیار کرنے کا واقعہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حبشہ چلے جانے کے بعد کا ہے۔

کعبۃ اللہ کے پاس نماز

ابن ہشام نے ہم سے بیان کیا، انھوں نے کہا: مجھ سے مسعرؓ بن کدام نے سعد بن ابراہیم سے روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا، عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ عمرؓ کا اسلام ایک طرح کی فتح تھی۔ ان کی ہجرت ایک قسم کی امداد تھی اور ان کا امیر ہونا ایک بڑی رحمت تھا۔ ہم کعبۃ اللہ کے پاس نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ یہاں تک کہ عمرؓ نے اسلام اختیار کیا۔ اور جب انھوں نے اسلام اختیار کیا تو قریش سے جنگ کی اور کعبۃ اللہ کے پاس نماز پڑھی اور ان کے ساتھ ہم نے بھی نماز پڑھی۔

اسلام کی مخالفت میں شدت

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عبدالرحمٰن بن الحارث (بن عبداللہ بن عیاش بن ربیعہ) نے عبدالعزیز بن عبداللہ (بن عامر بن ربیعہ) سے اور انھوں نے اپنی والدہ ام عبداللہ بنت ابی حثمہ سے روایت کی۔ کہا: واللہ! ہم سرزمین حبشہ کی جانب سفر کرنے کو تھے اور عامر ہماری بعض ضرورتوں کے فراہم کرنے کے لیے

گئے تھے۔ کہ ایکا ایکی عمرؓ بن الخطاب آگئے اور میرے پاس کھڑے ہو گئے۔ وہ حالت شرک ہی میں تھے۔ ام عبداللہ نے کہا: ان کی طرف سے ہم پر ایذائیں اور سختیاں کی جاتیں اور ہم مصیبتوں میں مبتلا ہوا کرتے تھے۔ عمرؓ نے کہا: اے ام عبداللہ! تو اب کوچ کر رہی ہے۔ ام عبداللہ نے کہا: میں نے جواب دیا، بے شک۔ تم نے ہمیں تکلیفیں دیں اور مجبور کر دیا۔ واللہ! ہم اللہ کی زمین میں نکل جائیں گے تاکہ اللہ ہمیں ان آفتوں سے بچالے۔ عمرؓ نے کہا: اللہ تمھارا ساتھ دے۔ اور میں نے ان میں ایک طرح کی رقت دیکھی جو کبھی نہیں دیکھی تھی۔ پھر وہ لوگ گئے اور میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے نکلنے سے ان پر غم کا کچھ اثر ہوا۔ پھر عامر اپنا وہ ضروری سامان لے کر آگئے تو میں نے کہا: اے ابو عبداللہ! کاش تم عمرؓ کو دیکھتے اور ان کے اس وقت کے رنج کو دیکھتے۔ جو انھیں ہمارے متعلق تھا۔ انھوں نے کہا: کیا تم ان کے اسلام اختیار کرنے کی امید کرتی ہو؟ ام عبداللہ نے کہا، میں نے جواب دیا: بے شک۔ انھوں نے کہا: جب تک خطاب کا گدھا اسلام اختیار نہ کرے، جسے تم نے دیکھا ہے، عمرؓ اسلام اختیار نہیں کرے گا۔ ام عبداللہ نے کہا۔ یہ بات انھوں (عامر) نے اس لیے کہی کہ وہ عمرؓ سے ناامید تھے۔ کیونکہ اسلام کے متعلق عمرؓ کی سختی اور شدت مدت سے دیکھتے آرہے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا: عمرؓ کے اسلام سے متعلق جو واقعات مجھے معلوم ہوئے ہیں۔ وہ یہ ہیں:

بہنوئی اور بہن کے متعلق اطلاع

ان کی بہن فاطمہ بنت الخطاب، سعید بن زید (بن عمرو بن نفیل) کے نکاح میں تھیں، انھوں نے اور ان کے شوہر سعید بن زید نے اسلام اختیار کر لیا تھا۔ لیکن عمرؓ سے وہ اپنے اسلام کو چھپاتے تھے۔ نعیم بن عبداللہ النحام مکہ کا ایک شخص انھیں کی قوم یعنی بنی عدی بن کعب کا تھا۔ اس نے بھی اسلام اختیار کر لیا تھا اور اسلام کو قوم کے ڈر سے چھپاتا تھا۔ خباب بن الارتّ، فاطمہ بنت الخطاب کے پاس آیا جایا کرتے تھے اور انھیں قرآن پڑھایا کرتے تھے۔ ایک روز عمرؓ اپنی تلوار حمائل کیے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی ایک جماعت کے پاس جانے کے ارادے سے نکلے، جن کے متعلق انھیں معلوم ہوا تھا کہ کوہ صفا کے پاس ایک گھر میں جمع ہیں اور مردوں، عورتوں کو ملا کر ان کی تعداد تقریباً چالیس ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کے چچا حمزہؓ بن عبدالمطلب، ابوبکر صدیقؓ بن قحافہ۔ علیؓ بن ابی طالب اور دوسرے وہ مسلمان بھی تھے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں رہ گئے تھے۔ سرزمین حبشہ کی جانب جو لوگ چلے گئے تھے۔ ان کے ساتھ یہ لوگ نہیں گئے تھے۔ اللہ ان سے راضی ہوا۔ آخر نعیم بن عبداللہ عمرؓ سے ملے تو انھوں نے ان سے کہا: عمرؓ! کہاں

کا ارادہ ہے؟ عمرؓ نے کہا: اس بے دین شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب، جس نے قریش میں پھوٹ ڈال دی ہے۔ ان کے عقل مندوں کو بے وقوف بنا رکھا ہے۔ ان کے دین میں عیب نکالے ہیں۔ اور ان کے معبودوں کو گالیاں دی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے قتل کر دوں۔ نعیم نے ان سے کہا: اے عمر! واللہ! تمھارے نفس نے تمھیں دھوکا دیا ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو۔ محمدؐ کو تم نے قتل کر دیا تو بنی عبد مناف تمھیں چھوڑ دیں گے کہ تم زمین پر چل بھی سکو؟ تم اپنے گھر والوں کی جانب کیوں نہیں لوٹتے کہ پہلے ان کی اصلاح کرو۔ انھوں نے کہا: میرے گھر والوں میں ایسا کون ہے؟ انھوں نے کہا، تمھارا بہنوئی اور تمھارا چچیرا بھائی سعید بن زید (بن عمرو) اور تمھاری بہن فاطمہ بنت الخطاب واللہ! ان دونوں نے اسلام اختیار کر لیا ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو ہو گئے ہیں۔ تم پر ان کی دیکھ بھال لازم ہے۔

بہن زخمی ہو گئی

راوی نے کہا: پھر تو عمرؓ اپنی بہن اور بہنوئی کی طرف کا ارادہ کر کے لوٹے اور ان دونوں کے پاس خباب بن الارت موجود تھے۔ ان کے پاس ایک کتاب تھی، جس میں سورہ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی اور وہ انھیں سورہ طٰہٰ پڑھا رہے تھے۔ جب ان لوگوں نے عمرؓ کی آہٹ سنی تو خباب گھر کے کسی حصے یا حجرے کے اندرونی حصے میں چھپ گئے اور فاطمہ بنت الخطاب نے اس کتاب کو اپنی ران کے نیچے رکھ لیا۔ حالانکہ عمرؓ جب گھر کے نزدیک آئے تھے تو انھوں نے خباب کی قرأت سن لی تھی۔ جب وہ اندر آئے تو کہا، یہ کس کے گنگنانے کی آواز تھی۔ جو میں نے سنی؟ بہن بہنوئی دونوں نے کہا۔ نہیں، تم نے کچھ نہیں سنا۔ عمرؓ نے کہا۔ کیوں نہیں۔ واللہ! میں نے سنا ہے اور مجھے یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ تم دونوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین کی پیروی اختیار کر لی ہے۔ اپنے بہنوئی سعید بن زید کو پکڑ لیا۔ تو فاطمہ بنت الخطاب، عمرؓ کی بہن اٹھیں کہ اپنے شوہر سے روکیں۔ عمرؓ نے فاطمہؓ کو ایسا مارا کہ ان کا سر زخمی کر دیا۔ جب انھوں نے ایسا کیا تو ان کی بہن اور ان کے بہنوئی نے کہا، ہاں! ہم نے اسلام اختیار کر لیا ہے اور اللہ اور اس کے رسولؐ پر ہم ایمان لا چکے ہیں۔ تم جو چاہو کرو۔

قرآن کی تاثیر

جب عمرؓ نے اپنی بہن کا خون دیکھا تو اپنے کیے پر پچھتائے۔ مارنے سے رک گئے اور اس سے کہا: اچھا مجھے وہ کتاب تو دو۔ جو تم لوگ پڑھ رہے تھے۔ اور میں نے ابھی ابھی تمھیں پڑھتے سنا ہے۔ میں بھی تو دیکھوں کہ وہ کیا چیز ہے۔ جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لایا ہے؟ عمرؓ لکھے پڑھے شخص تھے۔ جب انھوں نے یہ کہا تو بہن نے کہا: ہمیں اس کے متعلق تم سے

ڈر لگتا ہے۔ عمرؓ نے کہا: ڈرو نہیں، اور ان کے آگے اپنے معبودوں کی قسمیں کھائیں کہ اسے پڑھ کر ضرور واپس کر دوں گا۔ یہ سنا تو ان کے اسلام کی امید پیدا ہوئی اور کہا: بھائی جان! آپ تو اپنے شرک کی نجاست میں ہیں اور اس کتاب کو تو پاک شخص کے سوا دوسرا چھو نہیں سکتا۔ عمر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور غسل کیا۔ بہن نے انھیں وہ کتاب دی۔ اس میں طٰہٰ تھی۔ اسے پڑھا۔ جب اس کا ابتدائی حصہ پڑھا تو کہا: یہ کلام کس قدر اچھا اور کس قدر عظمت والا ہے۔

رسول اللہ صلعم کی دعا

جب خباب نے یہ بات سنی تو ان کے سامنے باہر نکل آئے اور کہا: اے عمرؓ! بخدا مجھے امید ہو گئی کہ اللہ نے اپنے نبیؐ کی دعا سے تمھیں منتخب کر لیا۔ کیونکہ میں نے کل آپؐ کو یہ دعا کرتے سنا ہے:-

اَللّٰهُمَّ اَيِّدِ الْاِسْلَامَ بِاَبِي الْحَكَمِ بْنِ هِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔

یا اللہ! ابوالحکم بن ہشام یا عمرؓ بن الخطاب سے اسلام کی تائید فرما۔

لہذا اے عمرؓ! اللہ سے ڈرو۔ عمرؓ نے اس وقت ان سے کہا: اے خباب! مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو کہ میں وہاں پہنچ کر اسلام اختیار کروں۔ خباب نے ان سے کہا: رسول اللہ صلعم کوہ صفا کے پاس ایک گھر میں ہیں۔ جس میں آپ کے ساتھ اصحاب بھی ہیں۔

حضرت عمرؓ بارگاہ نبویؐ میں

عمرؓ نے تلوار لی۔ اسے حمائل کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کی طرف کا قصد کیا۔ وہاں پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب ان کی آواز سنی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صاحب کھڑے ہو گئے۔ اور دروازے کی درزوں میں سے انھیں دیکھا کہ تلوار حمائل کیے ہوئے ہیں وہ گھبرائے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹے۔ عرض کی۔ عمرؓ بن الخطاب ہیں اور تلوار حمائل کیے ہوئے ہیں۔ حمزہؓ بن عبدالمطلب نے کہا: اسے آنے کی اجازت دیجیے۔ اگر وہ بھلائی کے ارادے سے آیا ہے تو ہم اس کے ساتھ بھلائی ہی کا سلوک کریں گے۔ اور اگر وہ کسی برائی کے ارادے سے آیا ہے تو اسے اسی کی تلوار سے قتل کر ڈالیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اِئْذَنْ لَهٗ" انھیں آنے دو۔ اس شخص نے آنے کی اجازت سنائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی جانب اٹھ کھڑے ہوئے۔ حجرے میں ملاقات کی۔ ان کی کمر یا مجمع الرداء[1] کو پکڑ لیا اور انھیں خوب بھینچ

---

[1] کپڑوں کے اوپر جو بھی چیز پہنی جائے اسے رداء کہتے ہیں۔

کر فرمایا۔

مَا جَآءَ بِكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ فَوَاللّٰهِ مَا أَرٰى أَنْ تَنْتَهِيَ حَتّٰى يُنْزِلَ اللّٰهُ بِكَ قَارِعَةً۔

اے خطاب کے بیٹے! تجھے کونسی چیز لائی ہے؟ واللہ! میں نہیں سمجھتا کہ تو باز آئے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کوئی آفت تجھ پر نازل فرمائے۔

قبولِ اسلام

عمرؓ نے عرض کی: اے اللہ کے رسولؐ! میں آپ کے پاس اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ اللہ، اس کے رسولؐ اور اس چیز پر ایمان لاؤں جو اللہ کے پاس سے آپ لائے ہیں۔ راوی نے کہا: پھر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زور سے تکبیر کہی کہ جو صحابہ گھر میں موجود تھے، جان گئے کہ عمرؓ مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ جب اس مقام سے ادھر ادھر نکلے تو اپنے آپ کو غالب محسوس کرنے لگے۔ اس وجہ سے کہ حمزہؓ کے اسلام کے ساتھ ساتھ عمرؓ نے بھی اسلام اختیار کر لیا تھا۔ وہ اس بات کو سمجھ گئے کہ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کریں گے۔ اور مسلمان ان دونوں کی بدولت دشمنوں سے بدلہ لے سکیں گے۔ یہ عمر بن الخطاب کے اسلام کے متعلق مدینہ والے راویوں کی روایت ہے۔

ایک اور روایت

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عبد اللہ بن ابی نجیح مکی نے اپنے رفیقوں عطاء اور مجاہد اور راویوں سے حضرت عمرؓ کے اسلام کا حال خود ان کی زبانی یوں بیان کیا ہے۔ وہ کہا کرتے تھے۔ میں اسلام سے بہت دور بھاگنے والا تھا۔ اور جاہلیت کے زمانے میں شراب پیا کرتا تھا۔ اس کا بڑا شوقین اور خوب پینے والا تھا۔ ہماری ایک مجلس حزورہ[1] میں عمر بن عبد (بن عمران المخزومی) کے کنبہ والوں کے پاس تھی۔ جس میں قریش جمع ہوا کرتے تھے۔

ایک رات میں ساتھ اٹھنے بیٹھنے والوں کے پاس جانے کے ارادے سے اس مجلس کی طرف چلا اور وہاں پہنچا تو ساتھیوں میں سے کسی کو بھی نہ پایا۔ میں نے سوچا کہ مجھے فلاں شراب فروش کے پاس جو مکہ میں شراب بیچا کرتا تھا، جانا چاہیے۔ شاید وہاں سے شراب مل جائے اور میں کچھ پی سکوں۔ پھر میں چلا اور اس کے پاس پہنچا۔ تو اسے بھی نہ پایا۔ پھر میں نے سوچا، بہتر ہو، میں کعبۃ اللہ جاؤں۔ اور اس کے سات یا ستر چکر لگاؤں۔ پھر میں مسجد میں آیا۔ کہ کعبۃ اللہ کا طواف کروں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ جب نماز پڑھا کرتے تو شام کی جانب منہ کرتے اور کعبۃ اللہ کو اپنے اور شام کے درمیان رکھتے۔ آپ کا نماز پڑھنے کا مقام رکن اسود

---

[1] مکہ معظمہ کا ایک بازار تھا۔

اور رکن یمانی دونوں کے درمیان تھا۔ کہا: جب میں نے آپ کو دیکھا تو دل میں کہا، واللہ! آج رات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف توجہ کروں، اور سنوں کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ پھر میں نے کہا: اگر میں سننے کے لیے ان سے نزدیک ہوا تو وہ ڈر جائیں گے۔ اس لیے میں حجر (حطیم) کی جانب سے آیا۔ اور کعبۃ اللہ کے غلاف کے اندر ہو گیا۔ آہستہ آہستہ قریب تر ہونے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے نماز پڑھتے اور قرآن کی تلاوت فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ میں آپ کے قبلے کی سمت میں آپ کے مقابل ہو گیا۔ آپ کے اور میرے درمیان غلاف کعبہ کے سوا اور کوئی چیز نہ تھی۔ کہا: جب میں نے قرآن سنا تو اس سے میرے دل میں رقت پیدا ہوئی۔ میں رو پڑا اور مجھ پر اسلام اثر کر گیا۔ غرض میں اسی جگہ کھڑا رہا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پوری کر لی۔ اور لوٹ گئے۔ آپ جب واپس تشریف لے جایا کرتے تو ابن ابی حسین کے گھر پر سے ہو کر تشریف لے جاتے تھے۔ اور یہی آپ کا راستہ تھا۔ اس کے بعد آپ مقام سعی[1] سے گزرتے، عباس بن عبدالمطلب، ابن ازہر بن عبدعوف الزہری کے گھروں کے درمیان سے الاخنس بن شریق کے گھر کے پاس سے ہوتے ہوئے اپنے گھر تشریف لے جاتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رہنے کا مقام الدار الرقطاء میں تھا۔ جو معاویہ بن ابی سفیان کے قبضے میں تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے بعد میں آپ کے پیچھے ہو گیا۔ یہاں تک کہ جب آپ عباس اور ابن ازہر کے گھروں کے درمیان پہنچے، تو میں آپ کے پاس پہنچ گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آہٹ سنی تو مجھے پہچان لیا۔ آپ نے خیال فرمایا کہ میں نے صرف آپ کو ستانے کے لیے آپ کا پیچھا کیا ہے۔ چنانچہ مجھے ڈانٹا اور فرمایا:

مَا جَاءَ بِكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ هٰذِهِ السَّاعَةَ۔	اے خطاب کے بیٹے! تجھے اس وقت کون سی چیز یہاں لائی ہے؟

عرض کی اللہ، اس کے رسولؐ اور اس چیز پر ایمان لانے کے لیے آیا ہوں۔ جو وہ اللہ کے پاس سے لایا ہے۔ کہا، پھر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا شکر کیا۔ اور فرمایا:۔

قَدْ هَدَاكَ اللّٰهُ يَا عُمَرُ۔	اے عمر! اللہ نے تجھے سیدھی راہ دکھا دی۔

پھر آپ نے میرے سینے پر دست مبارک پھیرا اور میرے لیے ثابت قدمی کی دعا فرمائی

---

[1] اسے مسعیٰ کہتے ہیں، یعنی دوڑنے کی جگہ۔ یہ بھی اعمال حج و عمرہ میں سے ہے۔ مسعیٰ کوہ صفا اور کوہ مروہ کے درمیان ہے اور اس کا بڑا حصہ مسجد الحرام کے ساتھ ساتھ جاتا ہے۔

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے لوٹ آیا اور آپ اپنے دولت کدے میں تشریف لے گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا: خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے اصل واقعہ کونسا ہے؟

عبداللہ بن عمرؓ کا بیان

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے نافع (غلام عبداللہ بن عمرؓ) نے ابن عمرؓ سے روایت کی۔ جب میرے والد نے اسلام اختیار کیا تو کہا کہ قریش میں باتوں کو ادھر ادھر زیادہ پہنچانے والا کون ہے؟ آپ سے کہا گیا، جمیل بن معمر الجمحی۔ چنانچہ آپ سویرے اس کے پاس پہنچے۔ میں (عبداللہ بن عمرؓ) آپ کے نشان قدم پر پیچھے پیچھے ہو گیا کہ دیکھوں کیا کرتے ہیں۔ میں تو کم عمر تھا۔ لیکن جو کچھ دیکھتا، اسے سمجھتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ اس کے پاس پہنچے تو کہا: اے جمیل! کیا تجھے معلوم ہے کہ میں نے اسلام اختیار کر لیا ہے اور دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو چکا ہوں۔ آپ نے اس بات کو دہرایا تک نہیں کہ وہ اپنا دامن کھینچے ہوئے کھڑا ہو گیا۔ عمرؓ بھی اس کے پیچھے ہو گئے اور میں بھی اپنے والد کے پیچھے ہو لیا۔ یہاں تک کہ جب وہ مسجد کے دروازے پر کھڑا ہوا تو انتہائی بلند آواز سے چیخا۔ اے گروہ قریش! اور کعبۃ اللہ کے گرد اپنی اپنی مجلسوں میں بیٹھنے والو! سن لو کہ عمر بن الخطاب نے بے دینی اختیار کر لی۔ عمرؓ اس کے پیچھے کہتے جا رہے تھے اس نے جھوٹ کہا (میں بے دین نہیں ہوا) بلکہ میں نے اسلام اختیار کیا ہے۔ اس بات کی گواہی دی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ ان لوگوں نے آپ پر حملہ کر دیا۔ آپ بھی ان سے جنگ کرتے رہے۔ اور وہ بھی آپ سے جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ آفتاب ان کے سروں پر آ گیا۔ آپ تھک کر بیٹھ گئے اور قریش آپ کے سر پر کھڑے رہے آپ نے فرمایا: تم جو چاہو کرو، میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر ہم تین سو مرد ہو جائیں تو (ہم برابر لڑیں) پھر یا ہم مکہ کو تمھارے لیے چھوڑ دیں گے یا تم ہمارے لیے چھوڑ دو گے۔

وہ لوگ اسی حالت میں تھے کہ قریش میں سے ایک بوڑھا آیا۔ جو یمنی کپڑے کا نیا لباس، اور نقش و نگار کی قمیص پہنے ہوئے تھا۔ وہ آ کر پاس کھڑا ہو گیا اور کہا، آخر تمھارا قصہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: عمرؓ بے دین ہو گیا ہے۔ اس نے کہا تو کیا ہوا؟ ایک شخص نے اپنی ذات کے لیے ایک بات اختیار کر لی ہے، پھر تم کیا چاہتے ہو؟ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ بنی عدی بن کعب اپنے آدمی کو اس طرح تمھارے حوالے کر دیں گے۔ اس شخص کو چھوڑ دو۔ واللہ! پھر تو وہ آپ سے اسی طرح الگ ہو گئے گویا کپڑا کھینچ کر پھینک دیا گیا۔ کہا مدینہ کو ہجرت کرنے کے بعد میں نے اپنے والد سے کہا: ابا جان! وہ شخص کون تھا، جس نے مکہ میں آپ کے اسلام اختیار کرنے کے دن لوگوں کو للکار کر آپ سے دور کر دیا تھا؟ جب وہ آپ

سے لڑ رہے تھے؟ فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! وہ عاص بن وائل السہمی تھا۔

مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا، انھوں نے کہا: ابا جان! وہ کون شخص تھا، جس نے لوگوں کو ڈانٹ کر آپ سے دور کیا۔ جب وہ آپ سے لڑ رہے تھے؟ اللہ اسے جزائے خیر دے۔ فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! وہ عاص بن وائل تھا۔ اللہ اسے جزائے خیر دے۔

اعلانِ اسلام

ابن اسحٰق نے کہا: عبدالرحمٰن بن الحارث نے عمرؓ کے بعض متعلقین سے یا ان کے گھر والوں سے روایت بیان کی۔ کہا: عمرؓ نے فرمایا۔ جب میں نے اس رات اسلام اختیار کیا تو میں نے سوچا کہ مکہ والوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں سب سے زیادہ سخت کون ہے کہ میں اسی کے پاس پہنچوں اور مطلع کروں کہ میں نے اسلام اختیار کر لیا ہے۔ میں نے سوچا کہ (عداوت میں سب سے زیادہ سخت) ابوجہل ہے۔ اور عمرؓ خنتمہ بنت ہشام بن المغیرہ کے فرزند تھے۔ فرمایا، جب صبح ہوئی تو ابوجہل کے دروازے پر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ ابوجہل میری جانب آیا اور کہا: اے میرے بھانجے! تو اپنے سزاوار مقام پر آیا۔ آ۔ تیرے لیے وسیع جگہ موجود ہے آخر کس لیے آنا ہوا؟ میں نے کہا: میں اس لیے آیا ہوں کہ تمھیں مطلع کر دوں کہ میں اللہ پر اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا چکا ہوں۔ میں نے ان چیزوں کی تصدیق کی ہے جو وہ لائے ہیں۔ فرمایا، پھر تو اس نے دروازہ میرے منہ پر مارا اور کہا: اللہ تجھے اور اس چیز کو، جو تو لایا ہے، برباد کرے۔

باب ۵

شعب ابی طالب میں محصوری

قریش کا عہد مقاطعہ

ابن اسحٰق نے کہا: جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ ایسے ملک میں جا بسے ہیں، جہاں انھوں نے امن و سکون حاصل کر لیا ہے۔ اور ان میں سے جس جس نے نجاشی کے پاس پناہ لی۔ ان کی حفاظت و حمایت ہوتی رہی ہے۔ عمرؓ نے بھی اسلام اختیار کر لیا ہے، وہ اور حمزہؓ بن عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ اور اسلام قبیلوں میں پھیلنے لگا ہے تو وہ لوگ جمع ہوئے اور مشورہ کیا۔ ایک کاغذ لکھیں، جس میں بنی ہاشم و بنی المطلب کے خلاف ایک معاہدہ کیا جائے کہ ان سے شادی بیاہ یا خرید و فروخت کے تعلقات قائم نہ کیے جائیں۔ جب وہ سب جمع ہو گئے تو یہ باتیں ایک کاغذ پر لکھیں، سب نے مل کر اقرار کیا اور اس کے لیے ہر قسم کے استحکامات کر لیے۔ یہ کاغذ کعبۃ اللہ کے اندر لٹکا دیا کہ وہ خود اس عہد پر مضبوطی سے جمے رہیں اور کوئی شخص اس کے خلاف کوئی بات نہ کر سکے۔ اس کاغذ کا لکھنے والا منصور بن عکرمہ (بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی) تھا۔

ابن ہشام نے کہا: بعض کہتے ہیں کہ اس کا لکھنے والا النضر بن الحارث تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے بددعا کی تو اس کی چند انگلیاں بیکار ہو گئیں۔

بنی ہاشم اور بنی المطلب

ابن اسحٰق نے کہا: جب قریش نے یہ معاہدہ کیا تو بنی ہاشم اور بنی المطلب ابو طالب بن عبدالمطلب کے پاس پہنچے، اور ان کے ساتھ شعب ابی طالب میں جمع ہو گئے۔ بنی ہاشم میں سے صرف ایک ابولہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب نکل کر قریش کی جانب ہو گیا اور انھیں کی امداد کی۔

ابولہب کی علیحدگی

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے حسین بن عبداللہ نے بیان کیا کہ جب ابولہب نے اپنی قوم سے علیحدہ ہو کر اس کے خلاف قریش کی امداد کی۔ اور ہند بنت عتبہ بن ربیعہ سے ملا۔ تو اس سے کہا: اے عتبہ کی بیٹی! کیا میں نے لات و عزیٰ کی مدد کی؟ کیا میں نے ان لوگوں کو نہیں چھوڑ دیا، جنھوں نے لات و عزیٰ کو چھوڑ دیا۔ اور ان کے خلاف دوسروں کی مدد کی؟ ہند

نے کہا ہاں، اے ابو عتبہ! اللہ تجھے جزائے خیر دے۔

سُورۂ لہب کا نزول

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ ابولہب کبھی کبھی گفتگو میں کہا کرتا تھا، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ سے بہت سی چیزوں کا وعدہ کرتا ہے۔ جنھیں میں نہیں پاتا۔ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ تمام باتیں موت کے بعد ہونے والی ہیں، ان وعدوں سے اس نے میرے ہاتھ میں کیا دے دیا؟ پھر اپنے ہاتھوں میں پھونک مارتا اور کہتا۔ تم تباہ ہو جاؤ۔ میں تو ان چیزوں میں سے، جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتا ہے، کوئی چیز تم میں نہیں دیکھتا تو اللہ تعالیٰ نے (یہ سورہ) نازل فرمایا:

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ۔ ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو گئے اور وہ خود بھی برباد ہو گیا۔

ابن ہشام نے کہا، کہ تبّت کے معنی خسرت یعنی برباد و تباہ ہونے کے ہیں۔ حبیب بن حذرۃ الخارجی جو بنی ہلال بن عامر بن صعصعہ کا ایک شخص ہے۔ کہتا ہے:۔

يَا طِيبُ إِنَّا فِيْ مَعْشَرٍ ذَهَبَتْ مَسْعَاتُهُمْ فِي التَّبَارِ وَالتَّبَبْ

اے طیب! ہم ایسے گروہ میں سے ہیں، جن کی کوششیں رائگاں ہو گئیں۔

یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔

اشعار ابی طالب

جب قریش اس معاہدے پر متفق ہو گئے اور اس کے متعلق انھیں جو کچھ کرنا تھا وہ کر چکے تو ابوطالب نے کہا:۔

أَلَا أَبْلِغَا عَنِّيْ عَلَىٰ ذَاتِ بَيْنِنَا لُؤَيًّا وَخُصَّا مِنْ لُؤَيٍّ بَنِيْ كَعْبِ

سن لو، ہمارے آپس کے تعلقات کی نسبت بنی لوی کو یہ پیام پہنچا دو۔ اور بنی لوی میں سے بھی خاص کر بنی کعب کو یہ سنا دو۔

أَلَمْ تَعْلَمُوْا أَنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا نَبِيًّا كَمُوْسٰى خُطَّ فِيْ أَوَّلِ الْكُتُبِ

کیا تمھیں خبر نہیں کہ ہم نے محمدؐ کو ایسا نبی پایا ہے کہ موسیٰ کی طرح اگلی کتابوں میں اس کا حال لکھا ہے۔

وَأَنَّ عَلَيْهِ فِي الْعِبَادِ مَحَبَّةً وَلَا خَيْرَ مِمَّنْ خَصَّهُ اللّٰهُ بِالْحُبِّ

بندوں کا میلان محبت انھیں کی جانب ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے (اپنی) محبت کے لیے خاص کر دیا ہو، اسی سے بھلائی حاصل نہ ہو۔

وَأَنَّ الَّذِي أَلْصَقْتُمْ مِنْ كِتَابِكُمْ لَكُمْ كَائِنٌ نَحْسًا كَرَاغِيَةِ السَّقْبِ

اور تمھارا وہ نوشتہ، جسے تم نے چسپاں کیا ہے۔ وہ تمھارے ہی واسطے منحوس

ثابت ہوگا۔ جس طرح (نوح علیہ السلام کی) اونٹنی کے بچے کی آواز۔

اَفِيقُوا اَفِيقُوا قَبْلَ اَنْ يُحْفَرَ الثَّرىٰ   وَيُصْبِحَ مَنْ لَمْ يَجْنِ ذَنْبًا كَذِي الذَّنْبِ

تم مٹی (قبر) کھودی جانے سے پہلے اور جنھوں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ وہ گنا ہگاروں کی طرح ہو جانے سے پہلے ہوش میں آجائیں اور بیدار ہو جائیں۔

وَلَا تَتْبَعُوا اَمْرَ الْوُشَاةِ وَتَقْطَعُوا   اَوَاصِرَنَا بَعْدَ الْمَوَدَّةِ وَالْقُرْبِ

چغل خوروں کی باتوں کی پیروی کر کے ہماری دوستی اور رشتہ داری کے اسباب دوستی اور رشتہ داری کے بعد قطع نہ کر دو۔

وَتَسْتَجْلِبُوا حَرْبًا عَوَانًا وَرُبَّمَا   اَمَرَّ عَلٰى مَنْ ذَاقَهُ جَلَبُ الْحَرْبِ

یکے بعد دیگرے جنگ کے اسباب نہ پیدا کرو۔ کیونکہ جنگ کی دھمکیوں کا مزہ جس شخص نے بھی چکھا ہے۔ اکثر اس نے اسے کڑوا ہی محسوس کیا ہے۔

فَلَسْنَا وَرَبِّ الْبَيْتِ نُسْلِمُ اَحْمَدًا   لِعَزَّاءَ مِنْ عَضِّ الزَّمَانِ وَلَا كَرْبِ

رب البیت کی قسم! ہم وہ لوگ نہیں، جو زمانے کی کسی صبر طلب سختی یا کسی تنگی کے سبب سے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد سے دست کش ہو جائیں۔

وَلَمَّا تَبِنْ مِنَّا وَمِنْكُمْ سَوَالِفُ   وَاَيْدٍ اُتِرَّتْ بِالْقُسَاسِيَّةِ الشُّهُبِ

ہماری تمھاری گردنیں اور ہمارے تمھارے ہاتھ قساسی چمکتی ہوئی تلواروں سے کٹے ہیں۔ اب تک کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے۔

بِمُعْتَرَكٍ ضَيْقٍ تَرىٰ كِسَرَ الْقَنَا   بِهِ وَالنُّسُورَ الطُّخْمَ يَعْكُفْنَ كَالشَّرْبِ

ایسے گتھتے ہوئے معرکوں میں (بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے)، جہاں ٹوٹے ہوئے نیزوں کے ٹکڑے پڑے تجھے نظر آئیں گے۔ اور جہاں بھورے رنگ کے گدھ شرابیوں کے جھتوں کی طرح ڈیرے ڈالے پڑے ہیں۔

كَاَنَّ مُجَالَ الْخَيْلِ فِي حَجَرَاتِهِ   وَمَعْمَعَةَ الْاَبْطَالِ مَعْرَكَةُ الْحَرْبِ

جس کے نواح میں گھڑ دوڑ اور پہلوانوں کی آوازوں سے خارشتی اونٹوں کا ایک ہنگامہ معلوم ہوتا ہے۔

اَلَيْسَ اَبُونَا هَاشِمٌ شَدَّ اَزْرَهُ   وَاَوْصٰى بَنِيهِ بِالطِّعَانِ وَبِالضَّرْبِ

کیا ہاشم ہمارا باپ نہ تھا۔ جس نے اپنی قوت کو مستحکم کیا تھا۔ اور اپنی اولاد کو

نیزہ زنی اور شمشیر زنی کی نصیحت کی تھی۔

وَلَسْنَا نَمَلُّ الْحَرْبَ حَتّٰی تَمَلَّنَا وَلَا نَشْتَکِی مَا قَدْ یَنُوْبُ مِنَ النَّکْبِ

ہم جنگ سے بیزار ہونے والے نہیں۔ یہاں تک کہ خود جنگ ہم سے بیزار ہو جائے۔

جو آفت بھی آئے، ہم اس کے متعلق شکایت کرنے والے نہیں۔

وَلٰکِنَّنَا اَہْلُ الْحَفَائِظِ وَالنُّہٰی اِذَا طَارَ اَرْوَاحُ الْکُمَاۃِ مِنَ الرُّعْبِ

لیکن ہماری حالت یہ ہے کہ جب ہتھیار میں چھپے ہوئے بہادروں کی روحیں رعب

اور خوف سے اڑی جارہی ہوں۔ اس وقت بھی ہم قابل حفاظت چیزوں کی حفاظت کے لیے

غصے میں بھر جانے والے اور باوجود اس کے عقل سے کام لینے والے ہیں۔

حکیم بن حزام اور ابوالبختری بن ہشام

غرض وہ اسی حالت پر دو یا تین سال رہے، یہاں تک کہ تنگ ہو گئے۔ اگر کوئی شخص ان کے پاس کچھ پہنچانا چاہتا تو قریش سے چھپ چھپا کر ہی پہنچا سکتا۔ کہا جاتا ہے کہ ابوجہل ابن ہشام، حکیم بن حزام (بن خویلد بن اسد) سے ملا۔ جن کے ساتھ ایک لڑکا تھا اور وہ کچھ گیہوں اٹھائے لیے جارہا تھا۔ جو حکیم بن حزام اپنی پھوپھی خدیجہؓ بنت خویلد کے لیے لے جانا چاہتے تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شعب ابی طالب میں تھیں۔ ابوجہل حکیم بن حزام سے چمٹ گیا اور کہا، کیا تو کھانا لے کر بنی ہاشم کے پاس آتا ہے؟ واللہ! تو اور تیرا کھانا اس مقام سے ہٹ نہیں سکتے۔ جب تک میں تیری رسوائی نہ کر دوں۔ اتنے میں اس کے پاس ابوالبختری بن ہشام (بن الحارث بن اسد) آگیا۔ اس نے ابوجہل سے کہا: یہ بنی ہاشم کے پاس کھانا لے جارہا ہے۔ ابوالبختری نے کہا، یہ اس کی پھوپھی کا کھانا تھا، جو اس کے پاس بھیجا جارہا تھا۔ کیا تو پھوپھی کا کھانا روک رہا ہے؟ اسے چھوڑ دے۔ ابوجہل نے انکار کیا اور ان میں سے ایک کو دوسرے پر موقع مل گیا۔ تو ابوالبختری نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی لے کر اسے مارا۔ اس کا سر زخمی کر دیا اور خوب لاتیں لگائیں۔ حمزہ بن عبدالمطلب اس کے قریب ہی تھے اور یہ واقعہ دیکھ رہے تھے۔ کفار یہ بات ناپسند کرتے تھے۔ سمجھتے تھے کہ اس واقعے کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائے گی تو آپ اور آپؐ کے صحابی (قریش کی اس باہمی کشمکش پر) خوشیاں منائیں گے۔ باوجود ان حالات کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کو دن رات خلوت و جلوت میں اللہ کے حکم سے تبلیغ فرماتے رہے۔ اس تبلیغ کے بارے میں آپ کسی سے بھی خوف نہ کرتے تھے۔

باب ۵۵

کفّارِ قریش اور قرآن مجید

قریش کی ایذارسانی

اللہ تعالیٰ نے قریش سے آپ کی حفاظت فرمائی۔ آپ کے چچا اور قوم بنی ہاشم و بنی المطلب آپ کے لیے سینہ سپر ہوئے۔ اور قریش نے آپ کو گرفت میں لینے کا جو ارادہ کیا تھا، اس میں یہ لوگ آڑے آگئے۔ پھر قریش نے آپ سے طعنہ زنی، تمسخر، اور غلط حجتیں کرنی شروع کیں۔ قرآن بھی ان کے نوجوانوں اور ان میں سے ان لوگوں کے متعلق اترنے لگا جنھوں نے آپ کی دشمنی پر کمر باندھ لی تھی۔ ان میں سے بعض کے نام تو ہمیں بتادیے گئے۔ اور بعض کے متعلق قرآن کا نزول اس طرح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں عام کافروں کے ذکر میں شامل فرمادیا۔

ابولہب اور اس کی بیوی

قریش میں سے جن لوگوں کے متعلق قرآن کا نزول ہوا اور ان کا نام بھی لیا گیا۔ ان میں آپ کا چچا ابولہب بن عبدالمطلب اور اس کی عورت ام جمیل بنت حرب (بن امیہ حمالۃ الحطب) ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام حمالۃ الحطب اس لیے رکھا کہ وہ کانٹے اٹھالاتی۔ جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر، جدھر سے آپ تشریف لے جاتے تھے۔ ڈال دیتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے متعلق فرمایا۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَّ امْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝ (۱۱۱: ۱ تا ۵)

ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہوگئے۔ اور وہ خود بھی تباہ ہوگیا۔ اس کا مال اور اس نے جو کچھ کمایا۔ اس کے کچھ کام نہ آیا۔ عنقریب وہ شعلے والی آگ میں داخل ہوگا۔ اور اس کی عورت تو لکڑہارن ہے اس کے گلے میں مونج کی رسی ہے۔

تشریح الفاظ

ابن ہشام نے کہا: الجید العنق۔ جید کے معنی گردن کے ہیں، اعشیٰ بنی قیس بن ثعلبہ نے کہا ہے:

يَوْمَ تُبْدِيْ لَنَا قُتَيْلَةُ عَنْ جِيْدٍ

جس روز قتیلہ نرم و نازک گردن، جس کی زینت

اَسِیلٍ تَزِیْنُہُ الْاَطْوَاقُ۔ ہنسلیاں ہوں، ہم پر ظاہر کرے۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ اور جید کی جمع اجیاد ہے۔ اور مسد ایک درخت کا نام ہے، جسے کتان کی طرح کوٹا جاتا ہے۔ اور اس سے رسیاں بٹی جاتی ہیں۔ النابغہ الذبیانی نے جس کا نام زیاد بن عمرو بن معاویہ تھا، کہا ہے:۔

مَقْذُوْفَۃٍ بِدَخِیْسِ النَّحْضِ بَازِلُھَا لَہٗ صَرِیْفٌ صَرِیْفُ الْقَعْوِ بِالْمَسَدِ

(شاعر بیل کی فربہی کا بیان کر رہا ہے۔ وہ کہتا ہے،) وہ بیلوں میں سب سے جوان گوسالہ ہے۔ گوشت کی زیادتی سے وہ بھرا ہوا ہے۔ اس کے بھس بھس کرنے کی آواز ایسی ہے۔ جیسے مونج کی رسی بٹنے کے وقت پھرکیوں کے پھرنے کی آواز۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے اور مسد کا واحد مسدۃ ہے۔

حمالۃ الحطب کا واقعہ

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ حمالۃ الحطب ام جمیل نے جب وہ حصۂ قرآن سنا، جو اس کے اور اس کے شوہر کے متعلق نازل ہوا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوئی کہ آپ مسجد میں کعبۃ اللہ کے پاس تشریف رکھتے تھے۔ آپ کے پاس ابو بکر صدیق رضؓ بھی تھے۔ اس کے ہاتھ میں پتھر کا ایک بٹا تھا۔ جب وہ آپ دونوں کے پاس آکر کھڑی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے سے اس کی بینائی روک دی۔ اس کی حالت یہ ہوگئی کہ بجز ابو بکر رضؓ کے وہ اور کسی کو نہیں دیکھتی تھی۔ پھر اس نے کہا، اے ابو بکر رضؓ! تمھارا دوست کہاں ہے؟ مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ میری ہجو کرتا ہے۔ واللہ اگر میں اسے پاتی تو اس کے منہ پر اسی بٹے سے مارتی۔ سن لو۔ واللہ! میں بھی شاعرہ ہوں۔

پھر اس نے یہ شعر کہا:۔

مُذَمَّمًا عَصَیْنَا وَ اَمْرَہٗ اَبَیْنَا وَدِیْنَہٗ قَلَیْنَا

ہم نے ایک قابل مذمت شخص کی نافرمانی کی۔ اس کی بات سے انکار کر دیا اور اس کے دین سے نفرت کی۔

پھر وہ لوٹ گئی تو ابو بکر رضؓ نے کہا، آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا اس نے آپ کو نہیں دیکھا؟ فرمایا:۔

مَا رَاَتْنِیْ، لَقَدْ اَخَذَ اللّٰہُ بِبَصَرِھَا عَنِّیْ۔ اس نے مجھے نہیں دیکھا۔ اللہ نے اس کی بینائی مجھ سے پھیر دی۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا قول " و دینہ قلینا" ابن اسحٰق سے نہیں، بلکہ دوسروں سے مروی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا: قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مذمم رکھتے۔ اور اسی نام سے گالیاں دیتے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے:۔

اَلَا تَعْجَبُوْنَ لِمَا صَرَفَ اللّٰهُ عَنِّیْ مِنْ اَذَی قُرَیْشٍ یَسُبُّوْنَ وَ یَهْجُوْنَ مُذَمَّمًا وَ اَنَا مُحَمَّدٌ۔

کیا تم لوگوں کو اس بات سے تعجب نہیں ہوتا۔ جو اللہ نے قریش کی گالیاں مجھ سے پھیر دیں! وہ "مذمم" کو گالیاں دیتے ہیں اور "مذمم" کی ہجو کرتے ہیں۔ میں تو محمدؐ ہوں (مذمت کے قابل شخص کی وہ) مذمت کر رہے ہیں۔ (اور میں تو محمدؐ ہوں جس کے معنی ہیں، قابل تعریف اور سراہا ہوا)

اُمیّہ بن خلف (ایک اور شخص جس کے متعلق قرآن نازل ہوا) امیہ بن خلف بن وہب حذافہ بن جمح ہے۔ جب یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو آپ پر آوازے کستا اور اشارے کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ پوری سورت نازل فرمائی:۔

وَیْلٌ لِّکُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۙ اَلَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ

خرابی ہے ہر ایسے آوازے کسنے والے، اور اشارے کرنے والے کے لیے، جس نے مال جمع کیا ہے اور گن گن کر رکھا ہے۔

ہمزہ اس شخص کو کہتے ہیں جو کھلم کھلا گالیاں دیتا ہے اور آنکھوں سے اشارہ کرتا ہے۔ حسان بن ثابت نے کہا ہے:۔

هَمَزْتُكَ فَاخْتَضَعْتُ لِذُلِّ نَفْسٍ ۔ بِقَافِیَةٍ تَاَجَّجُ کَالشُّوَاظِ

میں نے تجھ پر ایسے قوافی سے آوازے کسے، جو آگ کی طرح شعلہ زن تھے۔ تو تو نے ذلّت نفس کے سبب عاجزی اور اطاعت اختیار کی۔

یہ شعر ان کے ایک قصیدے کا ہے اور اسی کی جمع ہمزات ہے۔ لمزہ اس شخص کو کہتے ہیں جو چھپے طور پر لوگوں کی عیب جوئی کرتا اور انھیں تکلیف پہنچاتا ہو۔

رؤبۃ العجاج نے کہا ہے:۔

فِیْ ظِلِّ عَصْرِیْ وَ بَاطِلِیْ وَ لَمْزِیْ ۔ میری خرافات اور میری عیب جوئیوں نے خود میرے زمانے

کے زیر سایہ پرورش پائی ہے۔

یہ شعر اس کے ایک بحر رجز کے قصیدے کا ہے اور اس کی جمع ملمات ہے۔

عاص بن وائل

ابن اسحٰق نے کہا: عاص بن وائل السہمی کا حال یہ ہے کہ خباب بن الارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی مکہ کے لوہار تھے۔ تلواریں بنایا کرتے تھے۔ انھوں نے چند تلواریں عاص بن وائل کے لیے بنائیں۔ اور اس کے ہاتھ بیچیں۔ جب اس کے پاس رقم آئی تو خباب اس کے پاس تقاضے کے لیے پہنچے: اس نے کہا: اے خباب! تمھارے دوست محمدؐ، جن کے دین پر تم ہو، کیا ان کا یہ دعوےٰ نہیں کہ جنت میں سونا، چاندی، کپڑے، خادم غرض ہر وہ چیز موجود ہے، جو جنت والے چاہیں؟ خباب نے کہا: کیوں نہیں، بے شک، سب کچھ موجود ہے۔ اس نے کہا: تو اے خباب! مجھے قیامت تک مہلت دو۔ کہ جب میں اس گھر کی جانب لوٹوں تو وہاں تمھارا حق تمھیں ادا کر دوں۔ کیونکہ واللہ! تم اور تمھارے ساتھی اللہ کے پاس بہشت کی ان نعمتوں میں مجھ سے زیادہ مرجح اور حصہ دار نہ ہوں گے۔ اس کے متعلق اللہ تعالےٰ نے (یہ) نازل فرمایا:

اَفَرَءَيْتَ الَّذِىْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَ قَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا ؕ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۙ كَلَّا ؕ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَ نَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۙ وَّ نَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَ يَاْتِيْنَا فَرْدًا ۝

(اے مخاطب، کیا تو نے اس شخص کے متعلق غور کیا ہے۔ جس نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور کہتا ہے کہ ضرور مجھے مال و اولاد دی جائے گی؟ کیا جھانک آیا ہے غیب کو .... (جو جو چیزیں اسے یہاں دی گئی ہیں، اور ان پر اتراتا ہے کہ، یہ چیزیں اسے وہاں بھی ملیں گی)

ان چیزوں کا اسے وہاں ملنا تو رہا ایک طرف، اس کے مرتے ہی سب اس سے چھین لی جائیں گی۔ اور وہ جو کچھ کہتا ہے۔ ان سب چیزوں کے ہم وارث ہوں گے۔ اور وہ ہمارے پاس اکیلا ہی آئے گا۔

ابوجہل

ابوجہل بن ہشام کے متعلق مجھے جو خبر پہنچی ہے، یہ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ تو آپ سے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، واللہ! ہمارے معبودوں کو برا کہنا تجھے ضرور چھوڑنا ہوگا۔ ورنہ ہم بھی تیرے معبود کو، جس کی تو عبادت کرتا ہے، برا کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں آپ پر نازل فرمایا:-

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ (۶: ۱۰۹)

اللہ کو چھوڑ کر جنھیں وہ لوگ پکارتے ہیں۔ انھیں برا نہ کہو، کہ دشمنی کے سبب نادانی سے وہ اللہ کو برا کہنے لگیں۔

مجھ سے بیان کیا گیا ہے: اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے معبودوں کو بُرا کہنے سے احتراز فرمانے لگے۔ صرف انھیں اللہ کی جانب آنے کی دعوت دینے لگے۔

نضر بن الحارث

النضر بن الحارث (بن کلدۃ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی) کی حالت یہ تھی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور اللہ تعالیٰ کی جانب دعوت دیتے، قرآن کی تلاوت فرماتے، قریش کو ان عذابوں سے ڈراتے، جو اگلی امتوں پر آچکے ہیں۔ اور آپ اپنے مقام سے اٹھ کر جاتے تو وہ آپ کی جگہ بیٹھ جاتا۔ اور لوگوں کے سامنے رستم، اسفندیار اور شاہان فارس کے حالات بیان کرتا۔ پھر کہتا واللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ سے بہتر بیان کرنے والا نہیں اور اس کی باتیں تو صرف پرانے قصے ہیں۔ اس نے بھی ان قصوں کو ویسا ہی لکھ لیا ہے۔ جس طرح میں نے لکھ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق نازل فرمایا:۔

وَقَالُوْا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا۔ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ (۲۵: ۵ تا ۶)

اور ان لوگوں نے کہا کہ پہلے لوگوں کے قصے ہیں، انھیں اس نے لکھوالینا چاہا ہے۔ پس وہی اسے دن رات لکھائے جاتے ہیں، تو کہہ دے کہ اسے اس ذات نے اتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کا راز جانتا ہے۔ بے شک وہ بڑا ڈھانک لینے والا، اور رحم کرنے والا ہے۔

اور اسی کے متعلق یہ بھی نازل ہوا:۔

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ۔

جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے پہلے لوگوں کے قصے ہیں۔

اور اسی کے متعلق یہ بھی نازل ہوا ہے:۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ۔ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا

ہر جھوٹے غلط کار شخص کی خرابی ہے۔ جو اس پر پڑھی جاتی ہوئی اللہ کی آیتیں سنتا ہے۔ پھر تکبر سے ہٹ کرتا ہے۔ گویا اس نے سنا ہی نہیں

كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا. فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ۔ (۴۵: ۷تا ۸)

گویا اس کے کانوں میں بوجھ ہے۔ تو اسے دردناک عذاب کی خوشخبری سنادے۔

أَلَا إِنَّهُمْ مِنْ إِفْكِهِمْ لَيَقُولُونَ وَلَدَ اللَّهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ۔

سن لو! کہ وہ اپنی دروغ بیانی سے کہتے ہیں، کہ اللہ کے ایک لڑکا ہوا ہے، حالانکہ وہ جھوٹے ہیں۔

رؤبہ نے کہا ہے۔

مَا لِامْرِئٍ أَفَكَ قَوْلًا أَفْكًا۔

کسی آدمی کو جھوٹی خلاف واقعہ بات کہنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے۔

یہ شعر اس کے بحر رجز کے قصیدے کا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا، مجھے جو باتیں معلوم ہوئیں، ان میں یہ بھی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولید بن مغیرہ کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ النضر بن الحارث بھی آگیا، اور ان کے ساتھ اسی جگہ بیٹھ گیا۔ مجلس میں قریش کے بہت سے لوگ موجود تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتیں کرنے لگے۔ تو النضر بن الحارث درمیان آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے گفتگو فرمائی۔ اور اس کے بعد آپ نے اسے اور ان سب کو یہ آیت پڑھ کر سنائی:۔

إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنْتُمْ لَهَا وَارِدُونَ لَوْ كَانَ هَؤُلَاءِ آلِهَةً مَا وَرَدُوهَا وَكُلٌّ فِيهَا خَالِدُونَ۔ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ۔ (۲۱: ۹۸تا ۱۰۰)

بے شک تم اور اللہ کو چھوڑ کر تم جس کی پوجا کرتے ہو، وہ دوزخ کا ایندھن ہیں۔ تم اس میں جانے والے ہو۔ اگر یہ معبود ہوتے تو اس میں نہ جاتے اور اس میں تم سب ہمیشہ رہنے والے ہو۔ ان کے لیے اس میں لمبی لمبی سانسیں ہوں گی اور وہ اس میں کچھ نہ سن سکیں گے۔

ابن ہشام نے کہا:۔ حصب جهنم۔ کل ما ا وقدت به۔ ہر وہ چیز جس سے آگ سلگائی جائے۔ ....

ابوذویب الہذلی نے، جس کا نام خویلد بن خالد تھا۔ کہا ہے:۔

فَأَطْفِئْ وَلَا تُوقِدْ وَلَا تَكُ مُحْصِبًا ۔۔۔ لِنَارِ الْعُدَاةِ أَنْ تَطِيرَ شَكَاتُهَا

دشمنوں کی آگ بجھا، اس کو روشن کرکے اس کا ایندھن نہ بن، کہ اس کی سختیاں اڑیں (اور تجھ پر بھی آئیں)۔

یہ بیت اس کی ابیات کی ہے اور بعض روایتوں میں "لَا تَکُ مِحْضَا ہے۔ جس کے معنی روشن کرنے والا ہیں۔ کسی شاعر نے کہا ہے:۔

حَضَأْتُ لَہٗ نَارِیْ فَأَبْصَرَ ضَوْءَ ھَا　　وَمَا کَانَ لَوْ لَا حَضْأَۃُ النَّارِ یَھْتَدِیْ

میں نے اس کے لیے آگ روشن کی۔ تو اس نے اس کی روشنی دیکھی، اگر آگ روشن نہ کی گئی ہوتی تو وہ راہ نہ پاتا۔

عابد و معبود ابن اسحٰق نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے، اور عبداللہ بن الزبعری السہمی آکر بیٹھا تو ولید بن المغیرہ نے عبداللہ بن الزبعری سے کہا: واللہ! نضر بن الحارث، ابن عبدالمطلب کے لیے آج نہ اٹھا۔ اور نہ (اس کی جگہ اس کی تردید کے لیے) بیٹھا۔ حالانکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعوے سے کہا کہ ہم اور ہمارے وہ معبود، جنھیں ہم پوجتے ہیں، جہنم کا ایندھن ہیں۔ عبداللہ بن الزبعری نے کہا: سن لو، واللہ! اگر میں اسے پاتا تو قائل کر دیتا۔ محمدؐ سے پوچھو کہ کیا اللہ کے سوا ہر وہ شے، جس کی پوجا لوگ کر رہے ہیں، پوجنے والوں کے ساتھ جہنم میں ہوگی؟ ہم فرشتوں کی پرستش بھی کرتے ہیں، یہود عزیرؑ کی اور نصاریٰ عیسیٰ بن مریمؑ کی پرستش کرتے ہیں۔ ولید نے اور ان لوگوں نے، جو اس کے ساتھ اس مجلس میں تھے، عبداللہ بن الزبعری کی بات پسند کی اور خیال کیا کہ اس نے حجت قائم کر دی اور بحث میں جیت لیا، اس کے بعد ابن الزبعری کی یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی گئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

کُلُّ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّعْبَدَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَھُوَ مَعَ مَنْ عَبَدَہٗ۔ اِنَّھُمْ اِنَّمَا یَعْبُدُوْنَ الشَّیَاطِیْنَ وَ مَنْ اَمَرَتْھُمْ بِعِبَادَتِہٖ۔

ہر وہ شخص، جس نے یہ بات پسند کی کہ اللہ کے بغیر اس کی پرستش کی جائے، ان لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ جنھوں نے اس کی پرستش کی۔ وہ تو صرف شیاطین اور ان کی پوجا کرتے ہیں۔ جنھوں نے انھیں اپنی پوجا کرنے کا حکم دے رکھا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں آپ پر یہ آیت نازل فرمائی:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰی۔ اُولٰٓئِکَ عَنْھَا مُبْعَدُوْنَ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَھَا وَھُمْ فِیْمَا

بے شبہ وہ لوگ، جن کے لیے ہماری طرف سے پہلے ہی سے اچھی حالت (مقدر) کر دی گئی ہے۔ اس (جہنم) سے دور کیے ہوئے ہیں۔ اس کی آہٹ بھی

اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خَالِدُوْنَ۔ (۲۱: ۱۰۱ تا ۱۰۲)

نہ سنیں گے۔ اور وہ اپنی من مانی حالت میں ہمیشہ رہیں گے۔

یعنی عیسیٰ بن مریمؑ، عزیرؑ اور علماء و مشائخ میں سے وہ لوگ، جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں گزر گئے اور انھیں ان کی پرستش کرنے والے گمراہوں نے اللہ کے بغیر رب بنالیا۔

وہ جو کہتے تھے کہ وہ فرشتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ اور وہ اللہ کی بیٹیاں ہیں، اس کے متعلق یہ نازل ہوا:۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ (الیٰ قولہ) (۲۱: ۲۶ تا ۲۷)

اور انھوں نے کہا کہ رحمٰن نے اولاد بنالی ہے۔ وہ تو پاک ہے۔ بلکہ (جنھیں تم نے اس کی اولاد ٹھہرایا ہے)، وہ اس کے معزز بندے ہیں وہ تو اس (کی مشیت) سے پہلے بات تک نہیں کرتے اور وہ اس کے حکم کے مطابق (غلاموں کی طرح)، کام کرتے ہیں۔۔۔۔۔ (خدائے تعالیٰ کے اس قول تک)

وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِيْنَ۔ (۲۱: ۲۹)

اور ان میں سے جو یہ کہے کہ اس کے بغیر میں معبود ہوں تو وہی وہ شخص ہے، جسے ہم جہنم کی سزا دیں گے۔ ہم ظالموں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں۔

عیسیٰ بن مریمؑ کے متعلق جو ذکر کیا گیا تھا کہ وہ بھی اللہ کے بغیر پُجتے ہیں۔ اور ولید نے اور جو لوگ اس کے پاس تھے، انھوں نے اس حجت اور اس دلیل سے غلبہ چاہا تھا۔ اس کے متعلق نازل ہوا:۔

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ۔ (۴۳: ۵۷)

اور جب ابن مریمؑ کو بطور مثال پیش کیا گیا۔ تو بس تیری قوم تو اس کے متعلق شور مچاتی ہے، یا تیری قوم اس قول کے سبب سے تیری دعوت کے قبول کرنے سے اعراض کرتی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ بن مریمؑ کا ذکر کیا اور فرمایا:۔

اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِیْٓ اِسْرَآئِيْلَ

وہ تو بس ایک بندہ ہے جس پر ہم نے انعام کیا ہے اور اسے بنی اسرائیل کے لیے ایک مثال بنایا اور اس کے

وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ۔ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا۔
(۴۳: ۵۹ تا ۶۱)

کے سوا کچھ نہیں۔ اور اگر ہم چاہیں تو تمھیں میں سے ایسے فرشتے بنا دیں جو زمین میں (ہماری یا خود تمھاری) نیابت کریں۔ اور وہ تو قیامت کا ایک نشان ہے لہٰذا اس کے متعلق تم ہرگز شک نہ کرو۔

یعنی جو معجزے ان کے ہاتھوں ظاہر کیے گئے۔ مثلاً مُردوں کا زندہ کرنا۔ اور بیماروں کو تندرست کرنا۔ یہ چیزیں قیامت پر یقین کرنے کے لیے کافی دلیلیں ہیں۔ فرماتا ہے کہ تم اس میں شک نہ کرو۔

وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ۔

اور میری پیروی کرو کہ یہ سیدھی راہ ہے۔

اخنس بن شریق

الاخنس بن شریق بن عمرو بن وہب الثقفی، بنی زہرہ کا حلیف قوم کے سربرآوردہ اور ان لوگوں میں سے تھا۔ جن کی باتیں مانی جاتی تھیں۔ یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر گرفت اور رد کیا کرتا تھا۔ اس لیے اللہ تعالےٰ نے اس کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:۔

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍۢ بِنَمِيْمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۔ عُتُلٍّۢ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۔ (۶۸: ۱۰ تا ۱۳)

اور تو ہر ایسے شخص کی بات نہ مان، جو بہت قسمیں کھانے والا، ذلیل، طعنہ زن، چغل خور ہو، بھلے کام سے روکنے والا حد سے بڑھا ہوا۔ گنہگار اجڈ، ان سب کے پیچھے بدنام۔

(زنیم، ناکارہ زائد چیز، وہ شخص جو کسی قبیلے میں کا نہ ہو۔ اور اس قبیلے میں شمار ہوتا ہو) اللہ تعالےٰ نے زنیم اس کے نسب کے عیب کی وجہ سے نہیں فرمایا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر نسب کی وجہ سے عیب نہیں لگایا کرتا۔ بلکہ اس نے ایک اصلی صفت پہچان کے لیے بیان فرمائی۔ زنیم کے معنی کسی قوم میں شمار ہونے والا۔ الخطیم التمیمی نے جاہلیت میں کہا ہے:۔

زَنِيْمٌ تَدَاعَاهُ الرِّجَالُ زِيَادَةً ۔۔۔ كَمَا زِيْدَ فِي عَرْضِ الْاَدِيْمِ الْاَكَارِعُ

وہ ناکارہ زائد چیز ہے۔ یا وہ افراد قوم میں سے نہیں۔ اور ان میں شمار ہو رہا ہے۔ اور سب لوگ اسے زیادہ اور ناکارہ ہی سمجھتے ہیں۔ جس طرح چمڑے کی چوڑائی میں پاؤں کے چمڑے کو بھی ملا لیا جائے۔

ولید بن مُغیرہ

ولید بن مغیرہ نے کہا: کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ محمدؐ پر تو وحی نازل ہو اور مجھے چھوڑ دیا جائے۔ حالانکہ میں قریش کا بڑا شخص اور سردار قریش ہوں پھر ابو مسعود عمرو بن عمیر الثقفی کو چھوڑ دیا جائے۔

جو بنی ثقیف کا سردار ہے۔ پس ہم دونوں ان دونوں بستیوں کے بڑے ہیں۔ اللہ تعالے نے اس کے بارے میں، جیسا کہ مجھے علم ہوا ہے۔ یہ آیت نازل فرمائی:۔

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ (۴۳: ۳۱)

اور انھوں نے کہا کہ یہ قرآن ان دونوں بستیوں میں کے کسی بڑے شخص پر کیوں نہ نازل کیا گیا (اللہ تعالی کے قول مما یجمعون تک)

اُبیّ بن خلف اور عقبۃ بن ابی المعیط

ابی بن خلف بن وہب بن حذافۃ بن جمح اور عقبۃ بن ابی معیط ان دونوں میں گہرا دوستانہ تھا۔ عقبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا اور آپ کی باتیں سنا کرتا تھا۔ یہ خبر اُبَیّ کو پہنچی، تو وہ عقبۃ کے پاس آیا۔ اور کہا: کیا مجھے اس بات کی خبر نہیں ہوئی کہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بیٹھا اور اس کی باتیں سنا کرتا ہے؟ پھر اس نے کہا: اگر میں نے تجھ سے بات کی تو تیری صورت دیکھنا میرے لیے حرام ہوگا۔ اور اسے بڑی سخت قسمیں دیں کہ اگر تو اس کے پاس بیٹھے یا اس کی بات سنے یا اس کے پاس جا کر اس کے منہ پر نہ تھوکے (تو تجھے ایسی ایسی قسم) خدا کے دشمن عقبۃ بن ابی معیط مردود خدا نے ایسا ہی کیا[1] تو اللہ تعالی نے انھیں دونوں کے بارے میں (یہ) نازل فرمایا:۔

وَیَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْهِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا۔ (الی قولہ..... لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا) (۲۵: ۲۷ تا ۲۹)

اور (اس روز کو خیال کرو) جس روز ظالم (افسوس سے) اپنے ہاتھ کاٹے گا۔ وہ کہے گا۔ کاش! میں نے رسولؐ کے ساتھ (چلنے کے لیے) راستہ اختیار کر لیا ہوتا۔ (اللہ تعالے کے قول للانسان خذولا تک)

ابی بن خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بوسیدہ ہڈی، جو چورا چورا ہو گئی تھی لے گیا۔ اور کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تمھارا یہ دعوی ہے کہ اللہ تعالی اس ہڈی کے گل سڑ جانے کے بعد اسے اٹھائے گا؟ پھر اس نے اسے چورا چورا کر کے ہوا میں رسول اللہ صلی اللہ

[1] ابو ذر نقاش کی روایت سے لکھا ہے کہ جب اس نے تھوکا تو اس کا تھوک اسی کے منہ پر گر پڑا اور اس کے چہرے پر برص پیدا ہو گئی۔

علیہ وسلم کی طرف پھینک دیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

نَعَمْ اَنَا اَقُوْلُ ذٰلِكَ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ وَاِيَّاكَ بَعْدَ مَا تَكُوْنَانِ هٰكَذَا ثُمَّ يُدْخِلُكَ اللّٰهُ النَّارَ۔

ہاں! میں یہی بات تو کہتا ہوں، کہ اللہ اسے بھی اور تجھے بھی، تم دونوں کے ایسی حالت میں ہوجانے کے بعد اٹھائے گا۔ پھر تجھے اللہ آگ میں ڈال دے گا۔

اللہ تعالی نے اسی کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:۔

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۚ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ۔ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۔ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ ۨ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ۔

(۳۶: ۷۸ تا ۸۰)

اور اس نے ہمارے لیے مثال تو بتا دی۔ اور اپنی پیدائش کو تو بھول ہی گیا۔ اس نے کہا کہ ہڈیوں کو کون زندہ کریگا، ایسی حالت میں کہ وہ بوسیدہ ہوگئی ہوں؟ (اے نبیؐ) کہہ دے کہ اسے وہ ذات زندہ کریگی جس نے اسے پہلی مرتبہ پیدا کیا اور وہ ذات تو ہر مخلوق کو خوب جاننے والی ہے۔ جس نے ہرے درخت سے آگ پیدا کی۔ پھر دیکھو کہ تم اسی (ہرے درخت) سے آگ روشن کرتے ہو۔

سورۂ کافرون

مجھے جو اطلاع ملی ہے، اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبۃ اللہ کا طواف فرماتے تھے۔ کہ الاسود بن عبدالمطلب (بن اسد بن عبدالعزی)، ولید بن المغیرہ، امیہ بن خلف اور العاص بن وائل السہمی، جو اپنی قوم میں کے سن رسیدہ افراد تھے۔ آپ کی راہ میں آڑے آگئے۔ اور کہا: اے محمدؐ! اچھا آؤ، ہم اس ذات کی بھی پرستش کریں، جس کی پرستش تم کرتے ہو۔ اور تم بھی ان چیزوں کی پرستش کرو، جن کی پرستش ہم کرتے ہیں ہم اور تم معاملوں میں شریک ہوجائیں۔ اگر وہ پرستش جو تم کرتے ہو، ہماری پرستش سے بہتر ہو تو ہم اس سے مستفید ہوں اور اگر وہ پرستش جو ہم کرتے ہیں، تمھاری پرستش سے بہتر ہو تو تم اس سے مستفید ہو۔ اللہ تعالے نے ان کے متعلق "قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ" کی پوری سورت نازل فرمائی: (اے نبیؐ) کہہ دے کہ اے کافرو! میں تو اس کی پرستش نہیں کروں گا۔ جس کی پرستش تم کرتے ہو، یعنی اگر تم اللہ کی پرستش بجز اس صورت کے نہیں کرتے کہ تم جس کی پرستش کرتے ہو، میں بھی اس کی پرستش کروں تو مجھے تمھاری ایسی پرستش کی ضرورت نہیں۔ تم سب کو

تمھارے کاموں کا اور مجھے میرے کاموں کا بدلہ ملے گا۔

شجرۃ الزقوم

جب اللہ تعالیٰ نے کفار کو ڈرانے کے لیے درخت زقوم (تھوہر) کا ذکر فرمایا تو ابوجہل بن ہشام نے کہا: اے گروہ قریش! کیا تم جانتے ہو کہ درخت زقوم کیا ہے؟ جس سے محمد تمھیں ڈرا رہا ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں، ہمیں علم نہیں۔ ابوجہل نے کہا: یثرب کی عجوہ کھجوریں مسکے کے ساتھ۔ واللہ اگر ہمیں ان پر قدرت ہو تو لَنَتَزَقَّمَنَّهَا تَزَقُّمًا۔ ہم تو انھیں بڑے مزے سے نگل جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق نازل فرمایا:۔

إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ طَعَامُ الْأَثِيمِ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ	درخت زقوم تو نافرمانوں کا کھانا ہے۔ پگھلی ہوئی دھات کی طرح، گرم پانی کے ابال کی طرح، جو پیٹوں میں جوش مارے گا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مہل ہر اس چیز کو کہتے ہیں، جو تانبے یا سیسے یا اسی طرح کی کوئی چیز ہو اور اسے گلا دیا جائے۔

تشریح مہل

حسن بن ابی الحسن سے ہمیں خبر پہنچی۔ انھوں نے کہا: عبداللہ بن مسعود کوفہ کے بیت المال پر عمر بن الخطاب کی جانب سے صوبہ دار تھے۔ انھوں نے ایک روز چاندی کے گلانے کا حکم دیا۔ اور وہ گلائی گئی۔ تو اس میں سے مختلف رنگ نمایاں ہوئے۔ انھوں نے کہا، دروازے پر کوئی ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں! کہا: انھیں اندر بلاؤ۔ لوگ اندر بلائے گئے تو کہا: مہل کی قریب ترین شبیہ ان چیزوں میں ہے، جنھیں تم دیکھتے ہو کسی شاعر نے کہا ہے:۔

يَسْقِيهِ رَبِّي حَمِيمَ الْمُهْلِ يَجْرَعُهُ ۔۔۔ يَشْوِي الْوُجُوهَ فَهُوَ فِي بَطْنِهِ صَهِرُ

اسے میرا پروردگار پگھلی ہوئی گرم گرم دھات پلائے گا۔ اور وہ اسے گھونٹ گھونٹ نگلے گا۔ جو اس کا منہ جھلس دے گی۔ اور اس کے پیٹ میں جوش مارے گی۔

عبداللہ بن الزبیر الاسدی نے کہا ہے:۔

فَمَنْ عَاشَ مِنْهُمْ عَاشَ عَبْدًا وَإِنْ يَمُتْ ۔۔۔ فَفِي النَّارِ يُسْقَى مُهْلَهَا وَصَدِيدَهَا

پس جو شخص ان میں سے زندہ رہے گا۔ وہ غلامی کی حالت میں زندہ رہے گا۔ اور اگر مرے گا تو دوزخ میں جائے گا۔ اسے پگھلی ہوئی دھاتیں اور

اس میں کی پیپ پلائی جائے گی۔

بعض نے کہا کہ مہل کے معنی جسمانی پیپ کے ہیں، ہمیں خبر ملی ہے کہ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وقت وفات قریب پہنچا۔ تو آپ نے دو استعمال شدہ چادریں دھو کر انھیں کا کفن بنانے کے لیے حکم فرمایا۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کی: بابا جان! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان (مستعملہ چادروں) سے بے نیاز بنایا ہے۔ آپ کوئی کفن خرید فرمائیے تو آپ نے فرمایا:۔

إِنَّمَا هِيَ سَاعَةٌ حَتَّى يَصِيرَ إِلَى الْمُهْلِ — وہ صرف کچھ مدت کا ہے۔ اس کے بعد تو وہ پیپ میں لتھڑ ہی جائے گا

کسی شاعر نے کہا ہے:۔

شَابَ بِالْمَاءِ مِنْهُ مُهْلٌ كَرِيهًا ثُمَّ عَلَّ الْمُتُونَ بَعْدَ النِّهَالِ

اس کی مکروہ پیپ میں پانی مل گیا۔ پھر پیٹھ پہلی سیرابی کے بعد دوبارہ سیراب کی گئی۔

شجرۂ ملعونہ ابن اسحٰق نے کہا: پس اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق نازل فرمایا:۔

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا — اور (ہم نے) مردود درخت (کا ذکر) قرآن میں (صرف) آزمائش کے لیے کیا، اور ہم انھیں (ایسی چیزوں سے) ڈراتے رہتے ہیں تو یہ (ہمارا ڈرانا) ان کی بڑھی ہوئی سرکشی میں انھیں اور بڑھا دیتا ہے۔

عبس وتولّٰی ولید بن مغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرتا کھڑا ہوا تھا۔ اور آپ کو اس کے ایمان لانے کی امید بندھ رہی تھی۔ اس حالت میں آپ کے پاس سے ابن ام مکتوم نابینا گزرے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کیں۔ (وہ) آپ سے قرآن پڑھانے کی استدعا کرنے لگے۔ ان کا یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا شاق گزرا کہ آپ کو بیزار کر دیا۔ یہ بیزاری اس لیے ہوئی کہ ولید کے اسلام اختیار کرنے کی امید کے سبب سے آپ اس کی طرف متوجہ تھے۔ ابن ام مکتوم اس مصروفیت میں مخل ہوئے اور جب وہ آپ سے زیادہ گفتگو کرنے لگے تو ترش روئی کے ساتھ آپ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اور انھیں چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق نازل فرمایا:۔

عَبَسَ وَتَوَلَّى - أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَى۔ — اس نے ترش روئی کی اور لوٹ گیا، اس وجہ سے کہ

(الیٰ قولہ تعالیٰ ... فِي صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ) (۸۰: ۱-۱۴)

اس کے پاس اندھا آیا تھا (اللہ تعالیٰ کے قول فِی صحف مکرمۃ مرفوعۃ مطہرۃ تک)

یعنی میں نے تجھے بشارت سنانے والا اور ڈرانے کے لیے بھیجا ہے۔ کسی کو چھوڑ کر کسی خاص فرد کے لیے میں نے تجھے مخصوص نہیں کیا، پس جو شخص اس کا طالب ہو، اس سے اسے نہ روک، اور جو شخص اسے نہیں چاہتا، اس کی طرف توجہ نہ کر۔

ابن ہشام نے کہا: ابن ام مکتوم بنی عامر بن لوئی میں سے ایک شخص تھے۔ ان کا نام عبداللہ اور بعض کہتے ہیں، عمرو تھا۔

باب ۵۶

حبشہ سے مسلمانوں کی مراجعت

مختلف گروہ

ابن اسحٰق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ صحابہؓ، جنھوں نے سرزمین حبشہ کی جانب ہجرت کی تھی۔ انھیں مکہ والوں کے اسلام اختیار کرنے کی اطلاع ملی تو وہ فوراً واپس آ گئے۔ جب مکہ سے قریب ہوئے تو انھیں اطلاع ملی کہ اسلام اختیار کرنے کی خبر، جو ان سے بیان کی گئی تھی، غلط تھی۔ چنانچہ ان میں سے وہی مکہ آئے، جنھوں نے کسی کی پناہ لی، یا چھُپ کر آئے۔ ان میں سے جو مکہ میں آ گئے، وہ مدینہ کو ہجرت کرنے تک وہاں رہے۔ پھر آپ کے ساتھ جنگ بدر میں حاضر رہے۔ اور جو لوگ مجبوراً رُک گئے، جانے سے روک لیے گئے، انھیں جنگ بدر اور دوسرے واقعات میں شرکت کا موقع نہ ملا۔ اور بعض کا مکہ میں انتقال ہو گیا۔ ان سب کے نام حسب ذیل ہیں:۔

بنی عبد شمس و بنی نوفل

بنی عبد شمس بن عبد مناف (بن قصی) میں سے عثمان بن عفان (بن ابی العاص بن امیہ بن شمس) اور آپ کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو حذیفہ بن عقبہ (بن ربیعہ بن عبد شمس) اور ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل، ان کے حلیفوں میں سے عبد اللہ بن جحش بن رئاب۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے عتبہ بن غزوان، جو قیس عیلان میں سے ان کے حلیف تھے۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی میں سے زبیر بن العوام (بن خویلد بن اسد)

اولاد قصی اور بنی زہرہ

اور بنی عبد الدار بن قصی میں سے مصعب بن عمیر (بن ہاشم بن عبد مناف) اور سُوَیبط بن سعد بن حَرْمَلہ

اور بنی عبد بن قصی میں سے طُلَیب بن عمیر (بن وہب بن ابی کبیر بن عبد)

اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے عبد الرحمٰن بن عوف (بن عبد عوف بن عبد الحارث بن زہرہ) اور ان کے حلیف مقداد بن عمرو، نیز عبد اللہ بن مسعود۔

بنی مخزوم

بنی مخزوم بن یَقَظَہ میں سے ابو سلمہ بن عبد الاسد (بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم)

اوران کی بیوی ام سلمہ بنت ابی امیہ (بن المغیرہ اور شماس بن عثمان بن الشرید بن سوید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم) اور سلمہ بن ہشام بن المغیرہ جنھیں ان کے چچا نے مکہ میں روک لیا۔ جنگ بدر، و احد و خندق سے پہلے نہ آسکے۔ اور عیاش بن ابی ربیعہ بن المغیرہ، جنھوں نے آپ کے ساتھ مدینہ کی جانب ہجرت کی تھی۔ لیکن ان دونوں مادری بھائیوں ابوجہل بن ہشام اور الحارث بن ہشام نے انھیں پالیا اور واپس مکہ لے گئے۔ وہاں انھیں بند رکھا۔ یہاں تک کہ بدر، احد اور خندق کی جنگیں گزر گئیں اور ان کے حلیفوں میں سے عمار بن یاسر، جن کے متعلق شک ہے کہ وہ حبشہ گئے تھے۔ یا نہیں۔ اور خزاعہ میں سے معتب بن عوف بن عامر۔

بنی جمح اور بنی سہم

بنی جمح بن عمرو بن ہُصَیص بن کعب میں سے عثمان بن مظعون (بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح)، اور ان کے بیٹے السائب بن عثمان، نیز قدامہ بن مظعون اور عبداللہ بن مظعون۔

بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے خنیس بن حذافہ (بن قیس بن عدی) اور ہشام بن العاص بن وائل، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کو ہجرت کر جانے کے بعد مکہ میں قید رہے اور جنگ بدر، احد اور خندق کے بعد آئے۔

بنی عدی

بنی عدی بن کعب میں سے عامر بن ربیعہ، جو حلیف تھے۔ اور ان کی بیوی لیلیٰ بنت ابی قیس، عبداللہ بن سہیل بن عمرو، جو ہجرت مدینہ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے سے روک لیے گئے تھے، لیکن جنگ بدر کے روز مشرکوں کے پاس سے نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو گئے۔ اور جنگ میں شریک رہے۔ ابو سبرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ اور ان کی بیوی ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو، السکران بن عمرو بن عبد شمس اور ان کی بیوی سودہ بنت زمعہ بن قیس السکران کا انتقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کی جانب ہجرت کرنے سے پہلے ہی مکہ میں ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیوی سودہ بنت زمعہ سے نکاح کیا۔ اور ان کے حلیفوں میں سے سعد بن خولہ۔

بنی حارث

بنی الحارث بن فہر میں سے ابوعبیدہ بن الجراح، جن کا نام عامر بن عبداللہ بن الجراح تھا۔ اور عمرو بن الحارث بن زہیر بن ابی شداد اور سہیل بن بیضاء، جن کا نام سہیل بن وہب بن ربیعہ بن ہلال تھا اور عمرو بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال۔ غرض آپ کے جملہ اصحاب جو سرزمین حبشہ سے مکہ آئے، تینتیس مرد تھے۔

پناہ گیر ان میں سے جو لوگ کسی کی پناہ میں آئے تھے، ان میں سے ہمیں جن کے نام بتائے گئے ہیں، ان میں عثمان بن مظعون بن حبیب الجمحی ہیں، جو ولید بن المغیرہ کی پناہ میں داخل ہوئے۔

ابو سلمہ بن عبدالاسد بن بلال المخزومی ہیں، جو ابو طالب بن عبدالمطلب کی پناہ میں داخل ہوئے۔ ابو طالب ان کے ماموں ہوتے تھے۔ اور ابو سلمہ کی ماں برّہ عبدالمطلب کی بیٹی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا: عثمان بن مظعون کے متعلق سُن لیجیے۔ مجھ سے صالح بن ابراهیم (بن عبدالرحمٰن بن عوف) نے اس شخص سے روایت کی۔ جس نے عثمان کے متعلق اس سے ذکر کیا تھا۔ جب عثمان بن مظعون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو ان بلاؤں میں دیکھا، جن میں وہ گرفتار تھے۔ اور خود صبح و شام ولید بن المغیرہ کی امان میں چلتے پھرتے تھے، تو کہا: واللہ! میرا صبح و شام ایک مشرک کی پناہ میں چلتے پھرتے رہنا، ایسی حالت میں کہ میرے ساتھی اللہ کی راہ میں وہ بلائیں اور ایذائیں برداشت کر رہے ہوں، جو مجھ پر نہیں پڑ رہیں، میرے نفس کا ایک بڑا نقص ہے، اس لیے وہ ولید بن المغیرہ کے پاس گئے اور کہا: اے ابا عبد شمس! تم نے تو اپنا ذمہ پورا کر دیا۔ اور اب میں تمھاری پناہ تمھیں واپس کرتا ہوں۔ اس نے ان سے کہا: بابا! شاید تمھیں میری قوم میں سے کسی نے ستایا ہے۔ انھوں نے کہا: نہیں، لیکن میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی پناہ میں رہوں۔ اور میں نہیں چاہتا کہ اس کے سوا کسی اور کی پناہ لوں۔ اس نے کہا: تو مسجد کو چلو اور میری پناہ مجھے سب کے سامنے لوٹا دو۔ جس طرح میں نے اسے کھلم کھلا جاری کیا تھا۔ لہٰذا وہ دونوں نکل کر گئے اور مسجد میں آئے۔ ولید نے کہا: یہ عثمان ہے، جو اس لیے آیا ہے کہ میری پناہ مجھے لوٹا دے۔ عثمان بن مظعون نے کہا: اس نے سچ کہا، اور میں نے اسے اپنی پناہ کا پورا کرنے والا اور جسے پناہ دی، اس کی عزت رکھنے والا پایا، لیکن میں چاہتا ہوں کہ اللہ کے سوا کسی اور کی پناہ نہ لوں، اس لیے میں نے اس کی پناہ اسے واپس کر دی۔ پھر عثمان وہاں سے لوٹے۔ لبید بن ربیعہ (بن مالک بن جعفر بن کلاب) قریش کی ایک مجلس میں لوگوں کو شعر سنا رہا تھا۔ عثمان ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ گئے۔ اس کے بعد لبید نے کہا:

اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهُ بَاطِلُ — سن لو! کہ خدا کے سوا ہر چیز ... باطل ہے۔

عثمان نے کہا: تو نے سچ کہا، اس نے کہا:

وَكُلُّ نَعِيمٍ لَا مَحَالَةَ زَائِلُ ہر نعمت زائل ہونے والی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔

عثمان بن مظعون نے پناہ لوٹا دی

عثمان نے کہا: یہ تم نے جھوٹ کہا، جنت کی نعمتیں کبھی زائل نہ ہوں گی۔ لبید بن ربیعہ نے کہا: اے گروہ قریش! تمھارے ہم نشینوں کو تو کبھی تکلیف نہیں دی جایا کرتی تھی۔ یہ تم میں نئی بات کب سے پیدا ہو گئی؟ انھیں لوگوں میں سے ایک نے کہا: چند کم ظرفوں میں سے، جو اس کے ساتھ والے ہیں، یہ بھی ایک کم ظرف شخص ہے۔ جس نے ہمارے دین سے علٰحدگی اختیار کر لی ہے۔ اس کی بات سے تم اپنے دل پر کوئی اثر نہ لو، تو عثمان نے بھی اس کا جواب دیا، یہاں تک کہ دونوں کا جھگڑا بڑھ گیا۔ وہ شخص اٹھا اور عثمان کی آنکھ پر ایسا تھپڑ مارا کہ اسے نیلا کر دیا۔ ولید بن المغیرہ پاس ہی تھا۔ اور عثمان کی حالت دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا: سُن بابا! واللہ! تیری آنکھ اچھی تھی کہ اسے کوئی صدمہ نہ پہنچا، اور تو محفوظ ذمہ داری میں تھا۔ راوی نے کہا، عثمان بن مظعون نے جواب دیا۔ واللہ! میری اچھی خاصی آنکھ کو بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ اللہ کی راہ میں اس پر وہی آفت آئے جو اس کی ہمسر پر آئی۔ اے ابا عبد شمس! واللہ! اس وقت میں ایسی ذات کی پناہ میں ہوں جو تجھ سے (کہیں) زیادہ عزت والی اور تجھ سے (کہیں) زیادہ قدرت والی ہے۔ ولید نے ان سے کہا: آؤ بابا۔ اگر تم اپنی پہلی پناہ میں آنا چاہتے ہو تو آجاؤ، انھوں نے کہا: نہیں

ابوسلمہ بن عبدالاسد

ابن اسحٰق نے کہا: ابوسلمہ بن عبدالاسد کے متعلق مجھ سے ابواسحٰق ابن یسار نے سلمہ بن عبداللہ بن عمر بن ابی سلمہ سے روایت کی۔ جب انھوں نے ابوطالب کی پناہ لی تو بنی مخزوم کے چند آدمی ان کے پاس گئے اور کہا: اے ابوطالب! اپنے بھتیجے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تو تم نے ہمارے مقابلے میں پناہ دی۔ خیر۔ لیکن یہ تمھیں کیا ہو گیا کہ ہمارے آدمی کی حفاظت ہمارے مقابلے میں کرتے ہو۔ انھوں نے کہا: اس نے مجھ سے پناہ طلب کی اور وہ میرا بھانجا بھی ہے، اگر میں اپنے بھانجے کی حفاظت نہ کروں گا تو اپنے بھتیجے کی بھی حفاظت نہ کروں گا۔ ابولہب کھڑا ہو گیا اور کہا: اے گروہ قریش! واللہ! تم نے اس بڑے بوڑھے آدمی کی بہت مخالفت کی۔ اس کی قوم میں سے اس کی پناہ میں آئے ہوئے افراد پر ہمیشہ تم لوگ چھاپے مارتے رہے ہو۔ واللہ! تمھیں اس طرح کے سلوک سے باز آنا ہو گا۔ ورنہ ہر اس مہم میں، جس میں وہ مستعد ہو کر کھڑا ہو جائے، ہم بھی اس کے ساتھ صف بستہ ہو جائیں گے۔ کہ وہ

اپنے ارادے پورے کر سکے۔ راوی نے کہا: پھر تو سب کے سب کہنے لگے: اے ابو عتبہ! اس قدر برہمی کی ضرورت نہیں، بلکہ ہم خود ان باتوں سے باز آجائیں گے۔ جنھیں تم ناپسند کرتے ہو، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف یہی شخص ان سب کا سرغنہ اور حمایتی تھا، پس انھوں نے اسے اس حمایت پر قائم رکھنا چاہا۔ جب ابو طالب نے اس سے ایسے الفاظ سنے جو وہ کہہ رہا تھا تو وہ اس کے متعلق بھی (یہ) امید کرنے لگے کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی وہ ان کی صف میں آکھڑا ہو۔

اشعار ابی طالب | ابو طالب نے ابولہب کو اپنی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد پر ابھارنے کے لیے یہ اشعار کہے:۔

إِنَّ امْرَأً أَبُو عُتَيْبَةَ عَمُّهُ　　　لَفِي رَوْضَةٍ مَا إِنْ يُسَامُ الْمَظَالِمَا

جس شخص کا چچا ابو عتیبہ ہے، بے شبہ وہ شخص ایسی روش پر ہے، جس کے ساتھ ظلم کا برتاؤ نہیں کیا جا سکتا۔

أَقُولُ لَهُ وَأَيْنَ مِنْهُ نَصِيحَتِي　　　أَبَا مُعْتِبٍ ثَبِّتْ سَوَادَكَ قَائِمَا

میں اس سے کہتا ہوں کہ اے ابو معتب! اپنی قوم کا جتھا مستعدی سے مستحکم بنا لیکن میری نصیحت کہاں اور وہ کہاں؛

فَلَا تَقْبَلَنَّ الدَّهْرَ مَا عِشْتَ خُطَّةً　　　تُسَبُّ بِهَا إِمَّا هَبَطْتَ الْمَوَاسِمَا

زمانے میں جب تک تو زندہ رہے، ایسی چیز قبول نہ کر کہ اگر قومی مجمعوں میں سے کسی مجمع میں تو جائے تو اس چیز کی وجہ سے تجھ پر عیب لگایا جائے۔

وَوَلِّ سَبِيلَ الْعَجْزِ غَيْرَكَ مِنْهُمُ　　　فَإِنَّكَ لَمْ تُخْلَقْ عَلَى الْعَجْزِ لَازِمَا

لوگوں میں سے جو لوگ مجبوریوں کے تحت کوئی راستہ اختیار کرتے ہیں وہ مجبوری کا راستہ ان کے لیے چھوڑ دے، کیونکہ یہ بات قطعی ہے کہ تو تو مجبوری کا راستہ اختیار کرنے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا۔

وَحَارِبْ فَإِنَّ الْحَرْبَ نِصْفٌ وَلَنْ تَرَى　　　أَخَا الْحَرْبِ يُعْطِي الْخَسْفَ حَتَّى يُسَالِمَا

اور جنگ جو بنا رہ۔ کیوں کہ جنگ ہی انصاف (حاصل کرنے کا ذریعہ) ہے۔ جنگ جو کو کبھی تو ذلیل نہ دیکھے گا۔ یہاں تک کہ لوگ اس سے صلح کے طالب ہوں۔

وَكَيْفَ وَلَمْ يَجْنُوا عَلَيْكَ عَظِيمَةً　　وَلَمْ يَخْذُلُوكَ غَانِمًا أَوْ مُغَارِمَا

تو اپنی قوم سے کس طرح الگ ہوتا ہے۔ حالانکہ انھوں نے کوئی
بڑی غلطی کر کے تجھ پر اس کا بار نہیں ڈالا۔ اور نہ انھوں نے تیری مدد سے
کنارہ کشی کی، خواہ تیری حالت غنیمت حاصل کرنے والے کی رہی یا ڈنڈ
بھرنے والے کی۔

جَزَى اللهُ عَنَّا عَبْدَ شَمْسٍ وَنَوْفَلًا　　وَتَيْمًا وَمَخْزُومًا عُقُوقًا وَمَأْثَمَا

اللہ تعالیٰ ہماری جانب سے بنی عبد شمس، بنی نوفل، بنی تیم اور بنی مخزوم
کو ان کی سرکشیوں اور غلطیوں کا بدلہ دے۔

بِتَفْرِيقِهِمْ مِنْ بَعْدِ وُدٍّ وَأُلْفَةٍ　　جَمَاعَتَنَا كَيْمَا يَنَالُوا الْمَحَارِمَا

ممنوعہ چیزوں کو حاصل کرنے کے لیے انھوں نے ہماری جماعت کی
محبت والفت میں جو رکاوٹ ڈالی، اللہ انھیں اس کا بدلہ دے۔

كَذَبْتُمْ وَبَيْتِ اللهِ نُبْزَى مُحَمَّدًا　　وَلَمَّا تَرَوْا يَوْمًا لَدَى الشِّعْبِ قَاتِمَا

بیت اللہ کی قسم! تم نے جھوٹ کہا کہ ہم سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
کو چھین لیا جائے گا۔ حالانکہ ابھی تو تم نے راستے کے پاس (دھواں دار گرد وغبار
کا) تاریک روز دیکھا ہی نہیں۔

ابوبکرؓ

ابن اسحٰق نے کہا:۔ محمد بن مسلم بن شہاب الزہری نے عروہ سے، اور انھوں نے عائشہؓ سے روایت کی کہ جب ابو بکر صدیقؓ پر مکہ میں سختی ہونے لگی۔ وہاں آپ کو تکلیفیں پہنچنے لگیں، اور قریش کی دست درازیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب پر حد سے زیادہ دیکھیں تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کی۔ آپ نے انھیں اجازت دے دی۔ ابو بکرؓ ہجرت کر کے نکلے۔ یہاں تک کہ جب مکہ سے ایک روز یا دو روز کی مسافت طے کی تھی تو بنی الحارث بن بکر (ابن عبد مناف بن کنانہ) والا ابن دُغُنَّۃ آپ سے ملا۔ جو ان دنوں احابیش کا سردار[1] تھا، اس کا نام ابن الدغنیہ بھی بتایا گیا ہے۔

---

[1] ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق بنو حارث بن عبد مناف بن کنانہ، الہون بن خزیمہ بن مدرکہ اور خزاعہ میں سے بنو المصطلق احابیش کہلاتے تھے، ابن ہشام کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے آپس میں معاہدہ کیا تھا۔ چونکہ یہ معاہدہ احبش نام وادی میں ہوا تھا جو کہ مکہ معظمہ کے نشیب میں ہے، اس لیے یہ لوگ احابیش کہلائے۔

ابن دغنہ کی پناہ

ابن اسحٰق نے کہا: زہری نے عروہ سے اور انھوں نے عائشہؓ سے روایت کی۔ ام المؤمنینؓ نے فرمایا: ابن الدغنہ نے کہا: اے ابو بکرؓ! کہاں؟ ابو بکرؓ نے فرمایا: میری قوم نے مجھے نکال دیا، تکلیفیں دیں اور تنگ کر دیا، اس نے کہا: یہ کیوں؟ واللہ! تم تو خاندان کی زینت ہو، آفتوں میں تم مدد کرتے ہو۔ نیکی تمھارا شیوہ ہے اور ناداروں کو کمائی پر لگاتے ہو، واپس چلو، تم میری پناہ میں ہو۔ پس آپ اس کے ساتھ واپس ہوئے، یہاں تک کہ جب مکہ میں داخل ہوئے تو ابن الدغنہ کھڑا ہوا، اور کہا: اے گروہ قریش! میں نے ابن ابی قحافہ کو پناہ دی ہے۔ پس بجز بھلائی کے کوئی شخص ان کی راہ میں حائل نہ ہو۔ ام المومنینؓ نے فرمایا: لہٰذا سب لوگ آپ سے الگ رہنے لگے۔

تلاوتِ قرآن میں رقت

بنی جمح کے محلّے میں ابو بکرؓ کے گھر کے دروازے کے پاس ہی آپ کی نماز پڑھنے کی جگہ تھی، آپ رقیق القلب تھے۔ جب قرآن پڑھتے تو روتے، اس وجہ سے آپ کے پاس لڑکے، غلام، عورتیں کھڑی ہو جاتیں، اور آپ کی اس ہیئت کو سب کے سب پسند کرتے۔ قریش کے چند لوگ ابن الدغنہ کے پاس گئے، اور اس سے کہا: اے ابن الدغنہ! تو نے اس شخص کو اس لیے تو پناہ نہیں دی کہ وہ ہمیں تکلیف پہنچائے وہ ایسا شخص ہے کہ جب نماز میں وہ کلام پڑھتا ہے، جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لایا ہے تو اس کا دل بھر آتا ہے اور (وہ) روتا ہے۔ اس کی ایک خاص ہیئت اور ایک خاص طریقہ ہوتا ہے کہ بچوں، عورتوں اور کمزور لوگوں کے متعلق ہمیں خوف ہوتا ہے، شاید وہ انھیں فتنے میں ڈال دے۔ تُو اس کے پاس جا اور حکم دے کہ اپنے گھر کے اندر رہے اور اس میں جو چاہے، کرے۔

پناہ لوٹا دی

اس وجہ سے ابن الدغنہ آپ کے پاس آیا اور کہا: اے ابو بکرؓ! میں نے تمھیں اس لیے پناہ نہیں دی کہ تم اپنی قوم کو تکلیف پہنچاؤ۔ تمھاری قوم اس جگہ کو پسند نہیں کرتی جو تم نے نماز کے لیے چن لی ہے۔ اس وجہ سے اسے تکلیف ہوتی ہے۔ لہٰذا تم اپنے گھر کے اندر رہو اور اس میں تم جو چاہو، کرو۔ آپ نے فرمایا: کیا میں تمھیں تمھاری پناہ واپس کر دوں اور اللہ کی پناہ پر راضی ہو جاؤں؟ اس نے کہا: اچھا تو میری پناہ مجھے واپس کر دو۔ آپ نے فرمایا: میں نے تیری پناہ تجھے واپس کر دی۔ صدیقہؓ نے فرمایا: اس کے بعد ابن الدغنہ کھڑا ہو گیا، اور کہا: اے گروہ قریش! ابن ابی قحافہ نے میری پناہ مجھے واپس کر دی ہے۔ اب تم اپنے آدمی سے جو چاہو برتاؤ کرو۔

عبدالرحمٰن بن القاسم نے اپنے والد قاسم بن محمد سے روایت کی: قریش کے کمینوں میں سے ایک کمینہ شخص ایسی حالت میں آپ کو ملا کہ آپ کعبۃ اللہ تشریف لے جا رہے تھے۔ اس نے ذرا سی مٹی آپ کے سر پر ڈال دی۔ ابوبکرؓ کے پاس سے ولید بن المغیرہ یا عاص بن وائل گزرا تو آپ نے فرمایا: ان کمینوں کے کاموں کو کیا تم نہیں دیکھ رہے؟ جواب ملا۔ یہ تو وہ چیز ہے، جو تم اپنی ذات سے خود کر رہے ہو، راوی نے کہا، آپ صرف یہ فرماتے گئے۔ اے پروردگار! تو کس قدر حلیم ہے۔ اے پروردگار! تو کس قدر حلیم ہے! اے پروردگار! تو کس قدر حلیم ہے!

باب ۵

معاہدۂ قریش کی شکست

پانچ حق شناس

ان پانچ شخصوں کے نام یہ ہیں، جنھوں نے بے انصافی پر مبنی نوشتے[1] کے توڑنے میں کوشش کی:۔ ہشام بن عمرو العامری، زہیر بن ابی امیہ بن المغیرہ المخزومی، المطعم بن عدی، ابوالبختری بن ہاشم، زمعۃ بن الاسود بن المطلب ابن اسد۔

ہشام بن عمرو کا کارنامہ

ابن اسحٰق نے کہا، بنی ہاشم اور بنی المطلب اپنی اسی حالت میں تھے کہ قریش نے ان کے خلاف معاہدہ کر رکھا تھا اور یہ معاہدہ ایک کاغذ پر لکھا ہوا تھا۔ اس کے بعد اس معاہدے کو توڑنے کے لیے، جو قریش نے بنی ہاشم اور بنی المطلب کے خلاف کیا تھا۔ قریش ہی میں سے چند آدمی آمادہ ہو گئے، ہشام بن عمرو (بن ربیعہ بن الحارث بن حبیب بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی) نے جو کوشش اس معاملے میں کی۔ وہ کسی اور نے نہیں کی۔ اس کا سبب یہ ہے کہ نضلۃ بن ہاشم بن عبد مناف کے بھائی کا بیٹا اس کا اخیافی بھائی تھا۔ اور ہشام بنی ہاشم سے اچھے تعلقات رکھتا تھا۔ وہ خود بھی اپنی قوم میں مرتبے والا تھا۔ وہ غلے کے اونٹ رات کے وقت لاد کر وہاں لاتا، جہاں بنی ہاشم اور بنی المطلب شعب ابی طالب میں تھے۔ یہاں تک کہ جب درے کے دہانے پر آتا تو اونٹ کی نکیل نکال ڈالتا اور اس کے پہلو پر مارتا۔ وہ اونٹ درے کے اندر ان لوگوں کے پاس پہنچ جاتا۔ پھر اونٹ پر کپڑے اور خانہ داری کا ضروری سامان لاد کر لاتا اور اس کے ساتھ بھی ویسا ہی برتاؤ کرتا۔

زہیر بن ابی امیہ

ابن اسحٰق نے کہا: پھر وہ زہیر بن ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ ابن عمر بن مخزوم کے پاس گیا، جس کی ماں عاتکہ، عبدالمطلب کی بیٹی تھی، اور کہا: اے زہیر! کیا تم اس حالت پر خوش ہو کہ تم تو کھانا کھاؤ، کپڑے پہنو، عورتوں کو نکاح میں لاؤ اور تمھارے ماموؤں کی جو حالت ہے وہ تو تم جانتے ہی ہو کہ ان کے ہاتھ نہ کوئی چیز بیچی جاتی ہے اور نہ ان سے کچھ خریدا جاتا

---

[1] اس کا اشارہ اس معاہدے کی طرف ہے، جو بنی ہاشم اور بنی المطلب کے خلاف کیا گیا تھا اور جس پر شعب ابی طالب میں محصوری کا دور شروع ہوا۔

ہے۔ نہ ان کی بیٹیوں کو کوئی نکاح میں لیتا ہے، اور نہ ان کے نکاح میں کوئی عورت دی جاتی ہے۔ سن لو! میں تو اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ اگر ابوالحکم (ابوجہل) بن ہشام کے ماموں ہوتے اور تم اسے اس بات کی طرف بلاتے، جس کی طرف اس نے تمھیں دعوت دی ہے، تو وہ تمھاری بات ہرگز قبول نہ کرتا۔ اس نے کہا: افسوس اے ہشام! آخر کیا کروں؟ میں اکیلا ہی ہوں۔ واللہ! اگر میرے ساتھ کوئی دوسرا ہوتا تو اس معاہدے کے توڑنے پر آمادہ ہو جاتا۔ یہاں تک کہ اسے توڑ کر رکھ دیتا۔ اس نے کہا: ایک شخص کو تو تم نے پالیا ہے۔ اس نے کہا: وہ کون؟ کہا: میں۔ زہیر نے اس سے کہا: اپنے لیے ایک اور تیسرے شخص کی تلاش کی بھی ضرورت ہے۔

مطعم بن عدی

وہ المطعم بن عدی کے پاس گیا اور اس سے کہا: اے مطعم! کیا تم اس بات پر خوش ہو کہ بنی عبد مناف کے دو قبیلے برباد ہو جائیں، تم اپنے سامنے یہ دیکھتے رہو اور اس معاملے میں قریش سے خود بھی موافقت کرو۔ سن لو! واللہ! اگر تم نے انھیں ایسا کرنے دیا تو دیکھ لوگے کہ وہ ان کے بارے میں تمھارے اس برتاؤ کے سبب اور تیز ہو جائیں گے۔ اس نے کہا: افسوس، آخر میں کیا کروں؟ میں تو اکیلا ہی ہوں۔ اس نے کہا: تم نے دوسرے کو بھی تو پا لیا ہے۔ اس نے کہا: وہ کون؟ کہا: میں، کہا: ہمارے لیے تیسرے کی بھی تلاش چاہیے۔ اس نے کہا: میں نے یہ بھی کر لیا ہے، کہا: وہ کون ہے؟ کہا: زہیر بن ابی امیہ، کہا: ہمارے لیے چوتھے کی بھی تلاش کرو۔

ابوالبختری بن ہشام

پھر وہ ابوالبختری بن ہشام کے پاس پہنچا۔ اور اس سے بھی اسی طرح کہا، جیسا مطعم بن عدی سے کہا تھا۔ اس نے کہا: کیا کوئی ایک شخص بھی ہے جو اس بات میں مدد کرے؟ اس نے کہا: ہاں، کہا: وہ کون ہے؟ کہا: زہیر بن ابی امیہ اور المطعم بن عدی اور میں بھی تمھارے ساتھ ہوں۔ اس نے کہا: ہمارے لیے پانچویں کو بھی ڈھونڈو۔

زمعہ بن الاسود

پس وہ زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد کے پاس گیا۔ اور اس سے گفتگو کی۔ اس سے ان لوگوں کی رشتہ داری اور حقوق کا ذکر کیا تو اس نے اس سے کہا: کیا جس معاملے کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو، اس میں اور کوئی شخص بھی ہے؟ کہا ہاں! پھر اس نے تمام کے نام بتائے، تو خطم الحجون نامی مقام پر، جو مکہ کی بلندی کے مقامات میں سے ہے، رات کو ملنے کا وعدہ ہوا۔ اور سب وہاں جمع ہوئے۔

نوشتہ توڑنے کا عہد

سب نے مل کر ایک رائے قرار دی اور اس نوشتہ معاہدے کے توڑنے کی کوشش کا سب نے عہد کیا۔ زہیر نے کہا: میں تم سب سے سبقت کرتا ہوں۔

کہ پہلا بولنے والا میں ہی ہوں گا۔ پھر جب صبح ہوئی تو سب اپنی اپنی مجلسوں کی جانب روانہ ہوئے۔ زہیر بن ابی امیہ سویرے ہی ایک قیمتی لباس پہن کر گیا۔ سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا۔

زہیر کا اعلان

پھر لوگوں کے پاس آیا اور کہا: اے مکہ والو! کیا ہم تو کھانا کھائیں، اور کپڑے پہنیں اور بنی ہاشم مرتے رہیں، نہ ان سے کچھ خریدا جائے۔ اور نہ ان کے ہاتھ کچھ بیچا جائے۔ اللہ کی قسم! میں (اس وقت تک) نہیں بیٹھوں گا۔ جب تک یہ نامنصفانہ قرابت توڑنے والا نوشتہ چاک نہ کر دیا جائے۔ ابو جہل نے، جو مسجد کے ایک کونے میں تھا، کہا، تو جھوٹا ہے۔ واللہ! وہ ہرگز چاک نہیں کیا جائے گا۔

مزید تائیدات

زمعہ بن الاسود نے کہا: واللہ! تو سب سے زیادہ جھوٹا ہے۔ جب وہ لکھا گیا، اس وقت ہم نے کوئی رضامندی ظاہر نہیں کی، ابوالبختری نے کہا: زمعہ نے سچ کہا، جو کچھ اس میں لکھا گیا، نہ ہم اس پر راضی ہوں گے اور نہ قائم رہیں گے۔ مطعم بن عدی نے کہا: تم دونوں نے سچ کہا اور اس کے سوا جس شخص نے جو کچھ کہا، وہ جھوٹ کہا۔ ہم اس کاغذ سے اور اس میں جو کچھ لکھا ہے، اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، ہشام بن عمرو نے بھی اسی طرح کی باتیں کیں۔ ابو جہل نے کہا: یہ معاملہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی اور مقام پر رات کو مشورہ اور فیصلہ ہو چکا ہے۔ ابو طالب بھی مسجد میں ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے۔

معاہدہ دیمک چاٹ گئی

پس مطعم اس نوشتے کی جانب بڑھا کہ اسے چاک کر ڈالے۔ تو معلوم ہوا کہ باسمک اللّٰھم[1] کے الفاظ کے سوا دیمک نے اسے کھا لیا ہے اور اس نوشتے کا لکھنے والا، جو منصور بن عکرمہ تھا۔ اس کا ہاتھ ان لوگوں کے دعوے کے مطابق شل ہو گیا تھا۔

رسول اللہ صلعم کا ارشاد

ابن ہشام نے کہا، بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب سے کہا:

یَا عَمِّ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ سَلَّطَ الْاَرَضَۃَ عَلٰی صَحِیْفَۃِ قُرَیْشٍ فَلَمْ تَدَعْ فِیْھَا اِسْمًا ھُوَ لِلّٰہِ اِلَّا اَثْبَتَتْہُ فِیْھَا وَنَفَتْ مِنْھَا الظُّلْمَ وَالْقَطِیْعَۃَ وَالْبُھْتَانَ۔	اے چچا! اللہ نے دیمک کو نوشتہ قریش پر غالب کر دیا۔ اس نے جتنے اللہ کے نام تھے، وہ تو چھوڑ دیے اور جتنی ظلم، زیادتی، رشتے توڑنے اور بہتان کی باتیں تھیں، اس نے اس میں سے سب نکال ڈالیں۔

[1] اسلام سے پہلے یہ الفاظ بجائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھے جایا کرتے تھے۔

انھوں نے پوچھا: کیا آپ کے پروردگار نے آپ کو اس بات کی اطلاع دی ہے؟ فرمایا: نعم (ہاں)، کہا: واللہ! پھر تو تم پر کوئی فتح یاب نہیں ہو سکتا۔

ابو طالب کی پیش کش

پھر وہ نکل کر قریش کے پاس گئے اور کہا: اے گروہ قریش! میرے بھتیجے نے مجھے اس بات کی خبر دی ہے کہ ایسا ایسا ہے، پس تم اپنا لکھا ہوا معاہدہ لاؤ۔ اگر ویسا ہی ہے جیسا کہ میرے بھتیجے نے کہا ہے تو پھر ہمارے قطع تعلق سے باز آؤ، اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اسے چھوڑ دو۔ اگر وہ جھوٹا ہے تو میں اپنے بھتیجے کو تمھارے حوالے کرتا ہوں۔ تمام لوگوں نے کہا: ہم اس پر راضی ہیں اور انھوں نے اسی بات پر عہد و پیمان بھی کر لیا۔ پھر سب نے اسے دیکھا تو دیکھتے کیا ہیں کہ حالت بالکل ویسی ہی ہے جیسی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ اس واقعے نے ان کی بدسلوکی اور بڑھا دی اور قریش ہی میں کی ایک جماعت نے اس نوشتے کو تلف کرنے کی وہ کوششیں کیں، جن کا ذکر اوپر ہوا۔

اشعار ابی طالب

ابن ہشام نے کہا: جب وہ نوشتہ چاک کر دیا گیا اور جو کچھ اس میں لکھا تھا، سب بے کار ہو گیا تو ابو طالب نے ان لوگوں کی ستائش میں، جنھوں نے اس معاہدے کے توڑنے میں کوشش کی، یہ اشعار کہے:

اَلَا هَلْ اَتٰى بَحْرِيَّنَا صُنْعُ رَبِّنَا ۔۔۔ عَلٰى نَأْيِهِمْ وَاللّٰهُ بِالنَّاسِ اَرْوَدُ

کیا ہمارے سمندر پار کے مسافروں کو ہمارے پروردگار کی کارسازی کی بھی کچھ خبر پہنچی ہے کہ ان لوگوں کو دور دراز ملکوں میں ڈال دینے کے باوجود اللہ تعالیٰ (ان) لوگوں پر بڑا مہربان ہے؟ کیا کوئی شخص ایسا نہیں؟۔

فَيُخْبِرَهُمْ اَنَّ الصَّحِيفَةَ مُزِّقَتْ ۔۔۔ وَاَنْ كُلُّ مَا لَمْ يَرْضَهُ اللّٰهُ مُفْسَدُ

جو ان لوگوں کو اس بات کی خبر دیدے کہ نوشتہ معاہدہ چاک چاک کر دیا گیا اور یہ کہ جس چیز میں اللہ کی رضا مندی نہیں، وہ برباد ہے۔

تَرَاوَحَهَا اِفْكٌ وَسِحْرٌ مُجَمَّعٌ ۔۔۔ وَلَمْ يُلْفَ سِحْرٌ آخِرَ الدَّهْرِ يَصْعَدُ

اس نوشتے کو بہتان اور جان بوجھ کر جھوٹ نے قوت دی تھی اور کوئی جھوٹ کبھی ترقی کرتا ہوا نہیں پایا گیا۔

تَدَاعَى لَهَا مَنْ لَيْسَ فِيهَا بِقَرْقَرٍ ۔۔۔ فَطَائِرُهَا فِي رَأْسِهَا يَتَرَدَّدُ

اس نوشتے کے معاملے میں وہ لوگ بھی جمع ہو گئے جو اس بات سے مطمئن نہ تھے

اس لیے ان کی قسمت کی نحوست کے پرندان کے سر ہیں پھڑپھڑا رہے ہیں۔

وَكَانَتْ كِفَاءً وَقْعَةٌ بِأَثِيمَةٍ ‏ لِيَقْطَعَ مِنْهَا سَاعِدٌ وَ مُقَلَّدُ

یہ واقعہ ایسا بڑا گناہ تھا کہ اس کے عوض ہاتھ اور گردن کاٹی جاتی، تو سزاوار تھا۔

وَيَظْعَنُ أَهْلُ الْمَكَّتَيْنِ فَيَهْرُبُوا ‏ فَرَائِصُهُمْ مِنْ خَشْيَةِ الشَّرِّ تُرْعَدُ

مکہ کے نیچے کے حصے والے اور اوپر کے حصے والے سفر کیے جا رہے ہیں اور اس حالت سے بھاگے جا رہے ہیں کہ ان کے شانے برائی کے خوف سے کانپ رہے ہیں۔

وَيَتْرُكُ حَرَّاثٌ يُقَلِّبُ أَمْرَهُ ‏ أَيُتْهِمُ فِيهَا عِنْدَ ذَاكَ وَيُنْجِدُ

اور کمانے والا شخص (بے روک ٹوک) چھوڑ دیا جاتا ہے کہ انھیں اوقات میں وہ اپنے معاملے میں تدبیریں کیا کرے۔ کہ وہ خواہ سرزمین حجاز کی پست زمین تہامہ میں جائے یا بلند حصہ نجد میں سفر کرے۔

وَتَصْعَدُ بَيْنَ الْأَخْشَبَيْنِ كَتِيبَةٌ ‏ لَهَا حُدُجٌ سَهْمٌ وَقَوْسٌ وَمِرْهَدُ

اور اخشبین (نامی مکہ کے دونوں پہاڑوں) کے درمیان ایسا لشکر چڑھ آئے، جس کے کجاوے کثیر التعداد پھل، تیر، کمان، اور نرم برچھا یا تلوار ہیں۔

فَمَنْ يَنْشَ مِنْ حُضَّارِ مَكَّةَ عِزُّهُ ‏ فَعِزَّتُنَا فِي بَطْنِ مَكَّةَ أَتْلَدُ

پس اگر ایسا کوئی شخص ہے، جس کی عزت نے سرزمین مکہ کی سکونت و توطن میں نشو و نما پائی ہے، تو ہماری عزت تو وادی مکہ پرانی سے پرانی ہے۔

نَشَأْنَا بِهَا وَالنَّاسُ فِيهَا قَلَائِلٌ ‏ فَلَمْ نَنْفَكِكْ نَزْدَادُ خَيْرًا وَنُحْمَدُ

ہم نے اس میں اس وقت نشو و نما پائی ہے، جب اس میں تھوڑے سے لوگ تھے۔ لہٰذا ہماری عزت ہمیشہ بھلائی میں بڑھتی جا رہی اور ہمیشہ سراہی جاتی رہی ہے۔

وَنُطْعِمُ حَتَّى يَتْرُكَ النَّاسُ فَضْلَهُمْ ‏ إِذَا جُعِلَتْ أَيْدِي الْمُفِيضِينَ تُرْعَدُ

ہم کھانا کھلاتے ہیں کہ لوگ اپنی فضیلت اور بڑائی چھوڑ دیتے ہیں اور جوئے کے تیر نکالنے والے کے ہاتھ کانپنے لگتے ہیں۔

جَزَى اللّٰهُ رَهْطًا بِالْحُجُوْنِ تَتَابَعُوْا   عَلٰى مَلَاٍ يَهْدِيْ لِحَزْمٍ وَيُرْشِدُ

اس جماعت کو اللہ جزائے خیر دے۔ جس کے افراد مقام حجون
سے ایک کے بعد ایک بر سر مجلس پہنچے، جو عقل کی بات کی جانب رہنمائی کرتے
اور سیدھی راہ بتا رہے تھے۔

قُعُوْدًا لَدٰى حَطْمِ الْحُجُوْنِ كَأَنَّهُمْ   مَعَادِلَةٌ بَلْ هُمْ أَعَزُّ وَأَمْجَدُ

وہ (مقام) حطم الحجون کے پاس ایسے بیٹھے ہوئے تھے، گویا وہ رؤسا ہیں۔ سچ
تو یہ ہے کہ وہ رئیسوں سے بھی زیادہ عزت وشان والے ہیں۔

أَعَانَ عَلَيْهَا كُلُّ صَقْرٍ كَأَنَّهُ   إِذَا مَا مَشٰى فِيْ رَفْرَفِ الدِّرْعِ أَحْرَدُ

اس معاملے میں جنھوں نے مدد دی، ان کا ہر فرد گویا ایک شہباز تھا۔ جب وہ
اپنی لمبی لمبی زرہوں میں چلتا تو بہت آہستہ چلتا۔

جَرِيْءٍ عَلٰى جُلَّى الْخُطُوْبِ كَأَنَّهُ   شِهَابٌ بِكَفَّيْ قَابِسٍ يَتَوَقَّدُ

بڑے بڑے اہم معاملوں میں بڑی جرأت کرنے والا ہے۔ گویا وہ ایک چنگاری
ہے، جو آگ لینے والے کے ہاتھوں پر بھڑک رہی ہے۔

مِنَ الْأَكْرَمِيْنَ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ   إِذَا سِيْمَ خَسْفًا وَجْهُهٗ يَتَرَبَّدُ

وہ ان شریفوں میں سے ہے جو لوئی بن غالب کی اولاد میں سے ہیں۔ جب کوئی
ذلت کا برتاؤ کیا جائے تو اس کا چہرہ متغیر ہو جاتا ہے۔

طَوِيْلُ النِّجَادِ خَارِجٌ نِصْفُ سَاقِهٖ   عَلٰى وَجْهِهٖ تُسْقَى الْغَمَامُ وَتَسْعَدُ

وہ دراز قد، جس کی آدھی پنڈلی باہر نکلی رہتی ہے، اس کے چہرے کے طفیل
ابر پانی برساتا اور سعادت حاصل کرتا ہے۔

عَظِيْمُ الرَّمَادِ سَيِّدٌ وَابْنُ سَيِّدٍ   يَحُضُّ عَلٰى مَقْرَى الضُّيُوْفِ وَيَحْشُدُ

بڑا سخی سردار، اور سردار کا بیٹا، مہمانوں کی ضیافت پر دوسروں کو بھی ابھارتا
اور جمع کرتا ہے۔

وَيَبْنِيْ لِأَبْنَاءِ الْعَشِيْرَةِ صَالِحًا   إِذَا نَحْنُ طُفْنَا فِي الْبِلَادِ وَيَمْهَدُ

جب ہم اِدھر اُدھر شہروں میں گھومتے اور سیاحت کرتے پھرتے ہیں
تو وہ خاندان کے بچوں کے لیے اچھی اچھی بنائیں ڈالتا، اور ان کے لیے تمہیدیں

اٹھاتا رہتا ہے۔

اَلَظَّ بِهٰذَا الصُّلْحِ كُلُّ مُبَرَّءٍ ۔۔۔ عَظِيْمِ اللِّوَاءِ اَمْرُهٗ ثُمَّ يُحْمَدُ

اس صلح کا معاملہ اپنے ہاتھ میں لینے والوں کا ہر فرد بے عیب، بڑے جھنڈے والا اور وہ تھا جس کے کام کی وہاں تعریف ہوتی تھی۔

قَضَوْا مَا قَضَوْا فِيْ لَيْلِهِمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا ۔۔۔ عَلٰى مَهَلٍ وَّ سَائِرُ النَّاسِ رُقَّدُ

انھوں نے جو مناسب سمجھا، راتوں رات فیصلہ کر ڈالا اور باطمینان صبح سویرے مقام مطلوب پر پہنچ گئے، اس حال میں کہ تمام لوگ سو ہی رہے تھے۔

هُمُ رَجَعُوْا سَهْلَ بْنَ بَيْضَاءَ رَاضِيًا ۔۔۔ وَسُرَّ اَبُوْبَكْرٍ بِهَا وَ مُحَمَّدُ

انھیں لوگوں نے سہل بن بیضاء کو راضی کر کے واپس کیا، ابوبکرؓ بھی اس سے خوش ہو گئے اور محمد بھی (صلی اللہ علیہ وسلم)

مَتٰى شَرِكَ الْاَقْوَامُ فِيْ جُلِّ اَمْرِنَا ۔۔۔ وَكُنَّا قَدِيْمًا قَبْلَهَا نَتَوَدَّدُ

ہمارے بڑے بڑے کاموں میں یہ لوگ کب شریک رہے ہیں، حالانکہ اس معاملے سے پہلے بھی ہم آپس میں دوستانہ تعلقات ہی سے رہے ہیں۔

وَكُنَّا قَدِيْمًا نُقِرُّ ظُلَامَةً ۔۔۔ وَنُدْرِكُ مَا شِئْنَا وَ لَا نَتَشَدَّدُ

ہماری یہ عادت قدیم سے رہی ہے کہ ظلم کو برقرار نہیں رہنے دیتے اور ہم جو چاہتے ہیں، حاصل کرتے ہیں اور سختی بھی نہیں کرتے۔

فَيَالَ قُصَيٍّ هَلْ لَكُمْ فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۔۔۔ وَهَلْ لَكُمْ فِيْمَا يَجِيْءُ بِهِ غَدُ

بس اے بنی قصی! تم پر تعجب ہے!! کیا تم نے کبھی اپنے ذاتی نفع و نقصان پر بھی غور کیا ہے اور کیا کل پیش آنے والے واقعات پر بھی تم نے کبھی نظر ڈالی ہے؟

فَاِنِّيْ وَاِيَّاكُمْ كَمَا قَالَ قَائِلٌ ۔۔۔ لَدَيْكَ الْبَيَانُ لَوْ تَكَلَّمْتَ اَسْوَدُ

میری اور تمھاری بس وہی حالت ہے، جیسے کسی کہنے والے نے کہا ہے۔ (میں تو کچھ بول نہیں سکتا، اے کالے (پہاڑ)، بولنے کے تمام ذریعے تیرے ہی پاس ہیں

مطعم بن عدی کا مرثیہ | مطعم بن عدی کے مرنے پر حسان بن ثابت نے مرثیہ کہا، جس میں

نوشتہ معاہدے کے توڑنے میں مطعم کی کوشش کا ذکر بھی ہے۔

أَيَا عَيْنُ فَابْكِي سَيِّدَ الْقَوْمِ وَاسْفَحِي   بِدَمْعٍ وَإِنْ أَنْزَفْتِهِ فَاسْكُبِي الدَّمَا

اے آنکھ! قوم کے سردار کی موت پر رو اور آنسو بہا اور اگر آنسوؤں کو تو نے ختم کر دیا ہے تو خون بہا:

وَبَكِّي عَظِيمَ الْمَشْعَرَيْنِ كِلَيْهِمَا   عَلَى النَّاسِ مَعْرُوفًا لَهُ مَا تَكَلَّمَا

اور دونوں مشعر میں کے بڑے شخص پر رو۔ جس کے احسانات لوگوں پر اس وقت تک رہیں گے، جب تک وہ بات کرتے رہیں گے۔

فَلَوْ كَانَ مَجْدٌ يُخْلِدُ الدَّهْرَ وَاحِدًا   مِنَ النَّاسِ أَبْقَى مَجْدُهُ الْيَوْمَ مُطْعِمَا

اگر کوئی عزت لوگوں میں سے کسی کو زمانے میں ہمیشہ رکھتی تو مطعم کو اس کی عزت آج بھی باقی رکھتی۔

أَجَرْتَ رَسُولَ اللهِ مِنْهُمْ فَأَصْبَحُوا   عَبِيدَكَ مَا لَبَّى مُهِلٌّ وَأَحْرَمَا

تو نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ان لوگوں سے پناہ دی، لہٰذا جب تک کوئی لبیک کہنے والا لبیک کہتا رہے اور احرام باندھنے والا احرام باندھتا رہے۔ وہ سب تیرے احسانات کے بندے بن گئے۔

فَلَوْ سُئِلَتْ عَنْهُ مَعَدٌّ بِأَسْرِهَا   وَقَحْطَانُ أَوْ بَاقِي بَقِيَّةِ جُرْهُمَا

تمام بنی معد، بنی قحطان اور بنی جرہم کے باقی لوگوں سے تیرے متعلق دریافت کیا جائے۔

لَقَالُوا هُوَ الْمُوفِي بِخُفْرَةِ جَارِهِ   وَذِمَّتِهِ يَوْمًا إِذَا مَا تَذَمَّمَا

تو وہ کہیں گے کہ وہ تو اپنے پناہ گزینوں کی حمایت کو، اور جب کسی روز کسی نے کسی چیز کی ذمہ داری طلب کی تو اس ذمہ داری کو، پورا کرنے والا ہے۔

فَمَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ الْمُنِيرَةُ فَوْقَهُمْ   عَلَى مِثْلِهِ فِيهِمْ أَعَزَّ وَأَعْظَمَا

پس لوگوں میں کسی ایسے شخص پر روشن سورج نہیں نکلتا، جو ان میں ممدوح کا سا زیادہ عزت والا اور زیادہ عظمت والا ہو۔

وَآبَى إِذَا يَأْبَى وَأَلْيَنَ شِيمَةً   وَأَنْوَمَ عَنْ جَارٍ إِذَا اللَّيْلُ أَظْلَمَا

اور جب کسی بات سے انکار کر دے تو ممدوح کا سا زیادہ انکار کرنے والا

اور بہترین خصلت وعادت والا۔ اور جب رات اندھیری ہو جائے تو اس وقت

بھی اپنے پناہ گزینوں سے (بے فکری میں) زیادہ سونے والا ہو۔

(کیونکہ اس کی عظمت وشان کے سبب سے اس کے پناہ گزینوں کی جانب کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا، اس لیے اسے ان کی دیکھ بھال اور نگرانی کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے وہ بے فکر سو جاتا ہے۔)

ابن ہشام نے کہا: اس کا قول "کلیھما" ابن اسحٰق نے سوا دوسروں کی روایت میں کا ہے۔ "اَجَرْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْھُمْ" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں سے پناہ دی۔

باب ۵۵

طائف سے واپسی اور اشاعتِ اسلام

طائف سے واپسی

واقعہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف والوں کے پاس سے لوٹ آئے۔ اور انھیں اپنی تصدیق اور اپنی مدد کی دعوت دی تو انھوں نے آپ کی دعوت قبول نہ کی۔ آپ حرا کی جانب چلے اور الاخنس بن شریق کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ آپ کو پناہ میں لے تو اس نے کہا: میں ایک حلیف کی حیثیت رکھتا ہوں اور حلیف پناہ نہیں دیا کرتا۔ آپ نے سہیل بن عمرو کے پاس کہلا بھیجا۔ اس نے کہا: بنی عامر بنی کعب کے مقابلے میں کبھی پناہ نہیں دیا کرتے، آپ نے مطعم بن عدی کے پاس آدمی بھیجا اس نے آپ کا پیام قبول کیا۔ پھر مطعم اور اس کے گھر والوں نے ہتھیار لگائے اور نکل کر مسجد میں آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی کہلا بھیجا کہ آپ بھی مسجد میں آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بیت اللہ کا طواف فرمایا۔ اس کے پاس نماز ادا فرمائی۔ اور اپنے گھر تشریف لے گئے۔ حسان بن ثابت اسی واقعے کا ذکر کر رہے ہیں:۔

اشعار حسان رضؓ بن ثابت

حسان بن ثابت نے ہشام بن عمرو کی بھی تعریف اسی نوشتہ معاہدے کے توڑنے کی وجہ سے کی ہے:۔

هَلْ يُوفِيَنَّ بَنُوْ اُمَيَّةَ ذِمَّةً عَقْدًا كَمَا اَوْفٰى جَوَارُ هِشَامِ

کیا بنی امیہ (اپنی) ذمہ داری اور معاہدہ پورا کریں گے، جس طرح ہشام کے پڑوسیوں نے (اپنی ذمہ داری) پوری کی۔

مِنْ مَعْشَرٍ لَا يَغْدِرُوْنَ بِجَارِهِمْ لِلْحَارِثِ بْنِ حُبَيِّبِ ابْنِ سُخَامِ

وہ حارث بن حبیب بن سخام کے خاندان سے ہے، جو اپنے پناہ گزین سے بے وفائی نہیں کرتے

وَاِذَا بَنُوْ حِسْلٍ اَجَارُوْا ذِمَّةً اَوْفَوْا وَاَدُّوْا جَارَهُمْ بِسَلَامِ

اور جب بنی حسل کسی کو پناہ دیتے اور ذمہ لیتے ہیں، تو پورا کرتے ہیں اور

اپنے پناہ گزین کو صحیح سلامت حوالے کرتے ہیں۔

طفیل دوسی کا واقعہ

ابن اسحٰق نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت یہ تھی کہ اپنی قوم کی حالت دیکھ کر انھیں نصیحت فرمایا کرتے اور جس آفت میں وہ مبتلا تھے، اس سے نجات کی جانب بلاتے۔ قریش کی حالت یہ ہو گئی تھی کہ جب اللہ تعالےٰ نے آپ کو ان سے محفوظ کر دیا تو لوگوں کو، اور عرب کا جو شخص بھی ان کے پاس آتا، اسے آپ سے ڈراتے تھے۔ طفیل بن عمرو الدوسی بیان کرتے ہیں: وہ مکہ میں ایسے وقت آئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہیں تشریف فرما تھے، ان کی جانب قریش کے بہت سے لوگ گئے۔ اور طفیل بلند پایہ لوگوں میں سے تھے۔ شاعر اور عقل مند تھے۔ قریش کے ان لوگوں نے ان سے کہا: اے طفیل! تم ہماری بستیوں میں آئے تو ہو، لیکن دیکھو! اس شخص نے، جو ہمیں میں سے ہے، ہمیں سخت مشکل میں ڈال رکھا ہے۔ ہماری جماعت کو اس نے پراگندہ کر دیا ہے اور ہمارے معاملے کو پریشان کر ڈالا ہے، اس کی بات جادو کی سی ہوتی ہے۔ بیٹے کو باپ سے، بھائی کو بھائی سے، شوہر کو بیوی سے جدا کر دیتا ہے، ہمارے دل میں تمھارے لیے اور تمھاری قوم کے لیے اس فتنے کا خوف ہے، جو ہم میں داخل ہو چکا ہے، اس لیے نہ تو تم اس شخص سے بات کرو اور نہ اس کی کوئی بات سنو۔ طفیل نے کہا: وہ لوگ میرے ساتھ یہاں تک لگے رہے کہ میں نے پکا ارادہ کر لیا: اس شخص کی نہ کوئی بات سنوں گا اور نہ اس سے بات کروں گا۔ جب سویرے میں مسجد کی طرف گیا، تو اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی کہ مبادا اس کی باتوں میں سے کوئی بات میرے کان تک پہنچ جائے۔ اگرچہ اس کے سننے کا ارادہ بھی نہ کروں۔

قرآن مجید کی تاثیر

سویرے میں مسجد میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبۃ اللہ کے پاس کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں آپ کے قریب ہی جا کھڑا ہوا اور اللہ نے تو آپ کی کوئی نہ کوئی بات سنا دینے کے سوا اور کچھ نہ چاہا۔ میں نے اچھا کلام سنا اور دل میں کہا: میری ماں مجھ پر روئے! واللہ! میں عقل مند ہوں اور شاعر ہوں۔ اچھا، بُرا مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ پھر کونسی چیز اس سے روکتی ہے کہ یہ شخص جو کچھ کہتا ہے، اسے سنوں؟ جو بات وہ پیش کرتا ہے، اگر اچھی ہو تو اسے قبول کروں اور بُری ہو تو اسے چھوڑ دوں۔ پھر میں کچھ دیر ٹھہر گیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت خانے کو واپس تشریف لے گئے میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہو گیا۔ یہاں تک کہ جب آپ دولت خانے کے اندر تشریف لے گئے، تو

میں بھی اندر چلا گیا اور کہا، اے محمدؐ! آپ کی قوم نے مجھ سے ایسا ایسا کہا ہے اور وہ (سب) باتیں بیان کیں جو انھوں نے کہی تھیں۔ واللہ! وہ آپ کے معاملے سے اس قدر ڈراتے رہے کہ میں نے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی تاکہ آپ کی بات نہ سنوں۔ مگر اللہ نے تو اس کے سوا کوئی بات نہ چاہی کہ آپ کی بات مجھے سنائے، میں نے سنی اور اچھی بات سنی۔ پس آپ اپنے اصول مجھے بتائیے۔

طفیل کا قبولِ اسلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر اسلام پیش فرمایا اور میرے سامنے قرآن کی تلاوت فرمائی تو واللہ! اس سے بہتر بات میں نے کبھی نہیں سنی اور نہ ایسے معتدل اصول سنے۔ کہا: پس میں نے اسلام اختیار کر لیا، سچی بات کی گواہی دی اور کہا، اے اللہ کے نبیؐ! میں ایسا شخص ہوں کہ میری قوم میں لوگ میری بات مانتے ہیں۔ اب میں ان کی جانب لوٹ کر جانے والا ہوں۔ اور انھیں اسلام کی جانب دعوت دوں گا۔ پس اللہ سے دعا کیجیے وہ مجھے کوئی نشانی عطا فرمائے جو اس دعوت میں میری مددگار ہو۔ فرمایا: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَہٗ اٰیَۃً یا اللہ اس کے لیے کوئی نشانی مقرر فرما دے۔

خدا کی طرف سے نشانی

پھر میں اپنی قوم کی طرف چلا۔ یہاں تک کہ جب میں ان دو پہاڑوں کے درمیانی راستے میں تھا، جہاں سے بستی مجھے نظر آتی تھی تو میری دونوں آنکھوں کے درمیان ایک چراغ کی سی روشنی پیدا ہو گئی۔ میں نے کہا: یا اللہ! میرے چہرے کے سوا کسی دوسری چیز میں اسے ظاہر فرما، میں ڈرتا ہوں، وہ خیال کرنے لگیں گے کہ ان کا دین چھوڑنے کے سبب مجھ میں بطور سزا کے یہ بات پیدا ہوئی ہے۔ پھر تو اس روشنی نے اپنی جگہ بدل دی اور میرے کوڑے کے سرے پر نمودار ہو گئی۔ کہا: پھر تو تمام بستی والے وہ نور میرے کوڑے میں قندیل کی طرح لٹکا ہوا دیکھنے لگے اور میں پہاڑوں کے درمیانی راستے سے ان کی جانب اتر رہا تھا۔ یہاں تک کہ میں ان کے پاس پہنچا اور وہیں صبح ہوئی۔

باپ اور بیوی کا اسلام

جب میں اترا تو میرا باپ میرے پاس آیا اور وہ بڑا بوڑھا تھا۔ میں نے اس سے کہا: بابا جان! مجھ سے دور رہیے، کیونکہ میں آپ کا نہیں اور آپ میرے نہیں، اس نے کہا: بیٹا! یہ کیوں؟ میں نے کہا: میں نے تو اسلام اختیار کر لیا ہے اور دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرو ہو گیا ہوں۔ اس نے کہا، بیٹا! پھر جو تمھارا دین، وہی میرا دین۔ میں نے کہا، اچھا تو جائیے اور غسل کیجیے۔ اور اپنے کپڑے پاک کر لیجیے، پھر تشریف لائیے کہ آپ

کو میں وہ بات سکھاؤں، جو میں نے معلوم کی ہے۔ وہ چلے گئے، غسل کیا اور کپڑے پاک کر لیے پھر آئے تو میں نے ان کے آگے اسلام پیش کیا، انھوں نے اسے قبول کر لیا۔

پھر میری بیوی آئی تو میں نے کہا، مجھ سے دور رہ، کیونکہ میں تیرا نہیں، اور تو میری نہیں۔ اس نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! یہ کیوں؟ کہا: میرے اور تیرے درمیان اسلام نے رکاوٹ ڈال دی ہے اور میں نے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اختیار کی ہے، اس نے کہا: پھر تو جو تمھارا دین، وہ میرا دین۔ میں نے کہا: تو (مقام) حمیٰ ذی الشریٰ کو جا اور اس (کے پانی) سے نہا دھو (اور) پاک صاف ہو جا۔

ابن ہشام نے کہا: بعض حمیٰ ذی الشریٰ کہتے ہیں۔ حمیٰ کے معنی رمنا یا محفوظ زمین کے ہیں ذوالشریٰ قبیلہ دوس کے ایک بت کا نام تھا اور یہ محفوظ زمین ان کے سسرال کی تھی۔ اس زمین میں ان کا ایک چشمہ بھی تھا، اس میں کچھ اتھلا پانی تھا، جو پہاڑ سے آتا تھا۔ بیوی نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ ذی الشریٰ میں، بچوں کے لیے تو کچھ خوف نہیں! میں نے کہا، نہیں کوئی خوف نہیں۔ میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ پھر وہ چلی گئی اور نہا دھو کر آئی تو میں نے اس کے سامنے اسلام پیش کیا۔ پس اس نے اسلام اختیار کر لیا۔

بنی دوس کو دعوت

پھر میں نے تمام بنی دوس کو اسلام کی دعوت دی تو انھوں نے اسلام اختیار کرنے میں دیر کی۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ آیا۔ اور عرض کی: اے اللہ کے نبی! قبیلہ دوس کی فحش پسندی میرے تبلیغی کام پر غالب آگئی، آپ ان کے لیے بددعا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا — اے اللہ! دوس کو سیدھی راہ پر لگا۔

ساتھ ہی مجھے فرمایا:۔

اِرْجِعْ اِلٰی قَوْمِكَ فَادْعُهُمْ وَارْفُقْ بِهِمْ۔ — اپنی قوم کی طرف واپس جاؤ اور انھیں اسلام کی دعوت دیتے رہو اور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔

خیبر اور مدینۂ منورہ

پھر تو میں بنی دوس کی سرزمین ہی میں انھیں دعوت اسلام دیتا رہا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی اور بدر، احد اور خندق کے غزوات بھی گزر گئے۔ اس کے بعد اپنی قوم میں کے ان تمام لوگوں کو ساتھ لے کر، جنھوں نے اسلام اختیار کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقام خیبر میں پہنچا۔

پھر ہم مدینہ میں واپس ہوئے تو قبیلہ دوس کے ستر یا اسّی گھرانے وہیں بس گئے۔ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیبر میں ملے تو آپ نے تمام مسلمانوں کے ساتھ ہمیں بھی مال خیبر میں سے حصہ عنایت فرمایا۔

بُت کا جلایا جانا

اس کے بعد میں ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو فتح مکہ عطا فرمائی۔ میں نے کہا، اے اللہ کے رسولؐ! مجھے عمرو بن حُمَمَہ کے ذوالکفین نامی بت کی جانب جانے کی اجازت مرحمت فرمایئے، تاکہ اسے جلا ڈالوں۔

ابن اسحٰق نے کہا: پھر طفیل اس بت کی جانب چلے، اس پر آگ لگاتے اور یہ کہتے جاتے تھے۔

یَا ذَا الْکَفَّیْنِ لَسْتُ مِنْ عِبَادِ کَا مِیْلَادُنَا اَقْدَمُ مِنْ مِیْلَادِ کَا

اِنِّیْ حَشَوْتُ النَّارَ فِیْ فُؤَادِ کَا

اے ذوالکفین! میں تیری پوجا کرنے والوں میں سے نہیں۔ ہماری پیدائش تیری پیدائش سے بہت پہلے ہے۔ میں نے تیرے کلیجے میں آگ بھر دی ہے۔

طفیلؓ اور فتنۂ ارتداد

پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ آئے اور آپ کے ساتھ مدینہ ہی میں رہے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلالیا۔ پھر جب عرب مرتد ہوگئے تو مسلمانوں کے ساتھ یہ بھی بغرض جہاد نکلے۔ یہاں تک کہ مقام طلیحہ اور ساری سرزمین نجد سے فراغت حاصل کر لی۔ پھر مسلمانوں کے ساتھ یمامہ گئے اور ان کے ساتھ ان کا بیٹا عمرو بھی تھا۔ جس وقت یمامہ کی جانب جا رہے تھے تو ایک خواب دیکھا اور اپنے ساتھیوں سے کہا: میں نے ایک خواب دیکھا ہے، اس کی تعبیر مجھے بتاؤ۔

خواب اور شہادت

میں نے دیکھا کہ میرا سر مونڈا گیا ہے۔ میرے منہ سے ایک پرند نکلا۔ اور ایک عورت ملی۔ جس نے مجھے اپنی شرم گاہ میں داخل کر لیا۔ میں نے دیکھا کہ میرا بیٹا مجھے بڑی تیزی سے تلاش کر رہا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ وہ مجھ تک آنے سے روک دیا گیا۔ لوگوں نے کہا: خواب تو اچھا ہی ہے۔ انھوں نے کہا: واللہ! میں نے تو اس کی ایک تعبیر کی ہے۔ لوگوں نے کہا: وہ کیا؟ کہا: سر کا مونڈا جانا تو اس کا کٹنا ہے۔ جو پرند میرے منہ سے نکلا۔ وہ میری روح ہے، اور وہ عورت، جس نے مجھے اپنی شرمگاہ میں داخل کر لیا۔ زمین ہے، جو میرے لیے کھودی جائے گی اور میں اس میں غائب ہو جاؤں گا۔ میرے بیٹے کا مجھے تلاش کرنا اور مجھ تک آنے سے روک دیا جانا، میں سمجھتا ہوں کہ وہ کچھ آفتوں میں مبتلا ہو جائے گا۔ لیکن جو آفت مجھ پر آئے گی۔ وہ

اس سے بچ جائے گا۔

اللہ ان پر رحمت کرے، وہ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ان کا بیٹا سخت زخمی ہوا۔ لیکن وہ زخموں سے صحت یاب ہو گیا۔ پھر یرموک کے سال عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شہید ہوا۔

اعشیٰ بن قیس کے اشعار

ابن ہشام نے کہا، مجھ سے خلاد بن قرۃ (بن خالد الدوسی) وغیرہ نے بنی بکر بن وائل کے بوڑھے اہل علم سے سُن کر بیان کیا کہ بنی قیس بن ثعلبہ (بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل) کا اعشیٰ اسلام اختیار کرنے کے ارادے سے نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب چلا تو آپ کی مدح میں کہا:

أَلَمْ تَغْتَمِضْ عَيْنَاكَ لَيْلَةَ أَرْمَدَا　　وَبِتَّ كَمَا بَاتَ السَّلِيمُ مُسَهَّدَا

آشوب زدہ آنکھ کے رات میں بند نہ ہونے کی مانند کیا تیری بھی آنکھ نہیں لگی۔ اور تو نے بھی رات اس طرح گزاری، جس طرح سانپ کا ڈسا ہوا آدمی گزارتا ہے، یعنی سو نہیں سکتا۔

وَمَا ذَاكَ مِنْ عِشْقِ النِّسَاءِ وَإِنَّمَا　　تَنَاسَيْتُ قَبْلَ الْيَوْمِ خُلَّةَ مَهْدَدَا

اور یہ حالت کچھ عورتوں کے عشق کے باعث نہیں ہوئی۔ مہدد کی محبت تو آج سے بہت پہلے بھول چکا ہوں (مہدد عورت کا نام)

وَلٰكِنْ أَرَى الدَّهْرَ الَّذِي هُوَ خَائِنٌ　　إِذَا أَصْلَحَتْ كَفَّايَ عَادَ فَأَفْسَدَا

لیکن بے ایمان زمانے کی حالت میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ جب میرے ہاتھ کسی چیز کو درست کرتے ہیں تو وہ دوبارہ اسے بگاڑ دیتا ہے۔

كُهُولًا وَشُبَّانًا فَقَدْتُ وَثَرْوَةً　　فَلِلّٰهِ هٰذَا الدَّهْرُ كَيْفَ تَرَدَّدَا

بہت سے ادھیڑوں، بہت سے جوانوں اور دولت و ثروت کو میں نے کھو دیا۔ خدا اس زمانے سے سمجھے، اس کا آنا جانا کس قدر حیرت انگیز ہے۔

وَمَا زِلْتُ أَبْغِي الْمَالَ مُذْ أَنَا يَافِعٌ　　وَلِيدًا وَكَهْلًا حِينَ شِبْتُ وَأَمْرَدَا

جوان ہونے سے پیشتر میں جب بچہ اور بے ڈاڑھی مونچھ کا تھا، نیز جب ادھیڑ ہوا اور بوڑھا ہو گیا، ہمیشہ مال ہی کی جستجو میں رہا۔

وَأَبْتَذِلُ الْعِيسَ الْمَرَاقِيلَ تَغْتَلِي　　مَسَافَةَ مَا بَيْنَ النُّجَيْرِ فَصَرْخَدَا

اور اب سفید سرخی مائل اونٹوں کو ایسی تیز چال کے ساتھ، جس میں وہ ایک

دوسرے سے بڑھتے جاتے ہیں، پامال کر رہا ہوں۔

اَلَا اَيُّهٰذَا السَّائِلِي اَيْنَ يَمَّمَتْ   فَاِنَّ لَهَا فِيْ اَهْلِ يَثْرِبَ مَوْعِدًا

اے مجھ سے اس بات کے پوچھنے والو! کہ آخر ان اونٹوں نے کہاں کا قصد کیا ہے؟ سن لو کہ ان کی وعدہ گاہ یثرب والے لوگوں میں پہنچنا ہے۔

فَاِنْ تَسْاَلِي عَنِّيْ فَيَارُبَّ سَائِلٍ   حَفِيٍّ عَنِ الْاَعْشٰى بِهٖ حَيْثُ اَصْعَدَا

اگر تم میرے متعلق پوچھتے ہو (تو یہ کوئی عجیب بات نہیں) کیونکہ اعشیٰ کے باب میں سوال کرنے والے اور اس کے کرم فرما بہت ہیں، وہ جہاں جاتا ہے اس کی نسبت پوچھتے رہتے ہیں۔

اَجَدَّتْ بِرِجْلَيْهَا النَّجَاءَ وَرَاجَعَتْ   يَدَاهَا خِنَافًا لَيِّنًا غَيْرَ اَحْرَدَا

اونٹنی نے اپنی تیز رفتاری میں پوری کوشش کی۔ حتیٰ کہ اس کے اگلے پاؤں مڑ مڑ کر پڑنے لگے اور نرم ہو گئے، لیکن وہ لنگڑاتی نہیں۔

وَفِيْهَا اِذَا مَا هَجَّرَتْ عَجْرَفِيَّةٌ   اِذَا خِلْتَ حِرْبَاءَ الظَّهِيْرَةِ اَصْيَدَا

دوپہر کے سفر کے درمیان اس اونٹنی کی رفتار میں ایک بے نیازانہ انداز ہوتا ہے۔ جب تو دھوپ میں بیٹھے ہوئے گرگٹ کو گردن اکڑائے ہوئے دیکھے۔

وَآلَيْتُ لَهَا اَرِيْ لَهَا مِنْ كَلَالَةٍ   وَلَا مِنْ حَفًى حَتّٰى تُلَاقِيْ مُحَمَّدًا

اور میں نے قسم کھائی ہے کہ کسی تھکن یا کھر کے گھس جانے کے سبب سے میں اس پر رحم نہیں کروں گا۔ یہاں تک کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تک پہنچ جائے۔

مَتٰى مَا تُنَاخِيْ عِنْدَ بَابِ ابْنِ هَاشِمٍ   تُرَاحِيْ وَتَلْقَيْ مِنْ فَوَاضِلِهٖ نَدًى

جب تو ابن ہاشم کے دروازے کے پاس بٹھائی جائے گی۔ تو راحت پائے گی۔ اور آپ کے اخلاق فاضلہ کا فیض حاصل کرے گی۔

نَبِيٌّ يَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ وَذِكْرُهٗ   اَغَارَ لَعَمْرِيْ فِي الْبِلَادِ وَاَنْجَدَا

وہ ایسے نبی ہیں، جو ایسی چیزیں ملاحظہ فرماتے ہیں، جنھیں تم لوگ نہیں دیکھتے اور آپ کی شہرت پست و بلند شہروں میں پھیل گئی ہے۔

لَهٗ صَدَقَاتٌ مَا تُغِبُّ وَ نَائِلٌ　　وَلَيْسَ عَطَاءُ الْيَوْمِ مَانِعَهٗ غَدَا

آپ کی خیرات وعطا لگاتار اور بے وقفہ ہے، آج کا دنیا پھر کل
دینے کے لیے مانع نہیں ہوتا۔

أَجِدَّكَ لَمْ تَسْمَعْ وَصَاةَ مُحَمَّدٍ　　نَبِيِّ الْإِلٰهِ حَيْثُ أَوْصٰى وَأَشْهَدَا

کیا تیری دوڑ دھوپ سنے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نصیحتوں
کو نہیں سنا۔ جن کی ہر نصیحت اور ہر گواہی اللہ کی اطلاع پر مبنی
ہوتی ہے؟

إِذَا أَنْتَ لَمْ تَرْحَلْ بِزَادٍ مِنَ التُّقٰى　　وَلَاقَيْتَ بَعْدَ الْمَوْتِ مَنْ قَدْ تَزَوَّدَا

جب تو زاد تقویٰ لے کر سفر نہ کرے، اور موت کے بعد ان لوگوں
سے ملے، جو اپنے ساتھ توشہ لے گئے ہیں۔

نَدِمْتَ عَلٰى أَنْ لَا تَكُوْنَ كَمِثْلِهٖ　　فَتُرْصِدَ لِلْمَوْتِ الَّذِيْ كَانَ أَرْصَدَا

تو تو پچھتائے گا۔ کہ تو ان کا سا نہ ہوگا۔ اور موت کا منتظر رہے گا۔
جو کبھی تیرے انتظار میں لگی ہوئی تھی۔

فَإِيَّاكَ وَالْمَيْتَاتِ لَا تَقْرَبَنَّهَا　　وَلَا تَأْخُذَنْ سَهْمًا حَدِيْدًا لِتَفْصِدَا

پس مردار چیزوں سے خود کو بچا، ان کے قریب نہ جا اور خون بہانے کے
لیے تیز تیر نہ لے (بتوں کے لیے قربانیاں نہ کر)

وَلَا النُّصُبَ الْمَنْصُوْبَ لَا تَنْسُكَنَّهٗ　　وَلَا تَعْبُدِ الْأَوْثَانَ وَاللّٰهَ فَاعْبُدَا

اور ان بتوں کے پاس قربانیاں نہ کر، مورتوں کی پوجا چھوڑ دے، اور
اللہ کی پرستش کر۔

وَلَا تَقْرَبَنَّ حُرَّةً كَانَ سِرُّهَا　　عَلَيْكَ حَرَامًا فَانْكِحَنْ أَوْ تَأَبَّدَا

کسی شریف عورت کے قریب نہ جا۔ جس کی شرم گاہ تجھ پر حرام ہے۔ پس
شرعی شرطوں سے نکاح کر یا عورتوں سے دور رہ۔

وَذَا الرَّحِمِ الْقُرْبٰى فَلَا تَقْطَعَنَّهٗ　　لِعَاقِبَةٍ وَلَا الْأَسِيْرَ الْمُقَيَّدَا

اور قریبی رشتہ داروں سے بطور سزا کے تعلقات نہ توڑ، اور نہ قیدیوں
سے بدسلوکی کر۔

وَ سَبِّحْ عَلَى حِيْنِ الْعَشِيَّاتِ وَالضُّحٰى   وَلَا تَحْمَدِ الشَّيْطَانَ وَاللّٰهَ فَاحْمَدَا

اور رات دن تسبیح میں مصروف رہ، شیطان کی مدح سرائی نہ کر، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کر۔

وَلَا تَسْخَرَنْ مِنْ بَائِسٍ ذِيْ ضَرَارَةٍ   وَلَا تَحْسَبَنَّ الْمَالَ لِلْمَرْءِ مُخْلِدَا

حاجتمندوں اور معذوروں کی ہنسی نہ اڑا۔ مال کے متعلق یہ خیال نہ کر کہ وہ آدمی کو ہمیشگی عطا کرے گا۔

اعشیٰ کی کم نصیبی جب وہ مکہ پہنچا، یا اس کے قریب آیا۔ تو قریش کے مشرکوں میں سے ایک شخص اسے راستے میں ملا۔ اس نے حالات دریافت کیے تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانا چاہتا ہے۔ تاکہ اسلام اختیار کرے، اس شخص نے کہا: اے ابو بصیر! اس نے (رسول اللہ صلعم نے) تو زنا کو حرام ٹھہرایا ہے، اعشیٰ نے کہا: واللہ! یہ ایسی چیز ہے کہ مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں۔ اس شخص نے کہا: اے ابو بصیر! اس نے تو شراب کو بھی حرام قرار دیا ہے۔ اعشیٰ نے کہا: ہاں! اس کے متعلق نفس کی کچھ خواہشیں ہیں۔ لیکن اب تو میں لوٹ جاتا ہوں۔ اور اس سال اس کے متعلق سوچ بچار کر لیتا ہوں۔ پھر آؤں گا اور اسلام اختیار کروں گا۔ چنانچہ وہ لوٹ گیا اور اسی سال مر گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ آیا۔

ابوجہل کی بدمعاملگی ابن اسحٰق نے کہا: اللہ کا دشمن ابوجہل بن ہشام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید عداوت اور سخت مخالفت رکھتا تھا، اللہ تعالیٰ اسے آپ کے سامنے ذلیل کر دیتا تھا۔

مجھ سے عبدالملک بن عبداللہ بن ابی سفیان الثقفی نے (اور وہ خوب یاد رکھنے والے تھے) بیان کیا کہ اراش[1] میں سے ایک شخص آیا۔

ابن ہشام نے کہا: (بعض نے اراشہ کہا ہے) اور وہ مکہ میں چند اونٹ لایا تو ابوجہل نے وہ اونٹ اس سے خرید لیے۔ لیکن ان کی قیمت ادا کرنے کی مدت بڑھاتا رہا۔ وہ اراشی قریش کی مجلس میں آکھڑا ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسجد کی ایک طرف تشریف فرما تھے، اراشی نے کہا: اے گروہ قریش! ابوالحکم بن ہشام کے خلاف کوئی شخص میری مدد اور دادرسی کرنے والا

---

[1] اراش یا اراشہ خثعم قبیلے کی ایک شاخ کا نام

ہے؟ میں تو ایک مسافر راہ رو ہوں، اور اس نے میرا حق دبا رکھا ہے۔ راوی نے کہا: اس مجلس والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اشارہ کر کے کہا: کیا تجھے وہ شخص نظر آرہا ہے؟ اس کے پاس جا! وہ تیری دادرسی اور مدد کرے گا۔ (ان لوگوں کی غرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہنسی اڑانا تھی کیونکہ آپ میں اور ابوجہل میں جو عداوت تھی، اسے سب جانتے تھے)

رسول اللہ صلعم کی طرف سے امداد

اراشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کھڑا ہو گیا اور کہا: اے بندۂ خدا! ابوالحکم بن ہشام نے میرا ایک حق دبا رکھا ہے اور میں ایک مسافر راہ گیر ہوں۔ میں نے ان لوگوں سے کسی ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا، جو اس کے مقابل میری دادرسی اور مدد کرے اور میرا حق اس سے دلائے۔ انھوں نے مجھے آپ کے پاس جانے کا مشورہ دیا۔ اللہ آپ پر رحم کرے! مجھے اس سے میرا حق دلا دیجیے! آپ نے فرمایا: انطلق الیہ۔ چل، اس کے پاس چلیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ساتھ ہو گئے۔ جب ان لوگوں نے دیکھا کہ آپ اس کے ساتھ جانے کے لیے کھڑے ہو گئے تو ایک شخص سے انھوں نے کہا: پیچھے پیچھے جا اور دیکھ کہ وہ کیا کرتا ہے؟

ابوجہل پر دہشت

راوی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوجہل کے پاس تشریف لے گئے اور اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس نے پوچھا: کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: محمد فاخرج الی۔ میں محمدؐ ہوں، باہر آ۔ وہ نکل آیا اور حالت اس کی یہ تھی، چہرے میں خون کا ایک قطرہ تک نہ تھا، رنگ سیاہ ہو گیا تھا، آپ نے فرمایا: اَعْطِ هٰذَا الرَّجل حقه اس شخص کا حق اسے دے دے۔ اس نے کہا: بہت خوب۔ آپ یہاں سے نہ جائیے، یہاں تک کہ میں اس کا حق اسے دے دوں۔

غرض ابوجہل گھر میں گیا، اس کا جو کچھ حق تھا، وہ لے کر باہر آیا اور اس کے حوالے کر دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ آئے اور اس اراشی سے فرمایا: الحق بشأنك۔ جا، اپنا کام کر۔ پھر وہ اراشی، اسی مجلس والوں کے پاس آ کھڑا ہوا اور کہا: اللہ اس شخص کو جزائے خیر دے۔ واللہ! اس نے میرا حق دلا دیا۔

ناظر کا بیان

راوی نے کہا: وہ شخص بھی آیا، جسے انھوں نے آپ کے ساتھ بھجوایا تھا، انھوں نے اس سے کہا، افسوس! تو نے کیا دیکھا؟ اس نے کہا: میں نے تو ایک عجیب چیز دیکھی۔ محمد (صلعم) نے تو کچھ نہ کیا، بس اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور وہ اس کی جانب نکلا، تو یہ

حالت تھی۔ کہ جان اس میں نہ تھی، جب اس سے کہا گیا کہ اس کا حق دے دے تو اس نے کہا: بہت خوب۔ آپ یہاں سے نہ جائیے، یہاں تک کہ میں اس کا حق اسے دے دوں۔ چنانچہ وہ اندر گیا۔ اراشی کا حق لے کر باہر آیا اور اس کے حوالے کر دیا۔

راوی نے کہا، پھر تھوڑی دیر میں ابوجہل آیا، لوگوں نے کہا، ارے کم بخت! تجھے کیا ہو گیا؟ واللہ! ہم نے تو کبھی ایسا نہیں دیکھا، جیسا تو نے کیا۔

ابوجہل کا بیان

اس نے کہا: کم بختو! واللہ! وہاں کا واقعہ تو یہ تھا کہ اس نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا اور میں نے اس کی آواز سُنی تو رعب سے میری حالت ایک پتلے کی (سی) ہو گئی میں اس کی جانب چلا۔ تو دیکھا کہ اس کے سر کے اوپر ایک نر اونٹ کھڑا ہے۔ میں نے ایسا سر، ایسے کندھے اور ایسے دانت کبھی کسی اونٹ کے نہیں دیکھے۔ واللہ! اگر میں انکار کرتا تو وہ مجھے کھا جاتا۔

باب ۵۹

کفار کی مخالفت اور اسلام کی اشاعت

رکانہ سے کشتی

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے ابو اسحٰق بن یسار نے کہا: رکانہ بن عبد یزید بن ہاشم بن عبد المطلب بن عبد مناف قریش میں سے قوی ترین شخص تھا۔ وہ ایک روز مکہ کی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تنہا ملا۔ آپ نے اس سے فرمایا:۔

یا رکانۃ ! الا تتقی اللہ و تقبل ما ادعوك الیہ .

اے رکانہ! کیا تو اللہ سے ڈرتا نہیں اور جس طرف میں تجھے بلاتا ہوں، اسے قبول نہیں کرتا؟

اس نے کہا: اگر میں جان لیتا کہ جو بات تم کہتے ہو، سچی ہے تو ضرور تمھاری پیروی کرتا۔ راوی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَفَرَاَیْتَ اِنْ صَرَعْتُكَ اَتَعْلَمُ اَنَّ مَا اَقُوْلُ حَقٌّ .

اچھا! یہ تو بتا کہ اگر میں تجھے پچھاڑ دوں تو کیا تجھے یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں، وہ سچ ہے؟

اس نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا۔

فَقُمْ حَتّٰی اُصَارِعَكَ

تو اٹھ کہ میں تجھ سے کشتی لڑوں۔

راوی نے کہا: رکانہ اٹھ کر آپ کی طرف آیا اور آپ سے کشتی لڑی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پکڑا تو زمین پر اس طرح لٹا دیا کہ وہ بالکل بے بس تھا۔ اس نے کہا: اے محمدؐ! دوبارہ کشتی لڑو۔ آپ نے اس سے دوبارہ کشتی کی اور پچھاڑ دیا۔ اس نے کہا: اے محمدؐ! یہ تو عجیب بات ہے کہ تم مجھے پچھاڑتے ہو۔

عجیب تر واقعہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَاَعْجَبُ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ شِئْتَ اَنْ اُرِیَكَہٗ اِنِ اتَّقَیْتَ اللّٰہَ وَ

اس سے بھی زیادہ عجیب بات اگر تو چاہے تو میں تجھے بتاؤں، اس شرط سے کہ تو اللہ سے ڈرے

اَتْبَعْتَ اَمْرِیْ — اور میرا حکم مانے!

اس نے کہا: وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

اَدْعُوْا لَكَ هٰذِهِ الشَّجَرَةَ الَّتِیْ تَرٰی فَتَاْتِیْنِیْ۔ — تیری خاطر میں اس درخت کو، جسے تو دیکھ رہا ہے، بلاؤں تو وہ آجائے گا۔

اس نے کہا: اچھا بلائیے، آپ نے اسے بلایا تو وہ آیا اور آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ راوی نے کہا: پھر آپ نے درخت سے فرمایا:

اِرْجِعِیْ اِلٰی مَكَانِكَ۔ — اپنی جگہ لوٹ جا تو وہ درخت اپنی جگہ لوٹ گیا)

راوی نے کہا: پھر رکانہ اپنی قوم کے پاس گیا۔ اور کہا: اے بنی عبد مناف! روئے زمین کے لوگوں کا اپنے دوست سے جادو میں مقابلہ کراؤ، واللہ! میں نے تو اس سے زیادہ جادوگر کبھی کسی کو نہیں دیکھا۔ پھر اس نے انھیں وہ واقعات سنائے۔ جو اس نے دیکھے تھے اور جو کچھ اسے پیش آیا تھا۔

حبشہ کے نصرانی

ابن اسحٰق نے کہا: اس کے بعد حبشہ کے نصرانیوں میں سے، جنھیں آپ کی خبر معلوم ہوئی، تقریباً بیس آدمی آپ کے پاس اس وقت آئے۔ جب آپ مکہ ہی میں تھے اور آپ کو مسجد ہی میں پایا۔ وہ آپ کے پاس آکر بیٹھے اور گفتگو کی۔ جب قریش کے لوگ کعبۃ اللہ کے اطراف میں اپنی اپنی مجلس میں بیٹھے تھے۔ نصرانی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو جو سوالات کرنا چاہتے تھے۔ کر چکے تو آپ نے انھیں اللہ تعالیٰ کی جانب دعوت دی۔ اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ جب قرآن کی تلاوت سُنی تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ انھوں نے دعوت قبول کی اور اللہ پر ایمان لائے، ان کی تصدیق کی اور ان کی کتابوں میں آپ کے متعلق جو اوصاف درج تھے، انھوں نے اسے جان لیا۔ پھر جب وہ آپ کے پاس سے اٹھ کر جانے لگے تو ابوجہل بن ہشام قریش کے چند لوگوں کے ساتھ ان سے راہ میں آملا، اور ان سے کہا: اللہ تمھارے اس قافلے کو محروم رکھے، جسے تمھارے دین کے ان لوگوں نے بھیجا ہے جو تم سے پیچھے رہ گئے ہیں کہ تم ان کے لیے راہ کا نشیب و فراز دیکھو اور اس شخص کے حالات ان تک پہنچاؤ: تم اس شخص کے پاس اطمینان سے بیٹھے بھی نہیں۔ کہ اپنا دین چھوڑ دیا اور اس نے جو کچھ کہا، اس پر تم نے اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا کہہ دیا، تمھارا سا احمق قافلہ تو ہم نے کبھی نہیں دیکھا (یا اسی طرح کی باتیں کہیں) انھوں نے کہا، تمھیں ہمارا اسلام ہے۔ ہم تم سے جہالت میں مقابلہ کرنا نہیں چاہتے

ہم اپنے طریقے پر قائم رہیں، تم اپنے طریقے پر قائم رہو۔ ہم نے اپنے لیے بھلائی کی طلب میں کوتاہی نہیں کی۔ بعض کہتے ہیں، یہ جو قافلہ آیا تھا، نجران کے نصرانیوں کا تھا، اللہ بہتر جانتا ہے، کہ کونسی بات ٹھیک ہے۔

آیات قرآن مجید کہا جاتا ہے کہ یہ آیتیں انھیں کے متعلق اتریں۔ واللہ اعلم:۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ. وَ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ . . . . . الی قولہ . . . . . . لَنَآ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ. سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ. لَا نَبْتَغِى الْجٰهِلِيْنَ.

اس سے پہلے ہم نے جن لوگوں کو کتاب دی ہے۔ وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جب ان پر تلاوت کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں: ہم نے اسے مان لیا۔ بے شبہ وہ حق ہے، ہمارے پروردگار کی جانب سے ہے، ہم تو اس سے پہلے ہی مطیع ہو گئے تھے۔..... اللہ کے اس قول تک ..... ہمیں ہمارے اعمال اور تمھیں تمھارے اعمال، ہمارا تمھیں سلام، ہم بے سمجھ لوگوں کو مخاطب بنانا نہیں چاہیے۔

زُہری کی روایت ابن اسحٰق نے کہا:۔ میں نے ابن شہاب الزہری سے ان آیتوں کے متعلق پوچھا کہ یہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہیں؟ انھوں نے فرمایا، میں اپنے علماء سے یہی سنتا رہا ہوں کہ یہ نجاشی اور ان کے ساتھیوں کے متعلق اتری ہیں اور سورۂ مائدہ کی یہ آیتیں بھی:۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ. . . . . الی قولہ . . . . فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ۔ (۵: ۸۲ تا ۸۳)

ان کی یہ حالت اس وجہ سے ہے کہ ان میں کے بعض افراد علماء اور مشائخ ہیں اور بڑائی نہیں چاہتے.... اللہ کے اس قول تک .... پس (صداقت اسلام پر) گواہی دینے والوں کے ساتھ ہمیں بھی لکھ لیجیے۔

❊

مساکین اسلام کا استہزاء ابن اسحٰق نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم میں اپنے نادار اصحاب خباب، عمار، ابو فکیہہ، یسار (جو صفوان بن امیہ بن محرث کے غلام تھے) صہیب اور انھیں کے سے لوگوں کے ساتھ تشریف رکھتے تو قریش ان کی

ہنسی اڑاتے اور ان میں کا ہر ایک دوسرے سے کہتا، یہ لوگ اس شخص کے ساتھی ہیں، یہ جیسے کچھ ہیں، تم دیکھ رہے ہو۔ کیا اللہ نے ہم سب میں سے انھیں لوگوں کو ہدایت وحق کی نعمت دے دی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو چیز لایا ہے وہ اگر نیکی ہوتی تو یہ لوگ اس کی طرف ہم سے آگے نہ بڑھتے اور ہمیں چھوڑ کر اللہ انھیں اس نعمت سے مخصوص نہ کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:-

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ٥ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ٥ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ٥

(۶ : ۵۲ تا ۵۴)

جو لوگ صبح و شام اپنے پروردگار کو پکارتے اور اس کی توجہ طلب کرتے ہیں، انھیں تو اپنے پاس سے دور نہ کر۔ ان کے حساب میں سے تجھ پر (یعنی تیرے ذمے) کچھ نہیں اور نہ تیرے حساب میں سے ان پر (ذمے) کچھ ہے۔ تو انھیں (اپنے پاس سے) دور کر دے گا، تو (تیرا شمار) ظالموں میں ہوگا۔ اور ہم اسی طرح لوگوں میں سے بعض کو بعض کے ذریعے سے آزماتے ہیں تاکہ وہ (یہ) کہیں کہ کیا اللہ نے ہم میں سے انھیں لوگوں پر احسان فرمایا ہے؟ کیا شکر گزاروں سے اللہ خوب واقف نہیں؟ اور جب تیرے پاس وہ لوگ آئیں، جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو ان سے کہہ کہ تم پر سلام ہو۔ تمھارے پروردگار نے رحم کرنا خود پر لازم کر لیا ہے کہ تم میں سے جس شخص نے نادانی سے کوئی برا کام کیا۔ پھر اس نے توبہ کر لی اور درست طریقہ اختیار کر لیا تو بے شبہ وہ بہت ڈھانک لینے والا اور بڑا رحم فرمانے والا ہے۔

کفارِ قریش کا افتراء اس بات کا بھی مجھے علم ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر

کوہ مروہ کے پاس ایک نصرانی لڑکے کی دکان کے قریب تشریف فرما ہوا کرتے تھے، جس کا نام جبر تھا اور وہ ابن الحضرمی کا غلام تھا۔ اس لیے لوگ کہا کرتے تھے کہ بہت سی باتیں جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پیش کرتا ہے، وہ صرف ابن الحضرمی کے چھوکرے جبر نصرانی کی سکھائی ہوئی ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کے متعلق نازل فرمایا:-

إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ۔

(وہ کہتے ہیں) اسے تو ایک آدمی تعلیم دیا کرتا ہے، جس کی جانب ناحق ان کا میلان ہے۔ وہ تو ایک عجمی شخص ہے اور یہ (قرآن) تو عربی واضح زبان ہے۔

ابن ہشام نے کہا: یلحدون الیہ کے معنی یمیلون الیہ کے ہیں، یعنی اس کی جانب میلان رکھتے اور الحاد کے معنی میل عن الحق کے ہیں، یعنی حق سے پھیرنا۔ رؤبہ بن العجاج نے کہا ہے:

إِذَا تَبِعَ الضَّحَّاكَ كُلُّ مُلْحِدِ۔

جب ناحق کی جانب ہر میلان رکھنے والا ضحاک کا پیرو بن گیا۔

یہاں ضحاک سے مراد ضحاک خارجی ہے اور یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔

نزول سورۂ کوثر

ابن اسحٰق نے کہا: مجھے یہ بھی خبر ملی ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آتا تو عاص بن وائل السہمی کہا کرتا تھا، اجی! اس کا ذکر چھوڑو، بھئی وہ تو ایک بے اولادا ہے، اس کے بعد رہنے والا کوئی نہیں۔ یہ جب مر جائے گا تو اس کی کوئی نسل نہ رہے گی۔ اور تمھیں اس سے آرام مل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق نازل فرمایا:-

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ۔

بے شبہ ہم نے تجھے خیر کثیر عطا فرمائی ہے۔

جو تیرے لیے دنیا وما فیہا سے بہتر ہے۔ الکوثر کے معنی العظیم کے ہیں۔

تشریح کوثر

ابن اسحٰق نے کہا: لبید بن ربیعہ الکلابی نے کہا ہے:-

وَصَاحِبِ مَلْحُوبٍ فُجِعْنَا بِيَوْمِهِ ... وَعِنْدَ الرِّدَاعِ بَيْتُ آخَرَ كَوْثَرِ

ملحوب[1] والے شخص (کی موت) کے روز تو ہمیں بڑی تکلیف ہوئی، اور

[1] بنی اسد بن خزیمہ کے پانی کا ایک مقام ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ یا مر کے ایک گاؤں کا نام ہے (بقیہ ص۴۳۵ پر)

مقام ردائع کے پاس بھی ایک دوسرا گھر ہے۔ جو بڑی عظمت والے کا ہے۔

شاعر کہتا ہے کہ وہ بڑا اور عظمت والا ہے۔

ابن ہشام نے کہا ہے کہ یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: ملحوب والے سے مراد عوف بن الاحوص (بن جعفر بن کلاب) ہے۔ جو مقام ملحوب میں مرا۔ اور "عند الرداع بیت آخر کوثر" سے مراد شریح بن الاحوص (بن جعفر بن کلاب) ہے۔ جو مقام رداع میں مرا۔ کوثر سے مراد کثیر ہے اور یہ لفظ کثیر ہی سے نکلا ہے۔

ابن ہشام نے کہا ہے، کمیت بن زید نے ہشام بن عبدالملک بن مروان کی تعریف میں کہا ہے:

وَاَنْتَ كَثِيْرٌ يَا ابْنَ مَرْوَانَ طَيِّبٌ ۝ وَكَانَ اَبُوْكَ ابْنَ الْعَقَائِلِ كَوْثَرًا

اے مروان کے بیٹے! تو تو اچھا اور عظمت والا ہے ہی۔ لیکن تیرا باپ
تو شریف عورتوں کی اولاد اور بہت بڑی عظمت والا ہے۔

اور یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: امیہ بن عائذ الہذلی نے ایک گورخر کا وصف بیان کرتے ہوئے کہا ہے:

وَيَحْمِي الْحَقِيْقَ اِذَا مَا احْتَدَمْ نَ ۝ وَحَمْحَمَ فِيْ كَوْثَرٍ كَالْجِلَالْ

قابلِ نگرانی کاموں کی وہ نگرانی کرتا ہے۔ اور جب گورخر مادائیں تیزی
سے بہت دوڑنے لگتی ہیں تو کثرتِ غبار کی جھول میں وہ ہنہنانے لگتا ہے۔

شاعر نے کوثر سے کثرت غبار مراد لی ہے اور اس کی کثرت کے سبب سے اسے جھول سے تشبیہ دی ہے۔ اور یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔

کوثر کے اوصاف وخصائص

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے جعفر بن عمرو نے (ابن ہشام کے بیان کے مطابق یہ جعفر بن عمرو بن جعفر بن عمرو بن امیہ الضمری ہے) محمد بن شہاب الزہری کے بھائی عبداللہ بن مسلم سے اور انھوں نے انس بن مالک سے روایت کی۔ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت سُنا جب آپ سے کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول! کوثر، جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمایا ہے، وہ کیا چیز ہے؟ فرمایا:-

---

(بقیہ حاشیہ) جو بنی عبداللہ بن الدول بن حنیفہ کا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) لے بنی المرج بن کعب کے پانی کا ایک مقام ہے۔

نَهرٌ کَمَا بَیۡنَ صَنۡعَاءَ اِلٰی اَیۡلَةَ اٰنِیَتُہٗ کَعَدَدِ نُجُوۡمِ السَّمَآءِ تَرِدُہٗ طَیۡرٌ لَھَا اَعۡنَاقٌ کَاَعۡنَاقِ الۡاِبِلِ۔

وہ ایک نہر ہے۔ جس کا عرض مقام صنعاء سے ایلہ تک سمجھنا چاہیے۔ ان کے (پانی پینے کے) برتن آسمان کے تاروں کے شمار میں ہوں گے اس میں ایسے پرند پانی پینے کو آئیں گے، جن کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہوں گی۔

راوی نے کہا: عمر بن الخطاب نے عرض کیا کہ رسول اللہ! وہ تو مزور نرم و نازک ہوں گے فرمایا:۔

اٰکِلُھَا اَنۡعَمُ مِنۡھَا

ان کا کھانے والا ان سے زیادہ نازک ہوگا۔

ابن اسحٰق نے کہا: ہم نے اسی حدیث میں یا اس کے سوا کسی دوسری حدیث میں سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنۡ شَرِبَ مِنۡہُ لَا یَظۡمَأُ اَبَدًا

جس شخص نے اس میں سے پانی پی لیا۔ وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

کفار کا لغو مطالبہ

ابن اسحٰق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی۔ ان سے گفتگو کی۔ اور انھیں پیام بھی پہنچا دیا تو زمعہ بن الاسود، النضر بن الحارث، الاسود بن عبد یغوث، ابی بن خلف اور العاص بن وائل نے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) کاش! تمھارے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا۔ تمھاری جانب سے لوگوں کے ساتھ باتیں کرتا اور تمھارے ساتھ ساتھ نظر آتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق نازل فرمایا:۔

وَقَالُوۡا لَوۡلَاۤ اُنۡزِلَ عَلَیۡہِ مَلَكٌ وَلَوۡ اَنۡزَلۡنَا مَلَكًا لَّقُضِیَ الۡاَمۡرُ ثُمَّ لَا یُنۡظَرُوۡنَ۔ وَلَوۡ جَعَلۡنٰہُ مَلَكًا لَّجَعَلۡنٰہُ رَجُلًا وَّلَلَبَسۡنَا عَلَیۡہِمۡ مَّا یَلۡبِسُوۡنَ۔

(۶: ۸ تا ۹)

انھوں نے کہا: اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہ اتارا گیا، اور اگر ہم کوئی فرشتہ نازل فرماتے، تو بس معاملے کا فیصلہ ہی ہو جاتا (فرشتے کو دیکھنے کا تحمل ہی نہ کر سکتے۔ اور ہیبت سے دم نکل جاتا) پھر انھیں مہلت بھی نہ دی جاتی اور اگر ہم (ان کے دیکھ سکنے کے قابل کوئی فرشتہ بناتے تو اسے (رسول ہی کا سا) کوئی مرد بناتے اور (اس صورت میں) انھیں وہی شبہے لاحق ہو جاتے، جن میں وہ اب بھی پڑے ہوئے ہیں۔

استہزاء کا انجام

ابن اسحٰق نے کہا: مجھے یہ خبر بھی ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولید بن المغیرہ، امیہ بن خلف، اور ابو جہل بن ہشام کے پاس سے گزرے تو دشمنوں نے آپ پر طعن و تشنیع کی۔ اور آپ کی ہنسی اڑانے لگے۔ اس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس سلوک کے متعلق وحی نازل فرمائی:۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (۶ : ۱۰)

بے شک تجھ سے پہلے رسولوں کی ہنسی اڑائی گئی تو جس چیز کے متعلق انھوں نے ہنسی اڑائی۔ اس نے انھیں گھیر لیا۔ جنھوں نے ہنسی اڑائی۔

باب ۶

اسرا اور معراج

واقعہ اسرا کے راوی ابن ہشام کہتے ہیں۔ زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق المطلبی سے روایت بیان کی:

جب مکہ میں قریش اور تمام قبیلوں کے درمیان اسلام پھیل گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ کی طرف، جس کا نام بیت المقدس ہے (واقع ایلیا[1])، رات کے وقت سفر کرایا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا: جو باتیں مجھے معلوم ہوئی ہیں، ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کا سفر بھی ہے۔ اس میں عبداللہ بن مسعودؓ، ابوسعید خدریؓ، عائشہؓ زوجہ رسول اللہ صلعم، معاویہؓ بن ابی سفیان، حسنؓ بن ابی الحسنؓ بصری، ابن شہابؒ زہری، قتادہؒ وغیرہ اہل علم اور ابوطالب کی بیٹی ام ہانیؓ کی روایتوں کا مجموعہ ہے، ان میں کا ہر شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کے بعض ان واقعات کی خود آپؐ سے روایت کرتا ہے۔ جو اس سے ذکر کیے گئے، آپ کے اس سفر میں اور ان حالات میں، جن کی آپ سے روایتیں آئی ہیں (آزمائش اور کھوٹے کھرے کی) جانچ تھی۔ اور یہ اللہ عزوجل کی قدرت و سلطنت کے معاملوں میں سے ایک اہم معاملہ تھا۔ اس میں عقل مندوں کے لیے عبرت ہے، ہدایت و رحمت ہے، اور ایمان داروں، تصدیق کرنے والوں اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر یقین رکھنے والوں کے لیے ثابت قدمی ہے۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے چاہا اور جس طرح چاہا، راتوں رات سفر کرایا کہ اپنی نشانیوں میں سے جس قدر چاہے آپ کو بتائے، یہاں تک کہ آپ نے اس کی سلطنت عظیمہ اور اس کی اس قدرت کو جس کے ذریعے سے وہ جو چاہتا ہے، کرتا ہے، خوب معائنہ فرمالیا۔

شراب، دودھ اور پانی مجھے جو باتیں معلوم ہوئیں، ان میں یہ بھی ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ کہا کرتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس براق لایا گیا۔

---

[1] ایلیا اس شہر کا ایک نام ہے جس میں بیت المقدس واقع ہے، اسی کو عموماً یروشلم کہتے ہیں۔

اور براق ایک چوپایہ ہے ۔ جس پر آپ سے پہلے انبیاء بھی سوار کرائے گئے تھے ، جو اپنا سُم اپنی نظر کی انتہا پر رکھتا ہے ، آپ اس پر سوار کرائے گئے اور آپ کا ساتھی آپ کو لے کر نکلا ۔ آپ آسمان اور زمین کے درمیان کی نشانیاں ملاحظہ فرماتے جا رہے تھے ، یہاں تک کہ آپ بیت المقدس پہنچے ، اور اس میں ابراہیمؑ ، موسیٰؑ ، عیسیٰؑ اور چند انبیاء کو (علیہم السلام) پایا ، جو آپ کے لیے جمع کیے گئے تھے ، آپ نے انھیں نماز پڑھائی ؛ پھر آپ کے پاس تین برتن لائے گئے ، ایک برتن میں دودھ ، ایک میں شراب اور ایک میں پانی تھا ۔

راوی نے کہا ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

فَسَمِعْتُ قَائِلاً يَقُوْلُ حِيْنَ عُرِضَتْ عَلَيَّ - إِنْ أَخَذَ الْمَاءَ غَرِقَ ، وَغَرِقَتْ أُمَّتُهُ - وَإِنْ أَخَذَ الْخَمْرَ غَوَى ، وَغَوَتْ أُمَّتُهُ - وَإِنْ أَخَذَ اللَّبَنَ هُدِيَ وَهُدِيَتْ أُمَّتُهُ - قَالَ فَأَخَذْتُ إِنَاءَ اللَّبَنِ فَشَرِبْتُ مِنْهُ ، فَقَالَ لِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ - هُدِيْتَ وَهُدِيَتْ أُمَّتُكَ يَا مُحَمَّدُ -

جب وہ (برتن) میرے سامنے پیش ہوئے ، تو میں نے کسی کہنے والے کو کہتے سنا ، اگر اس نے پانی لیا (تو خود بھی) ڈوبا اور اس کی امت (بھی) ڈوبی ۔ اور اگر اس نے شراب پی تو (خود بھی) گمراہ ہوا اور اس کی امت (بھی) گمراہ ہوئی ، اور اگر اس نے دودھ لیا تو (خود بھی) راہ راست پالی اور اس کی امت (بھی) راہ راست پر لگ گئی ۔ فرمایا ، پھر تو میں نے دودھ ہی کا برتن لے لیا اور اس میں سے پیا ۔ تو جبریلؑ نے مجھ سے کہا : اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے راہ راست پالی اور آپ کی امت (بھی) راہ راست پر لگ گئی ۔

٭

جبریلؑ کی آمد اور بُراق

ابن اسحٰق نے کہا : حسن سے مجھے حدیث پہنچی ہے ، انھوں نے کہا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ فِي الْحِجْرِ إِذْ جَاءَنِيْ جِبْرِيْلُ ، فَهَمَزَنِيْ بِقَدَمِهِ ، فَجَلَسْتُ ، فَلَمْ أَرَ شَيْئًا ، فَعُدْتُ إِلَى مَضْجَعِيْ . فَجَاءَنِي الثَّانِيَةَ فَهَمَزَنِيْ بِقَدَمِهِ ، فَجَلَسْتُ

اس اثنا میں کہ میں مقام حجر (حطیم) میں سو رہا ہوں کہ میرے پاس جبریلؑ آئے ۔ پھر انھوں نے مجھے اپنے پاؤں سے دبایا تو میں (اٹھ کر) بیٹھ گیا ، میں نے کوئی چیز نہ دیکھی ۔ تو پھر میں اپنی آرام گاہ کو لوٹا (گویا پھر لیٹ گیا) ، دوبارہ پھر وہ آئے ، اور اپنے

فَلَمْ أَرَ شَيْئًا. فَعُدْتُ إِلَى مَضْجَعِي، فَجَاءَنِي الثَّالِثَةَ فَهَمَزَنِي بِقَدَمِهِ، فَجَلَسْتُ فَأَخَذَ بِعَضُدِي، فَقُمْتُ مَعَهُ فَخَرَجَ بِي إِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، فَإِذَا دَابَّةٌ أَبْيَضُ بَيْنَ الْبَغْلِ وَ الْحِمَارِ فِي فَخِذَيْهِ جَنَاحَانِ يَحْفِزُ بِهِمَا رِجْلَيْهِ يَضَعُ يَدَهُ فِي مُنْتَهَى طَرْفِهِ، فَحَمَلَنِي عَلَيْهِ ثُمَّ خَرَجَ مَعِي لَا يَفُوتُنِي وَ لَا أَفُوتُهُ.

پاؤں سے مجھے دبایا تو میں اٹھ بیٹھا، کچھ نہ دیکھا، تو پھر میں اپنی آرام گاہ کی طرف لوٹا۔ تیسری بار وہ میرے پاس آئے اور اپنے پاؤں سے مجھے دبایا تو میں اٹھ بیٹھا، انھوں نے میرا بازو پکڑ لیا تو میں ان کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا، وہ مجھے لے کر مسجد کے دروازے کی طرف نکلے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید چوپایہ خچر اور گدھے کے درمیان قد والا موجود ہے، اس کی رانوں میں دو پنکھ ہیں، جن سے وہ اپنے دونوں پاؤں کرید رہا ہے۔ اس کی صفت یہ ہے کہ اپنی نظر کی انتہا پر اپنا اگلا پاؤں رکھتا ہے، انھوں نے مجھے اس پر سوار کرایا، اس کے بعد میرے ساتھ نکل چلے، نہ وہ مجھ سے دُور ہوتے اور نہ میں ان سے۔

براق پر سواری

ابن اسحٰق نے کہا، قتادہ سے مجھے حدیث پہنچی ہے۔ انھوں نے کہا، مجھ سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

لَمَّا دَنَوْتُ مِنْهُ لِأَرْكَبَهُ شَمَسَ فَوَضَعَ جِبْرِيلُ يَدَهُ عَلَى مَعْرَفَتِهِ، ثُمَّ قَالَ أَلَا تَسْتَحْيِي يَا بُرَاقُ مِمَّا تَصْنَعُ. فَوَاللَّهِ مَا رَكِبَكَ عَبْدٌ لِلَّهِ قَبْلَ مُحَمَّدٍ أَكْرَمَ عَلَى اللَّهِ مِنْهُ. قَالَ: فَاسْتَحْيَا حَتَّى ارْفَضَّ عَرَقًا. ثُمَّ قَرَّ حَتَّى رَكِبْتُهُ.

جب میں سوار ہونے کے لیے اس (براق) کے پاس گیا تو شوخی کرنے لگا۔ جبریلؑ نے اپنا ہاتھ اس کی ایال پر رکھا۔ اور کہا: اے براق! تو جو کچھ کر رہا ہے اس سے تجھے شرم نہیں آتی؟ اللہ کی قسم! محمدؐ سے پہلے تجھ پر کوئی اللہ کا ایسا بندہ سوار نہیں ہوا، جو اللہ کے ہاں آپ سے زیادہ عزت والا ہو۔ اس پر براق ایسا شرمندہ ہوا کہ پسینے پسینے ہوگیا اور چپ چاپ ٹھہر گیا یہاں تک کہ میں اس پر سوار ہو گیا۔

انبیاء کی امامت

حسن نے اپنے بیان میں کہا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے اور جبریلؑ بھی آپ کے ساتھ چلے، یہاں تک کہ آپ کو لے کر بیت المقدس پہنچے۔ وہاں ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دوسرے چند انبیاء کے ساتھ پایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان کی امامت کی اور انھیں نماز پڑھائی، پھر دو برتن لائے گئے۔ ان میں سے ایک میں شراب تھی، اور دوسرے میں دودھ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کا برتن لیا اور اس میں سے نوش فرمایا، شراب کے برتن کو چھوا بھی نہیں۔

راوی نے کہا: جبریلؑ نے کہا، آپ نے فطرت کی راہ پالی، آپ کی امت بھی سیدھے راستے پر لگ گئی اور شراب آپ لوگوں پر حرام کر دی گئی۔

قریش کا انکار

راوی نے کہا: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی جانب لوٹے اور جب صبح ہوئی تو آپ قریش کے پاس پہنچے اور اس واقعے کی انھیں اطلاع دی۔ اکثر لوگوں نے کہا: واللہ! یہ تو صاف ناقابل قبول ہے۔ خدا کی قسم! مکہ سے شام کی جانب قافلہ ایک مہینے میں جاتا اور ایک مہینے میں لوٹ کر آتا ہے، کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ مسافت ایک رات میں طے کر کے واپس مکہ آسکتے تھے۔

راوی نے کہا: اس سبب سے بہت سے لوگ جنھوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا، مرتد ہو گئے۔ لوگ ابو بکرؓ کے پاس گئے۔ اور ان سے کہا: اے ابو بکرؓ! کیا تمھیں اپنے دوست کے متعلق اب بھی حسن ظن ہے؟ وہ تو دعویٰ کرتا ہے کہ آج کی رات وہ بیت المقدس پہنچا، اس میں نماز پڑھی اور مکہ واپس آیا۔

ابو بکرؓ کی تصدیق

ابو بکرؓ نے کہا: تو کیا تم انھیں جھٹلاتے ہو؟ انھوں نے کہا: کیوں نہ جھٹلائیں؟ وہ تو مسجد میں لوگوں سے بیان کر رہا ہے۔ ابو بکرؓ نے کہا: واللہ! اگر انھوں نے ایسا کہا تو سچ کہا۔ تمھیں اس پر حیرت کیوں ہے؟ واللہ! انھوں نے تو مجھے یہ بھی خبر دی ہے کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے آسمان سے زمین تک رات یا دن کی ایک گھڑی میں خبر آتی ہے اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ یہ بات تو اس سے بھی زیادہ بعید ہے۔ جس پر تم تعجب کر رہے ہو۔ پھر آپ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے، اور عرض کی: اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)، کیا آپ نے ان لوگوں سے بیان فرمایا کہ آج رات آپ بیت المقدس تشریف لے گئے تھے؟ فرمایا: ہاں، عرض کی: اے اللہ کے نبی اس کے اوصاف مجھ سے بیان فرمائیے، کیونکہ میں وہاں جا چکا ہوں۔

حسن نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَرُفِعَ لِي حَتّٰى نَظَرْتُ إِلَيْهِ وہ میرے سامنے اس طرح پیش کر دیا گیا کہ میں اسے دیکھنے لگا۔

صدیقؓ کا لقب پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ سے اس کے اوصاف بیان فرمانے لگے اور ابوبکرؓ عرض کرتے جاتے تھے، آپ نے سچ فرمایا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ جو جو چیز اس میں کی آپ ان سے بیان فرماتے، وہ عرض کرتے جاتے آپ نے سچ فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یہاں تک کہ بیان ختم ہو گیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ سے فرمایا، اَنْتَ یَا اَبَا بَکْرٍ الصِّدِّیْقُ (اے ابوبکرؓ! تم صدیقؓ ہو، غرض اسی دن آپ نے انھیں صدیق کا لقب عطا فرمایا۔

لوگوں کے لیے آزمائش حسن نے کہا: اسی وجہ سے ان لوگوں کے متعلق جو اپنے اسلام سے مرتد ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:۔

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۝

جو نظارہ ہم نے تجھے دکھایا اور جس درخت پر قرآن میں لعنت کی گئی، یہ تو لوگوں کے لیے ہم نے صرف ایک آزمائش بنائی تھی اور ہم انھیں ڈراتے ہیں تو یہ ڈرانا ان میں سخت سرکشی ہی کو زیادہ کرتا ہے۔

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کے سفر (اسرا) کا یہ وہ بیان تھا، جس کی روایت حسن سے پہنچی ہے اور قتادہ کی روایت کا ایک حصہ بھی اس میں داخل ہوا ہے۔

حضرت عائشہؓ اور امیر معاویہؓ ابوبکرؓ کے خاندان کے بعض افراد نے مجھ سے بیان کیا۔ ام المومنین عائشہؓ کہا کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک جگہ سے غائب نہیں ہوا تھا بلکہ اللہ نے آپ کو روحانی سفر کرایا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے یعقوب بن عتبہ (بن المغیرہ بن الاخنس) نے بیان کیا۔ معاویہ بن ابی سفیان سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھا جاتا تو وہ کہتے تھے۔ وہ اللہ کی طرف کا ایک سچا رؤیا تھا اور حسن کے اس قول کے سبب سے ان دونوں کے اس قول کا انکار بھی نہیں کیا گیا۔ یہ آیت اسی کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:۔

"وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ"

اور اللہ عزوجل کے اس قول کے سبب سے جو ابراہیم علیہ السلام کے متعلق اس نے خبر دی ہے کہ جب آپ نے اپنے فرزند سے کہا:

يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ

بیٹا! میں خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ میں نے تجھے

آنِّيْ اَذْبَحُكَ۔ ذبح کر دیا ہے۔

پھر آپ نے (حضرت ابراہیمؑ نے)، اس پر عمل بھی کیا۔ میں نے جان لیا کہ اللہ کی جانب سے انبیاء پر جو وحی آتی ہے وہ بیداری میں بھی آتی ہے اور خواب میں بھی۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

تَنَامُ عَيْنِيْ وَقَلْبِيْ يَقْظَانُ۔ میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل جاگتا ہے۔

پس اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ حقیقت کیا تھی۔ غرض آپ وہاں (بیت المقدس کو) تشریف لے گئے۔ اور اللہ کے حکم سے وہاں آپ نے جو جو چیزیں دیکھیں، خواہ وہ حالت رؤیا میں دیکھیں..... یا بیداری میں، یہ واقعہ سچا ہے۔

سعید بن المسیّب کی روایت زہری نے سعید بن المسیب کی روایت کا دعویٰ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ کو جب اس رات دیکھا تو صحابہؓ سے ان کے اوصاف بیان فرمائے اور فرمایا:

اِمَّا اِبْرَاهِيْمَ فَلَمْ اَرَ رَجُلًا اَشْبَهَ بِصَاحِبِكُمْ وَلَا صَاحِبُكُمْ اَشْبَهَ بِهٖ مِنْهُ۔ وَاَمَّا مُوْسٰى فَرَجُلٌ اٰدَمُ طَوِيْلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ اَقْنٰى كَاَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ، وَاَمَّا عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَرَجُلٌ اَحْمَرُ بَيْنَ الْقَصِيْرِ وَالطَّوِيْلِ سَبْطُ الشَّعْرِ كَثِيْرُ خِيْلَانِ الْوَجْهِ كَاَنَّهٗ خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ تَخَالُ رَاْسَهٗ يَقْطُرُ مَاءً وَلَيْسَ بِهٖ مَاءٌ اَشْبَهُ رِجَالِكُمْ بِهٖ عُرْوَةُ ابْنُ مَسْعُوْدِ الثَّقَفِيُّ۔

ابراہیمؑ کا حلیہ تو یہ تھا کہ میں نے تمہارے دوست (خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا ان سے زیادہ مشابہ کسی کو نہیں دیکھا اور نہ ان کے سوا کسی کو تمہارے دوست سے زیادہ مشابہ دیکھا، اور موسیٰؑ تو ایک گندم گوں، دبلے پتلے گھونگھریالے بال والے بلند بیں شخص تھے، گویا وہ (قبیلہ) شنوءہ کے لوگوں کے ایک فرد تھے اور عیسیٰ بن مریمؑ ایک سرخ و سفید میانہ قد، سیدھے بال اور چہرے پر بہت سے خال والے شخص تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حمام سے نکلے تھے۔ ان کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا حالانکہ وہاں پانی نہیں تھا، تم میں ان کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت عروہ بن مسعود الثقفیؓ کو ہے۔

رسول اللہ صلعم کا حلیہ ابن ہشام نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ، جس کا ذکر غفرہ کے آزاد غلام عمر بن ابراہیم بن محمد (بن علی بن ابی طالب) کی روایت سے کیا

ہے ایسے ہی[1]۔ علی (رضی اللہ عنہ) جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا بیان کرتے تو کہتے: آپ نہ زیادہ دراز قامت تھے، نہ زیادہ پست قد۔ میانہ قامت لوگوں میں تھے۔ اور نہ بہت گھونگھریالے بال والے تھے، نہ سیدھے بال والے بلکہ سیدھے اور گھونگھریالے بال والے تھے، نہ بہت فربہ تھے، نہ بہت دُبلے پتلے، سفید رنگ میں سرخی کی جھلک تھی۔ سرمگیں آنکھیں، پپوٹوں کے کنارے دراز، بڑے بڑے جوڑ بند، شانوں کے درمیان کا حصہ بڑا۔ سینے سے ناف تک بالوں کی تاریک لکیر، سارا جسم بالوں سے خالی، ہتھیلیاں اور تلوے پُرگوشت۔ رفتار میں قدم مبارک زمین پر ٹکتے نہ تھے (یعنی تیز رفتار تھے) معلوم ہوتا تھا نشیب کی جانب چل رہے ہیں، جب کسی جانب توجہ فرماتے تو فوراً توجہ فرماتے۔ دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ اور آپ خاتم النبیین تھے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سخاوت میں سب سے زیادہ سخی، جرأت میں سب سے زیادہ قوی دل، گفتگو میں سب سے زیادہ سچے، معاہدوں کو سب سے زیادہ پورا کرنے والے۔ سب سے زیادہ نرم طبیعت والے اور معاشرت میں سب سے زیادہ کریمانہ اخلاق، پہلے پہل جس نے آپ کو دیکھا، مرعوب ہو گیا اور جس نے آپ کے ساتھ میل ملاپ رکھا، آپ سے محبت کرنے لگا، آپ کی نعت کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے آپ جیسا، نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا، نہ آپ کے بعد کسی کو (صلی اللہ علیہ وسلم)

ام ہانی رضی اللہ عنہا کی روایت

ابن اسحٰق نے کہا: مجھے ابوطالب کی بیٹی ام ہانی رضی اللہ عنہا سے، جن کا نام ہند تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسرا کے متعلق جو روایت پہنچی، اس میں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس رات سفر کرایا گیا، آپ اس رات میرے ہی گھر میں تھے اور میرے ہی پاس آرام فرما رہے تھے۔ آپ نے عشاء پڑھی، اس کے بعد آرام فرمایا اور ہم بھی سو گئے۔ جب فجر سے کچھ پہلے کا وقت تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جگایا اور جب آپ نے صبح کی نماز پڑھ لی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھ لی، تو فرمایا:-

يَا أُمَّ هَانِئٍ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَكُمُ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ كَمَا رَأَيْتِ بِهٰذَا الْوَادِي۔ ثُمَّ جِئْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَصَلَّيْتُ فِيهِ۔ ثُمَّ قَدْ صَلَّيْتُ	اے ام ہانی! میں نے رات کی آخری نماز تو تم لوگوں کے ساتھ اسی وادی میں پڑھی، جیسا کہ تم نے بھی دیکھا۔ پھر میں بیت المقدس پہنچا اور وہاں نماز پڑھی۔ پھر صبح کی نماز بھی تمہارے ساتھ پڑھی،

[1] حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ سے زیادہ مشابہت کی مناسبت سے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کیا گیا۔

صَلوٰۃَ الْغَدَاۃِ مَعَکُمُ الْاٰنَ کَمَا تَرَیْنَ۔ جیسا کہ تم دیکھ رہی ہو۔

پھر آپ کھڑے ہو گئے کہ باہر تشریف لے جائیں تو میں نے آپ کی چادر کا کنارہ پکڑ لیا۔ آپ کے شکم مبارک سے چادر ہٹ گئی تو ایسا معلوم ہوا کہ قبطی کپڑا (جو نہایت سفید اور باریک ہوتا ہے) تہ کیا ہوا ہے۔ میں نے آپ سے عرض کی: اے اللہ کے نبیؐ! یہ بات لوگوں سے نہ بیان فرمایئے کہ وہ آپ کو جھٹلائیں گے اور تکلیف دیں گے۔ فرمایا وَاللّٰہِ لَاُحَدِّثَنَّھُمُوْہُ۔ واللہ! میں یہ تو ان سے ضرور بیان کروں گا۔

رسول اللہ صلعم کا بیان

میں نے اپنی ایک حبشی لونڈی سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے جا، تاکہ تو سن سکے، آپ لوگوں سے کیا فرماتے ہیں اور لوگ آپ کو اس کا کیا جواب دیتے ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر لوگوں کے پاس تشریف لے گئے۔ تو آپ نے انھیں اس واقعے کی خبر دی، وہ حیران ہو گئے اور کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کی علامت کیا ہے کیونکہ ہم نے تو اس طرح کے واقعات کبھی سُنے نہیں۔ آپ نے فرمایا:-

اٰیَۃُ ذٰلِکَ اَنِّیْ مَرَرْتُ بِعِیْرِ بَنِیْ فُلَانٍ بِوَادِیْ کَذَا وَکَذَا فَاَنْفَرَھُمْ حِسُّ الدَّابَّۃِ فَنَدَّلَھُمْ بَعِیْرٌ فَدَلَلْتُھُمْ عَلَیْہِ وَاَنَا مُوَجِّہٌ اِلَی الشَّامِ ثُمَّ اَقْبَلْتُ حَتّٰی اِذَا کُنْتُ بِضَجْنَانَ مَرَرْتُ بِعِیْرِ بَنِیْ فُلَانٍ فَوَجَدْتُ الْقَوْمَ نِیَامًا وَلَھُمْ اِنَاءٌ فِیْہِ مَاءٌ قَدْ غَطَّوْا عَلَیْہِ بِشَیْءٍ فَکَشَفْتُ غِطَاءَہٗ وَشَرِبْتُ مَا فِیْہِ ثُمَّ غَطَّیْتُ عَلَیْہِ کَمَا کَانَ۔ وَاٰیَۃُ ذٰلِکَ اَنَّ عِیْرَھُمُ الْاٰنَ تُصَوِّبُ

اس کی علامت یہ ہے کہ میں فلاں قبیلے کے قافلے کے پاس سے گزرا، جو فلاں وادی میں تھا۔ تو اس قافلے کے اونٹوں کو (میری سواری کے) اس جانور کے احساس نے بدکا دیا اور ان کا ایک اونٹ بھاگ گیا تو میں نے اس اونٹ کی جانب ان کی رہنمائی کی اس وقت میں شام کی جانب جا رہا تھا۔ پھر میں واپس آیا، یہاں تک کہ جب مقام ضجنان[1] میں فلاں قبیلے کے پاس سے گزرا۔ تو میں نے ان لوگوں کو سوتا پایا۔ اور ان کا ایک برتن رکھا تھا جس میں پانی تھا۔ انھوں نے اس پر کوئی چیز ڈھانک دی تھی۔ میں نے اس کا ڈھکنا کھولا اور جو چیز اس میں تھی، وہ پی لی۔ پھر جیسا تھا اس پر ویسا ہی اسے ڈھانک دیا۔ اس

---

[1] تہامہ کا ایک پہاڑ۔ واقدی کے بیان کے مطابق یہ مکہ معظمہ سے پچیس میل ہے۔

مِنَ الْبَيْضَاءِ ثَنِيَّةَ التَّنْعِيْمِ يَقْدُمُهَا جَمَلٌ اَوْرَقُ عَلَيْهِ غِرَارَتَانِ۔ اِحْدٰهُمَا سَوْدَاءُ وَالْاُخْرٰى بَرْقَاءُ۔

کی ایک اور علامت یہ ہے کہ ان کا قافلہ اس وقت مقام بیضاء[1] کے کرہ تنعیم سے اتر چکا ہے، اس کے آگے ایک بھورا سیاہی مائل اونٹ ہے، جس پر دو تھیلے ہیں، ان میں سے ایک تو سیاہ ہے اور دوسرا مختلف رنگوں کا ہے۔

اہل قافلہ کی تصدیق

ام ہانیؓ نے کہا: پھر لوگ اس پہاڑی کی جانب دوڑے تو انھیں پہلا اونٹ نہ ملا، جس طرح آپ نے بیان فرمایا تھا (یعنی وہ پہاڑی سے اتر کر آگے بڑھ چکا تھا۔) اور ان لوگوں نے قافلے والوں سے اس برتن کے متعلق دریافت کیا، تو انھوں نے خبر دی کہ اس میں پانی بھر کر رکھا تھا اور ڈھانک بھی دیا تھا، جب وہ اٹھے تو اسے انھوں نے اسی طرح ڈھنکا ہوا پایا۔ جس طرح انھوں نے اسے ڈھانک دیا تھا، لیکن اس میں پانی نہ پایا۔ دوسرے لوگوں سے بھی دریافت کیا۔ جو مکہ میں آچکے تھے۔ انھوں نے بھی کہا: یہ بالکل سچ ہے۔ بے شک ہمارے اونٹ اسی وادی میں، جس کا ذکر کیا گیا ہے، بدکے تھے اور ہمارا ایک اونٹ بھاگ گیا تھا تو ہم نے ایک شخص کی آواز سنی جو ہمیں اس جانب بلا رہا تھا۔ حتیٰ کہ ہم نے وہ (اونٹ) پکڑ لیا۔

---

[1] بیضاء، مکہ اور مدینہ کے راستے پر مکہ سے قریب ایک پہاڑی، تنعیم مکہ سے کوئی تین چار میل ہوگا۔

باب ۶۱

معراج اور سیرِ سماوات

واقعہ معراج

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے ایسے شخص نے، جسے میں جھوٹا نہیں سمجھتا، ابو سعید خدریؓ کی روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

لَمَّا فَرَغْتُ مِمَّا كَانَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ أُتِيَ بِالْمِعْرَاجِ۔ وَلَمْ أَرَ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ وَهُوَ الَّذِي يَمُدُّ إِلَيْهِ مَيِّتُكُمْ عَيْنَيْهِ إِذَا حُضِرَ فَأَصْعَدَنِي صَاحِبِي فِيهِ حَتَّى انْتَهَى بِي إِلَى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ السَّمَاءِ يُقَالُ لَهُ بَابُ الْحَفَظَةِ عَلَيْهِ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يُقَالُ لَهُ إِسْمَاعِيلُ تَحْتَ يَدَيْهِ اثْنَا عَشَرَ أَلْفَ مَلَكٍ تَحْتَ يَدَيْ كُلِّ مَلَكٍ مِنْهُمْ اثْنَا عَشَرَ أَلْفَ مَلَكٍ

بیت المقدس میں جو کچھ ہوا، اس سے جب میں فارغ ہوا تو سیڑھی لائی گئی۔ اور میں نے اس سے بہتر کبھی کوئی چیز نہیں دیکھی اور یہی وہ چیز ہے جس کی جانب تمھارے مردے اپنی آنکھیں کھولے تکتے رہتے ہیں، جب موت آتی ہے۔ اس کے بعد میرے ساتھی نے مجھے اس پر چڑھا دیا۔ یہاں تک کہ مجھے لے کر آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازے تک پہنچا۔ جس کا نام باب الحفظہ (نگہبانوں کا دروازہ) تھا۔ اس پر فرشتوں میں سے ایک فرشتہ تھا، جس کا نام اسماعیل تھا، اس کے ہاتھ کے نیچے بارہ ہزار ایسے فرشتے تھے، جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ کے نیچے بارہ ہزار فرشتے تھے

*

راوی نے کہا: جب یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے تو فرماتے:۔

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ۔

تیرے پروردگار کے لشکر کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

قَالَ فَلَمَّا دَخَلَ بِي قَالَ: مَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيلُ قَالَ: مُحَمَّدٌ۔ قَالَ أَوَقَدْ بُعِثَ قَالَ

رسول اللہ صلعم نے فرمایا: پھر جب مجھے لے کر داخل ہوئے، اس نے کہا: اے جبریلؑ! یہ کون ہے؟ کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس نے کہا کیا بلائے گئے

نَعَمْ قَالَ وَدَعَا لِیْ خَیْرًا وَ قَالَہٗ

ہیں؟ کہا: ہاں! اس نے میرے لیے بھلائی کی دعا کی اور بھلی بات کہی۔

اہل علم کا بیان

ابن اسحٰق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جن لوگوں نے حدیث سنی تھی۔ ان سے اہل علم نے سن کر مجھ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا:۔

تَلَقَّتْنِی الْمَلٰٓئِکَۃُ حِیْنَ دَخَلْتُ السَّمَآءَ الدُّنْیَا۔ فَلَمْ یَلْقَنِیْ مَلَکٌ اِلَّا ضَاحِکًا مُسْتَبْشِرًا یَقُوْلُ خَیْرًا وَیَدْعُوْا بِہٖ حَتّٰی لَقِیَنِیْ مَلَکٌ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالُوْا وَدَعَا بِمِثْلِ مَا یَدْعُوْا بِہٖ اِلَّا اَنَّہٗ لَمْ یَضْحَکْ وَلَمْ اَرَ مِنْہُ مِنَ الْبِشْرِ مِثْلَ مَا رَاَیْتُ مِنْ غَیْرِہٖ فَقُلْتُ لِجِبْرِیْلَ یَا جِبْرِیْلُ مَنْ ھٰذَا الْمَلَکُ الَّذِیْ قَالَ لِیْ کَمَا قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَلَمْ یَضْحَکْ وَلَمْ اَرَ مِنْہُ مِنَ الْبِشْرِ مِثْلَ الَّذِیْ رَاَیْتُ مِنْھُمْ۔ قَالَ فَقَالَ لِیْ جِبْرِیْلُ اَمَا اِنَّہٗ لَوْ کَانَ ضَحِکَ اِلٰی اَحَدٍ کَانَ قَبْلَکَ اَوْ کَانَ ضَاحِکًا اِلٰی اَحَدٍ بَعْدَکَ لَضَحِکَ اِلَیْکَ وَلٰکِنَّہٗ لَا یَضْحَکُ ھٰذَا مَالِکٌ خَازِنُ النَّارِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِجِبْرِیْلَ وَ ھُوَ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی بِالْمَکَانِ الَّذِیْ

جب میں دنیوی آسمان میں داخل ہوا تو مجھ سے فرشتوں نے ملاقات کی اور ہر فرشتہ مجھ سے ہنستے ہوئے اور خوشی خوشی ملتا۔ اچھی بات کرتا۔ اور اچھی دعا دیتا تھا۔ یہاں تک کہ فرشتوں میں سے ایک مجھ سے ملا۔ اور اس نے بھی ویسی ہی باتیں کیں۔ جس طرح دوسروں نے کی تھیں اور ویسی ہی دعا دی جس طرح دوسروں نے دی تھی۔ مگر وہ نہ ہنسا اور نہ اس کے چہرے پر میں نے وہ خوشی دیکھی جو دوسروں کے چہروں پر دیکھی تھی۔ میں نے جبریلؑ سے کہا: اے جبریل! یہ کون سا فرشتہ ہے؟ جس نے مجھ سے بات تو ویسی ہی کی جیسی تمام فرشتوں نے کی۔ لیکن نہ اس نے (دوسروں کی طرح) ہنس کر بات کی اور نہ میں نے اس کے چہرے پر ویسی خوشی دیکھی، جیسی دوسروں کے چہرے پر۔۔۔ جبریلؑ نے کہا، اگر اس نے آپ سے پہلے کسی اور سے ہنس کر بات کی ہوتی یا آپ کے بعد کسی اور سے ہنس کر بات کرنے والا ہوتا تو ضرور آپ سے بھی ہنس کر بات کرتا۔ لیکن حالت یہ ہے کہ وہ ہنس کر بات کرتا ہی نہیں۔ یہ دوزخ کا منتظم مالک ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے جبریلؑ سے کہا: وہ اللہ کے پاس اس پہ ہے۔

وَصَفَ لَكُمْ "مُطَاعٌ ثَمَّ اَمِيْنٌ"
اَلَا تَأْمُرُهٗ اَنْ يُرِيَنِي النَّارَ
فَقَالَ: بَلٰى يَا مَالِكُ اَرِ مُحَمَّدًا النَّارَ
قَالَ فَكَشَفَ عَنْهَا غِطَاءَهَا
فَفَارَتْ وَارْتَفَعَتْ حَتّٰى ظَنَنْتُ
لَتَأْخُذَنَّ مَا اَرٰى. قَالَ فَقُلْتُ
لِجِبْرِيْلَ، مُرْهُ. فَلْيَرُدَّهَا اِلٰى
مَكَانِهَا. قَالَ: فَاَمَرَهٗ. فَقَالَ
لَهَا: اَخْبِيْ فَرَجَعَتْ اِلٰى مَكَانِهَا
الَّذِيْ خَرَجَتْ مِنْهُ. فَمَا
شَبَّهْتُ رُجُوْعَهَا اِلَّا وُقُوْعَ
الظِّلِّ، حَتّٰى اِذَا دَخَلَتْ مِنْ
حَيْثُ خَرَجَتْ رَدَّ عَلَيْهَا
غِطَاءَهَا

جس کے متعلق اس نے تم سے بیان فرمایا ہے کہ وہ
وہاں (کا) امانت دار سردار ہے، کیا تم اسے حکم نہ
دو گے کہ وہ مجھے دوزخ دکھائے؟ کہا، کیوں نہیں
(ضرور اسے حکم دوں گا): اے مالک! محمد (صلی اللہ
علیہ وسلم) کو دوزخ کے عجائبات دکھاؤ۔ فرمایا:
پھر تو اس نے دوزخ کا ڈھکنا کھول دیا۔ پس وہ
جوش میں آگیا اور بلند ہو گیا۔ یہاں تک کہ میں خیال
کرنے لگا۔ ان تمام چیزوں کو، جنھیں میں دیکھ رہا
ہوں، وہ ضرور گرفت میں لے لے گا۔ میں نے
جبریلؑ سے کہا: اسے حکم دو کہ اسے اس کی جگہ
لوٹا دے۔ فرمایا: انھوں نے حکم دیا۔ اس نے
دوزخ سے کہا: خاموش ہو جا۔ پس وہ اپنی اس جگہ
چلا گیا جہاں سے وہ نکلا تھا۔ میں نے اس کے لوٹنے کو
سایہ پڑنے کے مشابہ پایا۔ حتی کہ شعلے جہاں سے نکلے تھے
وہیں چلے گئے۔ مالک نے اس پر اس کا ڈھکنا رکھ دیا۔

ابوسعیدؓ کی روایت

ابوسعید نے اپنی روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے کہا: آپ نے فرمایا:۔

لَمَّا دَخَلْتُ السَّمَاءَ الدُّنْيَا
رَاَيْتُ فِيْهَا رَجُلًا جَالِسًا تُعْرَضُ
عَلَيْهِ اَرْوَاحُ بَنِيْ اٰدَمَ فَيَقُوْلُ
لِبَعْضِهَا اِذَا عُرِضَتْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَ
يُسَرُّ بِهٖ وَيَقُوْلُ رُوْحٌ طَيِّبَةٌ خَرَجَتْ
مِنْ جَسَدٍ طَيِّبٍ وَيَقُوْلُ لِبَعْضِهَا
اِذَا عُرِضَتْ عَلَيْهِ اُفٍّ وَيَعْبِسُ
بِوَجْهِهٖ. وَيَقُوْلُ رُوْحٌ خَبِيْثَةٌ

میں جب دنیا والے آسمان میں داخل ہوا، تو
وہاں ایک شخص کو بیٹھا ہوا دیکھا۔ اس پر بنی آدم کی
روحیں پیش کی جاتی تھیں۔ جب ان میں کی بعض
روحیں اس پر پیش کی جاتی تھیں، تو وہ ان کا خیر مقدم
کرتا تھا، اسے خوشی ہوتی اور وہ کہتا تھا: اچھی
روح ہے جو اچھے جسم سے نکلی اور جب ان میں
کے دوسرے بعض اس پر پیش ہوتے تو وہ کہتا:
تھو ہے۔ تیوری چڑھا لیتا۔ اور کہتا: خبیث روح

خَرَجَتْ مِنْ جَسَدٍ خَبِيْثٍ. قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ. قَالَ هٰذَا اَبُوْكَ اٰدَمُ تُعْرَضُ عَلَيْهِ اَرْوَاحُ ذُرِّيَّتِهٖ فَاِذَا مَرَّتْ بِهٖ رُوْحُ الْمُؤْمِنِ مِنْهُمْ سُرَّ بِهَا وَقَالَ رُوْحٌ طَيِّبَةٌ خَرَجَتْ مِنْ جَسَدٍ طَيِّبٍ. وَاِذَا مَرَّتْ بِهٖ رُوْحُ الْكَافِرِ مِنْهُمْ، اَفَّفَ مِنْهَا وَكَرِهَهَا وَسَاءَ ذٰلِكَ وَقَالَ رُوْحٌ خَبِيْثَةٌ خَرَجَتْ مِنْ جَسَدٍ خَبِيْثٍ

ہے جو خبیث جسم سے نکل آئی ہے۔ فرمایا: میں نے کہا: اے جبریل! یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ آپ کے والد آدم ہیں، ان پر ان کی اولاد کی روحیں پیش کی جاتی ہیں۔ جب ان کے پاس سے ایماندار کی روح گزرتی ہے تو اس سے خوش ہوتے اور کہتے ہیں، اچھی روح اپنے جسم سے نکل ہے۔ اور جب ان کے پاس سے کافر کی روح گزرتی ہے۔ تو اسے دیکھ کر تھو تھو اور نفرت کرتے ہیں۔ انھیں برا معلوم ہوتا ہے اور کہتے ہیں۔ گندے جسم سے گندی روح نکلی ہے۔

❖

قَالَ ثُمَّ رَاَيْتُ رِجَالًا لَهُمْ مَشَافِرُ كَمَشَافِرِ الْاِبِلِ فِيْ اَيْدِيْهِمْ قِطَعٌ مِنْ نَارٍ كَالْاَفْهَارِ يَقْذِفُوْنَهَا فِيْ اَفْوَاهِهِمْ فَتَخْرُجُ مِنْ اَدْبَارِهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ اَكَلَةُ مَالِ الْيَتَامٰى ظُلْمًا۔

فرمایا: پھر میں چند لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کے سے تھے، ان کے ہاتھوں میں آگ کے ٹکڑے گول پتھروں کی طرح تھے، وہ انھیں اپنے منھوں میں ڈال لیتے تو وہ ان کی پشت میں سے نکلتے۔ میں نے کہا، اے جبریلؑ! یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا، یہ ظلم سے یتیموں کے مال کھا جانے والے ہیں۔

قَالَ ثُمَّ رَاَيْتُ رِجَالًا لَهُمْ بُطُوْنٌ لَمْ اَرَ مِثْلَهَا قَطُّ بِسَبِيْلِ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ كَالْاِبِلِ الْمَهْيُوْمَةِ حِيْنَ يُعْرَضُوْنَ عَلَى النَّارِ يَطَئُوْنَهُمْ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى اَنْ يَتَحَوَّلُوْا مِنْ مَكَانِهِمْ ذٰلِكَ قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ. قَالَ هٰؤُلَاءِ اَكَلَةُ الرِّبٰو۔

فرمایا: پھر میں نے چند آدمیوں کو دیکھا کہ ان کے سے پیٹ کبھی نہیں دیکھے۔ یہ لوگ آل فرعون کے راستے میں تھے۔ وہ جب دوزخ پر لائے جاتے تو ان پر سے پیاسے اونٹوں کی طرح گزرتے اور وہ انھیں پامال کرتے چلے جاتے۔ ان میں اتنی بھی قدرت نہ تھی کہ اپنی اس جگہ سے ہٹ جاتے میں نے کہا: اے جبریلؑ! یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ سود خوار ہیں۔

قَالَ ثُمَّ رَأَيْتُ رِجَالًا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ لَحْمٌ سَمِينٌ طَيِّبٌ إِلَى جَنْبِهِ لَحْمٌ غَثٌّ مُنْتِنٌ يَأْكُلُونَ مِنَ الْغَثِّ الْمُنْتِنِ وَيَتْرُكُونَ السَّمِينَ الطَّيِّبَ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ! قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَتْرُكُونَ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ مِنَ النِّسَاءِ وَيَذْهَبُونَ إِلَى مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنْهُنَّ. قَالَ ثُمَّ رَأَيْتُ نِسَاءً مُعَلَّقَاتٍ بِثُدِيِّهِنَّ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ! قَالَ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِي أَدْخَلْنَ عَلَى الرِّجَالِ مَنْ لَيْسَ مِنْ أَوْلَادِهِمْ

فرمایا: پھر میں نے چند لوگوں کو دیکھا جن کے سامنے بہترین چکنا گوشت اور ان کے بازو میں دُبلے جانور کا سڑا ہوا گوشت تھا، جس میں چکنائی نہ تھی اور وہ لوگ وہی سڑا ہوا دُبلے جانور کا گوشت کھاتے تھے۔ چکنا اور بہترین گوشت چھوڑے ہوئے تھے۔ میں نے کہا: اے جبریلؑ! یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو عورتوں میں سے ان عورتوں کو تو چھوڑ دیتے ہیں، جنھیں اللہ نے حلال کیا ہے اور جنھیں ان پر حرام کیا ہے ان کی جانب جاتے ہیں۔ فرمایا پھر میں نے ایسی عورتیں دیکھیں جو اپنی چھاتیوں سے لٹکی ہوئی ہیں تو میں نے کہا: اے جبریلؑ! یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ وہ عورتیں ہیں، جنھوں نے (اپنے) مردوں کے پاس ایسا بچہ داخل کر دیا جو ان کی اولاد میں سے نہ تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے جعفر بن عمرو نے قاسم بن محمد سے حدیث بیان کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى امْرَأَةٍ أَدْخَلَتْ عَلَى قَوْمٍ مَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ فَأَكَلَ حَرَائِبَهُمْ وَاطَّلَعَ عَلَى عَوْرَاتِهِمْ.

اللہ کا غضب اس عورت پر سخت ہو گیا جس نے کسی خاندان میں ایسے بچے کو داخل کر دیا جو اس کا نہ تھا۔ پھر اس بچے نے ان کا مال معیشت کھا لیا، اور ان کی پوشیدہ چیزیں دیکھ لیں۔

سات آسمان اور بہشت

پھر حدیث ابی سعید الخدری کی جانب مراجعت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

ثُمَّ أَصْعَدَنِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَإِذَا فِيهَا ابْنَا الْخَالَةِ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَيَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا- قَالَ

پھر (جبریلؑ) مجھے دوسرے آسمان پر لے گئے تو اس میں دیکھا کہ دونوں خالہ زاد بھائی عیسیٰؑ بن مریمؑ اور یحییٰؑ بن زکریاؑ موجود ہیں، فرمایا: پھر وہ مجھے

ثُمَّ اَصْعَدَنِيْ اِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ
فَاِذَا فِيْهَا رَجُلٌ صُوْرَتُهٗ كَصُوْرَةِ
الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالَ قُلْتُ
مَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ! قَالَ هٰذَا
اَخُوْكَ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ. قَالَ
ثُمَّ اَصْعَدَنِيْ اِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ
فَاِذَا فِيْهَا رَجُلٌ فَسَاَلْتُهٗ مَنْ هُوَ؟
قَالَ هٰذَا اِدْرِيْسُ. قَالَ. يَقُوْلُ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعْنَاهُ
مَكَانًا عَلِيًّا. قَالَ ثُمَّ اَصْعَدَنِيْ اِلَى
السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَاِذَا فِيْهَا
كَهْلٌ اَبْيَضُ الرَّاْسِ وَاللِّحْيَةِ
عَظِيْمُ الْعُثْنُوْنِ لَمْ اَرَ كَهْلًا اَجْمَلَ
مِنْهُ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ!
قَالَ هٰذَا الْمُحَبَّبُ فِيْ قَوْمِهٖ هَارُوْنُ
بْنُ عِمْرَانَ. قَالَ ثُمَّ اَصْعَدَنِيْ اِلَى
السَّمَاءِ السَّادِسَةِ. فَاِذَا فِيْهَا
رَجُلٌ اٰدَمُ طَوِيْلٌ اَقْنٰى كَاَنَّهٗ
مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ فَقُلْتُ لَهٗ مَنْ
هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ! قَالَ هٰذَا اَخُوْكَ
مُوْسٰى بْنُ عِمْرَانَ ثُمَّ اَصْعَدَنِيْ
اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ. فَاِذَا فِيْهَا
كَهْلٌ جَالِسٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ اِلٰى
بَابِ الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ يَدْخُلُهٗ
كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ

تیسرے آسمان پر لے گئے تو اس میں دیکھا کہ ایک
شخص ہے جس کی صورت چودھویں رات کے چاند کی
سی ہے۔ میں نے کہا: جبریلؑ! یہ کون ہے؟ انھوں نے
کہا: یہ آپ کے بھائی یوسف بن یعقوب ہیں۔ فرمایا:
پھر مجھے چوتھے آسمان پر لے گئے تو میں نے ایک شخص
کو دیکھا اور جبریلؑ سے پوچھا: یہ کون ہے؟ انھوں
نے کہا، یہ ادریس ہیں، راوی نے کہا: رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے: ورفعناہ مکانا
علیا۔ (یعنی کلام مجید میں جو یہ الفاظ ہیں، کہ
ہم نے اسے بلند جگہ بٹھا دیا تو وہ اسی رتبے کو ظاہر
کر رہے ہیں) فرمایا: پھر مجھے پانچویں آسمان پر
لے گئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ ادھیڑ عمر کا ایک شخص
سفید سر، سفید بڑی ڈاڑھی، میں نے ادھیڑ عمر کے
کسی شخص کو اس سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا
میں نے کہا، جبریلؑ! یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا،
یہ اپنی قوم کے محبوب ہارون ابن عمران ہیں۔
فرمایا: پھر مجھے چھٹے آسمان پر کی طرف لے گئے، تو
اس میں دیکھا کہ ایک گندم گوں شخص دراز قامت
بلند بینی ہے۔ گویا وہ قبیلہ شنوءۃ کے لوگوں میں
سے ہے۔ میں نے کہا، جبریلؑ! یہ کون ہے؟ انھوں
نے کہا: یہ آپ کے بھائی موسیٰ بن عمران ہیں۔ پھر
مجھے ساتویں آسمان پر لے گئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ
ایک میانہ عمر شخص بیت المعمور کے دروازے کے
پاس کرسی پر بیٹھا ہوا ہے، جس میں روزانہ ستر ہزار
فرشتے داخل ہوتے ہیں، جو قیامت کے دن

لَا يَرْجِعُوْنَ فِيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
لَمْ اَرَ رَجُلًا اَشْبَهَ بِصَاحِبِكُمْ وَ
لَا صَاحِبُكُمْ اَشْبَهَ بِهٖ مِنْهُ. قَالَ
قُلْتُ مَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ! قَالَ
هٰذَا اَبُوْكَ اِبْرَاهِيْمُ. قَالَ ثُمَّ
دَخَلَ بِيْ اِلَى الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ فِيْهَا
جَارِيَةً فَسَاَلْتُهَا لِمَنْ اَنْتِ وَ
قَدْ اَعْجَبَتْنِيْ حِيْنَ رَاَيْتُهَا
فَقَالَتْ لِزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ فَبَشَّرَ
بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدَ بْنَ
حَارِثَةَ؛

تک پھر اس میں سے واپس نہیں آتے ہیں نے اس شخص سے مشابہ تمھارے دوست (خود ذات مبارک صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ کسی اور کو نہیں دیکھا اور نہ تمھارے دوست سے زیادہ مشابہ کسی اور کو دیکھا۔ میں نے کہا، جبریلؑ! یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا: یہ آپ کے والد (یعنی جد امجد) ابراہیمؑ ہیں، فرمایا: پھر مجھے لے کر جنت میں داخل ہوئے تو میں نے اس میں ایک چھوکری دیکھی اور میں نے اسے دیکھا تو وہ مجھے بہت بھلی معلوم ہوئی، میں نے اس سے پوچھا تو کس کی ہے؟ اس نے کہا، زید بن حارثہ کی۔ رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید ابن حارثہ کو اس کی خوشخبری دے دی۔

نمازوں میں تخفیف

ابن اسحٰق نے کہا، مجھے عبد اللہ بن مسعود کے ذریعے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت پہنچی کہ آپ کو لے کر جبریلؑ ہر آسمان پر جاتے، اور اندر آنے کی اجازت طلب کرتے تو پوچھا جاتا: اے جبریلؑ! یہ تمھارے ساتھ کون ہے؟ جبریلؑ کہتے: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کہتے، کیا بلوائے گئے ہیں؟ یہ کہتے، ہاں! تو وہ کہتے، اللہ اس بھائی، اور دوست کو زندہ رکھے۔ یہاں تک کہ آپ کو لے کر وہ ساتویں آسمان پر پہنچے۔ پھر آپ کو پروردگار کے پاس پہنچایا گیا۔ اس نے آپ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔ راوی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَاَقْبَلْتُ رَاجِعًا. فَلَمَّا مَرَرْتُ
بِمُوْسَى بْنِ عِمْرَانَ. وَ نِعْمَ
الصَّاحِبُ كَانَ لَكُمْ سَاَلَنِيْ كَمْ
فُرِضَ عَلَيْكَ مِنَ الصَّلٰوةِ فَقُلْتُ
خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ. فَقَالَ
اِنَّ الصَّلٰوةَ ثَقِيْلَةٌ، وَاِنَّ اُمَّتَكَ

پھر میں واپس آیا اور موسیٰ بن عمران کے پاس سے گزرا اور وہ تمھارے لیے بڑے اچھے شخص نکلے انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ پر کتنی نمازیں فرض کی گئیں؟ میں نے کہا: روزانہ پچاس نمازیں انھوں نے کہا: نماز بڑی بوجھل چیز ہے، اور آپ کی امت کمزور ہے، اس لیے آپ اپنے پروردگار

ضَعِيفَةٌ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ
أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكَ وَعَنْ أُمَّتِكَ
فَرَجَعْتُ فَسَأَلْتُ رَبِّي أَنْ يُخَفِّفَ
عَنِّي وَعَنْ أُمَّتِي فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا
ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَمَرَرْتُ عَلَى مُوسَى
فَقَالَ لِي مِثْلَ ذَالِكَ فَرَجَعْتُ
فَسَأَلْتُهُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا ثُمَّ
لَمْ يَزَلْ يَقُولُ لِي مِثْلَ ذَلِكَ. كُلَّمَا
رَجَعْتُ إِلَيْهِ. فَارْجِعْ فَسَلْ رَبَّكَ
حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى أَنْ وَضَعَ ذَلِكَ
عَنِّي إِلَّا خَمْسَ صَلَوٰتٍ فِي كُلِّ
يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ. ثُمَّ رَجَعْتُ فَمَرَرْتُ
عَلَى مُوسَى.

فَقَالَ لِي مِثْلَ ذَلِكَ. فَقُلْتُ
قَدْ رَاجَعْتُ رَبِّي وَسَأَلْتُهُ حَتَّى
اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ فَمَا أَنَا بِفَاعِلٍ
فَمَنْ أَدَّاهُنَّ مِنْكُمْ إِيمَانًا وَ
إِحْتِسَابًا لَهُنَّ كَانَ لَهُ أَجْرُ
خَمْسِينَ صَلٰوةً مَكْتُوبَةً. صَلَوَاتُ
اللهِ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ ؛

کے پاس لوٹ کر جائیے اور درخواست کیجیے کہ آپ
پر سے اور آپ کی امت پر سے (یہ) بوجھ کم کر
دے ۔ پس میں واپس گیا اور اپنے پروردگار سے
درخواست کی کہ مجھ پر سے اور میری امت پر سے
بوجھ کم کر دیا جائے ، چنانچہ دس نمازیں کم کر دیں پھر
میں لوٹا اور موسیٰؑ کے پاس سے گزرا ، انھوں نے
مجھ سے پھر ویسا ہی کہا ۔ میں پھر لوٹ گیا ۔ اور
درخواست کی تو دس اور کم کر دیں ۔ پھر میں موسےٰؑ
کی طرف لوٹا تو اسی طرح مجھ سے کہتے رہے کہ آپ
لوٹ جائیے اور پروردگار سے درخواست کیجیے ۔
یہاں تک کہ یہ تخفیف روزانہ پانچ نمازوں تک
پہنچ گئی ...... پھر میں لوٹا اور موسےٰؑ کے
پاس سے گزرا ۔

پھر انھوں نے مجھ سے ویسا ہی کہا تو میں نے
کہا ، میں اپنے پروردگار کے پاس بار بار گیا اور
درخواست کی ۔ حتیٰ کہ مجھے شرم آنے لگی ہے ۔
پس اب تو میں ایسا نہیں کروں گا ۔ پس ان نمازوں
کو تم میں سے جو شخص ایمانداری سے ثواب سمجھ کر
ادا کرے گا ۔ اسے پچاس نمازوں کا اجر
ملے گا ۔ محمدؐ اور آل محمدؐ پر اللہ کی رحمتیں ہوں ۔

باب ۶۲

ہنسی اُڑانے والوں کا عبرتناک انجام

پانچ شخص

ابن اسحٰق نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کے جھٹلانے، تکلیف دینے اور ہنسی اڑانے کے باوجود اللہ کے حکم پر صابر رہ کر ثواب سمجھ کر اسے نصیحت فرماتے رہے۔ مجھ سے یزید بن رومان نے عروۃ بن زبیرؓ کی روایت بیان کی کہ آپ کی قوم کے ہنسی اڑانے والوں میں بڑی بڑی ہستیاں پانچ تھیں۔ یہ لوگ اپنی قوم میں بلند پایہ اور سن رسیدہ تھے۔ یعنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب میں سے الاسود بن المطلب بن اسد ابو زمعہ، مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ایذا رسانی اور تمسخر کے سبب سے اس کے لیے بددعا فرمائی تھی اور فرمایا تھا: اَللّٰھُمَّ اَعْمِ بَصَرَہٗ وَاَثْکِلْہُ وَلَدَہٗ۔ (یا اللہ اسے اندھا کر دے اور اسے اس لڑکے کی موت پر رُلا۔)

بنی زہرہ بن کلاب میں سے الاسود بن عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ۔

بنی مخزوم بن یقظہ بن مرۃ میں سے الولید بن المغیرہ بن عبداللہ ابن عمر بن مخزوم۔

بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن الکعب میں سے العاص بن وائل ابن ہشام۔

ابن ہشام نے کہا، العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم اور بنی خزاعہ میں سے الحارث بن الطلاطلۃ بن عمر بن الحارث بن عبد عمرو بن لوی ابن ملکان۔

ارشاد باری تعالیٰ

جب یہ لوگ برائی میں حد سے بڑھ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت مذاق اڑانے لگے تو اللہ نے یہ آیت اتاری:۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ۔ اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَھْزِءِیْنَ الَّذِیْنَ یَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ۔ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ۔

(اے نبیؐ)، جو حکم تجھے دیا گیا ہے۔ اسے صاف صاف ڈنکے کی چوٹ، بیان کر۔ اور مشرکین کی جانب سے اپنی توجہ ہٹالے، تیری حفاظت کے لیے ان ہنسی اڑانے والوں کو ہم دیکھ لیں گے، جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبودوں کا بھی ادعا رکھتے ہیں۔ بس وہ

قریب میں جان لیں گے (کہ ان کا کیا حشر ہونے والا ہے)۔ ٭ ٭

ایک ایک کو سزا

مجھ سے یزید بن رومان نے عروۃ بن زبیر وغیرہ علماء سے روایت کی کہ جبریلؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت آئے۔ جب وہ لوگ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے، وہ آکر کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے بازو میں کھڑے ہو گئے۔ آپ کے پاس سے الاسود بن المطلب گزرا تو (آپ نے یا جبریلؑ نے) اس کے منہ پر ایک سبز رنگ کا پتا پھینکا تو وہ اندھا ہو گیا۔ الاسود بن عبد یغوث آپ کے پاس سے گزرا تو اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا، وہ استسقاء کی بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ اور پیٹ پھول کر مرا۔ ولید بن مغیرہ آپ کے پاس سے گزرا تو اس کے ایک زخم کے نشان کی جانب اشارہ کیا جو اس کے پاؤں کے ٹخنے کے نیچے برسوں پہلے کبھی لگا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا۔ کہ وہ بنی خزاعہ کے ایک شخص کے پاس سے جا رہا تھا، جو اپنے تیر درست کر رہا تھا۔ ان تیروں میں سے ایک تیر اس کے تہمد میں اٹک گیا۔ اس کے پاؤں میں خراش لگ گئی، اور کچھ زیادہ نہ تھی۔ پس یہ زخم تازہ ہو گیا۔ اور یہی اس کی موت کا سبب ہوا۔ عاص بن وائل آپ کے پاس سے گزرا تو اس کے پاؤں کے تلوے کی جانب اشارہ کیا، وہ اپنے گدھے پر طائف کو جانے کے ارادے سے نکلا تو گدھا اسے لے کر ایک خار دار درخت پر بیٹھ گیا۔ اس کے پاؤں کے تلوے میں کانٹا چبھ گیا اور کانٹا اس کی موت کا سبب بن گیا۔ حارث بن الطُّلاطلۃ آپ کے پاس سے گزرا تو اس کے سر کی جانب اشارہ کیا۔ اس سے درد کے ساتھ پیپ نکلنے لگی اور وہ مر گیا۔

ابو ازیہر دوسی

ابن اسحٰق نے کہا، جب ولید کا وقت موت آیا تو اس نے اپنے بچوں کو بلایا۔ جو تین تھے: ہشام بن الولید، ولید بن الولید اور خالد بن ولید، اور ان سے کہا: اے میرے بچو! میں تمھیں تین باتوں کی وصیت کرتا ہوں، انھیں کبھی ہاتھ سے جانے نہ دینا۔ بنی خزاعہ سے میرے خون کا بدلہ لیے بغیر نہ چھوڑنا، حالانکہ خدا کی قسم! میں جانتا ہوں کہ وہ اس سے بری ہیں، لیکن مجھے خوف ہے کہ اس کے سبب سے آج کے بعد تمھیں گالیاں دی جائیں گی۔ بنی ثقیف پر جو سود کی میری رقم ہے، اسے بھی بغیر لیے نہ چھوڑنا، ابو ازیہر دوسی کے ذمے میری ایک بیوی کا حق ہے۔ وہ بھی تم سے چھوٹ نہ جائے۔

ابو ازیہر نے اپنی ایک بیٹی ولید کے نکاح میں دی تھی، پھر اسے ولید کے پاس جانے

سے روک لیا۔ حتیٰ کہ وہ مرگیا۔ جب ولید بن مغیرہ مرگیا تو بنی مخزوم نے بنی خزاعہ پر ولید کا خون بہا لینے کے لیے حملہ کر دیا اور کہا، کہ تمھارے آدمی کے تیر نے اسے مار ڈالا۔ بنی کعب عبدالمطلب بن ہاشم کے حلیف تھے۔ پس بنی خزاعہ نے ان کی اس بات سے انکار کیا۔ یہاں تک کہ ان کے درمیان اشعار میں مقابلہ ہوا اور آپس کے تعلقات نے شدت اختیار کی۔ حالانکہ ولید کو جس شخص کا تیر لگا تھا، وہ خزاعہ کی ایک شاخ بنی کعب بن عمرو میں کا تھا۔

عبداللہ بن امیہ کے اشعار

عبداللہ بن ابی امیہ (بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم) نے کہا:۔

إِنِّي زَعِيمٌ أَنْ تَسِيرُوا فَتَهْرُبُوا ... وَأَنْ تَتْرُكُوا الظَّهْرَانَ تَعْوِي ثَعَالِبُهْ

میں اس بات کا ذمہ دار ہوں کہ تم (اپنے وطن سے) چلے جاؤ، اور بھاگ جاؤ۔ مقام ظہران کو (ویران کر) چھوڑ دو۔ کہ اس میں کی لومڑیاں (اس میں) چیختی چلاتی رہیں (تو تم آفتوں سے بچ جاؤ گے)

وَأَنْ تَتْرُكُوا مَاءً بِجِزْعَةِ أَطْرِقَا ... وَأَنْ تَسْأَلُوا أَيُّ الْأَرَاكِ أَطَايِبُهْ

وادی اطرقا کے کنارے کے پنگھٹ کو چھوڑ دو، اور پیلو کے درختوں کے مقامات میں سے کوئی اچھا مقام تلاش کر لو۔

فَإِنَّا أُنَاسٌ لَا تُطَلُّ دِمَاؤُنَا ... وَلَا يَتَعَالَى صَاعِدًا مَنْ نُحَارِبُهْ

کیونکہ ہم ایسے لوگ ہیں کہ ہمارا خون مباح نہیں ہوا کرتا اور جس سے ہم برسر جنگ ہوتے ہیں وہ سربر آوردہ نہیں ہو سکتا۔

ظہران و اراک، بنی خزاعہ کی شاخ، بنی کعب کے رہنے کے مقامات تھے، اس کے بعد اس کا جواب الجون بن ابی الجون، بنی کعب بن عمرو الخزاعی کے ایک شخص نے دیا۔ وہ کہتا ہے:۔

وَاللهِ لَا نُؤْتِي الْوَلِيدَ ظُلَامَةً ... وَلَمَّا تَرَوْا يَوْمًا تَزُولُ كَوَاكِبُهْ

ولید کے (اپنے ہاتھوں) آفت میں مبتلا ہونے کا عوض تو واللہ ہم نہیں دیں گے۔ اور ابھی تم نے ایسا (سخت) معرکہ تو دیکھا ہی نہیں۔ جس کے تارے ٹوٹ پڑیں۔

وَيُصْرَعَ مِنْكُمْ مُسْمِنٌ بَعْدَ مُسْمِنٍ ... وَتُفْتَحَ بَعْدَ الْمَوْتِ قَسْرًا مَشَارِبُهْ

اور تم میں کا ایک ایک چربی والا یکے بعد دیگرے بچھڑتا چلا جائے۔ اور

(اس کے) مرنے کے بعد اس کا بالا خانہ زبردستی کھولا جائے، یعنی اس کے محل پر
دوسروں کا قبضہ ہو جائے۔

اِذَا مَا اَکَلْتُمْ خُبْزَکُمْ وَ حَرِیْرَکُمْ فَکُلُّکُمْ بَاکِی الْوَلِیْدِ وَ نَادِبُہٗ

جب تم اپنی روٹی اور حریرہ کھا لوگے تو تم میں کا ہر ایک ولید پر گریہ و
زاری کرے گا۔

جون ابن ابی الجون کے اشعار

پھر ان لوگوں میں میل ملاپ ہو گیا اور انھیں معلوم ہو گیا کہ وہ لوگ صرف بدنامی سے ڈر کر ایسا کر رہے ہیں، اس لیے بنی خزاعہ نے انھیں خون بہا کا کچھ حصہ دیا اور کچھ حصے سے وہ دست بردار ہو گئے۔ جب ان لوگوں میں صلح ہو گئی تو جون بن ابی الجون نے کہا:-

وَ قَائِلَۃٍ لَمَّا اصْطَلَحْنَا تَعَجُّبًا لِمَا قَدْ حَمَلْنَا لِلْوَلِیْدِ وَ قَائِلِ

جب ہم نے صلح کر لی تو تعجب سے بعض عورتیں اور بعض مرد کہنے لگے کہ ولید
کے لیے ہم نے کیوں (خون بہا کا) بار برداشت کیا۔

اَلَمْ تُقْسِمُوْا تُؤْتُوا الْوَلِیْدَ ظُلَامَۃً وَلَمَّا تَرَوْا یَوْمًا کَثِیْرًا الْبَلَابِلِ

(انھوں نے کہا) کیا تم نے قسمیں نہیں کھائی تھی کہ ولید کے (اپنے ہاتھوں) آفت
میں مبتلا ہونے کا عوض دینے کو ناپسند کرو گے؟ اور ابھی تو تم نے ایسا (سخت) معرکہ
دیکھا ہی نہیں، جو غم واندوہ سے پر ہو۔

فَنَحْنُ خَلَطْنَا الْحَرْبَ بِالسِّلْمِ فَاسْتَوَتْ فَاَمَّ ھَوَاہُ اٰمِنًا کُلُّ رَاحِلِ

ہم نے جنگ میں صلح کی آمیزش کی تو صلح مکمل ہوئی اور ہر مسافر بے خوف و خطر اپنی
پسندیدہ چیزوں کے حاصل کرنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔

مزید اشعار

اس کے بعد بھی جون بن ابی الجون باز نہ رہا۔ ولید کے قتل پر فخریہ اشعار لکھے اور بیان کیا، انھیں لوگوں نے اسے قتل کیا۔ حالانکہ یہ ساری بات غلط تھی، غرض ولید جس بات سے ڈرتا تھا، اسے اس کے بچوں اور اس کی قوم کو وہی بدنامی نصیب ہوئی۔

جون بن ابی الجون نے یہ شعر کہے:-

اَلَا زَعَمَ الْمُغِیْرَۃُ اَنَّ کَعْبًا بِمَکَّۃَ مِنْھُمْ قَدْ کَثِیْرُ

سن لو! بنی مغیرہ نے اس بات کا دعوٰے کیا ہے، کہ مکہ میں بنی کعب

کی تعداد زیادہ ہے (اور انھیں اکثریت حاصل ہے)

فَلَا تَفْخَرَ مُغِيْرَةُ اَنْ تَرَاهَا ۔۔۔ بِهَا يَمْشِي الْمُعَلْهَجُ وَالْمَهِيْرُ

ہمیں اس حالت میں دیکھ کر بنی مغیرہ فخر نہ کریں کہ مکہ میں آبرو باختہ بھی چلتے

پھرتے ہیں اور صحیح النسب (شریف لوگ) بھی۔

بِهَا اٰبَاؤُنَا بِهَا وُلِدْنَا ۔۔۔ كَمَا اَرْسَى بِمَثْبَتِهِ ثَبِيْرُ

ہمارے بزرگ یہیں کے ہیں اور ہماری پیدائش بھی یہیں کی ہے جس طرح

کوہ ثبیر اپنی جگہ لنگر انداز ہے۔

وَقَالَ الْمُغِيْرَةُ ذَاكَ اِلَّا ۔۔۔ لِيَعْلَمَ شَاْنَنَا اَوْ يَسْتَثِيْرُ

اور بنی مغیرہ نے یہ بات صرف اس لیے کہی کہ ہماری اہمیت کا ہر شخص کو علم

ہو جائے یا (ہمارے خلاف لوگوں کو) ابھارے

فَاِنَّ دَمَ الْوَلِيْدِ يُطَلُّ اِنَّا ۔۔۔ نُطِلُّ دِمَاءً اَنْتَ بِهَا خَبِيْرُ

کیونکہ ولید کا خون مباح ہو رہا ہے، اور ہم اسی طرح بہت سے خون مباح

کر رہے ہیں، جن سے تو خوب واقف ہے۔

كَسَاهُ الْفَاتِكُ الْمَيْمُوْنُ سَهْمًا ۔۔۔ زُعَافًا وَهُوَ مُمْتَلِئٌ بَهِيْرُ

مبارک، اچانک حملہ کرنے والے نے اس کے زہر آلود تیر (پیوست کر دیا)

اور وہ (غصے سے) بھرا ہوا دم توڑ رہا تھا۔

فَخَرَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مُسْلَحِبًّا ۔۔۔ كَاَنَّهُ عِنْدَ وَجْبَتِهِ بَعِيْرُ

پس وادی مکہ میں دراز ہو کر گرا۔ اس کے گرتے وقت ایسا معلوم ہوا، گویا

ایک اونٹ گرا۔

سَيَكْفِيْنِيْ مِطَالَ اَبِيْ هِشَامٍ ۔۔۔ صِغَارٌ جَعْدَةُ الْاَوْبَارِ خُوْرُ

ابو ہشام (کے خون بہا کی ادائی) کے وعدوں کو ٹالنے کے لیے چھوٹی

چھوٹی گھونگھریالے بال والی، بہت دودھ دینے والی چند اونٹنیاں میرے لیے

کافی ہو جائیں گی۔

ابوسفیان کا اہتمام

ابن اسحق نے کہا: پھر ہشام بن الولید نے ابو ازیہر پر حملہ کر دیا۔ جب وہ سوق ذی المجاز میں تھا۔

ابوازیہر کی بیٹی عاتکہ ابوسفیان بن حرب کے پاس یعنی، ان کے نکاح میں تھی۔ ابوازیہر اپنی قوم میں شریف آدمی تھا۔ ہشام نے ولید کے حق زوجیت میں اسے قتل کیا تھا، اور جس کے متعلق اس کے باپ نے اسے وصیت کی تھی، یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کو ہجرت فرمانے کے بعد ہوا۔ جنگ بدر بھی گزر چکی تھی۔ اس جنگ میں مشرکین قریش کے بڑے بڑے سردار قتل اور آفتوں میں مبتلا ہو چکے تھے۔ یزید بن ابی سفیان نکلا، اور بنی عبد مناف کو جمع کیا۔ ابوسفیان اس وقت ذوالمجاز میں تھا، اور لوگ کہنے لگے: اس نے ابوسفیان کے پاس ان کی سسرال کے لیے امداد بھیجی ہے۔ اور اب وہ اس کا بدلہ لینے والے ہیں۔ جب ابوسفیان نے اپنے بیٹے کی یہ کارگزاری سنی، تو وہ فوراً مکہ آیا، اسے خوف ہوا کہ کہیں ابوازیہر کے متعلق قریش ہی میں جھگڑا نہ ہو جائے، وہ بڑا ہوشیار و متین شخص تھا، اپنی قوم سے اسے بہت محبت تھی، وہ اپنے بیٹے کے پاس اس وقت پہنچا، جب وہ اپنی قوم کے افراد بنی عبد مناف اور مطیبین کے درمیان مسلح تھا۔ اس کے ہاتھ سے برچھا لے کر اس کے سر پر ایسا مارا کہ اسے زمین پر گرا دیا اور کہا: اللہ تیرا منہ کالا کرے! کیا تو چاہتا ہے کہ دوس کے ایک شخص کی خاطر قریش کو آپس میں لڑا دے؟ اگر وہ قبول کریں تو ہم انھیں خون بہا دے دیں گے اور اس معاملے کو رفع دفع کر دیا۔

حسانؓ بن ثابت کے اشعار

اس کے بعد حسانؓ بن ثابت اٹھے، ابوازیہر کے خون کے بدلے کے لیے لوگوں کو ابھارا، ابوسفیان پر ترکِ یاری، اور بزدلی کا الزام لگا کر کہا:-

غَدَا اَهْلُ ضَوْجَيْ ذِي الْمَجَازِ كِلَيْهِمَا ۔۔۔ وَجَارُ ابْنِ حَرْبٍ بِالْمُغَمَّسِ مَا يَغْدُو

ذی المجاز کی دونوں طرفوں کے لوگ صبح سویرے نکل کھڑے ہوئے۔

لیکن ابن حرب کے ہمسایہ مغمس[1] ہی میں ہیں، اور نکلتے ہیں۔

وَلَمْ يَمْنَعِ الْعَيْرُ الضَّرُوطُ ذِمَارَهُ ۔۔۔ وَمَا مَنَعَتْ مَخْزَاةَ وَالِدِهَا هِنْدُ

اور پد‌ڑے گدھے نے اپنی حمایت کے قابل چیزوں کی بھی حفاظت نہیں کی، اور ہند نے اپنے باپ کی رسوائی کا بھی بچاؤ نہیں کیا

---

[1] مغمس طائف کے راستے پر تھا۔

کَسَاکَ هِشَامُ بْنُ الْوَلِیْدِ ثِیَابَهٗ ۔۔۔۔ فَاَبْلِ وَاَخْلِفْ مِثْلَهَا جُدُدًا بَعْدُ

ہشام ابن الولید نے مقتول کے کپڑے تجھے پہنا دیے ہیں، خدا کرے!
یہ کپڑے گھس پس کر اتریں اور اس کے بجائے اس کے سے اور نئے کپڑے
بھی اس کے بعد ملتے رہیں (پہننا نصیب ہو)

قَضٰی وَطَرًا مِنْهُ فَاَصْبَحَ مَاجِدًا ۔۔۔۔ وَاَصْبَحْتَ رِخْوًا مَا تَخُبُّ وَمَا تَعْدُوْ

اس نے تو اپنے کام سے فراغت حاصل کر لی اور عزت و شان والا ہو گیا۔
اور تو بیوقوف بن گیا کہ نہ تیز چل سکتا ہے، نہ دوڑ سکتا ہے۔

فَلَوْ اَنَّ اَشْیَاخًا بِبَدْرٍ یُشَاهِدُوْا ۔۔۔۔ لَبَلَّ نِعَالَ الْقَوْمِ مُعْتَبَطٌ وَرْدُ

پس اگر بدر کے بوڑھے اسے دیکھتے تو ساری قوم کے جوتوں کو تازہ
گلابی خون تر کر دیتا۔

جب ابوسفیان کو حسان کے ان شعروں کی اطلاع ملی تو کہا: وہ دوس کے آدمی کے لیے ہم میں سے بعض کو بعض سے لڑا دینا چاہتا ہے، اس نے جو کچھ سوچا، برا بہت برا سوچا۔

ترکِ ربٰوا کا حکم

جب طائف والوں نے اسلام اختیار کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالدؓ بن ولید کے سود کے بارے میں جو بنی ثقیف پر، گفتگو فرمائی۔ کیونکہ خالد کے باپ ولید نے بیٹوں کو وصیت کی تھی، بعض اہل علم نے مجھ سے بیان کیا کہ یہ آیتیں اس سود کی حرمت کے متعلق نازل ہوئی ہیں، جو لوگوں کے ہاتھوں میں رہ گیا تھا اور خالد نے اس سود کا مطالبہ کیا تھا۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا	اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو، اللہ
اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ	سے ڈرو، جو سود باقی رہ گیا ہے، اسے چھوڑ دو،
مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ	اگر تم ایماندار ہو، (اس بیان کے آگے تک جو
مُّؤْمِنِیْنَ ۔ الخ	اس بارے میں ہے)

ضرارؓ بن الخطاب کی حفاظت

ابو ازیہر کے خون کے سلسلے میں کوئی جھگڑا، جس کا ہمیں علم ہو، نہیں ہوا۔ حتیٰ کہ اسلام نے لوگوں میں بیچ بچاؤ کر دیا، بجز ایک واقعے کے کہ ضرار بن الخطاب بن مرداس الفہری قریش کے چند لوگوں کے ساتھ نکلا، یہ لوگ سرزمین قبیلہ دوس میں ایک عورت کے پاس اترے، جو دوس کی

آزاد کردہ لونڈی تھی، اور اس کا نام ام غیلان تھا۔ وہ عورتوں کی کنگھی چوٹی اور دلہنوں کا بناؤ سنگار کیا کرتی تھی۔ قبیلہ دوس نے ان لوگوں کو ابوازہیر کے بدلے میں مار ڈالنا چاہا تو ام غیلان اور اس کی ساتھ والیاں سینہ سپر ہو کر کھڑی ہوگئیں اور انھیں روک دیا۔

ضرار کے اشعار ضرار بن الخطاب نے یہ شعر کہے:۔

جَزَى اللهُ عَنَّا أُمَّ غِيلَانَ صَالِحًا وَنِسْوَتَهَا إِذْهُنَّ شُعْثٌ عَوَاطِلُ

ام غیلان اور اس کی ساتھ والیوں کو اللہ تعالیٰ ہماری جانب سے جزائے خیر دے کہ وہ پریشان بال اور بے زیور و آرائش تھیں۔

فَهُنَّ دَفَعْنَ الْمَوْتَ بَعْدَ اقْتِرَابِهِ وَقَدْ بَرَزَتْ لِلثَّائِرِينَ الْمَقَاتِلُ

مذکورہ عورتوں نے موت کے نزدیک ہو جانے کے بعد اسے ہٹا دیا۔ حالانکہ خون کا بدلہ طلب کرنے والوں کے لیے قتل گاہیں ظاہر ہو گئی تھیں۔

دَعَتْ دَعْوَةً دَوْسًا فَسَالَتْ شِعَابُهَا بِعِزٍّ وَأَدَّتْهَا الشَّرَاجُ الْقَوَابِلُ

(ام غیلان نے) بنی دوس کو (صلح کی جانب) بلایا، تو اس کی شاخیں عزت کی جانب رواں ہو گئیں، اور مقابل کے نالوں نے ان شاخوں کو اور زیادہ کر دیا۔ یعنی سب کے سب صلح پر متفق ہو گئے۔

وَعَمْرًا جَزَاهُ اللهُ خَيْرًا فَمَا وَنَى وَمَا بَرَدَتْ مِنْهُ لَدَيَّ الْمَفَاصِلُ

اور اللہ تعالیٰ عمرو کو بھی جزائے خیر دے کہ اس نے سستی نہیں کی اور میرے پاس اس کے جوڑ بند سرد نہیں ہوئے، یعنی کوشش کرتا رہا۔

فَجَرَّدْتُ سَيْفِي ثُمَّ قُمْتُ بِنَصْلِهِ وَعَنْ أَيِّ نَفْسٍ بَعْدَ نَفْسِي أُقَاتِلُ

پس میں نے اپنی تلوار کھینچ لی۔ اور اس کے بعد اس کا پھل لے کر کھڑا ہو گیا۔ میں اپنے نفس کے بچانے کے لیے نہ لڑوں گا تو پھر کس کے لیے لڑوں گا۔

ام جمیل ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کیا کہ جو عورت ضرار کے لیے سینہ سپر ہو گئی تھی، اس کا نام ام جمیل تھا، اور بعض کہتے ہیں، ام غیلان تھا۔ کیا ممکن ہے کہ ام جمیل کے ساتھ ام غیلان بھی کھڑی ہو گئی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ ام غیلان کے ساتھ اور لوگ بھی اس کے لیے سینہ سپر ہوئے ہوں اور ان میں ام جمیل بھی ہو۔

پھر جب عمر بن الخطابؓ (خلافت پر) فائز ہوئے تو آپ کے پاس ام جمیل آئی اور وہ سمجھ رہی تھی کہ آپ ضرار کے بھائی ہیں، جب اس نے آپ کو نسب بتایا تو آپ کو وہ واقعہ یاد آگیا۔ آپ نے فرمایا، مجھے اسلامی بھائی چارے کے سوا اور کوئی رشتہ اس کے بھائی ہونے کا نہیں اور وہ غازی ہے (ام جمیل سے مخاطب ہو کر فرمایا) تیرا احسان جو اس پر ہے، یعنی ضرار بن الخطاب پر، میں اسے جانتا ہوں۔ پھر آپ نے ام جمیل کو اس لحاظ سے کچھ عنایت فرمایا کہ وہ مسافرہ تھی۔

باب ۶۳

ابوطالب اور حضرت خدیجہ رضؓ کی وفات

رسول اللہ صلعم کو ایذا ابن اسحٰق نے کہا: جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے گھر آ کر ستاتے تھے، وہ ابولہب، الحکم بن ابی العاص بن امیہ، عقبہ بن ابی معیط، عدی بن حمراء الثقفی اور ابن الاصداء الہذلی تھے۔ یہ آپ کے پڑوسی تھے، ان میں سے حکم بن ابی العاص کے سوا اور کسی نے اسلام اختیار نہیں کیا۔ مجھے خبر پہنچی ہے کہ ان میں سے بعض تو آپ کے نماز پڑھتے وقت آپ پر بکری کا بچہ دان ڈال دیتے اور بعض آپ کے پکانے کے برتن میں ڈال دیتے، جب وہ پکانے کے لیے رکھا جاتا۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک محفوظ مقام اختیار فرما لیا تھا کہ جب نماز ادا فرماتے تو اس مقام پر ان لوگوں سے پوشیدہ ہو جاتے۔ جب اس قسم کی گندگی وہ لوگ آپ پر ڈالتے تو آپ اسے ایک لکڑی پر لے کر نکلتے، دروازے پر کھڑے ہو کر فرماتے:۔

أَیْ عَبْدِ مُنَافٍ أَیُّ جَوَارٍ هٰذَا۔ اے عبد مناف! یہ کیسی ہمسائیگی ہے (یعنی کیا پڑوسی کا یہی حق ہے جو ادا کیا جا رہا ہے؟)

پھر اسے راستے پر ڈال دیتے، جیسا کہ مجھ سے عمر بن عبداللہ بن عروۃ نے عروۃ بن الزبیر سے روایت کی۔

ابوطالب اور خدیجہ رضؓ ابن اسحٰق نے کہا: پھر خدیجہ بنت خویلد اور ابوطالب دونوں کا ایک ہی سال میں انتقال ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خدیجہ رضؓ کے انتقال کے سبب سے جو آپ کے لیے تبلیغ اسلام میں سچی مددگار تھیں اور آپ کے چچا ابوطالب کے انتقال کے باعث، جو آپ کے کاموں میں قوت بازو، نگران کار اور قوم کے مقابلے میں محافظ و مددگار تھے، پے در پے مصیبتیں آنے لگیں، یہ واقعات مدینہ کی جانب آپ کے ہجرت کرنے سے تین سال پہلے کے ہیں۔

جب ابوطالب کا انتقال ہوا تو قریش کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے کے ایسے موقعے میسر آ گئے کہ ابوطالب کی زندگی میں ان کی امید بھی نہ ہو سکتی تھی، حتیٰ کہ قریش کے بیوقوفوں میں

سے ایک بیوقوف راستے میں آڑے آیا اور آپ کے سر پر مٹی ڈال دی۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے ہشام بن عروۃ نے اپنے والد عروۃ ابن الزبیر سے روایت کی۔ جب اس بیوقوف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر مٹی ڈالی تو آپ اسی حالت میں کہ مٹی آپ کے سر پر تھی، گھر میں تشریف لائے، صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی اٹھیں اور آپ (کے سر پر) کی مٹی دھونے لگیں، وہ روتی جاتی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے جاتے تھے: لَا تَبْكِي يَا بُنَيَّةُ فَإِنَّ اللّٰهَ مَانِعٌ أَبَاكِ (اے میری پیاری بیٹی! نہ رو، اللہ تیرے باپ کا محافظ ہے)

اسی اثناء میں یہ بھی فرماتے جاتے: مَا نَالَتْ مِنِّي قُرَيْشٌ شَيْئًا أَكْرَهُهُ حَتّٰى مَاتَ أَبُو طَالِبٍ (ابوطالب کے مرنے تک قریش مجھ سے ایسا کوئی برتاؤ نہ کر سکے، جو مجھے ناپسند ہوا ہو۔)

ابوطالب کا آخری وقت

ابن اسحٰق نے کہا: جب ابوطالب بیمار ہوئے اور ان کی بیماری کی خبر قریش کو ہوئی تو ان میں سے بعض نے کہا: حمزہؓ اور عمرؓ دونوں نے اسلام اختیار کر لیا ہے اور قریش کے تمام قبیلوں میں محمدؐ کی تبلیغ پھیل چکی ہے، ہمیں چاہیے، ابوطالب کے پاس جائیں کہ وہ اپنے بھتیجے سے ہمارے متعلق (کوئی عہد) لیں اور ہم سے (کوئی عہد) لے کر اسے دیں۔ کیونکہ ہمیں اس بات کا خوف ہے کہ یہ لوگ ہماری امارت چھین لیں گے۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عباس بن عبداللہ (بن معبد بن عباس) نے، انھوں نے اپنے بعض خاندان والوں سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت بیان کی، کہا: لوگ ابوطالب کے پاس گئے، اور ان سے گفتگو کی۔ ان میں عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام، امیہ بن خلف، ابوسفیان بن حرب اور ان کے علاوہ قوم کے اور برسرآوردہ افراد بھی تھے، ان لوگوں نے کہا: اے ابوطالب! آپ سے ہمارے جیسے تعلقات ہیں، آپ خوب جانتے ہیں، اب آپ کے پاس وہ چیز آ چکی ہے۔ جو آپ دیکھ رہے ہیں، اور ہمیں آپ کے متعلق (مر جانے کا) خوف ہے، آپ کے بھتیجے کے، اور ہمارے درمیان جیسے تعلقات ہیں، ان سے بھی آپ واقف ہیں، اس لیے انھیں بلائیے، ان کے لیے ہم سے (عہد) لیجیے اور ہمارے لیے ان سے (عہد) لیجیے۔ کہ وہ ہم (پر دست درازی) سے دست کش رہیں اور ہم ان (پر دست درازی) سے دست کش رہیں، ابوطالب نے آپ کو بلا بھیجا۔ آپ آئے تو کہا: اے میرے بھائی کے بیٹے! یہ لوگ تمھاری قوم کے سربرآوردہ ہیں اور تمھارے لیے جمع ہوئے ہیں کہ کچھ تم سے (عہد) لیں اور کچھ (عہد) تمھیں دیں۔

دعوت اسلام

راوی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

نَعَمْ كَلِمَةٌ وَاحِدَةٌ تُعْطُونِيهَا تَمْلِكُونَ بِهَا الْعَرَبَ وَتَدِينُ لَكُمْ بِهَا الْعَجَمُ۔

اچھا ایک بات کا تم مجھے (قول) دو، جس کے عوض تم عرب کے مالک ہو جاؤ گے اور اس کے سبب سے عجم بھی تمھاری اطاعت کرنے لگیں گے۔

راوی نے کہا: ابوجہل بولا بہت اچھا، تمھارے باپ کی قسم! (ایک نہیں) دس باتوں کا قول لو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

تَقُولُونَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَتَخْلَعُونَ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ۔

(اقرار کرو کہ) تم اللہ کے سوا کسی کو معبود نہیں کہو گے اور اس کے سوا جس کی (بھی) تم پوجا کرتے ہو اسے چھوڑ دو گے۔

راوی نے کہا، وہ تالیاں بجانے لگے، پھر اس کے بعد کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ سب معبودوں کو ایک معبود بنا دو؟ تمھاری بات تو عجیب ہے۔

راوی نے کہا: پھر انھوں نے ایک دوسرے سے کہا: واللہ ان باتوں میں سے، جو تم چاہتے ہو کسی بات پر بھی یہ شخص تمھیں قول دینے والا نہیں، پس چلو اور اپنے بزرگوں کے دین پر چلتے رہو، یہاں تک کہ اللہ تم میں اور اس میں کوئی فیصلہ کر دے۔

ابوطالب کی کیفیت

راوی نے کہا، پھر وہ لوگ اِدھر اُدھر چلے گئے اور ابوطالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: بھتیجے! واللہ! تم نے ان سے کوئی بعید (از عقل) بات کا سوال نہیں کیا، راوی نے کہا: جب ابوطالب نے یہ بات کہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود ان کے متعلق امید پیدا ہو گئی، راوی نے کہا، آپ نے ان سے فرمایا:۔

أَيْ عَمِّ فَأَنْتَ فَقُلْهَا أَسْتَحِلَّ لَكَ بِهَا الشَّفَاعَةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

چچا جان! تو آپ وہی بات کہہ دیجیے تاکہ اس کے سبب سے قیامت کے روز میری سفارش آپ کے لیے جائز ہو جائے۔

راوی نے کہا: جب انھوں نے اپنے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش دیکھی، تو کہا:۔ بھتیجے! اگر میرے بعد تم پر اور تمھارے بھائیوں پر طعنہ زنی کا اور قریش کی اس بدگمانی کا خوف نہ ہوتا کہ میں نے یہ الفاظ موت کی سختی پر صبر نہ کر کے کہہ دیے ہیں تو ضرور کہتا، اور یہ الفاظ بھی تم سے اس لیے کہہ رہا ہوں کہ ان سے تمھیں خوش کر دوں۔

راوی نے کہا، جب موت ابوطالب کے قریب ہو گئی تو عباس نے دیکھا کہ ہونٹ ہل رہے

تھے، عباس نے کان لگا کر سنا اور کہا: اے میرے بھائی کے بیٹے! واللہ! بے شبہ میرے بھائی نے وہ کلمہ کہا، جس کے کہنے کا آپ نے انھیں حکم دیا تھا۔

راوی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَمْ اَسْمَعْ۔ میں نے نہیں سنا۔

ص والقرآن

راوی نے کہا: اس جماعت کے بارے میں، جو آپ کے پاس جمع ہوئی تھی اور آپ نے جو کچھ کہا تھا اور انھوں نے آپ کو جو جواب دیا تھا، اس کے متعلق اللہ عزوجل نے یہ آیتیں نازل فرمائیں:۔

صٓ۔ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ۔ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّۃٍ وَّشِقَاقٍ ...... (الی قولہ)...... مَا سَمِعْنَا بِھٰذَا فِی الْمِلَّۃِ الْاٰخِرَۃِ۔	صٓ۔ نصیحت والے قرآن کی قسم! (کہ اس کی نصیحت میں کوئی نقصان نہیں، بلکہ کافر تکبر و مخالفت میں (ڈوبے ہوئے) ہیں۔ ...... (سے) ...... یہ بات تو ہم نے آخری ملت میں نہیں سُنی۔ ...... (تک)

اس سے ان کی مراد نصرانیت ہے۔ کیونکہ وہ تو کہا کرتے تھے (تین خدا ہیں) اور اللہ تین میں کا تیسرا ہے۔

اِنْ ھٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ۔	یہ تو صرف اپنی جانب سے نکالی ہوئی بات ہے۔

اس کے بعد ابو طالب کا انتقال ہو گیا۔

باب ۶۴

رسول اللہ صلعم کا سفرِ طائف

طائف میں ورود

ابن اسحٰق نے کہا: جب ابو طالب کا انتقال ہو گیا تو قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کا موقع مل گیا، یہ موقع ابو طالب کے زمانے میں انھیں حاصل نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی جانب تشریف لے گئے کہ بنی ثقیف سے مدد حاصل کریں اور اپنی قوم کے خلاف ان کی حفاظت میں رہیں، آپ اس امید پر تشریف لے گئے کہ اللہ کے پاس سے جو بات آپ لائے ہیں، شاید وہ اسے قبول کر لیں، آپ ان کے پاس تنہا تشریف لے گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے یزید بن زیاد نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف پہنچے تو آپ ان لوگوں کے پاس تشریف لے گئے، جو ان دنوں بنی ثقیف کے سردار اور ان میں سربرآوردہ تھے، وہ تین بھائی تھے، عبدیالیل، مسعود اور حبیب بن عمرو (بن عمیر بن عوف بن عقدہ بن غیرۃ بن عوف بن ثقیف) ان میں سے ایک کی زوجیت میں قریش کی شاخ بنی جمح کی ایک عورت تھی۔

دعوتِ اسلام

ان کے پاس جا کر آپ تشریف فرما ہوئے، انھیں اللہ کی جانب دعوت دی۔ اسلام کی اشاعت میں امداد اور مخالفوں کے مقابلے میں معیت کے متعلق گفتگو کی، ان میں سے ایک نے کہا: اگر اللہ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، تو میں کعبۃ اللہ کا غلاف ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوں گا۔ دوسرے نے کہا: رسول بنا کر بھیجنے کے لیے کیا اللہ کو تمھارے سوا کوئی اور نہ ملا؟ تیسرے نے کہا: واللہ! میں تجھ سے کبھی گفتگو نہ کروں گا۔ اگر حقیقت میں تو اللہ کی طرف سے رسول ہے، جیسا کہ تو کہتا ہے تو تو اس لحاظ سے بڑا خطرناک شخص ہے کہ تجھ سے بات کرنے اور تیرا جواب دینے میں خطرہ ہے۔ اگر تو اللہ پر افترا کر رہا ہے تو بھی مجھے لازم ہے کہ تجھ سے بات نہ کروں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور بنی ثقیف کی بھلائی سے مایوس ہو گئے، مجھ سے اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ آپ نے ان سے فرمایا: إِذْ فَعَلْتُمْ فَاكْتُمُوا عَنِّي (تم نے جو کیا، کیا، مگر جو کچھ مجھ سے سنا ہے، اسے راز میں رکھو۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند نہ تھی کہ لوگ اس باب میں کچھ سنیں، کیونکہ ان میں زیادہ برگشتگی پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔

مُنکروں کی ہنگامہ آرائی

ان تینوں نے گفتگو راز میں نہ رکھی، بلکہ اپنے یہاں کے اُوباشوں اور غلاموں کو (ایسا) ابھارا کہ وہ آپ کو گالیاں دینے اور آپ کے ساتھ ہو کر شور مچانے لگے۔ حتیٰ کہ لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے، آپ عتبہ بن ربیعہ و شیبہ بن ربیعہ کے باغ میں جانے پر مجبور ہو گئے، جب وہ دونوں اس میں موجود تھے، بنی ثقیف کے اوباش جو آپ کے ساتھ ہو گئے تھے، واپس ہو گئے تو آپ نے انگور کی بیل کی جانب قصد فرمایا اور سایے میں بیٹھ گئے۔ ربیعہ کے دونوں لڑکے آپ کو دیکھ رہے تھے اور آپ کے ساتھ طائف کے اوباشوں کا برتاؤ بھی دیکھ رہے تھے مجھے یہ بھی خبر پہنچی ہے کہ آپ کو (وہاں بنی جمح میں کی ایک عورت ملی تو آپ نے اس سے فرمایا، مَاذَا لَقِیْنَا مِنْ اَحْمَائِكَ (تو نے دیکھا کہ) ہمیں تیرے سُسرال سے کیا ملا (کیسی آفت انھوں نے ہم پر ڈھائی)

رسُولُ اللہ صلعم کی دُعا

مجھ سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطمینان سے تشریف فرما ہوئے تو آپ نے کہا:

اَللّٰهُمَّ اِلَیْكَ اَشْكُو ضَعْفَ قُوَّتِیْ وَ قِلَّةَ حِیْلَتِیْ وَهَوَانِیْ عَلَى النَّاسِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ وَاَنْتَ رَبِّیْ اِلٰى مَنْ تَكِلُنِیْ اِلٰى بَعِیْدٍ یَتَجَهَّمُنِیْ اَمْ اِلٰى عَدُوٍّ مَلَّكْتَهٗ اَمْرِیْ اِنْ لَّمْ یَكُنْ بِكَ عَلَیَّ غَضَبٌ فَلَا اُبَالِیْ، وَلٰكِنَّ عَافِیَتَكَ هِیَ اَوْسَعُ لِیْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلُحَ عَلَیْهِ اَمْرُ الدُّنْیَا۔ وَ الْاٰخِرَةِ مِنْ اَنْ تُنْزِلَ بِیْ

یا اللہ! میں اپنی کمزوری، ضعف تدبیر اور لوگوں میں اپنی ذلت کی شکایت تجھی سے کرتا ہوں، اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے! تُو کمزوروں کو ترقی پر پہنچانے والا ہے اور تو میری پرورش کرنے والا ہے، تو مجھے کس کے حوالے کر رہا ہے، (کیا) ایسے دُور والے کے جو مجھ سے تُرش رو ہو کر پیش آتا ہے یا ایسے دشمن کے جو میرے معاملے کا مالک بنا دیا ہے؟ اگر مجھ پر تیرا غصہ نہیں تو میں کوئی پروا نہیں کرتا۔ مگر تیری عافیت میرے لیے بہت وسیع ہے، میں تیرے چہرے کے اس نور کی پناہ لیتا ہوں، جس سے اندھیرے دور ہوتے ہیں۔ دنیا و آخرت کے معاملے سُدھرتے ہیں، اس بات سے کہ مجھ پر

غَضَبُكَ اَوْ تُحِلَّ عَلَيَّ سَخَطُكَ لَكَ الْعُتْبٰى حَتّٰى تَرْضٰى۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ | تیرا غضب نازل ہو یا مجھ پر تیری خفگی ہو (مجھے) تیری ہی رضامندی کی طلب ہے۔ حتیٰ کہ تو راضی ہو جائے اور تیرے سوا کسی میں نہ کوئی ضرر دور کرنے کی قوت ہے ..... اور نہ نفع حاصل کرنے کی۔

عدّاس نصرانی کا واقعہ

ربیعہ کے دونوں بیٹوں عتبہ اور شیبہ نے آپ سے جو سلوک ہو رہا تھا، دیکھا تو ان کے دل میں رحم کا جذبہ حرکت میں آیا۔ انھوں نے اپنے ایک نصرانی چھوکرے کو بلایا، جس کا نام عداس تھا اور اس سے کہا: انگور کا ایک خوشہ لے، تھالی میں رکھ اور اس شخص کے پاس لے جا، تاکہ اسے وہ کھائے۔ عداس نے ویسا ہی کیا، وہ خوشہ لے کر آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا اور پھر آپ سے کہا، کھائیے! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ہاتھ ڈالا تو فرمایا: بسم اللہ! اور تناول فرمایا۔ عداس آپ کی صورت دیکھنے لگا اور کہا، واللہ! یہ بات تو ایسی ہے کہ یہاں کی بستیوں کے لوگ نہیں کہا کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:۔

وَمِنْ اَهْلِ اَيِّ الْبِلَادِ اَنْتَ يَا عَدَّاسُ وَمَا دِيْنُكَ؟ | اے عداس! تو کس بستی کا ہے، اور تیرا دین کیا ہے؟

نینوا اور یونسؑ

اس نے کہا: میں نصرانی ہوں اور نینویٰ کا باشندہ ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اَمِنْ قَرْيَةِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ يُوْنُسُ بْنِ مَتّٰى (کیا اس نیک شخص کی بستی کا، جس کا نام یونس بن متی تھا؟)

عداس نے کہا، آپ کو کیا خبر، کہ یونس بن متی کون تھا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذَالِكَ اَخِيْ كَانَ نَبِيًّا وَاَنَا نَبِيٌّ (وہ میرے بھائی نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں)

یہ سنتے ہی عداس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک پڑا۔ اور آپ کا سر، ہاتھ اور پاؤں چومنے لگا۔ راوی نے کہا، ربیعہ کے دونوں بیٹے ایک دوسرے سے کہنے لگے، تمھارے چھوکرے کو اس نے بگاڑ دیا ہے۔ پھر جب وہ ان دونوں کے پاس آیا، تو انھوں نے کہا: ارے کم بخت عدّاس! تجھے کیا ہو گیا کہ اس شخص کا سر، ہاتھ اور پاؤں چومنے لگا۔ اس نے کہا: اے میرے سردار! زمین پر کوئی چیز ان سے بہتر نہیں، انھوں نے مجھے ایسی بات بتائی، جسے نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ان

دونوں نے کہا، ارے کم بخت! کہیں وہ تجھے تیرے دین سے برگشتہ نہ کر دے، تیرا دین تو اس کے دین سے بہتر ہے۔

جنوں کا قرآن سننا

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی ثقیف کی بھلائی سے ناامید ہو گئے۔ تو طائف سے مکہ تشریف لائے، آپ مقام نخلہ میں تھے، رات کو آپ نماز پڑھنے لگے تو آپ کے پاس سے جنوں کی وہ جماعت گزری، جس کا ذکر اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے۔ مجھے ان کے متعلق جو خبر ملی ہے، اس کے لحاظ سے وہ سات جن نصیبین کے رہنے والے تھے وہ تلاوت سنتے رہے اور جب آپ نے نماز سے فراغت پائی تو اپنی قوم کی طرف واپس ہوئے، اسے ڈرایا، خود انھوں نے ایمان اختیار کیا اور جو کچھ سنا تھا، اسے قبول کیا، اللہ تعالیٰ نے ان کی خبر آپ کو دی اور فرمایا:۔

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ ...... (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَيُجِرْكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ.	(اے نبیؐ، اس وقت کو یاد کر جب ہم نے تیری جانب جنوں کی ایک جماعت کو مائل کر دیا کہ وہ قرآن سن رہے تھے (اس قول سے ..... اور وہ تمھیں دردناک عذاب سے پناہ دے گا ..... تک)

پھر فرمایا:۔

قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ (الیٰ اٰخر القصۃ من خبرھم فی ھٰذہ السورۃ)	(اے نبیؐ، کہہ! میری جانب وحی آئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا (قصے کے آخر تک جو اس سورۃ میں ان کے متعلق خبر ہے)

باب ۶۵

قبائل کو دعوتِ اسلام

قبائل کو دعوت

ابن اسحٰق نے کہا: اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے۔ صورت حال یہ تھی کہ آپ کی قوم آپ کی مخالفت اور آپ کے دین سے علٰحدگی میں پہلے سے بھی زیادہ سخت ہو گئی تھی۔ صرف تھوڑی سی تعداد کمزور لوگوں کی تھی، جو آپ پر ایمان لائے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی اجتماع کا موقع آتا، تو مختلف قبیلوں کے پاس جا کر انھیں اللہ کی طرف دعوت دیتے، اور آگاہ کرتے کہ آپ (اللہ کی جانب سے) بھیجے ہوئے نبی ہیں، ان سے اپنی تصدیق اور حفاظت کا مطالبہ فرماتے تاکہ آپ اللہ تعالیٰ کے وہ احکام صاف صاف بیان کریں، جن کے لیے آپ مبعوث ہوئے تھے۔

ہمارے ایک دوست نے جسے میں جھوٹا نہیں سمجھتا، زید بن اسلم سے اور انھوں نے ربیعہ بن عباد الدؤلی سے بیان کیا یا اس شخص نے بیان کیا، جس سے ابو زناد نے روایت کی۔

دعوت کے اہم نکات

مجھ سے حسین بن عبداللہ (بن عبیداللہ بن عباس) نے بیان کیا، کہ میں نے ربیعہ بن عباد سے سنا، جن سے میرے والد بیان کر رہے تھے، کہا: میں نوجوان تھا اور اپنے والد کے ساتھ منیٰ میں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے قبیلوں کی منزلوں میں ٹھہرے ہوئے فرما رہے تھے:۔

يَا بَنِي فُلَانٍ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ، يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَأَنْ تَخْلَعُوا مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللهِ مِنْ هٰذِهِ الْأَنْدَادِ وَأَنْ تُؤْمِنُوا بِي وَتُصَدِّقُوا بِي	اے فلاں قبیلے والو! میں تمھاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں، جو تمھیں حکم دیتا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور اللہ کے سوا اس کے مقابل ٹھہرائی ہوئی ہستیوں کو، جن کی تم پرستش کرتے ہو، چھوڑ دو۔ مجھ پر ایمان لاؤ اور مجھے سچا جانو اور میری حفاظت کرو

وَتَمْنَعُوْنِي حَتّٰى اُبَيِّنَ عَنِ اللّٰهِ مَا بَعَثَنِيْ بِهٖ — کہ اللہ نے جو چیزیں مجھے دے کر بھیجا ہے، میں انھیں صاف صاف بیان کروں۔

ابولہب کی مخالفت

راوی نے کہا: آپ کے پیچھے ایک بھینگا سرخ و سپید شخص تھا، جس کے دو چوٹیاں تھیں اور عدنی حُلّہ پہنے ہوئے تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ ختم فرماتے تو وہ کہنے لگتا: اے فلاں قبیلے والو! یہ شخص اس امر کی جانب تمھیں دعوت دیتا ہے۔ کہ تم اپنی گردنوں سے لات و عزّیٰ کا جوا نکال پھینکو، بنی مالک بن اقیش کے جنّ، جو تمھارے حلیف ہیں، ان سے الگ ہو جاؤ اور جو بدعت و گمراہی یہ شخص لایا ہے اس کی طرف مائل ہو جاؤ، پس تم اس کی اطاعت نہ کرو اور اس کی بات نہ سُنو۔

راوی نے کہا: میں نے اپنے والد سے پوچھا: بابا جان! یہ کون ہے جو اس شخص کے پیچھے پیچھے چلا جا رہا ہے اور وہ جو کچھ کہتا ہے، یہ اس کا رد کرتا جاتا ہے؟ والد نے جواب دیا: یہ اس شخص کا چچا ابولہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب ہے۔

بنی کندہ اور بنی عبداللہ

ابن اسحٰق نے کہا: ہم سے ابن شہاب الزہری نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی کندہ کی قیام گاہوں میں بھی تشریف لے گئے، بلیح ان کا سردار تھا اور انھیں اللہ کی طرف دعوت دی تو انھوں نے بھی انکار کیا۔

محمد بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن حصین نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ بنی کلب کی ایک شاخ کے منازل میں بھی تشریف لے گئے جو بنی عبداللہ کہلاتی تھی۔ اللہ کی طرف آنے کی دعوت دی اور اپنی حفاظت کا مسئلہ ان کے سامنے پیش فرمایا۔ یہاں تک کہ آپ ان سے فرماتے تھے:۔

يَا بَنِيْ عَبْدَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحْسَنَ اسْمَ اَبِيْكُمْ۔ — اے بنی عبداللہ! اللہ نے تمھارے باپ کو اچھا نام دیا ہے۔

بنی حنیفہ

انھوں نے بھی آپ کی پیش کی ہوئی دعوت قبول نہ کی۔ ایک ساتھی نے عبداللہ بن کعب (بن مالک) سے سنی ہوئی روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی حنیفہ کی قیام گاہوں میں بھی تشریف لے گئے، انھیں بھی اللہ کی جانب مدعو کیا۔ آپ کی دعوت کا جو جواب انھیں نے دیا۔ عربوں میں سے کوئی بھی ان سے زیادہ بُرا جواب دینے والا نہ نکلا۔

بنی عامر

مجھ سے زہری نے بیان کیا کہ آپ بنی عامر بن صعصعہ کے پاس بھی تشریف لے گئے اور اپنی حفاظت کا مسئلہ ان کے سامنے پیش فرمایا، ان میں سے ایک شخص

نے، جو بیحرۃ بن فراس کہلاتا تھا۔ ــــــــــــــ

ــــ (ابن ہشام نے سلسلہ نسب یوں بیان کیا ہے: فراس بن عبداللہ بن سلمۃ الخیر بن قشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ) کہا، اگر میں اس قریشی جوان کو لے لوں تو اس کے ذریعے سے سارے عرب کو ہضم کر جاؤں، پھر اس نے آپ سے کہا: اچھا، یہ بتاؤ کہ اگر تمھارے پیش کیے ہوئے دعوے پر تم سے ہم بیعت کر لیں اور اللہ تمھیں ان لوگوں پر غلبہ دے دے جو تمھاری مخالفت کر رہے ہیں، تو کیا تمھارے بعد حکومت ہمیں ملے گی؟۔

آپ نے فرمایا:۔

اَلْاَمْرُ اِلَى اللّٰهِ يَضَعُهُ حَيْثُ يَشَاءُ

حکومت اللہ کے اختیار میں ہے، وہ جسے چاہے، دے۔

اس نے کہا: کیا ہم تمھاری حفاظت کے لیے اپنے گلے عرب کے تیروں کا نشانہ بنائیں، اور جب اللہ تمھیں فتح نصیب کرے تو حکومت ہمیں ملنے کے بجائے غیروں کو ملے؟ ہمیں تمھاری ضرورت نہیں انھوں نے بھی انکار کیا اور جب لوگ (حج سے) واپس ہوئے تو بنی عامر بھی لوٹ گئے اور اپنے ایک بوڑھے کے پاس گئے، جس نے بڑی عمر پائی تھی، حتیٰ کہ اجتماعات میں بھی وہ لوگوں کے ساتھ نہ جا سکتا تھا اور لوگ لوٹ کر اس کے پاس جاتے، جو کچھ اجتماع میں پیش آتا، اس سے بیان کرتے۔

ایک بوڑھے کا تاسف

اس سال جب وہ اس کے پاس گئے تو اس نے ان سے واقعات دریافت کیے، ان لوگوں نے کہا: ہمارے پاس ایک قریشی جوان جو بنی عبد المطلب میں سے تھا، آیا، اس کا دعویٰ تھا کہ وہ نبی ہے۔ وہ ہمیں اس بات کی دعوت دے رہا تھا کہ ہم اسے دشمنوں سے بچائیں، اس کی حفاظت کریں اور اپنی بستی میں لے آئیں، راوی نے کہا: پھر تو بوڑھے نے اپنے ہاتھ سر پر رکھ لیے اور کہا: اے بنی عامر! کیا اس کوتاہی کی کوئی تلافی ممکن ہے؟ کیا گزرا ہوا موقع واپس آ سکتا ہے؟ (یعنی کیا تم نے اس کے متعلق کچھ غور کیا ہے کہ نتیجہ کیا ہوگا؟) قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں فلاں شخص (خود بوڑھے) کی جان ہے، اب تک بنی اسمٰعیل میں سے کسی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ نہیں کیا، بے شبہ وہ سچا ہے، تمھاری عقل کہاں چلی گئی تھی؟

سوید بن الصامت

ابن اسحٰق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت یہی رہی کہ موسم حج وغیرہ میں جہاں کہیں کوئی مجمع آپ کو نظر آتا، اس کے پاس تشریف لے جاتے، قبائل کو اللہ اور اسلام کی جانب دعوت دیتے اور اپنی ذات کو اور جو ہدایت و رحمت

اللہ کے پاس سے آپ کے پاس آئی تھی (یعنی قرآن) ظاہر فرماتے۔ عرب سے مکہ آنے والوں میں سے جس کی خبر آپ کو مل جاتی کہ فلاں ناموریا فلاں سربرآوردہ ہے۔ آپ اس کی طرف متوجہ ہوجاتے، اسے اللہ کی طرف بلاتے اور اپنے اصول اس کے سامنے بیان فرماتے۔

اشعار سوید

ابن اسحٰق نے کہا، ہم سے عاصم بن عمر بن قتادۃ الانصاری الظفری نے اپنی قوم کے (بڑے، بوڑھوں سے روایت کی۔ انھوں نے کہا، سوید ابن الصامت بنی عمرو بن عوف والا حج وعمرہ کے لیے مکہ آیا۔ اسے اس کی قوم نے اپنے یہاں "کامل" کا نام دے رکھا تھا۔ جس کا سبب اس کی قوت جسمانی، شاعری کے علاوہ سربرآوردہ اور ذی نسب ہونا تھا۔ اسی نے یہ شعر کہے ہیں:۔

أَلَا رُبَّ مَنْ تَدْعُو صَدِيقًا وَلَوْ تَرَى ۔۔۔ مَقَالَتَهُ بِالْغَيْبِ سَاءَكَ مَا يَفْرِي

ہاں! بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں، جنھیں تو دوست (کہہ کے) پکارتا ہے۔ لیکن کاش پیٹھ پیچھے کی اس کی باتوں کا تجھے علم ہوتا تو اس کے توڑ جوڑ تجھے برا لگتا۔

مَقَالَتُهُ كَالشَّهْدِ مَا كَانَ شَاهِدًا ۔۔۔ وَبِالْغَيْبِ مَأْثُورٌ عَلَى ثُغْرَةِ النَّحْرِ

جب وہ روبرو ہوتا ہے تو اس کی باتیں چربی کی طرح (نرم) اور پیٹھ پیچھے وگدگی کے گڑھے کے لیے تلوار (باعث ہلاکت)

يَسُرُّكَ بَادِيهِ وَتَحْتَ أَدِيمِهِ ۔۔۔ نَمِيمَةُ غِشٍّ تَبْتَرِي عَقِبَ الظَّهْرِ

اس کا ظاہر تجھے خوش کر دیتا ہے اور اس کی کھال کے نیچے غیر مخلصانہ سرگوشی ہے، جو پیٹھ کے پٹھے کاٹ دیتی ہے۔

تُبِينُ لَكَ الْعَيْنَانِ مَا هُوَ كَاتِمٌ ۔۔۔ مِنَ الْغِلِّ وَالْبَغْضَاءِ بِالنَّظَرِ الشَّزْرِ

بغض و کینہ جسے کنکھیوں میں چھپائے رکھتا ہے، اسے اس کی آنکھیں خود تجھ پر ظاہر کردیں گی۔

فَرِشْنِي بِخَيْرٍ طَالَمَا قَدْ بَرَيْتَنِي ۔۔۔ وَخَيْرُ الْمَوَالِي مَنْ يَرِيشُ وَلَا يَبْرِي

تو نے بڑا زمانہ میری مخالفت میں گزارا، کچھ تو بھلائی سے میری امداد کر۔ کیونکہ دوستوں میں بہترین شخص وہ ہے، جو امداد و اصلاح کرتا ہے اور کمزور کرنے کے درپے نہیں رہتا۔

بنی سُلیم کے ایک شخص سے جھگڑا اور اسی نے ذیل کے اشعار بھی کہے ہیں، ان سے متعلقہ واقعہ یہ ہے کہ بنی سلیم میں کی ایک شاخ بنی زعب بن مالک کے ایک شخص سے ایک سو اونٹوں کے متعلق سوید کا جھگڑا تھا۔ ایک کاہنہ سے فیصلہ ثالثی طلب کیا تو اس نے سوید کے موافق فیصلہ کیا۔ اور کاہنہ کے پاس سے سوید اور بنی سلیم کا شخص وہ دونوں لوٹ کر آئے، ان کے ساتھ کوئی تیسرا شخص نہ تھا، جب اس مقام پر پہنچے، جہاں سے دونوں کے راستے الگ ہوتے تھے تو سوید نے کہا: اے بنی سلیم والے! میرے اونٹ مجھے دے دے، اس نے جواب دیا: میں تیرے پاس بھیج دوں گا۔ سوید نے کہا، جب میرے ہاتھ سے تم نکل جاؤ گے تو انھیں بھیجنے کی ضمانت کون کرتا ہے؟ اس نے کہا: میں۔ سوید نے کہا: ایسا نہیں ہوسکتا، اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جب تک مجھے میرا مال نہ مل جائے، تو میرے پاس سے جدا نہیں ہوسکتا۔ پھر دونوں ایک دوسرے سے گتھ گئے تو سوید نے بنی سلیم کے آدمی کو زمین پر دے مارا اور رسّی سے باندھ لیا۔ پھر اسے لے کر بنی عمرو بن عوف کے احاطے میں گیا اور اس کے پاس ہی رہا، یہاں تک کہ بنی سلیم کے آدمی نے سوید کا حق اسے ادا کر دیا۔

سوید کی حق رسی اسی کے متعلق اس نے یہ شعر کہے ہیں:۔

لَا تَحْسَبَنِّیْ یَا ابْنَ زِعْبِ بْنِ مَالِکٍ   کَمَنْ کُنْتَ تُرْدِیْ بِالْغُیُوْبِ وَ تَخْتِلُ

اے ابن زعب بن مالک! مجھے ان لوگوں کا سا نہ سمجھ، جنھیں تُو مخالفت کر کے ہلاکت میں ڈالتا اور دھوکا دیتا رہا۔

تَحَوَّلْتَ قِرْنًا اِذْ صُرِعْتُ بِعِزَّۃٍ   کَذٰلِکَ اِنَّ الْحَازِمَ الْمُتَحَوِّلُ

جب میں نے غلبہ حاصل کر کے پچھاڑا، تو اپنے مقابل کو پیٹھ پر اٹھا لیا، اور عقل مند ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے والے اسی طرح کیا کرتے ہیں۔

ضَرَبْتُ بِہٖ اِبْطَ الشِّمَالِ فَلَمْ یَزَلْ   عَلٰی کُلِّ حَالٍ خَدُّہٗ هُوَ اَسْفَلُ

اسے میں نے بائیں بغلی ماری تو اس کے بعد اس کا رخسار ہر حالت میں نیچا ہی رہا۔

بہت سے اشعار میں وہ اسی واقعے کا ذکر کیا کرتا ہے۔

رسُول اللہ صلعم سے ملاقات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کے آنے کی خبر سنی، تو اس کی طرف توجہ فرمائی اور اسے اسلام و اللہ کی جانب دعوت دی تو سوید نے آپ سے کہا، شاید آپ کے پاس کچھ ایسی ہی چیزیں ہیں، جو میرے پاس بھی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:۔

وَمَا الَّذِیْ مَعَكَ؟ — وہ کیا چیز ہے جو تیرے پاس ہے؟

اس نے کہا، مجلّۃ لقمان یعنی صحیفۂ لقمان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَعْرِضْھَا عَلَیَّ (اسے میرے سامنے پیش کر)

اس نے پیش کیا تو آپ نے فرمایا:۔

اِنَّ ھٰذَا الْکَلَامُ حَسَنٌ وَّ الَّذِیْ مَعِیْ اَفْضَلُ مِنْ ھٰذَا قُرْاٰنٌ اَنْزَلَهُ اللّٰهُ عَلَیَّ ھُوَ ھُدًی وَّ نُوْرٌ۔ — بے شک! یہ کلام تو اچھا ہے۔ مگر جو چیز میرے پاس ہے۔ وہ اس سے بہتر ہے، وہ قرآن ہے جسے اللہ نے مجھ پر اتارا ہے۔ وہ سراپا ہدایت و نور ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قرآن پڑھ کر سنایا اور اسلام کی دعوت دی تو اس نے اس سے دوری اختیار نہ کی اور کہا: بے شک! یہ کلام خوب ہے۔ پھر آپ کے پاس سے لوٹ کر اپنی قوم کے پاس مدینہ پہنچا اور تھوڑی مدت بعد اسے بنی خزرج نے قتل کر دیا، اس کی قوم کے لوگ کہتے تھے، ہم سمجھتے ہیں کہ وہ مسلمان ہونے کی حیثیت میں قتل ہوا، اس کا قتل جنگ بعاث کے پہلے کا واقعہ ہے۔

ایاس بن معاذ

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے حصین بن عبدالرحمٰن (بن عمرو بن سعد بن معاذ) نے محمود بن لبید سے روایت کی۔ انھوں نے کہا، جب ابوالحیسر انس ابن رافع مکہ آیا تو اس کے ساتھ بنی عبدالاشہل کے چند نوجوان بھی تھے، انھیں میں ایاس بن معاذ تھا، یہ لوگ اپنی قوم بنی خزرج کے خلاف قریش سے عہد و پیمان کرنے کے لیے آئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آمد کی خبر سُنی تو ان کے پاس تشریف لے گئے، بیٹھے اور فرمایا:۔

ھَلْ لَکُمْ فِیْ خَیْرٍ مِّمَّا جِئْتُمْ لَهٗ؟ — جس بات کے لیے تم آئے ہو، کیا اس سے بہتر کسی چیز کی خواہش ہے؟

راوی نے کہا: وہ بولے، کیا چیز ہے؟ فرمایا:۔

اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ بَعَثَنِیْ اِلَی الْعِبَادِ اَدْعُوْهُمْ اِلٰی اَنْ یَّعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا یُشْرِکُوْا بِهٖ شَیْئًا وَاَنْزَلَ عَلَیَّ الْکِتَابَ

میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے مجھے بندوں کی جانب بھیجا ہے کہ اس امر کی جانب بلاؤں: وہ اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور اس نے مجھ پر کتاب بھی اتاری ہے۔

راوی نے کہا: پھر آپ نے ان سے اسلام کا ذکر فرمایا اور انھیں قرآن پڑھ کر سنایا۔ ایاس بن معاذ نے جو کم سن تھے، کہا: اے قوم! واللہ! یہ تو اس سے بہتر ہے، جس کے لیے تم آئے ہو، ابوالحیسر انس بن رافع نے یہ سن کر وادی کی مٹی دونوں ہاتھوں میں بھر کر ایاس بن معاذ کے منہ پر ماری اور کہا، ہمارے پاس سے نکل، میں اپنی عمر کی قسم کھاتا ہوں کہ ہم اس کے سوا کسی اور چیز کے لیے آئے ہیں۔ ایاس خاموش ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ لوگ مدینہ کی جانب لوٹ گئے۔ پھر اوس و خزرج میں جنگِ بعاث ہوئی، اس کے بعد چند روز بھی نہ گزرے کہ ایاس بن معاذ کا انتقال ہو گیا۔

محمود بن لبید نے کہا: یہ خبر مجھے ایسے شخص نے دی، جو ایاس کی قوم میں سے تھا اور انتقال کے وقت موجود تھا، لوگ مسلسل ان سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ سنتے رہے، حتیٰ کہ انتقال ہو گیا۔ وہ اس بات میں کچھ شبہ نہ رکھتے تھے کہ ان کا انتقال اسلام پر ہوا، انھیں شعورِ اسلام اسی وقت سے پیدا ہو گیا تھا، جب سے انھوں نے مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ سن لیا تھا، جو آپ نے فرمایا تھا۔

باب ۶۶

انصار اور عقبۂ اولےٰ

انصار میں اسلام کی ابتدا

ابن اسحٰق نے کہا، اللہ تعالیٰ نے جب اپنے دین کو غالب کرنا، نبیؐ کو معزز بنانا اور آپ سے جو وعدے کیے تھے، انھیں پورا کرنا چاہا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانہ حج میں نکلے، جس میں آپ نے انصار کی ایک جماعت سے ملاقات کی اور عرب کے قبیلوں کے پاس پہنچے، جس طرح حج کے ہر زمانے میں پہنچا کرتے تھے۔ آپ عقبہ کے پاس تھے، بنی خزرج کی ایک جماعت سے آپ نے ملاقات کی، جس کی بھلائی اللہ تعالیٰ کو منظور تھی۔ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے اپنی قوم کے (بڑے) بوڑھوں سے روایت کی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے ملے تو فرمایا:

مَنْ اَنْتُمْ (تم کون ہو؟) انھوں نے کہا: بنی خزرج کے لوگ ہیں، فرمایا اَمِنْ مَوَالِی یَهُوْدُ (کیا یہودیوں کے دوست؟) انھوں نے کہا: ہاں! فرمایا: اَفَلَا تَجْلِسُوْنَ اُکَلِّمُکُمْ (کیا تم بیٹھو گے نہیں کہ میں تم سے کچھ گفتگو کروں؟) انھوں نے کہا: کیوں نہیں (ہم ضرور بیٹھ کر آپ سے گفتگو کریں گے)

دعوتِ اسلام

پھر وہ بیٹھ گئے تو آپ نے انھیں اللہ کی طرف دعوت دی، ان کے سامنے اسلام پیش فرمایا اور انھیں قرآن پڑھ کر سنایا۔ راوی نے کہا، اللہ تعالےٰ نے انھیں اسلام کے لیے یوں تیار کر دیا تھا کہ ان کے ساتھ یہودی رہتے تھے، وہ اہل کتاب اور علم والے تھے اور یہ مشرک و بت پرست تھے اور ان کی بستیوں میں انھیں غلبہ حاصل تھا، جب ان میں کوئی لڑائی جھگڑا ہوتا، تو یہودی ان سے کہتے: ابھی چند روز میں ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے، جس کا زمانہ بہت قریب آچکا ہے ہم اس کی پیروی کریں گے اور اس کے ساتھ رہ کر تمھیں عاد و ارم کی طرح قتل کریں گے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے گفتگو فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی طرف انھیں مدعو کیا تو ان میں سے بعض نے کہا: لوگو! سمجھ لو، واللہ! ضرور یہ نبی وہی ہے، جس کا ذکر تم سے یہودی کیا کرتے تھے، دیکھو، کہیں وہ اس کی جانب تم پر سبقت نہ لے جائیں۔

غرض جس چیز کی دعوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی، انھوں نے اسے قبول کر لیا۔ آپ کی تصدیق کی اور اسلام اختیار کرتے ہوئے آپ سے عرض کی: ہم نے اپنی قوم کو ایسی حالت میں چھوڑا ہے کہ عداوت و فتنہ جس قدر ان میں ہے، کسی اور قوم میں نہیں، شاید آپ کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ان میں اتحاد پیدا کر دے، ہم ان کے پاس جائیں گے اور آپ کے معاملہ (نبوت) کی جانب انھیں بھی مدعو کریں گے، انھیں بھی آپ کے اس دین کی طرف دعوت دیں گے، جو ہم نے قبول کر لیا ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے انھیں آپ کے متعلق متفق کر دے تو کوئی آپ سے زیادہ عزیز نہ ہوگا۔

پہلے خوش نصیب

ابن اسحٰق نے کہا، میری اطلاع کے مطابق وہ بنی خزرج کے چھ آدمیوں کی جماعت تھی، ان میں بعض بنی النجار میں کے تھے، جو تیم اللہ کے نام سے مشہور تھے۔ پھر بنی النجار کی بھی ایک شاخ بنی النجار بن ثعلبہ (بن عمرو بن الخزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر) میں سے تھے (اور وہ دو آدمی تھے)، اسعد بن زرارہ (بن عدس بن عبید بن ثعلبہ ابن غنم بن مالک بن النجار) جو ابوامامہ کے نام سے مشہور تھے اور عوف ابن الحارث (بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار) جو ابن عفراء کہلاتے تھے۔

(ابن ہشام نے کہا: عفراء، عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار کی بیٹی تھی)

ابن اسحٰق نے کہا، بعض بنی زُریق کے تھے اور بنی زریق میں سے بھی شاخ عامر بن زُریق (بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جُشَم بن الخزرج کے)۔ ابن ہشام نے کہا: بعض لوگ عامر بن ازرق کہتے ہیں۔

اسی شاخ کے رافع بن مالک (بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق) تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا: بنی سلمہ بن سعد (بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جُشَم بن الخزرج) کی شاخ بنی سواد بن غنم (بن کعب بن سلمہ) کے قطبہ بن عامر (ابن حدیدہ بن عمرو بن غنم بن سواد) تھے۔

(ابن ہشام نے کہا کہ عمرو سواد کا بیٹا تھا اور سواد کے غنم نامی کوئی بیٹا نہ تھا۔)

ابن اسحٰق نے کہا: بنی حرام بن کعب (بن غنم بن کعب بن سلمہ) میں سے عقبہ بن عامر (بن نابی بن زید بن حرام) تھے۔

بنی عبید بن عدی (بن غنم بن کعب بن سلمہ) میں سے جابر بن عبد اللہ (بن رئاب بن النعمان بن سنان بن عبید) تھے جب یہ لوگ اپنی قوم کے پاس مدینہ پہنچے، تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کیا تو انھیں اسلام کی دعوت دی، یہاں تک کہ ان میں بھی اسلام پھیل گیا۔

اور انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر ایسا نہ رہا، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ نہ ہو رہا ہو۔

عقبۂ اولیٰ

جب آیندہ سال آیا تو زمانۂ حج میں انصار کے بارہ آدمی پہنچے۔ اور مقام عقبہ میں رسول اللہ صلعم سے ملاقات کی۔ اسی کا نام عقبۃ الاولیٰ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کی بیعت کے طریقے پر بیعت کی، یہ واقعہ ان لوگوں پر جنگ فرض ہونے سے پہلے کا تھا۔ ان میں بنی النجار کی شاخ بنی مالک بن النجار کے اسعد بن زرارہ (بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم ابن مالک بن النجار) بھی تھے، جو ابو امامہ کے نام سے مشہور تھے، عوف و معاذ، جو حارث بن رفاعہ (بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار) کے بیٹے تھے اور جن کی ماں کا نام عفراء تھا، بنی عامر بن زریق میں سے رافع بن مالک (بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق) بھی تھے اور ذکوان بن قیس (بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق) بھی۔ (ابن ہشام نے کہا، ذکوان مہاجر بھی ہیں انصاری بھی)

بنی عوف بن الخزرج کی شاخ بنی غنم بن عوف بن الخزرج میں سے، جو قواقل کے نام سے مشہور تھے، عبادہ بن الصامت (ابن قیس بن احرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم) اور ابو عبدالرحمٰن جن کا نام یزید بن ثعلبہ (بن خزمہ بن احرم بن عمرو بن عمارہ) تھا۔ اور بنی غصینہ کی شاخ بَلی کے جوان کے (بنی غنم کے) حلیف تھے۔

ابن ہشام نے کہا: انھیں قواقل اس لیے کہا جاتا تھا کہ جب ان کی پناہ میں کوئی شخص آتا، تو اسے ایک تیر دیتے اور کہتے: قوقل بہ بیثرب حیث شئت (یہ تیر لے کر یثرب میں جہاں چاہے، جا) نیز قوقلہ ایک قسم کی رفتار کو کہتے ہیں ...... ابن اسحٰق نے کہا: بنی سالم بن عوف (بن عمرو بن عوف بن الخزرج) کی شاخ بنی العجلان بن زید (بن غنم بن سالم) میں سے عباس بن عبادہ (بن فضلہ بن مالک بن العجلان) تھے اور بنی سلمہ بن سعد (بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن الخزرج) کی شاخ بنی حرام بن کعب (بن غنم بن کعب بن سلمہ) میں سے عقبہ بن عامر (بن نابی بن زید بن حرام) تھے۔ بنی سواد بن غنم (بن کعب بن سلمہ) میں سے قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن غنم بن سواد۔

اس بیعت میں قبیلہ اوس بن حارثہ (بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ عبدالاشہل بن جشم (بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس) میں سے ابو الہیثم بن التیہان موجود تھے، جن کا

نام مالک تھا۔ (ابن ہشام نے کہا کہ تیہان بتخفیف وتشدید (یاء) دونوں طرح کہا جاتا ہے۔ جس طرح میت ومیّت دونوں طرح کہتے ہیں۔)

بنی عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس میں سے عویم بن ساعدہ تھے۔

پہلی بیعت

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے ابو مرثد بن عبداللہ الیزنی سے، انھوں نے عبدالرحمٰن بن عسیلہ الصنابحی سے، انھوں نے عبادہ بن الصامت سے روایت کی، انھوں نے کہا: میں ان لوگوں میں سے ہوں جو (بیعت) عقبہ اولیٰ میں حاضر تھے۔ ہم بارہ آدمی تھے اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کی سی بیعت کی۔ یہ واقعہ جنگ فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔ ہم نے اس بات پر بیعت کی کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گے۔ نہ چوری کریں گے، نہ زنا کے مرتکب ہوں گے، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گے، نہ جان بوجھ کر اپنے سامنے کسی پر جھوٹا الزام لگائیں گے۔ اور نہ کسی اچھی بات میں آپ کے حکم کے خلاف جائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اگر تم نے اس کی پوری تعمیل کی تو تمھارے لیے جنت ہے اور اگر ان میں سے کسی گناہ کا ارتکاب کیا تو تمھارا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے، وہ چاہے سزا دے اور چاہے بخش دے۔

ابن اسحٰق نے کہا: ابن شہاب زہری نے ابوادریس عائذ اللہ بن عبداللہ الخولانی سے سن کر ذکر کیا کہ عبداللہ بن الصامت نے ان سے بیان کیا، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقبۂ الاولیٰ کی رات میں بیعت کی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے، نہ چوری کریں گے، نہ زنا کے مرتکب ہوں گے، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گے۔ نہ جان بوجھ کر اپنے سامنے کسی پر کوئی جھوٹا الزام لگائیں گے۔ اور نہ کسی اچھی بات میں آپ کے حکم کے خلاف جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اگر تم نے اس کی پوری تعمیل کی تو تمھارے لیے جنت ہے۔ اگر ان میں سے کسی گناہ کا ارتکاب کیا اور دنیا ہی میں مبتلائے سزا ہو گئے تو وہ سزا اس کے لیے کفارہ ہو گی اور اگر قیامت کے دن تک وہ ارتکاب گناہ پوشیدہ رکھ دیا گیا تو تمھارا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے وہ چاہے تو سزا دے، چاہے تو بخش دے۔

مصعبؓ بن عُمیر

ابن اسحٰق نے کہا، جب یہ لوگ وہاں سے واپس ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ مصعب بن عمیر (بن ہاشم بن عبد مناف، ابن عبدالدار بن قصی) کو بھیجا اور انھیں حکم دیا کہ ان لوگوں کو قرآن پڑھائیں، اسلام کی تعلیم دیں۔ اور

ان میں دین کی سمجھ پیدا کریں، اسی لیے مصعب کا نام مقری المدینہ پڑ گیا تھا اور ان کی قیام گاہ ابوامامہ اسعد بن زرارہ بن عدس کے پاس تھی، مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ مصعب انھیں نماز پڑھایا کرتے تھے، کیونکہ اوس و خزرج ایک دوسرے کا امام بننے کو ناپسند کرتے تھے۔

مدینہ میں پہلی نماز جمعہ ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے محمد بن ابی امامہ (بن سہل بن حنیف) نے اپنے والد ابوامامہ سے اور انھوں نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے روایت کی، انھوں نے کہا: جب ابوکعب بن مالک کی بینائی جاتی رہی تو میں ان کی رہنمائی کیا کرتا تھا۔ اور جب انھیں جمعہ کی نماز کے لیے لے کر نکلتا اور وہ جمعہ کی اذان سنتے تو ابوامامہ اسعد بن زرارہ کے لیے دعا کرتے، یہی حالت کئی دن تک رہی، جب وہ اذان سنتے، ان کے لیے دعا اور استغفار کرتے۔ میں نے دل میں کہا، یہ تو میری کمزوری ہے کہ ان سے دریافت نہ کروں۔ جب جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو کیوں ابوامامہ اسعد بن زرارہ کے لیے دعا کرتے ہیں۔ ایک جمعہ کو انھیں لے کر اسی طرح نکلا، جس طرح انھیں لے جایا کرتا تھا۔ جب انھوں نے جمعہ کی اذان سُنی تو اسعد کے لیے دعا اور استغفار کی۔ میں نے کہا: باوا جان! یہ کیا بات ہے کہ جب آپ جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو ابوامامہ کے لیے دعا کرتے ہیں۔ انھوں نے جواب دیا: اے میرے پیارے بیٹے! وہ پہلے شخص تھے، جنھوں نے مدینہ میں بنی بیضاد کے پتھریلے مقام کی نشیبی زمین میں، جس کا نام "نقیع الخصمات" تھا، ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی تھی، کہا، میں نے پوچھا۔ اس روز آپ کتنے آدمی تھے؟ کہا، چالیس۔

اُسید بن حُضیر ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے عبیداللہ بن المغیرہ بن معیقب اور عبداللہ بن ابی بکر (بن محمد بن عمرو بن حزم) نے بیان کیا کہ اسعد بن زرارہ، مصعب بن عمیر کو ساتھ لے کر بنی عبدالاشہل اور بنی ظفر کے محلے کو جانے کے لیے نکلے اور سعد بن معاذ (بن النعمان بن امرء القیس بن زید بن عبدالاشہل) کو لے کر، جو اسعد بن زرارہ کے خالہ زاد بھائی تھے، بنی ظفر کے باغوں میں سے ایک باغ میں داخل ہوئے۔

ابن ہشام نے کہا، ظفر کا نام کعب بن الحارث (بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس) تھا

دونوں راویوں نے کہا: اس باولی کے پاس، جس کا نام بئر مرق تھا، وہ دونوں اس باغ میں بیٹھ گئے اور ان کے پاس چند وہ لوگ بھی جمع ہو گئے، جنھوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا، سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر ان دونوں اپنی قوم بنی عبدالاشہل کے سردار تھے، اور دونوں اپنی قوم کے دین پر تھے، جب انھوں نے یہ خبر سنی تو سعد بن معاذ نے اُسید بن حضیر سے کہا: ارے تیرا باپ مر جائے، یہ دونوں شخص

جو ہمارے محلے میں اس لیے آئے ہیں کہ ہم میں سے کمزوروں کو بیوقوف بنائیں۔ ذرا ان کے پاس چل کر انھیں ڈانٹ اور ہمارے محلے میں آنے سے منع کر، کیونکہ اسعد بن زرارہ سے میرے جیسے تعلقات ہیں، تو بھی جانتا ہے، اگر ایسے نہ ہوتے تو تجھ سے کہنے کی ضرورت بھی نہ ہوتی۔ وہ میرا خالہ زاد بھائی ہے، مجھے اس کے سامنے کچھ کہنے کی جرأت نہیں ہوئی، آخر اسعد بن حضیر نے اپنا چھوٹا برچھا لیا اور ان دونوں کی طرف چلا۔ جب اسے اسعد بن زرارہ نے دیکھا تو مصعب بن عمیر سے کہا: یہ اپنی قوم کا سردار تمھارے پاس آرہا ہے۔ لہٰذا اللہ کے حقوق کا سختی سے لحاظ رکھنا، یعنی سچ کہنے میں لحاظ و مروّت کام میں نہ لانا۔ مصعب نے کہا: اگر وہ بیٹھے گا تو میں اس سے بات کروں گا۔ راوی نے کہا: وہ آکر گالیاں دیتے کھڑے ہو گئے اور کہا: تم ہمارے پاس کمزوروں کو بیوقوف بنانے کے لیے کیوں آئے ہو؟ اگر تم دونوں کو جان پیاری ہے تو ہم سے الگ رہا کرو۔ مصعب نے ان سے کہا: اچھا تشریف تو رکھیے اور کچھ بات بھی تو سنیے، اگر کوئی بات آپ کی مرضی کے مطابق ہو تو قبول کیجیے اور اگر ناپسند ہو تو اس سے اپنے آپ کو بچائیے، انھوں نے کہا: تم نے انصاف کی بات کہی۔

قبول اسلام

راوی نے کہا: اس کے بعد انھوں نے اپنی چھوٹی برچھی زمین میں گاڑ دی اور ان کے پاس آکر بیٹھ گئے، مصعب نے ان سے اسلام کے متعلق گفتگو کی۔ اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ ان دونوں کے متعلق مشہور ہے کہ انھوں نے کہا: واللہ ان کے اظہار اسلام سے پہلے ان کے چہرے کی چمک سے آثار اسلام کی شناخت کر لی۔ اس کے بعد انھوں نے کہا: یہ چیز تو بہت ہی خوب اور بہترین ہے۔ جب تم اس دین میں کسی کو داخل کرنا چاہتے ہو تو کیا کرتے ہو؟ دونوں نے ان سے کہا: غسل کر لیجیے، پاک صاف ہو جائیے، کپڑے بھی پاک صاف کر لیجیے، اس کے بعد حق کی گواہی دیجیے اور نماز ادا کیجیے۔ اسید کھڑے ہو گئے، غسل کیا، دونوں کپڑے پاک صاف کر لیے، حق کی گواہی دی (کلمۂ توحید پڑھا)، اور کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھ لیں۔ پھر ان دونوں سے کہا: میرے پیچھے ایک شخص ہے۔ اگر اس نے بھی تم دونوں کی پیروی کر لی تو اس کے بعد اس کی قوم سے کوئی باہر نہ رہے گا۔ میں ابھی اسے تمھارے پاس بھیجتا ہوں، وہ سعد بن معاذ ہے، پھر اپنی چھوٹی برچھی لی اور سعد اور ان کی قوم کی جانب واپس گئے۔ وہ لوگ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔

سعدؓ بن معاذ

جب سعد بن معاذ نے انھیں آتے دیکھا تو کہا: میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اسید جس حالت میں گیا تھا، اس سے بالکل جدا حالت میں آرہا ہے، جب وہ آکر مجلس میں کھڑے ہو گئے تو سعدؓ نے کہا: تم نے کیا کیا؟ انھوں نے کہا: ان دونوں سے گفتگو کی۔ واللہ

مجھے ان سے کوئی خطرہ نہیں اور میں نے انھیں منع بھی کر دیا ہے۔ دونوں نے اقرار کیا، جیسا چاہو، ہم ویسا ہی کریں گے، مجھے خبر ملی ہے کہ بنی حارثہ، اسعد بن زرارہ کو قتل کرنے کے لیے نکلے ہیں، کیونکہ انھیں معلوم ہوگیا ہے، وہ تمھارا خالہ زاد بھائی ہے۔ اسے قتل کر کے تمھیں ذلیل کرنا چاہتے ہیں، راوی نے کہا: سعد غصے میں بھرے ہوئے تیزی سے اٹھے کہ کہیں بنی حارثہ کی جانب سے ویسا ہی سلوک نہ ہو۔ جیساکہ بتایا گیا ہے۔ پھر ان کے ہاتھ سے چھوٹی برچھی لے لی اور کہا: واللہ! میں تو سمجھتا ہوں کہ تم نے کچھ کام کی بات نہیں کی۔ پھر وہ نکل کر ان دونوں کے پاس گئے۔ اور جب انھیں سعدؓ نے مطمئن دیکھا تو سمجھ لیا کہ اسید نے ان دونوں کی باتیں صرف مجھے سنوانی ہیں، وہاں انھیں گالیاں دیتے کھڑے ہو گئے، اور اسعد بن زرارہ سے کہا: اے ابوامامہ! سنو! اگر تم میں مجھ میں قرابت نہ ہوتی تو تم میرے ساتھ اس قسم کا ارادہ نہ کرتے، کیا تم ہمارے احاطوں میں ہم پر ایسی باتوں سے ظلم ڈھاتے ہو، جنھیں ہم ناپسند کرتے ہیں؟ اسعد بن زرارہ نے سعد کے یہاں پہنچنے سے پہلے مصعب بن عمیر سے کہہ دیا تھا: کہ مصعب! واللہ! تمھارے پاس ایسا سردار آرہا ہے، جس کے پیچھے اس کی قوم کے ایسے لوگ ہیں کہ اگر وہ تمھاری پیروی کرلے تو ان کے دو شخص بھی باہر نہ رہ سکیں گے، راوی نے کہا: مصعب نے ان سے کہا: کیا آپ تشریف رکھ کر کچھ بات بھی سنیں گے؟ اگر کوئی بات آپ کی مرضی کے مطابق ہو اور اس کی جانب آپ کی رغبت ہو تو اسے قبول کر لیجیے اور اگر اسے ناپسند کریں تو آپ کے پاس سے ناپسندیدہ شئے کو دور کر دیں گے۔ سعدؓ نے کہا: تم نے انصاف کی بات کہی، اس کے بعد انھوں نے اپنی چھوٹی برچھی زمین میں گاڑ دی اور بیٹھ گئے۔ پھر مصعبؓ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا۔ اور قرآن پڑھ کر سنایا۔

قبول اسلام ان دونوں نے کہا: واللہ! ہم نے سعدؓ کے اظہار اسلام سے پہلے ان کے چہرے کی چمک سے آثار اسلام کی شناخت کر لی تھی، سعدؓ نے ان دونوں سے کہا: جب تم اسلام کرتے اور اس دین میں داخل ہوتے ہو تو کس طرح عمل کرتے ہو؟ ان دونوں نے کہا: غسل کر لو، پاک صاف ہو جاؤ، کپڑے بھی پاک صاف کر لو، سچی بات کی گواہی دو اور دو رکعت نماز پڑھ لو۔ راوی نے کہا۔ پھر تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور غسل کیا، کپڑے پاک کر لیے، سچی بات کی گواہی دی۔ (کلمۂ توحید پڑھا)، اور دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر اپنی چھوٹی برچھی لی اور قوم کی مجلس کی جانب جانے کے ارادے سے چل نکلے، اسید بن حضیر بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔

بنی عبدالاشہل کا اسلام راوی نے کہا، جب قوم نے انھیں آتے دیکھا تو کہا: ہم اللہ کی قسم

کھاتے ہیں کہ سعد تمھارے پاس سے جس انداز پر گیا تھا، اس سے بالکل مختلف انداز پر وہ تمھاری جانب لوٹ رہا ہے۔

جب وہ آکر کھڑے ہو گئے تو کہا: اے بنی عبدالاشہل! تم اپنے درمیان مجھے کیسا سمجھتے ہو؟ انھوں نے کہا: آپ ہمارے سردار، ہم سب میں زیادہ خویش پرور، سب میں بہترین رائے رکھتے ہیں، اور بڑی عقل والے ہیں، انھوں نے کہا: تو تمھارے مردوں اور عورتوں سے بات کرنا مجھ پر حرام ہے، جب تک تم لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان نہ لاؤ۔ راوی نے کہا: اللہ کی قسم، پھر تو بنی عبدالاشہل کے احاطے میں شام تک نہ کوئی غیر مسلم باقی رہا، نہ غیر مسلمہ، اسعد و مصعب، اسعد بن زرارہ کے مکان پر واپس گئے اور وہاں لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے، یہاں تک کہ انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر ایسا نہ رہا، جس میں مسلم مرد اور عورتیں نہ ہوں، بجز بنی امیہ بن زید، خطمہ، وائل اور واقف کے گھروں کے۔ جو اوس اللہ کہلاتے اور اوس بن حارثہ کی اولاد میں تھے۔ وہ اس لیے اسلام سے رُکے رہے کہ ان میں ایک شخص ابو قیس بن الاسلت کی باتیں سنتے اور اس کی اطاعت کرتے تھے، اس کا نام صیفی تھا، وہ ان کا شاعر بھی تھا اور قائد بھی۔ اس نے انھیں اسلام سے روکا اور خود بھی رکا رہا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی اور جنگ بدر، احد اور خندق کا زمانہ بھی گزر گیا۔

اشعار صیفی جب وہ اسلام کو سمجھا تو اس کے متعلق اور لوگوں کے اس میں اختلاف کرنے کے باب میں کہا:

أَرَبَّ النَّاسِ أَشْيَاءُ أَلَمَّتْ ... يُلَفُّ الصَّعْبُ مِنْهَا بِالذَّلُولِ

اے پروردگار! چند چیزیں گڈمڈ ہو گئی ہیں، جن میں دشواریاں آسانیوں کے ساتھ خلط ملط کر دی جاتی ہیں۔

أَرَبَّ النَّاسِ أَمَّا إِنْ ضَلَلْنَا ... فَيَسِّرْنَا لِمَعْرُوفِ السَّبِيلِ

اے پروردگار عالم! اگر ہم گمراہ ہوں تو تو ہمیں نیکی کے راستے کی توفیق عطا فرما۔

فَلَوْلَا رَبُّنَا كُنَّا يَهُودًا ... وَمَا دِينُ الْيَهُودِ بِذِي شُكُولِ

اگر ہماری پرداخت کرنے والا کوئی نہ ہوتا تو ہم یہودی ہو جاتے اور یہودیوں کا دین بھی کوئی ایسی چیز نہیں، جسے حقائق سے کوئی مشابہت ہو۔

وَلَوْلَا رَبُّنَا كُنَّا نَصَارَى   مَعَ الرُّهْبَانِ فِي جَبَلِ الْجَلِيلِ

اور اگر ہماری پرداخت کرنے والا نہ ہوا تو ہم نصرانی ہو جاتے، اور راہبوں کے ساتھ کوہ جلیل میں رہنے لگتے۔

وَلٰكِنَّا خُلِقْنَا إِذْ خُلِقْنَا   حَنِيفًا دِينُنَا عَنْ كُلِّ جِيلِ

لیکن رب ہمیں پیدا کیا گیا تو ایسے دین والا بنا کر پیدا کیا گیا کہ تمام اقسام کے لوگوں سے ہمارا دین توحید الگ تھلگ ہے۔

نَسُوقُ الْهَدْيَ تَرْسُفُ مُذْعِنَاتٍ   مُكَشَّفَةَ الْمَنَاكِبِ فِي الْجُلُولِ

ہم قربانی کے جانور لے جاتے ہیں تو وہ جھولوں میں کھلے بازو اس طرح فرمانبرداری سے چلتے ہیں، گویا مقید ہیں

ابن ہشام نے کہا: اس کے اشعار، جن کی ابتداء فَلَوْلَا رَبُّنَا اور وَلَوْلَا رَبُّنَا اور مکشفة المناکب سے ہے۔ انصار یا خزاعہ کے ایک شخص نے مجھے سنائے۔

باب ۶۷

بیعتِ عقبۂ ثانیہ

انصار کا سفر حج

پھر مصعب رضؓ بن عمیر مکہ چلے گئے، مسلم انصار میں سے جو لوگ حج کو جانے والے تھے، وہ غیر مسلموں کے ساتھ ہی حج کے لیے نکلے اور مکہ پہنچے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام عقبہ میں ایام تشریق کے درمیانی دن ملنے کی قرارداد کرلی۔ (اور یہ جو کچھ ہوا، اس وقت ہوا) جب اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ کہ ان کے ذریعے سے اپنے نبی کی مدد کرے، آپ کو غلبہ عطا ہو اسلام کا اعزاز بڑھے اور مشرک و اہل شرک ذلیل ہوں۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے معبد بن کعب (بن مالک بن ابی کعب بن القین) بنی سلمہ والے نے بیان کیا کہ میرے بھائی عبداللہ بن کعب نے، جو انصار میں سب سے بڑا عالم تھا، اپنے والد کعب کی زبانی بیان کیا، کعب ان لوگوں میں سے تھے، جو مقام عقبہ میں حاضر تھے اور وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی، انھوں نے بتایا کہ ہم اپنی قوم کے مشرک حاجیوں کے ساتھ نکلے، نماز بھی پڑھتے تھے۔ دینی مسائل کی تعلیم بھی حاصل کرلی تھی۔ ہمارے ساتھ براء بن معرور بھی تھے، جو بڑے اور ہمارے سردار تھے۔

براء بن معرور

جب ہم نے سفر اختیار کیا اور مدینہ سے نکلے تو براء نے ہم سے کہا: لوگو! میری ایک رائے ہے، نہ معلوم تم سب اس سے اتفاق کرتے ہو۔ یا نہیں، ہم نے کہا: وہ کیا رائے ہے؟ انھوں نے کہا: میری رائے ہے کہ اس عمارت یعنی کعبۃ اللہ کی جانب میں اپنی پیٹھ نہ کروں، بلکہ اسی کی جانب نماز پڑھوں، ہم نے کہا: بخدا! ہمیں تو یہی خبر ملی ہے کہ ہمارے نبیؐ شام کی جانب نماز ادا فرمایا کرتے ہیں، اور ہم ان کے خلاف عمل کرنا نہیں چاہتے، انھوں نے کہا: میں تو اسی کی سمت نماز پڑھتا ہوں۔ ہم نے کہا: لیکن ہم تو ایسا نہیں کریں گے۔ کہا: ہماری حالت یہ تھی کہ جب نماز کا وقت آتا تو ہم شام کی جانب اور وہ کعبے کی سمت نماز ادا کرتے یہاں تک کہ ہم مکہ پہنچے، ہم نے ان کے اس عمل پر انھیں برا بھلا کہا: لیکن وہ اسی پر جمے رہے۔ اور رجوع سے انکار کیا۔ مکہ پہنچتے ہی انھوں نے مجھ سے کہا: ہمارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے پاس چلو کہ میں نے اس سفر میں جو کچھ کیا ہے، اس کے متعلق آپ سے دریافت کریں، کیونکہ میں نے نماز کے بارے میں تم لوگوں کی مخالفت دیکھی، اب میرے دل میں بھی اس کے متعلق کچھ شبہ سا پیدا ہو گیا ہے۔

پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دریافت کرتے ہوئے نکلے، کیونکہ نہ ہم آپ کو پہچانتے تھے اور نہ ہم نے اس سے پہلے آپ کو دیکھا تھا، آخر ہم مکہ کے رہنے والوں میں سے ایک شخص سے ملے اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھا، تو اس نے کہا: کیا تم انھیں پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا: تو کیا ان کے چچا عباس بن عبدالمطلب کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا: ہاں! (ہم عباس کو اس لیے پہچانتے تھے کہ وہ ہمیشہ تاجرانہ حیثیت سے ہمارے پاس آیا کرتے تھے)، اس نے کہا: تم مسجد میں جاؤ۔ عباس کے پاس جو شخص بیٹھا ہے، بس وہی ہے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

رسول اللہ صلعم سے ملاقات

کہا: پھر ہم مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ عباس بیٹھے ہوئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ ہیں ہم نے سلام کیا اور آپ کے پاس بیٹھ گئے، آپ نے عباس سے فرمایا:

هَلْ تَعْرِفُ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ يَا اَبَا الْفَضْلِ (اے ابوالفضل! کیا تم ان دونوں کو پہچانتے ہو؟)

انھوں نے کہا جی ہاں! یہ براء بن معرور اپنی قوم کا سردار ہے۔ اور یہ کعب بن مالک ہے۔ کہا واللہ! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو نہیں بھولوں گا، کہ فرمایا، اَلشَّاعِرُ؟ یعنی کیا وہ کعب بن مالک، جو شاعر ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں! کہا: پھر براء بن معرور نے آپ سے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میں اس حالت میں اس سفر کے لیے نکلا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی جانب رہنمائی فرمادی۔ میں نے مناسب سمجھا کہ اس عمارت (کعبۃ اللہ) کی جانب اپنی پیٹھ نہ کروں اور میں نے اسی کی جانب نماز پڑھی۔ حالانکہ میرے ساتھیوں نے اس امر میں میری مخالفت کی۔ حتیٰ کہ میرے دل میں بھی اس کے متعلق کچھ شبہ پیدا ہو گیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! آپ اسے کیسا خیال فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، قَدْ كُنْتَ عَلٰى قِبْلَةٍ لَوْ صَبَرْتَ عَلَيْهَا (تم ایک قبلے پر مامور تھے، کاش تم نے اس پر صبر کیا ہوتا)، کہا: پھر تو براء نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلے کی جانب منہ کیا اور ہمارے ساتھ شام کی جانب نماز ادا کی، ان کے متعلقین کا دعویٰ۔

ہے کہ وہ مرنے تک کعبے ہی جانب نماز پڑھتے رہے، حالانکہ ایسا نہیں ہوا اور ان کی نسبت ہم اس معاملے کو زیادہ جاننے والے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا: عون بن ایوب انصاری نے کہا ہے:

وَمَا مِنَّا الْمُصَلِّیْ اَوَّلُ النَّاسِ مُقْبِلاً　　عَلٰی کَعْبَۃِ الرَّحْمٰنِ بَیْنَ الْمَشَاعِرِ

مقامات حج میں کعبۃ الرحمٰن کی جانب منہ کر کے نماز ادا کرنے والا تمام لوگوں

میں اولین شخص ہمیں میں سے ہے۔ (اور اس سے شاعر کی مراد براء بن المعرور ہے

اور یہ شعر ان کے ایک قصیدے کا ہے)

بیعتِ عقبہ

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے معبد بن کعب بن مالک نے، ان سے ان کے بھائی عبد اللہ بن کعب نے اور ان سے ان کے والد کعب بن مالک نے بیان کیا۔ پھر ہم حج کے لیے نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام عقبہ میں ایام تشریق کے وسط میں ملنے کی قرارداد کرلی۔ جب ہم حج سے فارغ ہوگئے اور وہ رات آئی، جس کی قرارداد ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھی۔ ہمارے ساتھ ابو جابر عبد اللہ بن عمرو بن حرام بھی تھے۔ اور وہ ہمارے سرداروں میں سے تھے، ہم نے انھیں ساتھ لیا اور اپنا یہ معاملہ اپنی قوم کے ان مشرکوں سے چھپاتے رہے۔ جو ہمارے ساتھ تھے، عبد اللہ کی گفتگو سے اور ان سے کہا: اے ابو جابر! تم ہمارے سرداروں میں سے ایک سردار اور سر برآوردہ لوگوں میں سے ہو، تم جس حالت میں ہو، ہمیں یہ پسند نہیں کہ کل تم آگ کے ایندھن بنو۔ پھر ہم نے انھیں اسلام کی دعوت دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو ہم نے مقام عقبہ کی قرارداد کی تھی، اس کی بھی انھیں خبر دی، آخر انھوں نے اسلام اختیار کر لیا اور ہمارے ساتھ عقبہ میں موجود رہے۔ پھر ہم اس رات اپنی قوم کے ساتھ سواریوں میں سو رہے، یہاں تک کہ جب تہائی رات گزر گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرارداد پر اپنی سواریوں سے تیتر کی چال یعنی دبے پاؤں نکلے۔ یہاں تک کہ ہم سب پہاڑ کی چڑھائی کے ایک دوراہے کے پاس جمع ہو گئے، ہم تہتر مرد تھے اور ہماری عورتوں میں سے ام عمارہ نسیبہ بنت کعب، بنی مازن بن النجار کی عورتوں میں سے ایک عورت اور ام منیع اسماء بنت عمرو (بن عدی بن نابی) بنی سلمہ کی عورتوں میں سے ایک عورت، یہ دو عورتیں ہمارے ساتھ تھیں، پس ہم اس دوراہے پر جمع ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرنے لگے۔ یہاں تک کہ آپ تشریف لائے، ساتھ آپ کے چچا عباس بن عبد المطلب بھی تھے، وہ اس وقت اپنی قوم کے دین پر تھے۔ مگر انھیں اپنے بھتیجے کے معاملے میں

موجود رہنے اور ان کے بارے میں پختہ ضمانت لینے کی خواہش تھی۔ پھر جب بیٹھے تو پہلے جس نے گفتگو کی وہ عباس بن عبدالمطلب تھے۔

گراں بہا ذمہ داری

انھوں نے کہا: اے گروہ خزرج! (راوی نے کہا: عرب انصار کے اس قبیلے کو اسی نام سے پکارا کرتے تھے۔ خواہ وہ بنی خزرج ہوں یا بنی اوس)، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہم میں جو حیثیت حاصل ہے، وہ تم لوگ جانتے ہو۔ ہم میں سے ان لوگوں نے، جو ان سے متعلق ہماری رائے سے متفق ہیں، اب تک ان کی حفاظت کی ہے، یہ اپنی قوم میں عزت والے اور اپنے شہر میں محفوظ ہیں، لیکن یہ اپنا وطن چھوڑ کر تمھاری طرف جانے اور تم سے مل کر رہنے کے سوا دوسری کسی بات کو مانتے ہی نہیں، اگر یہ سمجھتے ہو کہ تم انھیں جس جانب بلا رہے ہو، وہاں ان کا حق پورا پورا ادا کرو گے اور مخالفوں سے، بچاؤ گے، تو جو بار اپنی خوشی سے سر لیتے ہو، لو۔ اور اگر انھیں لے جانے کے بعد مخالفوں کے حوالے کر دینے اور ان کی مدد سے دست بردار ہو جانے کا خیال ہو تو اسی وقت دست کش ہو جاؤ۔ کہ یہ اپنی قوم اور اپنے شہر میں معزز و محفوظ ہیں، تو ہم نے ان سے کہا، آپ نے جو کچھ کہا، ہم نے سُن لیا۔ اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم)، آپ گفتگو فرمائیے، اپنی ذات اور اپنے پروردگار کے متعلق جو اقرار (ہم سے) لینا پسند فرماتے ہیں، لیجیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو کا آغاز فرمایا۔ قرآن کی تلاوت کی، اللہ کی جانب دعوت دی اور اسلام کی طرف رغبت دلائی۔ پھر فرمایا:-

أُبَايِعُكُمْ عَلَىٰ أَنْ تَمْنَعُونِي	میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ
مِمَّا تَمْنَعُونَ مِنْهُ نِسَاءَكُمْ	تم میری ان تمام چیزوں سے حفاظت کرو گے
وَأَبْنَاءَكُمْ	جن سے تم اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کی حفاظت کرتے ہو۔

رسول اللہ صلعم کا عہد مبارک

براء بن معرور نے آپ کا دست مبارک تھام لیا اور کہا: اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو سچائی سے نبی بنا کر بھیجا ہے ہمیں یہ شرطیں قبول ہیں اور ضرور ہم ان تمام چیزوں سے آپ کی حفاظت کریں گے، جن سے ہم اپنی عورتوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ پس اے اللہ کے رسولؐ! ہم سے بیعت لے لیجیے، واللہ ہم سپاہی اور مسلح لوگ ہیں، جنگ تو ہمیں ہمارے بزرگوں کی میراث میں ملی ہے۔

براء، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کر ہی رہے تھے کہ ابوالہیثم بن التیہان نے دخل دیا

اور کہا: اے اللہ کے رسولؐ! ہم میں اور دوسرے لوگوں یعنی یہود میں خاص قسم کے تعلقات ہیں۔ ہم یہ تعلقات ان سے قطع کرلیں گے، اگر ہم نے ایسا کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد آپ کو غلبہ عطا فرمایا تو کیا ایسا تو نہ ہوگا کہ آپ ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم کی طرف لوٹ آئیں گے؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا:۔

بَلِ الدَّمُ الدَّمُ وَالْهَدْمُ الْهَدْمُ أَنَا مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ مِنِّي أُحَارِبُ مَنْ حَارَبْتُمْ وَأُسَالِمُ مَنْ سَالَمْتُمْ۔

(ایسا نہیں ہوگا، بلکہ (میرا) خون (کا مطالبہ تمھارا) خون (کا مطالبہ) ہوگا۔ اور (میرا) خون کا معاف کرنا (تمھارا) خون کا معاف کرنا ہوگا۔ تم مجھ سے ہوجاؤ گے اور میں تم سے، جس سے تم جنگ کروگے میں بھی اس سے برسرپیکار رہوں گا اور جس سے تم صلح کروگے، میں بھی اس سے مصالحت کروں گا۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے اَلْهَدَمُ اَلْهَدَمُ (بتحریک دال) کہا ہے، جس سے مراد حرمت ہے، یعنی میری حرمت تمھاری حرمت ہے اور میرا ذمہ تمھارا ذمہ۔

نقیبوں کا تقرر

کعب ابن مالک نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:۔

أَخْرِجُوا إِلَيَّ مِنْكُمْ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا لِيَكُونُوا عَلَى قَوْمِهِمْ بِمَا فِيهِمْ فَأَخْرَجُوا مِنْهُمْ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا تِسْعَةً مِنَ الْخَزْرَجِ۔ وَثَلَاثَةً مِنَ الْأَوْسِ۔

تم لوگ اپنے میں سے بارہ سردار پیش کروکہ وہ اپنی قوم میں جو کچھ (اختلاف) ہو، اس میں (حکم) ہوں تو انھوں نے اپنے میں بارہ سرداروں کا انتخاب کیا۔ نو خزرج میں سے، اور تین اوس میں سے۔

نقیبوں کے نام و نسب

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق کی حدیث بیان کی کہ خزرج میں سے ابوامامہ اسعد بن زرارۃ (بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار، جس کا نام تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج تھا) سعد بن الربیع (بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرء القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج) عبداللہ بن رواحۃ بن ثعلبہ بن امرء القیس بن عمرو بن امرء القیس الاکبر بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث ابن الخزرج) رافع بن مالک (بن العجلان بن عمرو

بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج) براءؓ بن معرور (بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن الخزرج) عبداللہؓ بن عمرو (بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن الخزرج) عبادہؓ بن الصامت (بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج)

ابن ہشام نے کہا ہے: اس کا نام غنم بن عوف ہے، جو سالم بن عوف (بن عمرو بن عوف بن الخزرج) کا بھائی تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا، سعدؓ بن عبادہ (بن دُلیم بن حارثہ بن ابی حزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج) المنذرؓ بن عمرو (بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبد ود بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج)

اوس میں سے اُسیدؓ بن حضیر (بن سماک بن عتیک بن رافع بن امرء القیس بن زید بن عبدالاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس) سعدؓ بن خیثمہ (بن الحارث بن مالک بن کعب النحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم بن السلم بن امرء القیس بن مالک بن الاوس) رفاعہؓ بن عبدالمنذر (بن زبیر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف ابن مالک بن الاوس)

اشعار کعب بن مالک

ابن ہشام نے کہا: اہل علم انھیں میں ابوالہیثم بن التیہان کا شمار کرتے ہیں اور رفاعہ کو نہیں شمار کرتے، ابو زید الانصاری نے مجھے کعب بن مالک کے وہ اشعار سنائے، جن میں انھوں نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے۔

فَأَبْلِغْ أُبَيًّا أَنَّهُ قَالَ رَأْيُهُ ۔۔۔ وَحَانَ غَدَاةَ الشِّعْبِ وَالْحَيْنُ وَاقِعُ

ابی کو یہ پیام پہنچا دے کہ اس کا خیال غلط ثابت ہو گیا اور شعب (ابی طالب) کی صبح گزر گئی، اور (اب) موت آنے والی ہے۔

أَبَى اللّٰهُ مَا مَنَّتْكَ نَفْسُكَ إِنَّهُ ۔۔۔ بِمِرْصَادِ أَمْرِ النَّاسِ رَاءٍ وَسَامِعُ

تیرے نفس نے تجھے خوش کرنے کیلئے، جن چیزوں کا آرزومند بنا دیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس سے انکار فرما دیا وہ تو لوگوں کے معاملوں کا نگران (بھی) ہے۔ دیکھنے والا بھی اور سننے والا بھی۔

وَأَبْلِغْ أَبَا سُفْيَانَ أَنْ قَدْ بَدَا لَنَا ۔۔۔ بِأَحْمَدَ نُورٌ مِنْ هُدَى اللّٰهِ سَاطِعُ

ابوسفیان کو یہ پیغام بھی پہنچا دے کہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سبب سے

ہم پر اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا چمکتا (ہوا) نور ظاہر ہو گیا ہے۔

فَلَا تُرْعِيَنْ فِي حَشْدِ أَمْرٍ تُرِيدُهُ ۔۔۔ وَأَلِّبْ وَجَمِّعْ كُلَّ مَا أَنْتَ جَامِعُ

لوگوں کو فساد پر ابھار اور جن جن چیزوں کو تو جمع کرنا چاہتا ہے، جمع کر لیکن جو بات تو چاہتا ہے، اس کے اسباب جمع ہونے کی امید نہ رکھ۔

وَدُونَكَ فَاعْلَمْ أَنَّ نَقْضَ عُهُودِنَا ۔۔۔ أَبَاهُ عَلَيْكَ الرَّهْطُ حِينَ تَبَايَعُوا

اس (بات) کو (گرہ میں باندھ) لے، اور (اچھی طرح) جان لے کہ ہمارے عہد کے توڑنے سے مسلسل جماعتوں نے تیرے آگے انکار کر دیا ہے (ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عہد کیا ہے، ہم اس کے توڑنے والے نہیں)

أَبَاهُ الْبَرَاءُ وَابْنُ عَمْرٍو وَكِلَاهُمَا ۔۔۔ وَأَسْعَدُ يَأْبَاهُ عَلَيْكَ وَرَافِعُ

برا اور ابن عمرو دونوں نے اس سے انکار کر دیا اور اسعد و رافع بھی تیرے روبرو انکار کر رہے ہیں۔

وَسَعْدٌ أَبَاهُ السَّاعِدِيُّ وَمُنْذِرٌ ۔۔۔ لِأَنْفِكَ إِنْ حَاوَلْتَ ذٰلِكَ جَادِعُ

اور اُس سعد نے بھی، جس کا جد اعلیٰ ساعدی ہے، انکار کیا اور منذر نے بھی۔ پھر بھی اس معاملے میں (تو نے) کوشش کی تو (یاد رکھ کہ) تیری ناک کٹ جائے گی (اس میں تو بہت رسوا ہوگا)

وَمَا ابْنُ رَبِيعٍ إِنْ تَنَاوَلْتَ عَهْدَهُ ۔۔۔ بِمُسْلِمِهِ لَا يَطْمَعَنْ ثَمَّ طَامِعُ

اور ابن ربیع بھی ایسا شخص نہیں کہ اگر تو اس سے عہد بھی لے لے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے حوالے کر دے۔ غرض کسی لالچی کو اس معاملے میں کسی طرح کا لالچ نہیں چاہیے۔

وَأَيْضًا فَلَا يُعْطِيكَهُ ابْنُ رَوَاحَةٍ ۔۔۔ وَإِخْفَارُهُ مِنْ دُونِهِ السُّمُّ نَاقِعُ

اور ابن رواحہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے حوالے نہیں کرے گا اور آپ کے لیے سینہ سپر ہونے کے عہد کا توڑنا اس کے لیے زہر قاتل ہو گا۔

وَفَاءً بِهِ وَالْقَوْقَلِيُّ ابْنُ صَامِتٍ ۔۔۔ بِمَنْدُوحَةٍ عَمَّا تُحَاوِلُ يَافِعُ

آپ کے ساتھ وفاداری کرنے کے لیے قوقلی بن الصامت کو بھی وسعت و قسمت ہے کہ تو ان چالبازیوں سے بچنے کے لیے جو کر رہا ہے (اس سے) وہ بلند درتر ہے۔

اَبُوْهَیْثَمٍ اَیْضًا وَفِیٌّ بِمِثْلِهَا ‌ ‌ ‌ ‌ وَفَاءً بِمَا اَعْطَى مِنَ الْعَهْدِ خَانِعُ

ابوہیثم نے جو عہد کیا ہے، اس کے پورا کرنے میں وہ بھی ویسا ہی وفادار اور اپنے اقرار کا پابند ہے۔

وَمَا ابْنُ حُضَیْرٍ اِنْ اَرَدْتَ بِمَطْمَعٍ ‌ ‌ ‌ ‌ فَهَلْ اَنْتَ عَنْ اُحْمُوْقَةِ الْغَیِّ نَازِعُ

اگر تو کوئی چالبازی کرنا، چاہے تو ابن حضیر کے پاس بھی کسی امید کی گنجایش نہیں تو کیا تو اپنی احمقی اور گمراہی سے (اب بھی) الگ ہوگا (یا نہیں)؟

وَسَعْدٌ اَخُوْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَاِنَّهٗ ‌ ‌ ‌ ‌ ضَرُوْحٌ لِمَا حَاوَلْتَ مِلْاَمْرِ مَانِعُ

اور عمرو بن عوف کے بھائی سعد کی بھی یہی حالت ہے کہ تیرے ارادوں کو ٹھکرانے والا اور اس بات کو تو نہ ہونے دینے والا ہے۔

اُولَاكَ نُجُوْمٌ لَا یُغِبُّكَ مِنْهُمْ ‌ ‌ ‌ ‌ عَلَیْكَ بِنَحْسٍ فِیْ دُجَى اللَّیْلِ طَالِعُ

یہ ایسے ستارے ہیں کہ تجھ پر نحوست سے کر نکلنے میں کوئی اندھیری رات ناغہ نہ ہونے دیں گے۔

کعب نے بھی ان لوگوں میں ابوالہیثم بن التیہان ہی کا ذکر کیا ہے اور رفاعہ کا ذکر نہیں کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن ابی بکرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منتخب سرداروں سے فرمایا:

اَنْتُمْ عَلٰى قَوْمِكُمْ بِمَا فِیْهِمْ كُفَلَاءُ كَكَفَالَةِ الْحَوَارِیِّیْنَ لِعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ۔ وَاَنَا كَفِیْلٌ عَلٰى قَوْمِیْ۔

تمھاری قوم میں جو کچھ بھی (حادثہ) ہو، اس کے متعلق تم اپنی قوم کے ذمہ دار ہو گئے۔ جس طرح عیسیٰ بن مریمؑ کی طرف سے حواری ذمہ دار تھے۔ اور میں اپنی قوم کا ذمہ دار ہوں گا۔

انھوں نے عرض کیا، بہت خوب!

مجھ سے عاصم بن عمرو بن قتادہ نے بیان کیا کہ جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے کے لیے جمع ہوئے تو بنی سالم ابن عوف والے عباس بن عبادہ بن نضلۃ الانصاری نے کہا:

انصار کا عزم محکم

اے گروہ خزرج! کیا تم جانتے ہو کہ اس شخص سے تم کس بات پر بیعت کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا: ہاں! عباس نے کہا: تم لوگ اس بات پر بیعت کر رہے ہو کہ

کالے گورے سب کے خلاف جنگ کرو گے۔ اگر یہ خیال ہو کہ تمھارا مال کسی آفت سے برباد ہو جائے گا۔ اور تم میں سے بلند رتبہ لوگ قتل ہو جائیں گے اور تم ان کی امداد چھوڑ دو گے تو ابھی چھوڑ دو کیونکہ، واللہ! اگر تم نے ایسا کیا تو یہ دنیا و آخرت کی رسوائی ہے۔ اگر یہ خیال ہو کہ تمھیں جس طرف دعوت دی جا رہی ہے اسے تم اپنے مال کی بربادی اور بڑے رتبے والوں کے قتل ہونے کے باوجود پورا کر سکو گے تو اس معاملے کو ہاتھ میں لو اور واللہ! یہ دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ انھوں نے کہا: ہم اسے اپنے مال کی بربادی، اور سربرآوردہ لوگوں کی جان کی تباہی کے باوجود قبول کرتے ہیں۔ لیکن یا رسول اللہ! اگر ہم نے اس میں وفاداری کی تو ہمیں اس کے بدلے کیا ملے گا؟ فرمایا: جنت! انھوں نے کہا: اچھا تو ہاتھ بڑھائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک دراز کیا اور انھوں نے آپ سے بیعت کی، عاصم بن عمر بن قتادہ نے کہا: عباس نے جو کچھ کہا: صرف اس لیے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کا طوق ان کی گردنوں میں مستحکم ہو اور عبد اللہ رضؓ بن ابی بکر رضؓ نے کہا: عباس نے جو کچھ کہا، صرف اس لیے کہا کہ لوگوں کو اس وقت تو قبول اسلام سے موخر کر دے، شاید اس کے بعد عبد اللہ بن ابی بن سلول بھی موجود ہو تو قوم کے لیے قوت کی کوئی نہ کوئی شکل پیدا ہو۔ ان میں سے کون سی بات واقعی تھی، خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: سلول، بنی خزاعہ کی ایک عورت کا نام ہے اور وہ ابی بن مالک (بن الحارث بن عبید بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف ابن الخزرج) کی ماں تھی۔

بیعت میں سبقت کا مسئلہ

ابن اسحٰق نے کہا: بنی النجار اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ پہلا شخص جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی، ابو امامہ اسعد بن زرارہ تھے۔ اور بنی عبد الاشہل کہتے ہیں کہ وہ ابو الہیثم بن التیہان ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا: معبد بن کعب نے اپنے بھائی عبد اللہ بن کعب سے اور انھوں نے اپنے والد کعب بن مالک سے روایت کرتے ہوئے کہا: پہلا شخص جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی، براء بن المعرور تھے۔ ان کے بعد تمام لوگوں نے بیعت کی۔

شیطان کی فتنہ انگیزی

پھر جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر لی تو عقبہ کی چوٹی پر سے شیطان نے ایسی آواز سے جو میری سنی ہوئی آوازوں میں سب سے زیادہ بلند تھی، پریخ کر کہا: اے گھروں کے رہنے والو! مذمم (قابل مذمت شخص) اور اس کے ساتھ جو بے دین لوگ ہیں، ان کے متعلق تمھیں کوئی دلچسپی ہے، یہ لوگ تم سے جنگ کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ راوی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

هٰذَا اَزَبُ الْعَقَبَةِ هٰذَا ابْنُ اَذْيَبَ. قال ابن هشام ويقال ازيب استمع اى عَدُوَّ اللهِ اَمَا وَاللهِ لَاَفْرُغَنَّ لَكَ۔

یہ اس گھاٹی کا ازب (نامی شیطان) ہے۔ یہ ازیب (ہمزہ پر زبر) کا بیٹا ہے۔ ابن ہشام نے کہا کہ بعض نے کہا: ابن اُزیب (ہمزہ پر ضم) اے دشمن خدا سُن لے کہ واللہ میں تیرے لیے (تیری سرکوبی کے لیے بھی) فرصت نکالوں گا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِرْفَضُّوْا اِلٰی رِحَالِكُمْ۔ اپنی اپنی سواریوں کی طرف متفرق ہو کر چلے جاؤ۔

عباس بن عبادہ بن فضلہ نے کہا: اللہ کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ روانہ فرمایا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو منیٰ میں جو لوگ ہیں، ان پر کل ہی ہم لوگ تلواریں لے کر حملہ کر دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَمْ نُؤْمَرْ بِذٰلِكَ، وَلٰكِنِ ارْجِعُوْا اِلٰی رِحَالِكُمْ (ہمیں اس کا حکم نہیں دیا گیا اور فی الحال اپنی سواریوں کی جانب لوٹ جاؤ) آخر ہم اپنی آرام گاہوں کی جانب لوٹ گئے اور صبح تک سوتے رہے۔

باب ۶۸

قریش کا جوش انتقام

انصار کا تعاقب

جب صبح ہوئی تو قریش کے سربرآوردہ اصحاب سویرے ہی ہماری قیام گاہوں میں پہنچے اور کہا: اے گروہ خزرج! ہمیں خبر ملی ہے کہ تم ہمارے آدمی کے پاس (رسول اللہ صلعم) اس لیے آئے تھے کہ اسے ہمارے درمیان سے لے کر نکل جاؤ اور ہم سے جنگ کے لیے اس کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ واللہ! عرب کا کوئی قبیلہ ایسا نہیں جس سے ہمارا جنگ میں الجھا رہنا بہ نسبت تمھارے زیادہ ناپسند ہو، ہماری قوم میں کے چند مشرک اٹھے اور قسمیں کھانے لگے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی اور نہ ہمیں ایسی کسی بات کا علم ہے۔

انھوں نے سچ کہا، انھیں اس کا علم ہی نہ تھا، ہم لوگوں کی یہ حالت تھی کہ ایک دوسرے کی صورت دیکھتے تھے۔ پھر وہ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ان میں حارث بن ہشام (بن مغیرہ مخزومی) بھی تھا۔ جس نے نیا جوتا پہن رکھا تھا۔

میں نے اس ارادے سے، گویا ان لوگوں کی باتوں میں خود بھی شریک ہوں۔ اس سے کہا: اے جابر! تم تو ہماری قوم کے سردار ہو۔ کیا تم سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا کہ قریش کے اس جوانمرد کا سا ایک جوتا بنوا لو۔

حارث نے یہ بات سن لی، اپنے پاؤں سے جوتا اتار کر میری جانب پھینک دیا اور کہا: بخدا! تم اسے پہن لو۔

ابوجابر نے کہا: خاموش رہو، واللہ! تم نے تو اس جوان کو ناراض کر دیا، پس اس کا جوتا لوٹا دو۔ میں نے کہا: اسے واپس نہ دوں گا، واللہ! یہ تو ایک نیک شگون ہے۔ اگر یہ شگون ٹھیک نکلا تو میں اس سے سب کچھ چھین لوں گا۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن ابی بکرؓ نے بیان کیا کہ یہ لوگ عبداللہ بن ابی سلول کے پاس گئے اور اس سے ویسا ہی کہا، جیسا کہ کعب نے ذکر کیا ہے۔ اس نے ان سے کہا: واللہ! یہ تو بڑی اہمیت والی چیز ہے۔ میری قوم تو مجھ سے اس طرح سبقت کرنے والی نہ تھی اور میں نہیں سمجھتا کہ ایسا ہوا ہو، راوی نے کہا: پھر وہ اس کے پاس سے واپس ہو گئے۔

سعدؓ بن عبادہ پر ظلم لوگ منیٰ سے واپس ہوئے تو یہ لوگ اسی خبر کی چھان بین میں لگ گئے، انھیں معلوم ہوا کہ ضرور یہ بات ہوئی ہے، اور ان لوگوں کی تلاش میں نکلے تو سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو (برادر بنی ساعدہ بن کعب ابن الخزرج) سے مقام اذاخر[1] میں جا ملے۔ یہ دونوں کے دونوں سرداران قوم تھے۔ منذر تو وہاں سے نکل گیا۔ لیکن سعد کو ان لوگوں نے پکڑ لیا، سواری کے تسمے سے ان کے ہاتھ گردن سے باندھ دیے اور اسے لے کر مکہ آئے۔ انھیں مارتے بھی جاتے تھے اور ان کے سر کے بال بھی پکڑ کر کھینچتے جاتے تھے۔ وہ بہت بالوں والے تھے۔ سعدؓ نے کہا: واللہ! میں ان کے ہاتھوں میں دھنسا ہوا تھا کہ ایکا ایکی ان کے پاس قریش کی ایک جماعت آئی، جس میں ایک شخص پاک صاف، گورا، لمبا، حسین، لوگوں میں مقبول صورت بھی تھا۔ راوی نے کہا: میں نے دل میں کہا، اگر ان لوگوں میں سے کسی میں کوئی بھلائی ہو تو اسی شخص میں ہوگی۔ جب وہ میرے نزدیک ہوا۔ تو اس نے ہاتھ اٹھایا اور مجھے زور سے ایک تھپڑ مارا۔

(راوی نے) کہا۔ میں نے دل میں کہہ لیا کہ نہیں، واللہ! اس کے بعد ان میں سے کسی میں بھی کوئی بھلائی نہیں، کہا: واللہ! میں ان کے ہاتھوں میں تھا، وہ مجھے کھینچے لیے پھرتے تھے کہ ایکا ایکی انھیں میں کے ایک شخص نے مجھ پر ترس کھایا اور کہا: ارے تجھ پر افسوس! کیا تیرے اور قریش کے لوگوں میں سے کسی کے درمیان پناہ یا کوئی معاہدہ نہیں۔

جبیر بن مطعم اور حارث بن حرب میں نے کہا: کیوں نہیں، واللہ! میں جبیر بن مطعم (ابن عدی بن نوفل بن عبد مناف) کو اس کی تجارت کے زمانے میں پناہ دیتا رہا ہوں، میری بستیوں میں جو لوگ ان پر ظلم کرنا چاہتے تھے، ان سے بچاتا رہا ہوں۔ اور حارث بن حرب (بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف) کو بھی بچاتا رہا ہوں۔ اس نے کہا: ارے کم بخت! پھر تو ان دونوں شخصوں کا نام لے کر پکار، تیرے اور ان کے درمیان جو تعلقات ہیں، انھیں یاد دلا۔

میں نے ویسا ہی کیا۔ وہ شخص ان دونوں کی طرف چلا گیا اور انھیں مسجد میں کعبۃ اللہ کے پاس پایا اور ان سے کہا: بنی خزرج کا ایک شخص اس وقت مقام ابطح میں پٹ رہا ہے۔ تم دونوں کا نام لے کر چلا رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اس کے اور تمھارے درمیان پناہ دہی کا عہد ہے، ان دونوں نے کہا: وہ ہے کون؟ اس نے کہا، سعد بن عبادہ۔ دونوں نے کہا: اس نے سچ کہا ہے، واللہ! وہ ہماری تجارت کے زمانے میں ہمیں پناہ دیا کرتا تھا اور اپنی بستی میں ان لوگوں کو ظلم سے روکتا تھا۔

---

[1] مکہ سے قریب ایک مقام۔

وہ دونوں آئے اور سعد کو ان کے ہاتھوں سے چھڑایا، وہ چھوٹ کر چلے گئے اور سعد کو جس نے طمانچہ مارا تھا، وہ بنی عامر بن لوئی کا ایک شخص سہیل بن عمرو تھا۔

ابن ہشام نے کہا: جس شخص نے سعد پر ترس کھایا تھا، وہ ابوالبختری بن ہشام تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا: پہلا کلام، جو ہجرت کے متعلق کہا گیا ہے، وہ دو شعر ہیں، جو بنی محارب بن فہر کے ایک شخص ضرار بن الخطاب بن مرداس نے کہے ہیں۔

تَدَارَكْتُ سَعْدًا عَنْوَةً فَاَخَذْتُهُ   وَكَانَ شِفَاءً لَوْتَدَارَكْتُ مُنْذِرًا

میں نے سعد پر غلبہ پایا اور اسے پکڑ لیا۔ اور (میرے دل کو) تشفی ہوتی، اگر میں منذر کو جا ملتا۔

وَلَوْ نِلْتُهُ طُلَّتْ هُنَاكَ جِرَاحُهُ   وَكَانَ جِرَاحًا اَنْ تُهَانَ وَتُهْدَرَا

اور اگر میں اسے پاتا، تو وہاں اسے جس قدر بھی زخم لگائے جاتے، وہ بے بدل ہوتے (اس کا بدلہ کوئی مجھ سے نہ لے سکتا) اور وہ زخم تھے بھی اسی قسم کے کہ ان کی ذلت کی جائے، اور انھیں جائز سمجھا جائے (یعنی بدلہ لینے کا حق منذر ہے)۔

ابن ہشام نے کہا: بعض روایتوں میں "وَكَانَ حَقِيْقًا اَنْ تُهَانَ وَتُهْدَرَا" ہے۔

اشعار حسانؓ بن ثابت

ابن اسحٰق نے کہا: اس کے بعد حسان بن ثابت نے اس کا جواب دیا۔ اور کہا:

لَسْتَ اِلٰى سَعْدٍ وَلَا الْمَرْءِ مُنْذِرٍ   اِذَا مَا مَطَايَا الْقَوْمِ اَصْبَحْنَ ضُمَّرًا

تو نہ تو سعد کی برابری کر سکتا ہے اور نہ منذر جیسے شخص کی۔ خصوصاً جب ان لوگوں کی سواریاں خاص طریقے سے تیار کی ہوئی ہیں۔

فَلَوْلَا اَبُوْ وَهْبٍ لَمَرَّتْ قَصَائِدٌ   عَلٰى شَرَفِ الْبَرْقَاءِ[1] يَهْوِيْنَ حُسَّرًا

پس اگر ابو وہب نہ ہوتا، تو شعر برقاء کی چوٹی سے تیزی کے ساتھ گذر جاتے۔

اَتَفْخَرُ بِالْكَتَّانِ لَمَّا لَبِسْتَهُ   وَقَدْ تَلْبَسُ الْاَنْبَاطُ رِيْطًا مُقَصَّرًا

کیا تو کتان کا لباس پہن کر اتراتا ہے۔ حالانکہ نبطی قوم کے لوگ بھی سفید

---

[1] صحرا میں ایک مقام۔

دھوئی ہوئی چادروں، کا استعمال کرتے ہیں۔ (کیا وہ ایسے کپڑوں کے پہن لینے سے شرافت کا کوئی رتبہ حاصل کر سکتے ہیں؟)

فَلَا تَكُ كَالْوَسْنَانِ يَحْلُمُ أَنَّهُ
بِقَرْيَةِ كِسْرَى أَوْ بِقَرْيَةِ قَيْصَرَا

پس تو اونگھنے والے کی طرح نہ ہو جا، جو خواب میں دیکھتا ہے کہ وہ کسریٰ کی بستی میں یا قیصر کی بستی میں ہے۔

وَلَا تَكُ كَالثَّكْلَى وَكَانَتْ بِمَعْزِلٍ
عَنِ الثُّكْلِ لَوْ كَانَ الْفُؤَادُ تَفَكَّرَا

اور نہ اس عورت کی طرح ہو جا، جس کا بچہ مر گیا ہو (اور وہ رات دن اسی کے خیال میں مبتلائے غم رہتی ہو) اگر اس کے دل میں عقل و تفکر کا جوہر ہوتا تو وہ بچے کے مرنے پر غم واندوہ کرنے سے الگ ہو جاتی۔

وَلَا تَكُ كَالشَّاةِ الَّتِي كَانَ حَتْفُهَا
بِحَفْرِ ذِرَاعَيْهَا فَلَمْ تَرْضَ مَحْفَرَا

اور تو اس بکری کا سا نہ ہو جا، جس کی موت اس کے اگلے پاؤں سے کھودی ہوئی چیز سے ہوئی اور یہ کھدائی اس کے لیے خوش آئند نہ تھی۔

وَلَا تَكُ كَالْعَاوِي فَأَقْبَلَ نَحْرَهُ
وَلَمْ يَخْشَهُ سَهْمًا مِنَ النَّبْلِ مُضْمَرَا

اور اس بھونکنے والے دکتے، کا سا نہ ہو جاؤ، جو چھپے ہوئے تیر انداز سے بے خوف گردن باہر نکالے کھڑا ہے۔

فَإِنَّا وَمَنْ يُهْدِي الْقَصَائِدَ نَحْوَنَا
كَمُسْتَبْضِعٍ تَمْرًا إِلَى أَرْضِ خَيْبَرَا

ہماری جانب قصیدے بھیجنے والے کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کوئی شخص سرزمین خیبر میں کھجور بغرض فروخت لائے (یعنی ہم لوگ تو شعر و شاعری کا چشمہ ہیں۔ ہمارے سامنے کوئی شخص شعر کس طرح پیش کر سکتا ہے؟)

عمرو بن الجموح کا بت

راوی نے کہا، پھر جب یہ لوگ مدینہ آئے تو وہاں اسلام کا اظہار کیا حالت یہ تھی کہ ان کی قوم کے بہت سے بڑے بوڑھے، دین شرک پر باقی تھے۔ جن میں سے عمرو بن الجموح (بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب ابن سلمہ) بھی تھا اس کے بیٹے معاذ بن عمرو نے عقبہ کی حاضری اور وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کا شرف حاصل کر لیا تھا۔ عمرو بن الجموح بن سلمہ کے سرداروں میں سے ایک سردار تھا اور ان میں کے سربرآوردہ لوگوں میں شمار ہوتا تھا۔ اس نے اپنے گھر میں لکڑی کا ایک بت دوسرے سربرآوردہ افراد کی طرح بنا

رکھا تھا، جس کا نام مناۃ تھا، اسے معبودانہ حیثیت میں رکھا تھا، اس کی عظمت کرتا اور اسے پاک وصاف رکھتا تھا۔ جب بنی مسلمہ میں کے نوجوان افراد معاذ بن جبل اور خود اس کا لڑکا معاذ بن عمرو بن الجموح وغیرہ نے اسلام قبول کیا اور مقام عقبہ میں حاضر ہو کر آئے، تو لوگ رات کے وقت اندھیرے میں عمرو کے اس بت کے پاس پہنچے اور اسے اٹھا کر بنی مسلمہ کی بستی کے کسی گڑھے میں، جس میں لوگوں کی گندگیاں ہوتیں الٹا، سر کے بل ڈال دیتے۔ جب عمرو صبح اٹھتا تو کہتا، ارے کم بختو! ہمارے معبود پر آج کی رات کس نے دست درازی کی؟ پھر وہ سویرے ہی ڈھونڈنے نکلتا، اسے پا لیتا تو اسے دھوتا، پاک وصاف کرتا، خوشبو لگاتا اور کہتا: واللہ! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کس نے تجھ سے ایسا سلوک کیا ہے تو ضرور اسے ذلیل کروں گا۔ جب شام ہوتی اور عمرو سو جاتا تو پھر بت کے ساتھ وہی سلوک ہوتا۔ عمرو سویرے اٹھتا اور اسے ویسی ہی گندگی میں پڑا پاتا۔ جس طرح پہلے پایا تھا تو اسے دھوتا، پاک وصاف کرتا اور خوشبو لگاتا۔ جب شام ہوتی تو بت سے وہی معاملہ کیا جاتا۔ یہی سلوک کئی بار کیا، تو ایک روز اسے گندگی سے نکال لایا۔ جہاں اسے ڈال دیا گیا تھا، اسے دھو دھلا کر اور خوشبو لگا کر رکھا۔ ایک تلوار اس کے گلے میں لٹکا دی اور کہا: واللہ! میں نے جانتا کہ کون تجھ سے یہ معاملہ کر رہا ہے۔ اور تو بھی اسے دیکھ رہا ہے، اگر تجھ میں کسی طرح کی قوت ہے تو خود اپنی حفاظت کر لے۔ یہ تلوار بھی تیرے ساتھ ہے، جب شام ہوئی اور وہ سو گیا تو ان لوگوں نے بت پر چھاپا مارا، اس کے گلے میں سے تلوار بھی لے لی۔ ایک مرا ہوا کتا لے کر اس کے ساتھ رسی سے باندھ دیا اور اسے بنی سلمہ کے گڑھوں میں سے کسی گڑھے میں ڈال دیا، جس میں لوگوں کی گندگیاں تھیں۔ جب عمرو بن الجموح صبح اٹھا اور اسے وہاں نہ پایا، جہاں وہ رکھا رہتا تھا تو اسے ڈھونڈنے نکلا، یہاں تک کہ اسے اس گڑھے میں مردہ کتے کے ساتھ اوندھا پڑا ہوا پایا، جب اس نے اسے دیکھا، اس کی حالت پر غور کی نظر ڈالی۔ اور اس کی قوم سے بعض ان لوگوں نے اس سے گفتگو بھی کی، جنھوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا، تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سبب سے اس نے اسلام اختیار کر لیا اور اسلام میں اچھی حیثیت حاصل کر لی۔

عمرو کے اشعار جب اسلام اختیار کر لیا اور اللہ تعالیٰ کے صفات کا بھی عرفان حاصل ہوا، تو اپنے اس بت کا اور اس کے جو حالات گہری نظر سے دیکھے تھے، ان کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا، جس نے اسے اس اندھے پن اور گمراہی سے نکالا شکر کرتے ہوئے کہا:۔

وَاللّٰهِ لَوْكُنْتَ اِلٰهًا لَمْ تَكُنْ ‌ ‌ ‌ ‌ اَنْتَ وَكَلْبٌ وَسْطَ بِئْرٍ فِيْ قَرَنْ

اللہ کی قسم! اگر تو معبود ہوتا تو ایک گڑھے میں کتے کے ساتھ نہ
پڑا رہتا۔

اَتَ لِمِثْلِكَ اِلٰهًا مُسْتَدَنْ ‌ ‌ ‌ ‌ اَلْاٰنَ فَتَشْنَاكَ عَنْ سُوْءِ الْغَبَنْ

باوجود معبود ہونے کے تیرے اس طرح پڑے رہنے پر تُف ہے، اب
تیرے متعلق رائے کی بدترین غلطی ہم پہ آشکارا ہوگئی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ ذِي الْمِنَنْ ‌ ‌ ‌ ‌ اَلْوَاهِبِ الرَّزَّاقِ دَيَّانِ الدِّيَنْ

ساری تعریف تو اللہ تعالیٰ کی ہے، جو احسانات والا۔ اور صاحب عطا
روزی دینے والا اور دینداروں کو جزا دینے والا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ اَنْقَذَنِيْ مِنْ قَبْلِ اَنْ ‌ ‌ ‌ ‌ اَكُوْنَ فِيْ ظُلْمَةِ قَبْرٍ مُرْتَهَنْ

وہی ذات ہے، جس نے قبر کے اندھیرے میں پھنسنے سے پہلے ہی
مجھے (شرک وکفر سے) بچالیا۔

باب ۶۹

عقبۂ ثانیہ کی شرطیں، اور حاضرین بیعت

بیعت کی شرطیں ابن اسحٰق نے کہا: جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی اجازت دی تو جنگ کے لیے بیعت کی۔ شرطیں ان شرطوں سے علٰحدہ تھیں جو عقبہ اولیٰ میں کی گئی تھیں، پہلی بیعت عورتوں کی بیعت کے الفاظ پر تھی اور اس کا سبب یہ تھا کہ اللہ عزّ و جلّ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی اجازت عطا نہیں فرمائی تھی۔ جب اللہ نے آپ کو جنگ کی اجازت مرحمت فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ دوم میں ان لوگوں سے کالے گورے کے ساتھ جنگ کرنے کی بیعت لی تو آپ نے اپنی ذات کے لیے بھی (عہد) لیا، اپنے پروردگار کے متعلق بھی ان پر شرطیں لگائیں۔ اور ان شرطوں کے پورا کرنے کے عوض میں ان کے لیے جنت کی قرار داد کی۔ مجھ سے عبادہ بن الولید (بن عبادۃ بن الصامت) نے اپنے والد ولید اور اپنے دادا عبادۃ (بن الصامت) سے، جو (عقبہ دوم کے منتخبہ) سرداروں میں سے تھے، حدیث بیان کی کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے پر بیعت کی۔ اور عبادہ ان بارہ آدمیوں میں سے تھے، جنھوں نے آپ سے عقبہ اولیٰ میں عورتوں کی بیعت (کے الفاظ) پر بیعت کی تھی کہ ہم اپنی تنگ حالی، تونگری، خوشی، مجبوری اور ہر قطعی حکم میں، جو ہمیں دیا جائے، اطاعت و فرماں برداری کریں گے اور احکام میں حکام سے نہ جھگڑیں گے۔ ہم جہاں کہیں بھی ہوں، حق بات کہیں گے۔ اور اللہ (کے احکام) کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت کا خوف نہ کریں گے۔

اوس بن حارثہ اور بنی عبد الاشہل ابن اسحٰق نے کہا: یہ نام ہیں ان لوگوں کے، جو اوس و خزرج میں سے مقام عقبہ میں حاضر ہوئے تھے، اور وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی، یہ تہتر مرد تھے اور دو عورتیں۔

اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی عبد الاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن عامر بن الاوس میں سے تین شخص: اسید بن حضیر جو منتخب سردار تھے، یہ جنگ بدر میں موجود نہ تھے۔ سلمۃ بن سلامہ، یہ بدر میں موجود تھے۔ اور ابو الہیثم بن التیہان، جن کا نام مالک تھا۔ یہ بھی بدر

میں موجود تھے۔

بنی حارثہ بن الحارث

ابن اسحٰق نے کہا: بنی حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے تین آدمی، ظہیر بن رافع بن عدی (بن زید بن جشم بن حارثہ) ابوبُردہ بن نیار، جن کا نام ہانیؑ بن نیار (بن عمرو بن عبید بن عمرو ابن کلاب بن دھمان بن غنم بن ذُبیان بن ہمیم بن کامل بن ذُہل بن ہُنّی بن بَلّی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ) جو ان کے حلیف، اور بدر میں حاضر تھے، نہیر بن الہثیم، جو بنی نابی بن مجدعہ (بن حارثہ بن الحارث ابن الخزرج بن عمرو بن مالک ابن اوس کی شاخ آل السواف بن قیس بن عامر بن نابی بن مجدعہ بن حارثہ) میں سے تھے۔

بنی عمرو بن عوف

بنی عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس میں سے پانچ شخص۔ سعد ابن خیثمہ، جو منتخب سردار اور بدر میں موجود تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر شہادت کا مرتبہ حاصل کیا۔

ابن ہشام نے کہا، ابن اسحٰق نے انھیں بنی عمرو بن عوف کی جانب منسوب کیا ہے: حالانکہ یہ بنی غنم بن السلم میں سے تھے۔ کیونکہ بعض اوقات کوئی شخص کسی قوم میں متبنیٰ ہوتا ہے تو وہ انھیں میں رہتا تھا اور انھیں کی جانب منسوب ہوتا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا، رفاعۃ بن عبد المنذر (بن زہیر بن زید بن امیہ ابن زید بن مالک بن عوف بن عمرو) جو منتخب سردار اور بدر میں موجود تھے اور احد کے روز شہید ہوئے، عبد اللہ بن جبیر (ابن النعمان بن امیہ بن البرک) اور برک کا نام امرؤالقیس تھا (ابن ثعلبہ بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس) بدر میں موجود تھے اور احد میں شہید ہوئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے تیر اندازی کرنے والوں پر امیر تھے۔

ابن ہشام کے قول کے موافق بعض نے امیہ بن البرک کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور معن بن عدی (بن الجد بن العجلان بن حارثہ بن صبیعہ) جو ان کے حلیف بنی بلیؑ میں سے تھے۔ بدر، احد، خندق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مشاہد میں حاضر رہے۔ اور ابوبکر الصدیقؓ کے عہد خلافت میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

خزرج بن الحارثہ

خزرج بن الحارثہ (بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر) کی شاخ بنی النجار میں سے، جس کا نام تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج تھا، چھ شخص، ابوایوب خالد بن زید (بن کلیب بن ثعلبہ بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن النجار) جو بدر، احد، خندق اور تمام مشاہد میں موجود رہے

اور عہد معاویہؓ میں سرزمین روم کے اندر بہ حالت غازی انتقال کیا۔

معاذ بن الحارث (بن رفاعۃ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار) بدر، احد، خندق اور تمام مشاہد میں حاضر رہے۔ یہ عفراء کے بیٹے تھے۔

ان کے بھائی عوف بن الحارث بھی بدر میں موجود تھے اور اسی میں شہید ہوئے۔ یہ بھی عفراء کے فرزند تھے۔ ان کے ایک اور بھائی معوذ بن الحارث تھے اور بدر میں موجود تھے۔ اسی میں شہید بھی ہوئے۔ یہی وہ شخص ہیں، جنھوں نے ابوجہل بن ہشام بن المغیرہ کو قتل کیا۔ یہ بھی عفراء کے ہی فرزند تھے۔

عمارہ بن حزم (بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن النجار) بدر، احد، خندق اور تمام مشاہد میں موجود رہے۔ اور ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے

اسعد بن زرارہ، جو منتخب سردار تھے، بدر سے پہلے ہی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد تعمیر ہو رہی تھی، انتقال کیا۔ یہ ابوامامہ مشہور تھے۔

بنی عمرو بن مبذول

بنی عمرو بن مبذول بن عامر بن مالک بن النجار میں سے، سہل بن عتیک بن عمرو، جو بدر میں موجود تھے، ایک ہی شخص۔

بنی عمرو بن مالک

اور بنی عمرو بن مالک بن النجار میں سے، جو بنی حدیلہ کہلاتے ہیں، دو شخص۔ حدیلہ، مالک بن زید (مناۃ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج) کی بیٹی تھی

اوس بن ثابت (بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار) جو بدر میں موجود تھے۔

ابوطلحہ، جن کا نام زید بن سہل (بن الاسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار) تھا۔ وہ بھی بدر میں تھے۔

بنی مازن بن النجار

بنی مازن بن النجار میں سے دو شخص۔

قیس بن ابی صعصعہ (عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن)، جو بدر میں بھی حاضر تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز انھیں لشکر کے پچھلے حصے پر سامور فرمایا تھا۔

عمرو بن غزیہ (بن عمرو بن ثعلبہ بن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن)، جملہ گیارہ آدمی بنی النجار کے عقبہ میں حاضر تھے۔

ابن ہشام نے کہا ہے: عمرو بن غزیہ (بن عمرو بن ثعلبہ بن ثعلبہ بن عطیہ بن خنساء) جس کا ذکر ابن اسحٰق نے کیا ہے، وہ عمرو بن غزیہ (بن عمرو بن عطیہ بن خنساء) ہے۔

بلحارث بن خزرج

ابن اسحٰق نے کہا، بلحارث بن الخزرج میں سے سات شخص۔

سعد بن الربیع، جو منتخب سردار اور حاضر بدر تھے، احد میں شہید ہوئے۔

خارجہ بن زید (بن ابی زہیر بن مالک بن امرء القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث) بدر میں حاضر تھے اور احد میں شہید ہوئے۔

عبداللہ بن رواحہ، جو منتخب سردار تھے، بدر، احد، خندق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مشاہد میں (بجز فتح مکہ اور اس کے بعد کی جنگوں کے، موجود رہے) جنگ موتہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امیر مقرر ہوئے تھے، وہیں شہید ہوئے۔

بشیر بن سعد (بن ثعلبہ بن جلاس بن زید بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث ابو النعمان بن بشیر) بدر میں حاضر تھے۔

عبداللہ بن زید (بن ثعلبہ بن عبدربہ بن زید (مناة) بن الحارث بن الخزرج) بدر میں موجود تھے۔ یہی صاحب ہیں، جنھیں خواب میں اذان دینے کا طریقہ بتایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خواب بیان کیا، آپ نے اسی طرح اذان دینے کا حکم فرمایا۔

خلاد بن سوید (بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امرء القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج) بدر، احد اور خندق میں حاضر تھے۔ بنی قریظہ کے روز شہید ہوئے۔ بنی قریظہ کے قلعوں میں سے ایک قلعے پر سے ان پر چکی گرائی گئی۔ جس سے سر پھٹ گیا، لوگ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اِنَّ لَہٗ لَاَجْرَ شَہِیْدَیْنِ۔ (ان کے لیے دو شہیدوں کا اجر ہے)

عقبہ بن عمرو (بن ثعلبہ بن اسیرة بن عسیرة بن حدارة بن عوف بن الحارث بن الخزرج) جن کی کنیت ابو مسعود تھی، یہ حاضرین عقبہ میں سب سے کم عمر تھے۔ بدر میں حاضر رہے تھے (عہد معاویہ میں وفات پائی)

بنی بیاضہ بن عامر

بنی بیاضہ بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ میں سے تین شخص۔

زیاد بن لبید (بن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ) بدر میں بھی موجود تھے۔

فروہ بن عمرو (بن ودفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ) بدر میں بھی حاضر تھے۔ بعض نے ودفہ کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا: خالد بن قیس (بن مالک بن العجلان بن عامر بن بیاضہ) بدر میں بھی تھے۔

بنی عامر بن زُریق

بنی زریق کی شاخ عامر بن زریق (بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج) میں سے چار شخص۔

رافع بن مالک، منتخب سردار، ذکوان بن عبد قیس (بن خلدۃ بن مخلد بن عامر بن زریق) یہ صاحب (مدینہ سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے تھے اور مکہ میں آپ ہی کے ساتھ رہا کرتے تھے اسی لیے انھیں مہاجر انصاری کہا جاتا تھا۔ بدر میں موجود رہے اور احد میں شہید ہوئے۔

عبادۃ بن قیس (بن عامر بن خلدۃ بن مخلد بن عامر بن زریق) نے بدر میں حاضری دی۔

الحارث بن قیس (بن خالد بن عامر بن زریق) بدر میں بھی حاضر رہے۔

بنی سلمہ بن سعد

بنی سلمہ بن سعد (بن علی بن اسد بن ساردۃ بن تزید بن جشم بن الخزرج) کی شاخ بنی عبید بن عدی (بن غنم بن کعب بن سلمہ) میں سے گیارہ آدمی۔

البراء بن معرور بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید، منتخب سردار، جن کے متعلق بنی سلمہ کا دعویٰ ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں، جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی شرطیں قبول کیں اور منوائیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں تشریف لانے سے پہلے انتقال کر گئے۔

ان کے فرزند بشر بن البراء، بدر، احد اور خندق میں حاضر رہے اور خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بکری کے زہر آلود گوشت کا ایک نوالہ کھانے کے سبب وہیں انتقال کر گئے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی سلمہ سے دریافت فرمایا، مَنْ سَيِّدُكُمْ۔ تم میں کا سردار کون ہے؟ تو انھوں نے عرض کی: ہمارا سردار الجدّ بن قیس ہے۔ اگرچہ وہ کنجوس ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کے متعلق فرمایا تھا:۔

وَاَيُّ دَاءٍ اَكْبَرُ مِنَ الْبُخْلِ	کنجوسی سے بڑھ کر کونسی بیماری ہے؟ بنی
سَيِّدُ بَنِيْ سَلِمَةَ الْاَبْيَضُ الْجَعْدُ	سلمہ کا سردار سفید گھونگھریلے بالوں والا بشر بن
بِشْرُ ابْنُ الْبَرَاءِ۔	البراء ہے۔

سنان بن صیفی (بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید) بدر میں رہے اور خندق کے روز شہید ہوئے
الطفیل بن النعمان (بن خنساء بن سنان بن عبید) بدر میں موجود تھے اور خندق کے روز شہید ہوئے۔
معقل بن المنذر (بن سرح بن عبید) بدر میں تھے، ان کے بھائی یزید بن المنذر، بدر میں بھی تھے۔ مسعود

بن یزید (بن سبیع بن خنساء بن سنان بن عبید) الضحاک بن حارثہ (بن زید بن ثعلبہ بن عبید) بدر میں بھی رہے، یزید بن خذام (بن سبیع بن خنساء بن سنان بن عبید) جبار بن صخر (بن امیہ بن خنساء بن سنان بن عبید) بدر میں بھی موجود تھے۔

ابن ہشام نے کہا: بعض جبار بن صخر بن امیہ بن خناس بھی کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا: الطفیل بن مالک (بن خنساء بن سنان بن عبید) بدر میں بھی تھے۔

بنی سواد اور بنی غنم

اور بنی سواد بن غنم (بن کعب بن سلمہ) کی شاخ بنی کعب بن سواد میں سے کعب بن مالک (بن ابی کعب بن القین بن کعب) صرف ایک شخص۔

بنی غنم بن سواد (بن غنم بن کعب بن سلمہ) میں سے پانچ آدمی، سلیم بن عمرو (بن حدیدۃ بن عمرو بن غنم) بدر میں بھی موجود تھے۔ قطبہ بن عامر (بن حدیدۃ بن عمرو بن غنم) بدر میں بھی موجود تھے۔ ان کے بھائی یزید بن عامر (بن حدیدۃ بن عمرو بن غنم) جن کی کنیت ابوالمنذر تھی۔ بدر میں بھی حاضر تھے۔ ابوالیسر، جن کا نام کعب بن عمرو (بن عباد بن عمرو بن غنم) تھا۔ بدر میں بھی تھے۔ صیفی بن سواد بن عباد (بن عمرو بن غنم)

ابن ہشام نے کہا: صیفی بن سواد (بن عباد بن عمرو بن سواد) کے غنم نامی کوئی بیٹا نہ تھا۔

بنی نابی

ابن اسحٰق نے کہا: بنی نابی بن عمرو (بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ) میں سے پانچ آدمی ثعلبہ بن غنمۃ (بن عدی بن نابی)۔ بدر میں موجود تھے اور خندق میں شہید ہوئے، عمرو بن غنمۃ (بن عدی بن نابی) عبس بن عامر (بن عدی بن نابی) بدر میں موجود تھے۔ ان کے حلیف عبداللہ بن انیس، جو قضاعہ میں سے تھے۔ خالد بن عمرو (بن عدی بن نابی)

بنی حرام بن کعب

بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے سات آدمی۔

عبداللہ بن عمرو (بن حرام بن ثعلبہ بن حرام) سردار منتخب، بدر میں موجود تھے اور احد کے روز شہید ہوئے۔ ان کے فرزند جابر بن عبداللہ، معاذ بن عمرو (بن الجموح بن زید بن حرام) بدر میں بھی موجود تھے، ثابت بن الجذع اور جذع کا نام ثعلبہ بن زید (بن الحارث بن حرام) طائف میں شہید ہوئے۔

عمیر بن الحارث (بن ثعلبہ بن الحارث بن حرام) بدر میں بھی موجود تھے، ابن ہشام نے کہا: عمیر بن الحارث (بن لبدۃ بن ثعلبہ)

ابن اسحٰق نے کہا: ان کے حلیف خدیج بن سلامۃ (بن اوس بن عمرو بن الفرافر)، جو قبیلہ بلی میں

سے تھے۔

معاذ بن جبل (بن عمرو بن اوس بن اوس بن عایذ بن عدی بن کعب بن عمرو بن اذن بن سعد بن علی بن اسد بن ساردۃ بن تزید بن جشم بن الخزرج) جو بنی سلمہ میں رہا کرتے تھے، بدر اور تمام مشاہد میں حاضر رہے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جس سال شام کے اندر طاعون پھیلا اسی سال مقام عمواس میں (ان کا) انتقال ہوا۔ بنی سلمہ نے انھیں اپنا متبنیٰ کر لیا تھا، یہ سہل بن محمد (بن الجد بن قیس بن صخر بن خنساء ابن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ) کے مادری بھائی تھے۔

ابن ہشام نے کہا: اوس بن عباد (بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی بن سعد)

عوف بن خزرج

ابن اسحٰق نے کہا: بنی عوف بن الخزرج کی شاخ بنی سالم بن عوف (بن عمرو بن عوف بن الخزرج) میں سے چار آدمی۔

عبادہ بن الصّامت (بن قیس بن اصرام بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف، سردار منتخب، بدر اور تمام مشاہد میں حاضر رہے۔

ابن ہشام نے کہا، غنم بن عوف کو ان کا جدّ امجد قرار دیا ہے، جو سالم بن عوف (بن عمرو بن عوف بن الخزرج) کا بھائی تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا: عباس بن عبادۃ (بن نضلۃ بن مالک بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف) یہ ان لوگوں میں سے تھے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام مکہ کے زمانے میں آپ کے پاس چلے گئے اور وہاں آپ کے ساتھ ہی مقیم ہو گئے تھے، اسی لیے انھیں مہاجر انصاری کہتے تھے، اُحد کے روز شہید ہوئے: ان کے حلیف ابو عبدالرحمٰن یزید بن ثعلبہ (بن خزمۃ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ) جو بنی عصینہ کی شاخ بلی میں سے تھے، عمرو بن الحارث (بن لبدہ بن عمرو بن ثعلبہ) جو قواقل کہلاتے تھے، بنی سلیم بن غنم (بن عوف بن الخزرج) میں سے تھے، جو بنی الحبلی کہلاتے تھے، دو آدمی۔

بنی سلیم بن غنم

ابن ہشام نے کہا: الحبلی کا نام سالم بن غنم بن عوف تھا، (نہ کہ سلیم بن غنم بن عوف) چونکہ ان کا پیٹ بڑا تھا، اس لیے الحبلی مشہور ہو گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا: رفاعہ بن عمرو بن زید (بن عمرو بن ثعلبۃ بن مالک بن سالم بن غنم) بدر میں بھی حاضر تھے اور ان کی کنیت ابوالولید تھی۔

ابن ہشام نے کہا: بعض رفاعۃ بن مالک کہتے ہیں اور مالک، الولید بن عبداللہ (بن مالک بن

ثعلبہ بن جسم بن مالک بن سالم) کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا: ان کے حلیف عقبہ بن وہب (بن کلدہ بن الجعد بن ہلال بن الحارث بن عمرو بن عدی بن جشم بن عوف بن بہثہ بن عبداللہ بن غطفان بن سعد بن قیس بن عیلان) بدر میں موجود تھے اور ان لوگوں میں سے تھے، جو مدینہ سے ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ چلے گئے تھے۔ اس لیے مہاجر انصاری کہلاتے تھے۔

بنی ساعدہ بن کعب

ابن اسحٰق نے کہا: بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج میں سے دو ہی شخص تھے، اول سعد بن عبادۃ (بن دُلیم بن حارثہ بن ابی خزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدۃ) جو سردار منتخب تھے۔

دوم منذر بن عمرو (بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبد ود بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدۃ) سردار منتخب، بدر و احد میں حاضر رہے، بیر معونہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں امیر مقرر فرمایا تھا۔ اسی امارت کی حالت میں شہید ہوئے۔ اور یہ اعنق للموت کہلاتے تھے۔ یعنی موت کی جانب تیز چال سے جانے والے۔

غرض جملہ اشخاص جو بیعۃ العقبہ میں اوس و خزرج میں سے حاضر تھے، تہتر مرد تھے، دو عورتیں بھی تھیں، جن کے متعلق دعویٰ کیا جاتا ہے کہ دونوں نے بیعت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بیعت میں) عورتوں سے ہاتھ نہیں ملایا کرتے تھے۔ صرف ان سے اقرار لے لیتے تھے۔ جب وہ اقرار کر لیتیں تو آپ فرماتے:۔

اِذْهَبْنَ قَدْ بَايَعْتُكُنَّ۔ جاؤ، میں نے تم سے بیعت لے لی۔

دو عورتیں

(یہ دو عورتیں) بنی مازن بن نجار میں سے تھیں، ایک نسیبہ بنت کعب (بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن) جن کی کنیت ام عمارہ تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں بھی حاضر ہوئیں، ان کے ساتھ ان کی بہن، ان کے شوہر زید بن عاصم بن کعب اور ان کے دونوں بیٹے حبیب بن زید، عبداللہ بن زید بھی حاضر رہے، حبیب کو یمامہ والے مسیلمۃ الکذاب الحنفی نے گرفتار کر لیا تھا۔ وہ ان سے کہتا تھا: کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا رسول ہے؟ یہ کہتے: ہاں! پھر وہ کہتا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو یہ کہتے: میں نہیں سنتا۔ وہ ان کا ایک ایک عضو کاٹتا جاتا، یہاں تک کہ اسی کے ہاتھوں ان کا انتقال ہو گیا۔ وہ ان الفاظ سے کچھ زیادہ نہ کہتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کیا

جاتا تو ایمان کا اظہار کرتے اور آپ پر درود پڑھتے۔ جب مسیلمہ کا ذکر آتا تو کہتے: میں نہیں سنتا۔ غرض نسیبہ مسلمانوں کے ساتھ یمامہ کی طرف نکلیں اور بذات خود جنگ میں شریک ہوئیں، یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے مسیلمہ کو قتل کرا دیا۔ وہ اس حالت میں وہاں سے واپس ہوئیں، کہ تلواروں اور برچھوں کے بارہ زخم انھیں لگے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا: اس حدیث کی روایت مجھے نسیبہ ہی سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے عبد اللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ کی وساطت سے سنائی۔

بنی سلمہ میں سے (دوسری عورت) ام منیع اسماء بنت عمرو (بن عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ) تھیں۔

باب ۲

اذنِ قتال اور آغازِ ہجرت

اذن قتال محمد بن اسحٰق نے مذکورہ اسناد سے بیان کیا کہ بیعت عقبہ سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی اجازت نہ تھی اور خونریزی آپ کے لیے حلال نہیں کی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے، تکلیفوں پر صبر کرنے اور جاہلوں سے روگرداں ہو جانے کا حکم تھا۔ قریش آپ کی قوم کے مہاجروں اور آپ کے پیروؤں پر ظلم و جبر کرتے تھے۔ حتیٰ کہ انھیں دین سے متعلق صبر آزما مصیبتیں پہنچاتے رہے اور بستیوں سے نکال دیا۔ غرض آپ کے پیروؤں میں سے بعض تو اپنے دین کے متعلق صبر آزما مصیبتوں میں مبتلا تھے، بعض ان کے ہاتھوں میں پھنسے ہوئے تکلیفیں برداشت کر رہے تھے اور بعض ان سے بچنے کے لیے دوسرے شہروں میں بھاگ گئے تھے، ان میں سے ایک جماعت سرزمین حبشہ جا چکی تھی، کچھ لوگ مدینہ پہنچ گئے یا ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔

غرض جب قریش نے اللہ تعالیٰ کے مقابل سرکشی اختیار کی۔ انھیں جو عزت ملنے والی تھی، اسے ٹھکرا دیا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا، جو لوگ خدا کے سچے پرستار، توحید کے ماننے والے۔ نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والے اور دین کی مضبوط رسی کو تھامنے والے تھے، انھیں تکلیفیں پہنچائیں بلکہ جلا وطن کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی اجازت دیدی۔ جن پر ظلم و زیادتی ہو رہی تھی، ان کے لیے مدد اور حفاظت کا اذن مل گیا۔

عروہ بن الزبیر اور دوسرے علماء سے مجھے جو کچھ پہنچا، اس میں بتایا گیا ہے کہ اس بارے میں سب سے پہلے یہ آیتیں نازل ہوئی تھیں۔

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۔ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْ

جن (مومنوں) کے خلاف ظالموں نے جنگ کر رکھی ہے۔ اب انھیں بھی (اس کے جواب میں) جنگ کی رخصت دی جاتی ہے اور اللہ ان کی مدد کرنے پر ضرور قادر ہے۔ یہ وہ مظلوم ہیں کہ بغیر کسی حق کے اپنے گھروں سے نکال دیے گئے۔ ان کا کوئی جرم

لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ۔ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ ، اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ

نہ تھا۔ اگر تھا تو صرف یہ کہ وہ کہتے تھے، ہمارا پروردگار اللہ ہے اور دیکھو اگر اللہ بعض آدمیوں کے ہاتھوں، بعض آدمیوں کی مدافعت نہ کراتا رہتا اور ایک گروہ کو دوسرے گروہ پر ظلم و تشدد کے لیے بے روک چھوڑ دیتا، تو کسی قوم کی عبادتگاہ محفوظ نہ رہتی، خانقاہیں، گرجے، عبادتگاہیں مسجدیں، جن میں کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ سب کبھی کی ڈھائی جا چکی ہوتیں، یاد رکھو جو کوئی اللہ کی سچائی کی حمایت کرے گا، ضروری ہے کہ اللہ بھی اس کی مدد فرمائے۔ کچھ شبہ نہیں، اللہ یقیناً قوت رکھنے والا اور سب پر غالب ہے۔ (یہ مظلوم مسلمان) وہ ہیں کہ اگر ہم نے انھیں زمین میں صاحب اقتدار کر دیا (یعنی ان کا حکم چلنے لگا، تو نماز کا نظم قائم کریں گے، زکوۃ کی ادائی میں سرگرم ہوں گے، نیکیوں کا حکم دیں گے، برائیوں سے روکیں گے اور تمام باتوں کا انجام اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

یعنی ان کے لیے جنگ صرف اس لیے حلال کر دی کہ ان پر ظلم کیا گیا۔ لوگوں سے برتاؤ میں ان کی کوئی غلطی نہ تھی، بجز اس کے کہ وہ اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے اور جب کبھی انھیں غلبہ حاصل ہوا انھوں نے نماز قائم کی، زکوۃ دی، نیکی کا حکم دیا، اور برائی سے روکا۔ اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ہیں، اللہ تعالی ان سب سے راضی ہو۔

اس پر یہ آیت نازل فرمائی:۔

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ۔

ان سے اس وقت تک جنگ کرو۔ کہ فتنہ باقی نہ رہے۔

یعنی ایمان داروں پر ان کے دین کے متعلق صبر آزما آفتیں نہ ڈھا سکیں۔

وَيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ۔

اور دین صرف اللہ کے لیے ہے۔

یعنی اللہ تعالی ہی کی پرستش ہو اور اس کے ساتھ غیر کی پرستش باقی نہ رہے۔

ہجرت کا حکم | ابن اسحق نے کہا: جب اللہ تعالی نے جنگ کی اجازت دے دی، انصار کے

مذکورہ بالا قبیلوں نے اسلام کی اور آپ کے متبعین کی امداد پر بیعت کی۔ اور مسلمان ان کے پاس جا کر پناہ گزین ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دے دیا کہ مہاجر اصحاب، اور وہ مسلمان، جو مکہ میں آپ کے ساتھ تھے، مدینہ کی جانب نکلیں، وہاں ہجرت کر جائیں اور اپنے انصار بھائیوں سے جا ملیں۔ فرمایا:۔

إِنَّ اللّٰهَ قَدْ جَعَلَ لَكُمْ إِخْوَانًا وَدَارًا تَأْمَنُونَ بِهَا۔ — اللہ نے تمھارے لیے ایسے بھائی اور ایسا گھر فراہم کر دیا ہے کہ وہاں بے خوف رہ سکو گے۔

پھر تو ٹکڑیوں کی ٹکڑیاں نکلیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں اس بات کا انتظار فرماتے رہے کہ آپ کو پروردگار مکہ سے نکلنے اور مدینہ کی جانب ہجرت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائے۔

ابو سلمہ بن عبد الاسد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجرین صحابہ میں سے سب سے پہلے ہجرت کرنے والے قریش کی شاخ بنی مخزوم کے ابو سلمہ بن عبد الاسد (بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم) تھے، جن کا نام عبد اللہ تھا۔ اصحاب عقبہ کی بیعت سے ایک سال قبل انھوں نے مدینہ کی جانب ہجرت کی۔ یہ سرزمین حبشہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ میں آگئے تھے۔ جب قریش نے انھیں تکلیفیں دیں اور انصار کے بعض افراد کے اسلام اختیار کرنے کی اطلاع ملی تو وہ مدینہ کی جانب ہجرت کے ارادے سے نکل گئے۔

اُمّ سلمہؓ کی روایت

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے میرے والد اسحٰق بن یسار نے سلمہ بن عبد اللہ بن عمر بن ابی سلمہ سے اور انھوں نے اپنی دادی ام سلمہؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محل مبارک کی روایت بیان کی۔ جب ابو سلمہؓ نے مدینہ کی جانب نکل جانے کا پکا ارادہ کر لیا تو اپنے اونٹ پر میرے لیے (ام سلمہؓ کے لیے) کجاوہ کسا اور مجھے اس پر سوار کرا دیا۔ میرے لڑکے سلمہ (بن ابی سلمہ) کو بھی میری گود میں بٹھا دیا اور مجھے لے کر اپنا اونٹ کھینچے ہوئے نکلے، جب انھیں بنی مغیرہ بن عبد اللہ (بن عمر بن مخزوم) کے لوگوں نے دیکھا تو وہ ان کی طرف جھپٹے اور کہا تم نے اپنی ذات کے متعلق تو (حجت میں) ہم پر غلبہ حاصل کر لیا (تمھیں اپنی ذات کے متعلق اختیار ہے کہ جو چاہو کرو، جہاں چاہو رہو، جو دین چاہو، اختیار کرو۔ لیکن) یہ بتاؤ کہ تمھاری اس بی بی کو ہم کیوں چھوڑیں کہ تم اسے لے کر شہر بہ شہر پھرو۔

انھوں نے اونٹ کی مہار ابو سلمہ کے ہاتھ سے چھین لیا اور مجھے ان سے لے لیا۔ تب تو ابو سلمہ کی جماعت بنی عبد الاسد غصے میں آگئی اور انھوں نے کہا، جب تم نے ہمارے آدمی سے اس (کی عورت)

کو چھین لیا ہے تو واللہ! ہم بھی اپنے بچے کو اس (کی ماں) کے پاس نہ چھوڑیں گے، پھر میرے بچے سلمہ پر (ایسی) کشمکش ہونے لگی کہ اس کا ہاتھ جوڑ سے ہٹ گیا اور بنی عبدالاسد اسے لے کر چلے گئے، بنی مغیرہ نے مجھے اپنے پاس روک لیا اور میرے شوہر ابوسلمہ مدینہ چلے گئے۔

میرے، میرے شوہر اور بچے میں جدائی ڈال دی گئی، یعنی ایک دوسرے سے الگ ہو گیا۔

دردناک حالات

میری یہ حالت ہو گئی کہ ہر روز صبح نکلتی۔ وادی میں جا بیٹھتی اور شام تک روتی رہتی، ایک سال یا اس کے لگ بھگ یہی حالت رہی۔ یہاں تک کہ بنی مغیرہ کا ایک شخص، میرا چچیرا بھائی تھا۔ میرے پاس سے گزرا۔ میری حالت دیکھی تو اسے مجھ پر رحم آ گیا، اس نے بنی مغیرہ سے کہا: کیا تم لوگ اس مسکین عورت (کی اس حالت) سے تنگ دلی محسوس نہیں کرتے کہ تم نے اس کے شوہر، بیٹے، اور خود اس کے درمیان جدائی ڈال دی ہے۔؟ ان لوگوں نے مجھ سے کہا: اگر چاہتی ہے تو اپنے شوہر کے پاس چلی جا۔ (جب مجھے شوہر کے پاس جانے کی اجازت مل گئی تو) بنی عبدالاسد نے بھی میرے بچے کو لوٹا دیا۔

پھر تو میں اپنا اونٹ لے کر چل نکلی، بچے کو گود میں بٹھا لیا اور شوہر کے پاس مدینہ جانے کے لیے نکل کھڑی ہوئی۔ میرے ساتھ اللہ کی مخلوق میں سے کوئی نہ تھا۔ میں نے (دل میں) کہا کہ جو بھی مل جائے میں اسے کافی سمجھوں گی، تاکہ (کسی طرح) میں شوہر کے پاس پہنچ جاؤں۔

عثمان بن طلحہ کی شرافت

جب میں مقام تنعیم[1] میں پہنچی تو بنی عبدالدار والے عثمان طلحہ بن ابی طلحہ سے ملی، اس نے کہا: اے ابوامیہ کی بیٹی! کہاں کا قصد ہے؟ میں نے کہا: اپنے شوہر کے پاس مدینہ جانا چاہتی ہوں۔ اس نے کہا، کیا تمھارے ساتھ کوئی نہیں؟ میں نے کہا: واللہ! اللہ اور اس بچے کے سوا کوئی نہیں، اس نے کہا، واللہ! تجھے (تنہا) چھوڑا نہیں جا سکتا۔ پھر اس نے اونٹ کی مہار پکڑ لی۔ میرے ساتھ ہو گیا اور مجھے لے کر چلا۔ اللہ کی قسم! ایسے عرب مرد کے ساتھ میں کبھی نہیں رہی، جسے میں نے اس سے زیادہ شریف پایا ہو۔ اس کی حالت یہ تھی کہ جب منزل پر پہنچتا تو اونٹ کو بٹھاتا اور میرے پاس سے ہٹ جاتا۔ یہاں تک کہ میں اتر پڑتی تو پھر میرا اونٹ لے کر علیحدہ چلا جاتا، اس پر سے سامان اتارتا اور اسے کسی درخت سے باندھ دیتا۔ پھر الگ کسی درخت کے نیچے جا لیٹتا۔ جب کوچ کا وقت آتا تو میرے اونٹ کے پاس جاتا۔ لاد کر اس پر کجاوہ کستا۔ پھر میرے پاس سے ہٹ جاتا اور کہتا کہ سوار ہو جاؤ۔ جب میں سوار ہو جاتی اور اچھی طرح بیٹھ جاتی تو آتا

---

[1] پہلے بتایا جا چکا ہے کہ تنعیم مکہ معظمہ سے چند میل ہے۔

اور اس کی مہار پکڑ کر اسے کھینچ لے جاتا۔ غرض مجھے جس کسی منزل پر اتارتا، وہ میرے ساتھ یہی سلوک کرتا رہا۔ حتیٰ کہ مجھے مدینہ لا چھوڑا۔ جب اس نے قبا میں بنی عمرو بن عوف کی بستی دیکھی تو کہا: تمھارا شوہر اسی بستی میں ہے (ابو سلمہ واقعی اسی بستی میں اترے ہوئے تھے) اللہ کا نام لے کر چلی جاؤ، اس کے بعد وہ مکہ لوٹ گیا۔

ام سلمہ کہا کرتی تھیں، خدا کی قسم! کسی اسلامی گھرانے پر ایسی مصیبتیں نازل ہونے کا مجھے علم نہیں جو ابو سلمہؓ کے گھرانے پر نازل ہوئیں اور میں نے عثمان بن ابی طلحہ سے زیادہ شریف ساتھی کوئی نہیں دیکھا۔

ابن اسحٰق نے کہا: ابو سلمہؓ کے بعد مہاجرین میں سب سے پہلے جو مدینہ آیا، وہ عامر بن ربیعہ تھا۔ جو بنی عدی بن کعب کا حلیف تھا اور ساتھ اس کی بی بی لیلیٰ بنت ابی حثمہ (بن غانم بن عبداللہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب) تھی۔

بنی جحش

ان کے بعد عبداللہ بن جحش (بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرۃ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ)، جو بنی امیہ بن عبد شمس کا حلیف تھا، وہ اپنے گھر والوں اور اپنے بھائی عبد بن جحش کو بھی اٹھا لایا، جس کی کنیت ابو احمد تھی۔ وہ نابینا تھا۔ مکہ کے بالائی حصے سے نشیبی حصے کی جانب بغیر کسی رہنما کے آیا جایا کرتا تھا۔ الفرعہ بنت ابی سفیان بن حرب اس کی زوجیت میں تھی۔ اس کی ماں امیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم تھی۔

بنی جحش کے ہجرت کر جانے کے بعد ان کا گھر بند پڑا رہا۔ جس کی گری ہوئی دیواروں کے پاس آج ابان بن عثمان کا گھر ہے۔ وہاں سے عتبہ بن ربیعہ اور عباس بن عبدالمطلب اور ابوجہل بن ہشام بن مغیرہ مکہ کے بلند حصے کی جانب جاتے ہوئے گزرے تو اسے عتبہ بن ربیعہ نے دیکھا کہ گھر میں کوئی نہیں اور کھنڈر ہونے کے سبب سے اس کے دروازے دھڑ دھڑ کر رہے ہیں، جب اس نے یہ حالت دیکھی تو ٹھنڈی سانس لی اور کہا:

وَكُلُّ دَارٍ وَإِنْ طَالَتْ سَلَامَتُهَا ۔۔۔ يَوْمًا سَتُدْرِكُهَا النَّكْبَاءُ وَالْحُوبُ

ہر گھر کو ایک نہ ایک مخالف ہوا اور دردناک حالت آ گھیرے گی۔ اگرچہ وہ بڑے زمانے تک سلامت رہے۔

ابن اسحٰق نے کہا: پھر عتبہ بن ربیعہ نے کہا: بنی جحش کا گھر اس کے رہنے والوں سے خالی ہو گیا تو ابوجہل نے کہا: ایک اکیلے شخص اور اکیلے باپ والے (کمزور و غیر معروف) شخص پر کیا گریہ وزاری کرتا ہے۔

پھر اس نے کہا: یہ سب کچھ میرے بھتیجے کا کام ہے۔ اسی نے ہماری جماعت میں پھوٹ ڈالی۔ ہمارا اتحاد منتشر کر دیا اور ہمارے درمیانی تعلقات توڑ دیے۔

مہاجرین ومہاجرات

غرض ابو سلمہ بن عبد الاسد عامر بن ربیعہ، عبد اللہ بن جحش اور ان کے بھائی ابو احمد بن جحش، محلہ بنی عمرو بن عوف واقع قبا میں، مبشر بن عبد المنذر بن زنبر کے پاس رہا کرتے تھے، اس کے بعد مہاجرین جوق در جوق آنے لگے اور بنی غنم بن دودان، جو اسلام اختیار کر چکے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب کے سب ہجرت کر کے مدینہ آ گئے، عبد اللہ بن جحش اور ان کے بھائی، احمد بن جحش، عکاشہ بن محصن، شجاع وعقبہ، وہب کے دونوں بیٹے اور اربد بن حُمیرہ۔

منقذ بن نبتہ، سعید بن رقیس، محرز بن نضلتہ، یزید بن رقیس، قیس بن جابر، عمرو بن محصن، مالک بن عمرو، ثقیف بن عمرو، ربیعہ بن اکثم، زبیر بن عبیدہ، تمام بن عبیدہ، سنجرہ بن عبیدہ، محمد بن عبد اللہ بن جحش اور ان کی عورتوں میں سے زینب بنت جحش، ام حبیب بنت جحش، جدامہ بنت جندل، ام قیس بنت محصن، ام حبیب بنت ثمامہ، آمنہ بنت رقیس، سنجرہ بنت تمیم، حمنہ بنت جحش (یہ سب ہجرت کر آئے)

اشعار ابو احمد بن جحش

ابو احمد بن جحش نے بنی اسد بن خزیمہ کے اپنی قوم کو چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت اور دعوت ہجرت کے بالاتفاق قبول کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے:-

وَلَوْ حَلَفَتْ بَیْنَ الصَّفَا اُمُّ اَحْمَدٍ　　　وَمَرْوَتِهَا بِاللّٰهِ بَرَّتْ یَمِیْنُهَا

اگر ام احمد صفا ومروہ کے درمیان اللہ کی قسم کھائے، تو وہ اپنی قسم میں سچی نکلے گی۔

لَنَحْنُ الْاُولٰی کُنَّا بِهَا ثُمَّ لَمْ نَزَلْ　　　بِمَکَّةَ حَتّٰی عَادَ غَثًّا سَمِیْنُهَا

کہ ہمیں وہ تھے جو مکہ میں رہا کرتے تھے اور ہم نے اسے اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک وہاں کے موٹے دبلے نہ ہو گئے (یا عزت دار ذلیل نہ ہوئے)

بِهَا خَیَّمَتْ غَنْمُ بْنُ دُوْدَانَ وَابْتَنَتْ　　　وَمِنْهَا غَدَتْ غَنْمٌ وَخَفَّ قَطِیْنُهَا

غنم بن دودان نے وہیں ڈیرے ڈال دیے اور گھر بنا لیے۔ پھر بنی غنم نے وہاں سے صبح سویرے کوچ کر دیا۔ اور وہاں کے رہنے والوں کو سفر کرنا آسان ہو گیا۔

إِلَى اللّٰهِ تَغْدُوْ بَيْنَ مَثْنَى وَوَاحِدٍ　　　وَدِيْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِالْحَقِّ دِيْنُهَا

ایک ایک، دو دو، اللہ کی طرف (ہجرت کرکے) چلے جارہے ہیں اور اللہ کے رسولؐ کا سچا دین ان کا دین بن گیا ہے۔

مزید اشعار | ابواحمد بن جحش نے یہ بھی کہا:۔

لَمَّا رَأَتْنِيْ أُمُّ أَحْمَدَ غَادِيًا　　　بِذِمَّةِ مَنْ أَخْشَى بِغَيْبٍ وَأَرْهَبُ

جب ام احمد نے مجھے دیکھا کہ میں اس ذات کے بھروسے پر صبح سویرے سفر کرنے کے لیے کھڑا ہوگیا جس سے میں بے دیکھے ڈرتا ہوں اور کانپتا ہوں۔

تَقُوْلُ فَإِمَّا كُنْتَ لَابُدَّ فَاعِلًا　　　فَيَمِّمْ بِنَا الْبُلْدَانَ وَلْتَنْأَ

تو کہتی ہے کہ تمہیں سفر کرنا ہی ہے تو یثرب سے دور دوسرے ممالک میں ہمیں لے چلو۔

فَقُلْتُ لَهَا بَلْ يَثْرِبُ الْيَوْمَ وَجْهُنَا　　　وَمَا يَشَإِ الرَّحْمٰنُ فَالْعَبْدُ يَرْكَبُ

تو میں نے اس سے کہا (نہیں دوسرے ممالک کو ہم نہ جائیں گے۔) بلکہ یثرب ہی ہماری توجہ کا قبلہ ہے اور (حقیقت تو یہ ہے کہ) رحمٰن جو چاہتا ہے، بندہ وہی کام کرتا ہے۔

إِلَى اللّٰهِ وَجْهِيْ وَالرَّسُوْلِ وَمَنْ يُقِمْ　　　إِلَى اللّٰهِ يَوْمًا وَجْهَهُ لَا يُخَيَّبُ

میری توجہ اللہ اور رسولؐ کی جانب ہے۔ اللہ کی جانب جو شخص بھی کبھی توجہ کرے وہ محروم نہیں ہوتا۔

وَكَمْ قَدْ تَرَكْنَا مِنْ حَمِيْمٍ مُنَاصِحٍ　　　وَنَاصِحَةٍ تَبْكِيْ بِدَمْعٍ وَتَنْدُبُ

اور ہم نے کتنے خیر خواہ گاڑھے دوستوں اور خیر خواہ آنسو بہاتی اور چیختی چلاتی ہوئی عورتوں کو چھوڑ دیا۔

تَرٰى أَنَّ وِتْرًا نَأْيُنَا عَنْ بِلَادِنَا　　　وَنَحْنُ نَرٰى أَنَّ الرَّغَائِبَ نَطْلُبُ

وہ خیال کرتی ہیں کہ ہمارا اپنی بستیوں سے دور ہونا اکیلے ہوجانا ہے اور ہم خیال کرتے ہیں کہ ہم پسندیدہ چیزیں طلب کررہے ہیں۔

دَعَوْتُ بَنِيْ غَنْمٍ لِحَقْنِ دِمَائِهِمْ　　　وَلِلْحَقِّ لَمَّا لَاحَ لِلنَّاسِ مَلْحَبُ

میں نے بنی غنم کو ان کی جانوں کی حفاظت اور حق کی جانب دعوت دی، جب

لوگوں کے لیے صاف راستہ ہوگیا۔

أَجَابُوا بِحَمْدِ اللّٰهِ لَمَّا دَعَاهُمُ ۔۔۔ إِلَى الْحَقِّ دَاعٍ وَالنَّجَاةِ فَادْعَبُوا

اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جب انھیں بلانے والے نے حق کی طرف، اور نجات کی جانب دعوت دی، تو سبھی نے اسے قبول کیا۔

وَكُنَّا أَصْحَابًا لَنَا فَارَقُوا الْهُدٰى ۔۔۔ أَعَانُوا عَلَيْنَا بِالسِّلَاحِ وَأَجْلَبُوا

ہماری اور ہمارے ان ساتھیوں کی، جنھوں نے حق سے علحدگی اختیار کی،
ہمارے خلاف دوسروں کی اعانت کی اور ہتھیاروں سے مدد دی، ایسی مثال تھی،

كَفَوْجَيْنِ أَمَّا مِنْهُمَا فَمُوَفَّقٌ ۔۔۔ عَلَى الْحَقِّ مَهْدِيٌّ وَفَوْجٌ مُعَذَّبُ

جیسے دو فوجیں ہیں کہ ان میں سے ایک حق کی توفیق سے ہدایت یافتہ ہے۔
اور ایک سزاؤں میں گرفتار ہونے والی۔

طَغَوْا وَتَمَنَّوْا كِذْبَةً وَأَزَلَّهُمْ ۔۔۔ عَنِ الْحَقِّ إِبْلِيسُ فَخَابُوا وَخُيِّبُوا

انھوں نے سرکشی کی اور جھوٹی تمناؤں میں رہ گئے، ابلیس نے حق کی راہ سے
ان کے قدم پھسلا دیے تو وہ محروم رہے اور محروم کر دیے گئے۔

وَرُعْنَا إِلَى قَوْلِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ ۔۔۔ فَطَابَ وُلَاةُ الْحَقِّ مِنَّا وَطُيِّبُوا

ہم پیغمبر (خدا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات کی طرف لوٹے، حق کی سرپرستی
کرنے والے پاک وصاف ہوگئے، اور پاک وصاف کر دیے گئے۔

نَمُتُّ بِأَرْحَامٍ إِلَيْهِمْ قَرِيبَةٍ ۔۔۔ وَلَا قُرْبَ بِالْأَرْحَامِ إِذْ لَا تُقَرِّبُ

ہم ان لوگوں سے قریب کرنے والے رشتوں سے تقرب حاصل کرتے ہیں۔
اور ان رشتوں سے کوئی قربت حاصل نہیں ہوتی، جو قریب کرنے والے ہی نہیں۔

فَأَيُّ ابْنِ أُخْتٍ بَعْدَنَا يَأْمَنَنَّكُمْ ۔۔۔ وَأَيَّةُ صِهْرٍ بَعْدَ صِهْرِي تُرَقَّبُ

پھر اس کے بعد کون سا بھانجا تم پر بھروسا کرے گا۔ اور میرے سمدھیانے کے رہے
تعلقات کے، بعد کس سمدھیانے سے امید کی جا سکے گی۔

سَتَعْلَمُ يَوْمًا أَيُّنَا إِذْ تَزَايَلُوا ۔۔۔ وَزُيِّلَ أَمْرُ النَّاسِ لِلْحَقِّ أَصْوَبُ

جب لوگ متفرق ہو جائیں گے اور ان کے درمیانی تعلقات منقطع ہو جائیں گے
تو اس روز تمھیں معلوم ہوگا کہ ہم میں سے کون حق کے راستے پر زیادہ سیدھا چلنے والا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: کہ اس کے جن شعروں میں " ولتناء یثرب اور اذلاً تقرب ہے، وہ ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے مروی ہیں، نیز اس کے شعر میں جو "اذ" ہے، اس کے معنی "اذ" کے ہیں، جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ ۔ یعنی اس وقت جب ظالموں کو کھڑا کیا جائے گا۔

ابو النجم العجلی نے کہا ہے:۔

ثُمَّ جَزَاہُ اللّٰہُ عَنَّا اِذْ جَزَیٰ جَنَّاتِ عَدْنٍ فِی الْعَلَالِیِّ وَالْعُلَا

پھر جب اللہ تعالیٰ جزا دے تو ہماری جانب سے اس کو بالا خانوں میں سدا بہار باغ اور اعلیٰ درجہ عطا فرمائے۔

باب ۷

مہاجرین کی ہجرت اور قیام گاہیں ؟

عمرؓ کی روایت

ابن اسحٰق نے کہا: اس کے بعد عمرؓ بن الخطاب اور عیاشؓ بن ابی ربیعہ المخزومی نکلے اور مدینہ پہنچ گئے۔ نافعؒ نے جو عبداللہؓ بن عمرؓ سے (جن کے آزاد کردہ وہ تھے) اور انھوں نے اپنے والد عمرؓ بن الخطاب کی روایت بیان کی، جب ہم نے یعنی میں نے (حضرت عمرؓ نے) عیاشؓ بن ابی ربیعہ اور ہشام بن العاص بن وائل السہمی نے مدینہ کی جانب ہجرت کا ارادہ کیا تو مقام سرف ؎ سے اوپر اضاۃ بنی غفار کے قریب خاردار درختوں کے پاس ملنے کا وعدہ کیا یہ بھی طے ہو گیا کہ ہم میں سے جو شخص صبح وہاں نہ پہنچا تو سمجھ لیا جائے گا کہ اسے جبراً روک لیا گیا۔ دونوں ساتھیوں کو چاہیے کہ چلے جائیں۔

دوسرے روز صبح میں اور عیاش بن ربیعہ موعودہ مقام پر پہنچ گئے۔ ہشام کو جبراً روک لیا گیا۔ بڑے فتنے میں پھنس گئے۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو بنی عمرو بن عوف کے پاس قبا میں اُترے۔ ابوجہل بن ہشام اور حارث بن ہشام نکل کر عیاش بن ابی ربیعہ کے پاس پہنچے۔ یہ ان دونوں کے چچیرے بھائی بھی ہوتے تھے اور مادری بھائی بھی۔

ابوجہل اور حارث کا فریب

وہ دونوں ہمارے پاس مدینہ پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مکہ ہی میں تھے۔ انھوں نے عیاش سے کہا: تمھاری ماں نے قسم کھالی ہے کہ وہ سر میں کنگھی نہ کرے گی، جب تک تمھیں نہ دیکھ لے اور دھوپ میں سے سایے میں نہ جائے گی، جب تک تم سے نہ مل لے۔ عیاش کو اپنی والدہ پر رحم آیا۔ میں (حضرت عمرؓ) نے ان سے کہا: اے عیاش! واللہ یہ لوگ تمھیں تمھارے دین سے روگرداں کرنا چاہتے ہیں۔ خبردار ان سے بچتے رہنا۔ واللہ! اگر تمھاری ماں کو جوئیں تکلیف دیں گی تو وہ ضرور کنگھی کرے گی اور اگر مکہ کی دھوپ اس پر تیز ہو گی تو وہ ضرور سایے میں جائے گی۔ ہشام نے کہا: میں اپنی ماں کی قسم پوری کر دوں گا، میرا

؎ سرف۔ مکہ معظمہ سے سات آٹھ یا نو دس میل پر ایک مقام بہ سمت مدینہ منورہ ہے۔ جہاں ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔

وہاں کچھ مال ہے، اسے بھی لے لوں گا۔ میں (حضرت عمرؓ) نے ان سے کہا: تم جانتے ہو کہ میں قریش میں سب سے زیادہ مالدار ہوں؟ میں تمھیں اپنا آدھا مال دیے دیتا ہوں مگر ان کے ساتھ واپس نہ جاؤ۔

عمرؓ کی احتیاطی تدبیر

انھوں نے میری بات نہ مانی اور ان کے ساتھ جانے پر اصرار کیا۔ جب انھوں نے جانے کے سوا کوئی دوسری صورت نہ اختیار کی تو میں نے ان سے کہا: اگر تم نے وہی کیا، جو کرنا چاہتے ہو تو میری یہ اونٹنی لے لو کہ یہ منتخب اور مرضی کے مطابق چلنے والی ہے، اس کی پیٹھ پر سے نہ اترنا۔ اگر تھیں ان لوگوں سے کسی طرح کا دھوکا معلوم ہو تو اس اونٹنی پر بچ نکلنا۔

اس کے بعد عیاشؓ اسی اونٹنی پر ان دونوں کے ساتھ نکلے حتیٰ کہ جب یہ لوگ چلے تو راستے میں ایک مقام پر ان سے ابوجہل نے کہا: واللہ! میں نے اپنے اس اونٹ پر بہت بوجھ لادا ہے، کیا تم اپنی اونٹنی تھوڑی دیر کے لیے نہ بیٹھنے دو گے؟ انھوں نے کہا کیوں نہیں۔ چنانچہ انھوں نے اونٹنی کو بٹھایا اور ان دونوں نے بھی اونٹ بٹھائے تاکہ ایک دوسرے کی سواری پر بیٹھ جائے۔

عیاشؓ کی گرفتاری

جب تینوں کے تینوں زمین پر اتر آئے تو ان دونوں نے عیاشؓ پر حملہ کر دیا۔ مل کر رسّی میں باندھ لیا۔ اور انھیں لے کر مکّہ میں داخل ہوئے اور انھیں بڑی تکلیفیں دیں۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عیاشؓ بن ربیعہ کے گھر والوں میں سے ایک نے بیان کیا کہ وہ دونوں (ابوجہل اور حارث) جب انھیں لیے مکّہ میں داخل ہوئے اور دن کے وقت باندھے ہوئے لائے تو انھوں نے کہا: مکّہ والو! اپنے بیہودہ لوگوں سے اسی طرح کا سلوک کرو، جس طرح ہم نے اپنے اس بیہودہ عزیز سے کیا ہے؟

رحمت باری تعالیٰ

ابن اسحاق نے کہا: نافع نے عبداللہ بن عمرؓ سے اور انھوں نے حضرت عمرؓ سے ایک حدیث کی روایت میں (حضرت) عمرؓ نے فرمایا: ہم کہا کرتے تھے کہ جس شخص نے صبر آزما تکلیفوں میں کافروں کی باتیں قبول کر لیں، اللہ اس کے نہ فرائض قبول کرتا ہے، نہ نوافل اور نہ ایسے لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے، جو اللہ کو پہچاننے کے بعد کسی آفت میں مبتلا ہونے کے سبب سے کفر کی طرف لوٹ جائیں، فرمایا: لوگ یہ باتیں اپنے متعلق کہا کرتے تھے، لیکن جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ تشریف لائے تو ان کے متعلق اور ہماری اور ان کی باتوں کے متعلق، جو اپنی نسبت کہا کرتے تھے، اللہ عزّوجلّ نے ذیل کی آیتیں نازل فرمائیں۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

(۳۹ : ۵۳-۵۵)

(اے نبی، ان لوگوں سے کہہ دے جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی کہ تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔ بے شک اللہ تمام گناہوں کو ڈھانک لیتا ہے۔ بے شبہ وہ بڑا خطا پوش اور بڑا رحم والا ہے۔ اور تم پر عذاب آنے سے پہلے تم لوگ اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اس کے فرمانبردار ہو ورنہ عذاب آنے کے بعد پھر تمھاری مدد نہیں کی جائے گی اور جو بہترین چیز تمھارے پروردگار کی جانب سے تمھاری طرف اتاری گئی ہے، اس کی پیروی اس وقت سے پہلے کر لو کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تمھیں اس کا شعور بھی نہ ہو۔

ہشّام کا مدینہ پہنچنا

(حضرت) عمرؓ نے فرمایا: پھر میں نے اپنے ہاتھوں سے ایک خط میں یہ آیتیں لکھیں اور ہشام بن العاص کے پاس بھیج دیں۔ فرمایا: ہشام ابن العاص نے کہا: جب میرے پاس مذکورہ آیتیں آئیں تو میں انھیں مقام ذی طوٰی[۱] میں پڑھتا اور نشیب و فراز میں چڑھتا اترتا چلا جاتا تھا۔ مگر ان کا مطلب میری سمجھ میں کچھ مطلب میری سمجھ میں نہ آتا تھا، یہاں تک کہ میں نے دل میں کہا یا اللہ! مجھے ان کا مطلب سمجھا دے، پھر تو اللہ نے میرے دل میں ڈال دیا کہ وہ آیتیں ہماری ہی نسبت اتری ہیں۔ میں اپنے اونٹ کے پاس گیا اور اس پر بیٹھ کر مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے جا ملا۔

ایک اور روایت

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا، جس پر میں بھروسا رکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے مدینہ میں فرمایا:

مَنْ لِّيْ بِعَيَّاشِ بْنِ اَبِيْ رَبِيْعَةَ وَهِشَامِ بْنِ الْعَاصِ

عیاش بن ابی ربیعہ اور ہشام بن العاص کو لانے کی غرض سے کون تیار ہے۔

ولیدؓ بن ولید بن المغیرہ نے عرض کی، میں آپ کے پاس انھیں لانے کے لیے تیار ہوں، اس کے

---

[۱] مکہ معظمہ کے نشیبی حصے کا ایک مقام۔

بعد وہ مکہ جانے کو نکل کھڑے ہوئے اور چھپ کر وہاں پہنچے۔ ایک عورت سے ملے، جو کھانا لے جا رہی تھی۔ اس سے کہا: اے اللہ کی بندی! تو کہاں جاتی ہے؟ جواب ملا: میں ان دو قیدیوں کے پاس جا رہی ہوں، ولید اس کے پیچھے ہولیے اس مقام کو پہچان لیا، جہاں وہ قید تھے۔ وہ ایسا مکان تھا جس کے اوپر چھت نہ تھی۔ جب شام ہوئی تو دیوار پھاند کر ولید ان کے پاس پہنچے۔ ایک سفید سخت پتھر (مروۃ) لے کر ان کی بیڑیوں کے نیچے رکھا اور تلوار سے انھیں کاٹ دیا۔ اسی لیے ان کی تلوار کو ذوالمروۃ کہا جاتا تھا۔ پھر ان دونوں کو اپنے اونٹ پر سوار کرالیا اور انھیں لیے ہوئے اونٹ کو ہانکتے چلے ٹھوکر کھائی تو ان کی انگلی خون آلود ہوگئی اور کہا:

مَا اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِیْتِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَا لَقِیْتِ

اے انگلی! تجھ سے تو صرف ذرا سا خون بہ گیا اور یہ جو تجھے تکلیف پہنچی، اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہنچی ہے (لہٰذا اس سے ذرا ناخوش نہ ہونا چاہیے)۔

پھر ان دونوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ پہنچ گئے۔

مہاجرین کی فرودگاہیں

ابن اسحاق نے کہا: عمرؓ بن الخطاب، آپ کے اہل خانہ اور قبیلے والے لوگ مدینہ پہنچ گئے۔ یعنی آپ کے بھائی زید بن الخطاب نیز سراقہ بن المعتمر کے دونوں بیٹے عمرو و عبداللہ، خنیس بن حذافہ السہمی، جو آپ کے داماد اور حفصہؓ کے پہلے شوہر تھے، جن کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہؓ کو اپنی زوجیت میں لیا۔ سعد بن زید (بن عمرو بن نفیل) ان کے حلیف واقد بن عبداللہ تمیمی ان کے دونوں حلیف خولی بن ابی خولی اور مالک بن ابی خولی (ابن ہشام نے کہا: ابو خولی بنی عجل بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل میں سے تھے) ان کے حلیف بکیر کے چاروں بیٹے ایاس، عاقل، عامرؓ اور خالد، جو بنی سعد بن لیث میں سے تھے یہ سب کے سب جب مدینہ آئے تو بنی عمرو بن عوف میں بمقام قبا رفاعہ بن عبدالمنذر بن زنبر کے پاس اُترے۔ عیاش بن ابی ربیعہ بھی جب مدینہ آئے تو عمرؓ کے ساتھ رفاعہ ہی کے گھر ٹھہرے، اس کے بعد مہاجرین کا تانتا بندھ گیا تو طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان اور صہیب بن سنان، بلحارث بن الخزرج والے حبیب بن اساف کے پاس مقام سنح میں اترے۔

بعض کہتے ہیں کہ طلحہ بن عبیداللہ بنی نجار والے اسعد بن زرارہ کے پاس اترے تھے۔

صہیبؓ کا ایثار

ابن ہشام نے کہا: ابو عثمان النہدی سے مجھے روایت پہنچی، انھوں نے کہا: مجھے اطلاع ملی کہ جب صہیبؓ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو کفار قریش نے ان سے

کہا: تم ہمارے پاس جھک منگوں کی (سی) حالت میں آئے تھے، ہمارے پاس رہ کر مالدار بنے اور اس حالت تک پہنچے جو اس وقت تمھاری ہے۔ اب تم اپنے مال کے ساتھ یہاں سے نکل جانا چاہتے ہو۔ واللہ! یہ تو نہ ہو سکے گا۔ صہیب نے ان سے کہا: اچھا یہ بتاؤ کہ اگر میں اپنا سارا مال تمھیں دے دوں تو میری راہ میں تو حائل نہ ہو گے؟ انھوں نے کہا: ہاں (یہ ہو سکتا ہے) تو صہیب نے کہا: میں نے اپنا سارا مال تمھیں دے دیا۔ راوی نے کہا: یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا:

رَبِحَ صُهَيْبٌ رَبِحَ صُهَيْبٌ — صہیبؓ فائدے میں رہے صہیبؓ فائدے میں رہے

مختلف مہاجرین

ابن اسحاق نے کہا: حمزہ بن عبدالمطلب، زید بن حارثہ اور حمزہ کے دونوں حلیف ابو مرثد کناز بن حصن غنوی (ابن ہشام کے نزدیک بعض ابن حصین کہتے ہیں)

ان کے بیٹے مرثد غنوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ انسہ[1] اور ابو کبشہ[2] بنی عمر بن عوف والے کلثوم بن ہدم کے پاس قبا میں اترے۔ بعض کہتے ہیں (یہ صحیح نہیں) بلکہ یہ لوگ سعد بن خثیمہ کے پاس اُترے۔ بعض کہتے ہیں، بلکہ حمزہ بن عبدالمطلب بنی نجار والے اسعد بن زرارہ کے پاس اُترے۔ غرض روایتیں مختلف ہیں۔ عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب اور ان کے دونوں بھائی طفیل اور حصین مسطح بن اثاثہ (بن عباد بن المطلب) بنی عبدالدار والے سویبط بن سعد بن حرملۃ، بنی عبد بن قصیؒ والے طلیب بن عمیر عتبہ بن غزوان کے آزاد کردہ خباب، العجلان والے عبداللہ بن سلمہ کے پاس قبا میں ٹھہرے۔ عبدالرحمن بن عوف، دوسرے مہاجرین کے ساتھ، بلحارث بن الخزرج والے سعد بن الرّبیع کے پاس بلحارث ہی کے احاطے میں، زبیر بن العوام اور ابو سبرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ، منذر بن عقبہ بن اُحیحہ بن الجلاح کے پاس بہ مقام عصبہ بنی جحجبی کے احاطے میں، بنی عبدالدار والے مصعب بن عمیر بن ہاشم بنی عبدالاشہل والے سعد بن معاذ بن النعمان کے پاس، بنی عبدالاشہل کے احاطے میں۔ ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ اور ابو حذیفہ کے آزاد کردہ سالم (ابن ہشام نے کہا: سالم بن ابی حذیفہ ثبیتہ بنت یعار بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس کے آزاد کردہ تھے۔ جب اس نے انھیں آزاد کیا، الگ ہو کر ابو حذیفہ بن عتبہ کے پاس آگئے اور انھوں نے انھیں متبنّٰی بنا لیا، اسی لیے ابو حذیفہ کے آزاد کردہ کہلانے لگے۔ بعض کہتے ہیں کہ ثبیتہ بنت یعار ابو حذیفہ بن عتبہ کی زوجیت میں تھی، اس نے

---

[1] ان کی کنیت ابو مسروح یا ابو مشروح تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام مشاہد میں شریک رہے۔ خلافت صدیقی میں وفات پائی۔ [2] ان کا نام سلیم تھا۔ بدر اور دوسرے مشاہد میں شریک رہے۔ خلافت فاروقی میں فوت ہوئے۔

سالم کو آزاد کیا، اس لیے سالم ابو حذیفہ کے آزاد کردہ کہلانے لگے۔

عتبہ بن غزوان بن جابر بنی عبدالاشہل والے عباد بن بشر بن وقش کے پاس بنی عبدالاشہل کے احاطے میں، اور عثمان بن عفان، حسان بن ثابت کے بھائی اوس بن ثابت بن المنذر کے پاس بنی النجار کے احاطے میں اترے۔ یہی وجہ ہے کہ حسان، حضرت عثمانؓ سے محبت رکھتے تھے اور جب آپ کو شہید کیا گیا تو حسان نے آپ کا ماتم کیا۔ کہا جاتا ہے کہ مہاجروں کے بے بیاہے افراد خیثمہ کے پاس اترے کیونکہ وہ خود بھی بے بیاہے تھے۔ اللہ ہی کو علم ہے کہ کون سی بات صحیح ہے۔

باب ۲

رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہجرت

اجازت کا انتظار

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم صحابہ کے نکل کر جاتے کے بعد مکّہ ہی میں ہجرت کی اجازت ملنے کا انتظار فرماتے رہے اور مہاجروں میں سے علی بن ابی طالب اور ابوبکر بن ابی قحافہ الصّدیق رضی اللہ عنہما کے سوا مکّہ میں کوئی آپ کے ساتھ نہ رہا جو لوگ گرفتار کر لیے گئے یا انھیں صبر آزما تکلیفوں میں مبتلا کر دیا گیا۔ وہ مستثنیٰ ہیں، ابوبکرؓ بار بار رسول اللہ علیہ وسلّم سے ہجرت کی اجازت طلب کرتے تھے تو آپ فرماتے:

لَا تَعْجَلْ لَعَلَّ اللّٰہَ یَجْعَلُ لَکَ صَاحِبًا — جلدی نہ کرو، شاید اللہ تمھارے لیے کوئی ساتھی پیدا کر دے۔

ابوبکرؓ کو امید ہوتی تھی کہ آپ ہی ہوں گے۔

قریش کا مشورہ

ابن اسحٰق نے کہا: جب قریش نے دیکھا، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حمایت میں ایک جماعت فراہم ہو گئی جو غیروں اور مکّہ سے باہر کے لوگوں پر مشتمل ہے یہ بھی دیکھ لیا ہے کہ آپ کے صحابہؓ ہجرت کر کے ان سے جا ملے تو انھوں (قریش) نے جان لیا کہ ان لوگوں (صحابہؓ) نے کسی محفوظ مقام کو اپنی قیام گاہ بنا لیا ہے۔ اب انھیں خوف پیدا ہوا کہ خود ان پر چڑھائی ہو گی، اور جنگ کا سر و سامان ہو رہا ہے۔ چنانچہ وہ سب دار الندوہ میں آپ کے متعلق مشورہ کرنے کے لیے جمع ہوئے۔ یہ دار الندوہ قصیّ بن کلاب کا گھر تھا جس میں مشورہ کیے بغیر قریش کسی معاملے کا فیصلہ نہیں کرتے تھے۔ جب انھیں خوف ہوا تو مشورہ کرنے لگے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے متعلق کیا کریں؟

"یوم الزّحمہ"

ابن اسحاق نے کہا: ہمارے دوستوں میں سے ایسے افراد نے جنھیں میں جھوٹا نہیں سمجھتا، عبداللہ بن ابی نجیح سے، انھوں نے ابو الحجّاج مجاہد بن جُبیر وغیرہ سے، جن پر میں جھوٹ کا الزام نہیں لگا سکتا اور انھوں نے عبداللہ بن عباس سے سن کر مجھ سے بیان کیا: کفّار قریش نے جب اس بات کا عزم کیا۔ دار الندوہ میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لیے مشورہ کرنے کی

قرارداد ہوگئی اور وہ دن آیا جو قرارداد میں طے ہو چکا تھا تو اس دن کا نام یوم الزحمۃ رکھا گیا۔

ابلیس بہ تشکل شیخ نجد

ان لوگوں سے ابلیس ایک خوش شکل بوڑھے کی شکل میں آملا، اس نے ایک موٹی چادر اوڑھ رکھی تھی اور دار الندوہ کے دروازے پر آکر کھڑا ہو گیا۔

اسے دروازے پر کھڑا دیکھا تو پوچھا: بڑے میاں، تم کون ہو؟ اس نے کہا میں نجد والوں میں سے ایک شیخ ہوں۔ سنا تھا کہ آپ لوگ ایک قرارداد کے مطابق جمع ہوئے ہیں، میں بھی چلا آیا کہ جو کچھ کہو، سنوں۔ رائے دہی اور خیر خواہی میں کوتاہی نہ کروں، انھوں نے کہا: اچھی بات ہے آؤ، آخر وہ بھی ان کے ساتھ اندر داخل ہو گیا۔

شرکائے مشورہ

وہاں قریش کے سرغنے جمع تھے۔ بنی عبد شمس میں سے عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ابو سفیان بن حرب۔ بنی نوفل بن عبد مناف میں سے طعیمہ بن عدی جبیر بن معطم اور حارث بن عامر بن نوفل۔ بنی عبد الدار بن قصیؓ میں سے نضر بن الحارث بن کلدۃ۔ بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے ابو البختری بن ہشام، زمعہ بن الاسود بن المطلب اور حکیم بن حزام۔ بنی مخزوم میں سے ابو جہل بن ہشام۔ بنی سہم میں سے حجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ۔ بنی جمح میں سے امیہ بن خلف اور ان کے ساتھی۔ نیز قریش سے دوسرے لوگ جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔

حبس کی تجویز

اس کے بعد ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اس شخص کا معاملہ تو دیکھ ہی چکے ہو۔ واللہ! اب ہمارے سوا دوسرے لوگ اس کے پیرو ہو چکے ہیں۔ ان کی معیت میں ہم اپنے اوپر حملے سے بے خوف نہیں رہ سکتے، اس لیے سب مل کر کوئی رائے سوچو!

راوی نے کہا: سب نے مشورہ کیا اور ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا: اسے لوہے کی ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں جکڑ کر کہیں بند رکھو اور اس کی موت کا انتظار کرو، جس طرح اس سے پیشتر کے شاعروں مثلاً زہیر، نابغہ پر موت آئی۔

شیخ نجدی نے کہا: نہیں، واللہ! تمھاری یہ رائے ٹھیک نہیں۔ اگر ہم نے اسے قید رکھا، جس طرح تم کہہ رہے ہو تو اس کا حکم بند دروازے کے باہر اس کے ساتھیوں کی طرف جائے گا۔ قرینِ قیاس ہے کہ وہ تم پر حملہ کریں، اسے تمھارے ہاتھوں سے چھین لے جائیں، اس کے ذریعے سے وہ اپنی تعداد تمھارے مقابلے میں بڑھائیں اور تمھاری حکومت پر غلبہ حاصل کرلیں۔ یہ رائے تمھارے لیے کوئی ٹھیک نہیں، کوئی اور تدبیر سوچو۔

اخراج کی تجویز

پھر انھوں نے مشورہ کیا اور ان میں سے ایک شخص نے کہا: اسے اپنے پاس سے

نکال دیں اور اپنی بستیوں میں سے جلاوطن کر دیں۔ جب وہ ہمارے پاس سے نکل جائے گا تو واللہ! ہمیں کوئی پروا نہ ہونی چاہیئے کہ وہ کہاں جاتا ہے یا کہاں جا بستا ہے۔ جب وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو جائے گا اور ہمیں اس سے کوئی سروکار نہ رہے گا تو ہم اپنے معاملات اور محبت کے تعلقات کی درستی اس طرح کر لیں گے، جس طرح پہلے تھی۔ شیخ نجدی نے کہا: نہیں! واللہ! تمھاری یہ رائے بھی ٹھیک نہیں۔ کیا تم نے اس کی شیریں گفتار، خوبی کلام اور لوگوں کے دلوں پر اس طرح کی پیش کردہ چیز کا غلبہ نہیں دیکھا؟ واللہ! اگر تم نے ایسا کیا تو مجھے ڈر ہے، وہ عرب کے جس قبیلے میں ٹھہرے گا، اس پر اپنے کلام و گفتار سے ایسا غلبہ حاصل کرے گا کہ وہ اس کے پیرو ہو جائیں گے۔ پھر انھیں لے کر تم پر چڑھ آئے گا۔ ان کے ذریعے سے تمھیں پامال کرے گا۔ کوئی اور رائے سوچو۔

ابوجہل کی رائے

راوی نے کہا: کہ ابوجہل بن ہشام نے کہا: واللہ! میری اس کے متعلق ایک رائے ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اب تک تم میں سے کسی نے اس کا خیال کیا ہو۔ سب نے کہا، اے ابوالحکم وہ کیا ہے؟ اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلے میں سے ایک ایک جوان مرد، نوعمر، قوی، شریف النسب لے لیں۔ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک تلوار بھی دے دیں۔ یہ سب اس کے پاس پہنچیں، تلواروں سے اس طرح ایک ساتھ ماریں، گویا ایک ہی شخص کا وار ہے اور (اس طرح) اسے قتل کر دیں۔ پھر ہم اس سے چین پا سکیں گے، کیونکہ اس طرح اس کا خون تمام قبیلوں پر بٹ جائے گا، بنی عبد مناف اپنی قوم کے تمام افراد سے جنگ نہ کر سکیں گے۔ ہم سے خونبہا لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم انھیں خونبہا دے دیں گے۔

راوی نے کہا: شیخ نجدی بولا! بات تو بس یہی ہے، جو اس شخص نے کہی۔ یہ ایسی رائے ہے جس کے سوا اور کوئی رائے ٹھیک نہیں۔ اس کے بعد سب لوگ اسی پر اتفاق کر کے ادھر ادھر چلے گئے۔

علیؓ کو حکم

مذکورہ مشورے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریلؑ آئے اور کہا آج کی رات آپ اس بستر پر آرام نہ فرمائیں، جس پر آپ روزانہ آرام فرمایا کرتے تھے۔

راوی نے کہا: جب رات کا اندھیرا ہوا تو قریش کے منتخب جوان آپ کے دروازے پر جمع ہو گئے اور انتظار کرتے لگے کہ آپ سو جائیں تو حملہ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو ان کے مقامات پر ملاحظہ فرمایا تو علیؓ بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ سے فرمایا: تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ میری یہ سبز حضرمی چادر اوڑھ لو اور اسی چادر میں سو جاؤ، ان کی طرف سے کوئی ناپسندیدہ چیز تم تک پہنچ نہ سکے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی چادر اوڑھ کر آرام فرمایا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے یزید بن زیاد نے محمد بن کعب القرظی کی روایت بیان کی کہ جب وہ سب کے سب آپ کے دروازے پر جمع ہو گئے، جن میں ابو جہل بن ہشام بھی تھا تو اس نے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دعویٰ ہے کہ اگر تم اس کے احکام کی پیروی کرو تو عرب و عجم کے بادشاہ ہو جاؤ گے اور مرنے کے بعد پھر دوبارہ اٹھائے جاؤ گے تو تمھارے لیے اردن کے باغوں کے سے باغ ہوں گے۔ اگر تم نے یہ نہ کیا تو تمھیں قتل اور ذبح کرنا جائز ہو جائے گا اور جب تم اپنے مرنے کے بعد اُٹھائے جاؤ گے تو تمھارے لیے آگ ہو گی، جس میں تم جلائے جاؤ گے۔

راوی نے کہا: اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے باہر نکلے اور مٹھی بھر خاک لے کر فرمایا:

نَعَمْ اَنَا اَقُوْلُ ذٰلِکَ ، اَنْتَ اَحَدُھُمْ ۔

ہاں، میں یہ باتیں کہتا ہوں (اور) تو بھی انھیں میں کا ایک ہے، جو آگ میں جلائے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائیاں چھین لیں اور وہ آپ کو دیکھ نہ سکے۔ آپ ان کے سروں پر وہ خاک ڈالتے جاتے اور سورۂ یٰسین کی یہ آیتیں پڑھتے جاتے تھے۔

یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ (الیٰ قولہ) وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۝

(۳۶ : ۱ - ۸)

یٰسٓ۔ (اے انسان کامل، حکمت والے قرآن کی قسم تو اللہ کی طرف سے ابھیجے ہوؤں میں سے ہے (اور) سیدھے راستے پر ہے (ان آیتوں تک آپ نے تلاوت فرمائی) اور ہم نے ان کے آگے اور ان کے پیچھے ایک قسم کی روک بنا دی ہے اور ان (کی آنکھوں) پر پردے ڈال دیے ہیں کہ وہ دیکھتے (ہی) نہیں۔

ایک شخص کی اطلاع

یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان آیتوں کی تلاوت سے فارغ ہوئے اور ان میں سے کوئی شخص باقی نہ رہا، جس کے سر پر آپ نے خاک نہ ڈالی ہو۔ اس کے بعد پلٹ کر آپ جہاں جانا چاہتے تھے، چلے گئے، پھر ان کے پاس ایک شخص آیا، جو اُن میں سے نہ تھا اور کہا: تم لوگ یہاں کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا، اس نے کہا: اللہ نے تمھیں محروم کر دیا۔ واللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمھارے سامنے نکل گیا اور تم میں

سے کسی کو نہ چھوڑا جس کے سر پر خاک نہ ڈالی ہو، پھر وہ اپنے کام کو چلا گیا۔ کیا تم لوگ اپنی حالتوں کو نہیں دیکھ رہے ہو؟

راوی نے کہا: ان میں سے ہر شخص نے ہاتھ سر پر رکھا تو دیکھا کہ اس پر خاک پڑی ہوئی ہے۔ پھر وہ لوگ دیواروں پر چڑھ کر جھانکنے لگے تو بستر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اوڑھے ہوئے علیؓ کو دیکھا اور کہنے لگے: واللہ! بے شبہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سو رہا ہے اور اس پر خود اسی کی چادر ہے غرض صبح تک وہ اسی حالت میں رہے، یہاں تک کہ جب صبح ہوئی تو علیؓ بستر پر سے اُٹھے۔ انھوں نے کہا، واللہ کہنے والے نے سچ کہا تھا۔

قرآن مجید کے ارشادات

ابن اسحاق نے کہا: جو لوگ آپ (کے قتل) کے لیے جمع ہو گئے تھے ان کے متعلق اور اس روز کے متعلق اللہ تعالیٰ نے جو قرآنی آیتیں نازل فرمائیں۔ ان میں سے یہ بھی ہے:

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ٥

(۸ : ۳۰)

اور (اے پیغمبر!) وہ وقت یاد کرو، جب (مکہ میں) کافر بر خلاف اپنی چھپی تدبیروں میں لگے تھے تاکہ تجھے گرفتار کر رکھیں یا قتل کر ڈالیں یا جلا وطن کردیں اور وہ اپنی مخفی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ اپنی مخفی تدبیریں کر رہا تھا اور اللہ بہتر تدبیریں کرنے والا ہے۔

اور اللہ عزوجل کا یہ قول بھی ہے:

اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ٥ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ٥

(۵۲ : ۳۰-۳۱)

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ شاعر ہے۔ ہم اس کی موت کے حادثے کے منتظر رہیں گے (اے نبیؐ) تو کہہ دے کہ تم بھی انتظار کرو اور بے شبہ میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں (تم میرا انجام دیکھتے رہو میں تمھارا انجام دیکھتا ہوں)

ابن ہشام نے کہا: کہ منون کے معنی موت کے ہیں، ریب المنون کے معنی موت کا نزول اور حادثہ موت ہے ابو ذویب ہذلی نے کہا ہے:

اَمِنَ الْمَنُوْنِ وَرَيْبِهَا تَتَوَجَّعُ ۔۔۔ وَالدَّهْرُ لَيْسَ بِمُعْتِبٍ مَّنْ يَّجْزَعُ

کیا تُو موت اور موت کے نزول سے دردمند ہے؟ حالانکہ زمانہ گھبرانے والوں یا دردمندوں سے اپنا عتاب دور نہیں کر دیتا۔

یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے:

ابوبکرؓ کی تیاری

ابن اسحاق نے کہا: (جس وقت) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت دی۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مالدار شخص تھے اور جب آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا:

لَا تَعْجَلْ لَعَلَّ اللّٰہَ یَجْعَلُ لَکَ صَاحِبًا — جلدی نہ کرو شاید اللہ تعالیٰ تمھارے لیے کوئی ساتھی پیدا کر دے۔

آپ کو امید بندھ گئی کہ اس ساتھی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اپنی ذات مبارک ہی ہوگی۔ جب آپ نے ایسا فرمایا تو ابوبکرؓ نے دو اونٹنیاں خرید لیں اور انھیں اپنے گھر ہی میں چارا ڈالتے رہے۔ مقصد یہی تھا کہ ان سے سفر ہجرت میں کام لیا جائے۔

باب ۳

سفرِ ہجرت

ہجرت کی اجازت

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے ایسے شخص نے، جسے میں جھوٹا نہیں سمجھتا عروۃ بن الزبیر سے اور انھوں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رض سے روایت سن کر بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رض کے گھر آنے میں کبھی تامل نہ فرماتے تھے دن کے دونوں وقتوں میں سے کسی ایک وقت یا تو صبح تشریف لاتے یا شام، یہاں تک کہ وہ دن آگیا جس میں اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت مرحمت فرمائی اور آپ مکہ اور قوم سے نکل گئے۔ اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس دوپہر کو تشریف لائے، حالانکہ اس وقت تشریف نہیں لایا کرتے تھے۔

جب آپ کو ابو بکر رض نے دیکھا تو کہا: اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی نئی بات کے بغیر تشریف نہیں لائے ...... آپ اندر داخل ہوئے تو ابو بکر رض آپ کے لیے اپنے تخت سے ہٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ ابو بکر رض کے پاس میں (ام المومنین عائشہ رض) اور میری بہن اسماء کے سوا کوئی نہیں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَخْرِجْ عَنِّیْ مَنْ عِنْدَكَ (جو لوگ تمھارے پاس ہوں، انھیں میرے پاس سے ہٹا دو)۔

ابو بکر رض نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، صرف میری بیٹیاں ہیں، ان کے رہنے میں کیا حرج ہے؟ فرمایا اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَذِنَ لِیْ فِی الْخُرُوْجِ وَالْھِجْرَۃِ (اللہ تعالیٰ نے نکل جانے اور ہجرت کر جانے کی اجازت مجھے دے دی ہے)۔

ابو بکر رض نے عرض کی:

اَلصُّحْبَۃَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ: اے اللہ کے رسول! (کیا میں بھی آپ کے) ساتھ رہ سکتا ہوں؟

فرمایا: اَلصُّحْبَۃَ (ہاں تم بھی) ساتھ رہو گے۔

ابو بکر رض کے انتظامات

ام المومنین نے کہا: مجھے اس سے پہلے کبھی یہ بات معلوم نہ ہوئی تھی کہ کوئی شخص خوشی سے روتا ہے، حتیٰ کہ میں نے اس روز اپنے

والد (ابوبکرؓ) کو دیکھا، وہ رو رہے تھے۔ پھر عرض کی! اے اللہ کے نبیؐ، یہ دونوں اونٹنیاں ہیں، جو میں نے اسی روز کے لیے رکھی تھیں۔ اس کے بعد آپ دونوں نے عبداللہ بن ارقط کو، جو بنی دائل بن بکر کا ایک شخص تھا، اس کی ماں بنی سہم بن عمرو کی ایک عورت تھی اور وہ مشرک تھا، راستہ بتانے کے لیے اجرت پر ٹھہرالیا۔ دونوں اونٹنیاں اس کے حوالے کردیں اور اسی کے پاس رہنے لگیں کہ وہ انھیں ایک وقت مقررہ تک کے لیے چرائے۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ ہجرت سے پیشتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی خبر، علیؓ بن ابی طالب، ابوبکر الصدیقؓ اور آلِ ابوبکرؓ کے سوا کسی کو نہ ہوئی، علیؓ کو تو میری اطلاع کے مطابق خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی خبر سنا کر حکم دے دیا تھا کہ مکّہ میں رہیں اور لوگوں کی جو امانتیں، آپ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس رہا کرتی تھیں، وہ سب کو واپس دے دیں۔ اہلِ مکّہ کا دستور تھا کہ جس چیز کے تلف ہونے کا کسی کو خوف ہوتا۔ وہ آپ کے پاس رکھ دیتا، کیونکہ آپ کی دیانت اور سچائی سب پر آشکارا تھی، صلی اللہ علیہ وسلم۔

غارِ ثور میں قیام

ابن اسحاق نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلنے کا عزم فرمالیا تو ابوبکرؓ بن ابی قحافہ کے گھر تشریف لائے۔ گھر کے پیچھے کی کھڑکی سے دونوں نکلے اور کوہِ ثور کے ایک غار کا قصد فرمایا، جو مکّہ کے نشیبی (جنوبی) جانب ہے۔ دونوں اس میں داخل ہو گئے۔ ابوبکرؓ نے اپنے فرزند عبداللہ کو حکم دیا تھا کہ دن میں لوگ دونوں (رسول اللہ صلعم اور ابوبکرؓ) کے متعلق جو باتیں کریں، سنتے رہیں اور شام کو آکر دن بھر کی خبریں پہنچا جائیں، نیز اپنے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ کو حکم دے دیا تھا کہ آپ کی (ابوبکرؓ کی) بکریاں دن میں چراتا رہے اور شام کے وقت انھیں غار کے پاس لے آیا کرے۔ شام ہی کے وقت اسماء بنت ابی بکرؓ کھانا لے آتیں۔

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے بعض اہلِ علم نے بیان کیا، حسن بن ابی الحسن نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ غار کے پاس رات کے وقت پہنچے تو پہلے ابوبکرؓ اندر گئے۔ غار کو یہ دیکھنے کے لیے (ادھر اُدھر) ٹٹولا کہ اس میں کوئی درندہ یا سانپ ہو تو معلوم ہو جائے اور خود خطرے میں پڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچائیں۔

خورد و نوش

ابن اسحاق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ ابوبکرؓ غار میں تین روز رہے قریش نے جب آپ کو نہ پایا تو آپ کے متعلق ایک سو اونٹ

اس شخص کے لیے مقرر کیے، جو آپ کو ان کے پاس لوٹا لائے۔ عبداللہ بن ابی بکرؓ دن میں قریش کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ جو کچھ مشورے ہوتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور ابوبکرؓ کے متعلق جو کچھ وہ کہتے، سب سنتے، شام ہو جاتی تو تمام خبریں پہنچا جاتے۔ ابوبکرؓ کے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ مکّہ والوں کے چرواہوں کے ساتھ بکریاں چراتے۔ شام ہوتی تو ابوبکرؓ کی بکریاں غار کے پاس لے آتے۔ آپ دونوں ان کا دودھ دوہتے اور انھیں ذبح کرتے۔ جب عبداللہ بن ابی بکرؓ صبح ان کے پاس سے مکّہ جاتے تو عامر بن فہیرہ بھی بکریاں لے کر ان کے پیچھے پیچھے چل پڑتے تاکہ ان کے نشان قدم مٹ جائیں، یہاں تک کہ تین روز گزر گئے اور لوگوں کی بے چینی آپ دونوں کے متعلق جاتی رہی۔ پھر جس شخص کو اجرت پر مقرر کیا تھا آپ کے دونوں اونٹ اور اپنا اونٹ لے کر آیا۔ اسماء بنت ابی بکرؓ بھی توشہ دان لے کر آگئیں، لیکن اس کے بندھن کی رسّی بھول آئیں۔ جب دونوں نے قصد سفر کیا اور توشہ دان لٹکاتے گئیں تو دیکھا کہ بندھن نہیں۔ چنانچہ اپنا نطاق یعنی کمر کو باندھنے کا کپڑا کھولا اور اسے توشہ دان کے بندھن کے بجائے استعمال کر کے اس سے اسے باندھ دیا۔ اسی لیے اسماء بنت ابی بکرؓ کو ذات النطاق کہا جاتا تھا۔

سواری اور توشہ

ابن ہشام نے کہا: میں نے متعدد اہل علم سے سنا ہے، وہ ذات النطاقین رضؓ کہتے تھے، توجیہہ یہ ہے کہ جب انھوں نے چاہا، توشہ دان لٹکائیں تو اپنا دوپٹا پھاڑ کر دو حصے کر ڈالے۔ ایک حصّے سے توشہ دان لٹکا دیا اور دوسرے حصّے کو کمر سے باندھ لیا۔

ابن اسحاق نے کہا: جب ابوبکرؓ نے دونوں اونٹنیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے پیش کیں تو ان دونوں میں جو بہتر تھی، اسے آگے رکھا اور عرض کی: آپ پر میرے ماں، باپ فدا، سواری پر تشریف فرما ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اِنِّیْ لَا اَرْکَبُ بَعِیْرًا لَیْسَ لِیْ (میں ایسے اونٹ پر نہیں بیٹھتا، جو میرا نہ ہو)۔

عرض کی: اے اللہ کے رسولؐ! آپ پر میرے ماں باپ فدا، یہ آپ کی نذر ہے فرمایا: لَا وَلٰکِنْ مَا الثَّمَنُ الَّذِیْ ابْتَعْتَهَا بِهٖ (نہیں یہ نہیں ہوگا، لیکن تم نے اسے کتنے میں خریدا ہے؟)۔

عرض کی: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلّم) وہ آپ کی ہوگئی۔ اس کے بعد دونوں سوار ہوئے اور چلے۔ ابوبکرؓ نے اپنے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ کو پیچھے بٹھا لیا کہ راستے میں وہ آپ دونوں کی خدمت کر سکیں:

ابن اسحاق نے کہا: مجھے اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت پہنچی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ نکل گئے تو ہمارے پاس قریش کی ایک ٹولی آئی جس میں ابوجہل بھی تھا، وہ آکر ابوبکرؓ کے دروازے پر کھڑے ہو گئے تو میں ان کی طرف چلی۔ انھوں نے کہا: اے ابوبکرؓ کی بیٹی، تیرا باپ کہاں ہے؟ میں نے کہا واللہ میں نہیں جانتی کہ میرا باپ کہاں ہے؟ ابوجہل نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور وہ بد معاش خبیث تھا، اس نے میرے گال پر ایسا تھپڑ مارا جس سے میرے کان کی بالی گر پڑی۔

پہلی صحیح خبر

اسماءؓ نے کہا: پھر وہ لوٹ گئے اور ہم تین روز تک بے خبری کی حالت میں رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرف تشریف لے گئے، یہاں تک کہ جنوں میں کا ایک شخص مکّہ کی نشیبی جانب سے عربوں کے گانے کی طرح چند اشعار گاتا ہوا آیا۔ لوگ اس کے پیچھے پیچھے چلے جا رہے تھے اور اس کی آواز سُن رہے تھے لیکن وہ دکھائی نہ دیتا تھا، یہاں تک کہ وہ مکّہ کے بالائی حصّے سے یہ کہتا ہوا نکل گیا:

جَزَى اللّٰهُ رَبُّ النَّاسِ خَيْرَ جَزَاءِهٖ ۔۔۔ رَفِيقَيْنِ حَلَّا خَيْمَتَيْ اُمِّ مَعْبَدِ

اللہ لوگوں کا پروردگار، ان دونوں رفیقوں کو اپنے پاس کی بہترین جزا دے جو امّ معبد کے دونوں خیموں میں اترے ہیں۔

هُمَا نَزَلَا بِالْبِرِّ ثُمَّ تَرَوَّحَا ۔۔۔ فَاَفْلَحَ مَنْ اَمْسٰى رَفِيقَ مُحَمَّدِ

وہ اترے تو نیکی کو ساتھ لیے ہوئے، پھر شام ہوتے ہوتے چلے گئے۔ ترقی اسی نے پائی (اور) وہی بھلا پھولا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا رفیق ہو گیا۔

لِيَهْنِ بَنِيْ كَعْبٍ مَكَانُ فَتَاتِهِمْ ۔۔۔ وَمَقْعَدُهَا لِلْمُؤْمِنِيْنَ بِمَرْصَدِ

بنی کعب کو اپنے زنان خانے اور دیوان خانے سے خوش ہونا چاہیے کہ وہ ایمانداروں کے انتظار کرنے اور ٹھہرنے کے مقام ہیں۔

ابن ہشام نے کہا: امّ معبدؓ[1] بنت کعب بنی کعب کی شاخ خزاعہ کی عورت تھی اور شاعر کا قول حَلَّا خَيْمَتَيْ اُمِّ مَعْبَدِ اور هُمَا نَزَلَا بِالْبِرِّ ثُمَّ تَرَوَّحَا۔ ابن اسحاق کے سوا دوسروں کی روایت ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: اسماء بنت ابی بکرؓ نے کہا، جب ہم نے اس (جن) کا قول سُنا تو ہمیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس سمت کا رُخ کیا ہے، یعنی معلوم ہوا کہ آپ کی توجہ مدینہ کی

---

[1] امّ معبد کا نام عاتکہ اور اس کے والد کا نام خالد تھا۔

جانب ہے اور وہ چار شخص یہ تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکرؓ، ابوبکرؓ کے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن ارقط، جسے راستہ بتانے کی غرض سے مقرر کر لیا تھا (ابن ہشام نے کہا: بعض لوگ عبداللہ بن ارلیقط کہتے ہیں۔

ابوبکرؓ کے والد ماجد

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے یحییٰ بن عباد (ابن عبداللہ بن الزبیر) نے اپنے والد (عباد) سے اور انھوں نے اپنی دادی اسماء بنت ابی بکرؓ کی یہ روایت سنائی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور آپ کے ساتھ ابوبکرؓ بھی نکل گئے تو وہ (ابوبکرؓ) اپنا سارا مال اُٹھا لے گئے آپ کے پانچ یا چھ ہزار درہم تھے۔ میرا دادا ابو قحافہ ہمارے گھر آیا، اس وقت اس کی بینائی جاتی رہی تھی۔ اس نے کہا: واللہ! میں سمجھتا ہوں کہ اس نے (ابوبکرؓ نے) اپنا مال ساتھ لے جاکر تمھیں دکھ دیا، میں نے کہا: ابا جان! ایسا نہیں، وہ ہمارے لیے بہت سا مال چھوڑ گئے ہیں۔ ساتھ ہی بتایا کہ میں نے (اسماءؓ نے) بہت سے پتھر لیے اور انھیں گھر کے ایک طاق میں رکھا۔ جس میں میرے والد مال رکھا کرتے تھے۔ اس پر ایک کپڑا ڈال دیا اور ان کا (دادا کا) ہاتھ پکڑ کر کہا ابا جان! آپ اپنا ہاتھ اس مال پر رکھیے۔ انھوں نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور کہا: جب وہ تمھارے لیے یہ چھوڑ گیا ہے تو کچھ ڈر کی بات نہیں، اس نے اچھا کیا، بس یہ تمھارے لیے کافی ہے۔

حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ انھوں نے ہمارے لیے کچھ بھی نہ چھوڑا تھا، لیکن میں نے چاہا کہ اس طریقے سے اپنے بزرگ دادا کو تسکین دے دوں۔

سراقہ کا قصدِ تعاقب

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے زہری نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن مالک بن جعشم نے اپنے والد سے، انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے چچا سراقہ بن مالک بن جعشم سے روایت کی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کی جانب روانہ ہوئے تو قریش نے آپ کے متعلق ایک سو اونٹ (انعام) اس شخص کے لیے مقرر کیے، جو آپ کو ان کے پاس لوٹا لائے۔ کہا: میں اپنی قوم کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ ہمیں میں سے ایک شخص آکر ہمارے پاس کھڑا ہو گیا اور کہا: واللہ! میں نے تین مسافروں کو ابھی ابھی گزرتے دیکھا اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھی تھے۔ میں نے اسے آنکھ سے اشارہ کیا کہ خاموش رہ اور کہا: وہ تو فلاں قبیلے کے لوگ تھے، جو اپنے گم شدہ جانور ڈھونڈھ رہے تھے اس نے کہا شاید (ایسا ہی ہو) اور وہ خاموش ہو گیا۔ اس وقت تو میں تھوڑی دیر ٹھہرا رہا، پھر اُٹھا، گھر گیا، اور گھوڑا لانے کا حکم دیا، جو بطن وادی میں لمبے رستے سے باندھ کر چرنے کے لیے چھوڑ دیا

گیا تھا، ساتھ ہی ہتھیار نکالنے کا حکم دیا، جو حجرے کے پیچھے سے نکال کر لائے گئے۔ پھر میں نے اپنے وہ تیر لیے، جن سے فال دیکھا کرتا تھا، زرہ پہن لی اور تیر نکال کر ان سے فال دیکھی تو وہ تیر نکلا جو میں ناپسند کرتا تھا۔ وہ آپ کو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) کوئی ضرر نہ دیتا تھا۔ مجھے امید تھی کہ میں آپ کو قریش کے پاس واپس لاؤں گا اور قریش سے سو اونٹنیاں لوں گا۔ پھر میں سوار ہو کر آپ کے نشانِ قدم پر چلا، میرا گھوڑا دوڑ رہا تھا کہ اس نے ٹھوکر کھائی اور میں اس سے گر پڑا۔ میں نے دل میں کہا، آخر یہ کیا بات ہے! پھر میں نے تیر نکالے اور ان سے فال دیکھی تو پھر وہی تیر نکلا، جو میں ناپسند کرتا تھا۔ وہ آپ کو کوئی ضرر دینے والا نہ تھا۔

اختیار و ترک کشمکش

پھر میں نے آپ کا پیچھا کرنے کے سوا دوسری کوئی حالت قبول کرنے سے انکار کر دیا اور آپ کے نشانِ قدم پر چلا۔ میرا گھوڑا دوڑ رہا تھا کہ پھر اس نے ٹھوکر کھائی اور میں اس سے گر پڑا۔ میں نے پھر دل میں کہا، آخر یہ کیا بات ہے؛ پھر تیر نکالے اور فال دیکھی تو پھر بھی وہی تیر نکلا، جو میں پسند نہ کرتا تھا۔ وہ آپ کو کوئی ضرر دینے والا نہ تھا۔ پھر میں نے آپ کا پیچھا کرنے کے سوا دوسری کوئی حالت قبول کرنے سے انکار کر دیا، پھر سوار ہو کر آپکا تعاقب کیا۔ جب وہ لوگ نمایاں ہوئے اور میں نے انھیں دیکھ لیا تو میرے گھوڑے نے پھر ٹھوکر کھائی، اس کے اگلے پاؤں زمین میں دھنس گئے اور میں اس سے گر پڑا۔ گھوڑے نے پاؤں زمین سے نکال تو ساتھ ہی بگولے کی طرح دھواں نکلا۔ جب میں نے یہ حالت دیکھی تو جان گیا کہ آپ مجھ سے محفوظ رکھے گئے ہیں اور یہ بات بالکل صاف ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریر

پھر میں نے پکار کر کہا: لوگو! میں سراقہ بن جعشم ہوں مجھے اتنی مہلت دو کہ تم سے بات کروں۔ اللہ! میں کوئی دغا نہ کروں گا اور نہ میری جانب سے کوئی ایسی بات پہنچے گی، جو تم پسند نہ کرو۔ کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ سے فرمایا: قُلْ لَهُ مَا تَبْتَغِيْ مِنَّا (اس سے کہو کہ وہ ہم سے کیا چاہتا ہے؟)۔

ابوبکرؓ نے مجھ سے وہی کہا، تو میں نے جواب دیا: مجھے آپ ایک تحریر لکھ دیں، جو میرے پاس بطور ایک نشانی کے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُكْتُبْ لَهُ يَا اَبَا بَكْرٍ (اے ابوبکرؓ اسے لکھ دو)۔

آخر ابوبکرؓ نے کسی ہڈی یا کاغذ یا ٹھیکری پر ایک تحریر لکھی اور میری طرف پھینک دی۔ میں نے

اسے لے لیا اور ترکش میں رکھ کر واپس ہو گیا۔ پھر جو کچھ ہوا تھا، اس کا میں نے کسی سے ذکر نہ کیا اور خاموش رہا، یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح فرمایا اور حنین و طائف کی جنگوں سے فارغ ہوئے تو میں یہ تحریر لے کر نکلا کہ آپ سے ملوں۔ جعرانہ[1] میں آپ سے ملا۔ انصار کے رسالے میں داخل ہوا تو وہ لوگ مجھے برچھیوں سے مارنے لگے اور بولے، ہٹ جا، ہٹ جا، تو چاہتا کیا ہے؟ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب گیا، آپ اونٹنی پر تشریف فرما تھے۔ واللہ! مجھے اس وقت ایسا معلوم ہو رہا ہے، گویا میں آپ کی پنڈلی دیکھ رہا ہوں، وہ رکاب میں کھجور کے درخت کے گابھے کی سی سفید اور نرم ہے میں نے تحریر نکال ہاتھ بلند کیا اور عرض کی یا رسول اللہ یہ میری نسبت آپ کی تحریر ہے، میں سراقہ بن جعشم ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یَوْمُ وَفَاءٍ وَبِرٍّ آج کا دن وعدوں کے پورا کرنے اور نیکی کرنے کا ہے۔

اسے میرے قریب لاؤ۔ آپ کے قریب گیا اور اسلام اختیار کیا۔ پھر میں نے ایک بات یاد کی کہ اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کروں، لیکن وہ بات مجھے یاد نہ آئی تھی میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! بھولے بھٹکے اونٹ میرے حوض پر آتے ہیں اور میں نے اسے اپنے اونٹوں کے لیے بھر رکھا ہے۔ اگر میں انھیں پانی پلاؤں تو کیا کوئی اجر ملے گا؟ فرمایا: نَعَمْ فِيْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ حَرَّى أَجْرٌ (ہاں، ہر پیاسے جگر والی چیز کے متعلق اجر ہے) پھر میں اپنی قوم کی جانب واپس ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زکوٰۃ کے اونٹ روانہ کیے۔

ابن ہشام نے کہا: عبد الرحمٰن، حارث بن مالک بن جعشم کے فرزند تھے۔

منازل سفر

ابن اسحاق نے کہا: عبد اللہ بن راقط (ارقط) جو راستہ بتانے کے لیے ساتھ تھا، آپ کو مکہ کے نشیبی (جنوبی) حصے سے لے کر چلا تو سمندر کے کنارے کنارے عسفان[2] کے نیچے سے نکلا۔ پھر اَمَج کے نیچے سے گزرا، قُدَید سے آگے نکلا تو خرار اور ثنیۃ المرہ ہوتا ہوا آپ کو لِقفا لے گیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ یہ مقام لفتا ہے معقل بن خویلد الہذلی نے کہا ہے:

---

[1] جعرانہ (بعض کہتے ہیں ع مکسور اور ر مشدد ہے) مکہ مکرمہ سے تھوڑے فاصلے پر طائف کے راستے کا ایک مقام ہے

[2] عسفان، مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جائیں تو اونٹوں کے قافلوں کی دوسری منزل ہے، جو وادی فاطمہ کے بعد آتی ہے۔ یہ مشہور مقام ہے۔ اس روایت میں رابغ کا ذکر نہیں، طبقات ابن سعد میں ذکر آیا ہے۔

نَزِيعًا مُحْلِبًا مِنْ أَهْلِ لِفْتٍ ‌ ‌ ‌ لِحَيٍّ بَيْنَ أَثْلَةَ وَالنِّحَامِ

(میں مدح وستائش کرتا ہوں)، اس پردیسی کی، جسے اس کی قوم میں سے نکال لایا گیا ہے۔ جو دوسروں کی امداد کرنے والا اور مقام لفت کے رہنے والوں میں کے اس قبیلے کا ہے، جو مقام اثلة اور نحام کے درمیان رہنے والے ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا: پھر وہ مدلجہ لقفا سے مدلجہ مَحَاج پہنچا، جسے مجاج بھی کہتے ہیں (اور ایک روایت مجاح کی بھی ہے)، آگے مرجح ذی العضوین (جسے ذی الغضوین بھی کہتے ہیں) سے وادی ذی کشد جداجد اور الاجرد ہوتے ہوئے ذی سلم کے مقام اعدائیں سے مدلجہ تعہن وہاں سے العبابید (ابن ہشام کے مطابق العبابیب اور العثیانہ) آگے الفاجہ (ابن ہشام کے قول کے مطابق القاحہ) العرج کی طرف اترا۔

ایک سواری پیچھے رہ گئی تو اسلم کے ایک شخص نے جس کا نام اوس بن حجر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ایک اونٹ پر سوار کرایا جس کا نام ابن الرداد تھا اور اپنا ایک چھوکرا بنام مسعود بن ہنیدہ ساتھ بھیج دیا۔

راستہ دکھانے والا العرج سے نکلا تو اس نے "ثنیۃ العائر" کا راستہ اختیار کیا (اسے ثنیۃ الغائر بھی کہتے ہیں) یہ رکوبہ کے دائیں جانب ہے، وہاں سے وادی رئم، پھر بنی عمرو بن عوف میں بہ مقام قبا[1] لایا ماہ ربیع الاول کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں۔ پیر کا دن تھا۔ گرمی خاصی بڑھ گئی تھی، سورج نصف النہار کے قریب پہنچ گیا تھا۔

---

[1] تمام مقامات کی تفصیل یہاں درج کرنا مشکل ہے ان میں سے بیشتر کا ذکر یاقوت کی کتاب میں موجود ہے۔ البتہ بعض کے صحیح مقامات متعین نہیں کیے، ممکن ہے بعض نام بدل گئے ہوں۔ البتہ یہ عرض کر دینا مناسب ہے کہ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کے راستے چار تھے۔ ایک راستہ جسے طریق مشرقی کہتے تھے اور تین راستے جو رابغ سے ہو کر جاتے تھے بلکہ مکہ معظمہ سے رابغ تک یکساں راستہ تھا۔ وہاں سے آگے بڑھ کر تین راستے ہو جاتے ہیں۔ ایک راستہ طریق سلطانی جس سے حاجیوں کے قافلے جاتے تھے اور موٹروں کا راستہ بھی بڑی حد تک وہی ہے۔ دوسرا طریق الفرع، تیسرا طریق جبل الغائر یا جبل العائر۔ آخری راستہ مسافت میں سب سے کم، مگر سب سے زیادہ مشکل تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت میں یہی راستہ اختیار فرمایا تھا۔ راقم الحروف ایک مرتبہ رات کو راستہ بھول کر طریق الفرع کی بجائے طریق الغائر پر جا نکلا پھر مدینہ منورہ تک اسی راستے پر رہا۔ دو یا تین مقامات راستے میں ایسے ملے جن کے متعلق بتایا جاتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں چند ساعت کے لیے قیام فرمایا تھا۔ یا نماز پڑھی تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے محمد بن الزبیر نے عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے عبدالرحمٰن

قبا میں ورود

بن عویمر بن ساعدہ سے روایت کی، کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے میرے قبیلے کے چند لوگوں نے بیان کیا جب ہم نے رسول اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے نکلنے کی خبر سنی اور آپ کی تشریف آوری کا علم ہوا۔ تو ہم صبح (کی نماز) پڑھ کر اپنے پہاڑی مقام سے باہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں نکل جایا کرتے اور وہیں ٹھہرے رہتے، یہاں تک کہ دھوپ سایہ دار مقامات پر پھیل جاتی۔ جب ہم کہیں سایہ نہ پاتے تو واپس چلے آتے۔ یہ واقعہ گرمی کے دنوں کا تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا دن آیا تو ہم اس دن بھی اسی طرح انتظار میں بیٹھے رہے، یہاں تک کہ جب سایہ نہ رہا تو اپنے گھروں میں آ گئے اور جیسے ہی ہم گھروں میں داخل ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ پہلا شخص، جس نے آپ کو دیکھا، ایک یہودی تھا۔ ہم جو کچھ کیا کرتے تھے، اس نے دیکھ لیا تھا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کا انتظار کر رہے تھے وہ بلند آواز سے پکارا: اے بنی قیلہ[1]! وہ ذی شان ہستی آگئی جس کا تم انتظار کر رہے تھے[2]۔

پھر تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نکل کھڑے ہوئے۔ آپ کھجور کے درخت کے سایے میں ٹھہرے ہوئے تھے اور ساتھ ابو بکرؓ تھے، جو آپ ہی کے ہم عمر تھے۔ ہم میں سے اکثر نے اس سے پہلے آپ کو دیکھا نہ تھا۔ آپ کے پاس بھیڑ لگ گئی۔ اگرچہ وہ آپ میں اور ابو بکرؓ میں امتیاز نہ کر سکتے تھے، یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سایہ ہٹا تو ابو بکرؓ اٹھے اور آپ پر اپنی چادر سے سایہ کیا، اس وقت ہم نے آپ کو پہچانا۔

قیام کی تفصیل

ابن اسحاق نے کہا: اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے بیان کے لحاظ سے بنی عمرو بن عوف والے کلثوم[3] بن ہدم کے پاس اترے اور اس کے بعد بنی عُبَید کے ایک شخص کے پاس، بعض کہتے ہیں (نہیں) بلکہ سعد بن خیثمہ کے پاس اترے۔ جو لوگ کلثوم بن ہدم کے پاس اترنے کا ذکر کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلثوم

۱؎ یہ انصار کا ایک قبیلہ تھا۔ قیلہ اس قبیلے کی دادی کا نام تھا۔

۲؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۸ ربیع الاول کو پیر کے دن قبا میں تشریف فرما ہوئے تھے۔ یہ شاہ ولی اللہ کا بیان ہے (سرور المخزون)، دو شنبہ کا دن ۸ ہی کو تھا، نہ کہ ۱۲ کو جیسا کہ بعض روایتوں میں آیا ہے۔ مسیحی تقویم کے مطابق تاریخ ۲۰ ستمبر ۶۲۲ء تھی۔ قاضی سلیمان مرحوم و مغفور نے ۲۳ ستمبر بتائی (رحمۃ للعالمین جلد اول ص ۱۱۶)۔

۳؎ یہ خاصے سن رسیدہ تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے تھوڑی مدت بعد وفات پائی۔

کے گھر سے باہر تشریف فرما ہوتے تو سعد بن خیثمہ کے گھر میں لوگوں سے ملنے کے لیے تشریف فرما ہوا کرتے تھے، کیونکہ ان کی شادی نہیں ہوئی تھی اور بی بی بچے نہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجرین صحابہ میں سے بے بیاہوں کا قیام انھیں کے گھر میں تھا۔ اسی وجہ سے لوگ کہتے ہیں کہ آپ سعد بن خیثمہ کے گھر اترے تھے اور سعد بن خیثمہ کے گھر کو لوگ "بیت الاعزاب" یعنی کنواروں کا گھر کہا کرتے تھے، واللہ اعلم، ان میں سے کون سی بات درست ہے۔ ہم نے تو یہ بھی سنا ہے اور وہ بھی۔ ابو بکر الصدیق بنی الحارث بن الخزرج کے ایک شخص حبیب بن اساف کے پاس مقام سُنح میں اُترے۔ ایک کہنے والا یہ بھی کہتا ہے کہ آپ کی فرودگاہ بنی الحارث بن الخزرج والے خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے پاس تھی۔

سہل بن حنیف کی نکوکاری

علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ مکہ میں تین دن اور تین رات رہے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے لوگوں کی وہ امانتیں، جو آپ کے پاس تھیں، واپس دے دیں۔ جب ان کی واپسی سے فارغ ہو گئے تو آپ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آملے اور آپ کے ساتھ ہی کلثوم بن ہدم کے پاس اُترے۔

علیؓ بن ابی طالب کی اقامت قبا میں ایک رات یا دو راتیں رہی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ قبا میں ایک مسلمان عورت تھی، جس کا شوہر نہ تھا۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ آدھی رات کے اوقات میں اس کے پاس آتا، دروازہ کھٹکھٹاتا۔ وہ نکل کر اس کے پاس جاتی اور وہ شخص اس عورت کو اپنے پاس سے کچھ نہ کچھ دیتا، یہ لے لیتی، فرمایا: مجھے اس کی حالت پر شبہہ ہوا تو میں نے اس سے کہا: اے اللہ کی بندی! یہ کون شخص ہے، جو ہر رات تیرا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور تو نکل کر اس کے پاس جاتی ہے وہ تجھے کچھ نہ کچھ دے جاتا ہے؟ میں نہیں جانتا کہ وہ کیا دیتا ہے، حالانکہ تو ایک مسلمان عورت ہے، تیرا کوئی شوہر بھی نہیں۔ اس نے کہا۔ یہ سہل بن حنیف بن وہب ہیں انھیں معلوم ہے کہ میں ایسی عورت ہوں، جس کا کوئی نہیں۔ جب شام ہوتی ہے تو اپنی قوم کے بتوں پر چھاپا مارتے ہیں اور انھیں توڑ کر اس میں سے کچھ مجھے لا دیتے ہیں کہتے ہیں کہ انھیں ایندھن بنا لو۔ جب سہل بن حُنیف نے عراق میں وفات پائی تو علی رضی اللہ عنہ ان کے یہ حالات بیان فرماتے تھے۔

ابن اسحاق نے کہا؛ علی (رضی اللہ عنہ) کے اس بیان کا ذکر مجھ سے ہند بن سعد بن سہل بن حنیف نے کیا؛

باب ۲

مدینہ میں ورود اور تعمیر مسجد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا خطبہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ مقام قبا بنی عمرو بن عوف کے محلے میں دوشنبہ، چہار شنبہ اور پنجشنبہ تشریف فرما رہے اور ان کی مسجد کی بنیاد ڈالی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان سے جمعہ کے روز آپ کو نکالا۔ بنی عمرو بن عوف کا ادّعا تو یہ ہے کہ آپ ان میں اس سے زیادہ تشریف فرما رہے۔ واللہ اعلم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جمعہ بنی سالم بن عوف میں ہوا اور جمعہ کی نماز آپ نے اس مسجد میں ادا فرمائی، جو وادی رانونا[۱] کے درمیان ہے۔ جمعہ کی یہ پہلی نماز تھی، جو مدینہ میں آپ نے ادا فرمائی۔

اہل مدینہ کی شان فداکاری

اس کے بعد بنی سالم بن عوف کے چند لوگوں کے ساتھ عتبان بن مالک اور عباس بن عبادہ بن نضلہ حاضر ہوئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسولؐ آپ ہمارے پاس تشریف فرما ہوں جو تعداد، ساز و سامان اور عزت میں زیادہ ہیں۔ آپ نے اونٹنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: خَلُّوْا سَبِیْلَہَا فَاِنَّہَا مَأْمُوْرَۃٌ (اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ وہ اللہ کی طرف سے) مامور ہے)۔

ان لوگوں نے راہ چھوڑ دی اور وہ چلی، یہاں تک کہ جب وہ بنی بیاضہ کے احاطے کے برابر پہنچی تو بنی بیاضہ کے چند افراد کے ساتھ زیاد بن لبید اور فروہ بن عمرو آپ سے آکر ملے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے پاس تشریف رکھیے کہ ہم تعداد، ساز و سامان اور عزت میں زیادہ ہیں۔ زیادہ تعداد والوں، ساز و سامان والوں اور عزت والوں میں تشریف لائیے فرمایا خَلُّوْا سَبِیْلَہَا

---

[۱] مدینہ منورہ کی ایک وادی ہے، جو جبل عیر (جنوب مدینہ) سے نکل کر شمالی جانب بڑھی ہے۔ آبادی سے باہر ہی وادی بطحان اس میں آملتی ہے، جو خود دو وادیوں سے مل کر بنی ہے۔ یہ عوالی کی جانب سے آتی ہے، پھر یہ آبادی کے مغربی حصے میں گزرتی ہوئی آگے نکل جاتی ہے جبل احد کی مغربی حد سے قریب وادی تناۃ میں شامل ہو جاتی ہے۔ ان سب کا پانی زغابہ میں جا گرتا ہے، جو مدینہ منورہ سے جانب شمال مائل بہ غرب چند میل پر ہے۔

فَاِنَّھَا مَاْمُوْرَۃٌ (اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ وہ مامور ہے)

ان لوگوں نے راہ چھوڑ دی اور وہ چلی، یہاں تک کہ جب وہ بنی ساعدہ کے احاطے سے گزری تو سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو، بنی ساعدہ کے چند لوگوں کو لیے ہوئے آپ کے راستے میں حائل ہوئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف رکھیے کہ ہم تعداد، ساز و سامان اور عزت میں زیادہ ہیں۔ فرمایا: خَلُّوْا سَبِیْلَھَا فَاِنَّھَا مَاْمُوْرَۃٌ (اس کی راہ چھوڑ دو، کیونکہ وہ مامور ہے)۔

انھوں نے راستہ چھوڑ دیا اور سانڈنی چلی، یہاں تک کہ جب وہ بنی عدی بن نجار کے احاطے سے گزری جو رشتے کے ماموں ہوتے تھے کہ عبد المطلب کی والدہ سلمیٰ بنت عمرو انھیں کے خاندان کی تھیں تو سلیط بن قیس اور ابو سلیط: اسیرہ بن ابی خارجہ، بنی عدی بن نجار کے چند لوگوں کے ساتھ آکر آپ کے راستے میں حائل ہوئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! اپنے ننھیال میں تشریف لائیے، جو تعداد، سامان اور عزت میں زیادہ ہیں۔ فرمایا: خَلُّوْا سَبِیْلَھَا فَاِنَّھَا مَاْمُوْرَۃٌ (اس کی راہ چھوڑ دو کیونکہ وہ مامور ہے)۔

ابو ایوبؓ کی خوش نصیبی

ان لوگوں نے بھی راہ چھوڑ دی اور سانڈنی چلی، یہاں تک کہ جب بنی مالک بن النجار کے احاطے میں آئی تو آپ کی مسجد کے دروازے کے پاس بیٹھ گئی۔ جہاں ان دنوں بنی النجار کی شاخ بنی مالک بن نجار کے دو یتیم لڑکوں سہل و سہیل کی کھجوریں سکھانے کی جگہ تھی، جو معاذ بن عفراء کے زیر پرورش تھے۔ جب وہ اونٹنی اسی حالت میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر تشریف فرما تھے۔ بیٹھ گئی تو آپ اترے نہیں پھر وہ اٹھی اور کچھ دور گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نکیل اسی پر رکھ دی۔ اسے نکیل کے ذریعے سے (کسی جانب) موڑا بھی نہیں۔ آخر وہ پیچھے کی جانب پلٹی اور لوٹ کر وہیں آئی، جہاں پہلی بار بیٹھی تھی۔ اس کے بعد اس نے جسم ہلایا، جم کر بیٹھ گئی اور گردن نیچے رکھ دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اتریں۔ ابو ایوب خالد بن زید نے آپ کا پالان اٹھالیا اور اسے اپنے گھر میں رکھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کے پاس نزول فرمایا اور کھجور سکھانے کی مذکورہ بالا جگہ کے متعلق آپ نے دریافت فرمایا کہ وہ کس کی ہے تو معاذ بن عفراء نے آپ سے عرض کی: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)، وہ مقام عمرو کے دونوں بیٹوں سہل و سہیل کا ہے، جو یتیم ہیں اور میرے زیر پرورش ہیں۔ میں اس کے متعلق ان دونوں کو راضی کرلوں گا۔ آپ اس مقام کو مسجد بنا لیجیے۔

تعمیر مسجد النبی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ مسجد بنائی جائے، مسجد اور آپ کے رہنے کی جگہیں بننے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوایوب ہی کے پاس اقامت پذیر رہے۔ مسجد کی تعمیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (خود بنفس نفیس) کام کیا تاکہ مسلمانوں کو اس کی تعمیر میں رغبت ہو۔ چنانچہ مہاجرین اور انصار دونوں نے اس میں کام کیا اور محنت اٹھائی تو مسلمانوں میں سے ایک کہنے والے نے کہا:

لَئِنْ قَعَدْنَا وَالنَّبِيُّ يَعْمَلُ لَذَاكَ مِنَّا الْعَمَلُ الْمُضَلَّلُ

ایسی حالت میں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کام میں لگے ہوئے ہیں، ہم بیٹھے رہیں تو ہمارا یہ کام گمراہ کن ہوگا۔

مسلمان اس کی تعمیر کا کام کرتے وقت یہ رجز پڑھتے جاتے تھے۔

لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةْ — زندگی تو صرف آخرت ہی کی زندگی ہے۔

اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةْ — یا اللہ انصار، مہاجرین پر رحم فرما۔

ابن ہشام نے کہا: یہ کلام (نثر) ہے، رجز نہیں۔ ابن اسحٰق نے کہا: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے:

لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارَ

عمّار کے متعلق پیشگوئی

راوی نے کہا: (بناء مسجد کے اعلان میں) عمار بن یاسر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس) اس حالت سے آئے کہ لوگوں نے انھیں اینٹوں سے گراں بار کر دیا تھا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! لوگوں نے مجھے مار ڈالا مجھ پر اس قدر بوجھ لاد دیتے ہیں، جو وہ خود نہیں اُٹھاتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی ام سلمہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ان کے سر کے بالوں کو اپنے دستِ مبارک سے جھٹکتے تھے۔ وہ گھونگریالے بال والے تھے اور آپ فرماتے جاتے تھے۔

وَيْحَ ابْنَ سُمَيَّةَ لَيْسُوْا بِالَّذِيْنَ يَقْتُلُوْنَكَ إِنَّمَا تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔

افسوس، ابن ام سمیہ۔ یہ لوگ وہ نہیں جو تمھیں قتل کریں گے، تمھیں تو صرف باغی گروہ ہی قتل کرے گا۔

علیؓ کا رجز

علی بن ابی طالب اس روز یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

لَا يَسْتَوِی مَنْ يَعْمُرُ الْمَسَاجِدَا   يَدْاَبُ فِيهَا قَائِمًا وَقَاعِدَا
وَمَنْ يُرَی عَنِ الْغُبَارِ حَائِدًا

جو شخص مسجدوں کی تعمیر کرتا ہے، ان میں قیام وقعود میں بسر کرتا ہے اور وہ
شخص، جو گرد وغبار سے کتراتا نظر آتا ہے، دونوں برابر نہیں ہوں گے۔

ابن ہشام نے کہا: میں نے اس رجز کے متعلق متعدد اہلِ علم سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا: ہمیں بھی اس کی اطلاع ملی ہے کہ علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یہ رجز پڑھا ہے۔ لیکن ہمیں اس بات کی خبر نہیں کہ یہ شعر آپ ہی کے کہے ہوئے ہیں یا آپ کے سوا کسی اور کے۔

ابن اسحاق نے کہا: عمار بن یاسر نے بھی وہی الفاظ لے لیے اور بطور رجز انھیں پڑھنے لگے۔

ابن ہشام نے کہا: جب یہی الفاظ انھوں نے بار بار کہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صاحب کو خیال ہوا کہ وہ طعن سے پڑھ رہے ہیں، جیسا کہ ہم سے زیاد بن عبد اللہ البکائی نے ابن اسحاق کی روایت بیان کی اور ابن اسحٰق نے ان صاحب کا نام بھی بتایا۔

ابن اسحاق نے کہا: ان صاحب نے کہا: اے ابن سمیہ تم آج (صبح) سے جو کچھ کہہ رہے ہو، میں نے سُن لیا ہے۔ واللہ! میں سمجھتا ہوں کہ اس لاٹھی سے تمھاری ناک کی خبر لوں گا اور ان صاحب کے ہاتھ میں لاٹھی بھی تھی۔ راوی نے کہا: اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آگیا، فرمایا:

مَا لَهُمْ وَلِعَمَّارٍ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ إِنَّ عَمَّارًا جِلْدَةُ مَا بَيْنَ عَيْنَيَّ وَأَنْفِي۔

ان لوگوں کو عمار سے کیوں (پرخاش) ہے؟ وہ تو انھیں جنت کی جانب بلاتا ہے اور یہ لوگ اسے آگ کی جانب بلاتے ہیں۔ سن لو کہ عمار میری آنکھوں اور ناک کے درمیان کا چمڑا ہے (وہ مجھے اس قدر عزیز ہے)۔

جب انھیں (عمار کو) ان صاحب کے متعلق (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) فرمان کی خبر پہنچی تو انھوں نے (اپنا رجز) ترک نہ کیا اور لوگوں نے ان سے کنارہ کشی کر لی۔

ابن ہشام نے کہا: سفیان بن عیینہ نے زکریا سے اور انھوں نے شعبی سے روایت کی کہ پہلے پہل جس نے تعمیر مسجد کی ابتدا کی، وہ عمار بن یاسر تھے۔

ابو ایوبؓ کا اہتمام میزبانی

ابن اسحاق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو ایوبؓ کے گھر ہی میں تشریف فرما رہے، یہاں تک کہ مسجد اور آپ کے

رہنے کے مقامات بن گئے۔ اس کے بعد ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر سے آپ اپنے مقامات کی طرف منتقل ہو گئے۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے مرثد بن عبداللہ یزنی سے، انھوں نے ابورہم السماعی سے روایت کی، کہا: مجھ سے ابوایوبؓ نے بیان کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں نزول فرمایا تو آپ نیچے کی منزل میں تشریف فرما ہوئے اور میں اور ام ایوب اوپر کی منزل میں رہنے لگے۔ میں نے آپ سے عرض کی: اے اللہ کے نبیؐ! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں میں یہ بات ناپسند کرتا ہوں اور بڑی بے ادبی سمجھتا ہوں کہ میں آپ سے اوپر رہوں اور آپ نیچے، اس لیے آپ اوپر تشریف فرما ہوں۔ ہم اتر آئیں گے اور نیچے رہیں گے فرمایا:

اِنَّ اَرْفَقَ بِنَا وَبِمَنْ يَغْشَانَا اَنْ نَكُوْنَ فِيْ سُفْلِ الْبَيْتِ۔

ہمارے اور ان لوگوں کے لیے، جو ہمارے پاس آتے جاتے ہیں؟ یہی بات آرام دہ ہے کہ ہم گھر کے نچلے حصے میں رہیں۔

اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے نچلے حصے میں اور ہم اس کے اوپر کے حصے میں رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ہمارا ایک بڑا گھڑا، جس میں پانی تھا، ٹوٹ گیا تو میں اور ام ایوب نے اپنی ایک چادر لی، اس کے سوا ہمارے اوڑھنے کے لیے کوئی لحاف بھی نہ تھا۔ ہم اسی سے پانی خشک کرنے لگے کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس میں سے کچھ پانی نہ ٹپک جائے، جس سے آپ کو تکلیف پہنچے ہم رات کا کھانا تیار کر کے آپ کے پاس بھیجا کرتے تھے اور جب آپ بچا ہوا کھانا واپس فرماتے تو برتن میں، جس مقام پر آپ کا دست مبارک پڑتا، میں اور امّ ایوبؓ اس مقام کو تلاش کرتے اور برکت حاصل کرنے کے لیے اسی مقام سے کھاتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طعام

ایک رات کھانا آپ کے پاس بھیجا اور ہم نے اس میں پیاز یا لہسن ڈالا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس فرما دیا اور میں نے اس میں آپ کے دستِ مبارک کا کوئی نشان نہ دیکھا: اس لیے میں پریشان ہو کر آپ کے پاس پہنچا اور عرض کی اے اللہ کے رسول! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں: آپ نے شب کا خاصہ واپس فرما دیا اور میں نے اس میں آپ کے دستِ مبارک کا کوئی اثر نہ دیکھا۔ میں اور امّ ایوب برکت حاصل کرنے کے لیے اس مقام کو تلاش کیا کرتے تھے، جہاں آپ کا دست مبارک پڑا کرتا تھا، فرمایا:

إِنِّي وَجَدْتُ فِيهِ رِيحَ هَذِهِ الشَّجَرَةِ وَأَنَا رَجُلٌ أُنَاجِي فَأَمَّا أَنْتُمْ فَكُلُوهُ

میں نے اس میں پیاز یا لہسن کی بو پائی اور میں ایسا شخص ہوں جس سے سرگوشی کی جاتی ہے، لیکن تم (لوگوں کی یہ حالت نہیں، اس لیے تم) اسے کھاؤ۔

غرض ہم نے اسے کھا لیا اور اس کے بعد ہم نے آپ کے لیے لہسن والا کوئی کھانا تیار نہ کیا۔

مہاجرین

ابن اسحاق نے کہا: اس کے بعد مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آ ملے اور بجز فتنے میں مبتلا یا مقید افراد کے ان میں سے کوئی شخص مکے میں باقی نہ رہا، لیکن اہل وعیال اور مال کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب ہجرت کرنے والے صرف یہ گھرانے تھے: بنی مظعون جو بنی جمح میں سے تھے، جحش بن رئاب جو بنی امیہ کے حلیف تھے۔ بنی بکیر جو بنی سعد بن لیث میں سے تھے اور بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے۔ جب بنی جحش بن رئاب اپنے گھر سے نکل گئے تو ابو سفیان بن حرب نے ان پر دست درازی کی اور انھیں بنی عامر بن لوی والے عمرو بن علقمہ کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ بنی جحش کو ابو سفیان کی اس کارگزاری کی خبر پہنچی تو عبد اللہ بن جحش نے اس بات کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ نے فرمایا:

أَلَا تَرْضَى يَا عَبْدَ اللهِ أَنْ يُعْطِيَكَ اللهُ بِهَا دَارًا خَيْرًا مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ قَالَ بَلَى قَالَ فَذَلِكَ لَكَ۔

اے عبد اللہ کیا تم اس بات سے خوش نہیں کہ اللہ تمھیں اس کے عوض میں اس سے بہتر گھر جنت میں دے؟ عرض کی: کیوں نہیں (ضرور مجھے خوشی ہوگی)، فرمایا: پس وہ تمھارے لیے ہے۔

فتح مکہ اور مسئلہ املاک

اس کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کر لیا تو ابو احمد نے ان کے گھر کے متعلق آپ سے عرض کی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں تاخیر فرمائی: لوگوں نے ابو احمد سے کہا: اے ابو احمد! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو ناپسند فرماتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں تمھارا جو مال نکل گیا، اس میں (سے) کچھ حصہ بھی تم واپس لو، چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق عرض کرنے سے باز رہے اور ابو سفیان سے کہا:

أَبْلِغْ أَبَا سُفْيَانَ عَنْ أَمْرٍ عَوَاقِبُهُ نَدَامَهْ

ابو سفیان کو اس معاملے کے متعلق پیغام پہنچا دو، جس کا انجام ندامت ہے۔

دَارُ ابْنِ عَمِّكَ بِعْتَهَا تَقْضِي بِهَا عَنْكَ الْغَرَامَهْ

تُو نے اپنے چچیرے بھائی کا گھر اس لیے بیچ ڈالا کہ اس سے
اپنے قرضے ادا کرے۔

وَ حَلِیفُکُمْ بِاللّٰہِ رَ ــــ بَّ النَّاسِ مُجْتَهِدُ الْقَسَامَہْ

تمھارا حلیف، قسم بہ خدا ئے پروردگار عالم انسانیت و مصالحت
میں کوشش کرنے والا ہے۔

اِذْهَبْ بِهَا اِذْهَبْ بِهَا طَوَّقْتَهَا طَوْقَ الْحَمَامَہْ

تو قیمت لے جا، لے جا۔ تُو نے اسے کبوتر کے حلقۂ گردن کی
طرح گلے کا طوق بنایا ہے۔

باب ۵

خُطباتِ نبوّیہ

مدینہ میں اسلام غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ربیع الاوّل میں مدینہ تشریف لائے تو آنے والے سنہ کے صفر تک (ابو ایوب انصاری کے ہاں) تشریف فرما رہے۔ یہاں تک کہ آپ کے لیے مسجد اور آپ کے رہنے کے مقامات بن گئے اور قبیلہ انصار پوری طرح آپ کا فرمانبردار ہو گیا۔ انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر باقی نہ رہا، جس کے رہنے والوں نے اسلام اختیار نہ کر لیا ہو۔ صرف (بنی) خطمہ (بنی)، واقف (بنی)، وائل (بنی)، امیہ، جو قبیلہ اوس کی شاخیں تھیں، شرک پر قائم رہے۔

پہلا خطبہ راوی نے کہا: پہلا خطبہ، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے دیا اور جو مجھے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے پہنچا ہے (ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، اس بات سے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے متعلق ایسی بات کہیں، جو آپ نے نہ کہی ہو) یہ ہے کہ آپ ان لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا ایسے الفاظ سے فرمائی، جن کا وہ مستحق ہے۔ پھر فرمایا:

اَمَّا بَعْدُ اَیُّهَا النَّاسُ فَقَدِّمُوا
لِاَنْفُسِكُمْ تَعْلَمُنَّ وَاللّٰهِ لَیُصْعَقَنَّ
اَحَدُكُمْ ثُمَّ لَیَدَعَنَّ غَنَمَهٗ لَیْسَ
لَهَا رَاعٍ ثُمَّ لَیَقُوْلَنَّ لَهٗ رَبُّهٗ وَلَیْسَ
لَهٗ تَرْجُمَانٌ وَلَا حَاجِبٌ یَحْجُبُهٗ
دُوْنَهٗ اَلَمْ یَاْتِكَ رَسُوْلِیْ فَبَلَّغَكَ
وَاٰتَیْتُكَ مَالًا وَاَفْضَلْتُ عَلَیْكَ
فَمَا قَدَّمْتَ لِنَفْسِكَ فَلَیَنْظُرَنَّ
یَمِیْنًا وَشِمَالًا فَلَا یَرٰی شَیْئًا
ثُمَّ لَیَنْظُرَنَّ قُدَّامَهٗ فَلَا یَرٰی

(حمد و ثنا کے بعد، لوگو! اپنی ذات کے لیے کچھ اچھے
کام کر لو۔ تمھیں معلوم ہونا ضروری ہے کہ تم میں
سے ایک ایک شخص صاعقہ، موت کا نشانہ بنے گا
پھر وہ اپنی بکریوں کو اس حالت میں چھوڑ جائے گا کہ
ان کا کوئی چرواہا نہیں پھر اس سے پروردگار اس
طرح گفتگو کرے گا کہ نہ کوئی ترجمان (درمیان) ہوگا اور
نہ اس کے سامنے کوئی پردہ ہوگا کہ اسے چھپائے۔ وہ
فرمائے گا، اے بندے، کیا تیرے پاس میرا رسول
نہیں آیا تھا اور اس نے تجھے تبلیغ نہیں کی تھی؟ میں
نے تجھے مال دیا۔ تجھ پر اپنا فضل رکھا۔ تُو نے اپنی ذات

غَيْرَ جَهَنَّمَ فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَقِيَ وَجْهَهٗ مِنَ النَّارِ وَلَوْ بِشِقٍّ مِنْ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ لَّمْ يَجِدْهُ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ فَاِنَّ بِهَا تُجْزَى الْحَسَنَةُ عَشْرَ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

کے لیے (مرت ہے)، پہلے کیا کیا؟ بندہ داہنے بائیں دیکھنے لگے گا اور کچھ نہ پائے گا پھر وہ سامنے دیکھے گا، لہٰذا جس سے ہو سکے، اپنا چہرہ آگ سے بچائے اگرچہ ایک کھجور کے ٹکڑے کے ذریعے سے ہو، اسے چاہیئے کہ وہ ایسا کرے اور جو شخص (کھجور کا ایک ٹکڑا بھی) نہ پائے تو ایک نیک بات ہی کے ذریعے سے سہی، کیونکہ اس کا بھی بدلا اسے دیا جائیگا اور ایک نیکی کا عوض دس گنے سے سات سَو گنے تک ہوگا اور تم پر اور اللہ کے رسول پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔

دوسرا خطبہ ابن اسحاق نے کہا: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ خطبہ دیا تو فرمایا:

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ اَحْمَدُهٗ وَاَسْتَعِيْنُهٗ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَسَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِنَّ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَيَّنَهُ اللّٰهُ فِيْ قَلْبِهٖ وَاَدْخَلَهٗ فِي الْاِسْلَامِ بَعْدَ الْكُفْرِ وَاخْتَارَهٗ عَلٰى مَا سِوَاهُ مِنْ اَحَادِيْثِ النَّاسِ اِنَّهٗ اَحْسَنُ الْحَدِيْثِ وَاَبْلَغُهٗ اَحِبُّوْا مَا اَحَبَّ اللّٰهُ وَاَحِبُّوا اللّٰهَ مِنْ كُلِّ

کوئی شبہ نہیں کہ تعریف تو ساری اللہ ہی کی ہے میں اس کی تعریف کرتا ہوں اور اس سے امداد کا طلب گار ہوں اور ہم اپنے نفسوں کی شرارتوں اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ جسے اللہ نے ہدایت کی، اسے گمراہ کرنے والا کوئی نہیں، اور جسے اس نے گمراہ کر دیا تو اس کے لیے کوئی رہنما نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ سن لو کہ بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے۔ اللہ نے اس کتاب کی خوبی جس کے دل نشین کر دی اور اسے کفر کے بعد اسلام میں داخل کر دیا اور اس شخص نے دوسرے تمام لوگوں کی باتوں پر اس کتاب کو ترجیح دی۔ بے شبہ وہ بھلا پھولا اس نے ترقی حاصل کر لی بے شبہ وہ بہترین اور نہایت بلیغ کلام ہے جس چیز سے اللہ کو محبت ہے، تم بھی اس سے

قُلُوْبِكُمْ وَلَا تَمَلُّوْا كَلَامَ اللّٰهِ وَ
ذِكْرَهٗ وَلَا تَقْسُ عَنْهُ قُلُوْبُكُمْ
فَاِنَّهٗ مِنْ كُلِّ مَا يَخْلُقُ اللّٰهُ
يَخْتَارُ وَيَصْطَفِيْ فَقَدْ سَمَّاهُ خِيَرَتَهٗ
مِنَ الْاَعْمَالِ وَمُصْطَفَاهُ مِنَ
الْعِبَادِ وَالصّٰلِحَ مِنَ الْحَدِيْثِ وَ
مِنْ كُلِّ مَا اُوْتِيَ النَّاسُ مِنَ
الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ فَاعْبُدُوا اللّٰهَ
وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَاتَّقُوْهُ
حَقَّ تُقَاتِهٖ وَاصْدُقُوا اللّٰهَ صَالِحَ
مَا تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ وَتَحَابُّوْا
بِرُوْحِ اللّٰهِ بَيْنَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ يَغْضَبُ
اَنْ يُّنْكَثَ عَهْدُهٗ وَالسَّلَامُ
عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ -

محبت رکھو پورے دل سے اللہ کو چاہو اور اللہ
کے کلام اور اس کی یاد سے بیزار نہ ہو جاؤ تمہارے
دل اس سے سخت نہ ہو جائیں کیونکہ وہ جن جن چیزوں
کو پیدا کرتا ہے، ان میں سے بعض کو برگزیدہ اور
منتخب بنا لیتا ہے اس نے اس کا نام "اعمال میں
سے برگزیدہ" اور "بندوں میں سے اپنا منتخب" اور
کلام میں سے اچھا رکھا ہے۔ ان چیزوں میں سے جو
لوگوں کو دی گئی ہیں حلال وحرام بھی ہے پس اللہ کی
عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور
جیسا اس سے ڈرنا چاہیئے، ویسا ہی ڈرو اور
اللہ کے متعلق سچ کہو کہ یہ جو کچھ تم اپنے منہ سے کہتے ہو
اس میں بہترین ہے۔ اللہ کی رحمت کے سبب تم آپس
میں محبت رکھو۔ عہد کو توڑنے سے اللہ غضبناک
ہوتا ہے اور تم پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔

باب ۲

مہاجرین و انصار اور یہود کا تاریخی معاہدہ

معاہدے کا متن

ابن اسحاق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار کے درمیان ایک تحریر لکھ دی، جس میں یہود سے معاہدہ بھی تھا۔ اس کے مطابق ان کے دین و مال کی حفاظت کا یقین دلایا گیا تھا۔ ان کے حقوق بھی واضح کیے گئے تھے اور ان پر شرطیں بھی عائد کی گئی تھیں:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
ھٰذَا کِتَابٌ مِّنْ مُّحَمَّدٍ النَّبِیِّ بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قُرَیْشٍ وَیَثْرِبَ وَمَنْ تَبِعَھُمْ فَلَحِقَ بِھِمْ وَجَاھَدَ مَعَھُمْ۔

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ یہ نوشتہ یادستاویز ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو نبی ہیں، قریش اور اہل یثرب میں سے ایمانداروں اور اطاعت گزاروں نیز ان لوگوں کے درمیان جو ان کے تابع ہوں، ان کے ساتھ شامل ہو جائیں اور ان کے ہمراہ جہاد میں حصہ لیں۔

۱۔ اِنَّھُمْ اُمَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ

۱۔ دوسرے لوگوں کے بالمقابل وہ ایک اُمت، (سیاسی وحدت) ہوں گے۔

۲۔ اَلْمُھَاجِرُوْنَ مِنْ قُرَیْشٍ عَلٰی رِبْعَتِھِمْ یَتَعَاقَلُوْنَ بَیْنَھُمْ وَھُمْ یَفْدُوْنَ عَانِیَھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَالْقِسْطِ بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

۲۔ قریش کے مہاجر قبل اسلام کے دستور کے مطابق خونبہا ادا کیا کریں گے اور اپنے اسیروں کا فدیہ ادا کریں گے تاکہ ایمانداروں کا برتاؤ باہم نیکی، اور انصاف کا ہو۔

۳۔ وبنو عوف علٰی رِبْعَتِھِمْ یَتَعَاقَلُوْنَ مَعَاقِلَھُمُ الْاُوْلٰی وَکُلُّ طَآئِفَۃٍ تَفْدِیْ عَانِیَھَا بِالْمَعْرُوْفِ وَالْقِسْطِ بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

۳۔ اور بنی عوف کے لوگ اپنے دستور کے مطابق خونبہا ادا کریں گے اور ہر گروہ اپنے اسیروں کو خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تاکہ ایمانداروں کا برتاؤ باہم نیکی اور انصاف کا ہو۔

۴- وَبَنُو الْحَارِثِ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ۔

۴- اور بنی حارث اپنے دستور کے مطابق خونبہا ادا کیا کریں گے اور ہر گروہ اپنے اسیروں کو خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تاکہ ایمانداروں کا برتاؤ باہم نیکی اور انصاف کا ہو۔

۵- وَبَنُو سَاعِدَةَ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ۔

۵- اور بنی ساعدہ اپنے دستور کے مطابق خونبہا ادا کیا کریں گے اور ہر گروہ اپنے قیدی خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تاکہ ایمانداروں کا برتاؤ باہم نیکی اور انصاف کا ہو۔

۶- وَبَنُو جُشَمٍ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ۔

۶- اور بنی جُشم اپنے دستور کے مطابق خونبہا ادا کریں گے اور ہر گروہ اپنے قیدی خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تاکہ ایمانداروں کا برتاؤ باہم نیکی اور انصاف کا ہو۔

۷- وَبَنُو النَّجَّارِ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ۔

اور بنی نجار اپنے دستور کے مطابق خون بہا ادا کریں گے اور ہر گروہ اپنے قیدی خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تاکہ ایمانداروں کا برتاؤ باہم نیکی اور انصاف کا ہو۔

۸- وَبَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ۔

اور بنی عمرو بن عوف اپنے دستور کے مطابق خونبہا ادا کریں گے اور ہر گروہ اپنے قیدی خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تاکہ ایمانداروں کا برتاؤ باہم نیکی اور انصاف کا ہو۔

۹- وَبَنُو النَّبِيتِ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ۔

۹- اور بنی النبیت اپنے دستور کے مطابق خونبہا ادا کریں گے اور ہر گروہ اپنے قیدی خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تاکہ ایمانداروں کا برتاؤ باہم نیکی اور انصاف کا ہو۔

۱۰- وَبَنُو الْأَوْسِ عَلَى رِبْعَتِهِمْ

۱۰- اور بنی اوس اپنے دستور کے مطابق خون بہا

يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْاُوْلٰى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِيْ عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

دا کریں گے اور ہر گروہ اپنے قیدی خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تاکہ ایمانداروں کا برتاؤ باہم نیکی اور انصاف کا ہو۔

١١- وَاِنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا يَتْرُكُوْنَ مُفْرَحًا بَيْنَهُمْ اَنْ يُعْطُوْهُ بِالْمَعْرُوْفِ فِيْ فِدَاءٍ اَوْ عَقْلٍ۔

١١- اور ایماندار لوگ کسی مفلس اور زیر بار شخص کو مدد دیے بغیر نہ چھوڑیں گے تاکہ اس کا فدیہ یا خونبہا بخوبی ادا ہو سکے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ "مفرح" اس شخص کو کہتے ہیں جو قرض کے بوجھ سے دبا ہوا اور کثیر العیال ہو شاعر نے کہا ہے۔

اِذَا اَنْتَ لَمْ تَبْرَحْ تُؤَدِّيْ اَمَانَةً وَتَحْمِلُ اُخْرٰى اَفْرَحَتْكَ الْوَدَائِعُ

جب تو ہمیشہ امانتیں ادا کرتا اور دوسری امانت کا بوجھ اٹھاتا رہے گا تو امانتیں تجھے بوجھل کر دیں گی۔

١٢ وَاَنْ لَّا يُحَالِفَ مُؤْمِنٌ مَوْلٰى مُؤْمِنٍ دُوْنَهٗ۔

١٢- اور کوئی مومن کسی دوسرے مومن کی اجازت کے بغیر اس کے مولیٰ (معاہداتی بھائی) سے معاہدہ نہ کریگا۔

١٣- وَاِنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ الْمُتَّقِيْنَ عَلٰى مَنْ بَغٰى مِنْهُمْ اَوِ ابْتَغٰى دَسِيْعَةَ ظُلْمٍ اَوْ اِثْمٍ اَوْ عُدْوَانٍ اَوْ فَسَادٍ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِنَّ اَيْدِيَهُمْ عَلَيْهِ جَمِيْعًا وَلَوْ كَانَ وَلَدَ اَحَدِهِمْ۔

١٣- اور متقی، ایماندار ہر اس شخص کی مخالفت پر کمربستہ رہیں گے جو ان میں سے سرکشی کرے، جز ظلم یا گناہ یا زیادتی کا مرتکب ہو یا ایماندار لوگوں میں فساد پھیلائے ان سب کے ہاتھ ایسے شخص کی مخالفت پر ایک ساتھ اٹھیں گے خواہ وہ ان میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

١٤- وَلَا يَقْتُلُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنًا فِيْ كَافِرٍ وَلَا يَنْصُرُ كَافِرًا عَلٰى مُؤْمِنٍ۔

١٤- اور کوئی ایماندار کسی ایماندار کو کافر کی خاطر قتل نہ کریگا اور نہ کسی ایماندار کے خلاف کافر کی امداد کرے گا۔

١٥- وَاِنَّ ذِمَّةَ اللهِ وَاحِدَةٌ يُّجِيْرُ عَلَيْهِمْ اَدْنَاهُمْ وَاِنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ بَعْضُهُمْ مَوَالِيْ بَعْضٍ دُوْنَ النَّاسِ۔

١٥- اور خدا کا ذمہ ایک ہی ہے۔ مسلمانوں میں سے ادنیٰ فرد بھی کسی کو پناہ دے کر سب پر پابندی عائد کر سکے گا اور ایماندار دوسرے لوگوں کے مقابلے میں باہم بھائی بھائی ہیں۔

١٦- وَاِنَّهٗ مَنْ تَبِعَنَا مِنْ يَهُوْدَ فَاِنَّ لَهُ النَّصْرَ وَالْاُسْوَةَ غَيْرَ مَظْلُوْمِيْنَ

١٦- اور یہودیوں میں سے جو اتباع کرے گا اسے امداد و مساوات حاصل ہوگی، نہ اسے لوگوں پر ظلم ہوگا اور نہ ان

وَلَا مُتَنَاصِرِیْنَ عَلَیْهِمْ

کے خلاف کسی کو مدد دی جائے گی۔

۱۷- وَاِنَّهٗ سِلْمُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاحِدَةٌ لَا یُسَالِمُ مُؤْمِنٌ دُوْنَ مُؤْمِنٍ فِیْ قِتَالٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِلَّا عَلٰی سَوَآءٍ وَعَدْلٍ

۱۷- ایمانداروں کی صلح ایک ہی ہوگی۔ اللہ کی راہ میں ہو تو کوئی ایماندار کسی دوسرے ایماندار کو چھوڑ کر دشمن سے صلح نہیں کرے گا، جب تک یہ صلح سب کے لیے برابر نہ ہو۔

۱۸- وَاِنَّ کُلَّ غَازِیَةٍ غَزَتْ مَعَنَا یَعْقُبُ بَعْضُهَا بَعْضًا

۱۸- وہ تمام گروہ جو ہمارے ساتھ ہو کر جنگ کریں گے ایک دوسرے کے پیچھے ہوں گے۔

۱۹- وَاِنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ یُبِیْءُ بَعْضُهُمْ عَنْ بَعْضٍ بِمَا نَالَ دِمَاءَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔

۱۹- اور ایماندار اس چیز کا بدلا لیں گے، جو خدا کی راہ میں ان کے خون کو پہنچے۔

۲۰- وَاِنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ الْمُتَّقِیْنَ عَلٰی اَحْسَنِ هُدًی وَاَقْوَمِهٖ۔

۲۰- اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ متقی ایماندار سب سے بہتر اور سب سے سیدھے راستے پر ہیں۔

۲۱- وَاِنَّهٗ لَا یُجِیْرُ مُشْرِكٌ مَالًا لِقُرَیْشٍ وَلَا نَفْسًا وَلَا یَحُوْلُ دُوْنَهٗ عَلٰی مُؤْمِنٍ۔

۲۱- اور کوئی مشرک قریش کے مال اور جان کو پناہ نہ دیگا اور نہ ایماندار کے لیے اس سلسلے میں رکاوٹ بنے گا۔

۲۲- وَاِنَّهٗ مَنِ اعْتَبَطَ مُؤْمِنًا قَتْلًا عَنْ بَیِّنَةٍ فَاِنَّهٗ قَوَدٌ بِهٖ اِلَّا اَنْ یَّرْضٰی وَلِیُّ الْمَقْتُوْلِ وَاِنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْهِ کَافَّةً وَلَا یَحِلُّ لَهُمْ اِلَّا قِیَامٌ عَلَیْهِ۔

۲۲- اور ہر شخص کسی مومن کو ناحق قتل کرے گا اور گواہوں سے اس کا ثبوت بھی مل جائے گا تو اس سے قصاص لیا جائے گا، بجز اس صورت کے کہ مقتول کا ولی خونبہا پر راضی ہو جائے اور تمام ایماندار اس کی تعمیل کے لیے اٹھیں گے اور اس کے سوا ان کے لیے کوئی صورت جائز نہ ہوگی۔

۲۳- وَاِنَّهٗ لَا یَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَقَرَّ بِمَا فِیْ هٰذِهِ الصَّحِیْفَةِ وَاٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ یَّنْصُرَ مُحْدِثًا وَلَا یُؤْوِیْهِ وَاِنَّهٗ مَنْ نَصَرَهٗ اَوْ اٰوَاهُ فَاِنَّ عَلَیْهِ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَغَضَبَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُؤْخَذُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ۔

۲۳- اور کسی ایماندار کے لیے، جو اس نوشتے یا دستاویز کے مندرجات کا اقرار کر چکا ہے، نیز خدا اور یوم آخرت پر ایمان لا چکا ہے، جائز نہیں کہ کسی فتنہ اٹھانے والے کی مدد کرے یا اسے پناہ دے، جو اسے پناہ دے گا قیامت کے دن خدا کی لعنت اور غضب کا مستوجب ٹھہرے گا اور اس سے کوئی فدیہ یا بدلا قبول نہ کیا جائے گا۔

۲۴- وَاِنَّكُمْ مَهْمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ مَرَدَّهٗ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

۲۴- اور جب کبھی تم میں کسی چیز کے متعلق اختلاف پیدا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کیا جائے۔

۲۵- وَاِنَّ الْيَهُوْدَ يُنْفِقُوْنَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَادَامُوْا مُحَارِبِيْنَ۔

۲۵- اور یہودی جب تک ایمانداروں کے ساتھ مل کر جنگ کرتے رہیں گے، مصارف بھی برداشت کرتے جائیں گے۔

۲۶- وَاِنَّ يَهُوْدَ بَنِيْ عَوْفٍ اُمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِلْيَهُوْدِ دِيْنُهُمْ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ دِيْنُهُمْ مَوَالِيْهِمْ وَاَنْفُسُهُمْ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ اَثِمَ فَاِنَّهٗ لَا يُوْتِغُ[1] اِلَّا نَفْسَهٗ وَاَهْلَ بَيْتِهٖ۔

۲۶ اور بنی عوف کے یہودی ایمانداروں کے ساتھ ایک اُمّت (سیاسی وحدت) تسلیم کیے جاتے ہیں۔ یہودی اپنے دین پر رہیں مسلمان اپنے دین پر خواہ موالی ہوں یا اصل البتہ جو لوگ ظلم اور جرم کے مرتکب ہوں گے وہ اپنی ذات یا گھرانے کے سوا کسی کو ہلاکت و فساد میں نہیں ڈالیں گے۔

۲۷- وَاِنَّ لِيَهُوْدِ بَنِي النَّجَّارِ مِثْلَ مَا لِيَهُوْدِ بَنِيْ عَوْفٍ۔

۲۷- اور بنی نجّار کے یہودیوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو۔

۲۸- وَاِنَّ لِيَهُوْدِ بَنِيْ سَاعِدَةَ مِثْلَ مَا لِيَهُوْدِ بَنِيْ عَوْفٍ۔

۲۸- بنی حارث کے یہودیوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو۔

۲۹- وَاِنَّ لِيَهُوْدِ بَنِيْ سَاعِدَةَ مِثْلَ مَا لِيَهُوْدِ بَنِيْ عَوْفٍ۔

۲۹- اور بنی ساعدہ کے یہودیوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو۔

۳۰- وَاِنَّ لِيَهُوْدِ بَنِيْ جُشَمٍ مِثْلَ مَا لِيَهُوْدِ بَنِيْ عَوْفٍ۔

۳۰- اور بنی جُشَم کے یہودیوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو۔

۳۱- وَاِنَّ لِيَهُوْدِ بَنِيْ اَوْسٍ مِثْلَ مَا لِيَهُوْدِ بَنِيْ عَوْفٍ۔

۳۱- اور بنی اوس کے یہودیوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو۔

۳۲- وَاِنَّ لِيَهُوْدِ بَنِيْ ثَعْلَبَةَ مِثْلَ مَا لِيَهُوْدِ بَنِيْ عَوْفٍ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَاَثِمَ فَاِنَّهٗ لَا يُوْتِغُ اِلَّا نَفْسَهٗ وَ

۳۲- اور بنی ثعلبہ کے یہودیوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو، البتہ جو ظلم یا جرم کا ارتکاب کرے تو اس کی ذات یا گھرانے

---

[1] ابن ہشام کے نزدیک یوتغ کے معنی یہلک یا یفسد کے ہیں یعنی ہلاکت و فساد میں مبتلا کرنا۔

اَهْلِ بَيْتِهِ

کے سوا کوئی مبتلائے ہلاکت وفساد نہ ہوگا۔

٣٣- وَاِنَّ جَفْنَةَ بَطْنٌ مِنْ ثَعْلَبَةَ كَاَنْفُسِهِمْ۔

۳۳- اور جفنہ بھی بنی ثعلبہ کی شاخ ہیں۔ انھیں بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اصل کو۔

٣٤- وَاِنَّ لِبَنِي الشُّطَيْبَةِ مِثْلَ مَالِيَهُوْدِ بَنِي عَوْفٍ وَاِنَّ الْبِرَّ دُوْنَ الْاِثْمِ۔

۳۴- اور بنی شطیبہ کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو۔ وفا شعاری ہو نہ کہ عہد شکنی

٣٥- وَاِنَّ مَوَالِيَ ثَعْلَبَةَ كَاَنْفُسِهِمْ

۳۵- اور ثعلبہ کے موالی کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اصل کو۔

٣٦- وَاِنَّ بِطَانَةَ يَهُوْدَ كَاَنْفُسِهِمْ۔

۳۶- اور یہودیوں کے قبائل کی شاخوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے حاصل کو۔

٣٧- اِنَّهُ لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ اَحَدٌ اِلَّا بِاِذْنِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

۳۷- اور یہ کہ ان میں سے کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر جنگ کے لیے نہ نکلے گا۔

٣٨- وَاِنَّ لَا يَنْحَجِزُ عَلٰى ثَارِ جُرْحٍ وَاِنَّهُ مَنْ فَتَكَ فَبِنَفْسِهِ وَاَهْلِ بَيْتِهِ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى اَبَرِّ هٰذَا۔

۳۸- اور زخم کا بدلا لینے میں رکاوٹ نہ ڈالی جائے گی جو شخص خونریزی کرے تو ذمہ داری اس پر اور اس کے گھرانے پر ہوگی، بجز اس شخص کے جس پر ظلم کیا گیا ہو اور خدا اس کے ساتھ ہے۔

٣٩- وَاِنَّ عَلَى الْيَهُوْدِ نَفَقَتَهُمْ وَعَلَى الْمُسْلِمِيْنَ نَفَقَتَهُمْ

۳۹- یہودی اپنے خرچ کے ذمہ دار ہوں گے اور مسلمان اپنے خرچ کے۔

٤٠- وَاِنَّ بَيْنَهُمُ النَّصْرَ عَلٰى مَنْ حَارَبَ اَهْلَ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ وَاِنَّ بَيْنَهُمُ النُّصْحَ وَالنَّصِيْحَةَ وَالْبِرَّ دُوْنَ الْاِثْمِ۔

۴۰- جو کوئی اس دستور العمل کو قبول کرنے والوں کے خلاف جنگ کرے تو وہ (یہودی اور مسلمان) ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ وہ ایک دوسرے کی خیر خواہی پر عمل پیرا رہیں گے اور باہم مشورے کریں گے وفا ان کا شیوہ ہوگا نہ کہ عہد شکنی۔

٤١- وَاِنَّهُ لَمْ يَاثَمِ امْرُءٌ بِحَلِيْفِهِ وَاِنَّ النَّصْرَ لِلْمَظْلُوْمِ۔

۴۱- کوئی شخص اپنے حلیف کی بدعملی کا ذمہ دار نہ ٹھہرایا جائے گا اور مظلوم کو بہرحال مدد دی جائے گی۔

٤٢- وَاِنَّ الْيَهُوْدَ يُنْفِقُوْنَ مَعَ

۴۲- یہودی اس وقت تک مصارف برداشت کرتے

مُؤْمِنِيْنَ مَا دَامُوْا مُحَارِبِيْنَ۔

رہیں گے جب تک وہ مسلمانوں کے ساتھ ہو کر جنگ میں شریک رہیں گے۔

۴۳۔ وَاِنَّ يَثْرِبَ حَرَامٌ جَوْفُهَا لِاَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ۔

۴۳۔ یثرب کا میدان[1] اس نوشتے کو ماننے والوں کے نزدیک مقدس و محترم ہوگا۔

۴۴۔ وَاِنَّ الْجَارَ كَالنَّفْسِ غَيْرَ مُضَارٍّ وَلَا اٰثِمٍ۔

۴۴۔ پناہ گزین سے ویسا ہی برتاؤ ہوگا جیسا کہ اس شخص پناہ دہندہ سے ہو رہا ہو۔ نہ اسے کوئی نقصان پہنچایا جائے اور نہ وہ کسی جرم کا مرتکب ہوگا۔

۴۵۔ وَاِنَّهٗ لَا تُجَارُ حُرْمَةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اَهْلِهَا۔

۴۵۔ کسی عورت کو اس کے کنبے والوں کی اجازت کے بغیر پناہ نہ دی جائے گی۔

۴۶۔ وَاِنَّهٗ مَا كَانَ بَيْنَ اَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ مِنْ حَدَثٍ اَوِ اشْتِجَارٍ يُخَافُ فَسَادُهٗ فَاِنَّ مَرَدَّهٗ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى اَتْقٰى مَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ وَاَبَرِّهٖ

۴۶۔ اس نوشتے کو قبول کرنے والوں کے درمیان کوئی نیا معاملہ یا جھگڑا پیدا ہو، جس پر فساد رُونما ہونے کا ڈر ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف لوٹایا جائے گا۔ اس نوشتے میں جو کچھ ہے، اللہ تعالیٰ کو اس پر زیادہ سے زیادہ احتیاط اور وفاداری پسند ہے۔

۴۷۔ وَاِنَّهٗ لَا تُجَارُ قُرَيْشٌ وَلَا مَنْ نَصَرَهَا۔

۴۷۔ نہ قریش کو پناہ دی جائے گی اور نہ اس شخص کو جو ان کا معاون ہو۔

۴۸۔ وَاِنَّ بَيْنَهُمُ النَّصْرَ عَلٰى مَنْ دَهَمَ

۴۸۔ اگر کوئی یثرب پر حملہ آور ہو تو ان (معاہد فریقوں یعنی یہودیوں اور مسلمانوں پر) ایک دوسرے کی امداد و نصرت لازم ہوگی۔

۴۹۔ وَاِذَا دُعُوْا اِلٰى صُلْحٍ يُصَالِحُوْنَهٗ وَيَلْبَسُوْنَهٗ فَاِنَّهُمْ يُصَالِحُوْنَهٗ وَيَلْبَسُوْنَهٗ وَاِنَّهُمْ اِذَا دَعَوْا اِلٰى مِثْلِ ذٰلِكَ فَاِنَّهٗ لَهُمْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

۴۹۔ اگر انھیں صلح کر لینے اور اس میں شرکت کرنے کی دعوت دی جائے گی تو یہ اسے قبول کر لیں گے اور شریک ہوں گے اسی طرح جب وہ کسی کو صلح کے لیے بلائیں گے تو اسے قبول کریں گے اور مسلمانوں پر بھی قبول کر لینا لازم

---

[1] یہاں لفظ "جوف" استعمال ہوا ہے یعنی پست و ہموار زمین۔ مراد مدینہ منورہ کا میدان ہے جو مختلف سمتوں سے پہاڑوں میں گھرا ہوا ہے۔

إِلَّا مَنْ حَارَبَ فِي الدِّيْنِ۔ | ہو گا بجز اس صورت کے کہ کوئی دینی جنگ کرے۔

۵۰۔ عَلٰى كُلِّ إِنْسَانٍ حِصَّتُهُمْ مِنْ جَانِبِ الَّذِي قِبَلَهُمْ۔ | ۵۰۔ ہر شخص کے حصے میں اسی کی مدافعت آئے گی جو اس کے بالمقابل ہو گا۔

۵۱۔ وَإِنَّ يَهُوْدَ الْأَوْسِ مَوَالِيَهُمْ وَأَنْفُسَهُمْ عَلٰى مِثْلِ مَا لِأَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ مَعَ الْبِرِّ الْمَحْضِ مِنْ أَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ۔ | ۵۱۔ اور اوس کے یہودیوں کو۔ اصل ہوں یا موالی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اس نوشتے کے ماننے والوں کو حاصل ہیں۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے "مَعَ الْبِرِّ الْمُحْسِنِ مِنْ أَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ" بھی کہا ہے، یعنی اس نوشتے کے شریکوں سے اچھا برتاؤ اور احسان ہو تو۔

ابن اسحاق نے کہا: بعض روایتوں کے الفاظ حسبِ ذیل ہیں:

وَإِنَّ الْبِرَّ دُوْنَ الْإِثْمِ لَا يَكْسِبُ كَاسِبٌ إِلَّا عَلٰى نَفْسِهٖ وَإِنَّ اللهَ عَلٰى أَصْدَقِ مَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ وَأَبَرِّهٖ اور وفاداری عہد شکنی سے مانع ہو گی۔ ہر شخص کے کیے دھرے کا نقصان اسی پر ہو گا اور اللہ اس شخص کی حمایت) پر ہو گا جو اس نوشتے کے مشمولات پر زیادہ سچائی اور زیادہ وفاداری سے قائم رہے۔

۵۲۔ وَإِنَّهٗ لَا يَحُوْلُ هٰذَا الْكِتَابُ دُوْنَ ظَالِمٍ أَوْ آثِمٍ وَإِنَّ مَنْ خَرَجَ آمِنٌ وَمَنْ قَعَدَ آمِنٌ بِالْمَدِيْنَةِ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَأَثِمَ۔ | ۵۲۔ یہ نوشتہ کسی ظالم یا مجرم کے آڑے نہ آئے گا۔ جو شخص جنگ کے لیے نکلے، وہ بھی اور جو شخص گھر میں بیٹھا رہے وہ بھی امن کا مستحق ہو گا۔ صرف وہ لوگ مستثنیٰ ہوں گے جو ظلم یا جرم کے مرتکب ہوں گے۔

۵۳۔ وَإِنَّ اللهَ جَارٌ لِمَنْ بَرَّ وَاتَّقٰى وَمُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ | ۵۳۔ خدا اس شخص کا حامی ہے، جو عہد و اقرار میں وفا شعار اور پرہیزگار اور اللہ کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی اس کے حامی ہیں[1]

ابن ہشام نے کہا: کہ یوتغ کے معنی یہلک یا یفسد کے ہیں۔

---

[1] یہ نہایت اہم دستاویز ہے اور ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اسے بالکل بجا طور پر دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور قرار دیا ہے (عہد نبوی میں نظام حکمرانی ص ۶۰)۔ اہل یورپ نے اور خود ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے بھی اس کے تمام فقرے (دفعات) بہ اعتبار مضمون و مفہوم الگ الگ درج کیے ہیں۔ اس کے مختلف حصوں پر تفصیلی بحث کا یہ موقع نہیں، لیکن مختلف المذاہب قبائل و جماعات
باقی صہ پر

بابٌ

مواخات اور دوسرے واقعات

مواخات

ابن اسحٰق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب۔ مہاجرین اور انصار میں بھائی چارا قائم کیا اور مجھے جو خبر ملی ہے، اس کے مطابق آپ نے فرمایا:

(آپ کی جانب ایسی بات کی نسبت کرنے سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، جو آپ نے نہ فرمائی ہو)

تَآخُوْا فِي اللهِ اَخَوَيْنِ اَخَوَيْنِ (اللہ کی راہ میں دو دو شخص بھائی بھائی بن جاؤ)۔

پھر آپ نے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا: هٰذَا اَخِيْ (یہ میرا بھائی ہے)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین، امام المتقین، رسول رب العالمین، جن کا اللہ کے بندوں میں کوئی مثل و نظیر نہ تھا اور علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ بھائی بھائی بن گئے۔

حمزہؓ بن عبد المطلب شیر خدا اور شیر رسولِ خدا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور زیدؓ بن حارثہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ، بھائی بھائی قرار پائے۔ جنگِ اُحد ہونے والی تھی تو حمزہؓ نے موت کا حادثہ پیشِ نظر رکھتے ہوئے زید ہی کو وصیت کی تھی۔

تفصیل مواخات

جعفرؓ بن ابی طالب ذوالجناحین الطیار فی الجنۃ (جنت میں اڑتے پھرنے والے) کا بنی سلمہ والے معاذ بن جبلؓ سے بھائی چارا ہوا۔

ابن ہشام نے کہا: جعفر بن ابی طالب اس وقت (مدینہ منورہ میں) موجود نہ تھے (بلکہ) سرزمین حبشہ میں تھے۔

ابن اسحاق نے کہا: ابوبکرؓ صدیق رضی اللہ عنہ بن ابی قحافہ اور بلحارث بن خزرج والے خارجہؓ بن زید بن ابی زہیر بھائی بھائی ٹھہرائے گئے۔

ابو عبیدہؓ بن الجراح، جن کا نام عامر بن عبد اللہ تھا اور بنی عبد الاشہل والے سعدؓ بن معاذ بن النعمان

حاشیہ صفحہ بقیہ: کو ایک نظام کے ماتحت انسانیت کے بہترین مقاصد کے لیے متحد کر دینے کی یہ ایسی دستاویز ہے جس کی نظیر ناپید ہے۔ ہر گروہ کے تمام جائز حقوق کی حفاظت کے ساتھ سب کو اجتماعی امن و ترقی کی راہ پر لگا دینے کا کوئی نقشہ اس سے بہتر نہیں ہو سکتا۔ آج بھی اقوام عالم ایسے ہی نظام کے تحت متحد ہو کر عالمی امن کے خواب کی تعبیر کے لیے مؤثر ترین کوشش کر سکتی ہیں۔

بھائی بھائی ٹھہرے۔

عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور بلحارث بن الخزرج والے سعدؓ بن الربیع بھائی بھائی ہوئے۔

زبیرؓ بن العوام اور بنی عبدالاشہل والے سلمہ بن سلامہؓ بن وقش بھائی بھائی بنے۔ بعض کہتے ہیں کہ زبیر کا بنی زہرہ کے حلیف عبداللہ بن مسعود سے بھائی چارا ہوا تھا۔

عثمانؓ بن عفان اور بنی نجار والے ثابتؓ بن المنذر بھائی بھائی قرار پائے۔

طلحہؓ بن عبیداللہ اور بنی سلمہ والے کعبؓ بن مالک میں برادری قائم ہوئی۔

سعیدؓ بن زید (بن عمرو بن نفیل) اور بنی النجار والے ابیؓ بن کعب میں بھائی چارا ہوا۔

مصعبؓ بن عمیر بن ہاشم اور بنی النجار والے ابو ایوبؓ خالد بن زید بھائی بھائی ٹھہرے۔

ابوحذیفہؓ بن عتبہ بن ربیعہ اور بنی عبدالاشہل والے عبادؓ بن بشر بن وقش میں برادری قرار دی گئی۔

بنی مخزوم کے حلیف عمارؓ بن یاسر اور بنی عبدالاشہل کے حلیف بنی عبس والے حذیفہؓ بن الیمان میں بھائی چارا ٹھہرا۔ بعض کہتے ہیں، عمارؓ بن یاسر کا بھائی چارا بلحارث بن الخزرج والے ثابتؓ بن قیس سے ہوا تھا، جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خطیب تھے۔

ابوذرؓ بریر بن جنادہ الغفاری کا بھائی چارا بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج والے منذرؓ بن عمرو المعنق لیموت (موت کی جانب تیزی سے جانے والے) سے ہوا تھا۔

ابن ہشام نے کہا: میں نے متعدد علما کو ابوذر جندب بن جنادہ کہتے سُنا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی اسد بن عبدالعزّیٰ کے حلیف حاطبؓ بن ابی بلتعہ کا بنی عمرو بن عوف والے عویمؓ بن ساعدہ سے بھائی چارا ہوا۔

سلمانؓ فارسی کا بلحارث بن الخزرج والے ابوالدرداءؓ عویمر بن ثعلبہ سے۔

ابن ہشام نے کہا: عویمر بن عامر اور بعض عویمر بن زید کہتے ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا: ابوبکرؓ کے آزاد کردہ بلالؓ رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مؤذن کا ابورویحہؓ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الخثعمی سے۔

وظائف اور مواخات

غرض رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے اصحاب میں سے جن کے درمیان بھائی چارے کی قرارداد فرمائی، ان سے انھیں کے نام ہمیں معلوم ہوئے۔

جب عمرؓ بن الخطاب نے شام کے وظائف کی ترتیب دی (اور بلالؓ نے بھی شام کی جانب سفر کر کے جہاد کے لیے وہیں اقامت اختیار کر لی تھی)، تو بلالؓ سے دریافت فرمایا: تمھارا وظیفہ کس کے ساتھ رکھیں؟

بلالؓ نے کہا: ابورُوَیحہ کے ساتھ، کیونکہ اس برادری کے سبب سے جس کی قرارداد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور میرے درمیان فرمادی ہے، میں ان سے کبھی الگ نہ ہوں گا۔

راوی نے کہا: ان کا وظیفہ ابورُوَیحہ ہی کے ساتھ ملا دیا گیا اور حبشہ کے تمام وظیفے خثعم ہی کے ساتھ ملا دیے گیے کیونکہ بلال خثعم ہی میں سے تھے اور اب تک بھی شام میں اس کا انضمام خثعم ہی کے ساتھ ہے۔

اسعد بن زرارہ کی وفات

ابن اسحاق نے کہا: انھیں مہینوں میں ابوامامہ اسعد بن زرارہ کا انتقال ہُوا۔ مسجد کی تعمیر ہو رہی تھی، وُہ ذبحہ (خناق کی ایک قسم) یا شہقہ (شدید کالی کھانسی) میں مبتلا تھے۔

مجھ سے عبداللہ بن ابی بکرؓ (ابن محمد بن عمرو بن حزم) نے یحییٰ بن عبداللہ (ابن عبدالرحمٰن بن اسعد بن زرارہ) کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بِئْسَ الْمَيِّتُ اَبُوْاُمَامَةَ لِيَهُوْدَ وَمُنَافِقِي الْعَرَبِ يَقُوْلُوْنَ لَوْكَانَ نَبِيًّا لَمْ يَمُتْ صَاحِبُهٗ وَلَا اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ وَلَا لِصَاحِبِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا

ابوامامہ کی موت یہودیوں اور منافق عربوں کے لیے مصیبت کا باعث بن گئی۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ شخص (حضرت رسول اللہ صلعم) نبی ہوتا تو اس کا دوست (ابوامامہ) مر نہ جاتا، حالانکہ اللہ کی مشیّت کے خلاف میں نہ اپنی ذات کے لیے کچھ قدرت رکھتا ہوں اور نہ اپنے دوست کے لیے۔

امارت کا فیصلہ

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عاصم بن عمر (ابن قتادہ الانصاری) نے بیان کیا کہ جب ابوامامہؓ اسعد بن زرارہ کا انتقال ہُوا تو بنی النجار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے۔ ابوامامہؓ ان کے نقیب یا سردار تھے۔ آپ سے عرض کی: اے اللہ کے رسولؐ یہ شخص، (ابوامامہؓ) ہم میں جو حیثیت رکھتا تھا، اس سے آپ واقف ہیں، اس لیے ہم ہی میں سے کسی کو ان کا قائم مقام مقرر کیجیے۔ جن امور کی اصلاح وہ کیا کرتے تھے، قائم مقام کیا کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اَنْتُمْ اَخْوَالِيْ وَاَنَا بِمَا فِيْكُمْ وَاَنَا نَقِيْبُكُمْ۔

تم لوگ رشتے میں میرے ماموں ہو اور میں ان امور کی اصلاح کے لیے موجود ہوں، جو تم میں رونما ہوں اور میں تمھارا نقیب (ذمّہ دار انتظام و اصلاح) ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا کہ ان میں سے بعض کو بعض کے مقابلے میں کوئی خصوصیت دی جائے یہ بنی نجار کے لیے ایک ایسی فضیلت تھی، جسے وہ اپنی قوم کے مقابلے میں فضیلت خاص شمار کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے نقیب تھے۔

نماز کے لیے اذان

ابن اسحاق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں اطمینان حاصل ہُوا۔ آپ کے مہاجر بھائی بند جمع ہو گئے۔ انصار کے معاملات میں استواری پیدا ہوگئی اسلام کا معاملہ مستحکم ہو گیا۔ نماز اچھی طرح ہونے لگی، زکوٰۃ اور روزے فرض ہو گئے۔ سزائیں مقرر ہوئیں۔ حلال و حرام چیزیں مقرر کر دی گئیں۔ ان میں اسلام نے گھر کر لیا اور اس قبیلۂ انصار نے اَلَّذِینَ تَبَوَّءُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ کی صفت حاصل کر لی یعنی دار الہجرۃ و ایمان میں استحکام حاصل کر لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو آپ کے پاس لوگ نماز کے اوقات پر بے بلائے جمع ہو جایا کرتے تھے۔ آپ نے ارادہ فرمایا کہ یہود کے نرسنگے کی طرح کوئی نرم بنایا جائے جس سے انھیں نمازوں کے لیے بلایا جائے۔ پھر آپ نے اسے ناپسند فرمایا۔ آپ نے ناقوس (گھنٹہ) بنانے کا حکم فرمایا اور ایک گھنٹہ بنایا بھی گیا تاکہ نماز کے واسطے مسلمانوں کو جمع کرنے کے لیے بجایا جائے۔ غرض یہ لوگ اسی (سوچ) میں تھے کہ بلحارث ابن الخزرج والے عبداللہ بن زید (ابن ثعلبہ بن عبدربہ) نے خواب میں کسی کو اذان دیتے دیکھا۔ وُہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! آج رات میرے پاس ایک چکر لگانے والے نے چکر لگایا۔ میرے پاس سے ایک شخص گزرا جس کے جسم پر دو سبز چادریں تھیں اور ہاتھ میں ایک گھنٹہ لیے ہوئے تھا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے بندے! کیا یہ گھنٹہ تو فروخت کرے گا؟ اُس نے کہا: ہم اس سے لوگوں کو نماز کے لیے بلائیں گے۔ اس نے کہا: کیا میں تمھیں اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں؟ میں نے کہا: وہ کیا ہے؟ اس نے کہا، تم یہ کہو:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔

جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا:

اِنَّھَا لَرُؤْیَا حَقٌّ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَاَلْقِھَا عَلَیْہِ فَلْیُؤَذِّنْ بِھَا فَاِنَّہٗ اَنْدٰی صَوْتًا مِنْکَ

اللہ نے چاہا تو یہ خواب حق ہے۔ بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ تم کھڑے ہو جاؤ اور یہ الفاظ انھیں بتاتے جاؤ اور وہ ان الفاظ کے ذریعے سے اعلان کرے کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ کا خواب

جب بلال رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ سے اذان دی، عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے اسے اس حالت میں

سنا کہ وہ اپنے گھر میں تھے تو اپنی چادر کھینچتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے اللہ کے نبیؐ! اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو سچائی دے کر مبعوث فرمایا ہے، میں نے بھی ایسا ہی خواب میں دیکھا ہے، جیسا کہ انھوں نے دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ (پھر تو اللہ کا شکر ہے)۔

ابن اسحاق نے کہا: اس حدیث کی روایت محمد بن ابراہیم ابن الحارث نے محمد بن عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبد ربہ سے اور انھوں نے اپنے والد سے کی۔

ابن ہشام نے کہا: ابن جریج نے بیان کیا: ان سے عطاء نے کہا کہ میں نے عبید بن عمیر اللیثی سے سنا وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے نماز کے لیے جمع ہونے کے واسطے ناقوس (گھنٹے) کے متعلق مشورہ فرمایا اور عمرؓ بن الخطاب گھنٹے کے لیے دو لکڑیاں خریدنا چاہتے تھے کہ یکایک انھوں نے خواب میں دیکھا، کوئی کہتا ہے گھنٹہ نہ بناؤ بلکہ نماز کے لیے اذان کہو، عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس لیے حاضر ہوئے کہ جو کچھ دیکھا تھا اس سے آپ کو آگاہ کریں۔

نزولِ وحی

وہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کے متعلق وحی آئی۔ عمرؓ کو اس بات کی اطلاع بلالؓ کی اذان ہی سے ہوئی جب آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات اطلاعاً عرض کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قَدْ سَبَقَکَ بِذٰلِکَ وَحْیٌ (اس بات کے متعلق وحی نے تم سے سبقت کی)۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے بنی النجار کی ایک عورت سے روایت کی، کہ میرا گھر مسجد کے آس پاس کے گھروں میں سب سے زیادہ لمبا تھا اور بلالؓ اسی پر ہر صبح فجر کی اذان دیا کرتے تھے۔ وہ سحر کے وقت آتے اور فجر کا انتظار کرتے ہوئے گھر پر بیٹھ جاتے۔ جب وقت ہو جاتا تو سیدھے کھڑے ہو جاتے اور کہتے: یا اللہ میں تیری تعریف کرتا ہوں اور قریش کے مقابلے میں تیری مدد کا خواہاں ہوں کہ وہ تیرے دین پر سیدھے قائم ہو جائیں۔ اس عورت نے کہا: اس کے بعد اذان دیتے۔ اللہ کی قسم! ایک رات بھی اس (عمل) کو چھوڑتے ہوئے میں نے انھیں نہیں پایا۔

باب۴۲

ابو قیس بن ابی انس

ربّ ابراہیمؑ کی عبادت

ابن اسحاق نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دار الہجرت میں اطمینان نصیب ہوا۔ اللہ نے وہاں اپنا دین غالب کر دیا اور مہاجرین و انصار کو آپ کی سرپرستی میں اللہ نے آپ کے لیے جمع فرمایا تو عدی بن نجار والے ابو قیس صرمہ بن ابی انس نے کہا:

(ابن ہشام نے کہا کہ ابو قیس کا سلسلہ نسب یوں ہے، صرمہ بن ابی انس بن صرمہ بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار)۔

انھوں نے جاہلیت کے زمانے میں رہبانیت اختیار کر لی تھی اور موٹے کپڑے پہنا کرتے تھے بتوں کی پوجا چھوڑ دی تھی۔ جنابت کے موقع پر غسل کیا کرتے تھے حیض والی عورتوں سے دامن بچائے رکھتے تھے اور نصرانی ہو جانے کا ارادہ کر لیا تھا، لیکن پھر رک گئے اور اپنے ایک گھر میں جا بیٹھے۔ اسے مسجد بنا لیا تھا کہ ان کے پاس نہ کوئی ناپاک عورت جائے اور نہ ناپاک مرد۔

جب بتوں سے علٰحدگی اختیار کر لی اور انھیں ناپسند کرنے لگے تو وہ کہا کرتے تھے: میں ربّ ابراہیمؑ کی پرستش کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے، انھوں نے اسلام اختیار کیا اور ان کا اسلام بھی خوب رہا۔ وہ بڑے بوڑھے آدمی تھے۔ سچی بات کہنے میں ماہر تھے۔ جاہلیت کے زمانے میں بھی عظمتِ الٰہی کا اظہار کیا کرتے تھے، اس بارے میں اچھے اچھے شعر کہا کرتے تھے۔

ابو قیس کے اشعار

انھیں نے یہ شعر کہے:

يَقُوْلُ اَبُوْ قَيْسٍ وَاَصْبَحَ غَادِيًا ... اَلَا مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ وَصَاتِيْ فَافْعَلُوْا

صبح سویرے ابو قیس کہہ رہا ہے، اٹھو اور میری نصیحتوں میں سے جس قدر تم سے ہو سکے، اس پر عمل کرو۔

وَاُوْصِيْكُمْ بِاللهِ وَالْبِرِّ وَالتُّقٰى ... وَاَعْرَاضِكُمْ وَالْبِرُّ بِاللهِ اَوَّلُ

اللہ کے ساتھ (جو عہود ہوں) ان میں اچھے رہنے، پرہیز گاری اور اپنی عزت کا خیال رکھنے کی میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں۔ اللہ کے لیے نیکی سب سے مقدم چیز ہے۔

وَاِنْ قَوْمُكُمْ سَادُوْا فَلَا تَحْسُدَنَّهُمْ ‏ وَاِنْ كُنْتُمْ اَهْلَ الرِّيَاسَةِ فَاعْدِلُوْا

اور اگر تمھاری قوم (کے بعض افراد) سردار بن جائیں تو ان پر تم حسد نہ کرو اور اگر سرداری تمھیں نصیب ہو تو تم انصاف سے کام لیا کرو۔

وَاِنْ نَزَلَتْ اِحْدَى الدَّوَاهِي بِقَوْمِكُمْ ‏ فَاَنْفُسَكُمْ دُوْنَ الْعَشِيْرَةِ فَاجْعَلُوْا

اور اگر تمھاری قوم پر کوئی آفت نازل ہو تو اپنی جانوں کو اپنے خاندان پر قربان کر دو۔

وَاِنْ نَابَ غُرْمٌ فَادِحٌ فَارْفُقُوْهُمْ ‏ وَمَا حَمَّلُوْكُمْ فِي الْمُلِمَّاتِ فَاحْمِلُوْا

اور اگر کسی ڈنڈ کا بھاری بوجھ آ پڑے تو اس سے نرمی کرو اور آفتوں میں وہ تم پر بار ڈالیں تو تم اسے برداشت کرو۔

وَاِنْ اَنْتُمْ اَمْعَرْتُمْ فَتَعَفَّفُوْا ‏ وَاِنْ كَانَ فَضْلُ الْخَيْرِ فِيْكُمْ فَاَفْضِلُوْا

اور اگر تنگ دست ہو تو ان سے کسی چیز کی طلب کرنے سے بچو۔ اگر ضرورت سے زیادہ مال ہو تو ان پر خرچ کرو۔

ابن ہشام نے کہا: بعض روایتوں میں ہے وَاِنْ نَابَ غُرْمٌ فَادِحٌ فَارْفِدُوْهُمْ یعنی اگر کسی ڈنڈ کا بار ان پر آ پڑے تو تم بھی ان کے ساتھ شریک ہو جاؤ۔

مزید اشعار ابن اسحاق نے کہا: ابو قیس نے یہ بھی کہا ہے۔

سَبِّحُوْا اللّٰهَ شَرْقَ كُلِّ صَبَاحٍ ‏ طَلَعَتْ شَمْسُهُ وَكُلَّ هِلَالِ

اللہ تعالیٰ کی تنزیہ ہر صبح کے اجالے کے وقت کرو، جب اس کا سورج نکلے اور جب چاند نکلے۔

عَالِمِ السِّرِّ وَالْبَيَانِ لَدَيْنَا ‏ لَيْسَ مَا قَالَ رَبُّنَا بِضَلَالِ

ہمارے عقیدے میں وہ ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے (اس لیے) ہمارے پروردگار نے جو کچھ فرمایا، وہ کبھی، گمراہی نہیں ہو سکتی۔

وَلَهُ الطَّيْرُ تَسْتَرِيْدُ وَتَاْوِيْ ‏ فِيْ وُكُوْرٍ مِنْ اٰمِنَاتِ الْجِبَالِ

وہ پرندے جو امن والے پہاڑوں کے گھونسلوں میں رہتے اور آتے جاتے ہیں، وہ سب

اسی کی ملک ہیں۔

وَلَهُ الْوَحْشُ بِالْفَلَاةِ تَرَاهَا وَحِقَافٍ وَفِي ظِلَالِ الرِّمَالِ

جنگلوں اور ٹیلوں کے دامنوں اور ٹیلوں کے سایے میں جن جنگلی جانوروں کو تو دیکھتا

ہے، وہ سب اسی کی ملک ہیں۔

وَلَهُ هَوَّدَتْ يَهُودُ وَدَانَتْ كُلَّ دِينٍ إِذَا ذَكَرْتَ عُضَالِ

یہود نے اسی کی جانب رجوع کیا ہے اور اسی کی اطاعت کی ہے اس کے مقابلے

میں جس دین کا بھی تو ذکر کرے، وہ ایک ایسی بیماری ہے جو لادوا ہے۔

وَلَهُ شَمَّسَ النَّصَارَى وَقَامُوا كُلَّ عِيدٍ لِرَبِّهِمْ وَاحْتِفَالِ

اسی کے لیے نصاریٰ (کڑی) دھوپ میں تپتے رہے اور اپنے پروردگار کے لیے

عیدوں اور مجلسوں میں (عبادت کرتے ہوئے) کھڑے رہے۔

وَلَهُ الرَّاهِبُ الْحَبِيسُ تَرَاهُ رَهْنَ بُؤْسٍ وَكَانَ نَاعِمَ بَالِ

اسی کے لیے تارک الدنیا راہب تکلیف میں مبتلا ہے، حالانکہ وہ بے فکر

سکھ چین میں تھا۔

يَا بَنِيَّ الْأَرْحَامَ لَا تَقْطَعُوهَا وَصِلُوهَا قَصِيرَةً مِنْ طِوَالِ

بچو! رشتہ داروں سے قطع تعلق نہ کرو، ان سے میل ملاپ رکھو، ان کے کوتاہ

(دستوں) پر تم اپنا (دست) کرم دراز کرو یا وہ بڑے خاندان کے شریف تریں ہیں۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي ضِعَافِ الْيَتَامَى رُبَّمَا يُسْتَحَلُّ غَيْرُ الْحَلَالِ

اور کمزور یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو، کیونکہ بعض ناجائز بات جائز

سمجھی جاتی ہے۔

وَاعْلَمُوا أَنَّ لِلْيَتِيمِ وَلِيًّا عَالِمًا يَهْتَدِي بِغَيْرِ السُّؤَالِ

اور یہ بات جان لو کہ یتیم کا بھی ایک سرپرست ہے، جو خوب جاننے والا ہے

اور بے پوچھے ہر بات سے واقف ہو جاتا ہے۔

ثُمَّ مَالَ الْيَتِيمِ لَا تَأْكُلُوهَا إِنَّ مَالَ الْيَتِيمِ يَرْعَاهُ وَالِي

اور یتیم کا مال نہ کھاؤ، کیونکہ یتیم کے مال کی بھی ایک حاکم نگرانی کرتا ہے۔

يَا بَنِيَّ التُّخُومَ لَا تَخْزِلُوهَا إِنَّ خَزْلَ التُّخُومِ ذُو عِقَالِ

بچو! زمین کی حدوں میں بددیانتی نہ کرو، کیونکہ حدوں میں بددیانتی ترقیوں سے روکنے والی ہے۔

یَا بَنِیَّ الْاَیَّامَ لَا تَاْمَنُوْهَا ۔ وَاحْذَرُوْا مَکْرَهَا وَمَرَّ اللَّیَالِیْ

بچو! زمانے اور دن رات کے گزرنے سے بے فکر نہ ہو۔ اس کی چال بازیوں سے ڈرتے رہو۔

وَاعْلَمُوْا اَنَّ مَرَّهَا لِنَفَاذِ الْخَـ ـ لْقِ مَا کَانَ مِنْ جَدِیْدٍ وَبَالِیْ

اور یاد رکھو، کہ اس کا گزرنا مخلوق کو ختم کرنے کے لیے ہے، خواہ وہ نئی پود ہو یا پرانی۔

وَاجْمَعُوْا اَمْرَکُمْ عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْـ ـ وٰی وَتَرْکِ الْخَنَا وَاَخْذِ الْحَلَالِ

اور اپنے نیک ارادے، پرہیزگاری اختیار کرنے، فحش کو چھوڑنے اور کسب حلال پر مضبوط رکھو۔

اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات

ابو قیس صرمہ نے اس اعزاز کا ذکر کرتے ہوئے، جو انھیں اسلام کے سبب سے حاصل ہوا اور اس خصوصیت کا تذکرہ کرتے ہوئے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے سبب سے حاصل ہوئی تھی، کہا ہے:

ثَوٰی فِیْ قُرَیْشٍ بِضْعَ عَشْرَةَ حِجَّةً ۔ یُذَکِّرُ لَوْ یَلْقٰی صَدِیْقًا مُوَاتِیَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس سال سے کچھ زائد وقت تک قریش میں اس اُمید پر نصیحت فرماتے رہے کہ کوئی موافق دوست مل جائے۔

وَیَعْرِضُ فِیْ اَهْلِ الْمَوَاسِمِ نَفْسَهٗ ۔ فَلَمْ یَرَ مَنْ یُّؤْوِیْ وَلَمْ یَرَ دَاعِیَا

اور مجمعوں کے موقعوں پر اپنی ذات کو پیش کرتے رہے تو کسی ایسے کو نہ دیکھا جو آپ کو پناہ دیتا نہ کوئی ایسا نظر آیا جو دین الٰہی کی طرف لوگوں کو بلانے والا ہوتا۔

فَلَمَّا اَتَانَا اَظْهَرَ اللّٰهُ دِیْنَهٗ ۔ فَاَصْبَحَ مَسْرُوْرًا بِطَیْبَةَ رَاضِیَا

جب آپ ہمارے پاس تشریف لائے تو اللہ نے اپنے دین کو غلبہ عنایت فرمایا اور آپ طیبہ سے خوش اور راضی ہو گئے۔

وَأَلْفَى صَدِيقًا وَاطْمَأَنَّتْ بِهِ النَّوَى   وَكَانَ لَنَا عَوْنًا مِنَ اللّٰهِ بَادِيَا

اور آپ نے ایسا دوست پالیا، جس میں آپ کی غریب الوطنی کو اطمینان حاصل ہُوا۔ آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسے معاون تھے کہ آپ کی مدد بالکل ظاہر تھی۔

يَقُصُّ لَنَا مَا قَالَ نُوحٌ لِقَوْمِهِ   وَمَا قَالَ مُوسٰى إِذْ أَجَابَ الْمُنَادِيَا

نوح نے اپنی قوم سے جو کچھ کہا، وہ آپ ہم سے بیان فرماتے ہیں اور موسیٰ نے (ایک غیب سے) پکارنے والے کو جو جواب دیا، اس کی تفصیل فرماتے ہیں۔

وَأَصْبَحَ لَا يَخْشَى مِنَ النَّاسِ وَاحِدًا   قَرِيبًا وَلَا يَخْشَى مِنَ النَّاسِ نَائِيَا

اور آپ نے اس حالت میں صبح کی کہ لوگوں میں سے کسی سے آپ نہیں ڈرتے چاہے وہ نزدیک والا ہو یا دُور والا۔

بَذَلْنَا لَهُ الْأَمْوَالَ مِنْ حِلِّ مَالِنَا   وَأَنْفُسَنَا عِنْدَ الْوَغَا وَالتَّآسِيَا

ہم نے آپ کے لیے اپنی جانیں اور اپنے مال کا بڑا حصہ جنگوں اور ہمدردیوں میں صرف کیا۔

وَنَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ لَا شَيْءَ غَيْرُهُ   وَنَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ أَفْضَلُ هَادِيَا

اور ہم جاننے لگے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی چیز ہے ہی نہیں اور جان رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی بہترین رہنما ہے۔

نُعَادِي الَّذِي عَادَى مِنَ النَّاسِ كُلِّهِمْ   جَمِيعًا وَإِنْ كَانَ الْحَبِيبَ الْمُصَافِيَا

سب لوگوں میں سے، جس سے آپ دشمنی کا اظہار فرماتے ہیں، ہم بھی اس کے دشمن ہو جاتے ہیں، اگرچہ وہ مخلص دوست ہو۔

أَقُولُ إِذَا أَدْعُوكَ فِي كُلِّ بَيْعَةٍ   تَبَارَكْتَ قَدْ أَكْثَرْتُ لِاسْمِكَ دَاعِيَا

اے بابرکت ہر وقت، جب میں عبادت گاہ میں جا کر تجھ سے دعا کرتا ہوں تو کہتا ہوں کہ میں نے دُعا کرتے ہوئے تیرا نام بہت لیا ہے۔

أَقُولُ إِذَا جَاوَزْتُ أَرْضًا مَخُوفَةً   حَنَانَيْكَ لَا تُظْهِرْ عَلَيَّ الْأَعَادِيَا

جب میں کسی خطرناک سرزمین سے گزرتا ہوں تو کہتا ہوں کہ تُو اپنی مہربانیوں سے مجھ پر میرے دشمنوں کو غلبہ نہ دے۔

فَطَأْ مُعْرِضًا اِنَّ الْحُتُوْفَ كَثِيْرَةٌ وَ اِنَّكَ لَا تُبْقِیْ بِنَفْسِكَ بَاقِيَا

منہ پھیرے ہوئے (اس سرزمین پر سے) چلا جا کیونکہ موتیں بہت سی ہیں (موت کے اسباب بہت سے ہیں)، اور تو اپنے نفس کے متعلق باقی رہنے کی امید بھی نہیں کرسکتا۔

فَوَاللّٰهِ مَا يَدْرِی الْفَتٰی كَيْفَ يَتَّقِیْ اِذَا هُوَ لَمْ يَجْعَلْ لَهُ اللّٰهُ وَاقِيَا

خدا کی قسم! کوئی جوان مرد اس بات کو نہیں جانتا کہ وہ (آفتوں سے) کیونکر بچے جب اللہ تعالیٰ کوئی بچانے والا (سبب) اس کے لیے نہ فراہم کردے۔

وَلَا تَحْفِلُ النَّخْلُ الْمُقِيْمَةُ رَبَّهَا اِذَا اَصْبَحَتْ رِيًّا وَ اَصْبَحَ ثَاوِيَا

کھجور کا کھڑا ہوا سیراب درخت اپنے مالک کو کوئی فائدہ نہیں دیتا جب وہ ہلاک ہو رہا ہو۔

ابن ہشام نے کہا: جس بیت کی ابتدا "فَطَأْ مُعْرِضًا" ہے اور اس کے بعد کی بیت جس کی ابتدا فَوَاللّٰهِ مَا يَدْرِی الْفَتٰی ہے، یہ دونوں شعر (آخری شعر سے پیشتر کے دو) افنون التغلبی کے ہیں جس کا نام صریم بن معشر تھا اور یہ اس کے اشعار میں موجود ہیں۔

باب ۹

یہود کی کیفیت

عام روش

ابن اسحٰق نے کہا: چونکہ اللہ نے عرب میں رسول کو انتخاب فرما کر انھیں خصوصیت عطا فرمائی اس لیے یہودیوں کے علمار نے مخالفت، حسد اور کینے کے سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کو اپنا نصب العین بنا لیا۔ اوس و خزرج کے کچھ لوگ جو منافق تھے اور اپنی جاہلیت اپنے باپ دادا کے دین شرک پر اور موت کے بعد کی زندگی کو جھٹلانے پر سختی سے جمے ہوئے تھے لیکن اسلام نے اپنے غلبے اور خود ان کی قوم کے افراد کے اسلام کی جانب جمع ہو جانے کے سبب سے انھیں مجبور کر دیا تھا، ایسے لوگوں نے بظاہر تو اسلام اختیار کر لیا اور قتل سے بچنے کے لیے اسے ایک سپر بنا لیا لیکن وہ باطن میں نفاق رکھتے تھے اور ان کے دل (خواہشیں اور آرزوئیں) یہود کے ساتھ تھے کیونکہ وہ اسلام کے منکر تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے تھے۔ یہود کے علمار کی یہ حالت تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنگ کرتے، سوالات کرتے اور طرح طرح کے شبہات سامنے لاتے کہ حق کو باطل سے مشتبہ کر دیں، قرآنی آیتیں بھی ان کے حالات اور سوالات کے متعلق نازل ہوتی رہتیں، البتہ حلال و حرام کے متعلق چند مسائل مسلمان بھی پوچھتے رہتے۔

بنی النضیر

قبیلہ وار ان اعدائے یہود کے نام یہ ہیں:

حُیَیّ بن اخطب اور ان کے دونوں بھائی، ابو یاسر بن اخطب اور جُدَی بن اخطب، سلام بن مشکم کنانہ بن الربیع بن ابی الحُقیق اور اس کا بھائی سلام بن ابی الحقیق (یہی شخص ابو رافع الاعور کہلاتا تھا، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں نے خیبر میں قتل کیا تھا)۔

الربیع بن الربیع بن ابی الحقیق، عمرو بن جحاش، کعب بن الاشرف (جو بنی طے کی شاخ بن نبہان میں کا ایک شخص تھا۔ اس کی ماں بنی نضیر میں سے تھی)، کعب بن اشرف کے حلیف حجاج بن عمرو اور کردم بن قیس بنی نضیر میں کے یہی لوگ تھے۔

بنی ثعلبہ

بنی ثعلبہ بن الفِطیُون میں سے عبداللہ بن صوریا الاعور، اس کے زمانے میں حجاز کے اندر تورات کا اس سے بڑا عالم کوئی نہ تھا، ابن صلوبا اور مخیریق بھی یہود کا ایک عالم تھا اور،

اس نے اسلام اختیار کر لیا تھا۔

بنی قینقاع

بنی قینقاع میں سے زید بن اللصیت (بعض ابن اللُصَیت کہتے ہیں: ابن ہشام نے یہی کہا ہے)۔

سعد بن حُنیف، محمود بن سیحان، عُزیر بن ابی عزیر اور عبداللہ ابن صیف (ابن ہشام نے کہا: بعض ابن ضیف کہتے ہیں)، سوید بن الحارث، رفاعۃ بن قیس، فنحاص، اشیع، نعمان بن اضا، بحری بن عمرو، شاس بن قیس، زید بن الحارث، نعمان بن عمرو، سُکین بن ابی سُکین، عدی بن زید، نعمان بن ابی اوفیٰ، ابوانس، محمود بن دحیہ اور مالک بن صیف (ابن ہشام نے کہا: بعض ابن ضیف کہتے ہیں)۔

کعب بن راشد عازر، رافع بن ابی رافع، خالد اور ازار بن ابی ازار (ابن ہشام نے کہا: بعض آزر بن ابی آزر کہتے ہیں)، رافع بن حارثہ، رافع بن حریملہ، رافع بن خارجہ، مالک بن عوف، رفاعۃ بن زید بن التابوت، عبداللہ بن سلام بن الحارث، جو ان میں کا عالم اور ان میں سب سے زیادہ جاننے والا تھا، اور اس کا نام الحصین تھا۔ انھوں نے اسلام اختیار کیا تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کا نام عبداللہ رکھا، بنی قینقاع کے یہی لوگ تھے۔

بنی قریظہ

بنی قریظہ میں سے الزبیر بن باطا بن وہب، عزال بن شمویل، کعب بن اسد (اسی نے بنی قریظہ کی جانب سے معاہدہ کیا تھا، جو جنگِ احزاب کے روز اس نے توڑ دیا)۔

شمویل بن زید، جبل ابن عمرو بن سُکینہ، نحام بن زید، قردم بن کعب، وہب بن زید، نافع بن ابی نافع، ابونافع عدی بن زید، الحارث بن عوف، کردم بن زید، اسامہ بن حبیب، رافع بن رمیلہ، جبل بن ابی قیش اور وہب بن یہوذا۔ بنی قریظہ میں سے یہی لوگ تھے۔

دوسرے قبائل

بنی زریق کے یہودیں سے لبید بن اعصم (اسی نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر بیویوں کے پاس جانے سے روکنے کے لیے جادو کیا تھا) بنی حارثہ میں سے کنانہ بن صوریا، بنی عمرو بن عوف کے یہودیں سے قردم بن عمرو، بنی النجار کے یہودیں سے سلسلہ بن برہام۔

غرض یہ لوگ یہود کے علمار، فتنہ انگیز، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کے اصحاب سے دشمنی رکھنے والے، سوالات کرنے والے اور اسلام کی مخالفت میں فتنے اٹھانے والے تھے تاکہ اس نور کی روشنی گل کر دیں، عبداللہ بن سلام اور مخیریق ان سے مستثنیٰ ہیں۔

عبداللہ بن سلام کا اسلام

ابن اسحاق نے کہا: عبداللہ بن سلام اور ان کے اسلام اختیار کرنے کے واقعات، جن کی انھیں سے ان کے بعض گھر والوں نے روایت کی ہے

یہ ہیں کہ وہ ایک ماہر عالم تھے۔ انھوں نے بتایا: جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سُنا اور آپ کی صفت، آپ کا نام اور آپ کا وہ زمانہ جس کے ہم (لوگ) منتظر تھے، مجھے معلوم ہوگیا تو میں نے اس معاملہ کو خاموشی سے یہاں تک راز میں رکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے۔ جب آپ بنی عمرو بن عوف (کے محلہ) قبا میں تشریف فرما ہوئے تو ایک شخص آیا اور آپ کی تشریف کی خبر ایسی حالت میں دی کہ میں کھجور کے ایک درخت کے اوپر کام کر رہا تھا اور میری پھوپھی خالدہ بنت الحارث اس درخت کے نیچے بیٹھی تھی۔ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر سنی تو تکبیر کہی، میری پھوپھی نے تکبیر سنی تو کہا: اللہ تجھے ناکام رکھے۔ واللہ! اگر تو موسیٰ بن عمران کی تشریف آوری کی خبر سنتا تو اس سے کچھ زیادہ نہ کرتا۔ میں نے ان سے کہا: پھوپھی جان! اللہ کی قسم! وہ موسیٰ بن عمران کا بھائی ہے، انھیں کے دین پر ہے اور اسی چیز کے ساتھ بھیجا گیا ہے، جس چیز کے ساتھ وہ بھیجے گئے تھے پھر تو میری پھوپھی نے کہا: بابا! کیا یہ وہی نبی ہیں، جن کی خبر ہمیں دی جاتی رہی ہے کہ وہ عین قیامت کے قریب بھیجا جائیگا؛ میں نے کہا، ہاں۔ پھوپھی نے کہا، جبھی تو تمھاری یہ حالت ہے۔

اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام اختیار کر لیا۔ پھر میں اپنے گھر والوں کی طرف لوٹا اور انھیں حکم دیا تو انھوں نے بھی اسلام اختیار کر لیا۔ میں نے اپنا اسلام یہود سے پوشیدہ رکھا۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! یہود جھوٹی باتیں بنانے والے لوگ ہیں، میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے کسی حجرے میں ان لوگوں کی نظروں سے چھپا دیجیے اور بیشتر اس کے کہ میرے اسلام کا انھیں علم ہو، آپ ان سے میرے متعلق دریافت فرمائیے تاکہ وہ آپ کو بتائیں، میں ان میں کسی حیثیت کا شخص ہوں۔ اگر انھیں میرے اسلام کا علم ہو جائے گا تو وہ مجھ پر افترا پردازی کریں گے اور مجھے عیب دار بتائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے حجروں میں سے کسی حجرے میں چلے جانے کا حکم فرمایا۔ یہودی آپ کے پاس آئے، آپ سے (مختلف قسم کے) سوالات کرنے لگے، پھر آپ نے فرمایا:

اَیُّ رَجُلٍ الْحُصَیْنُ بْنِ سَلَامٍ فِیْکُمْ (الحصین بن سلام تم میں کیسا شخص ہے؟) انھوں نے کہا: وہ تو ہمارا سردار اور ہمارے سردار کا بیٹا ہے۔ ہم میں کا ماہر اور عالم ہے۔ جب وہ باتیں ختم کر چکے تو میں ان کے سامنے نکل آیا اور ان سے کہا۔ اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو اور جو چیز لے کر آپ تشریف لائے ہیں، اسے قبول کرو۔ واللہ، تم لوگ خوب جانتے ہو کہ آپ اللہ کے ایسے رسول ہیں کہ تورات میں آپ کا ذکر، آپ کا نام مبارک اور آپ کی صفت لکھی ہوئی پاتے ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ میں آپکو

جانتا ہوں، آپ کی تصدیق کرتا ہوں، اور آپ پر ایمان لاتا ہوں، یہودیوں نے کہا: تم جھوٹے ہو اور مجھ میں عیب نکالنے اور گالیاں دینے لگے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: اے اللہ کے نبی! کیا میں نے آپ سے عرض نہیں کیا تھا کہ یہ لوگ دروغ باف، بے وفا، جھوٹے اور نافرمان ہیں؛ بہر حال میں نے اپنے اور گھر والوں کے اسلام کا اظہار کیا۔ میری پھوپھی خالدہ بنت الحارث نے بھی اسلام قبول کرلیا اور وہ بھی مسلمہ بن گئیں۔

مخیریق کا اسلام

ابن اسحاق نے کہا: مخیریق کے واقعات یہ ہیں کہ وہ ایک ماہر عالم، مالدار تھے۔ نخلستان کی بڑی آمدنی تھی اور اپنے علم کے ذریعے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کی صفات کو جانتے تھے۔ ان پر دین کی محبت غالب تھی اور وہ اس پر ایسے جمے رہے کہ جب جنگِ اُحد کا دن ہوا اور جنگِ اُحد شنبہ کے دن ہوئی تھی تو انھوں نے کہا: اے گروہِ یہود! واللہ تم خوب جانتے ہو کہ تمھارے لیے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امداد بالکل حق ہے۔ وہ بولے: آج تو شنبہ[1] کا روز ہے مخیریق نے کہا، تمھارے لیے شنبہ کا روز کچھ نہیں۔ پھر اپنے ہتھیار لیے اور نکل پڑے، حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے پاس مقام اُحد میں جا پہنچے اور اپنے پیچھے رہنے والوں کو وصیت کر دی کہ اگر آج میں مار ڈالا جاؤں تو میری ہر طرح کی ملکیت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے ہے۔ وہ ان میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق تصرف فرمائیں۔ پھر جب لوگوں میں جنگ ہوئی تو انھوں نے بھی جنگ کی اور مارے گئے۔ مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: مُخَیرِیقُ خَیرُ یَہُودَ (مخیریق یہودیوں میں سب سے اچھے تھے)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ہر طرح کی ملکیت پر قبضہ کیا اور مدینہ میں آپ کے عام صدقات اسی مال میں سے ہوا کرتے تھے۔

امّ المومنین صفیہؓ کی گواہی

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن ابی بکرؓ بن محمد بن عمرو بن حزم نے بیان کیا: مجھے صفیہ بنت حُیَیّ بن اخطب سے روایت پہنچی ہے کہ انھوں نے کہا: میں اپنے باپ اور چچا ابو یاسر کے بچوں میں سب سے زیادہ لاڈلی تھی۔ جب کبھی وہ مجھے دیکھتے اور دوسرے بچے بھی ساتھ ہوتے، وہ دوسرے بچوں کو چھوڑ کر مجھے لے لیتے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور قبا میں بنی عمرو بن عوف (کے محلّہ) میں نزول فرمایا تو دوسرے روز سویرے اندھیرے سے میرے والد حُیَیّ بن اخطب اور چچا ابو یاسر بن اخطب آپ کے

۱؎ معلوم رہے کہ یہودی شنبہ یعنی ہفتے کا روز تعطیل کا روز مناتے تھے اور اس روز کوئی کام کرنا یا جنگ میں حصہ ان کے معمول کے مطابق جائز نہ تھا

پاس پہنچے وہ سورج ڈوبنے تک واپس نہ آئے۔ جب وہ آئے، تو دونوں تھکے ماندے ایسی سست رفتار سے چل رہے تھے، گویا وہ گرے پڑتے ہیں۔ میں ہشاش بشاش ان کی طرف اسی طرح گئی جس طرح ہمیشہ جایا کرتی تھی تو اللہ کی قسم ان دونوں میں سے کسی نے بھی میری جانب توجہ نہ کی اور وہ غم میں مبتلا تھے۔ میں نے چچا ابویاسر کو اپنے والد حُیَیّ بن اخطب سے کہتے سُنا، کیا یہ وہی ہے؟ میرے باپ نے کہا بخدا! ہاں، کہا، کیا آپ اسے جانتے ہیں اور تحقیق کرلی ہے؟ کہا: ہاں، کہا پھر آپ کے دل میں اس کے متعلق کیا خیال ہے؟ کہا، واللہ جب تک زندہ رہوں گا، اس سے دشمنی رہے گی۔

باب ۵

یہود سے میل جول رکھنے والے منافق

منافقین کے نام

ابن اسحاق نے کہا: اوس وخزرج میں کے وہ منافق، جو یہود کی جانب منسوب تھے، ان میں سے جن کے نام ہمیں بتائے گئے ہیں، اور اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے، یہ ہیں اوس کی شاخ بنی عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس اور بنی عمرو بن عوف کی شاخ بنی لوذان بن عمرو بن عوف میں سے زوی بن الحارث اور شاخ بنی حبیب بن عمرو بن عوف میں سے جلاس بن سوید بن صامت اور اس کا بھائی الحارث بن سوید۔ جلاس ہی وہ شخص ہے جو غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ جا کر رہ گیا تھا اور کہا تھا کہ اگر یہ شخص (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سچا ہوتا تو ہم گدھوں سے بھی بدتر ہوتے۔ عمیر بن سعد نے، جو انھیں کے خاندان کے ایک شخص تھے اور جلاس نے عمیر کے والد کی وفات کے بعد ان کی والدہ سے نکاح کر لیا تھا اور یہ اس کی گود میں پلے تھے۔ اس بات کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دی۔ عمیر نے کہا: اے جلاس! واللہ تمام لوگوں میں تم مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو، مجھ پر احسان کرنے کے لحاظ سے میرے لیے سب میں بہتر ہو اور ایسے شخص کے لیے کوئی ایسا واقعہ پیش آنا، جو وہ ناپسند کرے، مجھ پر بہت گراں ہے، لیکن تم نے ایک ایسی بات کہہ دی کہ اگر تمھارے خلاف اس بات کو اوپر تک پہنچا دوں یعنی اس کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کر دوں تو میری جانب سے تمھاری بدنامی ہوگی۔ اگر اس کی اطلاع سے پہلو تہی کر کے خاموش ہو جاؤں تو میرا دین برباد ہو جائے گا بے شبہہ ان دونوں حالتوں میں سے ایک دوسری کی نسبت میرے لیے زیادہ آسان ہے۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے وہ بات عرض کر دی جو جلاس نے کہی تھی۔ جلاس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قسم کھائی کہ عمیر نے مجھ پہ جھوٹا الزام لگایا ہے۔ عمیر بن سعد نے جو بات کہی ہے، وہ میں نے نہیں کہی۔

قرآن مجید کی شہادت

اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی۔

يَحْلِفُونَ بِاللهِ مَا قَالُوا ؕ وَلَقَدْ قَالُوا — وہ (منافق) اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے

كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝

(۹ : ۷۴)

وہ بات نہیں کی، الا واقعہ یہ ہے کہ انھوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام قبول کر چکنے کے بعد کفر کی چال چلے اور انھوں نے ایک ایسی بات کا قصد کیا جو وہ نہ پا سکے اور انھوں نے انتقام نہیں لیا، مگر اس بات کا کہ اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے انھیں غنی بنا دیا، پھر اگر انھوں نے توبہ کر لی تو ان کے لیے بھلائی ہو گی اور اگر انھوں نے روگردانی کی تو اللہ انھیں دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب دے گا اور زمین میں ان کا کوئی سرپرست اور حمایت کرنیوالا نہ ہوگا۔

ابن ہشام کے نزدیک الیم کے معنی موجع یعنی دردناک کے ہیں:

ابن اسحاق نے کہا: لوگوں کا خیال ہے کہ اس کے بعد اس نے (جلاس نے) توبہ کر لی اور اس کی توبہ ایسی اچھی رہی کہ اسلام اور بھلائی میں وہ مشہور ہو گیا۔ اس کا بھائی الحارث بن سوید وہ شخص ہے، جس نے المجذر بن ذیاد[1] البلوی اور قیس بن زید ضبعی کو جنگ احد کے روز قتل کیا۔ مسلمانوں کے ساتھ جنگِ اُحد کے دن نکلا اور تھا منافق۔ جب لوگ ایک دوسرے سے بھڑ گئے تو اس نے ان دونوں پر حملہ کر کے انھیں قتل کر ڈالا۔ اور قریش میں جا ملا۔

سوید بن صامت کا قتل

ابن ہشام نے کہا: المجذر بن زیاد سوید بن صامت کو کسی جنگ میں، جو اوس و خزرج کے درمیان ہوئی تھی، مار ڈالا تھا، پھر جب جنگ کا دن آیا تو الحارث بن سوید، المجذر بن ذیاد کی غفلت کا طالب تھا کہ اسے اپنے باپ کے عوض میں قتل کر دے۔ چنانچہ اس نے اسے قتل کیا اور صرف اسی ایک کو قتل کیا، یہ بات میں نے متعدد اہل علم سے سُنی ہے۔ اس کے قیس بن زید کے قتل نہ کرنے کی دلیل یہ ہے کہ ابن اسحاق نے جنگِ اُحد کے شہداء میں قیس کا ذکر نہیں کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا: سوید بن صامت کو معاذ بن عفراء نے یوم بعاث سے پہلے بغیر کسی جنگ کے دھوکے سے تیر مار کر مار ڈالا تھا۔ لوگ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ بن الخطاب کو حکم فرمایا تھا کہ اگر وہ اس پر قابو پالیں تو اسے قتل کر دیں، لیکن وہ آپ سے بچ کر نکل گیا اور مکہ ہی میں رہا کرتا تھا۔ پھر اس نے اپنے بھائی جلاس کے پاس توبہ کی استدعا کے لیے کہلا بھیجا تاکہ وہ اپنی قوم کی جانب لوٹ آئے۔

---

[1] اصل کتاب میں یہ ذیاد "ذال" ہی سے ہے

کفر بعد ایمان

ابن عباس سے مجھے روایت پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝

(۳ : ۸۶)

ایسے لوگوں کو اللہ کیونکر ہدایت دے، جنھوں نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا، حالانکہ انھوں نے گواہی دی تھی کہ رسول سچا ہے اور ان کے پاس کھلی نشانیاں آچکی تھیں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا (آخر بیان تک)۔

بنی ضبیعہ بن زید (بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف) میں سے بجاد بن عثمان بن عامر۔

نبتل بن الحارث

بنی لوذان بن عمرو بن عوف، میں سے نبتل بن الحارث، یہ وہی شخص ہے، جس کے متعلق مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى الشَّيْطَانِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى نَبْتَلِ بْنِ الْحَارِثِ

جسے اس بات کی خواہش ہو کہ شیطان کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ نبتل بن الحارث کو دیکھ لے

یہ شخص جسیم تھا، لمبا سیاہ ہونٹ، لٹکے ہوئے، سر کے بال پریشان، لال آنکھیں اور پچکے ہوئے گال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا اور آپ سے بات چیت کرتا، آپ کی گفتگو سنتا اس کے بعد پوری گفتگو منافقوں کے پاس پہنچاتا۔ یہی وہ شخص ہے، جس نے کہا تھا کہ محمد تو (سرتاپا) کان ہے جس نے اس سے کچھ بیان کر دیا، وہ اسے سچا سمجھ لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ ۚ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ ۚ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

(۹ : ۶۱)

ان (لوگوں) میں بعض ایسے بھی ہیں جو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ تو بہت سننے والا ہے (یعنی کان کا کچا ہے) اے نبی کہہ دے کہ ہاں وہ بہت سننے والا ہے مگر تمھاری بہتری کے لیے وہ اللہ پر یقین رکھتا اور ایمانداروں کو بھی سچا مانتا ہے اور تم میں سے جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا ہے ان کے لیے تو سرتاپا رحمت ہے اور جو لوگ اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں اُنکے لیے دردناک سزا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے بلعجلان والوں میں سے ایک نے بیان کیا کہ کسی نے اس سے کہا، رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس جبریل علیہ السّلام آئے تو آپ سے کہا: آپ کے پاس ایک شخص بیٹھا کرتا ہے جو لمبا سیاہ لٹکے ہوئے ہونٹ، پریشان بال پچکے ہوئے گال والا ہے اور دونوں آنکھیں ایسی سُرخ گویا پیتل کی دو ہانڈیاں ہیں، اُس کا جگر گدھے کے جگر سے بھی زیادہ سخت ہے۔ وُہ آپ کی باتیں منافقوں کے پاس پہنچاتا ہے۔ اس سے آپ احتیاط فرمائیں اور لوگوں کے بیان کے لحاظ سے یہ حالت نبتل بن الحارث ہی کی تھی۔

مسجدِ ضرار کا بانی

بنی ضبیعہ میں سے ابو حبیبۃ بن الازعر اور یہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے مسجد ضرار بنائی تھی۔ ثعلبہ بن حاطب اور معتب بن قشیر، یہ دونوں وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ ہمیں اپنے فضل سے کچھ دے تو ہم ضرور صدقہ دیں گے اور ضرور نیکو کاروں میں سے ہوں گے (وغیرہ آخر بیان تک)۔

معتب، جس نے جنگِ احد کے روز کہا تھا: حکومت میں ہمارا کچھ بھی حصّہ ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ کیے جاتے اللہ عزّ وجلّ نے اس کے متعلق اپنا یہ قول نازل فرمایا:

وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا

(۳ : ۱۵۴)

(اِلٰى اٰخِرِ الْقِصَّةِ)

اور ایک گروہ تھا جسے اس وقت بھی اپنی جانوں ہی کی فکر پڑی تھی اور اللہ کی جناب میں عہد جاہلیت کے سے ظنون و اوہام رکھتا تھا۔ اس گروہ کے لوگ کہتے تھے جو کچھ ہُوا، اس میں ہمارے اختیار کی کیا بات تھی؟ اے پیغمبر! تم ان لوگوں سے کہہ دو (اس معاملے پر کیا موقوف ہے) تمام باتیں اللہ ہی کے اختیار میں ہیں اصل یہ ہے کہ جو کچھ ان لوگوں کے دلوں میں ہے، تم پر ظاہر نہیں کرتے۔ ان کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس معاملے میں ہمارے لیے (فتح و کامرانی سے کچھ) ہوتا تو میدانِ جنگ میں نہ مارے جاتے (آخر بیان تک)

اسی (معتب) نے جنگ احزاب کے روز کہا تھا: محمد تو ہم سے وعدے کیا کرتا تھا کہ ہم قیصر و کسریٰ کے خزانے کھائیں گے اور (اب تو) حالت یہ ہے کہ ہم میں کوئی شخص بے فکری سے رفع حاجت کے لیے بھی نہیں جا سکتا اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں (یہ آیت) نازل فرمائی:

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ

اور جب منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں ایک

فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا ۝ (۳۳ : ۱۲)

قسم کی بیماری ہے، کہہ رہے تھے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے جو کچھ ہم سے وعدہ کیا، وہ صرف ایک دھوکا تھا۔

الحارث بن حاطب:

ابن ہشام نے کہا: اہلِ علم میں سے جن پر مجھے بھروسا ہے، انھوں نے بیان کیا کہ معتب بن قشیر اور حاطب کے دونوں بیٹے ثعلبہ و الحارث بنی امیہ بن زید کی اولاد اور اصحاب بدر میں سے ہیں۔ منافقوں میں سے نہیں اور خود ابن اسحاق نے بھی ثعلبہ اور الحارث کو امیہ بن زید کی اولاد اصحاب بدر میں شمار کیا ہے۔

مجمع کا معاملہ

ابن اسحٰق نے کہا: سہیل بن حنیف کا بھائی عباد بن حنیف اور بجزج یہ ان لوگوں میں تھا جنھوں نے مسجد ضرار بنائی اور عمرو بن خذام اور عبداللہ بن نبتل۔

بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے جاریہ بن عامر بن العطاف اور اس کے دونوں بیٹے زید اور مجمع، یہ سب مسجد بنانے والوں ہی میں سے تھے۔ مجمع کم سن نوجوان تھا۔ قرآن کا بہت کچھ حصہ یاد کر لیا تھا اور اس مسجد میں انھیں نماز پڑھایا کرتا تھا۔ جب وہ مسجد برباد کر دی گئی اور عمر بن الخطاب کے زمانے میں بنی عمرو بن عوف اپنی مسجد میں جو ان کے محلے میں تھی، نماز پڑھنے گئے تو مجمع کے متعلق کہا گیا کہ وہ انھیں نماز پڑھا دیا کرے عمرؓ نے فرمایا: نہیں ایسا نہیں ہو سکتا، کیا یہ شخص مسجد ضرار میں منافقوں کا امام نہیں رہا؟ مجمع نے عمرؓ بن الخطاب سے کہا: اے امیر المومنین! اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، ان لوگوں کے معاملات سے میں بالکل بے خبر تھا لیکن کم سن قاری قرآن تھا اور ان میں سے کسی کو قرآن یاد نہ تھا تو انھوں نے مجھے آگے بڑھا دیا کہ میں انھیں نماز پڑھا دیا کروں۔ جو اچھی باتیں انھوں نے بیان کیں، میں انھیں اسی حالت پر سمجھتا تھا۔ لوگوں کا بیان ہے کہ عمرؓ نے اسے چھوڑ دیا اور وہ اپنی قوم کو نماز پڑھایا کرتا تھا۔

اللہ اور رسول سے استہزاء

بنی امیہ بن زید بن مالک میں سے ودیعہ بن ثابت یہ بھی مسجد ضرار بنانے والوں میں سے تھا اور اس نے کہا ہم تو صرف دل لگی کر رہے اور دل بہلا رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۝ (۹ : ۶۵)

اور اگر تم ان لوگوں سے پوچھو (ایسی باتیں کیوں کرتے ہو؟) تو یہ ضرور جواب میں کہیں: ہم نے تو یونہی جی بہلانے کو ایک بات چھیڑ دی تھی اور ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ تم (ان سے) کہو: کیا تم اللہ کے ساتھ، اس کی آیتوں کے ساتھ

اِلٰی اٰخِرِ الْقِصَّۃِ ، | اور اس کے رسول کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے ہو ؟
(آخر بیان تک)

بنی عبید بن زید بن مالک میں سے خذام بن خالد یہی شخص ہے جس کے گھر میں مسجد ضرار بنی، بشر اور رافع بن زید۔

بنی النبیت میں سے (ابن ہشام نے کہا: النبیت کا نام عمرو بن مالک بن الاوس ہے)۔

دل اور آنکھ کا اندھا

ابن اسحاق نے کہا: اس کی شاخ بنی حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے مربع بن قیظی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کو جانے کے ارادے کے وقت اس کے باغ میں سے جانے کی اجازت چاہی تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا: اے محمدؐ اگر تم نبی ہو تو میں تمھیں اپنے باغ میں سے گزرنے کی اجازت نہیں دیتا اور اپنے ہاتھ میں مٹھی بھر مٹی لی اور کہا: واللہ اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ یہ مٹی تمھارے سوا کسی دوسرے پر نہ پڑ جائے گی تو اسے تم پر پھینک مارتا۔ لوگ اس پر ٹوٹ پڑے کہ اُسے مار ڈالیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دَعُوْہُ فَھٰذَا الْاَعْمٰی اَعْمَی الْقَلْبِ اَعْمَی الْبَصَرِ۔ | اسے چھوڑ دو، کیونکہ یہ اندھا دل کا بھی اندھا ہے اور بینائی کا بھی اندھا ہے۔

پھر بنی اشہل والے سعد بن زید نے اسے کمان سے مار کر زخمی کر ڈالا۔ اس کا بھائی اوس بن قیظی ہی وہ شخص ہے، جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خندق کے روز کہا تھا: ہمارے گھر عریاں (غیر محفوظ) ہیں، اس لیے ہمیں جنگ میں شریک نہ ہونے کی اجازت دیجیے کہ ہم گھروں کو چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

یَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَۃٌ ط وَمَا ھِیَ بِعَوْرَۃٍ ج اِنْ یُّرِیْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا (۳۳ : ۱۳) | (یہ لوگ) کہتے ہیں کہ ہمارے گھر عریاں (غیر محفوظ) ہیں، حالانکہ وہ عریاں (غیر محفوظ) نہیں (یہ لوگ صرف جنگ سے) بھاگ جانے کے لیے ایسا کہتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا: عورہ کے معنی "معورۃ للعدو وضائعۃ" دشمن کے لیے کھلے اور برسر بربادی ہیں، اس کی جمع عورات ہے۔ نابغہ الذبیانی نے کہا ہے:

مَتٰی تَلْقَھُمْ لَا تَلْقَ لِلْبَیْتِ عَوْرَۃً | وَلَا الْجَارَ مَحْرُوْمًا وَلَا الْاَمْرَ ضَائِعًا

جب تو ان سے مقابلہ کرے تو ایسی حالت میں مقابلہ نہ کر کہ گھر عریاں (غیر محفوظ) پڑے ہوں۔

محروم اور برسر بربادی ہو۔

یہ شعر اس کے اشعار میں کا ہے اور عورۃ کے معنی مرد کی گھر والی کے بھی ہیں۔

حاطب بن امیہ

ابن اسحاق نے کہا: بنی ظفر میں سے (جس کا نام کعب بن الحارث بن الخزرج تھا) حاطب بن امیہ بن رافع۔ یہ بوڑھا موٹا تازہ تھا اور اپنی جاہلیت ہی میں عمر بسر کر دی۔ اس کا ایک لڑکا تھا، جو بہترین مسلمانوں میں سے تھا اور اسے یزید بن حاطب کہتے تھے، جنگ احد کے روز وہ ایسا زخمی ہو گیا کہ زخموں کے باعث نہ ہل سکا، اسے اٹھا کر بنی ظفر کے گھر لایا گیا۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ اس کے پاس اس گھر کے مسلمان مرد اور عورتیں جمع ہوئیں، جب وہ موت کے قریب تھا، انھوں نے کہا! اے حاطب! تمھیں جنت کی خوشخبری ہو۔

راوی نے کہا: اس وقت یزید کے باپ کا نفاق ظاہر ہو گیا اور وہ کہنے لگا: ہاں! باغ حرمل کا، واللہ تمھیں لوگوں نے ورغلا کر اس مسکین کی جان لے لی۔

ابو طعمہ بشیر

ابو طُعمہ بشیر بن ابیرق، زرہوں کا چور، جس کے متعلق اللہ (تعالیٰ) نے (یہ آیت) نازل فرمائی:

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا (۴ : ۱۰۷)	(اے نبی) ان لوگوں کی جانب داری کر کے جھگڑا نہ کر جو (خود) اپنی جانوں سے خیانت کرتے ہیں بے شبہہ اللہ ایسے شخص سے محبت نہیں کرتا جو بڑا بددیانت اور بہت گنہگار ہو۔

انھیں میں بنی ظفر کا حلیف قزمان۔

قزمان

مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: وُہ بے شبہہ آگ والوں میں سے ہے۔ جب اُحد کا دن ہوا تو اُس نے خوب جنگ کی یہاں تک کہ مشرکوں میں کے نو آدمیوں کو اس نے قتل کیا اور زخمی ہو کر پڑ گیا۔ بنی ظفر کے گھر اُٹھا لایا گیا تو مسلمانوں میں سے ایک نے اس سے کہا: اے قزمان: تیرے لیے خوش خبری ہے کہ تُو نے آج خوب دادِ شجاعت دی اور راہِ خدا میں تجھے ایسی مصیبتیں پہنچیں جو تُو دیکھ رہا ہے۔ اس نے کہا: میرے لیے کس بات کی خوش خبری ہے؟ واللہ میں نے تو صرف اپنی قوم کی حمایت میں جنگ کی ہے، جب زخم اسے تکلیف دینے لگے اور تکلیف بڑھ گئی تو اس نے ترکش میں سے ایک تیر لیا، اس سے ہاتھ کی رگیں کاٹ لیں اور خودکشی کر لی۔

بنی عبدالاشہل

ابن اسحاق نے کہا: بنی عبدالاشہل میں کوئی ایسا منافق مرد یا منافقہ عورت نہ تھی جو مشہور ہو، ضحاک بن ثابت کے سوا جو سعد بن زید کی جماعت بنی کعب میں کا ایک شخص تھا۔

اس پر کبھی کبھی نفاق اور یہود کی محبت کا الزام لگایا جاتا تھا۔ حسان بن ثابت نے کہا:

مَنْ مُّبْلِغُ الضَّحَّاكِ اَنَّ عُرُوْقَهٗ اَعْيَتْ عَلَى الْاِسْلَامِ اَنْ تَتَمَجَّدَا

ضحاک کو یہ پیام پہنچانے والا کون ہے کہ اسلام کی مخالفت کر کے عزت حاصل کرنے میں اس کی رگیں تھک کر رہ گئیں۔

اَتُحِبُّ يُهْدَانَ الْحِجَازِ وَدِيْنَهُمْ كَبِدَ الْحِمَارِ وَلَا تُحِبُّ مُحَمَّدَا

کیا تو گدھے کے کلیجے والے کم بخت حجاز کے یہود اور ان کے دین سے محبت رکھتا ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت نہیں رکھتا؛

دِيْنًا لَعَمْرِيْ لَا يُوَافِقُ دِيْنَنَا مَا اسْتَنَّ اٰلٌ فِي الْفَضَاءِ وَخَوَّدَا

اپنی جان کی قسم! وہ ایسے دین سے محبت رکھتا ہے، جو ہمارے دین سے بھی مطابقت نہیں کرے گا، جب تک فضا میں سراب تیزی سے حرکت کرتا رہے۔

طاغوت کو حکم بنانے والے

ابن اسحاق نے کہا: مجھے خبر ملی ہے کہ جلاس بن سوید بن صامت توبہ سے پہلے اور معتب بن قشیر رافع بن زید اور بشر، مسلمان سمجھے جاتے تھے، انھیں کے قوم کے چند مسلمانوں نے ان کے ایک جھگڑے کے فیصلے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلنے کی دعوت دی۔ انھوں نے کاہنوں کے پاس جانے کے لیے کہا: اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق نازل فرمایا؛

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝

(النساء ۴ : ۶۰)

(اے نبی) کیا تو نے نہیں دیکھا، جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ایمان لائے ہیں اس چیز پر جو تجھ پر اتاری گئی ہے اور اس چیز پر جو تجھ سے پہلے اتاری گئی، وہ چاہتے ہیں سرکشوں یا گمراہ سرداروں کے پاس اپنا مقدمہ پیش کریں، حالانکہ انھیں حکم دیا جا چکا ہے کہ وہ سرکشوں کو نہ مانیں اور شیطان چاہتا ہے، انھیں خوب بھٹکا کر مطلوب حقیقی سے دور ڈال دے۔

(آخر بیان تک)

بنی نجّار اور بنی سلمہ

خزرج کی شاخ بنی النجّار میں سے رافع بن ودیعہ، زید بن عمرو، عمرو بن قیس اور قیس بن عمرو بن سہل، بنی جشم بن الخزرج کی شاخ بنی سلمہ میں سے الجدّ بن قیس۔ یہی وہ شخص ہے، جو کہتا ہے: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے جنگِ تبوک میں نہ چلنے اور گھر میں بیٹھ رہنے کی اجازت دے دیجیے اور مجھے فتنے میں نہ پھنسا دیجیے۔ اس کے متعلق اللہ (تعالیٰ) نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ ائْذَن لِّي وَلَا تَفْتِنِّي ۚ أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا ۗ (۹ : ۴۹)

ان میں بعض ایسے بھی ہیں، جو کہتے ہیں کہ مجھے اجازت دیجیے اور مجھے فتنے میں نہ ڈال دیجیے وہ (واقعی) فتنے میں نہیں گر پڑے؟ (جنگ سے ڈر کر گھر بیٹھے رہنا حقیقت میں ایک فتنے میں گر پڑنا ہے)۔

عبداللہ بن ابیّ

بنی عوف بن الخزرج میں سے عبداللہ بن ابی بن سلول، یہ شخص تمام منافقوں کا سرغنہ تھا اسی کے پاس سب جمع ہوا کرتے تھے اور اسی نے غزوہ بنی المصطلق میں کہا تھا:

لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ ۚ (۶۳ : ۸)

بے شک اگر ہم مدینہ کی جانب لوٹیں گے تو بڑی عزت والا، اس میں سے بڑے ذلیل شخص کو ضرور نکال دے گا۔

اسی کے اس قول کے متعلق سورۂ منافقین پوری کی پوری نازل ہوئی۔ اس کے متعلق ودیعہ کے باپ میں جو بنی عوف میں کا ایک شخص تھا اور مالک بن ابی قوقل، سوید اور داعس کی نسبت جو عبداللہ بن ابی بن سلول کی جماعت کے لوگ تھے۔

بنی نضیر کے جھوٹے مشورے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی النضیر کا محاصرہ فرمایا تو عبداللہ بن ابیّ اور اس کی قوم ہی کے لوگ تھے، جو انھیں خیر خواہانہ مشورے (خفیہ خبر میں) دیا کرتے تھے کہ تم لوگ ڈٹے رہو۔ واللہ! اگر تم نکالے جاؤ گے تو ہم بھی تمھارے ساتھ ضرور نکل چلیں گے اور تمھارے متعلق ہم کبھی کسی کی بات نہ مانیں گے۔ اگر تم سے کوئی جنگ کرے گا تو ہم ضرور تمھاری مدد کریں گے اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق دہیں اسی سورت میں پورے واقعات نازل فرمائے:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَئِنْ أُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ

(اے مخاطب!) کیا تو نے ان لوگوں کی (حالت کی) طرف (غور کی) نظر نہیں ڈالی جنھوں نے بظاہر داری سے اسلام اختیار کیا ہے کہ وہ اہل کتاب میں کے اپنے

مَعَكُمْ وَلَا نُطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا وَإِنْ قُوتِلْتُمْ لَنَنصُرَنَّكُمْ ط وَاللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ٥

(۵۹ : ۱۱)

ان بھائیوں سے جنھوں نے کفر اختیار کیا ہے کہتے ہیں کہ بے شبہہ اگر تم نکالے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ضرور نکل چلیں گے اور تمھارے متعلق ہم کبھی کسی کی بات نہ مانیں گے اور اگر تم سے جنگ کی جائے گی تو ہم تمھاری ضرور مدد کریں گے اور اللہ (تعالیٰ) گواہی دیتا ہے کہ بے شبہہ وہ جھوٹے ہیں۔

حتیٰ کہ (اللہ تعالیٰ) اپنے اس قول میں فرماتا ہے:

كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ ج فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِينَ ٥ (۵۹ : ۱۶)

شیطان کی اس حالت کی طرح جب اس نے انسان سے کہا کہ تو کافر ہو جا، پھر جب وہ کافر ہو گیا تو کہا: میں تجھ سے الگ ہوں، میں تمام جہان کی پرورش کرنے والے اللہ سے ڈرتا ہوں۔

باب ۸۱

مُنافقین سے سُلوک

منافق یہودی علماء

ابن اسحاق نے کہا: یہود کے علماء میں سے جن لوگوں نے اسلام کے دامن میں پناہ لی، دوسرے مسلمانوں کے ساتھ اس میں داخل ہو گئے اور صرف نفاق سے اظہار اسلام کیا۔

بنی قینقاع میں سے سعد بن حنیف، زید بن اللصیت، نعمان بن اوفیٰ بن عمرو اور عثمان بن اوفیٰ زید بن اللصیت وہ شخص ہے جس نے عمر رضی بن الخطاب سے سوق بنی قینقاع میں جنگ کی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کھو گئی تو یہی وہ شخص ہے جس نے آپ کے متعلق کہا تھا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے پاس آسمان کی خبر آیا کرتی ہے، وہ اتنا بھی نہیں جانتا کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کی خبر پہنچ گئی جو اللہ کے دشمن نے آپ کی سواری کے بارے میں کہی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹنی کی جانب رہنمائی کی گئی اور آپ نے فرمایا:

اِنَّ قَائِلاً قَالَ یَزْعَمُ مُحَمَّدٌ اَنَّهٗ یَاْتِیْهِ خَبَرُ السَّمَآءِ وَلَا یَدْرِیْ اَیْنَ نَاقَتُهٗ وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ لَا اَعْلَمُ اِلَّا مَا عَلَّمَنِیَ اللّٰهُ وَقَدْ دَلَّنِیَ اللّٰهُ عَلَیْهَا فَهِیَ فِیْ هٰذَا الشِّعْبِ قَدْ اَحْبَسَتْهَا شَجَرَةٌ بِزِمَامِهَا	بے شک ایک کہنے والے کہا ہے: محمد دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے اور خدا کی قسم! بے شک میں نہیں جانتا مگر وہی چیز جس کا اللہ نے مجھے علم دیا ہے۔ اب اللہ نے اس کی جانب میری رہنمائی کر دی ہے اور وہ اس گھاٹی میں ہے کہ ایک درخت نے اس کی نکیل روک رکھی ہے۔

مسلمانوں میں سے چند آدمی گئے اور اسے وہاں اسی طرح پایا جس طرح اور جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

رافع بن حرملہ

مجھے خبر ملی ہے کہ جب رافع بن حرملہ مرا تو اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ منافقوں کے سرغنوں میں سے ایک بڑا سرغنہ آج مر گیا۔

رفاعہ بن زید بن التابوت وہ شخص ہے، کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بنی المصطلق سے واپس ہوئے تو زور کی ہوا چلی اور مسلمان خوف زدہ ہو گئے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَخَافُوْا فَاِنَّمَا هِیَ هَبَّتْ لِمَوْتِ عَظِیْمٍ مِّنْ عُظَمَآءِ الْکُفَّارِ۔ — تم لوگ نہ ڈرو یہ ہوا تو کافروں کے سرغنوں میں سے ایک بڑے شخص کی موت کے لیے چلی ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو رفاعۃ بن زید بن التابوت کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ اسی روز مرا تھا، جس روز وہ ہوا چلی تھی۔

سلسلۃ بن برہام اور کنانۃ بن صوریا بھی تھا۔ یہ منافقین مسجد میں آتے تھے مسلمانوں کی باتیں سنتے ان کا مذاق اڑاتے اور ان کے دین سے مسخرہ پن کرتے تھے۔

مسجد سے اخراج

ایک روز ان میں سے چند افراد مسجد میں جمع ہوتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ ایک دوسرے سے چمٹے ہوئے آپس میں سرگوشی کر رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تو انھیں مسجد سے نکال دیا گیا۔ ابو ایوبؓ خالد بن زید بن کلیب اُٹھے اور بنی غنم بن مالک بن نجار والے عمرو بن قیس کا جو جاہلیت میں ان کے بتوں کا پجاری تھا پاؤں پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے یہاں تک لے گئے کہ اسے مسجد سے باہر نکال دیا، اور وہ کہتا رہا کہ اے ابو ایوبؓ تو مجھے بنو ثعلبہ کے اونٹ اور بکریاں باندھنے کی جگہ سے نکالتا ہے، پھر ابو ایوبؓ بنی نجار کے ایک شخص رافع بن ودیعہ کی طرف بھی بڑھے۔ اس کی چادر سینے کے پاس سے پکڑ لی، زور سے جھنجھوڑ کر تھپڑ اس کے منہ پر مارا اور اسے مسجد سے نکال دیا۔ ابو ایوبؓ کہہ رہے تھے: اے خبیث منافق! تجھ پر تف ہے۔ اے منافق! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد سے دُور ہو اور اپنے راستے چلا جا!

عمارہ بن حزم، زید بن عمرو کی جانب بڑھے یہ شخص لمبی داڑھی والا تھا۔ انھوں نے اس کی داڑھی پکڑ لی اور زور سے کھینچتے ہوئے اسے مسجد سے نکال دیا۔ عمارہؓ نے اس کے سینے پر ایسا دوہتڑ مارا کہ وہ گر پڑا راوی نے کہا: وہ کہہ رہا تھا: اے عمارہؓ! تم نے مجھے (خوب) رگڑے دیے۔ عمارہؓ نے کہا: اے منافق! اللہ تجھے دُور کرے اور اللہ نے جو عذاب تیرے لیے معین کر رکھا ہے، وہ اس سے زیادہ سخت ہے۔ خبردار پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے پاس نہ پھٹکنا۔

[اصل روایت میں لفظ "لدم" (ل، د، م) استعمال ہوا۔]

ابن ہشام نے کہا: لدم کے معنی ہتھیلیوں سے مارنے کے ہیں، تمیم بن ابی بن مقبل نے کہا:

وَلِلْفُؤَادِ وَجِيبٌ تَحْتَ أَبْهَرِهِ   لَدْمَ الْوَلِيدِ وَرَاءَ الْغَيْبِ بِالْحَجَرِ

اپنی ابہر نامی رگ کے نیچے دل دھڑک رہا ہے اور نشیبی زمین کے پیچھے سے ولید

کے پتھر مارنے کی طرح دھڑا دھڑ مار رہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: کہ غیب کے معنی نشیبی زمین کے ہیں اور ابہر دل کی رگ کا نام ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: کہ بنی النجار کے ایک صاحب ابو محمد نامی بدری تھے۔ ان کا نام مسعود بن اوس بن زید بن اصرم بن زید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھا وہ قیس بن عمرو بن سہل کی طرف بڑھے۔ قیس کم سن جوان تھا جوانوں میں اس کے سوا کسی منافق کی خبر نہیں ملی، اس کی گردن میں ہاتھ دے کر دھکیلتے ہوئے مسجد سے باہر کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد سے منافقوں کے نکالنے کا حکم فرمایا تو ابو سعید الخدری کی جماعت کا ایک شخص (یعنی) بلحذرۃ بن الخزرج میں سے تھا اور اس کا نام عبداللہ بن الحارث تھا، الحارث بن عمرو کی طرف بڑھا۔ یہ شخص پٹوں والا تھا۔ اس کے پٹے پکڑ لیے اور اسے سختی سے اسی طرح زمین پر کھینچتے ہوئے جس طرح اوپر ذکر ہو چکا ہے، مسجد سے باہر کر دیا۔ یہ منافق اس شخص سے کہتا چلا جا رہا تھا کہ اے ابن الحارث! تم نے بہت سختی کی تو اس شخص نے اس سے کہا: اے اللہ کے دشمن! بے شک تو اسی قابل ہے کیونکہ اللہ نے تیرے متعلق (احکام) نازل فرمائے ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے قریب نہ آنا کیونکہ تو پلید ہے۔

بنی عمرو بن عوف کا ایک شخص اپنے بھائی زوی بن الحارث کی طرف بڑھا۔ اسے سختی سے مسجد کے باہر کر دیا اور اس سے بیزاری ظاہر کرتے ہوئے کہا: تجھ پر شیطان اور شیطانی باتوں کا غلبہ ہے۔

غرض یہ وہ منافق تھے جو اس روز مسجد میں موجود تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نکالنے کا حکم فرمایا تھا:

منافقین کے متعلق آیات

غرض مجھے یہ خبر ملی ہے، کہ انھیں یہودی علماء اور اوس و خزرج کے منافقوں کے بارے میں ابتدائے سورۂ بقر کی سو آیتیں نازل ہوئیں واللہ اعلم، اللہ سبحانہٗ فرماتا ہے:

الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ (۲:۱-۲)

الم (اس کتاب میں، کسی قسم کا شک نہیں، متقیوں کے لیے ہدایت ہے۔

یعنی ان لوگوں کے لیے، جو ہدایت کی جن باتوں کو جانتے ہیں، انھیں چھوڑنے میں اللہ کی سزا سے ڈرتے ہیں اور اس میں جو باتیں مذکور ہیں، ان کی تصدیق کرتے ہوئے اس کی رحمت کی اُمید رکھتے ہیں۔

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ (۲ : ۳)

جو لوگ غیب پر ایمان لاتے اور نماز جس طرح ادا کرنا چاہیے، اس طرح ادا کرتے اور جو کچھ ہم نے انھیں دیا ہے، اس میں سے صرف کرتے ہیں۔

یعنی فرض نماز کو جس طرح ادا کرنا چاہیے، اس طرح ادا کرتے اور ثواب سمجھ کر زکوٰۃ دیتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ج (۲ : ۴)

اور مانتے ہیں، اس چیز کو، جو تیری طرف اتاری گئی ہے اور جو تجھ سے پہلے اتاری گئی ہے۔

یعنی جو چیزیں اللہ عزوجل کے پاس سے آپ لائے ہیں، ان میں وہ آپ کو سچا جانتے ہیں اور آپ سے پہلے کے رسول جو کچھ لائے تھے، اسے بھی سچا جانتے ہیں۔ دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے اور پہلے رسول اپنے پروردگار کی طرف سے جو کچھ لائے، اس کے منکر نہیں۔

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ (۲ : ۴)

اور آخرت پر یہی لوگ یقین رکھتے ہیں۔

یعنی مرنے کے بعد اٹھائے جانے اور قیامت، جنت، دوزخ، حساب اور میزان پر۔

یہ لوگ اس بات کے دعویدار ہیں کہ وہ ان چیزوں پر، جو آپ سے پہلے ہوئیں اور ان چیزوں پر، جو رب کے پاس سے آپ کے پاس آئیں، ایمان لا چکے ہیں:

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ق (۲ : ۵)

یہی لوگ اپنے پروردگار کی جانب سے ہدایت پر ہیں۔

یعنی انھیں پروردگار کی جانب سے ایک روشنی حاصل ہے اور جو کچھ ان کے پاس پہنچا ہے، اس پر انھیں استقامت ہے،

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (۲ : ۵)

یہی لوگ فلاح پانے والے، کامیاب، پھولنے پھلنے والے ہیں۔

یعنی ان لوگوں نے جو چیز طلب کی، اسے پا لیا اور جس برائی سے وہ بھاگے، اس سے نجات حاصل کر لی

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

بے شک جن لوگوں نے انکار کیا

یعنی اس چیز کا انکار کیا، جو آپ کی جانب اتاری گئی ہے، اگرچہ وہ کہیں کہ ہم اس چیز پر ایمان لا چکے، جو آپ سے پہلے ہمارے پاس آئی ہے۔

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (۲ : ۶)

ان کے لیے برابر ہے چاہے تو انھیں ڈرائے یا نہ ڈرائے، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

یعنی انھوں نے اس ذکر کا انکار کیا، جو آپ کے ذریعے سے ان کے پاس پہنچا۔ اور اس عہد کو قبول نہ کیا جو آپ کے متعلق ان سے لیا گیا تھا۔ پس انھوں نے اس چیز کا بھی انکار کر دیا، جو آپ کے پاس آئی ہے، اس کا بھی انکار کر دیا، جو ان کے پاس ہے اور اسے ان کے پاس دوسرے پیغمبر لائے ہیں۔ وہ آپ کے ڈرانے اور دھمکانے کو کسی طرح نہیں سنیں گے۔ کیونکہ اس علم کا انکار کر چکے ہیں، جو آپ کے متعلق ان کے پاس موجود ہے۔

دلوں اور کانوں پر مہریں

خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ وَعَلٰی سَمْعِہِمْ وَعَلٰٓی اَبْصَارِہِمْ غِشَاوَۃٌ ز (۲:۷)

اللہ نے ان کے دلوں اور ان کی سماعت پر مہر کر دی ہے اور ان کی بصارتوں پر ایک قسم کا پردہ ڈال دیا گیا ہے۔

یعنی وہ ہدایت کبھی نہیں پا سکتے۔ کیونکہ آپ کے پاس پروردگار کی جانب سے جو حق بات آئی اسے جھٹلایا۔ جب تک اس حق بات پر ایمان نہ لائیں جو آپ لائے ہیں، پہلے کی آئی ہوئی تمام حق باتوں کا ماننا انھیں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

وَلَہُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ (۲:۷)

اور ان کے لیے (اس سبب کہ وہ آپ کی مخالفت پر اڑے ہوئے ہیں) بڑا عذاب ہے۔

غرض یہ سارا بیان علماء یہود کے متعلق ہے کہ انھوں نے حق بات کو جان لینے اور پہچان لینے کے بعد جھٹلایا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ ہ (۲:۸)

اور لوگوں میں بعض ایسے بھی ہیں، جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لا چکے ہیں، حالانکہ وہ ایمان لانے والے نہیں۔

یعنی اوس و خزرج میں سے منافقین اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے لوگ۔

یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ہ فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ لا فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا ج وَلَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ بِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ ہ وَ اِذَا قِیْلَ لَہُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ لا

وہ اللہ سے اور ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے، دغا بازی کرتے ہیں، حالانکہ وہ خود اپنے نفسوں کے سوا کسی اور کو دھوکا نہیں دے رہے، کیونکہ وہ (اس کا) احساس نہیں رکھتے۔ ان کے دلوں میں (شک کی) بیماری ہے، تو اللہ نے ان کی (اس بیماری کو) اور بڑھا دیا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے، اس سبب کہ وہ

قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ○ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ○ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ○ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ○

(۲ : ۹-۱۴)

جھوٹ بولتے تھے اور جب ان سے کہا گیا کہ زمین میں فساد نہ کرو تو انھوں نے کہا کہ ہم صرف اصلاح کرنا چاہتے ہیں، ہم مومنین اور اہلِ کتاب کے درمیان، اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ خبردار ان کی حالت یہ ہے کہ یہ فسادی ہیں، لیکن (انھیں اپنے فسادی ہونے کا) شعور (بھی) نہیں اور جب ان سے کہا گیا کہ تم (بھی) ایمان لے آؤ جس طرح (اور) لوگوں نے ایمان قبول کیا ہے تو انھوں نے کہا کیا ہم، نا سمجھ یا کم درجے کے، لوگوں نے جس طرح ایمان قبول کر لیا ہے، اسی طرح ہم بھی ایمان قبول کر لیں۔ سن لو، ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ یہ ہیں تو نا سمجھ یا کم درجے کے، لیکن وہ (اس بات کو) جانتے نہیں اور جب ان لوگوں نے ایسے لوگوں سے ملاقات کی، جو ایمان اختیار کر چکے ہیں تو ان لوگوں نے کہہ دیا کہ ہم نے بھی ایمان اختیار کر لیا ہے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس تنہائی میں پہنچے (حق کو جھٹلانے کا حکم دینے والے بھوت) کہہ دیا اس میں کچھ شبہہ نہیں کہ ہم تمھارے ساتھ ہیں، ہم تو صرف ہنسی اڑانے والے ہیں۔

یعنی ہم صرف ان لوگوں کا مذاق اڑاتے اور ان سے دل لگی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○

اللہ (بھی)، ان کا مذاق اڑاتا ہے اور انھیں ان کی سرکشی میں ڈھیل دیا جاتا ہے کہ حیران پھرتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا یعمھون کے معنی ہیں یحارون یعنی حیران پھریں۔ عرب کہتے ہیں رجل عمہ و عامہ یعنی حیران۔

رؤبۃ بن العجاج ایک شہر کا بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

اَعْمَى الْهُدٰى بِالْجَاهِلِيْنَ الْعُمَّهُ

نا واقف حیران پھرنے والے لوگوں کو راہ یابی سے اندھا کر دیا۔

اور یہ شعر اس کے ایک بحر رجز کے قصیدے کا ہے اور عمہ عامہ کی جمع ہے اور عمہ کی جمع عمھون ہے اور عورت کو عمھۃ اور عمھی کہا جاتا ہے:

ہدایت کے عوض گمراہی

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

یہی لوگ ہیں، جنھوں نے ہدایت کے عوض گمراہی خریدی ہے۔

اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝

پس ان کی تجارت سود مند نہ ہوئی اور وہ سیدھی راہ پر آنے والے ہی نہ تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا: اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک مثال دی اور فرمایا:

منافقوں کی ایک مثال

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ۝ (۲: ۱۷)

ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی پھر جب اس آگ نے اس شخص کا ماحول روشن کر دیا تو اللہ ان کا نور لے کر چلا گیا اور انھیں اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ وہ دیکھتے ہی نہیں۔

یعنی نہ حق کو دیکھتے ہیں اور نہ حق کہتے ہیں، یہاں تک کہ جب وہ اس (روشنی) کی وجہ سے کفر کے اندھیرے سے نکلے تو انھوں نے اسے کفر و نفاق کے باعث بجھا دیا۔ اللہ نے بھی انھیں کفر کے اندھیرے میں چھوڑ دیا، اس لیے وہ ہدایت کو نہیں دیکھتے اور حق پر پائدار و استوار نہیں۔

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝ (۲: ۱۸)

بہرے گونگے، اندھے ہیں اس لیے وہ اپنی گمراہی سے نہیں لوٹتے۔

یعنی سیدھی راہ کی طرف نہیں لوٹتے بھلائی (کے سننے، بولنے، دیکھنے) سے بہرے، گونگے، اندھے ہیں۔ وہ جب تک جس راہ پر ہیں، وہاں نجات نہیں پا سکتے۔

دوسری مثال

أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمٰتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۚ وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ ۝ (۲: ۱۹)

یا آسمان سے اترنے والی بارش کی مثال ہے جس میں اندھیرے (بھی) ہیں اور کڑک (بھی) اور چمک (بھی) بجلیوں کے کڑاکوں کے سبب موت سے ڈر کر وہ اپنی انگلیاں کانوں میں دے لیتے ہیں، حالانکہ اللہ کافروں کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے (وہ اس سے بھاگ کر کہیں جا نہیں سکتے)۔

ابن اسحاق نے کہا: کہ تمھاری مخالفت اور تمھارے خوف نے انھیں کفر میں ظلمت اور قتل کے خطرے میں مبتلا کر رکھا ہے، ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جو بارش کے طوفان میں ہو۔ کڑک اور گرج کے سبب موت کے ڈر سے انگلیاں کانوں میں دے لے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے، وہ اس عذاب سے بچ نہیں سکتے کیونکہ اللہ انھیں ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ؕ كُلَّمَاۤ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ وَاِذَاۤ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ؕ

(۲ : ۲۰)

چمک ان کی بینائیوں کو اُچک لینے کے قریب ہو جاتی ہے (ان کی بینائیوں کو چندھیا دیتی ہے یعنی حق کی روشنی کی تیزی۔ جب کبھی اس چمک نے انھیں روشنی دی، وہ اس میں چلنے لگے اور جب ان پر اندھیرا چھاگیا (تو ٹھٹک کر) کھڑے ہو گئے

یعنی حق کو پہچانتے ہیں، سچی بات کہنے لگتے ہیں، سچ بول کر سیدھی راہ پر آ بھی جاتے ہیں اور جب حق سے پلٹ کر کفر میں چلے جاتے ہیں تو وہ حیران کھڑے رہ جاتے ہیں۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۠

(۲ : ۲۰)

اور اگر اللہ چاہتا تو ان کی سماعت اور ان کی بینائیاں لے جاتا، یعنی اس لیے کہ انھوں نے حق کے پہچاننے کے بعد اسے چھوڑ دیا ہے۔ بے شبہہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

باب ۲۸

قرآن مجید کی مزید شہادتیں

اللہ کی فرمانبرداری

پھر فرمایا :

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۖ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

(۲ : ۲۱-۲۲)

لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ کافروں اور منافقوں دونوں کی جانب خطاب ہے یعنی اپنے پروردگار کو یکتا مانو۔ جس نے تمھیں اور ان لوگوں کو پیدا کیا، جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم متقی (اور محتاط) بن جاؤ (اس کی عبادت کرو اس کو یکتا مانو) جس نے تمھارے لیے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنادیا اور آسمان سے تمھارے لیے رزق اتارا پس (کسی کو) اللہ کا ہمسر نہ بناؤ حالانکہ تم (اس بات کو) جانتے ہو (کہ اس کا کوئی ہمسر نہیں)۔

ابن اسحاق نے کہا: یعنی اللہ کے ساتھ اس کے غیروں کو، جنھیں تم اس کا ہمسر خیال کرتے ہو، شریک نہ بناؤ، وہ نہ فائدہ دے سکتے ہیں، نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ تم جانتے ہو کہ اس کے سوا تمھارے لیے کوئی پروردگار نہیں، جو تمھیں رزق دیتا ہو۔ تم یہ بھی جانتے ہو کہ ربوبیت کی جس توحید کی جانب رسول تمھیں بلا رہا ہے، وہ حق ہے اور اس میں کچھ شبہہ نہیں۔

برہانِ قرآن

وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ فَإِن لَّمْ

اگر تم اس چیز کے متعلق، جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے، شک میں ہو، تو اس کی سی ایک سورت (بنا) لاؤ اور اللہ کو چھوڑ کر تمھارے پاس جو لوگ حاضر ہوں، ان (سب) کو بلا لو۔ اگر تم سچے ہو پھر اگر تم نے (ایسا) نہیں کیا اور ہرگز نہیں کرسکو گے

تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ ۝ (۲: ۲۳-۲۴)

تو تم پر سچائی صاف طور پر ظاہر ہو چکی، پھر اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں، جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

یعنی ان لوگوں کے لیے، جو تمھاری طرح کفر پر ہیں۔ پھر انھیں ترغیب دی اور اس عہد کے توڑنے سے ڈرایا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے متعلق ان سے لیا گیا تھا کہ جب آپ ان کے پاس تشریف لائیں (تو انھیں کیا معاملہ کرنا ہوگا، پھر ان سے اس وقت کا ذکر فرمایا کہ جب انھیں پیدا کیا تھا (تو ان کی کیا حالت تھی) ان کے باپ آدم کی کیا حالت تھی، انھیں کیا واقعات پیش آئے اور جب انھوں نے اس کی اطاعت کے خلاف کیا تو ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا گیا، پھر فرمایا:

بنی اسرائیل کا ذکر

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِکُمْ وَاِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ ۝ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمْ وَلَا تَکُوْنُوْٓا اَوَّلَ کَافِرٍۭ بِهٖ وَاِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ ۝ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَکْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

(۲: ۴۱-۴۲)

اے اسرائیل کی اولاد! یہود کے علمار سے خطاب ہے یاد کرو میری اس نعمت کو جو میں نے تمھیں دی تھی، اور میرے عہد کو پورا کرو، جو میں نے اپنے نبی احمد کے لیے لیا تھا کہ جب وہ تمھارے پاس آئیں (تو تمھیں کیا کرنا ہوگا) اور تمھاری گردنوں میں (اس عہد کو ڈال کر تمھارے لیے لازمی) کر دیا تھا کہ میں تمھارے عہد کو پورا کردوں کہ آپ کی تصدیق اور پیروی کرنے پر جو عہد تم سے کیا گیا تھا اسے پورا کردوں اور وہ بوجھ اور بندشیں، جو تمھارے ان ہی گناہوں کی وجہ سے تمھاری گردنوں میں پڑ گئی تھیں، جو تمھاری بدعتوں کی وجہ سے تھیں، انھیں ہلکا کردوں اور مجھی سے ڈرو کہ کہیں تم پر وہ آفتیں نہ نازل کی جائیں جو تم سے پہلے تمھارے بزرگوں پر مسخ وغیرہ کی سزائیں نازل ہوئی تھیں، جنھیں تم جانتے ہو، اور اس چیز پر ایمان لاؤ، جو میں نے اُتاری ہے اور تصدیق کرنے والی ہے اس چیز کی جو تمھارے پاس ہے اور اس کے انکار کرنے میں سب سے پہلے تم نہ ہو جاؤ، کیونکہ تمھارے پاس وہ علمی باتیں ہیں، جو تمھارے سوا دوسروں کے پاس نہیں، اور مجھی سے ڈرو اور حق کو باطل کا لباس نہ پہناؤ اور سچی بات کو نہ چھپاؤ، حالانکہ تم جانتے ہو۔

یعنی میرے رسولؐ اور اس کی لائی ہوئی چیز کے متعلق جو کچھ پہچان تمھارے پاس ہے، اسے نہ چھپاؤ تمھارے ہاتھوں میں جو کتابیں ہیں، ان میں آپ کے حالات بھی موجود ہیں۔

بنی اسرائیل کی جسارت

أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتٰبَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ (۲: ۴۴)

کیا تم اور لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو، حالانکہ تم کتاب (سماوی) پڑھتے بھی ہو تو کیا تمھیں (ایسے برے کام سے روکنے کے لیے) عقل نہیں!

یعنی تم لوگوں کو تو نبوت اور عہد تورات کے انکار سے منع کرتے ہو اور خود اپنے آپ کو چھوڑ دیتے ہو اس میں میرا جو عہد میرے رسول کی تصدیق کے متعلق تم سے ہے، اس کا انکار کرتے ہو، وہ میثاق توڑ دیتے ہو جو میں نے لیا تھا اور میری کتاب سے جو معلومات تمھیں حاصل ہوئیں، ان سے انکار کرتے ہو۔

اس کے بعد ان کی بدعتوں اور اختراعوں کا شمار فرمایا، ان سے بچھڑے اور بچھڑے کے ساتھ ان کے جو معاملات ہوئے، ان کا ذکر فرمایا۔ ان کی توبہ قبول فرمائے، پھر برگشتہ ہوتے اور ان کے اس قول کا ذکر فرمایا:

أَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً (اے موسیٰ تم ہمیں اللہ کو نمایاں طور پر دکھاؤ)

حکم خدا سے سرتابی

ابن اسحٰق نے کہا: پھر اللہ تعالیٰ نے یہ ذکر فرمایا کہ ان پر بجلی گرائی گئی، وہ مر گئے پھر انھیں زندہ کیا گیا۔ ان پر بادل کا سائبان پھیلایا گیا۔ من اور سلوٰی کی نعمتیں اُتاری گئیں، نیز فرمایا گیا:

ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ (۲: ۵۸)

دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ اور حطۃ کہو (بوجھ اتار دے)

یعنی میں تمھیں جو حکم دے رہا ہوں، وہی کہو، اس کے باعث تم سے تمھارے گناہ کا بوجھ اُتار دوں گا۔

پھر یہ ذکر فرمایا کہ انھوں نے یہ قول بدل دیا۔ حکم کا مذاق اڑایا اور مذاق اُڑانے کے بعد اپنا یہ عہد واپس لے لیا۔

ابن ہشام نے کہا، کہ من ایک چیز تھی جو سویرے ان کے درختوں پر گرتی اور شہد کی سی میٹھی ہوتی۔ وہ اسے اکٹھا کر لاتے، پیتے اور کھاتے تھے۔ بنی قیس بن ثعلبہ میں سے اعشیٰ کہتا ہے۔

لَوْ أُطْعِمُوا الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى مَكَانَهُمُ ... مَا أَبْصَرَ النَّاسُ طُعْمًا فِيهِمُ نَجَعَا

اگر لوگوں کو ان کی اپنی جگہ پر (گھر بیٹھے) من و سلوٰی بھی کھلایا جائے تو لوگ ایسے کھانے کو کچھ اچھا نہ سمجھیں گے۔

اور یہ شعر اس کے قصیدے کا ہے:

سلویٰ ایک قسم کا پرند ہے، اس کا واحد سلواۃ ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ یہی تھا اور شہد بھی سلویٰ کہلاتا ہے۔ خالد ابن زہیر الہذلی نے کہا:

وَقَاسَمَهَا بِاللّٰهِ حَقًّا لَأَنْتُمُ   أَلَذُّ مِنَ السَّلْوٰى إِذَا مَا نَشُوْرُهَا

اور اس نے ان لوگوں کے آگے قسم کھائی کہ حقیقت میں تم لوگ شہد سے بھی زیادہ لذیذ ہو، جب ہم اسے (اس کے چھتوں میں سے) نکالتے ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا: ان کے اس لفظ کو بدل دینے کے متعلق صالح بن کیسان نے التوءمۃ بنت امیہ بن خلف کے آزاد کردہ صالح سے، انھوں نے ابو ہریرہ رضؓ سے اور ایک اور شخص نے جسے میں جھوٹا نہیں جانتا ابن عباس رضؓ سے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا:

دَخَلُوا الْبَابَ الَّذِيْ أُمِرُوْا أَنْ يَدْخُلُوْا مِنْهُ سُجَّدًا يَزْحَفُوْنَ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ حِنْطٌ فِيْ شَعِيْرٍ۔

ان لوگوں کو جس دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونے کا حکم دیا گیا تھا، وہ رینگتے اور یہ کہتے ہوئے داخل ہوئے "حِنْطٌ فِيْ شَعِيْرٍ" جو میں گیہوں۔

موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لیے پانی طلب کیا۔ حکم ہوا اپنا عصا چٹان پر ماریں۔

فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا۔ (۲ : ۶۰)

تو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے، ہر قبیلے کے لیے ایک چشمہ تھا اور ہر ایک نے اپنا چشمہ معلوم کر لیا۔

اعلیٰ کے بدلے ادنیٰ کی طلب

بنی اسرائیل نے موسیٰؑ سے کہا:

لَنْ نَصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا قَالَ أَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ أَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُمْ مَّا سَأَلْتُمْ۔ (۲ : ۶۱)

ہم ایک ہی غذا پر ہرگز صبر نہیں کر سکتے، اس لیے ہمارے واسطے اپنے پروردگار سے دعا کیجیے کہ وہ ان چیزوں میں سے، جنھیں زمین اگایا کرتی ہے، اس کی ترکاری اور اس کی ککڑی اور اس کے گیہوں اور اس کی مسور اور اس کی پیاز میں سے ہمارے لیے کچھ پیدا کر دے۔ فرمایا، کیا تم لوگ بدلے میں طلب کرتے ہو اس چیز کو، جو ادنیٰ ہے بجائے اس چیز کے جو (اس سے) بہتر ہے، تم کسی شہر میں (جا) اترو۔ پس بے شبہ تمھارے لیے وہ چیز وہاں موجود ہے جو تم نے طلب کی ہے۔

✧ ✧ ✧

ابن اسحاق نے کہا: انھوں نے ایسا نہیں کیا، وہ کسی شہر میں نہیں گئے۔

پتھر سے بھی بڑھ کر سنگ دل

پھر ان پر طور کو بلند فرمانے کا ذکر کیا تا کہ وہ اس چیز کو لیں، جو انھیں دی گئی۔ ان کی صورتوں کے مسخ کیے جانے کا ذکر کیا، جو ان میں واقع ہوا تھا کہ انھیں ان کی بدعتوں کے سبب لنگور بنا دیا۔ اس گائے کا تذکرہ فرمایا، جس کے ذریعے سے انھیں ایک عبرتناک حالت ایک مقتول کے متعلق بتائی جس کے بارے میں وہ لوگ اختلاف رکھتے تھے یہاں تک کہ اس کی حقیقت موسیٰؑ سے سوالات وجوابات کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر ظاہر فرما دی، اس کے بعد ان کے دلوں کے سخت ہو جانے کا بیان فرمایا۔ حتیٰ کہ وہ پتھر کے سے یا اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے تھے، پھر فرمایا:

وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا یَشَّقَّقُ فَیَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا یَهْبِطُ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

(۲ : ۷۴)

اور پتھروں میں بعض ایسے بھی ہیں، جن سے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں اور ان میں کچھ ایسے بھی ہیں، جو پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلتا ہے اور ان میں ایسے بھی ہیں، جو اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں (یعنی پتھروں میں بعض ایسے بھی ہیں، جو تمہارے ان دلوں سے نرم ہیں جنھیں حق کی جانب بلایا جاتا ہے لیکن اسے قبول نہیں کرتے)، اور تم جو کچھ کرتے ہو اس سے اللہ غافل نہیں۔

کلامِ الٰہی میں تحریف

پھر یہ ذکر آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی ایمان دار، ان (بنی اسرائیل) سے ناامید ہو گئے:

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَ قَدْ كَانَ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝ (۲ : ۷۵)

کیا تم لوگ اس بات کی امید رکھتے ہو کہ وہ تمہاری مانیں گے، حالانکہ ان میں ایک جتھا ایسا بھی تھا جس کے لوگ، اللہ کا کلام سنتے تھے۔ پھر سمجھنے کے بعد بدل دیتے تھے، حالانکہ وہ علم بھی رکھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے کلام کا یہ مقصد نہیں کہ ان سب نے اللہ کے کلام تورات کو سنا بلکہ وہ فرماتا ہے فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یعنی خاص طور پر ان میں کا ایک گروہ، بعض اہلِ علم سے مجھے خبر ملی ہے کہ انھوں نے موسیٰؑ سے کہا کہ اے موسیٰؑ! اللہ کے دیدار میں اور ہم میں تو روک پیدا کر دی گئی (کم از کم) جب وہ آپ سے باتیں کرے تو ہمیں اس کا

کلام ہی سنا دو۔ موسیٰؑ نے اپنے پروردگار سے اس کی استدعا کی تو اس نے فرمایا: اچھا انھیں حکم دو کہ وہ اپنا اپنا پاک صاف کرلیں اور روزے رکھیں، انھوں نے ویسا ہی کیا اور آپ انھیں لے کر چلے یہاں تک کہ طُور پر پہنچے جب ان پر ابر چھا گیا تو موسیٰ نے انھیں حکم دیا، وہ سجدے میں گر پڑے اور پروردگار نے موسیٰؑ سے کلام کیا تو انھوں نے بھی سُنا، اس کی قدرت بڑی ہے، کہ وہ انھیں اوامر اور نواہی سنا رہا ہے حتیٰ کہ انھوں نے جو کچھ سُنا رہا ہے حتیٰ کہ انھوں نے جو کچھ سُنا اسے سمجھ بھی لیا، پھر موسیٰؑ انھیں لے کر لوٹ آئے۔ ان میں کی ایک جماعت نے وہ باتیں بدل ڈالیں، جن کا انھیں حکم ہُوا تھا۔ جب موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ اللہ نے یہ حکم دیا ہے تو اس جماعت نے، جس کا ذکر اللہ عزّوجلّ نے فرمایا ہے، کہا اللہ نے تو صرف یہ فرمایا ہے اور اس کے برعکس کہا، جو اللہ نے ان کے متعلق فرمایا تھا۔ پس یہی ہیں، جن کی طرف مذکورہ بالا آیت میں اشارہ ہُوا ہے، پھر فرمایا:

وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ج	اور جب انھوں نے ملاقات کی ان لوگوں سے جو
(۲ : ۷۶)	ایمان لا چکے ہیں تو کہا کہ ہم (بھی) ایمان لا چکے ہیں۔

منافقت کی انتہا

یعنی تمھارے صاحب اللہ کے رسول ہیں اور خصوصًا تمھاری ہی جانب بھیجے گئے ہیں، جب وہ ایک دوسرے سے تنہائی میں ملتے تو کہتے، عربوں سے یہ بات نہ کہنا، کیونکہ تم لوگ عربوں کے مقابلے میں اسی وجودِ پاک کے وسیلے سے فتح طلب کیا کرتے تھے اور وہ انھیں میں مبعوث ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق (یہ آیت) اتاری۔

وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا	اور جب انھوں نے ملاقات کی ان لوگوں سے جو
وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ قَالُوْٓا	ایمان لا چکے ہیں تو کہا کہ ہم ایمان لا چکے ہیں اور جب
اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ	ان میں کا ایک دوسرے سے تنہائی میں ملتا تو وہ کہتے
لِیُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ اَفَلَا	کیا تم لوگ ان سے وہ بات بیان کر دیتے ہو، جو اللہ
تَعْقِلُوْنَ ہ	نے تم پر کھول دی ہے تاکہ وہ اس سے تمھارے رب
(۲ : ۷۶)	کے پاس تم پر حجت قائم کریں (تمھیں قائل کر دیں)، تو
	کیا تم عقل نہیں رکھتے؟

تورات کی بشارتوں کا اخفا

یعنی تم لوگ اقرار کر لیتے ہو کہ وہ نبی ہے تمھیں یہ بات معلوم ہے کہ ان کے متعلق تم سے ان کی پیروی کرنے کا مضبوط عہد لیا گیا ہے۔ وہ تمھیں یہ بات بتائے گا۔ جس نبی کا ہم انتظار کر رہے تھے اور جس کا ذکر ہم اپنی کتاب میں پاتے ہیں، وہ وہی ہے، اس لیے سرے سے اس بات ہی کا انکار کر دو اور ان کے سامنے اس کا اقرار ہی نہ کرو

اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے:

أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝ وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ (۲: ۷۷-۷۸)

کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے ان (باتوں) کو جنھیں وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں اور ان میں سے بعض تو بے علم ہیں بجز تلاوت کے کتاب کا وہ علم ہی نہیں رکھتے۔

ابن ہشام نے کہا: ابوعبیدہ سے روایت ہے إِلَّا أَمَانِيَّ کے معنی الاقراءۃ کے ہیں کیونکہ امی وہ شخص کہلاتا ہے جو پڑھتا ہے اور لکھتا نہیں۔ فرماتا ہے کہ وہ کتاب کا علم نہیں رکھتے مگر وہ اسے پڑھتے ضرور ہیں۔ ابوعبیدہ اور یونس سے روایت ہے کہ ان دونوں نے اللہ عزّ وجلّ کے اس قول میں اس سے مراد عرب لی ہے اور یہ مجھ سے ابوعبیدہ نے بیان کیا کہ عرب تمنی فی معنی قرأ کہتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی کتاب میں ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ

اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول اور کوئی نبی نہیں بھیجا مگر جب اس نے تلاوت کی تو شیطان نے اس کی تلاوت میں (کوئی بات) ڈال دی۔

معنی امانی کہا ابوعبیدہ نے مجھے یہ شعر بھی سنایا:

تَمَنَّىٰ كِتَابَ اللّٰهِ أَوَّلَ لَيْلَةٍ ... وَآخِرَهُ وَافَىٰ حِمَامُ الْمَقَادِرِ

اس نے رات کے ابتدائی حصے میں اللہ کی کتاب پڑھی اور رات کے آخری حصے میں مقدر شدہ موت نے پورا پورا حق ادا کر دیا۔

اور اس نے مجھے یہ شعر بھی سنایا:

تَمَنَّىٰ كِتَابَ اللّٰهِ فِي اللَّيْلِ خَالِيًا ... تَمَنِّيَ دَاوُدَ الزَّبُورَ عَلَىٰ رِسْلِ

رات میں اس نے اللہ کی کتاب تنہائی میں پڑھی جیسے داؤد علیہ السلام زبور کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے۔

امانی کا واحد امنیۃ ہے اور امانی کے معنی مال وغیرہ کی تمنا کرنے کے بھی ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا:

وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ۝ (۲: ۷۸)

اور وہ تو صرف گمان کر رہے ہیں۔

یعنی نہ وہ کتاب کا علم رکھتے ہیں اور نہ وہ باتیں اس میں ہیں، جانتے ہیں وہ آپ کی نبوت کا انکار

صرف ظن و تخمین سے کر رہے ہیں :

بے بنیاد دعوے

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۭ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ (۲ : ۸۰)

ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں چند دنوں کے سوا آگ ہرگز نہ چھوئے گی (اے نبی)، تو کہہ، کیا تم نے اللہ کے پاس سے، کوئی عہد لیا ہے کہ اللہ ہرگز اپنے عہد کے خلاف نہیں کرے گا یا تم لوگ اللہ پر ایسی بات (کے لازم ہونے) کا دعوی کر رہے ہو، جسے تم جانتے ہی نہیں۔

ابن اسحاق نے کہا : کہ مجھ سے زید بن ثابت کے آزاد کردہ ایک صاحب نے عکرمہ یا سعید بن جبیر سے اور انھوں نے ابن عباس رض سے روایت کی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہود کہا کرتے تھے، دنیا کی مدت سات ہزار سال ہے۔ اللہ لوگوں کو سزا کے طور پر دنیا کے ہزار سال کے عوض آخرت کے دنوں میں سے ایک دن آگ میں رکھے گا اور یہ عذاب صرف سات روز ہوگا۔ اس کے بعد روک دیا جائے گا۔ اللہ نے اس کے متعلق ان کا یہ قول لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً اور اپنا یہ قول نازل فرمایا :

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـــَٔتُهٗ (۲ : ۸۱)

کیوں نہیں، جس نے برائی کی اور اس کی خطا نے اسے گھیر لیا۔

یعنی جس نے تمہارے کاموں کے سے کام کیے اور ایسی چیز کا انکار کیا، جس کا تم نے انکار کیا ہے حتی کہ اس کے کفر نے اس کی نیکیوں کو گھیر لیا تو ایسے لوگ آگ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ (۲ : ۸۲)

اور جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا اور اچھے کام کیے، یہ جنت والے ہیں۔ یہ لوگ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے۔

یعنی جن لوگوں نے وہ چیز مان لی جس کا تم نے انکار کیا ہے اور اس دین پر عمل کیا، جو تم نے چھوڑ دیا ہے تو ان کے لیے جنت ہے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ انھیں اس بات سے مطلع فرماتا ہے کہ نیکی بدی کی جزا نیکوں اور بدوں کے لیے دائمی اور ابدی ہوگی، جو کبھی منقطع نہ ہوگی۔

باب ۸۳

یہود کی بدعہدیاں اور نافرمانیاں

عہد سے اعراض ابن اسحاق نے کہا کہ پھر انھیں ملامت کرتے ہوئے فرمایا:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ (۲ : ۸۳)

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے (یہ) مضبوط عہد لیا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہیں کروگے اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں سے نیکی کروگے اور (تمھیں حکم دیا کہ) لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز پوری طرح ادا کرو اور زکوٰۃ دو پھر (اس اقرار کے بعد) تم میں کے چند افراد کے سوا سب نے روگردانی کی اور تم (عادۃً) روگرداں ہی ہو۔

یعنی تم نے یہ تمام چیزیں چھوڑ دیں اور کسی عیب و نقص کی وجہ سے ترک نہیں کیں (بلکہ تم اس بات کے عادی ہو)۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ ، (۲ : ۸۴)

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے مضبوط عہد لیا کہ تم ایک دوسرے کے خون نہ بہاؤ گے۔

یعنی مشرکوں کی مدد کرتے ہو کہ وہ تمھارے ساتھ مل کر ان لوگوں کے خون بہائیں اور ان کے گھروں سے نکال دیں:

حدیث شریف میں وارد ہوا کہ جب فرعون نے کہا:

اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ (۱۰ : ۹۰)

(کہ) میں ایمان لایا اور اس ذات کے سوا کوئی معبود نہیں، جس پر بنو اسرائیل ایمان لائے

تو جبریلؑ نے سمندر کی ریت میں ملی ہوئی کیچڑ ملی اور اس کے منہ پر ماری۔

وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝

(۲ : ۸۴)

اور اپنے (لوگوں) کو اپنے گھروں سے نہ نکالو گے پھر تم نے (اس بات کا) اقرار بھی کیا ہے اور تم گواہی دیتے ہو۔

یعنی اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ حقیقت میں، میں نے تم سے یہ عہد لیا تھا:

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ط

(۲ : ۸۵)

آخر تم (وہی) لوگ ہو کہ اپنے (لوگوں) کو قتل کرتے ہو اور تم خود اپنے (میں کی ایک جماعت) کو ان کے گھروں سے نکال دیتے ہو، ظلم، زیادتی اور گناہ سے ان کے خلاف (دوسروں کی) مدد کرتے ہو۔

وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ

(۲ : ۸۵)

اور اگر وہ تمہارے پاس قید ہو کر آتے ہیں تو فدیہ دے کر انہیں چھڑاتے (بھی) ہو۔

اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ تمہارے دین کے لحاظ سے یہ بات تمہارے لیے نقصان رساں ہے۔

وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ (فی کتابکم) اِخْرَاجُهُمْ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ

(۲ : ۸۵-۸۶)

حالانکہ انہیں (ان کے گھروں سے) نکال دینا تم پر حرام ہے۔ یہ حکم تمہاری کتاب میں موجود ہے تو کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو اور ایک حصے کا انکار کرتے ہو؟ کیا تم اس پر ایمان لا کر ان کا فدیہ دیتے ہو اور اس کے منکر بن کر انہیں گھروں سے نکال دیتے ہو؟ لہٰذا تم میں سے جو شخص ایسا کرے، اس کا بدلہ یہی ہوگا کہ دنیا میں ذلت و رسوائی اور قیامت کے دن (وہ) سخت ترین عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے اور جو کچھ تم کرتے ہو، ان کاموں سے اللہ غافل نہیں، یہی لوگ ہیں جنہیں آخرت کے بدلے میں دنیوی زندگی مول لی ہے، اس لیے ان کے عذاب میں کمی نہیں کی جائے گی اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔

یہود مدینہ کی روش

غرض انہیں ان کے ان کاموں پر خوب ملامت کی، حالانکہ تورات (ہی) میں ان کی باہم خونریزیوں کو حرام کر دیا تھا اور قیدیوں کا فدیہ ادا کرنا، ان پر فرض

ٹھہرا دیا تھا۔ یہ لوگ دو گروہ ہو گئے تھے۔ دوسری جماعت نضیر اور قریظہ کی تھی اور اوس کے حلیف انھیں میں شمار ہوتے تھے۔ ان لوگوں کی حالت یہ تھی کہ جب اوس اور خزرج میں جنگ ہوتی، بنی قینقاع خزرج کے ساتھ نکلتے اور نضیر و قریظہ اوس کے ساتھ۔ دونوں میں سے ہر فریق کے حلیف اپنے بھائیوں کے خلاف حلیفوں کی مدد کرتے حتیٰ کہ وہ آپس میں اپنے خون آپ بہاتے، حالانکہ ان کے ہاتھوں میں تورات تھی۔ وہ جانتے تھے کہ ان پر کیا کیا ذمہ داریاں اور کیا کیا حقوق ہیں۔ اوس و خزرج مشرک تھے۔ بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ نہ انھیں جنت کا کوئی گیان تھا، نہ دوزخ کا، نہ مرنے کے بعد اٹھنے کا، نہ قیامت کا، نہ کسی کتاب کا، نہ حلال کا، نہ حرام کا۔ جب جنگ ختم ہو جاتی تو اپنے قیدیوں کا فدیہ دے کر تورات کے حکم کے موافق چھڑا لیتے، اور ایک دوسرے کا فدیہ لے لیتے۔ بنی قینقاع کے جو قیدی اوس کے ہاتھوں میں گرفتار ہوتے ان کا فدیہ بنی قینقاع (اوس کو) ادا کرتے اور نضیر و قریظہ کے جو قیدی خزرج کے ہاتھوں میں گرفتار ہوتے، ان کا فدیہ وہ (خزرج کو) ادا کرتے۔ یہود کے خلاف مشرکوں کی مدد میں جو خونریزیاں کرتے اور ان میں سے جن لوگوں کو آپس کی لڑائی میں مار ڈالتے، ان مقتولوں کے خون مباح ہوتے اور ان کا کوئی معاوضہ نہ لیا جاتا۔

اللہ تعالیٰ انھیں اس بات پر ملامت کرتا ہوا فرماتا ہے۔

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ج (۲ : ۸۵)	تو کیا تم کتاب کے بعض حصے پر تو ایمان لائے ہو اور بعض حصے کا انکار کرتے ہو؟

یعنی تو تورات کے حکم کے مطابق اس کا فدیہ بھی دیتا ہے اور قتل بھی کرتا ہے، تورات کا تو یہ ہے کہ تو اسے قتل نہ کر، تو اسے قتل بھی کرتا ہے (اور) اسے گھر سے بھی نکالتا ہے۔ اس کے خلاف ایسے کی مدد کرتا ہے، جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اور دنیوی مال و متاع کی خاطر اسے چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرتا ہے۔

غرض مجھے جو خبر ملی ہے، اس کے پیش نظر اوس و خزرج سے ان کے اس معاملے ہی کے متعلق مذکورہ آیتیں نازل ہوئیں، پھر فرمایا:

رسولوں کی مخالفت

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ (۲ : ۸۷)	اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے بعد اس کے پیچھے متعدد رسول بھیجے اور عیسیٰ بن مریم کو ہم نے متعدد نشانیاں دیں

یعنی وہ نشانیاں، جو ان کے ہاتھوں میں دے دی گئی تھیں مثلاً مردوں کو زندہ کرنا، کیچڑ سے پرند

کی شکل بنانا، پھر اس میں پھونکنا تو اللہ کے حکم سے اس کا پرندہ بن جانا، بیماریوں کا دور کرنا اور غیب کی بعض سی خبریں دینا جنھیں وہ اپنے گھروں میں جمع رکھتے تھے اور تورات کو جو ان کے پاس دوبارہ ارسال فرمائی؛ باوجود اس انجیل کے، جو اللہ نے ان کے پاس نئی بھیجی، پھر ان تمام چیزوں سے ان نے انکار کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۝ (۲ : ۸۷)

تو کیا جب کبھی تمھارے پاس کوئی رسول ایسی چیز لے کر آیا، جسے تمھارے نفس نہ چاہتے تھے تو تم نے تکبر کیا، پھر ایک جماعت کو تم نے جھٹلا دیا اور ایک جماعت کو تم قتل کر رہے ہو۔

مستوجب لعنت

پھر فرمایا:

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۚ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ (۲ : ۸۸ - ۸۹)

اور انھوں نے کہا ہمارے دل غلافوں میں ہیں یعنی محفوظ ہیں (ان کے دل غلافوں میں نہیں) بلکہ ان کے کفر کے سبب سے اللہ کی ان پر پھٹکار ہے اس لیے وہ بہت کم ایمان لاتے ہیں اور جب ان کے ہاں اللہ کے پاس سے کتاب آئی، جو تصدیق کرنے والی ہے اس چیز کی، جو ان کے ساتھ ہے، حالانکہ اس سے وہ ان لوگوں پر فتح طلب کرتے تھے، جنھوں نے کفر کیا۔ پھر جب ان کے پاس وہ چیز آگئی جسے انھوں نے پہچان بھی لیا تو اس سے انکار کر دیا، پس کافروں پر اللہ کی پھٹکار ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک

ابن اسحاق نے کہا: عاصم بن عمر بن قتادہ سے روایت کی گئی ہے کہ انھوں نے اپنے شیوخ سے روایت کی۔ وہ لوگ کہا کرتے تھے، اللہ کی قسم! یہ قصہ ہمارے اور ان کے متعلق نازل ہوا ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں ہم نے ان پر غلبہ پایا تھا، ہم مشرک تھے اور وہ اہل کتاب تھے۔ وہ کہا کرتے کہ اب ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے، جس کی ہم پیروی کریں گے۔ اس کا زمانہ قریب آچکا ہے۔ ہم اس کے ساتھ ہو کر تمھیں

عاد وارم کی طرح قتل کریں گے۔ جب اللہ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش میں سے مبعوث فرمایا ہم نے اس کی پیروی کی اور انھوں نے انکار کیا، اللہ فرماتا ہے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۞ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ۚ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۞

(۲ : ۸۹ - ۹۰)

پھر جب ان کے پاس وہ چیز آئی، جسے انھوں نے پہچان (بھی) لیا تو اس سے انکار کر دیا۔ پس کافروں پر اللہ کی پھٹکار ہے۔ کیا بری ہے وہ چیز، جس کے بدلے میں انھوں نے اپنے نفسوں کو بیچ ڈالا کہ وہ اس چیز کا انکار کر رہے ہیں جو اللہ نے اتاری ہے (اور صرف اس ضد سے) کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے، اپنا فضل نازل فرماتا ہے، یعنی اس وجہ سے کہ اس نے (اپنا فضل بہ صورت رسول) غیروں کو عنایت فرما دیا۔ وہ ایک غضب پر دوسرے غضب کے سزاوار ہو گئے اور کافروں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ غضب پر غضب کے معنی یہ ہیں کہ انھوں نے اوّل تورات کو ضائع کر دیا، حالانکہ وہ ان کے پاس تھی (یعنی اس کے احکام پر عمل نہ کیا) دوم یہ کہ نئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دیا۔

پھر کوہ طور کے ان کے اوپر بلند ہونے اور پروردگار کو چھوڑ کر بچھڑے کو معبود بنا لینے کے متعلق اللہ ملامت کرتا ہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے:

دنیوی زندگی سے محبّت

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۞ (۲ : ۹۴)

(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دے کہ اگر آخرت کا گھر اللہ کے پاس دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر خالص تمہارے ہی لیے ہے تو مرنے کی آرزو کرو، اگر تم سچے ہو۔

یعنی دونوں جماعتوں میں جو زیادہ جھوٹی ہو، اس کے لیے موت کی دعا کرو تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں ایسا کرنے سے انکار کیا، اللہ (تعالیٰ) اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرماتا ہے:

وَلَنۡ یَّتَمَنَّوۡہُ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَیۡدِیۡہِمۡ ؕ (۲ : ۹۵)

اور ان کے ہاتھوں نے جو کچھ پہلے کیا ہے، اس کے سبب وہ ہرگز اور کبھی ایسی آرزو نہ کریں گے۔

یعنی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق انھیں علم ہے، لیکن انکار کر رہے ہیں، کہا جاتا ہے کہ جس دن ان سے یہ فرمایا گیا تھا۔ اگر اس دن وہ موت کی آرزو کرتے تو روئے زمین پر کوئی بھی یہودی باقی نہ رہتا سب مرجاتے، پھر دنیوی زندگی اور درازی عمر سے ان کی محبت و رغبت کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَتَجِدَنَّہُمۡ اَحۡرَصَ النَّاسِ عَلٰی حَیٰوۃٍ ۚۛ وَمِنَ الَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡا ۚۛ یَوَدُّ اَحَدُہُمۡ لَوۡ یُعَمَّرُ اَلۡفَ سَنَۃٍ ۚ وَمَا ہُوَ بِمُزَحۡزِحِہٖ مِنَ الۡعَذَابِ اَنۡ یُّعَمَّرَ ؕ (۲ : ۹۵)

اور بے شبہہ تمام لوگوں سے زیادہ زندگی کی حرص کرنے والے انھیں کو تو پائے گا (یعنی یہود کو) اور (وہ) مشرکوں سے بھی (زیادہ حریص ہیں)، ان میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ کاش اسے ہزار سال کی عمر دی جائے (اور اگر ہزار سال کی عمر بھی دی گئی تو) یہ اسے عذاب سے دور رکھنے والی نہیں۔

یعنی یہ (ہزار سال کی عمر) اسے عذاب سے نجات دینے والی نہیں، کیونکہ مشرک موت کے بعد پھر زندہ ہونے کی امید نہیں رکھتا، اس لیے وہ درازی عمر سے محبت رکھتا ہے، یہودی جانتا ہے کہ اس نے اپنے پاس کا علم ضائع کر دیا، اس وجہ سے اس کے لیے آخرت میں ذلت و رسوائی ہے (اس لیے وہ درازی عمر سے محبت رکھتا ہے)، پھر فرمایا:

قُلۡ مَنۡ کَانَ عَدُوًّا لِّجِبۡرِیۡلَ فَاِنَّہٗ نَزَّلَہٗ عَلٰی قَلۡبِکَ بِاِذۡنِ اللّٰہِ (۲ : ۹۷)

(اے پیغمبر اسلام!) کہہ دیجیے جو شخص جبریلؑ کا ہو (تو اس کی یہ دشمنی بے جا ہے، کیونکہ اس نے اس (قرآن) کو تیرے دل پر اللہ کے حکم سے اتارا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی حسین المکی نے شہر بن حوشب الاشعری کی روایت سے حدیث بیان کی کہ یہود کے علماء میں سے چند لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اے محمدؐ! ہمیں چار باتیں بتائیے، جو ہم تم سے دریافت کرتے ہیں، اگر بتا دیں تو ہم آپ کی پیروی کریں گے، آپ کو سچا جانیں گے اور ایمان لائیں گے، راوی نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

عَلَیۡکُمۡ بِذٰلِکَ عَہۡدُ اللّٰہِ وَمِیۡثَاقُہٗ

(اچھا، یہ تم پر اللہ کا عہد و میثاق ہے، اگر میں نے تمھیں

لَئِنْ أَنَا أَخْبَرْتُكُمْ بِذَالِكَ لَتُصَدِّقُنَّنِيْ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَاسْئَلُوْا عَمَّا بَدَا لَكُمْ ۔

اس کی خبر دے دی پھر تو تم ضرور میری تصدیق کروگے انھوں نے کہا، ہاں! فرمایا جس چیز کے متعلق تمھیں مناسب معلوم ہو پوچھو۔

پہلا سوال

انھوں نے کہا: ہمیں بتائیے کہ لڑکا اپنی ماں سے کیونکر مشابہ ہو جاتا ہے، حالانکہ نطفہ تو باپ کا ہوتا ہے۔ راوی نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَبِأَيَّامِهٖ عِنْدَ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ إِنَّ نُطْفَةَ الرَّجُلِ بَيْضَاءُ غَلِيْظَةٌ وَنُطْفَةُ الْمَرْاَةِ صَفْرَاءُ رَقِيْقَةٌ فَأَيَّتُهُمَا غَلَبَتْ صَاحِبَتَهَا كَانَ لَهَا الشَّبَهُ ۔

میں تمھیں اللہ کی قسم دیتا ہوں اور بنی اسرائیل پر اس کی جو نعمتیں تھیں ان کی قسم دیتا ہوں (سچ سچ بتاؤ) کہ کیا تم ہی کو اس بات کا علم ہے کہ مرد کا نطفہ سفید اور گاڑھا ہوتا ہے اور عورت کا نطفہ زرد اور پتلا ہوتا ہے اور ان دونوں میں سے جو بھی دوسرے پر غالب آجاتا ہے (اولاد) اسی سے مشابہ ہوتا ہے۔

انھوں نے کہا: خدایا، یہ سچ ہے۔

دوسرا سوال

پھر انھوں نے کہا، اچھا یہ بتائیے، آپ کی نیند کیسی ہے؟ راوی نے کہا: آپ نے فرمایا:

أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَبِأَيَّامِهٖ عِنْدَ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ نَوْمَ الَّذِيْ تَزْعُمُوْنَ أَنِّيْ لَسْتُ بِهٖ تَنَامُ عَيْنَاهُ وَقَلْبُهٗ يَقْظَانُ

میں تمھیں اللہ کی اور بنی اسرائیل پر اس کی جو نعمتیں تھیں، ان کی قسم دیتا ہوں (سچ بتاؤ کہ) کیا اس بات کو جانتے ہو کہ اس شخص کی نیند، جس کے متعلق تم خیال کرتے ہو کہ میں وہ نہیں ہوں (ایسی ہوتی ہے) کہ اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل بیدار رہتا ہے۔

راوی نے کہا: وہ کہنے لگے، خدایا سچ ہے، فرمایا:

فَكَذَالِكَ نَوْمِيْ تَنَامُ عَيْنِيْ وَقَلْبِيْ يَقْظَانُ

پس میری نیند بھی ایسی ہے، میری آنکھ سوتی ہے اور میرا دل بیدار رہتا ہے۔

تیسرا سوال

پھر انھوں نے کہا: اچھا ہمیں وہ چیزیں بتائیے جنھیں اسرائیل (حضرت یعقوبؑ) نے اپنی ذات پر حرام ٹھہرالیا تھا۔

فرمایا:

أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَبِأَيَّامِهِ عِنْدَ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَحَبَّ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ إِلَيْهِ أَلْبَانَ الْإِبِلِ وَلُحُومُهَا وَأَنَّهُ اشْتَكَى شَكْوَى فَعَافَاهُ اللّٰهُ مِنْهَا فَحَرَّمَ عَلَى نَفْسِهِ أَحَبَّ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ إِلَيْهِ شُكْرًا لِلّٰهِ لُحُومَ الْإِبِلِ وَأَلْبَانَهَا۔

میں تمھیں اللہ کی اور اس کی ان نعمتوں کی قسم دیتا ہوں جو بنی اسرائیل کو عطا ہوئی تھیں (سچ بتاؤ) کہ کیا اس بات کو جانتے ہو انھیں کو کھانے پینے کی چیزوں میں اونٹوں کا دودھ اور ان کا گوشت سب سے زیادہ پسند تھا، اور وہ ایک بیماری میں مبتلا ہو گئے پھر اللہ نے انھیں اس سے صحت دی تو انھوں نے اپنے کھانے پینے کی چیزوں میں سے انتہائی پسندیدہ چیزوں کو اللہ کے شکر کے طور پر اپنی ذات پر حرام کر لیا اسی وقت اونٹوں کا گوشت اور (اونٹنیوں کا) دُودھ ترک کر دیا۔

انھوں نے کہا، یا اللہ یہ سچ ہے:

چوتھا سوال

پھر انھوں نے کہا: اچھا ہمیں رُوح کے متعلق کچھ خبر دیجیے، فرمایا:

أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَبِأَيَّامِهِ عِنْدَ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَلْ تَعْلَمُونَهُ جِبْرِيلَ وَهُوَ الَّذِي يَأْتِينِي۔

میں تمھیں قسم دیتا ہوں اللہ کی اور اس کی ان نعمتوں کی جو بنی اسرائیل کو دی گئی تھیں۔ کیا تم اسے جانتے ہو کہ وہ جبرئیل ہے اور وہی ہے، جو میرے پاس آتا ہے؟

انھوں نے کہا: یا اللہ! سچ ہے لیکن اے محمد! وہ ہمارا دشمن ہے اور وہ فرشتہ ہے، جو صرف سختیاں اور خونریزیاں لاتا ہے اور اگر ایسی بات نہ ہوتی تو ضرور ہم آپ کی پیروی کرتے۔ راوی نے کہا: اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَى لِلْمُؤْمِنِينَ (الى قوله) أَوَكُلَّمَا عَاهَدُوا عَهْدًا نَبَذَهُ فَرِيقٌ مِنْهُمْ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَلَمَّا جَاءَهُمْ

(اے نبی) کہہ دے کہ جو شخص جبرئیل کا دشمن ہو تو اس کی یہ دشمنی بے جا ہے، کیونکہ اس نے اس (قرآن) کو اللہ کے حکم سے اس طرح تیرے دل پر اتارا ہے کہ وہ تصدیق کرنے والا ہے اس چیز کی، جو اس سے پہلے ہے اور ایمانداروں کے لیے ہدایت اور بشارت ہے (یہاں تک کہ فرمایا) اور کیا جب کبھی انھوں نے کوئی

رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِیْقٌ مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰہِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّیٰطِیْنُ عَلٰی مُلْكِ سُلَیْمٰنَ ج

(۲: ۹۷ - ۱۰۱)

عہد کیا تو ان میں کی ایک جماعت نے اسے پھینک دیا بلکہ ان میں کے اکثر لوگ، ایمان ہی نہیں رکھتے اور جب ان کے پاس اللہ کے پاس سے ایسا رسول آیا، جو کہ تصدیق کرنے والا ہے اس چیز کی جو ان کے ساتھ ہے تو جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی انھوں نے اللہ کی کتاب کو اپنی پیٹھ پیچھے اس طرح ڈال دیا گیا گویا وہ اسے جانتے ہی نہیں اور وہ ان باتوں کے پیچھے ہو لیے، جو سلیمان کی حکومت (کے زمانے) میں شیاطین پڑھا کرتے تھے یعنی جادو۔

سلیمان کی شان

وَمَا كَفَرَ سُلَیْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّیٰطِیْنَ كَفَرُوْا یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۖ

(۲: ۱۰۱)

حالانکہ سلیمان نے کفر اختیار نہیں کیا تھا، بلکہ شیاطین نے کفر اختیار کیا تھا (کہ) وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے۔

اس کی تفصیل جو مجھے معلوم ہوئی ہے، یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب رسولوں میں سلیمان (علیہ السلام) کا ذکر فرمایا تو ان میں کے بعض عالموں نے کہا کہ کیا تم لوگ محمد کے حالات پر تعجب نہیں کرتے؟ وہ تو اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ سلیمان بن داؤد نبی تھے، حالانکہ وہ تو صرف ایک جادوگر تھے تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

وَمَا كَفَرَ سُلَیْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّیٰطِیْنَ كَفَرُوْا (۲: ۱۰۱)

سلیمان کافر نہیں تھے، بلکہ شیاطین (جادو کے پیچھے پڑ کر اور اس پر عمل کر کے) کافر ہو گئے۔

وَمَا اُنْزِلَ عَلَی الْمَلَكَیْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۖ وَمَا یُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ (۲: ۱۰۲)

اور وہ چیز (سکھاتے تھے) جو ہاروت ماروت دو فرشتوں (یعنی فرشتہ صفت انسانوں یا دو بادشاہوں) پر بابل میں اتاری گئی اور وہ تعلیم نہیں دیتے تھے کسی کو۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھے بعض ایسے لوگوں نے جنھیں میں جھوٹا نہیں سمجھتا، حدیث سنائی اور عکرمہ سے روایت کی عکرمہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی، وہ کہا کرتے تھے کہ اسرائیل نے اپنی ذات پر جو چیز حرام ٹھہرالی تھی، وہ جگر کے دو نکلے ہوئے ٹکڑے، دونوں گردے اور چربی تھی، بجز اس چربی کے جو پیٹھ پر ہو کیونکہ یہ چیزیں قربانی میں رکھی جاتی تھیں اور انھیں آگ کھا لیا کرتی تھی۔

باب ۸۴

یہود و نصاریٰ کے باہم جھگڑے

یہود خیبر کے نام نامہ مبارک

ابن اسحٰق نے کہا، آل زید بن ثابت کے مولیٰ نے عکرمہ یا سعید بن جبیر سے اور انھوں نے ابن عباس رضؓ سے روایت سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہود کو لکھ بھیجا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
مِنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَاحِبِ مُوْسٰى
وَاَخِيْهِ، وَالْمُصَدِّقِ لِمَا جَاءَ بِهٖ
مُوْسٰى اَلَا اِنَّ اللّٰهَ قَدْ قَالَ لَكُمْ
يَا مَعْشَرَ اَهْلِ التَّوْرٰىةِ وَاِنَّكُمْ
تَجِدُوْنَ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِكُمْ مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰهِ - وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّاءُ
عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ
رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ
اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ
مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي
التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ
اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى
عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ
الْكُفَّارُ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً
وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۔ وَاِنِّيْ اَنْشُدُكُمْ

بسم اللہ الرحمن الرحیم، اللہ کے رسول محمدؐ کی جانب سے جو موسیٰ کا دوست اور ان کا بھائی ہے اور اس چیز کی تصدیق کرنے والا ہے، جو موسیٰؑ لائے تھے، اے گروہ اہلِ تورات! سن لو کہ بے شبہ اللہ نے تم سے فرمایا ہے اور یہ بات تم اپنی کتاب میں بھی پاؤ گے کہ محمدؐ اللہ کا رسول ہے اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں، وہ کافروں پر سخت اور آپس میں نرم مہربان ہیں (اے مخاطب!) تو انھیں رکوع کرتا، سجدے کرتا اللہ کے فضل اور رضامندی کا طالب دیکھے گا، سجدے کے اثر سے ان کی نشانی خود ان کے چہروں میں نظر آئے گی، یہ ان کی مثال تورات میں (بھی) ہے اور ان کی مثال انجیل میں (بھی) ہے ایک کھیتی کی طرح جس نے اپنا پٹھا نکالا، پھر اسے مضبوط کر دیا تو وہ موٹا ہو گیا اور اپنی نال پر سیدھا کھڑا ہو گیا، کسانوں کو حیرت میں ڈالتا ہے تاکہ کافروں کو ان کے سبب سے غصے میں لائے ان میں سے جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے ان سے اللہ نے بخشش اور ایک بڑے بدلے کا وعدہ

بِاللّٰہِ وَاَنْشُدُکُمْ بِمَا اُنْزِلَ عَلَیْکُمْ وَ اَنْشُدُکُمْ بِالَّذِیْ اَطْعَمَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ مِنْ اَسْبَاطِکُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی وَاَنْشُدُکُمْ بِالَّذِیْ اَیْبَسَ الْبَحْرَ لِاٰبَاءِکُمْ حَتّٰی اَنْجَاھُمْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِہٖ اِلَّا اَخْبَرْتُمُوْنِیْ ھَلْ تَجِدُوْنَ فِیْ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِمُحَمَّدٍ فَاِنْ کُنْتُمْ لَا تَجِدُوْنَ ذٰلِکَ فِیْ کِتَابِکُمْ فَلَا کُرْہَ عَلَیْکُمْ قَدْ تَبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ فَاَدْعُوْکُمْ اِلَی اللّٰہِ وَ اِلٰی نَبِیِّہٖ ۔

فرمایا ہے، اور میں تمھیں قسم دیتا ہوں اللہ کی، اور قسم دیتا ہوں اس چیز کی جو تم پر اتاری گئی ہے اور تمھیں قسم دیتا ہوں اس ذات کی جس نے من وسلوٰی تمہارے ان قبیلوں کو کھلایا، جو تم سے پہلے تھے اور تمھیں قسم دیتا ہوں اس ذات کی جس نے تمھارے بزرگوں کے لیے سمندر کو یہاں تک سکھا دیا کہ انھیں فرعون اور اس کے کاموں سے چھڑا لیا کہ تم مجھے خبر دو کہ جو چیز اللہ نے تم پر اتاری ہے، کیا تم اس میں یہ دکھا ہوا پاتے ہو کہ تم محمدؐ پر ایمان لاؤ؟ پھر اگر تم یہ (بات) اپنی کتاب میں نہیں پاتے تو تم پر کوئی مجبوری نہیں وہ ہدایت گمراہی سے ممتاز ہو چکی پس میں تم کو اللہ اور اس کے نبی کی طرف بلاتا ہوں۔

اسلام کے شدید دشمن

قرآن مجید کی بعض آیات یہود کے ان عالموں اور کافروں کے متعلق نازل ہوئیں، جو آپ سے سوالات کیا کرتے اور دشواریاں ڈالتے تھے تاکہ حق کو باطل کے ساتھ مشتبہ کر دیں۔ ان میں سے ایک ابو یاسر بن اخطب تھا۔ عبداللہ بن عباسؓ اور جابر بن عبداللہ بن رُئاب کی روایت کے مطابق جو باتیں مجھ سے کہی گئی ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ابو یاسر اخطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایسی حالت میں گزرا کہ آپ ابتدائے سورۂ بقرہ الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ تلاوت فرما رہے تھے۔ ابو یاسر بن اخطب چند یہودیوں کے ساتھ اپنے بھائی حیی بن اخطب کے پاس آیا اور کہا: سنو، واللہ! میں نے محمدؐ کو الٓمّٓ ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ پڑھتے سنا ہے، ان لوگوں نے کہا: تو نے سنا ہے؟ کہا، ہاں تو حیی بن اخطب ان یہودیوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور ان لوگوں نے آپ سے کہا، اے محمدؐ! ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ پر جو کچھ اتارا گیا ہے، اس میں آپ الم بھی پڑھتے ہیں، فرمایا ہاں، تو انھوں نے کہا: انھیں جبرئیلؑ آپ کے پاس اللہ کے پاس سے لائے ہیں؟ فرمایا، ہاں! انھوں نے کہا، اللہ نے آپ سے پہلے بھی انبیاء کو مبعوث فرمایا ہے، لیکن ہمیں اس کی خبر نہیں کہ ان میں سے کسی نبی سے، بجز آپ کے یہ بیان کیا ہو کہ اس کی حکومت کا زمانہ اور اس کی امت کا دنیوی حصہ کیا ہو۔ حیی بن اخطب اپنے ساتھیوں

کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا: الف ایک اور لام تیس اور میم چالیس یہ (جملہ) اکہتر سال ہوئے، کیا تم لوگ ایسے دین میں داخل ہوتے ہو جس کی حکومت کی مدت اور اس کی اُمت کا دنیوی حصہ اکہتر سال ہو؟ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اے محمدؐ! کیا اس کے ساتھ اور بھی کچھ ہے؟ فرمایا: ہاں اس نے کہا: وہ کیا ہے؟ فرمایا: المص۔ اس نے کہا یہ بڑا بھاری اور بہت لمبا ہے الف ایک اور لام تیس اور میم چالیس اور صاد نوّے، یہ (جملہ) ایک سو اکسٹھ سال ہوئے۔ اے محمدؐ! کیا اس کے ساتھ اس کے علاوہ اور بھی ہیں۔ فرمایا: ہاں، الر۔ کہا یہ اور زیادہ بوجھل اور زیادہ لمبا ہے۔ الف ایک اور لام تیس اور را دو سو یہ تو دو سو اکتیس سال ہوئے۔ اے محمدؐ! کیا اس کے ساتھ اس کے علاوہ اور بھی ہیں، فرمایا: ہاں، المر۔ کہا: واللہ یہ تو اور زیادہ بھاری اور دراز ہے۔ الف ایک لام تیس میم چالیس اور را دو سو۔ یہ تو دو سو اکہتر سال ہو گئے۔ پھر اس نے کہا: اے محمدؐ! اب تو آپ کا معاملہ ہمارے لیے یہاں تک مشتبہ ہو گیا کہ ہم نہیں جانتے، آپ کو تھوڑا دیا گیا ہے یا بہت۔ پھر آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے تو ابو یاسر نے اپنے بھائی حیی بن اخطب اور ان لوگوں سے، جو اس کے ساتھ یہود کے علماء میں سے تھے، کہا: تمھیں کیا خبر شاید محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے یہ سب کے سب جمع کر دیے گئے ہوں اکہتر اور ایک سو اکسٹھ اور دو سو اکتیس اور دو سو اکہتر۔ یہ سات سو چونتیس سال ہوئے۔ پھر انھوں نے کہا: اس کا معاملہ ہمارے لیے مشتبہ ہو گیا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ آیتیں انھیں کے متعلق نازل ہوئی ہیں:

محکمات و متشابہات

مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ

اس (قرآن) کی بعض آیتیں محکم ہیں اور وہی کتاب کی اصل ہیں اور دوسری مشتبہ المعنی ہیں۔

(۳ : ۷)

ابن اسحاق نے کہا: میں نے اہلِ علم میں سے بعض ایسے لوگوں سے سُنا ہے، جنھیں میں جھوٹا نہیں سمجھتا وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیتیں نجران والوں کے متعلق اس وقت نازل ہوئیں، جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے متعلق دریافت کرتے آئے تھے۔

مجھ سے محمدؐ بن ابی امامہ بن سہل بن حنیف نے بیان کیا کہ انھوں نے سُنا ہے، یہ آیتیں یہودیوں کی ایک جماعت کے متعلق نازل ہوئیں، لیکن انھوں نے مجھ سے اس کی کوئی تفسیر نہیں بیان کی۔ پس اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے کونسی بات واقعی تھی۔

پہلی اور بعد کی حالت

ابن عباس کے مولیٰ عکرمہ سے یا سعید بن جبیر سے جو باتیں مجھے معلوم ہوئی ہیں (اور انھوں نے ابن عباس کی روایت سے بتایا ہے)، یہ ہیں کہ یہود رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے آپ کے وسیلے سے اوس وخزرج پر فتح طلب کیا کرتے تھے۔ جب اللہ نے آپ کو عرب میں سے مبعوث فرمایا تو انھوں نے آپ کا بھی انکار کر دیا اور آپ کے متعلق جو کچھ کہا کرتے تھے، اس کا بھی انکار کر دیا۔ ان سے معاذ بن جبلؓ نے اور بنی سلمہ والے بشر بن البراء بن معرور نے کہا: اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو اور اسلام اختیار کرو کیونکہ تم ہم پر محمدؐ کے وسیلے سے اس وقت فتح طلب کرتے تھے، جب ہم مشرک تھے۔ تم ہمیں خبر دیا کرتے تھے کہ آپ مبعوث ہونے والے ہیں اور تم لوگ آپ کے صفات ہم سے بیان کیا کرتے تھے۔ بنی نضیر والے سلام بن مشکم نے کہا، وہ کوئی ایسی چیز نہیں لایا، جسے ہم پہچانیں اور یہ وہ نہیں جس کا ذکر ہم تم سے کیا کرتے تھے۔ اللہ نے اس کے متعلق اپنا قول نازل فرمایا:

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝

اور جب ان کے پاس اللہ کے پاس سے وہ کتاب آئی جو تصدیق کرنے والی ہے اس چیز کی جو ان کے ساتھ ہے، حالانکہ اس سے پہلے وہ ان لوگوں پر فتح طلب کیا کرتے تھے، جنھوں نے کفر اختیار کر رکھا تھا، پھر جب ان کے پاس وہ چیز آ گئی جو انھوں نے پہچان لی تو اس سے انکار کر دیا۔ پس منکروں پر اللہ کی پھٹکار رہے۔

(۲ : ۸۹)

ابن اسحاق نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور آپ کے متعلق ان سے عہد لیے جاتے اور آپ کے بارے میں اللہ نے انھیں جو حکم دیا تھا، اس کا ذکر ان لوگوں سے کیا گیا تو مالک بن الضیف نے کہا: واللہ ہمیں محمدؐ کے بارے میں نہ کوئی حکم دیا گیا اور نہ ہم سے ان کے متعلق کوئی عہد لیا گیا۔ اللہ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (۲ : ۱۰۰)

اور کیا جب کبھی انھوں نے کوئی عہد کیا تو ان میں کی ایک جماعت نے اسے پھینک دیا بلکہ ان میں کے اکثر لوگ ایمان ہی نہیں لاتے۔

اور ابو صلوبا الفطیونی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے محمدؐ! آپ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں لائے جو ہم جانتے ہوں اور نہ اللہ نے آپ پر کوئی ایسی کھلی نشانی اُتاری کہ اس کے سبب سے ہم آپ کی پیروی کریں۔ اللہ نے اس کے متعلق اپنا یہ قول نازل فرمایا:

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ ۚ وَمَا یَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ٥

اور بے شک ہم نے تیری جانب (بہت سی) کھلی نشانیاں آتاری ہیں اور ان کا انکار نافرمان لوگ ہی کیا کرتے ہیں

(۲ : ۹۹)

رافع بن حریملہ اور وہب بن زید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے محمدؐ! ہمارے پاس کوئی ایسی کتاب لائیے جو آسمان سے ہم پر اُترے کہ ہم اسے پڑھیں اور ہمارے لیے نہریں بہا دیجیے کہ ہم آپ کی پیروی کریں اور آپ کو سچا جانیں۔ اللہ نے ان کے ان اقوال کے متعلق (یہ آیت نازل) فرمائی:

ایمان کے بدلے کفر

اَمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَسْئَلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ یَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ۝

یا تم چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے ایسے سوالات کرو، جیسے اس سے پہلے (بھی) موسیٰؑ سے سوالات کیے گئے تھے اور جو شخص کفر کو ایمان کے عوض میں بدل لے تو بے شبہہ اس نے وسط راہ (یا راستے کی ہمواری یا بھلائی) کو کھو دیا۔

(۲ : ۱۰۸)

حسد اور کفران نعمت

جب عربوں کو اللہ نے اپنی رسالت کی خصوصیت عنایت فرمائی تو ان پر حسد کرنے والے یہود میں سب سے زیادہ سخت حیی بن اخطب اور یاسر بن اخطب تھے۔ یہ دونوں لوگوں کو اسلام سے پھیرنے کی جس قدر کوشش ہو سکتی، کرتے رہتے تھے انھیں دونوں کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

وَدَّ كَثِیْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ یَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِیْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

اہل کتاب میں بہتوں نے ان پر حق ظاہر ہو جانے کے بعد اپنے نفسانی حسد کے سبب سے یہ خواہش کی کہ کاش تمھارے ایمان لانے کے بعد تمھیں لوٹا کر کافر بنا دیں۔ پس انھیں چھوڑ دو اور ان سے منہ پھیر لو، یہاں تک کہ اللہ (تعالیٰ) اپنا حکم لائے بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

(۲ : ۱۰۹)

اہل نجران اور یہودی علماء

ابن اسحٰق نے کہا: جب نجران کے نصاریٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو ان کے پاس یہودی علماء بھی پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دونوں گروہوں (یہود و نصاریٰ) میں جھگڑا ہوا تو رافع بن حریملہ نے نصاریٰ

سے کہا: تم کسی ٹھیک بات پر قائم نہیں ۔ نیز اس نے عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کر دیا ، نجران کے نصرانیوں میں سے ایک شخص نے یہود سے کہا: تم کسی صحیح بات پر قائم نہیں اور اس نے موسیٰ علیہ السلام کی نبوّت اور تورات کا انکار کر دیا ، اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق ان دونوں کے اقوال (بطور نقل) نازل فرمائے ۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۠ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ○ (۲ : ۱۱۳)

اور یہود نے کہا کہ نصاریٰ کسی (صحیح) چیز پر نہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ یہود کسی (صحیح) چیز پر نہیں حالانکہ وہ (دونوں گروہ اپنی اپنی) کتاب پڑھتے ہیں ، اسی طرح ان لوگوں نے بھی انھیں کی سی بات کہہ دی جو (کچھ بھی) نہیں جانتے ۔ پس اللہ قیامت کے روز ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا جس میں وہ باہم اختلاف کیا کرتے تھے ۔

یعنی ہر گروہ اپنی کتاب میں اس بات کی سچائی کے متعلق پڑھتا رہتا ہے جس کا وہ انکار کرتا ہے یعنی یہود عیسیٰ (علیہ السلام) کا انکار کرتے ہیں ، حالانکہ ان کے پاس تورات ہے ، جس میں وہ معاہدہ جو موسیٰ علیہ السلام کی زبانی عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ان سے لیا تھا ، موجود ہے ، انجیل میں موسیٰ علیہ السلام اور ان کی توراۃ کی تصدیق کا معاہدہ بھی موجود ہے ، جو وہ اللہ کے پاس سے لائے تھے ۔ ہر گروہ اس چیز سے انکار کرتا ہے ، جو اس کے مخالف کے ہاتھ میں ہے ۔

یہود کا زعم باطل

رافع بن حریملہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے کہا: اے محمدؐ! اگر آپ اللہ کی جانب سے بھیجے ہوئے ہیں جیسا کہ آپ دعویٰ کرتے ہیں تو اللہ سے کہیے ، وہ ہم سے خوب باتیں کرے کہ ہم اس کی باتیں سنیں ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق اپنا قول نازل فرمایا :

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ۭ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ۭ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ○ (۲ : ۱۱۸)

اور جو لوگ علم نہیں رکھتے ، انھوں نے کہا: اللہ ہم سے باتیں کیوں نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی (کیوں نہیں) آتی ۔ جو لوگ ان سے پہلے تھے ، انھوں نے بھی انھیں کی سی باتیں کیں ۔ ان کے دل ایک دوسرے کے سے ہو گئے ہیں ہم نے تو یقین رکھنے والوں کے لیے کھلی کھلی نشانیاں پیش کر دی ہیں ۔

عبداللہ بن صوریا الاعور الفطیونی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: سیدھی راہ تو وہی ہے، جس پر ہم ہیں۔ اے محمدؐ ! ہماری پیروی کیجیے۔ آپ بھی سیدھی راہ پر لگ جائیں گے۔

نصاریٰ کا زعم باطل

نصاریٰ نے بھی اسی طرح کہا تو اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن صوریا اور نصاریٰ کی باتوں کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (۲ : ۱۳۵)

اور انھوں نے کہا: یہودی ہو جاؤ یا نصاریٰ تو سیدھی راہ پر لگ جاؤ گے (اے نبی)، تو کہہ دے بلکہ ہم نے تو ملت ابراہیمؑ اختیار کر لی ہے جو) یک سُو تھے، اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے پورا قصہ اپنے اس قول تک بیان فرمایا:

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْــَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (۲ : ۱۴۱)

وہ ایک جماعت تھی، جو گزر گئی، اسے وہ (ملے گا) جو اس نے کمایا اور تمھیں وہ (ملے گا) جو تم نے کمایا اور جو کچھ وہ کرتے تھے، اس کے متعلق تم سے سوال نہ کیا جائے گا۔

باب ۸۵

تحویل قبلہ اور یہود کی سفاہتیں

یہود کی حیلہ گری

ابن اسحاق نے کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ تشریف لائے ہوئے، سترھواں مہینا شروع ہو چکا تھا، یعنی ماہ رجب، جب قبلہ کی تحویل شام کی سمت سے کعبے کی سمت ہوئی تو رفاعہ بن قیس، قردم بن عمرو، رافع بن ابی رافع، کعب بن اشرف اور اس کا حلیف حجاج بن عمرو، ربیع بن الربیع بن ابی الحقیق اور اس کا بھائی کنانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اے محمدؐ! آپ جس قبلے پر تھے، اس سے کس چیز نے آپ کو پھیر دیا۔ آپ کا دعویٰ تو یہ ہے کہ آپ ملتِ ابراہیمی اور دین ابراہیمی پر ہیں۔ آپ جس قبلے پر تھے اس پر لوٹ آئیں، ہم آپ کی پیروی کریں گے اور آپ کو سچا مان لیں گے (حقیقت یہ ہے کہ) وہ آپ کو دین حق سے برگشتہ کر دینا چاہتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق یہ آیتیں نازل فرمائیں:

سَیَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِیْ كَانُوْا عَلَیْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ ؕ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَ یَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا ؕ وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَیْهَاۤ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰی عَقِبَیْهِ ؕ

عنقریب لوگوں میں سے بے وقوف کہیں گے کہ کس چیز نے انھیں ان کے اس قبلے سے پھیر دیا جس پر وہ تھے کہ مشرق و مغرب اللہ ہی کے ہیں۔ وہ جسے چاہتا ہے، سیدھی راہ بتا دیتا ہے اور اسی طرح ہم نے تمھیں بہترین جماعت بنایا کہ تم لوگوں کے لیے گواہ بنو اور رسول تمھارے لیے گواہ بنے اور جس قبلے پر تُو تھا، وہ تیرے لیے ہم نے صرف اس لیے مقرر کیا تھا کہ جو رسول کی پیروی کرتا ہے اُسے اس شخص سے ممتاز کریں جو اپنی ایڑیوں کی جانب لوٹ جاتا ہے۔

یعنی آزمائش اور امتحان کے طور پر ایسا کیا:

وَ اِنْ كَانَتْ لَكَبِیْرَةً اِلَّا عَلَی الَّذِیْنَ

اور اگرچہ یہ بڑی (بھاری) بات تھی، مگر ان لوگوں

هَدَى اللّٰهُ ؕ — پر کوئی بھاری بات نہ تھی جنھیں اللہ نے سیدھی راہ دکھا دی ہے۔

(۲ : ۱۴۳)

یعنی جنھیں، آزمائش سے گزرنے اور امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کی راہ بتا دی اور انھیں اللہ نے ثابت قدم رکھا۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ — اور اللہ ایسا نہیں کرتا کہ تمھارا ایمان برباد کرے۔

(۲ : ۱۴۳)

یعنی پہلے قبلے کے متعلق تمھارا ایمان، نبی کی تصدیق، دوسرے قبلے کے باب میں نبی کی پیروی اور اس سلسلے میں نبی کی اطاعت (غرض کوئی نیکی بھی برباد نہ ہوگی) بلکہ اللہ تمھیں اجر عنایت فرمائے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ — بے شبہہ اللہ لوگوں پر مہربانی کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

(۲ : ۱۴۳)

نحوہ و طلب حکم الٰہی

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ (۲ : ۱۴۴)

آسمان کی جانب تیرے چہرے کے بار بار پھرنے کو ہم دیکھ رہے ہیں، پس بے شبہہ ہم تجھے اسی قبلے کی جانب پھیر دیں گے، جسے تو پسند کرتا ہے، پس (اب تو) اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کر دے، اور (اے محمد کی اُمت والو) تم جہاں کہیں رہو، اپنے چہرے اسی کی جانب کر دو۔

ابن ہشام نے کہا: کہ شطرہ کے معنی نحوہ و قصدہ کے ہیں یعنی اس کی جانب، عمرو بن احمر الباہلی نے ایک اونٹنی کا بیان کرتے ہوئے کہا ہے، اور باہلہ یعصر بن سعد بن قیس بن عیلان کا بیٹا تھا:

تَعْدُو بِنَا شَطْرَ جَمْعٍ وَهِيَ عَاقِدَةٌ ۔۔۔ قَدْ كَارَبَ الْعَقْدُ مِنْ اِيْفَادِهَا الْحَقَبَا

وہ (اونٹنی) ہمیں لیے ہوئے مزدلفہ کی جانب تیز چلی جا رہی ہے حالانکہ دُم دبائے ہوئے ہے اور اس کی گرم رفتاری کے سبب سے دبی ہوئی دُم تنگ کے نیچے تک پہنچنے کے قریب ہو گئی ہے۔

یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے:

اور قیس بن خویلد الہذلی نے اونٹنی کے وصف میں کہا ہے:

إِنَّ النَّعُوسَ بِهَا دَاءٌ مُخَامِرُهَا فَشَطْرُهَا نَظَرُ الْعَيْنَيْنِ مَحْسُودُ

نعوس (اونٹنی کا نام ہے اکو (رگ رگ) میں پھیل جانے والی بیماری ہے، اس لیے اس کی جانب آنکھوں کا دیکھنا تھکا دینے والا ہے، یعنی سفر کے طے کرنے کی اُمید نہ کرنا چاہیے۔

ابن ہشام نے کہا: کہ نعوس اس کی اونٹنی کا نام ہے، اس لیے اس نے اس کو تھکی نظروں سے دیکھا محسور بمعنی حسیر۔ قرآن مجید میں ہے۔

نفسانی خواہشات کی پیروی

فرمایا:

وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَا اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

(الٰی قولہ تعالیٰ)

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝

(۲: ۱۴۴ - ۱۴۷)

اور بے شک جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے یقیناً جانتے ہیں کہ وہ (تحویل قبلہ) حق ہے ان کے پروردگار کی جانب سے ہے اور جو کام وہ کر رہے ہیں، اللہ اس سے غافل نہیں اور اگر تو ان لوگوں کے پاس جنہیں کتاب دی گئی ہے، ہر طرح کی نشانی لائے تو وہ تیرے قبلے کی پیروی نہ کریں گے اور تو بھی ان کے قبلے کی پیروی کرنے والا نہیں اور ان میں کے بعض افراد بھی دوسرے بعض افراد کے قبلے کی پیروی کرنے والے نہیں اور تیرے پاس جو علم آچکا ہے، اس کے بعد بھی اگر تُو نے ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو بے شبہ تو ظالموں میں سے ہو گا (اللہ تعالیٰ کے اس قول تک) اور بے شبہ وُہ حق ہے تیرے پروردگار کی جانب سے، اس لیے تُو شک کرنے والوں میں سے ہرگز نہ ہو۔

سچّی باتوں کا اخفاء

بنی سلمہ والے معاذ بن جبل، بنی اشہل والے سعد بن معاذ اور بلحارث بن الخزرج والے خارجہ بن زید نے علماء یہود کی ایک جماعت سے بعض ایسے مسائل کے متعلق پوچھا، جو توراۃ میں ہیں تو انھوں نے وہ مسائل چھپائے اور ان کے متعلق کچھ بتانے سے انکار کیا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ۝

(۲ : ۱۵۹)

بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں ان کھلی باتوں اور (ایسی) ہدایت کو جو ہم نے اتاری ہے، بعد اس کے کہ ہم نے اسے لوگوں کے لیے کتاب میں بیان (بھی) کر دیا ہے وہی ہیں جن پر اللہ ملامت فرماتا ہے اور جو لوگ ملامت کرنیوالے ہیں وہ (سب) ان پر ملامت کرتے ہیں۔

دعوتِ حق کا جواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اہلِ کتاب یہود کو اسلام کی دعوت دی۔ انھیں اس کی رغبت دلائی اور اللہ کے عذاب و سزا سے ڈرایا تو رافع بن خارجہ اور مالک بن عوف نے کہا: اے محمدؐ! ہم آپ کی بات نہ مانیں گے، بلکہ ہم تو اسی (روش) کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے بزرگوں کو پایا ہے، کیونکہ وہ زیادہ جاننے والے اور ہم سے بہتر تھے، اللہ عزّ وجلّ نے ان کے اقوال سے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۝

(۲ : ۱۷۰)

اور جب ان سے کہا گیا کہ اللہ نے جو (کلام) نازل فرمایا ہے، اس کی پیروی کرو تو انھوں نے کہا (نہیں)، بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے، جس پر ہم نے اپنے بزرگوں کو پایا ہے اور اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ بھی عقل نہ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت پائے (ہوئے) ہوں۔

انکار پر اصرار

جب جنگ بدر کے روز اللہ تعالیٰ نے قریش پر مصیبت ڈھائی اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ تشریف لائے تو آپ نے یہود کو سوق بنی قینقاع میں جمع کیا اور فرمایا:

يَا مَعْشَرَ يَهُودَ وَأَسْلِمُوا قَبْلَ أَنْ يُصِيبَكُمُ اللَّهُ بِمِثْلِ مَا أَصَابَ بِهِ قُرَيْشًا۔

اے گروہ یہود! اسلام اختیار کر لو، اس سے پہلے کہ اللہ تم پر بھی ویسی (ہی) مصیبت ڈالے، جیسی قریش پر ڈالی۔

انھوں نے آپ سے کہا: اے محمدؐ! آپ اس بھلاوے میں نہ رہیں کہ آپ نے قریش کی ایک (ایسی) جماعت کو قتل کر ڈالا، جو ناتجربہ کار تھی اور جنگ کرنا نہ جانتی تھی۔ واللہ! اگر ہم سے جنگ کروگے تو معلوم ہوگا کہ ہم خاص قسم کے لوگ ہیں اور ہم سا کوئی نہیں ملا۔ اللہ تعالیٰ نے اس قول کے متعلق یہ آیتیں نازل فرمائیں:

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَ
تُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝
قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ
الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ
مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ
بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝

(۳ : ۱۳)

(اے نبی) جن لوگوں نے کفر کیا ان سے کہدے کہ بہت جلد تم لوگ مغلوب کیے جاؤ گے اور جہنم کی طرف جمع کیے جاؤ گے اور وہ بہت بُرا فرش ہے، بے شبہ تمھارے لیے ایک نشانی تھی دو جماعتوں میں جو ایک دوسری سے متقابل ہوئیں۔ ایک جماعت اللہ کی راہ میں جنگ کر رہی ہے اور دوسری کافر ہے۔ تم انھیں ان کا دونا دیکھ رہے تھے (اور یہ کچھ خیالی بات نہ تھی بلکہ، آنکھوں دیکھا معاملہ تھا) اور اللہ اپنی مدد سے جس کی تائید چاہتا ہے، کرتا ہے۔ بے شبہ اس میں بصیرت والوں (دیکھنے والوں) کے لیے عبرت ہے۔

کتاب اللہ سے اعراض

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہود کی درسگاہ میں جہاں تورات پڑھائی جاتی تھی، تشریف لے گئے۔ وہاں (یہود کی) ایک جماعت موجود تھی جسے اللہ کی طرف بلایا۔ النعمان بن عمرو اور الحارث بن زید نے آپ سے پوچھا:

اے محمد! آپ کس دین پر ہیں؟ فرمایا: عَلٰى مِلَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَدِيْنِهٖ (ملت ابراہیمؑ اور دینِ ابراہیم پر ہوں)۔

ان دونوں نے کہا کہ ابراہیمؑ تو یہودی تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا فَهَلُمَّ اِلَى التَّوْرٰىةِ فَهِيَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ (اچھا تورات میرے سامنے لاؤ، وہ ہمارے اور تمھارے درمیان فیصلہ کرے گی)۔

انھوں نے اس سے انکار کیا، تو اللہ نے ان کے متعلق یہ آیتیں نازل فرمائیں:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا
مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ
اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ
مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا
مَّعْدُوْدٰتٍ ۠ وَغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ
مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

کیا تو نے ان لوگوں کی حالت نہیں دیکھی جنھیں کتاب میں سے کچھ حصہ دیا گیا ہے؟ وہ اللہ کی کتاب کی جانب بلائے جاتے ہیں تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے پھر (بھی) ان کی ایک جماعت روگردانی کرتی ہے اور وہ ہیں ہی روگرداں۔ یہ حالت اس وجہ سے ہے کہ انھوں نے کہہ دیا، بجز چند دنوں کے ہمیں آگ ہرگز نہیں چھوئے گی اور جو جھوٹے الزام وہ دیا کرتے

(۳ : ۲۲-۲۴)

تھے، اس نے انھیں ان کے دین کے متعلق دھوکے میں ڈال دیا۔

ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی

یہود کے علماء اور نجران کے نصاریٰ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور آپس میں جھگڑنے لگے تو یہود کے علماء نے کہا ابراہیمؑ تو یہودی تھے، نجران کے نصاریٰ نے کہا: نہیں، ابراہیم نصرانی تھے۔ اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:

يَاأَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنْزِلَتِ التَّوْرَاةُ وَالْإِنْجِيلُ إِلَّا مِنْ بَعْدِهِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ هَا أَنْتُمْ هَٰؤُلَاءِ حَاجَجْتُمْ فِيمَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا ۗ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ۝

(۳ : ۶۴-۶۸)

(اے نبی کہہ دے) اے اہل کتاب! تم ابراہیمؑ کے متعلق کیوں جھگڑتے ہو، حالانکہ تورات و انجیل نہیں اتاری گئی، مگر اس کے بعد تو کیا تم عقل نہیں رکھتے؟ دو دیکھو (یہ) تم لوگ (وہی ہو) کہ جس میں تمھیں (کچھ) علم تھا، اس میں جھگڑ ہی چکے۔ پھر ایسی چیز میں تم کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمھیں کچھ علم نہیں؟ اور حقیقت (تو) اللہ (ہی) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ابراہیمؑ نہ (تو) یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ یکسوئی رکھنے والے فرمانبردار (بندے) تھے اور شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے بیشک لوگوں میں ابراہیمؑ سے زیادہ قریب وہ لوگ (تھے) جنھوں نے ان کی پیروی کی اور یہ نبی اور وہ لوگ جو (ان پر) ایمان لائے ہیں اور اللہ (تو) ایمانداروں (ہی) کا مربی ہے۔

تلبیس الحق بالباطل

عبداللہ بن صیف، عدی بن زید اور الحارث بن عوف نے ایک دوسرے سے کہا: کہ آؤ محمدؐ اور اس کے ساتھیوں پر جو چیز اتری ہے، اس پر صبح کو ایمان لائیں اور شام کے وقت اس کا انکار کر دیں تاکہ ان کے لیے دین میں شبہات پیدا ہو جائیں یہ اس لیے کہ وہ بھی ایسا ہی کریں، جیسا ہم کر رہے ہیں اور وہ اپنے دین سے پلٹ جائیں تو اللہ تعالے نے ان کے بارے میں (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:

يَاأَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ

اے کتاب والو! تم حق کو باطل سے کیوں گڈمڈ

بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَأَنْتُمْ
تَعْلَمُونَ ۝ وَقَالَتْ طَّائِفَةٌ مِّنْ
أَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ
عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ
وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ
يَرْجِعُوْنَ ۝ وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ
تَبِعَ دِيْنَكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى
هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ
مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ
عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ
بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ
وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

(۳ : ۷۳)

کرتے ہو؟ تم جان بوجھ کر حق کو کیوں چھپاتے ہو؟
اہل کتاب کے ایک گروہ نے کہا جو لوگ ایمان لائے
ہیں، ان پر جو چیز اتاری گئی ہے، اسے دن کے ابتدائی
حصے میں مان لو اور آخری حصے میں انکار کردو، شاید
کہ وہ (اپنے دین سے) پلٹ جائیں اور (حقیقت میں)
اس شخص کے سوا، جو تمہارے دین کی پیروی کرے
(کسی اور کو) نہ مانو (اے نبیؐ) کہہ دے کہ بے شک
ہدایت تو اللہ کی ہدایت ہے (اور اس بات کو بھی نہ مانو)
کہ کسی کو ویسی چیز دی گئی، جو تمہیں دی گئی ہے یا وہ
تمہارے پروردگار کے پاس تم پر حجت میں غالب
ہو جائیں گے (اے نبی) کہہ دے کہ فضل اللہ (ہی)
کے ہاتھ میں ہے، وہ جس کو چاہتا ہے، دیتا ہے،
اور اللہ وسعت والا اور (ہر شخص کی قابلیتوں کو)
جاننے والا ہے۔

باب ۸۶

فتنہ انگیزیاں اور تفرقہ پردازیاں

شیطانی وسوسے

جب یہود کے علماء اور نجران کے نصاریٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور آپ نے انھیں اسلام کی دعوت دی تو ابونافع القرظی نے کہا: اے محمدؐ! کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح نصاریٰ عیسیٰؑ بن مریمؑ کی پرستش کرتے ہیں، ہم بھی آپ کی پرستش کریں؟ نجران والے نصرانیوں میں سے ایک شخص الربیس نامی نے کہا: (اور بعض روایتوں میں الریس اور الرئیس بھی ہے) اے محمدؐ! کیا آپ یہی چاہتے ہیں اور اسی (اعتقاد) کی طرف ہمیں بلاتے ہیں؟ یا جس طرح اس نے کہا:

مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ اَعْبُدَ غَيْرَ اللّٰهِ اَوْ اٰمُرَ بِعِبَادَةِ غَيْرِهٖ فَمَا بِذٰلِكَ بَعَثَنِي اللّٰهُ وَلَا اَمَرَنِي (او کما قال)

(میں) اللہ کی پناہ (مانگتا ہوں) اس بات سے کہ غیر اللہ کی عبادت کروں یا اس کے غیر کی عبادت کا حکم دوں نہ اللہ نے مجھے اس (عقیدے) کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے (اور) نہ اس نے مجھے اس کا حکم فرمایا ہے (یا آپ نے جس طرح فرمایا)۔

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے اقوال کے متعلق فرمایا:

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝ (۳: ۷۹)

(یہ بات) کسی بشر کو زیبا نہیں کہ اللہ کتاب اور حکمت اور نبوت عنایت فرمائے، پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے پرستار بن جاؤ، لیکن (اس کا یہ کہنا ٹھیک ہے کہ) تم لوگ علماء و فقہاء اور سادات بن جاؤ، اس سبب سے کہ تم کتاب کی تعلیم دیتے اور تعلیم حاصل کرتے رہتے ہو۔

تشریح الفاظ

ابن ہشام نے کہا: کہ ربانیین کے معنی ہیں، عالم، فقیہہ اور سردار اور اس کا واحد ربانی ہے۔ شاعر نے کہا ہے:

لَوْ كُنْتُ مُرْتَهِنًا فِي الْقَوْسِ أَفْتَنَنِي ... مِنْهَا الْكَلَامُ وَرَبَّانِيَّ أَحْبَارِ

اگر میں کسی تارک الدنیا راہب کی خانقاہ میں مقیم ہوتا تو بھی اس محبوبہ کی باتیں
مجھے اور اس راہب فقیہ و عالم کو بھٹکا دیتیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ قوس کے معنی راہب کی خانقاہ کے ہیں اور افتننی بنی تمیم کی زبان ہے اور بنی قیس فتننی کہتے ہیں۔ جریر نے کہا:

لَا وَصْلَ إِذْ صَرَمَتْ هِنْدٌ وَلَوْ وَقَفَتْ ... لَاسْتَنْزَلَتْنِي وَذَا الْمِسْحَيْنِ فِي الْقَوْسِ

جب ہند جدا ہو گئی تو (اس سے ملنے کا کوئی موقع) نہ رہا اور اگر (وہ) ٹھہرتی تو
مجھے اور موٹے کپڑے پہن کر خانقاہ میں رہنے والے کو بھی (اپنے) مقام سے،
اتار لیتی (یعنی زہد و تقویٰ چھڑا دیتی)۔

(قوس، یعنی راہب کی خانقاہ اور ربانی رب سے مشتق ہے جو سید کے معنی میں ہے اللہ کی کتاب میں ہے: فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا (وہ اپنے سردار کو شراب پلائے گا)۔

فرمایا:

وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيِّيْنَ أَرْبَابًا ۗ أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۞ (۳ : ۸۰)	اور وہ تمہیں حکم نہ دے گا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو ارباب بنالو۔ کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دے گا، اس کے بعد کہ تم مسلمان ہو چکے ہو؟

تصدیق کا عہد

ابن اسحاق نے کہا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس عہد کا ذکر فرمایا، جو ان سے اور ان کے انبیاء سے لیا تھا یعنی یہ کہ جب آپ ان کے پاس تشریف لائیں تو وہ آپ کی تصدیق کریں اور اپنے آپ پر لازم ہونے کا جو اقرار انھوں نے کیا تھا، اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيِّيْنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتَابٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۗ قَالَ ءَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلٰى	(وہ وقت یاد کرو) جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ میں نے جو تمہیں کتاب اور حکمت دی ہے (اس شرط سے کہ اس کے بعد) پھر تمہارے پاس کوئی ایسا رسول آئے جو اس (کتاب و حکمت) کی تصدیق بھی کرنے والا ہو، جو تمہارے ساتھ ہے تو ضرور تم اس پر

ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ (۳ : ۸۱)

ایمان لاؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے ، فرمایا ، کیا تم نے قبول کیا اور اس شرط پر میرے (اس عہد کا) بار اٹھا لیا ؟ انھوں نے کہا ہم نے قبول کیا ، فرمایا : تم (ایک دوسرے کے بارے میں ، گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں (آخر بیان تک)۔

انصار میں تفرقے کی کوشش

ابن اسحاق نے کہا : شاس بن قیس ، بہت بوڑھا اور کفر کا سرگروہ تھا ، مسلمانوں سے سخت کینہ و حسد رکھتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی ایک مجلس سے اس کا گزر ہوا ، جس میں اوس و خزرج کے لوگ ایک جگہ بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے ۔ جاہلیت کے زمانے میں ان کے درمیان سخت عداوت تھی ۔ اب اسلام کی برکت سے ان میں محبت و الفت اور خوشگوار تعلقات دیکھی تو جل گیا اور کہا بنی قیلہ کے سردار ان شہروں میں اکٹھے ہو گئے ہیں ۔ واللہ ان کے سرداروں کے اس مقام پر اجتماع سے ہمیں تو چین نہ آئے گا ، یہود کے ایک کم سن نوجوان کو حکم دیا اور کہا : ذرا ان کی طرف توجہ کر ، ان سے مل جل کر بیٹھ ، جنگ بعاث اور اس سے پہلے کے واقعات کا تذکرہ ان سے کیا کر اور انھیں وہ اشعار سنا ، جو انھوں نے ایک دوسرے کے مقابلے میں کہے تھے ۔ جنگ بعاث وہ جنگ تھی جس میں اوس و خزرج ایک دوسرے سے لڑے تھے اور اس میں خزرج پر اوس کو فتح حاصل ہوئی تھی ، اس زمانے میں اوس کا سردار ابو اُسید بن حضیر بن سماک الاشہلی اور خزرج کا سردار عمرو بن نعمان البیاضی تھا ، یہ دونوں مارے گئے ۔

ابن ہشام نے کہا کہ جنگ بعاث کا جتنا ذکر میں نے کیا ، اس کے حالات اس سے بہت زیادہ ہیں پورے حالات بیان کرنے میں وہی مصلحت مانع ہے ، جس کا ذکر پہلے کر چکا ہوں یعنی سیرۃ نبوی میں انقطاع کا اندیشہ ہے ، جس کا ذکر کر دیا ہے ۔

اوس و خزرج میں ہنگامہ

ابن اسحاق نے کہا : اس (یہودی نوجوان) نے ویسا ہی کیا اسی وقت ان لوگوں میں تو تو میں میں ہونے لگی ، کشمکش شروع ہو گئی ، فخر و مباہات کا سلسلہ جاری ہو گیا ، نوبت یہاں تک پہنچی کہ دونوں قبیلوں میں سے ایک ایک شخص حملے کے لیے نیم استادہ ہو گیا ، اوس میں سے بنی حارثہ بن الحارث کا اوس بن قیظی نامی اور خزرج میں سے بنی سلمہ میں کا خبار بن صخر نامی ، یہ دونوں ایک دوسرے سے الجھنے لگے ۔ پھر ان میں سے ایک نے اپنے مقابل والے سے کہا : اگر تم چاہو تو ابھی اس جنگ کی پھر ابتدا کریں ۔ غرض دونوں جماعتیں غصے میں بھر گئیں اور انھوں نے

کہا، اچھا تمہارے اپنے مقابلے کے لیے یہ سیاہ پتھریلا مقام (الحرہ) ہم نے مقرر کر دیا۔ ہتھیار لاؤ، ہتھیار لاؤ کا شور مچ گیا اور وہ سب کے سب اس میدان کی جانب نکل کھڑے ہوئے۔ اس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے اپنے ساتھ کے مہاجرین صحابہؓ کو لیا اور ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰہَ اَللّٰہَ، اَبِدَعْوَی الْجٰہِلِیَّۃِ وَ اَنَا بَیْنَ اَظْہُرِکُمْ بَعْدَ اَنْ ہَدَاکُمُ اللّٰہُ لِلْاِسْلَامِ وَ اَکْرَمَکُمْ بِہٖ وَقَطَعَ بِہٖ عَنْکُمْ اَمْرَ الْجَاہِلِیَّۃِ وَ اسْتَنْقَذَکُمْ بِہٖ مِنَ الْکُفْرِ وَ اَلَّفَ بِہٖ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ۔

اے گروہ مسلمین! خدا سے ڈرو، خوفِ خدا کرو، کیا جاہلیت کے دعووں پر لڑے پڑتے ہو؟ حالانکہ میں تم میں موجود ہوں؛ تمہیں اللہ نے اسلام کی ہدایت دی، عزت بخشی اور اس اسلام کے ذریعے سے جاہلیت کی باتیں تم سے الگ کر دیں اور اس کے ذریعے سے تمہیں کفر سے نجات دلائی اور تمہارے دلوں کے درمیان الفت پیدا کر دی۔

پس ان لوگوں نے سمجھ لیا کہ وہ ایک شیطانی جھگڑا تھا، دشمن کی ایک چال تھی، وہ رو پڑے اور اوس و خزرج کے افراد ایک دوسرے سے گلے ملنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور اطاعت کی اور آپ کے ہمراہ وہاں سے واپس چلے آئے۔

قرآن مجید کی شہادت

اللہ کے دشمن شاس بن قیس کی چال سے جو آگ بھڑک اٹھی تھی اس کو اللہ نے بجھا دیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی چال بازی کے متعلق یہ آیتیں نازل فرمائیں:

قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ۖ وَاللّٰہُ شَہِیْدٌ عَلٰی مَا تَعْمَلُوْنَ ۝ قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَہَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُہَدَآءُ ۭ وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (۳: ۹۹)

(اے محمدؐ!) کہہ دے، اے اہل کتاب! اللہ کی آیتوں کا تم کیوں انکار کرتے ہو، حالانکہ اللہ نگران ہے ان کاموں کا جو تم کر رہے ہو، اے اہل کتاب! جو لوگ ایمان لائے ہیں، انھیں اللہ کے راستے سے کیوں پھیرتے ہو؟ اور انھیں ٹیڑھا چلانا چاہتے ہو حالانکہ تم گواہ ہو اور اللہ ان کاموں سے غافل نہیں، جو تم کر رہے ہو۔

مسلمانوں کو ہدایت

اوس بن قیظی اور جبار بن صخر اور ان دونوں کی قوم کے ان لوگوں کے متعلق جو ان کے ساتھ تھے اور شاس نے جاہلیت کے واقعات کے ذریعے سے

جو رخنہ اندازی کی تھی، انھوں نے اسی کے سبب سے مذکورہ کارروائی کی، ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِیْعُوْا فَرِیْقًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ یَرُدُّوْکُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ کٰفِرِیْنَ ۝ وَکَیْفَ تَکْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ اٰیٰتُ اللّٰہِ وَفِیْکُمْ رَسُوْلُہٗ ؕ وَمَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ھُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ الیٰ قولہ وَاُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝

اے وہ لوگو! جو ایمان لاچکے ہو، جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے اگر ان میں کسی جماعت کی بات مانو گے تو وہ تمھیں تمھارے ایمان کے بعد کفر کی حالت میں لوٹا لیں گے اور تم کس طرح کفر اختیار کرتے ہو، حالانکہ تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم میں اس کا رسول (موجود) ہے اور جس شخص نے اللہ کے دامن کو پکڑ لیا بے شبہہ سیدھی راہ کی جانب اس کی رہنمائی ہو گئی۔ اے وہ لوگو! جو ایمان اختیار کر چکے ہو، اللہ سے جیسا ڈرنا چاہیے ویسا ڈرو اور نہ مو مگر اس حال میں کہ تم اطاعت گزار رہو (اس کے فرمان تک کہ) ان لوگوں کے لیے بڑا عذاب ہے۔

اہل حق کی تحقیر

ابن اسحٰق نے کہا: جب عبد اللہ بن سلام، ثعلبہ بن سعیۃ، اس کا بھائی اُسید، اسد بن عبید اور ان کے ساتھ یہود کے جن لوگوں نے اسلام اختیار کیا تھا، مسلمان ہوئے ایمان لائے، تصدیق کی، اسلام سے محبت کرنے لگے اور اس میں انھیں رسوخ حاصل ہو گیا تو یہود کے علماء میں سے کافروں نے کہا: محمدؐ پر ایمان لانے والے اور اس کی پیروی کرنے والے ہم میں سے بدترین لوگوں کے سوا اور کوئی نہیں، اگر وہ ہم میں کے بہتر افراد ہوتے تو اپنے باپ دادا کا دین ہی نہ چھوڑتے اور دوسرے دین کی طرف نہ جاتے۔ اللہ نے ان کے اس قول کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

لَیْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اُمَّۃٌ قَآئِمَۃٌ یَّتْلُوْنَ اٰیٰتِ اللّٰہِ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَھُمْ یَسْجُدُوْنَ ۝ (۳ : ۱۱۳)

سب کی حالت ایک سی نہیں۔ اہل کتاب میں ایک گروہ ایسا بھی ہے، جو سیدھی راہ پر جما ہوا ہے، یہ لوگ اللہ کی آیتیں رات کے اوقات میں پڑھتے اور سجدے کرتے رہتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ اناء اللیل کے معنی ساعات اللیل کے ہیں یعنی رات کے اوقات میں اور اس کا واحد انی ہے:

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ (۳:۱۱۴)

وہ لوگ ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے اور اچھی باتوں میں ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہیں اور یہی لوگ نیکوں میں سے ہیں۔

یہود سے رازداری کی ممانعت

ابن اسحاق نے کہا، مسلمانوں کا یہودیوں سے میل جول رہا کرتا تھا، کیونکہ ان کے پڑوس کے تعلقات بھی تھے۔ اور جاہلیت کے عہد و پیمان بھی تھے۔ اللہ نے انھیں رازدار بنانے سے روکنے کے لیے یہ آیتیں نازل فرمائیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ

(۳: ۱۱۸-۱۱۹)

اے وہ لوگو! جنھوں نے ایمان قبول کیا ہے، تم اپنے لوگوں کے سوا دوسروں کو رازدار نہ بناؤ۔ وہ تمہارے درمیان فساد پیدا کرنے میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے ان کی خواہش ہے کہ تم دشواری میں پڑو۔ اب تو خود ان کے منہ سے دشمنی ظاہر ہو چکی ہے اور جو باتیں ان کے دل چھپائے ہوئے ہیں، وہ اس سے بھی بڑی ہیں، ہم نے تمھیں کھلی کھلی علامتیں بتا دی ہیں اگر تم عقل رکھتے ہو (تو سمجھو) یہ تم لوگ تو ان سے محبت رکھتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں رکھتے اور تم تو مکمل جنس کتاب پر ایمان رکھتے ہو۔

یعنی تم ان کی کتاب کو بھی مانتے ہو، اپنی کتاب کو بھی اور ان تمام کتابوں کو بھی، جو اس سے پہلے گزر چکی ہیں، وہ لوگ تمہاری کتاب کا انکار کرتے ہیں، اس لیے تمھیں ان سے دشمنی رکھنا بہ نسبت ان کے تم سے دشمنی رکھنے کے زیادہ سزاوار ہے۔

وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ (۳: ۱۱۹)

اور جب انھوں نے تم سے ملاقات کی تو کہا ہم نے ایمان قبول کر لیا ہے اور جب وہ تنہائی میں گئے تو تم پر غصے کے سبب انگلیاں کاٹنے لگے (اے مخاطب) کہہ دے کہ تم اپنے غیظ و غضب ہی میں مر جاؤ (آخر تک)

فخاص یہودی کی جسارت

کہا: ابو بکر صدیق ہ یہود کے پاس ان کی درسگاہ میں گئے تو دیکھا کہ بہت سے یہودی ایک شخص کے پاس جمع ہیں جس کا نام فخاص تھا۔ وہ ان کے عالموں اور ماہروں میں سے تھا اور اس کے ساتھ ان کے عالموں میں سے ایک اور عالم اشیع بھی۔ ابو بکر رض نے فخاص سے کہا: افسوس، فخاص! اللہ سے ڈر اور اسلام اختیار کر کیونکہ واللہ تم اس بات کو جانتا ہے کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلّم یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کی طرف سے حق لے کر آئے ہیں جس کا ذکر تورات و انجیل میں تم لوگ پاتے ہو۔ فخاص نے ابو بکر رض سے کہا: واللہ اے ابو بکر رض! ہمیں اللہ کی کوئی احتیاج نہیں، بلکہ وہی ہمارا محتاج ہے۔ ہم اس کے آگے عاجزی اور زاری نہیں کرتے، جس طرح وہ ہمارے آگے عاجزی اور زاری کرتا ہے۔ ہم اس سے بے نیاز ہیں، وہ ہم سے بے نیاز نہیں۔ اگر وہ بے نیاز ہوتا تو ہم سے ہمارے مال قرض نہ مانگتا، جیسا کہ تمہارے دوست کا دعویٰ ہے۔ ہمیں سود سے منع کرتا ہے اور خود ہمیں سود دیتا ہے۔ اگر وہ ہم سے بے نیاز ہوتا تو سود کیوں دیتا؟[1]

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے شکایت

راوی نے کہا: (یہ سنتے ہی) ابو بکر رض کو غصہ آگیا۔ آپ نے فخاص کے منہ پر زور سے ایک تھپڑ مارا اور فرمایا اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر ہم میں اور تم میں عہد و پیمان نہ ہوتا تو اے اللہ کے دشمن تیرا سر اڑا دیتا پس فخاص رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گیا اور کہا: اے محمدؐ! دیکھیے، آپ کے دوست نے مجھ سے کیسا سلوک کیا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ابو بکر رض سے فرمایا: مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ (جو تم نے کیا، اس کا باعث کیا تھا؟)۔

ابو بکر رض نے عرض کی: اے اللہ کے رسولؐ! اس دشمنِ خدا نے ایک بڑی نازیبا بات کہی، اس نے اس بات کا دعویٰ کیا کہ اللہ ان لوگوں کا محتاج ہے اور یہ لوگ اس سے بے نیاز ہیں۔ جب اس نے یہ بات کہی تو اس کے کہنے سے مجھے برائے خدا غصہ آگیا اور میں نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا۔ فخاص یہ سنتے ہی مکر گیا اور کہا: میں نے ایسا نہیں کہا۔

فخاص کا ردّ

اللہ تعالیٰ نے فخاص کے ردّ اور ابو بکر رض کی تصدیق میں (یہ آیت) نازل فرمائی:

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا	اللہ نے ان (لوگوں) کی بات سن لی ہے جنھوں نے
اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ	کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم بے نیاز ہیں جو کچھ انھوں

[1] فخاص کا اشارہ بظاہر اس طرف ہے کہ یہاں مال خرچ کرنے والوں کے لیے آخرت میں زیادہ مال کا وعدہ ہے۔

مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝

(۳ : ۱۸۱)

نے کہا ہے، ہم اسے اور ان کے انبیاء کے قتل کو ابھی لکھ لیتے ہیں اور (جب جزا کا وقت آئے گا تو) ان سے کہیں گے، جلا دینے والے عذاب کا مزہ چکھو۔

مسلمانوں کو تلقینِ صبر

اور ابوبکرؓ کو اس معاملے میں غصہ آگیا، اس کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝

(۳ : ۱۸۶)

جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے، ان سے اور ان لوگوں سے جنھوں نے شرک کیا ہے، ضرور تمھیں بہت سی تکلیف دہ باتیں سننی ہوں گی اور اگر تم صبر کرو اور احتیاط سے کام لو تو یہ قطعی (مفید) کاموں میں سے ہے۔

یہودیوں کے خصائص

پھر فخاص اور اس کے ساتھی یہود کے علماء کی باتوں کے متعلق ارشاد فرمایا:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۡ فَنَبَذُوْهُ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّھُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

(۳ : ۱۸۷-۱۸۸)

اور (یاد کرو) وہ وقت جب ان لوگوں سے عہد لیا گیا، جنھیں کتاب دی گئی کہ تمھیں لوگوں سے اسے کھلم کھلا ضرور بیان کرنا ہوگا اور اسے تم چھپاؤ گے نہیں تو انھوں نے اسے اپنی پیٹھوں کے پیچھے ڈال دیا اور اس کے بدلے ذرا سی قیمت لے لی تو کس قدر برا تبادلہ ہے، جو وہ کر رہے ہیں۔ جو لوگ خوش ہو رہے ہیں اپنے (اس) کیے پر (کہ انھوں نے تورات کے مضامین اوٹ پٹانگ بیان کر دیے) اور چاہتے ہیں کہ جو کام (اظہارِ حق کا) انھوں نے نہیں کیا، اس کی تعریف کی جائے۔ ان کے متعلق (نیک) خیال نہ کر۔ پس ان کے متعلق یہ خیال نہ کرو وہ عذاب سے چھوٹ جائیں گے حالانکہ ان کے لیے دردناک عذاب (تیار) ہے۔

یعنی فخاص اور اشیع اور ان کے سے علماء یہود نے گمراہی کو لوگوں کے آگے خوشنما بنا کر پیش کیا اور اس کے

عوض کچھ دنیوی فائدہ حاصل کر رہے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ جو کام انھوں نے نہیں کیا اس پر ان کی تعریف کی جائے اور لوگ انھیں عالم کہیں، حالانکہ وہ اہل علم نہیں۔ نہ انھوں نے سیدھے راستے کی جانب لوگوں کی رہنمائی کی نہ وہ خود صحیح راستے پر ہیں، چاہتے یہ ہیں کہ لوگ (ان کی تعریف کرتے ہوئے، کہیں کہ انھوں نے) ایسا اچھا کام) کیا۔

حق وصداقت کے دشمن

بخل کی تلقین

ابن اسحاق نے کہا: کہ کعب بن اشرف کا حلیف کردم بن قیس اور اسامہ بن حبیب نافع بن ابی نافع بحری بن عمرو حیبی بن اخطب اور رفاعہ بن زید بن التابوت انصار کے ان لوگوں کے پاس آیا کرتے تھے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے اصحاب تھے۔ ان سے ان کا میل جول تھا اور انھیں نصیحت کیا کرتے تھے کہ اپنا مال خرچ نہ کیا کرو کیونکہ مال کے جاتے رہنے سے تمھارے محتاج ہو جانے کا خوف ہے۔ مال خرچ کرنے میں جلدی بھی اچھی نہیں، تمھیں کیا خبر کہ آئندہ کیا حالت ہونے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق یہ آیتیں نازل فرمائیں:

اَلَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَیَکْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ۝ (۴ : ۳۷)

جو لوگ (خود) کنجوسی کرتے ہیں اور وہ اور لوگوں کو بھی کنجوسی کا حکم دیتے ہیں اور انھیں اللہ نے جو کچھ اپنے فضل سے دیا ہے، اسے چھپاتے ہیں۔

اخفائے احکام الٰہی

یعنی تورات کے مضامین چھپاتے ہیں جس میں اس بات کی تصدیق ہے جسے محمد صلی اللہ علیہ وسلّم لائے ہیں:

وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا ۝ وَالَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ۝ (الیٰ قولہ) وَکَانَ اللّٰہُ بِھِمْ عَلِیْمًا ۝ (۴ : ۳۸ - ۳۹)

اور ہم نے کافروں کے لیے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو لوگ اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے (اس کے فرمان تک اور اللہ انھیں خوب جاننے والا ہے۔

بد زبانی اور کفر

ابن اسحاق نے کہا: رفاعہ بن زید بن التابوت یہود کے سرداروں میں سے تھا جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے گفتگو کرتا تو زبان توڑ موڑ کر بات چیت کرتا اور کہتا اَرْعِنَا سَمْعَکَ یَا مُحَمَّدُ حَتّٰی نُفْہِمَکَ (اے محمدؐ! ہماری طرف توجہ کیجیے کہ ہم آپ کو سمجھا دیں)۔

پھر اس نے اسلام میں طعنہ زنی اور عیب جوئی شروع کر دی، اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ نازل فرمایا:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يَشْتَرُونَ الضَّلَالَةَ وَيُرِيدُونَ أَن تَضِلُّوا السَّبِيلَ ۝ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَلِيًّا وَكَفَىٰ بِاللَّهِ نَصِيرًا ۝ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَٰكِن لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ (۴: ۴۴-۴۶)

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھیں کتاب میں سے کچھ حصہ ملا ہے۔ وہ گمراہی خریدتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی بھٹک جاؤ اور اللہ تمہارے دشمنوں کو خوب جاننے والا ہے اور اللہ کا سرپرست ہونا بس کرتا ہے اور اللہ کا مددگار ہونا (ہی) کافی ہے جن لوگوں نے یہودیت اختیار کر رکھی ہے، وہ الفاظ کے موقعوں کو بدل دیتے ہیں وہ زبان کو توڑ مروڑ کر ان لفظوں کو بگاڑ دیتے ہیں کہتے ہیں سمعنا وعصینا اسمع غیر مسمع و راعنا[1] اور اگر وہ اس کے بجائے ہم نے سن لیا اور اسی کے موافق کریں گے اور سنیے اور ہماری جانب بھی توجہ دیجیے۔ کہتے تو ان کے لیے بہتر اور درست ہوتا، لیکن اللہ نے کفر کے باعث تھوڑی تعداد کے سوا انھیں سب کو اپنی رحمت سے دور کر دیا پس وہ ایمان سے محروم ہیں۔

کفر پر اصرار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء یہود کے چند سرداروں سے گفتگو فرمائی جن میں سے عبداللہ صوری (یا صوریا)، لاعور اور کعب بن اسد بھی تھے۔ آپ نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ يَهُودَ اتَّقُوا اللَّهَ وَأَسْلِمُوا فَوَاللَّهِ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ إِنَّ الَّذِي جِئْتُكُمْ بِهِ لَحَقٌّ قَالُوا مَا نَعْرِفُ ذَلِكَ يَا مُحَمَّدُ

اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو اور اسلام اختیار کرو کیونکہ واللہ تم ضرور جانتے ہو کہ میں جو چیز لایا ہوں وہ سچی ہے، انھوں نے کہا: اے محمدؐ! ہم اس بات کو نہیں جانتے۔

آخر انھوں نے جو چیز پہچان لی اسی کا انکار کیا اور کفر پر جم گئے تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیت) نازل

[1] وہ بظاہر سمعنا و اطعنا کہتے (یعنی ہم نے سنا اور اطاعت کی) لیکن لفظ اطعنا زبان موڑ کر اس طرح ادا کرتے کہ وہ "عصینا" بن جاتا۔ "اسمع غیر مسمع" کے ایک معنی تو یہ ہیں ہماری بات سنیے خدا آپ کو بری بات نہ سنائے۔ دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ بہرے ہو جاؤ۔ "راعنا" کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ ہماری طرف التفات کیجیے، دوسرے معنی چرواہے کے بھی ہیں۔

فرمائی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝ (۴ : ۴۷)

اے وہ لوگو! جنھیں کتاب دی گئی، ہم نے جو چیز اتاری ہے، اس پر ایمان لاؤ جو تمھارے ساتھ والی چیز کی بھی تصدیق کرنے والی ہے، قبل اس کے کہ ہم چہرے بگاڑ دیں اور انھیں پیٹھوں کی جانب کر دیں یا ان پر ہم ویسا ہی غضب نازل کریں جس طرح شنبہ والوں پر نازل کیا تھا اور حکم خداوند تو ہو کر رہنے والا ہے۔

تشریح الفاظ

ابن ہشام نے کہا کہ نطمس کے معنی تمسح و نسوی کے ہیں یعنی صاف کر دیں اور برابر کر دیں کہ اس میں نہ آنکھ دکھائی دے، نہ ناک، نہ منہ اور نہ چہرے کی اور کوئی چیز نظر آئے اور فطمسنا اعینھم میں بھی یہی معنی ہیں۔ المطموس العین، اس شخص کو کہتے ہیں جس کے دونوں پپوٹوں کے درمیان شگاف نہ ہو اور کہا جاتا ہے طَمَسْتُ الْكِتٰبَ وَالْاَثَرَ فَلَا يُرٰى مِنْهُ شَيْءٌ یعنی میں نے تحریر اور نشان کو مٹا دیا کہ اس میں سے کچھ نظر نہیں آتا۔

مخالف ٹولیاں

ابن اسحٰق نے کہا: قریش غطفان اور بنی قریظہ کے جن لوگوں نے ٹولیاں بنا لی تھیں، وہ حیی بن اخطب، سلام بن ابی الحقیق ابو رافع، الربیع بن ابی الحقیق، ابو عمار، وحوح بن عامر اور ہوذۃ بن قیس تھے۔ وحوح، ابو عمار اور ہوذۃ تو بنی وائل سے تھے اور باقی سب کے سب بنی النضیر سے تھے۔ جب یہ لوگ قریش کے پاس پہنچے تو قریش نے کہا کہ یہ سب یہود کے علماء اور کتاب کا علم رکھنے والے لوگ ہیں۔ ان سے پوچھو کہ تمھارا دین بہتر ہے یا محمد کا دین؟ پوچھا تو انھوں نے کہا تمھارا دین بہتر ہے اور تم لوگ بہ نسبت اس کے (محمد صلعم کے) اور اس کے پیروؤں کے زیادہ صحیح راہ پر ہو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ (۴ : ۵۱)

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا ہے، وہ بت اور شیطان کو مانتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا جس کسی کی پوجا کی جائے اسے عرب جبت اور جو چیز حق سے گمراہ کرے، اسے طاغوت کہتے ہیں۔ جبت کی جمع جبوت اور طاغوت کی جمع طواغیت ہے مجھے ابو نجیح سے روایت پہنچی ہے کہ جبت کے معنی سحر یعنی جادو اور طاغوت کے معنی

شیطان کے ہیں۔

وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَاۤءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ (الی قولہ تعالیٰ) اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَيْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝ (۴: ۵۲-۵۴)

اور ان لوگوں کے متعلق جنھوں نے کفر اختیار کیا ہے، کہتے ہیں وہ ان لوگوں سے، جو ایمان لائے ہیں، زیادہ سیدھی راہ پر ہیں (اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد تک) یا یہ لوگ دوسرے لوگوں پر اس وجہ سے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل میں سے انھیں عنایت فرمایا ہے۔ بے شک ہم نے ابراہیم کی آل کو (بھی) تو کتاب و حکمت اور بڑی حکومت عنایت فرمائی ہے۔

تنزیل سے انکار

ابن اسحاق نے کہا، سکین اور عدی بن زید نے کہا: اے محمدؐ! ہمیں تو اس کا علم نہیں کہ موسیٰ کے بعد کسی بشر پر اللہ نے کوئی چیز اتاری ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اقوال کے متعلق یہ نازل فرمایا:

اِنَّاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ كَمَاۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۝ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ (۴: ۱۶۳-۱۶۵)

(اے محمدؐ) ہم نے تیری طرف ویسی ہی وحی کی جیسی کہ نوحؑ اور اس کے بعد کے نبیوں کی طرف کی اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ اور عیسیٰؑ اور ایوبؑ و یونسؑ و ہارونؑ اور سلیمانؑ کی طرف وحی کی اور داؤدؑ کو ہم نے زبور دی اور بہت سے رسول جن کا بیان ہم نے تجھ سے (اس سے) پہلے کر دیا ہے اور بہت سے رسولوں کا ہم نے تجھ سے تذکرہ نہیں کیا اور موسیٰؑ سے (تو) اللہ نے خوب باتیں کیں رسولوں کو (ہم نے) بشارت دینے والا اور ڈرانے والا (بنا کر بھیجا) تا کہ رسولوں کے بھیجنے کے بعد لوگوں کو اللہ پر کوئی حجت نہ رہے اور اللہ غلبے والا اور حکمت والا ہے۔

اور ان کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپ نے ان سے فرمایا:

اَمَا وَاللّٰهِ اَنَّكُمْ لَتَعْلَمُوْنَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ	سنو! واللہ تم لوگ یہ بات ضرور جانتے ہو کہ میں تمھاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں۔

انھوں نے کہا: ہم یہ بات نہیں جانتے اور نہ اس پر گواہی دیتے ہیں، اس قول کے متعلق اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی:

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ (۴: ۱۶۶)	(تم گواہی نہ دو) لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ جو چیز اس نے تیری طرف اتاری ہے، وہ اپنے علم سے اتاری ہے اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور اللہ کا گواہی دینا (ہی) کافی ہے۔

پتّھر گرانے کی سازش

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی النضیر کے پاس تشریف لے گئے تاکہ بنی عامر کے ان دو شخصوں کا خونبہا وصول کرنے کے لیے مدد حاصل کریں، جنھیں عمرو بن امیہ الضمری نے قتل کر دیا تھا۔ ان کے (بنی النضیر کے) بعض افراد ایک دوسرے سے تنہائی میں ملے تو انھوں نے ایک دوسرے سے کہا: اس وقت محمد جتنا قریب ہے، اتنا قریب تم اسے پھر کبھی نہ پاؤ گے۔ اس لیے کوئی ہے، جو اس گھر پر چڑھ جائے اور کوئی بڑا سا پتّھر اس پر گرا دے؟ وہ ہمارے لیے اس سے راحت کا باعث ہوگا؛ عمرو بن جحاش بن کعب نے کہا: میں یہ کام انجام دیتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ہوگئی تو آپ اس کے پاس سے لوٹ آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے (عمرو بن جحاش کے) اور اس کی قوم کے اس ارادے کے متعلق نازل فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ (۵: ۱۱)	اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ کی وہ نعمت یاد کرو، جب ایک قوم نے ارادہ کیا تھا کہ تمھاری جانب اپنے ہاتھ بڑھائیں تو اس نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیے اور اللہ سے ڈرو اور ایمانداروں کو تو اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعمان بن اضاء، بحری بن عمرو اور شاس بن عدی کے پاس پہنچے تو انھوں نے آپ سے اور آپ نے ان سے گفتگو کی۔ آپ نے انھیں اللہ کی طرف بلایا اور اس کی سزا سے ڈرایا۔ ان لوگوں نے نصاریٰ کے قول کی پیروی کرتے ہوئے کہا: اے محمد! آپ ہمیں کیا ڈراتے ہیں؟ واللہ ہم تو اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق نازل فرمایا:

اللہ کے پیارے ہونے کا دعویٰ

فرمایا:

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ ۚ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ ۖ بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ مِمَّنْ خَلَقَ ۚ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ○

(۵ : ۱۸)

اور یہودیوں اور نصرانیوں نے کہا، ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں (اے نبی تم) کہہ، پھر وہ تمھیں تمھارے گناہ کی سزا کیوں دیتا ہے؟ (تم اس کے بیٹے نہیں) بلکہ ان آدمیوں میں سے ہو جو اس نے پیدا کیے ہیں، وہ جسے چاہتا ہے، بخش دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے، سزا دیتا ہے۔ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے (سب) اللہ کی ملک ہے اور اسی کی جانب لوٹنا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو اسلام کی دعوت دی، اس کی جانب رغبت دلائی اور اللہ کی غیرت اور اس کی سزا سے ڈرایا تو انھوں نے آپ کی بات ماننے سے انکار کیا اور جو چیز آپ لائے تھے، اسے نہ مانا۔ معاذؓ بن جبل، سعد بن عبادہؓ اور عقبہؓ بن وہب نے کہا: اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو۔ واللہ! بے شک تم لوگ جانتے ہو کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ کے مبعوث ہونے سے پہلے ہم سے آپ کا ذکر کیا کرتے تھے اور آپ کے صفات بتاتے تھے۔ رافع بن حریملہ اور وہب بن یہوذا نے کہا: یہ بات تو ہم نے تم سے نہیں کہی، نہ اللہ نے موسیٰؑ کے بعد کوئی کتاب نازل فرمائی اور نہ ان کے بعد کوئی بشارت دینے اور ڈرانے والا بھیجا۔ اللہ نے ان اقوال کے متعلق فرمایا:

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَىٰ فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ أَنْ تَقُولُوا مَا جَاءَنَا مِنْ بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ ۖ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○

(۵ : ۱۹)

اے اہل کتاب! تمھارے پاس ہمارا رسول آچکا ہے۔ رسولوں کی (آمد کی) سست رفتاری (کے زمانہ) میں وہ تمھارے لیے (ہمارے احکام) بیان کرتا ہے تاکہ تمھیں یہ عذر نہ رہے (کہ کہنے لگو) ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے اور ڈرانے والا نہیں آیا۔ پس اب تمھارے پاس خوشخبری دینے اور ڈرانے والا آچکا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

اس کے بعد حضرت موسیٰؑ کے واقعات بیان فرمائے۔ حضرت کو ان سے جو تکلیفیں پہنچی تھیں، انھوں نے

جو عہد شکنیاں کی تھیں اور احکامِ الٰہی کو رد کیا تھا، کھول کر بتایا۔ پاداش میں وُہ چالیس سال تک بھٹکتے پھرے۔

حکم رجم اور رسول اللہ صلعم سے رجُوع

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے ابن شہاب الزہری نے بیان کیا کہ انھوں نے مزینہ کے ایک علم والے شخص سے سُنا، جو سعید بن المسیب سے بیان کرتا تھا کہ ابو ہریرہؓ نے ان سے بیان کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہود کے علماء (اپنی) اپنی مذہبی درسگاہ میں جمع ہوئے اور ان میں سے ایک بیاہے ہوئے نے یہود کی ایک بیاہی ہوئی عورت سے عمل بد کیا۔ ان لوگوں نے کہا: اس مرد اور عورت کو محمدؐ کے پاس بھیجو اور دریافت کرو کہ ان دونوں کے متعلق کیا حکم ہے اور آپ ہی کو فیصلے کا حکم بنا دو۔ ان دونوں سے وہی تجبیہ[1] کا برتاؤ کیا، جیسے تم کرتے ہو، تو اس شخص کی پیروی کرو اور اُسے سچا بھی مان لو کیونکہ وہ صرف ایک بادشاہ ہے اور اگر اس نے ان کے بارے میں سنگباری کا حکم دیا تو یقین جان لو کہ وہ نبی ہے۔ جو چیز تمھارے ہاتھوں میں ہے، اسے اس سے بچاؤ کہ وہ اسے تم سے چھین لے گا (نبوت تمھارے خاندان سے جاتی رہے گی)۔

علمائے یہود سے دریافت

پھر وہ لوگ آپ کے پاس آئے اور کہا: اے محمدؐ! اس بیاہے ہوئے شخص نے ایک بیاہی ہوئی عورت سے بدعمل کیا ہے ان کے متعلق آپ فیصلہ کیجیے اور ہم نے اس فیصلے کے لیے آپ کو حاکم بنا دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے علماء کے پاس درس گاہ میں تشریف لے گئے اور فرمایا:

يَا مَعْشَرَ يَهُودَ اَخْرِجُوا اِلَيَّ عُلَمَاءَ كُمْ فَاَخْرَجُوا لَهُ عَبْدَ اللهِ بْنَ صُورِيَا

اے گروہ یہود اپنے علماء کو میرے سامنے لاؤ وہ عبد اللہ بن صوری کو لائے۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے بنی قریظہ والوں میں سے بعض نے بیان کیا کہ وہ اس روز ابن صوری کے ساتھ ابو یاسر بن اخطب اور وہب ابن یہوذا کو بھی آپ کے سامنے لائے اور کہا: یہ ہمارے علماء ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سوالات فرمائے تاکہ معلوم ہو جائے (ان میں کون زیادہ عالم ہے)، یہاں تک کہ ان لوگوں نے عبد اللہ بن صوری کے متعلق کہا کہ تورات کے عالموں میں یہ سب سے بڑھا ہُوا

---

[1] تجبیہ کے معنی ہیں درخت خرما کے پوست کی رسّی پر روغن قار مل کر کوڑا بنانا اور اس سے عمل بد کرنے والے مرد و زن کو مارنا۔ پھر دونوں کا منہ کالا کر کے گدھوں پر اس طرح سوار کرنا کہ دونوں کے منہ پیچھے کی طرف ہوں (یہ سزا یہود میں رائج تھی)۔

ہے۔

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے بنی قریظہ کے بعض افراد نے بیان کیا ہے کہ "سب سے زیادہ جاننے والا ہے" تک ابن اسحٰق کا قول ہے اور اس کے بعد اس روایت کا تکملہ ہے، جو اس سے پہلے (بیان ہوئی) تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ صوری سے تنہائی میں گفتگو فرمائی۔ وہ ایک نوجوان اور ان میں سب سے زیادہ کم سن تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کے سلسلے میں اصرار کرتے ہوئے پوچھا:

يَا ابْنَ صُورِيَ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ وَأُذَكِّرُكَ بِأَيَّامِهِ عِنْدَ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ حَكَمَ فِيمَنْ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانِهِ بِالرَّجْمِ فِي التَّوْرَاةِ.

اے ابن صوری! میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں اور تجھے اس کی وہ نعمتیں یاد دلاتا ہوں، جو بنی اسرائیل پر تھیں۔ کیا تو جانتا ہے کہ اللہ نے توراۃ میں اس شخص کے متعلق جس نے شادی کے بعد زنا کیا ہو سنگساری کا حکم دیا ہے؟

سزا کا نفاذ

اس نے کہا: الٰہی سچ ہے۔ واللہ اے ابو القاسم! یہ لوگ یقیناً جانتے ہیں کہ آپ (اللہ کی طرف سے) بھیجے ہوئے نبی ہیں، لیکن انھیں آپ سے حسد ہے۔

راوی نے کہا: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (وہاں سے) نکلے اور فیصلہ صادر فرمایا، چنانچہ ان دونوں کو آپ کی اس مسجد کے دروازے کے پاس سنگسار کیا گیا، جو بنی غنم بن مالک بن النجار کے محلے میں ہے۔

اس کے بعد ابن صوری نے کفر اختیار کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انکار کیا، تو ابن اسحاق نے کہا: اللہ نے ان کے متعلق نازل فرمایا:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا ۛ سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ ط

(۵ : ۴۱)

اے رسولؐ! وہ لوگ تیرے غم کا سبب نہ بنیں جو کفر میں جلدی کرتے ہیں، جو ان لوگوں سے ہیں جنھوں نے اپنے منہ سے ہم ایمان لائے، کہہ دیا ہے، حالانکہ ان کے دل ایمان نہیں لائے اور جن لوگوں نے یہودیت اختیار کر رکھی ہے ان میں سے بعض جھوٹ کو لوگوں کی باتوں کو بہت شوق سے سنتے ہیں جو تیرے پاس نہیں آئے۔

یعنی وہ لوگ، جنھوں نے اپنوں میں سے کچھ لوگوں کو بھیجا ہے اور خود نہیں آئے اور انھیں بعض ایسے حکم دیے، جو تحریف پر مبنی تھے، پھر فرمایا:

یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِہٖ یَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِیْتُمْ ھٰذَا فَخُذُوْہُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْہُ (ای الرجیم) فَاحْذَرُوْا (الی اٰخر القصۃ) (۵ : ۴۱)

یہ لوگ کلمات کے استعمالی موقعوں کے (معلوم ہونے کے) بعد ان کا بے جا استعمال کرتے ہیں (اور) کہتے ہیں اگر (محمد کی جانب سے) تمھیں یہی حکم دیا جائے تو اسے لے لو اور اگر تمھیں یہ حکم (رجم کا حکم) نہ دیا جائے تو اس سے بچو (آخر بیان تک)۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے محمد بن طلحہ بن یزید بن رکانہ نے، اس نے اسمٰعیل بن ابراہیم سے اور اس نے ابن عباسؓ سے سُن کر بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی سنگساری کا حکم فرمایا اور وہ آپ کی مسجد کے دروازے کے پاس سنگسار کئے گئے۔ جب یہودی نے پتھر پڑتے دیکھا تو اُٹھ کر ساتھی عورت کی طرف گیا اور اس پر جھک پڑا تاکہ پتھروں سے اسے بچائے، یہاں تک کہ وہ دونوں مار ڈالے گئے۔ (راوی نے) کہا اور یہ ایسی بات تھی کہ اللہ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے نمایاں فرما دی تاکہ ان دونوں کو سزا ملے۔

عبداللہ بن عمرؓ کا بیان

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے صالح بن کیسان نے، صالح نے عبداللہ بن عمرؓ کے آزاد کردہ نافع سے اور نافع نے عبداللہ بن عمرؓ سے سُن کر بیان کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں حکم بنایا گیا تو آپ نے انھیں توراۃ کے ساتھ بلوایا۔ اُن کا ایک عالم بیٹھ کر توراۃ پڑھنے لگا اور آیت رجم پر ہاتھ رکھ دیا۔ راوی نے کہا: عبداللہؓ بن سلام نے اس کے ہاتھ پر مارا اور کہا: اے اللہ کے نبیؐ! یہ آیتِ رجم ہے۔ یہ شخص اسے پڑھ کر سنانا نہیں چاہتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَیْحَکُمْ یَا مَعْشَرَ یَھُوْدَ مَا دَعَاکُمْ اِلٰی تَرْکِ حُکْمِ اللّٰہِ وَھُوَ بِاَیْدِیْکُمْ

اے گروہ یہود! تم پر افسوس ہے، تمھیں اللہ کا حکم چھوڑ دینے کی ترغیب کس (چیز) نے دی، حالانکہ وہ تمھارے ہاتھوں میں ہے۔

ان لوگوں نے کہا: سنیئے: واللہ! اس حکم پر ہم میں عمل ہُوا کرتا تھا، یہاں تک کہ ہم میں سے ایک شخص نے جو شاہی خاندان سے اور بڑی حیثیت والا تھا۔ شادی کے بعد زنا کیا، بادشاہ نے اسے سنگسار کرانے سے روکا۔ اس کے بعد پھر ایک اور شخص نے زنا کیا، بادشاہ نے چاہا کہ اسے سنگسار کرے لوگوں نے کہا نہیں

واللہ اسے اس وقت تک سنگسار نہیں کیا جا سکتا، جب تک فلاں شخص کو سنگسار نہ کیا جائے۔ جب انھوں نے ایسا کہا تو لوگ جمع ہوئے، اپنے اس حکم کی ترمیم کر کے تجبیہ قائم کیا، سنگساری کا تذکرہ اور اس پر عمل کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

راوی نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَاَنَا اَوَّلُ مَنْ اَحْیَا اَمْرَ اللّٰہِ وَعَمِلَ بِہٖ (کہ میں پہلا شخص ہوں، جس نے اللہ کا حکم زندہ کیا اور اس پر عمل کیا)۔

پھر آپ نے سنگسار کرنے کا حکم فرمایا اور آپ کی مسجد کے دروازے کے پاس دونوں کو سنگسار کر دیا گیا۔ عبداللہؓ نے کہا: میں بھی سنگسار کرنے والوں میں تھا۔

خون بہا میں ظلم

ابن اسحاق نے کہا: مجھے داؤد بن حصین نے، داؤد نے عکرمہ سے، عکرمہ نے ابن عباسؓ سے، یہ حدیث سنائی کہ سورۂ مائدہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْــًٔا ۭ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ (۵ : ۴۲)

(اے نبی) تو ان میں فیصلہ کر یا اعراض (تجھے اختیار ہے) اور اگر تو ان سے اعراض کرے تو وہ تجھے ہرگز کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے اور اگر تو ان میں فیصلہ کرے تو انصاف سے کرنا، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

یہ آیتیں بنی النضیر اور بنی قریظہ کے درمیان خون بہا کے متعلق نازل ہوئی ہیں اور حالت یہ تھی کہ بنی النضیر کے مقتولوں کا خونبہا، جنھیں، اعلیٰ مرتبہ حاصل تھا، پورا پورا ادا کیا جاتا تھا اور بنی قریظہ کے مقتولوں کا نصف، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ چاہا تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیتیں ان کے متعلق نازل فرمائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اس میں حق بات پر ابھارا اور مساوی خون بہا مقرر فرمایا: ابن اسحاق نے کہا اللہ بہتر جانتا ہے کہ حقیقت میں نزول کا سبب کیا تھا۔

باب ۸۸

فتنہ انگیزی پر فتنہ انگیزی

فتنہ انگیزی

ابن اسحٰق نے کہا: کعب بن اسد، ابن صلوبا، عبداللہ بن صوری اور شاس بن قیس نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا: چلو، ہم محمدؐ کے پاس چلیں، ممکن ہے ہم اسے دین سے پھیر دیں، کیونکہ وہ بھی ایک آدمی ہے۔ پھر وہ آپ کے پاس آئے اور کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ جانتے ہیں کہ ہم یہود کے علماء، ان میں بڑی حیثیت والے اور سردار ہیں، اگر ہم نے آپ کی پیروی کر لی تو تمام یہود آپ کے پیرو ہو جائیں گے اور وہ ہماری مخالفت نہ کریں گے، بات یہ ہے کہ ہم میں اور ہماری قوم میں کے کچھ لوگوں میں جھگڑا ہے، کیا ہم آپ کو حکم بنا دیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ آپ ان کے خلاف اور ہمارے حق میں فیصلہ صادر فرما دیں، ہم آپ پر ایمان لائیں گے اور آپ کی تصدیق کریں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے انکار فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق نازل فرمایا:۔

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ۔ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ۔

اور یہ کہ تو ان کے درمیان اسی کے مطابق فیصلہ کرے جو اللہ نے نازل فرمایا ہے اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کر اور ان سے ڈرتا رہ کہ وہ تجھے ان میں کے بعض (احکام) سے برگشتہ نہ کر دیں، جو اللہ نے تیری طرف اتارے ہیں۔ پھر اگر وہ روگرداں ہو جائیں تو جان لے کہ ان کے بعض گناہوں کی سزا میں انھیں مبتلائے مصیبت ہی کرنا چاہتا ہے۔ اور بے شبہ لوگوں میں کے اکثر افراد نافرمان ہیں۔ تو کیا وہ نادانی کا فیصلہ چاہتے ہیں اور یقین رکھنے والوں کے لیے تو اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہے؟

نبوّتِ مسیحؑ سے انکار

ابن اسحٰق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ لوگ آئے، ان میں ابو یاسر بن اخطب، نافع بن ابی نافع، عازر بن ابی عازر، خالد، زید،

ازار بن ابی ازار اور اشیع بھی تھے، آپ سے دریافت کیا کہ رسولوں میں سے آپ کس کس پر ایمان رکھتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۔

ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس چیز پر جو ہماری طرف اتاری گئی ہے اور اس چیز پر جو ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ اور ان کی اولاد پہ اتاری گئی، اور اس پر جو موسیٰؑ و عیسیٰؑ اور دوسرے نبیوں کو ان کے پروردگار کی جانب سے عنایت ہوئی، ہم ان میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے اور ہم اس کے فرماں بردار ہیں۔

جب عیسیٰؑ بن مریمؑ کا ذکر آیا تو ان لوگوں نے ان کی نبوت سے انکار کیا اور کہا ہم عیسیٰؑ بن مریمؑ کو مانتے ہیں اور نہ اس شخص کو، جو ان پر ایمان رکھتا ہو، ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۔ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۔

کہیے، اے اہل کتاب! کیا تم ہم سے صرف اس لیے دشمنی رکھتے ہو کہ ہم اللہ پر اور اس چیز پر ایمان لاچکے ہیں، جو ہماری طرف اتاری گئی اور اس چیز پر جو اس سے پہلے اتاری گئی۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ تم میں سے اکثر نافرمان ہیں۔

٭

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رافع بن حارثہ، سلام بن مشکم، مالک بن صیف اور رافع بن حریملہ آئے، کہا، اے محمدؐ! کیا آپ کا یہ دعویٰ نہیں کہ آپ ملت و دینِ ابراہیم پر ہیں۔ ہمارے پاس جو توراۃ ہے، اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور اس بات کی گواہی بھی دیتے ہیں کہ وہ حقیقت میں اللہ کی جانب سے آئی ہوئی ہے؟ آپ نے فرمایا:۔

بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ اَحْدَثْتُمْ وَجَحَدْتُمْ مَا فِيْهَا مِمَّا اُخِذَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْمِيْثَاقِ فِيْهَا وَكَتَمْتُمْ مِنْهَا مَا اُمِرْتُمْ اَنْ تُبَيِّنُوْهُ لِلنَّاسِ فَبَرِئْتُ مِنْ اَحْدَاثِكُمْ ۔

کیوں نہیں (بیشک میرا دعویٰ یہی ہے) لیکن تم نے نئی باتیں پیدا کر لی ہیں اور اس عہد کا انکار کر دیا ہے جو اس میں ہے جس کا تم سے اقرار لیا جا چکا ہے اور تم نے اس میں سے اس بات کو چھپا دیا ہے، جس کے متعلق تمھیں حکم دیا گیا ہے کہ اسے لوگوں سے واضح طور پر بیان کرو۔ اس لیے میں نے تمھاری نئی باتوں سے علٰحدگی اختیار کر لی۔

٭

اہلِ حق ہونے کا ادعا

انھوں نے کہا: پھر تو ہم انھیں باتوں پر، جو ہمارے پاس ہیں، جمے رہیں گے۔ اور ہم سیدھی راہ پر اور حق پر رہیں گے، نہ آپ پر ایمان لائیں گے اور نہ آپ کی پیروی کریں گے، ان کے متعلق اللہ نے نازل فرمایا:۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ حَتَّىٰ تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ۔

(اے نبی ان سے) کہہ، اے اہل کتاب! تم کسی (صحیح) چیز پر نہیں، یہاں تک کہ تم توراۃ وانجیل اور اس چیز کے پابند نہ ہو جاؤ، جو تمھارے پروردگار کی جانب سے تمھاری طرف اتاری گئی ہے۔ اور بیشک جو چیز تیرے پروردگار کی جانب سے تیری طرف اتاری گئی ہے وہ ان میں سے بہتوں کو سرکشی اور کفر میں بڑھا دے گی، اس لیے تو کافر قوم پر غم نہ کھا۔

شرک باللہ

ابن اسحٰق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس النحام ابن زید، قردم بن کعب بحری بن عمرو آئے اور کہا: اے محمدؐ! کیا آپ کو اللہ کے ساتھ اس کے سوا کسی اور معبود کا علم نہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ۔ بِذٰلِكَ بُعِثْتُ وَإِلَىٰ ذٰلِكَ أَدْعُوا۔

اللہ (ایسی ذات ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود ہے ہی نہیں اسی پر میں مبعوث ہوا ہوں اور اسی کی طرف میں بلاتا ہوں۔

ان لوگوں اور ان کے قول کے متعلق نازل ہوا:۔

قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ اللّٰهِ آلِهَةً أُخْرَىٰ قُلْ لَا أَشْهَدُ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلٰهٌ وَاحِدٌ وَإِنَّنِي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ۔ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ۔ الَّذِينَ

(اے نبیؐ) تو کہہ کہ گواہی کے لحاظ سے کون سی چیز سب سے بڑی ہے (ان کا جواب یہی ہونا چاہیے کہ گواہی کے لحاظ سے بھی اللہ سب سے بڑا ہے، اس لیے) تو کہہ اللہ میرے اور تمھارے درمیان گواہ ہے اور میری طرف اس قرآن کی وحی کی گئی ہے تاکہ اس کے ذریعے سے میں تمھیں بھی ڈراؤں اور اس شخص کو بھی، جس تک یہ پہنچ جائے، کیا حقیقت میں تم لوگ اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا دوسرے معبود بھی ہیں؟ تو کہہ، میں (تو ایسی) گواہی نہیں دیتا (اور) کہہ وہ تو بس ایک ہی معبود ہے اور جن چیزوں کو تم شریک ٹھہراتے ہو میں ان سے (بالکل) علاحدہ ہوں، جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے

خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔

وہ اسے ایسا پہچانتے ہیں، جیسا اپنے بچوں کو پہچانتے ہیں (اور) جن لوگوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال رکھا ہے، وہی ایمان نہیں لاتے۔

یہود کے ساتھ مودّت سے ممانعت

رفاعہ بن زید بن التابوت اور سوید بن الحارث نے اظہار اسلام کیا تھا (مگر) منافق ہی رہے، ان دونوں سے مسلمانوں کا میل جول تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق نازل فرمایا:۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِیَآءَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا یَكْتُمُوْنَ۔

اے وہ لوگو جنھوں نے ایمان اختیار کیا ہے! جنھیں تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے، ان میں ان لوگوں کو، جنھوں نے تمھارے دین کو ہنسی کھیل بنالیا ہے اور کافروں کو دوست نہ بناؤ اگر تم ایماندار ہو تو اللہ (کے حکم کی خلاف ورزی) سے ڈرو اور جب وہ تمھارے پاس آئے تو کہہ دیا کہ ہم نے ایمان اختیار کر لیا ہے، حالانکہ وہ کفر کے ساتھ داخل ہوئے اور وہ اسی (کفر) کو لیے ہوئے نکل گئے۔ اور جو کچھ وہ چھپائے ہوئے تھے، اسے اللہ خوب جاننے والا ہے۔

قیامت کے متعلق سوال

جبل بن ابی قشیر اور شمویل بن زید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے محمدؐ! اگر آپ نبی ہیں، جیسا کہ آپ کہتے ہیں تو ہمیں بتائیے کہ قیامت کب ہوگی؟ راوی نے کہا، اللہ نے نازل فرمایا:۔

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰهَا۔ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ۔ ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا تَاْتِیْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً۔ یَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ

وہ تجھ سے قیامت کے متعلق دریافت کرتے ہیں کہ اس کی انتہا کب ہے تو کہہ دے کہ اس کا علم تو میرے پروردگار ہی کے پاس ہے، اسے اس کے وقت پر صرف وہی ظاہر فرمائے گا، آسمانوں اور زمین میں وہ بار ہوگئی ہے، وہ تم پر اچانک ہی آئے گی، وہ تجھ سے اس کے متعلق اس طرح دریافت کرتے ہیں، گویا تو ان پر بڑا مہربان ہے تو وہ تجھ سے اس طرح دریافت کرتے ہیں گویا تو نے اس کے

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ — متعلق بڑی چھان بین کی ہے تو کہہ دے، اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور لیکن اکثر لوگ (اس بات کو) نہیں جانتے۔

تشریح الفاظ ابن ہشام نے کہا کہ اَيَّانَ کے معنی متی کے ہیں، یعنی کب مُرْسٰهَا کے معنی منتهاها کے ہیں اور اس کی جمع مراس ہے اور مرسی السفینۃ اس مقام کو کہتے ہیں، جہاں کشتی رکتی ہے اور حفی عنها میں تقدیم و تاخیر ہے۔ فرمان کا مقصد یہ ہے کہ یَسْئَلُوْنَكَ عَنْهَا کانك حفی بهم۔ وہ تجھ سے اس کے متعلق اس طرح دریافت کرتے ہیں گویا تو ان پر بڑا مہربان ہے کہ انھیں وہ بات بتا دے گا، جو ان کے سوا دوسروں کو نہ بتائے گا۔ اور حفی کے معنی البر المعتد کے ہیں، یعنی ہمیشہ احسان کرنے والا۔ کتاب اللہ میں ہے۔ انه کان بی حفیا (وہ میرا ہمیشہ کا محسن ہے) اور اس کی جمع احفیاء ہے۔ حفی کے معنی کسی چیز کا علم حاصل کرنے کے لیے چھان بین کرنا اور اس کی طلب میں مبالغہ کرنے کے بھی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سلام بن مشکم، ابو یونس نعمان بن اوفی، محمود بن دحیہ، شاس بن قیس، مالک بن الصیف آئے اور آپ سے کہا: ہم آپ کی پیروی کیونکر کریں حالانکہ آپ نے ہمارا قبلہ چھوڑ دیا اور عزیر کے متعلق آپ یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ وہ اللہ کے بیٹے تھے، اللہ تعالےٰ نے ان اقوال کے متعلق نازل فرمایا:۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ۔

اور یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے، یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں، یہ لوگ ان لوگوں کے قول کی مشابہت پیدا کرتے ہیں، جنھوں نے ان سے پہلے کفر اختیار کیا ہے، اللہ انھیں غارت کرے، یہ کیسی بے عقلی کی باتیں کیے جا رہے ہیں (آخر بیان تک)

ابن ہشام نے کہا کہ یضاهئون کے معنی "ان لوگوں کی باتیں کفر اختیار کرنے والوں کی باتوں کے مشابہ ہیں۔ مثلاً اگر تم کوئی بات کہو اور دوسرا بھی اسی کی سی بات کہے تو کہتے ہیں هو یضاهیك (وہ بھی تمھیں سا ہے)

ابن اسحٰق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس محمود بن سیحان، نعمان بن اضاء، بحری بن عمرو، عزیر بن ابی عزیر، سلام بن مشکم آئے اور کہا: اے محمدؐ! کیا یہ بات صحیح ہے کہ یہ چیز، جو تم پیش کر رہے ہو، حقیقتاً اللہ کی جانب سے ہے؟ ہمیں تو وہ اس طرح منظم نہیں معلوم ہوتی، جس طرح تورات

منقول ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:۔

اَمَا وَاللّٰهِ اِنَّكُمْ لَتَعْرِفُوْنَ اَنَّهٗ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ تَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَكُمْ وَلَوِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِهٖ مَا جَآءُوْا بِهٖ

سن لو، اللہ کی قسم! بے شبہ تم لوگ جانتے ہو، کہ وہ اللہ کی جانب سے ہے، تم اسے اپنے پاس (اپنی کتابوں میں) لکھا ہوا پاتے ہو، اور اگر جن وانس (سب) اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس کا سا (کلام) پیش کریں تو وہ (کبھی) پیش نہ کر سکیں گے۔

اس وقت ان کی پوری جماعت نے، جس میں فنحاص، عبداللہ بن صوری، ابن صلوبا، کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق، اشیع، کعب بن اسید، شمویل بن زید اور جبل بن عمرو بن سکینہ (بھی) تھے، کہا: اے محمدؐ! کیا یہ آپ کو کوئی انسان یا جن تو تعلیم نہیں دیتا؟ راوی نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَمَا وَاللّٰهِ اِنَّكُمْ لَتَعْلَمُوْنَ اِنَّهٗ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاِنِّیْ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ تَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَكُمْ فِی التَّوْرَاةِ۔

سن لو، اللہ کی قسم بے شبہ تم لوگ جانتے ہو کہ وہ اللہ کی جانب سے ہے اور یہ بھی کہ یقیناً میں اللہ کا رسول ہوں، تم اسے اپنے پاس تورات میں لکھا ہوا پاتے ہو۔

آسمان سے کتاب کا مطالبہ

انھوں نے کہا، اے محمدؐ! اللہ جب کوئی اپنا رسول بھیجتا ہے تو اس کے لیے جتنے وہ چاہتا ہے، انتظامات فرماتا ہے۔ اور جتنی چاہتا ہے، اسے قدرت دیتا ہے، اس لیے آپ ہم پر کوئی آسمانی سے کتاب اتاریے کہ ہم اسے پڑھیں اور پہچانیں (کہ وہ اللہ کی جانب سے آئی ہے) ورنہ ہم بھی ویسا ہی کلام پیش کریں گے، جیسا آپ پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں نازل فرمایا:۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۔

(اے نبیؐ) تو کہہ کہ اگر (تمام) جن وانس اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کا مثل لائیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کے معاون ہوں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ظہیر کے معنی معاون کے ہیں اور اسی اشتقاق سے عرب کا قول تظاہروا علیہ ہے، جس کے معنی تعاونوا علیہ ہیں۔

ذوالقرنین کے متعلق سوال

ابن اسحٰق نے کہا: حیی بن اخطب، کعب بن اسد، ابو نافع، اشیع اور شمویل بن زید نے عبداللہ بن سلام کے اسلام اختیار کرنے کے وقت ان سے کہا: عرب میں نبوت نہیں ہوا کرتی، بلکہ تمھارا دوست بادشاہ ہے، پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے ذوالقرنین کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے انھیں وہی بیان سنا دیا، جو اللہ کی طرف سے آپ پر ذوالقرنین کے بارے میں نازل ہوا تھا اور آپ نے قریش کو سنایا تھا۔ انھیں لوگوں نے قریش کو مشورہ دیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذوالقرنین کا حال دریافت کریں۔ جب انھوں نے النضر بن الحارث اور عقبہ بن ابی معیط کو علمار یہود کے پاس بھیجا تھا۔

اللہ تعالیٰ پر تعریضات

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے سعید بن جبیر کی یہ روایت بیان کی گئی کہ یہود کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا: اے محمدؐ! اللہ نے تو یہ ساری مخلوق پیدا کی، پھر اسے کس نے پیدا کیا؟ راوی نے کہا: یہ سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پروردگار کے لیے غصہ آگیا، یہاں تک کہ آپ کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ ان پر خفا ہوئے، آپ کے پاس جبریلؑ آئے اور تسکین دیتے ہوئے کہا: اے محمدؐ! اپنے پر بار نہ ڈالیے، ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کا جواب لائے، جو پوچھی تھی اور کہا:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۔	(اے نبیؐ) کہہ دے، بات یہ ہے کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ سب کا مرجع ہے، نہ اس نے کسی کو جنا، نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔

راوی نے کہا، جب آپ نے یہ سورت انھیں پڑھ کر سنائی تو انھوں نے کہا: اے محمدؐ! ہم سے اس کے اوصاف بیان کیجیے کہ اس کی خلقت کیسی ہے؟ اس کا ہاتھ کیسا ہے؟ اس کا بازو کیسا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے سے بھی زیادہ غصہ آگیا۔ اور انھیں ڈانٹا تو آپ کے پاس جبریلؑ آئے اور آپ سے وہی کہا جو پہلے کہا تھا، آپ کے پاس اللہ کی طرف سے ان باتوں کا جواب لائے، جس کے متعلق انھوں نے سوالات کیے تھے، اللہ فرماتا ہے:۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۔ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۔	اور اللہ کا جو مرتبہ ہے، ان لوگوں نے اس کا اندازہ نہیں کیا حالانکہ قیامت کے دن ساری زمین اس کے قبضے میں ہوگی اور آسمان اس کے سیدھے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہونگے وہ ان لوگوں کے تمام خیالات سے پاک ہے اور یہ لوگ جو شرک کی باتیں کرتے ہیں، وہ اس سے برتر ہے۔

مسلمانوں کو ہدایت

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے بنی تیم کے آزاد کردہ غلام عتبہ بن مسلم نے، اس نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے اور انھوں نے ابوہریرہؓ سے روایت بیان کی: انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے:۔

يُوشِكُ النَّاسُ أَنْ يَتَسَآءَلُوا بَيْنَهُمْ حَتّٰى يَقُولَ قَآئِلُهُمْ هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ فَإِذَا قَالُوا ذٰلِكَ فَقُولُوا اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، ثُمَّ لْيَتْفُلِ الرَّجُلُ عَنْ يَسَارِهٖ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔

لوگ اپنے نبی سے سوالات کرنے میں اس حالت کے قریب پہنچ رہے ہیں کہ ان میں کا کہنے والا یہ کہنے لگے کہ یہ اللہ، اس نے تو مخلوق کو پیدا کیا، پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ پس جب وہ یہ کہیں تو تم لوگ کہو کہ اللہ ایک ہے اللہ سب کا مرجع ہے، نہ اس نے کسی کو جنا، نہ اسے کسی نے پیدا کیا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے پھر آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنی بائیں جانب تین وقت تھوکے اور مردود شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے۔

ابن ہشام نے کہا کہ صمد اسے کہتے ہیں، جس کی طرف رجوع کیا جاتا اور اس کی پناہ لی جاتی ہے۔

باب ۸۹

وفد نجران

(۱)

وفد کے اکابر

ابن اسحٰق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نجران کے نصاریٰ کا وفد آیا جس میں ساٹھ سوار تھے، ان ساٹھ میں سے چودہ ان کے سربرآوردہ لوگ تھے، پھران چودہ میں سے تین شخص ایسے تھے جو مرجع عام تھے، ان میں سے ایک عاقب تھا جو قوم کا سردار اور ان سب کو ایسا مشورہ اور رائے دینے والا تھا کہ بجز اس کی رائے کے وہ لوگ کسی طرف نہ پھرتے تھے، اس کا نام عبدالمسیح تھا اور دوسرا السید تھا، جو ان کی دیکھ بھال کرنے والا اور ان کے سفروں اور اجتماعات کا منتظم تھا۔ اس کا نام الایہم تھا۔ تیسرا ابوحارثہ بن علقمہ تھا، جو بنی بکر بن وائل کا ایک فرد، ان کا دینی پیشوا، ماہر عالم، امام اور ان کے درسگاہوں کا افسر تھا، ابوحارثہ نے ان سب میں بلند مرتبہ حاصل کر لیا تھا، وہ مذہبی کتابوں کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ اور اسے اپنے علوم میں خوب مہارت ہوگئی تھی، یہاں تک کہ روم کے عیسائی بادشاہوں کو دینی علوم میں اس کی مہارت کی خبر پہنچی تو انھوں نے اسے بڑا مرتبہ دے دیا اور مال و منال خدم و حشم والا بنا رکھا تھا۔ اس کے لیے کئی کلیسے بنا دیے تھے اور طرح طرح کے اعزازات دیے تھے۔ جب یہ لوگ نجران سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل کھڑے ہوئے، ابوحارثہ اپنے ایک خچر پر سوار ہوا، اس کے بازو ہی میں اس کا ایک بھائی تھا، جس کا نام کوز بن علقمہ تھا۔

ابوحارثہ کے احساسات

ابن ہشام نے کہا: بعض نے اس کا نام "کرز" بتایا ہے، ابوحارثہ کے خچر نے ٹھوکر کھائی تو کرز نے کہا: دور والا برباد ہو جائے، جس سے اس کی مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو ابوحارثہ نے اس سے کہا (وہ نہیں) بلکہ تو برباد ہو جائے کرز نے کہا: بھائی صاحب! یہ کیوں؟ تو اس نے کہا: واللہ یہی وہ نبی ہے، جس کا ہم انتظار کر رہے تھے، کرز نے اس سے کہا، جب آپ جانتے ہیں تو پھر اس پر ایمان لانے سے آپ کو روکنے والی کونسی چیز ہے؟ کہا ان لوگوں نے ہمارے لیے کیا کچھ کر رکھا ہے، ہمیں اعلیٰ مرتبہ دیا ہے، مالدار بنا دیا ہے، اور عزت دی ہے۔ حالت یہ ہے کہ انھیں اس کی مخالفت کے سوا ہر بات سے انکار ہے، اگر میں نے ویسا ہی کیا جیسا تیرا خیال ہے تو یہ تمام چیزیں جو تو دیکھ رہا ہے، یہ لوگ چھین لیں گے۔

رسُول اللہ صلعم کے متعلق بشارت کرز بن علقمہ نے یہ بات، جو خود اس کے خلاف تھی، دل میں چھپائے رکھی۔ حتیٰ کہ اس کے بعد اسلام اختیار کیا۔ مجھے جو خبریں ملی ہیں، انھیں میں سے یہ بھی ایک خبر ہے کہ وہ خود (کرز بن علقمہ) اس (ابوحارثہ) کے متعلق یہ بات بیان کیا کرتے تھے۔

ابن ہشام نے کہا: مجھے خبر ملی ہے کہ نجران کے رئیسوں نے چند کتابیں ورثے میں پائی تھی، جو ان کے پاس رکھی تھیں۔ جب ان کا کوئی رئیس مرجاتا اور ریاست دوسرے کو ملتی تو ان کتابوں پر ان مہروں کے ساتھ، جو ان پر پہلے سے تھیں، ایک مہر خود بھی لگا دیتا اور پہلی مہریں نہ توڑتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں وہاں کا جو رئیس تھا وہ ٹہلتا ہوا باہر نکلا تو ٹھوکر کھائی، اس کے بیٹے نے کہا، دور والا برباد ہو جائے، جس سے اس کی مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو باپ نے اس سے کہا: ایسا نہ کہہ، کیونکہ وہ نبی ہے اور اس کا نام وضائع یعنی محفوظ کتابوں میں موجود ہے۔ جب وہ مرگیا تو اس کے بیٹے کی توجہ اسی طرف ہوئی۔ اس نے دل کڑا کیا اور مہریں توڑدیں، ان کتابوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ پایا اور اسلام اختیار کر لیا۔ اسلام میں اس کی حالت اچھی رہی، حج بھی کیا اور یہ شعر اسی نے کہا ہے:۔

إِلَيْكَ تَعْدُوْا قَلِقًا وَضِيْنُهَا ۔۔۔ مُعْتَرِضًا فِيْ بَطْنِهَا جَنِيْنُهَا

مُخَالِفًا دِيْنَ النَّصَارٰى دِيْنُهَا

(اونٹنی) تیری ہی جانب دوڑ رہی ہے، اس حالت میں کہ اس کا زیر تنگ حرکت کر رہا ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ اس کے آڑے آرہا ہے اور اس حالت میں کہ اس (اونٹنی یعنی اونٹنی والے) کا دین نصاریٰ کے دین کے خلاف ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ وضین کے معنی حزم الناقۃ یعنی اونٹنی کے کمر بند، زیر تنگ کے ہیں۔ اور ہشام بن عروہ نے کہا کہ عراق والوں نے اس میں "معترضا دین النصاریٰ دینھا" بڑھا دیا ہے۔

وفد نصاریٰ کی کمان ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے بیان کیا کہ جب وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ لوگوں کو نماز عصر پڑھا چکے تو وہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے۔ اچھے کپڑے زیب بدن کیے، جُبے پہنے اور چادریں اوڑھے ہوئے بنی حارث بن کعب والوں کی طرح زیبا معلوم ہوتے تھے۔ راوی نے کہا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے انھیں اس روز دیکھا، کہتے ہیں کہ ان کے بعد ویسا وفد ہم نے کوئی نہیں دیکھا، ان لوگوں کی

نماز کا وقت آچکا تھا، اس لیے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا، دعوھم۔ انھیں چھوڑ دو (کہ نماز پڑھ لیں)، تو انھوں نے مشرق کی جانب نماز پڑھی۔

رسول اللہ صلعم سے گفتگو

ابن اسحٰق نے کہا، جو چودہ آدمی، ان لوگوں کے معاملات کا مرجع تھے ان کے نام یہ ہیں۔

العاقب، جس کا نام عبدالمسیح بھی تھا۔ السید، جس کا نام الایہم تھا۔ بنی بکر بن وائل والا ابوحارثہ بن علقمہ، اوس، الحارث، زید، قیس، یزید، نبیہ، خویلد، عمرو، خالد، عبداللہ اور یحنس[1]۔ ساٹھ سواروں میں سے یہ بھی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوحارثہ بن علقمہ، عاقب عبدالمسیح اور الایہم السید نے گفتگو کی۔ باوجود اس کے کہ ان میں کچھ اختلاف بھی تھا۔ وہ شاہی نصرانی قانون کے پیرو تھے، اس میں سے بعض تو عیسیٰ (علیہ السلام) ہی کو خدا کہتے تھے، بعض اللہ کا بیٹا اور بعض آپ کو تین میں کا تیسرا کہتے تھے۔ غرض نصاریٰ کی اسی قسم کی باتیں تھیں، وہ اللہ ہے، کہنے والے دلیل پیش کرتے تھے، کہ آپ مردوں کو زندہ کرتے، بیماریوں کو دور کرتے اور غیب کی باتیں بتاتے تھے، وہ کیچڑ سے پرند کی شکل بناتے اور اس میں پھونکتے تو وہ پرند ہو جاتا تھا، یہ تمام باتیں اللہ تبارک و تعالےٰ کے حکم سے ہوتی تھیں، تاکہ وہ انھیں لوگوں کے لیے ایک نشانی کے طور پر پیش کرے، آپ کے اللہ کا بیٹا ہونے کے متعلق یہ دلیل بھی پیش کرتے تھے کہ آپ کا کوئی باپ نہ تھا۔ جس کا علم ہو۔ آپ نے گہوارے میں بات کی۔ اور یہ ایسی چیز ہے کہ آپ سے پہلے آدم کے کسی بچے نے نہیں کی۔ تین میں کا تیسرا کہنے والے اپنے قول کی دلیل میں اللہ کا ارشاد پیش کرتے، یعنی یہ ہم نے کیا، ہم نے حکم دیا، ہم نے پیدا کیا اور ہم نے فیصلہ کیا۔ وہ کہتے تھے کہ اگر اللہ ایک ہوتا تو میں نے حکم دیا، میں نے کیا، میں نے پیدا کیا اور میں نے فیصلہ کیا۔ فرماتا، جمع کے صیغے نہ فرماتا۔ حقیقت یہ ہے کہ (جمع کے صیغوں سے مراد ہیں، اللہ، عیسیٰ اور مریم، پس ان تمام باتوں کے متعلق قرآن نازل ہوا۔

آل عمران کا نزول

جب ان دونوں عالموں نے گفتگو کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَسْلِمَا (تم دونوں اسلام اختیار کرو)

ان دونوں نے کہا: ہم تو اسلام اختیار کر ہی چکے ہیں۔ فرمایا: اِنَّکُمَا لَمْ تُسْلِمَا فَاَسْلِمَا۔ تم دونوں نے اسلام اختیار نہیں کیا، اسلام اختیار کر لو۔ ان دونوں نے کہا: ہم نے آپ سے پہلے اسلام

---

[1] یحنس، یوحنا، جان John - Johannes، ایک ہی نام کی مختلف شکلیں ہیں۔

اختیار کر لیا ہے۔ فرمایا:

كَذَبْتُمَا يَمْنَعُكُمَا مِنَ الْإِسْلَامِ دُعَاءُ كُمَا لِلّٰهِ وَلَدًا وَعِبَادَ تُكُمَا الصَّلِيْبَ وَاَكْلُكُمَا الْخِنْزِيْرَ۔

تم دونوں نے غلط کہا: تمھارا اللہ کے لیے بیٹے کا ادعا اور صلیب کی پوجا اور سور کے گوشت کا استعمال (یہ سب باتیں) تمھیں اسلام اختیار کرنے سے مانع ہیں۔

انھوں نے کہا: اے محمدؐ! پھر ان کا باپ کون تھا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی اور انھیں کوئی جواب نہ دیا۔ اللہ نے ان کے اس قول اور ان کے تمام مختلف معاملات کے متعلق سورہ آل عمران کا ابتدائی حصہ اسی سے اوپر آیتوں تک نازل کرتے ہوئے فرمایا:

الٓمّٓ۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ۔

الف، لام، میم۔ اللہ (تو وہ ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں، زندہ ہے، برقرار ہے۔

پس سورۃ کی ابتدا اپنی ذات کی پاکی اور توحید سے فرمائی کہ اس کی ذات ان تمام باتوں سے پاک ہے جو وہ کہا کرتے تھے، وہ پیدا کرنے اور حکم دینے میں یکتا ہے، ان امور میں اس کا کوئی شریک نہیں تاکہ جو کفرانہ بدعتیں انھوں نے پیدا کر لی تھیں اور اس یکتا ذات کے ہمسر ٹھہرا لیے تھے، اس کا رد ہو۔ اپنے دوست (پیغمبر) کے متعلق جو ان کا ادعا تھا، وہ خود ان پر حجت ہو اور اسی سے ان کی گمراہی بتا دی جائے۔

قرآن، تورات، انجیل اور فرقان

پس فرمایا:

الٓمّٓ۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔

اللہ تو وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود (ہی) نہیں۔

اس کے اوامر میں اس کے سوا کوئی شریک نہیں۔ الحی القیوم۔ وہ ایسا زندہ ہے کہ مرتا نہیں، حالانکہ ان کے قول کے مطابق عیسیٰ مر گئے اور سولی پر چڑھا دیے گئے۔

القیوم۔ پیدا کرنے میں جو اس کا مقام تسلط ہے۔ وہ اس پر برقرار ہے۔ (اور) وہ اس مقام سے نہیں ہٹے گا۔ حالانکہ ان کے قول کے مطابق عیسیٰ جہاں تھے، اس جگہ سے ہٹ گئے، اور دوسری جگہ چلے گئے۔

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ

اس نے تجھ پر سچائی لی ہوئی کتاب نازل فرمائی

یعنی جن امور میں انھوں نے باہم اختلاف کیا تھا اس میں جو بات سچ تھی، اسے لیے ہوئے۔

وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ۔

اور اس نے تورات و انجیل بھی اتاری

یعنی موسےٰؑ پر تورات اور عیسےٰؑ پر انجیل اسی طرح اتاری، جس طرح اس سے پہلے والوں پر اور کتابیں نازل فرمائیں۔

وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۔ اور فرقان نازل فرمایا۔

یعنی عیسیٰؑ وغیرہ کے متعلق ان کی مختلف جماعتوں نے جو مختلف خیالات قائم کر لیے تھے، ان میں حق کو باطل سے ممتاز کرنے والی چیز۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۔ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ ذُوانْتِقَامٍ ۔ بے شبہ جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا، ان کے لیے سخت عذاب ہے اور اللہ غالب اور سزا دینے والا ہے۔

ذات باری تعالےٰ کی تنزیہ اور یکتائی

یعنی ان لوگوں کو اللہ سزا دینے والا ہے جنھوں نے اس کی آیتوں کے جاننے اور ان آیتوں میں جو کچھ تھا اسے سمجھنے کے بعد اس کا انکار کیا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ۔ بے شبہ، اللہ سے کوئی چیز چھپی نہیں رہتی (نہ) زمین میں اور نہ آسمان میں۔

یعنی جو ارادے وہ کرتے ہیں جو چالبازیاں وہ سوچتے ہیں اور عیسےٰؑ کے متعلق اپنے اقوال سے وہ جن کی مشابہت کرتے ہیں کہ انھوں نے اللہ سے غفلت اور اس کا انکار کر کے عیسیٰ کو پروردگار اور معبود ٹھہرالیا ہے، حالانکہ ان کے پاس جو علم ہے، وہ اس کے خلاف ہے۔

ھُوَالَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ ۔ وہی تو ہے جو رحم مادر میں، جیسی چاہتا ہے، صورتیں تمھیں دیتا ہے۔

یعنی اس بات میں تو کسی قسم کا شبہ نہیں کہ عیسیٰ بھی ان لوگوں میں سے تھے، جنھیں رحمِ مادر میں صورت دی گئی۔ اس کا نہ وہ جواب دے سکتے اور نہ انکار کر سکتے ہیں، انھیں بھی ویسی ہی صورت دی گئی، جس طرح ان کے سوا آدم کے دوسرے بچوں کو دی گئی۔ پھر جو اس مقام پر تھا، وہ معبود کس طرح ہو سکتا ہے؟ پھر ان شرکاء سے جو انھوں نے ٹھہرا لیے تھے، اپنی ذات کی تنزیہ اور یکتائی کا بیان فرماتا ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ غلبہ و حکمت والا ہے۔

یعنی ان لوگوں کو سزا دینے میں غالب ہے، جنھوں نے اس کا انکار کیا، وہ جب چاہے، سزا

دے سکتا ہے اور اپنے بندوں سے وجوہ و دلائل بیان کرنے میں حکیم ہے۔

محکمات و متشابہات

هُوَ الَّذِيٓ اَنۡزَلَ عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ مِنۡهُ اٰيٰتٌ مُّحۡكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الۡكِتٰبِ۔

وہی ہے جو تجھ پر کتاب اتار رہا ہے، اس کی بعض آیتیں استوار (واضح المراد مانع اشتباہ) ہیں۔ اور یہی کتاب کی اصل ہیں

ان میں پروردگار عالم کے دلائل ہیں اور بندوں کا (گمراہی سے) بچاؤ ہے۔ اور مخالف و غلط باتوں کی مدافعت ہے۔ انھیں ان کے مضمون سے پھیرا نہیں جا سکتا اور نہ ان کے اس مفہوم میں کوئی تغیر ہو سکتا ہے۔ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ (اور (بعض) دوسری متشابہ ہیں) کہ انھیں ان کے معنی سے پھیرا جا سکتا اور ان کی تاویل کی جا سکتی ہے۔ اللہ نے ان کے ذریعے سے بندوں کی آزمائش کی ہے، جس طرح حلال و حرام سے آزمائش کی گئی ہے کہ وہ انھیں غلط معنی کی طرف نہ لے جائیں۔ اور انھیں حقیقی معنی سے نہ پھیریں۔ اللہ فرماتا ہے۔

فَاَمَّا الَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ زَيۡغٌ فَيَتَّبِعُوۡنَ مَا تَشَابَهَ مِنۡهُ۔

تو جو لوگ ایسے ہیں کہ ان کے دلوں میں ٹیڑھا پن ہے (یعنی سیدھی راہ سے پھر جانے کی قابلیت ہے) تو وہ لوگ اس میں سے متشابہ چیزوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔

یعنی ایسے راستے پر پڑ جاتے ہیں جو اس سے پھیر دے تاکہ اس کے ذریعے سے وہ باتیں سچی ٹھہرائیں جو انھوں نے ایجاد اور نئی باتیں پیدا کر لی ہیں تاکہ وہ ان کے لیے حجت بن جائے، حالانکہ جو بات انھوں نے کہی ہے، اس میں انھیں شک و شبہ ہی ہے۔

اِبۡتِغَآءَ الۡفِتۡنَةِ (فتنے کی جستجو میں)

یعنی اشتباہ پیدا کرنے کے لیے۔

وَابۡتِغَآءَ تَاۡوِيۡلِهٖ۔ (اور تاویل کی تلاش میں)

یعنی خَلَقۡنَا اور قَضَيۡنَا کے معنی کو (جمع کی طرف) پھیر کر اپنی اس گمراہی کی طرف لے جانا چاہتے

لہ محکمات سے مقصود وہ مطالب ہیں، جو اصل دبنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں اور وہ انسانی عقل کے لیے صاف اور کھلے احکام ہیں، مثلاً توحید و رسالت، اوامر و نواہی، حلال و حرام۔ متشابہ سے مقصود وہ مطالب ہیں جن کا تعلق ماورائے عقل سے ہے اور انسانی علم و حواس کے ذریعے سے ان کا ادراک نہیں ہو سکتا۔ انھیں حقائق کے لیے قرآن نے غیب اور شہادت کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ یعنی غیر محسوس اور محسوس حقائق۔

ہیں، جس کا انھوں نے ارتکاب کیا ہے، فرماتا ہے۔

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ (اور اس کی تاویل کوئی نہیں جانتا)

یعنی اس (خلقنا اور قضینا) کی تاویل، جس کے معنی انھوں نے حسب منشاء لے لیے ہیں۔

إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي	مگر اللہ، اور جو لوگ علم میں استواری رکھنے والے ہیں
الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ	کہتے ہیں کہ ہم تو اس پر ایمان لاچکے یہ سب کچھ ہمارے
عِنْدِ رَبِّنَا۔	پروردگار کی جانب سے ہے

پھر اس میں اختلاف کیونکر ہوسکتا ہے۔ وہ (سب کا سب) ایک ہی کلام ہے، ایک ہی پروردگار کی جانب سے ہے۔ پھر انھوں نے متشبہ الفاظ کی تاویل کے لیے ان محکمات کی طرف رجوع کیا جن میں بجز ایک معنی کے کوئی ان میں دوسری تاویل نہیں کرتا۔ ان کی اس بات سے کتاب منظم ہوگئی اور اس کے ایک حصے نے دوسرے حصے کی تصدیق کر دی، اس کے ذریعے سے حجت نافذ ہوگئی، باطل مٹ گیا، کفر کا سر کچل دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ	اور نصیحت (قبول) نہیں کرتے (یعنی ایسے معاملوں میں)، مگر عقل والے
رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ	اے ہمارے پروردگار! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر بعد اس
هَدَيْتَنَا۔	کے کہ تونے ہمیں سیدھی راہ بتادی۔

یعنی اگر نئی باتیں نکال کر ہم اس طرف جھک پڑیں تو ہمارے دلوں کو (اس طرف) جھکنے نہ دے۔

وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ	اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما۔ بے شبہ
رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ۔	تو بڑا عنایت فرمانے والا ہے۔

اللہ کے نزدیک مقبول دین پھر فرمایا:۔

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ	اللہ نے گواہی دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں
إِلَّا هُوَ۔ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُوا	اور فرشتوں نے (بھی) یعنی انھوں نے جو کچھ کہا، اس کے
الْعِلْمِ، بِالْقِسْطِ۔	خلاف (یہ سب گواہ ہیں)
لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ	اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ غالب اور
الْحَكِيمُ۔ إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ	حکمت والا ہے۔ بے شبہ اللہ کے پاس دین (تو بس)
اللَّهِ الْإِسْلَامُ۔	اسلام ہی ہے۔

یعنی اے محمدؐ! پروردگار کی توحید اور رسولوں کی تصدیق کے جس طریقے پر آپ ہیں۔

وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ -

اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی، انھوں نے (اس سے) اختلاف نہیں کیا، مگر بعد اس کے کہ ان کے پاس علم آچکا۔

یعنی وہ جو (بذریعۂ قرآن) آپ کے پاس آچکا ہے کہ اللہ ایک ہے، جس کا کوئی شریک نہیں۔

بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ فَاِنْ حَآجُّوْكَ

آپس کی سرکشی سے اور جو شخص اللہ کی آیتوں کا انکار کرے تو بے شبہ اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ پھر بھی انھوں نے اگر تجھ سے حجت کی۔

یعنی ان کے قول خلقنا، فعلنا اور امثال کی (تاویل) باطل سے جو وہ پیش کرتے ہیں تو یہ زا شبہ باطل ہے اور اس میں جو سچائی ہے وہ انھوں نے جان لی ہے۔

فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ -

تو تو کہہ دے کہ میں نے تو اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا ہے! یعنی وہ اللہ جو یکتا ہے اور جس نے میری پیروی اختیار کی ہے انھوں نے بھی (اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا ہے) اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے اور جو ان پڑھ ہیں، ان سے کہہ یعنی جن کے پاس کوئی کتاب نہیں (ان سے کہہ) کیا تم نے بھی یہ اصول تسلیم کر لیا؟ اگر انھوں نے (بھی یہ اصول) مان لیا تو بس سیدھی راہ پا گئے اور اگر منہ پھیر تو (کچھ پروا نہ کر) تجھ پر صرف (پیام خداوندی) پہنچا دینا لازم ہے اور اللہ تو بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔

پھر اہل کتاب کے دونوں گروہ یہود و نصاریٰ نے جو جو نئی باتیں اور نئے طریقے پیدا کر لیے تھے ان کا ذکر کیا اور فرمایا:۔

یہود و نصاریٰ کے افعال

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ (الی قولہ) قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ -

جو لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے ہیں اور لوگوں میں سے ایسے افراد کو قتل کرتے ہیں جو عدل و انصاف کے احکام دیتے ہیں (اس ارشاد تک) کہہ، اے اللہ! اے حکومت کے مالک!

یعنی اے بندوں کی پرورش کرنے والے! اے وہ ذات! جس کے سوا بندوں کے درمیان کوئی

فیصلہ نہیں کرتا۔

تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

تو جسے چاہتا ہے حکومت عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے، (یعنی تیرے سوا کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں) بے شبہ تو ہی ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

یعنی اپنے غلبے اور اپنی قدرت سے یہ کام کر سکنے والا تیرے سوا کوئی (بھی) نہیں۔

تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

تو دن میں رات کو داخل کر دیتا ہے اور رات میں دن کو داخل کر دیتا ہے اور مردے سے زندے کو نکالتا ہے اور زندے سے مردے کو نکالتا ہے اور جسے تو چاہتا ہے بے حساب عنایت فرماتا ہے۔

باب ۹

وفد نجران

(۲)

اللہ تعالیٰ کی قدرت

تیرے سوا کوئی ان امور میں قدرت نہیں رکھتا صرف تو یہ سب کچھ کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر میں نے عیسیٰؑ کو مردوں کے زندہ کرنے، بیماروں کو شفا دینے، کیچڑ سے پرند کے پیدا کرنے اور غیبی امور کی خبریں دینے کے لیے قوت عطا کر دی تھی تاکہ اس وجود کو (حضرت عیسیٰؑ کو) لوگوں کے لیے ایک نشانی بناؤں اور اس نبوت کی تصدیق ہو، جسے دے کر میں نے بنی اسرائیل کی طرف مبعوث فرمایا تھا۔ اور انھیں چیزوں کے سبب سے تم ان کے معبود ہونے کا دعوے کرتے ہو تو (اس پر بھی تو غور کرو کہ) میرے قابو اور میری قدرت میں ایسی چیزیں بھی ہیں، جو میں نے انھیں نہیں دیں۔ (مثلاً) بادشاہوں کو بادشاہ بنانا، نبوت کا عہدہ جسے چاہنا دے دینا، دن میں رات کا اور رات میں دن کا داخل کرنا، مردے سے زندے کا اور زندے سے مردے کا نکالنا اور نیکوں یا بدوں میں سے جسے چاہنا، بے حساب رزق دینا، غرض یہ تمام باتیں وہ ہیں، جن پر میں نے عیسیٰؑ کو قدرت نہیں دی۔ اور جن کا انھیں مالک نہیں بنایا۔ لیکن تمھیں ان چیزوں سے کوئی عبرت نہ حاصل ہوئی - اگر وہ معبود ہوتے تو یہ سب چیزیں ان کے اختیار میں ہوتیں، حالانکہ تمھیں معلوم ہے کہ وہ بادشاہوں سے بھاگ رہے تھے، اور ایک شہر سے دوسرے شہر کی جانب منتقل ہو رہے تھے۔ پھر ایمانداروں کو نصیحت فرمائی اور انھیں ڈرایا۔

اس کے بعد فرمایا:

اللہ کی محبت کا طریقہ

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ ۔ (اے نبی ان سے) کہہ کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو۔

یعنی اگر تمھارا یہ دعوے صحیح ہے کہ (تمھارے کام) اللہ کی محبت اور اس کی عظمت کے اظہار کے لیے ہوتے) ہیں۔

فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

تو میری پیروی کرو، اللہ تمھیں محبوب بنا لے گا۔ اور تمھارے لیے تمھارے گناہ ڈھانک دے گا یعنی تمھارے

رَحِیْمٌ قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ ۔

گزشتہ کفریہ اعمال) اور اللہ بڑا پردہ پوش اور بڑا مہربان ہے۔ کہہ دے کہ اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرو۔ کیونکہ تم اسے جانتے ہو اور اپنی کتابوں میں اس کا تذکرہ پاتے ہو۔ پھر اگر انھوں نے روگردانی کی (یعنی کفر پر اڑے رہے) تو بے شبہ اللہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

. . . . . .

پھر ان کے آگے عیسیٰ (علیہ السلام) کے حالات بیش فرمائے کہ اللہ نے جس کام کا ارادہ فرمایا اس کی ابتدا کیونکر ہوئی۔ فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۔ ذُرِّیَّةً بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ۔ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۔

بے شک اللہ نے آدم اور نوح کو اور ابراہیم اور آل عمران کے گھرانوں کو تمام جہانوں میں سے برگزیدگی عطا فرمائی یہ ایک نسل تھی جس میں سے بعض بعض سے پیدا ہوئے اور ایک دوسرے سے نکل کر پھیلے۔ اور اللہ دعائیں خوب سننے والا، مصالح عالم کا جاننے والا ہے۔

مریم کی پیدائش

اس کے بعد عمران کی بیوی اور اس کے قول کا ذکر فرمایا۔

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا ۔

(وہ وقت یاد کرو) جب عمران کی عورت نے کہا، اے میرے پروردگار! جو کچھ میرے پیٹ میں ہے، میں اسے یقیناً آزاد کر کے تیری نذر کر دیتی ہوں۔

یعنی میں نے اسے نذر کر دیا، اور اسے اللہ کی غلامی کے لیے آزاد کر دیا۔ کہ اس سے کسی دنیوی کام میں استفادہ نہ کیا جائے۔

فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰی ۔ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ۔ وَ لَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی ۔

پس مجھ سے (یہ نذر) قبول فرما۔ بے شبہ تو خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔ پھر جب اس نے (لڑکے کی جگہ) لڑکی جنی تو کہا: اے پروردگار! میں نے اسے جنا تو ہے لیکن حالت یہ ہے کہ وہ لڑکی ہے۔ حالانکہ جو کچھ بھی اس نے جنا تھا، اللہ اس سے خوب واقف تھا اور لڑکا لڑکی کی طرح نہیں۔

یعنی اس مقصد کے لیے، جس کے لیے میں نے اسے آزاد کیا اور بطور نذر پیش کش کیا تھا (وہ لڑکے

کی مثل خدمت بجا نہیں لاسکتی)

وَاِنِّیْ سَمَّیْتُھَا مَرْیَمَ ۔ وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ فَتَقَبَّلَھَا رَبُّھَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْبَتَھَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّکَفَّلَھَا زَکَرِیَّا۔

اور میں نے اس کا نام تو مریم رکھ دیا اور میں اسے اور اس سے پھیلنے والی اولاد کو مردود شیطان سے بس تیری ہی پناہ میں دیتی ہوں۔ تو اس کے پروردگار نے اسے بڑی خوبی سے قبول فرمالیا اور اس کی بڑی اچھی پرورش کی اور اس کی نگرانی زکریا نے کی۔

یعنی اس کے والد اور والدہ کے انتقال کے بعد۔

ابن ہشام نے کہا کہ کفلھا کے معنی ضمھا کے ہیں، یعنی اسے اپنے ساتھ رکھا۔

ابن اسحٰق نے کہا: غرض اس لڑکی کی یتیمی کے ساتھ ہی اس کا حال اور زکریا کی کیفیت بتائی۔ انھوں نے جو دعا کی تھی اور جو کچھ انھیں عطا ہوا تھا، اس کا ذکر فرمایا، یعنی انھیں یحییٰ عنایت فرمائے گئے، اس کے بعد مریم اور ان سے فرشتوں کی گفتگو کا ذکر فرمایا:۔

یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰکِ وَطَھَّرَکِ وَاصْطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ۔ یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّکِ وَاسْجُدِیْ وَارْکَعِیْ مَعَ الرّٰکِعِیْنَ۔

اے مریمؑ بے شبہ اللہ نے تجھے انتخاب فرمالیا، اور تجھے پاک کر دیا اور تمام جہانوں کی عورتوں پر تجھے ترجیح دی، اے مریمؑ! اپنے پروردگار کے لیے عبادت میں چپ چاپ کھڑی رہ اور سجدہ کیا اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر۔ (اور)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

نگرانی کا فیصلہ

ذٰلِکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْہِ اِلَیْکَ وَمَا کُنْتَ لَدَیْھِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَھُمْ اَیُّھُمْ یَکْفُلُ مَرْیَمَ۔

یہ غیب کی خبروں میں سے ایک خبر ہے، جو ہم تیری جانب بذریعہ وحی بھیج رہے ہیں اور تو ان کے پاس نہ تھا یعنی ان کے ساتھ نہ تھا۔ جب وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ ان میں کون مریمؑ کی نگرانی کرے۔

ابن ہشام نے کہا: اقلامھم کے معنی سھامھم کے ہیں، یعنی ان کے وہ تیر، جن کے ذریعے سے انھوں نے مریم علیہا السلام کے متعلق قرعہ اندازی کی تھی تو زکریا کا تیر نکلا تھا، آخر مریمؑ کو زکریا نے اپنے ساتھ رکھا۔ یہ بات حسن بن ابی الحسن نے کہی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا: اس مقام پر (جس نگرانی کا ذکر ہے یہ) نگرانی جریج راہب نے کی جو بنی اسرائیل کا

ایک بڑھئی تھا۔ مریم کو (اپنے پاس) لے جانے کا تیر اسی کے نام کا نکلا تھا اور وہی لے گیا۔ زکریا نے اس سے پہلے ان کی نگرانی کی تھی۔ بنی اسرائیل میں ایک مرتبہ سخت قحط پڑا۔ اس لیے زکریا انھیں اپنے پاس رکھنے سے عاجز ہو گئے تو قرعہ اندازی کی گئی کہ ان کی نگرانی کون کرے۔ جریج راہب کا تیر نگرانی کے لیے نکلا اور اسی نے نگرانی کی۔

وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ۔

اور (اے نبیؐ) جب وہ جھگڑ رہے تھے اس وقت تو ان کے پاس نہ تھا۔

یعنی جب وہ اس کے متعلق جھگڑ رہے تھے تو تو ان کے ساتھ نہ تھا۔

دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ آپ کو ان باتوں کی خبر دے رہا تھا، جنھیں بنی اسرائیل چھپاتے تھے۔ حالانکہ ان باتوں کے متعلق انھیں علم تھا۔ اس طرح اللہ چاہتا تھا کہ اس کے رسول پاکؐ کی نبوت ثابت ہو جائے اور بنی اسرائیل پر حجت قائم ہو۔ پھر فرمایا:

بشارت عیسیٰؑ

إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ۔

(وہ وقت یاد کرو، جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! اللہ تجھے یقیناً ایک ایسے کلمے کی خوشخبری دیتا ہے جو اس کی جانب سے ہے، اس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریمؑ ہے۔

یعنی ان کے (حقیقی) واقعات یہ تھے، نہ وہ جو تم ان کے متعلق کہتے ہو۔

وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ۔

دنیا و آخرت میں وہ عزت و آبرو والے تھے (یعنی اللہ کے پاس) اور وہ مقربین میں سے تھے اور گہوارے میں لوگوں سے باتیں کیا کرتے تھے اور ادھیڑ عمر میں (نزول کے بعد بھی وہ باتیں کریں گے) اور نیکوں میں سے تھے۔

گویا اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو حضرت عیسیٰؑ کے ان حالات کی خبر دے رہا ہے، جو آپ کی عمر کے تغیرات میں واقع ہوتے رہے، جس طرح آدم کی اولاد کے حالات ان کی کم سنی اور بڑھاپے کے لحاظ سے بدلتے رہتے ہیں، البتہ اللہ نے عیسیٰؑ کو گہوارے میں کلام کرنے کی خصوصیت مرحمت فرمائی تھی کہ یہ چیز آپ کی نبوت کے لیے ایک علامت ہو اور بندوں کو اپنی قدرت کے کرشمے دکھائے۔

قَالَتْ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذَٰلِكِ

مریم نے کہا: اے میرے پروردگار! میرے لڑکا کیونکر ہوگا، حالانکہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں، فرمایا:

اللّٰہُ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ۔ یوں ہی (ہو گا)، اللہ جو چاہتا ہے، پیدا کر دیتا ہے۔

یعنی وہ جو چاہتا ہے، بنا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے، پیدا کر دیتا ہے، بشر ہو یا غیر بشر۔

اِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ۔ جب اس نے کسی کام کا فیصلہ کر لیا تو اسے صرف "ہو" کہہ دیتا ہے۔ وہ ہو جاتی ہے۔

اور جیسی وہ چاہتا ہے، ویسی ہی ہو جاتی ہے۔

نبوتِ عیسیٰ پھر مریم علیہا السلام کو اس بات کی خبر دی کہ عیسیٰ (کی پیدائش) سے اس کا ارادہ کیا ہے۔ فرمایا:۔

وَ یُعَلِّمُہُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ وَ التَّوۡرٰىۃَ۔ اور وہ اسے جنس کتب کی اور حکمت اور تورات کی تعلیم (کا شرف عنایت) فرمائے گا۔

تورات ان لوگوں (بنی اسرائیل) میں موجود تھی، جو آپ سے پہلے موسیٰ (علیہ السلام) کے وقت سے چلی آ رہی تھی۔

وَ الۡاِنۡجِیۡلَ۔ اور انجیل کی بھی (تعلیم دے گا)

ایک اور کتاب جو اللہ عزوجل نے انھیں نئی عنایت فرمائی، ان لوگوں کے پاس بجز اس کی یاد کے اصل کتاب باقی نہ تھی، اور وہ (عیسیٰؑ) ان کے (موسیٰؑ کے) بعد انبیاء میں سے ہونے والے تھے۔

وَ رَسُوۡلًا اِلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اَنِّیۡ قَدۡ جِئۡتُکُمۡ بِاٰیَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ۔ اور (ہم نے اسے)، بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجا، اس نے کہا (بے شبہ میں پروردگار کی جانب سے تمھارے پاس نشانی لے کر آیا ہوں۔

ایسی نشانی جس سے میری نبوت ثابت ہوتی ہے اور یہ کہ میں اس کی جانب سے تمھاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

اَنِّیۡۤ اَخۡلُقُ لَکُمۡ مِّنَ الطِّیۡنِ کَہَیۡـَٔۃِ الطَّیۡرِ فَاَنۡفُخُ فِیۡہِ فَیَکُوۡنُ طَیۡرًۢا بِاِذۡنِ اللّٰہِ۔ بے شبہ میں تمھارے لیے کیچڑ سے پرندوں کی سی شکل پیدا کرتا ہوں۔ پھر اس میں پھونکتا ہوں تو اللہ کے حکم سے وہ پرندہ بن جاتا ہے۔

اور اس اللہ کے حکم سے، جس نے مجھے تمھاری طرف بھیجا ہے، جو میرا اور تمھارا دونوں کا پروردگار ہے۔

وَ اُبۡرِئُ الۡاَکۡمَہَ وَ الۡاَبۡرَصَ اور میں پیدائشی اندھے اور کوڑھی کو (بھلا) چنگا کر دیتا

وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِىْ بُيُوْتِكُمْ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِىْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ۔

ہوں اور میں اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور تمھیں وہ چیز بتا دیتا ہوں، جو تم کھاتے ہو اور جو تم گھروں میں جمع رکھتے ہو۔ بے شبہ اس میں تمھارے لیے نشانی ہے اس بات پر کہ میں تمھاری طرف اللہ کی جانب سے بھیجا ہوا ہوں اگر تم ایماندار ہو اور میں اس توراۃ کی تصدیق کرنے والا (بنا کر بھیجا گیا) ہوں جو میرے سامنے ہے۔ (یعنی پہلے آچکی ہے) اور (میں بھیجا گیا ہوں) تاکہ بعض ایسی چیزیں تمھارے لیے جائز کر دوں، جو تم پر حرام کر دی گئی تھیں

یعنی یہ بتا دوں کہ وہ تم پر حرام نہیں۔ تم نے انھیں چھوڑ دیا تھا۔ اب تم پر سے بوجھ ہلکا کرنے کے لیے انھیں تمھارے لیے جائز کر دوں تاکہ تمھیں سہولت ہو، دشواری سے تم نکل جاؤ۔

من انصاری الی اللہ

وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبُّكُمْ۔

اور میں تمھارے پاس تمھارے پروردگار کی جانب سے نشانی لے کر آیا ہوں، اس لیے اللہ سے ڈرو۔ اور میری بات مانو۔ بے شک اللہ میرا بھی رب ہے اور تمھارا بھی۔

یعنی آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کے متعلق لوگ جو کچھ کہہ رہے تھے، اس سے اپنی بے تعلقی کے اظہار اور ان لوگوں پر حجت کے قیام کے لیے فرماتے ہیں۔

فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ۔

تو اسی کی عبادت کرو کہ یہ سیدھی راہ ہے۔

یعنی یہی وہ سیدھی راہ ہے، جس پر چلنے کے لیے میں نے تمھیں شوق دلایا اور یہی ہدایت لے کر میں تمھارے پاس آیا ہوں۔

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِىْٓ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ۔

پھر جب عیسیٰؑ نے ان کے کفر کا احساس کیا (اور اپنی ذات پر ان کی دست درازی دیکھی)، تو کہا کلمۃ اللہ کی برتری کے لیے کون میری مدد کرنے والے ہیں؟ حواریوں نے کہا: اللہ کے رسول (اور اس کے کلمے کے) ہم مددگار ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے۔

٭

ان کا یہی قول ایسا تھا، جس کے سبب سے انھوں نے اپنے پروردگار کی جانب سے فضیلت

حاصل کرلی۔

وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔

اور آپ گواہ رہیے کہ ہم فرمانبردار ہیں۔

ان لوگوں کی روش ایسی نہ تھی جیسی روش ان حجت کرنے والوں کی ہے۔

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ۔

اے ہمارے پروردگار! جو کچھ تونے نازل فرمایا ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم نے رسول کی پیروی اختیار کرلی ہے۔ اس لیے ہمیں (اپنے اور اپنے رسول کے) گواہوں (کے دفتر) میں لکھ لے۔

یہود کا ارادۂ قتل

پھر جب وہ لوگ آپ کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے تو آپ کو اپنی جانب اٹھا لینے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ۔

اور انھوں نے (عیسیٰ کے خلاف) خفیہ تدبیریں کیں اور اللہ نے بھی خفیہ تدبیریں کیں اور اللہ تو خفیہ تدبیروں میں سب سے بہتر ہے

پھر انھیں بتایا اور اس عقیدے کا رد فرمایا، جسے وہ مان چکے تھے کہ یہود نے آپ کو (عیسیٰؑ کو) سولی دے دی۔ فرمایا:۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔

(وہ وقت یاد کرو) جب اللہ نے فرمایا: اے عیسیٰؑ! میں تجھے (پورا پورا) لے لینے والا ہوں اور تجھے اپنی جانب اٹھا لینے والا ہوں اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے ان (کی ناپاک صحبت) سے تجھے پاک کردینے والا ہوں اور جن لوگوں نے تیری پیروی کی، انھیں ان لوگوں پر قیامت تک برتری دینے والا ہوں، جنھوں نے کفر کیا۔

پھر واقعات بتائے، یہاں تک کہ اپنا یہ قول بیان فرمایا۔

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ۔

(اے محمدؐ) یہ وہ آیتیں اور حکمت والی نصیحت ہے جو ہم تجھے پڑھ کر سناتے ہیں۔

یعنی عیسیٰؑ اور ان کے حالات میں جو اختلافات ان لوگوں نے کیے، ان میں یہ وہ قطعی اور فیصلہ کن حق بات ہے، جس میں باطل کا ذرا بھی لگاؤ نہیں، اس لیے اس کے سوا کسی خبر کو قبول نہ کیا جائے۔

عیسیٰؑ اور آدمؑ کی مثال

اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ۔ اَلۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکَ فَلَا تَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُمۡتَرِیۡنَ ۔

(سن) کہ عیسیٰ کی مثال اللہ کے پاس آدم کی مثال کی سی ہے کہ اسے مٹی سے پیدا کیا۔ اس کے بعد اس سے کہا کہ "ہو" تو (وہ پیدا ہو گیا اور ہر مخلوق اسی طرح) ہو جاتی ہے، یہی بات تیرے پروردگار کی جانب کی ہے اس لیے شک و شبہ کرنے والوں میں سے تو نہ ہو۔

یعنی اگرچہ وہ کہتے رہیں کہ عیسیٰؑ بغیر مرد کے پیدا ہوئے تو اس میں شک نہ کر۔ کیونکہ میں نے آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا تھا اور بغیر عورت اور مرد کے پیدا کیا تھا، وہ بھی عیسیٰ کی طرح گوشت، خون، بال اور چہرے کے پوست سے مرکب تھے، اس لیے عیسیٰ کی پیدائش مرد کے بغیر کچھ اس سے زیادہ عجیب نہیں۔

دعوت مباہلہ

فَمَنۡ حَآجَّکَ فِیۡہِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الۡعِلۡمِ فَقُلۡ تَعَالَوۡا نَدۡعُ اَبۡنَآءَنَا وَ اَبۡنَآءَکُمۡ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَکُمۡ وَ اَنۡفُسَنَا وَ اَنۡفُسَکُمۡ ثُمَّ نَبۡتَہِلۡ فَنَجۡعَلۡ لَّعۡنَتَ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ ۔

اس لیے تیرے پاس اس علم کے آنے کے بعد جو (لوگ) اس کے متعلق تجھ سے حجت کریں۔ تو تو کہہ کہ آؤ ہم اپنے اپنے بچوں اور اپنی اپنی عورتوں اور اپنی اپنی ذاتوں کو بلائیں، اس کے بعد گریہ و زاری سے دعا مانگیں اور جھوٹوں پر اللہ کی پھٹکار (کی دعا) کریں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو عبیدہ نے کہا نبتھل کے معنی لعنت کی دعا کرنے کے ہیں۔ عرب کہتے ہیں بھل اللہ فلانا۔ ای لعنۃ اللہ علیہ اور بھلۃ اللہ کے معنی لعنۃ اللہ کے ہیں اور نبتھل کے معنی کوشش سے دعا کرنے کے بھی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا:۔

اِنَّ ہٰذَا لَہُوَ الۡقَصَصُ الۡحَقُّ ۚ وَ مَا مِنۡ اِلٰہٍ اِلَّا اللّٰہُ ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ لَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۔ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌۢ بِالۡمُفۡسِدِیۡنَ ۔

بے شک یہ (یعنی جو خبریں عیسیٰ کے متعلق لایا ہوں) یقیناً یہی حقیقی بیان ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شبہ اللہ غالب اور بڑی رحمت والا ہے، پھر اگر انھوں نے روگردانی کی تو بے شبہ اللہ فسادیوں کو خوب جاننے والا ہے

توحید پر اتفاق کی دعوت

قُلۡ یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ تَعَالَوۡا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۢ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَکُمۡ اَلَّا نَعۡبُدَ

کہہ اے اہل کتاب! آؤ اس بات کی طرف جو ہم میں اور تم میں راست اور مسلم ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک کریں اور

اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۔

اور اللہ کو چھوڑ کر ہم میں کے بعض بعض کو رب نہ بنالیں۔ پھر اگر انھوں نے روگردانی کی، تو تم (لوگ ان سے) کہو کہ (دیکھو) گواہ رہو کہ ہم تو...... اطاعت گزار ہیں۔

وفد نجران کی صلح

پس آپ نے انھیں انصاف کی ایک بات کی جانب دعوت دی اور انھیں لاجواب کر دیا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ کی طرف سے یہ خبر آئی اور آپ کے اور ان کے درمیان جھگڑے کا فیصلہ پہنچ گیا، اگرچہ وہ آپ کے ان دعووں کی تردید ہی کرتے رہے تو آپ کو ان سے مباہلہ کرنے کا حکم دیا گیا، چنانچہ آپ نے مباہلے کی دعوت دی۔ انھوں نے کہا:۔ اے ابوالقاسم! ہمیں اپنے اس معاملے میں غور کرنے دیجیے، آپ نے جو دعوت دی ہے، اس میں ہم جو کچھ کرنا چاہیں، اس کا باہم فیصلہ کر کے پھر آپ کے پاس آئیں گے۔ غرض وہ آپ کے پاس سے واپس ہوئے، اس کے بعد ان لوگوں نے العاقب کے ساتھ جو ان میں صاحب رائے تھا، تنہائی میں گفتگو کی۔ اس سے کہا: اے عبدالمسیح! تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: اے گروہ نصاریٰ! یقیناً تم لوگ جانتے ہو کہ محمد بے شبہ (اللہ کی طرف سے) بھیجا ہوا نبی ہے، تمھیں اپنے دوست کے اس فیصلے کی بھی خبر پہنچ چکی ہے، یہ بھی معلوم ہے کہ کسی قوم نے اپنے نبی سے کبھی مباہلہ نہیں کیا، جن میں کا کوئی بڑا بوڑھا باقی رہا ہو اور کم عمر پھلے پھولے ہوں، یاد رہے کہ اگر تم نے مباہلہ کیا تو تمھاری جڑیں تک اکھاڑ دی جائیں گی، اگر تمھیں اپنے دین کی محبت کے سوا دوسری کسی بات سے انکار ہو اور جو کچھ کہہ چکے ہو، اسی پر (تم) جمے رہنا چاہتے ہو تو اس شخص سے صلح کر لو اور اپنے شہروں کی جانب واپس جاؤ۔

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اے ابوالقاسم! ہمیں یہی مناسب معلوم ہوا کہ آپ سے مباہلہ نہ کریں اور آپ کو آپ کے دین پر چھوڑ دیں، ہم اپنے مقام کو لوٹ جائیں اور اپنے دین پر رہیں، لیکن آپ اپنے اصحاب میں سے کسی ایسے شخص کو جسے آپ ہمارے لیے پسند فرمائیں۔ ہمارے ساتھ بھیج دیں کہ وہ ہمارے مالی اختلافی امور میں ہمارے درمیان فیصلہ کیا کرے، کیونکہ ہمارے خیال میں آپ لوگ ہماری مرضی کے مطابق ہیں۔

ابو عبیدہ رضہ کا تقرر

محمد بن جعفر نے کہا: یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِئْتُوْنِي الْعَشِيَّةَ اَبْعَثْ

تم لوگ شام کو میرے پاس آؤ، میں ایک قوی امانت دار

مَعَکُمُ الْقَوِیَّ الْاَمِیْنَ   کو تمھارے ساتھ بھیج دوں گا۔

راوی نے کہا، عمرؓ بن الخطاب کہا کرتے تھے کہ امیر بننے کی جو خواہش مجھے اس دن تھی ویسی امارت کی خواہش مجھے کبھی نہ ہوئی۔ صرف اس امید پر کہ میں ان اوصاف والا ہوں، یعنی قوی و امین، اس لیے ظہر کے وقت دھوپ میں پہنچ گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی اور سلام پھیرا پھر آپ نے اپنی سیدھی جانب اور بائیں جانب ملاحظہ فرمایا تو میں اونچا ہو ہو کر آپ کے سامنے جا رہا تھا۔ کہ آپ مجھے ملاحظہ فرمالیں، آپ اپنی نظر سے تلاش فرما رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کی نظر انور ابو عبیدہ بن الجراح پر پڑی۔ انھیں بلا کر فرمایا: اُخْرُجْ مَعَهُمْ فَاقْضِ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ (ان لوگوں کے ساتھ جاؤ اور ان کے اختلافی معاملوں میں ان کے درمیان حق کے مطابق فیصلہ کیا کرو۔

عمرؓ نے کہا: ابو عبیدہؓ اس جماعت کے ساتھ گئے۔

باب ۱۹

منافقین اور آب و ہوائے مدینہ

عبداللہ بن ابی

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے جس طرح بیان کیا، وہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے، تو وہاں کے باشندوں کا سردار عبداللہ بن ابی بن سلول العوفی تھا، جو بنی العوف کی شاخ بنی الحبلی میں سے تھا۔ اس کی قوم کے دو آدمی بھی اس کی برتری کے متعلق اختلاف نہ رکھتے تھے، اوس و خزرج کی جماعتوں میں سے کسی فرد پر کبھی یہ دونوں جماعتیں متفق نہ ہوئیں، نہ اس شخص سے پہلے اور نہ اس کے بعد، یہاں تک کہ اسلام کا ظہور ہوا۔

ابو عامر عبد عمرو

ہاں! اس کے ساتھ ایک اور شخص بھی قبیلہ اوس میں تھا، جو اس میں سربرآوردہ و مطاع تھا، اس کا نام ابو عامر عبد عمرو صیفی بن النعمان تھا، جو بنی ضُبَیعہ بن زید میں سے تھا۔ یہی شخص حنظلہ الغسیل کا باپ تھا، جن کے جنگ احد میں شہید ہونے پر فرشتوں نے انھیں غسل دیا تھا، ابو عامر نے زمانہ جاہلیت ہی میں رہبانیت اختیار کر لی تھی، موٹے کپڑے پہنا کرتا اور راہب کہلاتا تھا۔ غرض یہ دونوں برتری سے محروم ہو گئے۔ گویا (عام دنیا دارانہ نقطہ نگاہ پیش نظر رکھا جائے تو) اسلام سے انھیں نقصان پہنچا۔

منافقانہ اسلام

عبداللہ بن ابی کے لیے تو اس کی قوم نے تاج تیار کر لیا تھا، تاکہ پہنا کر اسے اپنا حاکم بنا لیں۔ اس اثنا میں اللہ نے اپنا رسول ان کے پاس بھیجا۔ جب قوم ابن ابی سے پھر کر اسلام کی طرف ہو گئی تو اس کے دل میں کینہ پیدا ہو گیا۔ اور سمجھنے لگا کہ اس سے حکومت اسلام نے چھین لی۔ جب دیکھا کہ اس کی قوم اسلام کے سوا کوئی بات نہیں مانتی تو خود بھی ناچار اسلام میں داخل ہو گیا، لیکن نفاق اور کینے پر جما رہا۔

کفر اور خروج

ابو عامر نے تو کفر کے سوا کوئی بات نہ مانی، جب اس کی قوم اسلام پر متفق ہو گئی تو وہ اس سے بھی الگ ہو گیا۔ اور دس سے کچھ زائد ایسے اشخاص

لے کر مکہ کی جانب نکل گیا، جنھوں نے اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علٰحدگی اختیار کر رکھی تھی۔ جیسا کہ مجھ سے محمد بن ابی امامہ نے حنظلہ بن ابی عامر کے بعض گھر والوں سے حدیث سنائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا تَقُولُوا الرَّاهِبُ وَلٰكِنْ قُولُوا الْفَاسِقُ۔ — اسے راہب (اللہ سے ڈرانے والا) نہیں، فاسق (نافرمان) کہو۔

رسول اللہ صلعم سے گفتگو

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے جعفر عبداللہ بن ابی الحکم نے بیان کیا۔ (انھوں نے صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پائی تھی، احادیث سنی تھیں اور بہت روایتیں بیان کرنے والے تھے) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ابو عامر مکہ کی جانب نکل جانے سے پہلے آپ کے پاس حاضر ہوا اور کہا: اس دین کی حقیقت کیا ہے، جسے لے کر آپ آئے ہیں؟ فرمایا:۔

جِئْتُ بِالْحَنِيفِيَّةِ دِينِ إِبْرَاهِيمَ — میں ابراہیم کا یکسوئی والا دین لایا ہوں۔

اس نے کہا: میں تو اسی دین پر ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَنْتَ لَسْتَ عَلَيْهَا۔ — تو اس دین پر نہیں۔

اس نے کہا: کیوں نہیں، میں تو اسی دین پر ہوں، لیکن اے محمدؐ! آپ نے حنیفیت میں ایسی باتیں داخل کر دی ہیں جو اس میں نہیں۔ آپ نے فرمایا:۔

مَا فَعَلْتُ وَلٰكِنِّي جِئْتُ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً — میں نے ایسا نہیں کیا، بلکہ میں اسے روشن اور پاک صاف حالت میں لایا ہوں۔

اپنے جھوٹ پر گواہی

اس نے کہا، اللہ جھوٹے کو وطن سے نکالے اور مسافرت و تنہائی میں موت دے، وہ ان الفاظ سے بزعم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کر رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

أَجَلْ فَمَنْ كَذَبَ فَفَعَلَ اللّٰهُ ذَالِكَ بِهِ۔ — ہاں ہاں! جس نے جھوٹ کہا ہو، اللہ اس سے ایسا ہی برتاؤ کرے۔

عبد عمرو کا انجام

غرض اس دشمن خدا ہی کی یہ حالت ہوئی کہ نکل کر مکہ کی جانب چلا گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح فرما لیا تو وہ طائف کی طرف چل دیا۔ جب طائف والوں نے اسلام اختیار کر لیا تو وہ شام میں جا بسا اور شام ہی میں وطن سے نکالا ہوا

غربت میں تنہا مر گیا۔

اس کے ساتھ علقمہ بن علاثہ (بن عوف بن الاحوص بن جعفر بن کلاب) اور کنانہ بن عبد یالیل (بن عمرو بن عمیر الثقفی) بھی نکل گئے تھے۔ جب وہ مرا تو اس کی میراث کے متعلق ان دونوں نے قیصر روم کے پاس مقدمہ پیش کیا۔ قیصر نے کہا: متمدن لوگ متمدن لوگوں کے وارث ہوا کرتے ہیں اور غیر متمدن غیر متمدن کے۔ آخر اس نے کنانہ بن عبد یالیل کو غیر متمدن ہونے کے سبب سے وارث ٹھہرایا۔ اور علقمہ کو وارث نہ بنایا۔ تو کعب ابن مالک نے ابو عامر کے اس رویے کے متعلق کہا:

مَعَاذَ اللّٰهِ مِنْ عَمَلٍ خَبِيثٍ ۔۔۔ كَسَعْيِكَ فِي الْعَشِيرَةِ عَبْدَ عَمْرٍو

اے عبد عمرو! بُرے عمل سے خدا پناہ میں رکھے۔ جیسا کہ تیرا عمل، اے عبد عمرو! تیرے خاندان کے خلاف تھا۔

فَإِمَّا قُلْتَ لِي شَرَفٌ وَنَخْلٌ ۔۔۔ فَقَدْ مَا بِعْتَ إِيمَانًا بِكُفْرِ

اگر تو یہ کہے کہ مجھے تو برتری حاصل ہے اور میں نخلستان کا مالک ہوں تو تُو نے ایمان کو کفر کے معاوضے میں بہت زمانہ پہلے بیچ ڈالا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا: عبداللہ بن ابی اپنی قوم میں برتری کے درجے پر قائم رہا اور مدینہ میں ادھر ادھر جاتا آتا رہا۔ یہاں تک کہ اسلام اس پر غالب آگیا، مجبوراً وہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

ابن ابی کی حالت

ابن اسحٰق نے کہا: مجھے محمد بن مسلم زہری نے بواسطہ عروہ بن الزبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے اسامہؓ بن زیدؓ بن حارثہ کی روایت سنائی۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار ہوئے، جس کی خوگیر پر ایک فدکی چادر پڑی ہوئی تھی۔ پوست خرما کی رسی کی لگام تھی۔ آپ نے مجھے پیچھے بٹھا لیا اور سعدؓ بن عبادہ کی بیماری میں مزاج پرسی کے لیے تشریف لے چلے۔ آپ عبداللہ بن ابی کے پاس سے گزرے اور وہ اپنے مزاحم نامی قلعے میں تھا۔

ابن ہشام نے کہا: مزاحم قلعے کا نام ہے۔

رسول اللہ صلعم کے ارشادات

ابن اسحٰق نے کہا: اس کے اردگرد قوم والے بیٹھے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ملاحظہ فرمایا تو پاس سے یونہی گزر جانا آپ کو نامناسب معلوم ہوا۔ اس لیے اتر پڑے اور سلام کیا، تھوڑی دیر بیٹھ گئے۔ آپ نے قرآن مجید کی تلاوت فرمائی اور اللہ تعالٰے کی جانب دعوت دی، اللہ کے نام سے

نصیحت کی۔ پرہیزگاری کی تلقین فرمائی، خوش خبری سنائی اور خوف دلایا۔ راوی نے کہا: وہ چپ چاپ تھا، کوئی بات نہ کر رہا تھا۔

منافق کا جواب

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرما چکے تو اس نے کہا: جناب! آپ کی ان باتوں سے بہتر تو کوئی بات نہیں، اگر یہ سچی ہیں، لیکن آپ اپنے گھر میں بیٹھیے۔ اور جو شخص ان باتوں کو سننے کے لیے آئے، اس سے بیان کیجیے، جو آپ کے پاس نہ آئے، اسے ان باتوں سے تکلیف نہ دیجیے۔ اور اس کی مجلس میں ایسی باتیں نہ کیجیے۔ جو وہ ناپسند کرتا ہو۔

عبداللہ بن رواحہ کی حق گوئی

(راوی نے) کہا: عبداللہ بن رواحہ نے، جن کے ساتھ اور مسلمان بھی بیٹھے تھے۔ کہا: آپ کیوں ایسا نہ کریں۔ ہماری مجلسوں، ہمارے احاطوں اور ہمارے گھروں میں ایسی باتیں آپ ضرور کیا کیجیے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو بخدا ہمیں بے انتہا پسند ہیں اور یہ وہ باتیں ہیں، جن کی بدولت اللہ نے ہمیں عزت عطا فرمائی اور ان کی جانب رہنمائی کی۔
آخر عبداللہ بن ابی نے اپنی قوم کی یہ کھلی ڈلی مخالفت دیکھی تو کہا:

مَتٰی مَا یَکُنْ مَوْلَاکَ خَصْمَکَ لَا تَزَلْ   یَذِلُّ وَیَصْرَعْکَ الَّذِیْنَ تُصَارِعُ

جب تیرا دوست تیرا مخالف ہو جائے تو تو ہمیشہ ذلیل ہوتا رہے گا اور جن سے
تو مشت مشت کرتا رہتا ہے، وہ تجھے پچھاڑ دیں گے۔

وَھَلْ یَنْھَضُ الْبَازِیْ بِغَیْرِ جَنَاحِہٖ   وَاِنْ جُذَّ یَوْمًا رِیْشُہٗ فَھُوَ وَاقِعُ

کیا باز اپنے بازو نہ ہونے پر بھی بلند ہو سکتا ہے؟ اور اگر کبھی اس کے پر
اکھاڑ دیے جائیں، تو وہ ضرور گر پڑے گا۔

ابن ہشام نے کہا: ابن اسحٰق کے دوسرے شعر کی روایت دوسروں سے ہے۔

سعد بن معاذ کی گذارش

ابن اسحٰق نے کہا: مجھے زہری نے، اس نے عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے اسامہؓ بن زیدؓ سے روایت سنائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ کے پاس تشریف لے گئے، اس حالت میں کہ آپ کے چہرۂ مبارک پر ان باتوں کی علامتیں تھیں۔ جو دشمنِ خدا، ابن ابی نے کہی تھیں۔ سعدؓ نے کہا: یا رسول اللہ! میں آپ کے چہرۂ مبارک میں کچھ تغیر دیکھ رہا ہوں۔ گویا آپ نے ایسی بات سماعت فرمائی ہے۔ جو آپ ناپسند فرماتے ہیں۔ فرمایا: "اجل" ہاں! پھر آپ نے انھیں ان باتوں کی اطلاع دی، جو ابن ابی نے کہی تھیں۔ سعدؓ نے کہا: یا رسول اللہ! اس سے نرمی فرمائیے۔ کیونکہ واللہ! اللہ آپ کو ہمارے

پاس ایسے وقت لایا۔ ہم اس کے لیے تاج تیار کر رہے تھے۔ اس لیے وہ سمجھتا ہے کہ آپ نے اس کی حکومت چھین لی۔

مدینہ میں وبائی بخار

ابن اسحٰق نے کہا، مجھے ہشام بن عروہ اور عمر بن عبداللہ بن عروہ نے، انھوں نے عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے حضرت عائشہ رضؓ کی روایت سنائی۔ ام المومنینؓ نے فرمایا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ایسی حالت میں تشریف لائے کہ اللہ کی سرزمین مدینہ میں سب سے بڑھ کر وبائی بخار کا شکار تھی۔ آپ کے اصحاب بھی وبائی بخار کی بلا میں مبتلا ہو گئے۔ لیکن اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بلا سے محفوظ رکھا۔

ام المومنینؓ کی روایت

ابو بکرؓ اور ابو بکرؓ کے آزاد کردہ فہیرہؓ و بلالؓ، ابو بکرؓ ہی کے ساتھ ایک ہی گھر میں مبتلائے بخار ہوئے، میں ان کے پاس عیادت کو گئی۔ یہ واقعہ ہمارے پردے کے حکم سے پہلے کا تھا۔ دیکھا کہ تکلیف کی شدت سے ان لوگوں کی حالت ایسی تھی جو اللہ کے سوا کوئی اور نہیں جانتا تھا۔ میں ابو بکرؓ کے نزدیک گئی اور کہا: بابا جان! آپ اپنے آپ کو کس حالت میں پاتے ہیں؟

حضرت ابو بکرؓ: فرمایا۔

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

ہر شخص اپنے گھر والوں میں دن گزار رہا ہے (اور ہم اپنے وطن سے دور پڑے ہیں) حالانکہ موت ہر شخص کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔

میں نے کہا: واللہ! بابا جان کو اس کا ہوش نہیں، جو وہ کہہ رہے ہیں۔

عامر بن فہیرہؓ

پھر میں عامر بن فہیرہ کے نزدیک گئی اور پوچھا: عامر! تمھارا کیا حال ہے؟ انھوں نے کہا:

لَقَدْ وَجَدْتُ الْمَوْتَ قَبْلَ ذَوْقِهِ إِنَّ الْجَبَانَ حَتْفُهُ مِنْ فَوْقِهِ

میں نے موت کا مزہ چکھنے سے پہلے اسے پالیا اور بزدل کی موت تو اس کے اوپر سے بیٹھے بٹھلائے آ گرتی ہے، وہ اس طرح کے خطروں میں مبتلا ہو کر بہادرانہ موت نہیں مرا کرتا۔

كُلُّ امْرِئٍ مُجَاهِدٌ بِطَوْقِهِ كَالثَّوْرِ يَحْمِي جِلْدَهُ بِرَوْقِهِ

ہر شخص اپنی قوت کے مطابق، بچاؤ کی کوشش کرتا ہے، جس طرح بیل اپنے آپ کو

سینگوں کے ذریعے سے محفوظ کرتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: طوقہ کے معنی طاقت کے ہیں۔

ام المومنین نے کہا، واللہ! عامر جو کچھ کہہ رہا ہے، اسے اس کا ہوش نہیں۔

بلالؓ بلالؓ کی حالت یہ تھی کہ جب ان کا بخار اتر جاتا، گھر کے صحن میں لیٹ جاتے اور بلند آواز سے یہ کہتے:

اَلَا لَیْتَ شِعْرِیْ ھَلْ اَبِیْتَنَّ لَیْلَۃً بِفَخٍّ وَحَوْلِیْ اِذْخِرٌ وَجَلِیْلُ

کیا ایسا نہیں ہوگا! کاش! مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں کوئی رات مقام فخ[1] کے حوالی مکہ میں بھی اس طرح بسر کرسکوں گا کہ میرے گرد اذخر اور جلیل (نامی بوٹیاں) ہوں

وَھَلْ اَرِدَنْ یَوْمًا مِیَاہَ مَجَنَّۃٍ وَھَلْ یَبْدُوَنْ لِیْ شَامَۃٌ وَطَفِیْلُ

اور کیا میں کسی روز مقام مجنہ[2] کے چشموں پر بھی جاسکوں گا؟ اور کیا (کوہ) شامہ و طفیل[3] بھی مجھے نظر آئیں گے؟

ابن ہشام نے کہا: شامہ و طفیل دو پہاڑوں کے نام ہیں۔ (ام المومنین نے) کہا۔

رسول اللہ صلعم کی دعا میں نے ان لوگوں کی جو باتیں سنی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیں۔ ساتھ ہی کہا، یہ لوگ بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں اور بخار کی شدت سے جو کچھ کہتے ہیں، اسے سمجھتے بھی نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ کَمَا حَبَّبْتَ اِلَیْنَا مَکَّۃَ اَوْ اَشَدَّ۔ وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مُدِّھَا وَصَاعِھَا وَانْقُلْ وَبَآءَھَا اِلٰی مَھْیَعَۃَ۔

یا اللہ! ہمارے لیے مدینہ کو بھی ویسا ہی محبوب بنادے جیسا تو نے مکہ کو ہمارے لیے پسندیدہ بنایا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اور ہمارے لیے اس کے مد و صاع (اناج کے پیمانوں) میں برکت عطا فرما۔ اور اس کی وبا کو مہیعہ[4] کی جانب منتقل فرمادے

ابن اسحٰق نے کہا: ابن شہاب الزہری نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے یہ روایت بیان کی کہ

---

[1] فخ مکہ مکرمہ کے نزدیک ایک مقام ہے اور وہاں اس نام کی ایک وادی ہے۔

[2] ایک چشمہ مکہ مکرمہ سے تھوڑے فاصلے پر تھا، جہاں ایام جاہلیت میں بازار لگتا تھا۔

[3] شامہ اور طفیل مکہ مکرمہ کے نزدیک دو پہاڑیاں ہیں۔

[4] اس مقام کا تلفظ مَہْیَعَہ۔ مفعلہ کے وزن پر ہے۔ یہ مقام جحفہ سے قریب تھا۔ جحفہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے راستے پر (مکہ مکرمہ سے کوئی پانچ منزل پر) تھا اور غالباً اب بھی ہے اہل شام کی یہ میقات تھا اور کہا جاتا ہے کہ ایک زمانے میں شام و مصر کے قافلہ ہائے حجاج اسی مقام پر ملتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب جب مدینہ آئے تو انھیں (صحابہ کرام کو) مدینہ کے بخار نے آگھیرا۔ یہاں تک کہ وہ بیماری سے تنگ آگئے۔ لیکن اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بچا لیا، یہاں تک کہ اصحاب بیٹھ کر ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔

نمازِ قاعد

وہ اسی طرح نماز پڑھ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:۔

اِعْلَمُوْا اَنَّ صَلٰوۃَ الْقَاعِدِ عَلَی النِّصْفِ مِنْ صَلَاۃِ الْقَائِمِ۔	تم یہ بات جان لو کہ بیٹھے ہوئے کی نماز کھڑے ہوئے کی نماز کی آدھی ہوتی ہے۔

راوی نے کہا: باوجود کمزوری اور بیماری کے فضیلت حاصل کرنے کے لیے مسلمان کھڑے ہونے کی تکلیف بھی برداشت کرنے لگے۔

ابن اسحٰق نے کہا: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے لیے تیاری فرمائی۔ اللہ نے آپکو آس پاس کے مشرکوں اور عرب کے مشرکوں سے جہاد کرنے کا حکم دے دیا تھا، یہ آپ کے مبعوث ہونے سے تیرہ سال بعد کا واقعہ ہے۔

باب ۹۲

غزوات کا آغاز

تاریخ ہجرت

مذکورہ اسناد سے عبدالملک بن ہشام نے کہا، ہمیں زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحاق المطّلبی کی روایت سنائی۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کو اس وقت جب آفتاب سخت ہو چکا اور سر پر آنے کے قریب تھا، ربیع الاوّل کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں، مدینہ تشریف لائے۔ ابن ہشام نے کہا: یہی تاریخ ہجرت ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ترپن سال کے تھے۔ یہ واقعہ آپ کی بعثت سے تیرہ سال بعد ہوا۔ آپ ربیع الاول کے باقی دن ربیع الآخر، جمادی الاول، جمادی الآخرہ رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ تک اقامت فرما رہے۔ اس حج میں مشرکین ہی کا انتظام رہا۔ محرم اور اس کے بعد مدینہ کی تشریف آوری سے بارھویں مہینے کے آغاز پر صفر کے مہینے میں آپ غزوات کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ ابن ہشام نے کہا: مدینہ میں سعدؓ بن عبادہ کو حاکم بنایا۔

غزوہ وُدّان[1]

ابن اسحٰق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے نکلے، یہاں تک کہ آپ وُدّان تک پہنچے، غزوۃ الابواء بھی یہی ہے۔ آپ کا ارادہ قریش اور بنی ضمرہ بن بکر (ابن عبد مناۃ بن کنانہ) کا تھا، اس میں بنو ضمرۃ نے آپ سے صلح کر لی۔ جس نے آپ سے صلح کی، وہ مخشی بن عمرو الضمری اور اپنے زمانے میں ان لوگوں کا سردار تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے آئے۔ اور کسی سے مقابلہ نہ ہوا۔ صفر کے باقی دن اور ربیع الاول کا ابتدائی دور آپ

---

[1] مدینہ منورہ کے جنوب مغرب میں فرع ایک مشہور ضلع ہے۔ ودّان اور ابوآء اسی ضلع کے مقامات ہیں، جدہ اور مکہ کرمہ سے جو راستہ ساحل کے ساتھ شام کی طرف جاتا ہے، اس پر مکہ اور مدینہ کے تقریباً وسط میں رابغ واقع ہے۔ رابغ سے شمال کی طرف جائیں تو سب سے پہلے ابوا آتا ہے۔ مستند روایت کے مطابق اسی جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ مدینہ سے واپسی پر فوت ہوئیں اور وہیں انھیں دفن کیا گیا۔ ابواء سے مشرقی جانب فرع ہے جو پورے ضلع کا صدر مقام ہے۔ ودان بھی قریب ہی ہے، اس غزوے کو غزوۂ ودان کے علاوہ غزوہ ابوا غالباً اس لیے کہنے لگے کہ ابواء ودان سے زیادہ مشہور تھا۔

مدینہ ہی میں تشریف فرما رہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ آپ کا پہلا غزوہ ہے۔

سریہ عبیدہ بن الحارث

ابن اسحٰق نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام مدینہ کے اسی زمانے میں عبیدۃ بن الحارث (بن المطلب بن عبد مناف بن قصی) کو ساٹھ یا اسی سواروں کے ساتھ جو سب مہاجرین تھے۔ اور انصار میں سے ایک بھی نہ تھا روانہ فرمایا۔ وہ چلتے چلتے حجاز کے ایک چشمے کے پاس پہنچے۔ جو ثنیۃ المرۃ[1] کے نیچے واقع تھا۔ وہاں انھیں قریش کی ایک بڑی جماعت ملی، لیکن ان میں کوئی جنگ نہ ہوئی، بجز اس کے کہ سعد بن ابی وقاص نے اس روز ایک تیر مارا اور یہ پہلا تیر تھا جو اسلام میں مارا گیا۔ فریقین ایک دوسرے کے مقابلے سے ہٹ گئے۔ مسلمانوں کے پاس کمک بھی موجود تھی۔ مشرکین کے پاس سے بنی زہرہ کے حلیف المقداد بن عمرو البھرانی اور بنی نوفل بن عبد مناف کے حلیف عتبہ بن غزوان بن جابر المازنی مسلمانوں کی طرف بھاگ آئے۔ یہ دونوں مسلمان تھے۔ لیکن کافروں سے تعلقات پیدا کرنے کے لیے نکلے تھے۔ قریش کا سردار عکرمہ بن ابی جہل تھا۔

ابن ہشام نے کہا مجھے ابن ابی عمرو بن العلاء نے ابی عمرو المدنی کی روایت سنائی کہ ان پر مکرز بن حفص بن الاخیف سردار تھا جو بنی معیص بن عامر (بن لوئی بن غالب بن فہر) کا ایک شخص تھا۔

ابن اسحٰق نے کہ غزوہ عبیدۃ بن الحارث کے متعلق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا:۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ سے منسوب اشعار

ابن ہشام کا بیان ہے کہ اکثر علماء شعر نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جانب اس قصیدے کی نسبت سے انکار کیا ہے:۔

أَمِنْ طَيْفِ سَلْمَى بِالْبِطَاحِ الدَّمَائِثِ ۔۔۔ أَرِقْتَ وَأَمْرٍ فِي الْعَشِيرَةِ حَادِثِ

کیا نرم زمین کی ریتلی ندیوں کے پاس رہنے والی سلمٰی کے خیال میں اور خاندان میں کسی حادثے کے رونما ہونے کی فکر سے تیری نیند اڑ گئی؟

تَرَى مِنْ لُؤَيٍّ فُرْقَةً لَا يَصُدُّهَا ۔۔۔ عَنِ الْكُفْرِ تَذْكِيرٌ وَلَا بَعْثُ بَاعِثِ

بنی لوئی میں تو تفریق دیکھ رہا ہے۔ جنھیں کفر سے نہ کوئی نصیحت پھیرتی ہے۔ اور نہ کسی ترغیب دینے والے کی ترغیب۔

---

[1] یہ ایک پہاڑ ہے۔ جس کا ذکر سفر ہجرت میں بھی آیا ہے، سب نے المرہ کو بہ تشدید را لکھا ہے، یاقوت نے تخفیف را کی تصریح کی ہے۔

رَسُولٌ اَتَاهُمْ صَادِقٌ فَتَكَذَّبُوْا عَلَيْهِ وَقَالُوْا لَسْتَ فِيْنَا بِمَاكِثِ

ان کے پاس ایک سچا رسول آیا۔ تو انھوں نے اسے جھٹلایا اور کہا کہ تو ہم میں (زیادہ دن) رہنے والا نہیں۔

إِذَا مَا دَعَوْنَاهُمْ إِلَى الْحَقِّ أَدْبَرُوْا وَهَرُّوْا هَرِيْرَ الْحُجُرَاتِ اللَّوَاهِثِ

جب ہم نے انھیں حق کی جانب دعوت دی تو وہ پیچھے ہٹ گئے اور مجبور ہو کر بلوں میں چھپنے والے اور ہانپتے ہوئے زبان نکالنے والوں کی طرح آوازیں نکالنے لگے۔

وَكَمْ قَدْ مَنَنَّا فِيْهِمْ بِقَرَابَةٍ وَتَرْكُ التُّقَى شَيْءٌ لَهُمْ غَيْرُ كَارِثِ

اور ہم نے قرابت کے سبب سے ان سے بارہا صلہ رحم کیا اور پرہیزگاری کا چھوڑ دینا تو ان کے لیے ایسی چیز ہے، جس کا کوئی غم ہی نہیں۔

فَإِنْ يَرْجِعُوْا عَنْ كُفْرِهِمْ وَعُقُوْقِهِمْ فَمَا طَيِّبَاتُ الْحِلِّ مِثْلَ الْخَبَائِثِ

پس اگر وہ اپنے کفر اور نافرمانی سے تائب ہو جائیں تو (کس قدر بہتر ہو اس لیے کہ) حلال پاک چیزیں خبیث چیزوں کی طرح نہیں۔

فَإِنْ يَرْكَبُوْا طُغْيَانَهُمْ وَضَلَالَهُمْ فَلَيْسَ عَذَابُ اللّٰهِ عَنْهُمْ بِلَابِثِ

پھر اگر وہ اپنی سرکشی اور گمراہی (کے گھوڑوں ہی) پر سوار رہیں تو اللہ تعالے کا عذاب ان سے دیر کرنے والا نہیں۔

وَنَحْنُ أُنَاسٌ مِنْ ذُؤَابَةِ غَالِبٍ لَنَا الْعِزُّ مِنْهَا فِي الْفُرُوْعِ الْأَثَائِثِ

اور ہم تو بنی غالب میں سے چوٹی کے لوگ ہیں، ہمیں ان کی بہت سی جمع ہونے والی شاخوں سے عزت حاصل ہوئی ہے۔

فَأُوْلِي بِرَبِّ الرَّاقِصَاتِ عَشِيَّةً حَرَاجِيْجَ تُحْدَى فِي السَّرِيْحِ الرَّثَائِثِ

شام کے وقت پوئیہ چال چلنے والی دراز قد اونٹنیوں کے پروردگار کی قسم کھاتا ہوں جو بوسیدہ چمڑوں کے موزے پہنے ہوئے ہانکی جاتی ہیں۔

كَأُدْمِ ظِبَاءٍ حَوْلَ مَكَّةَ عُكَّفٍ يَرِدْنَ حِيَاضَ الْبِئْرِ ذَاتِ النَّبَائِثِ

گندم گوں پیٹھ اور سفید پیٹ والی ہرنیوں کی طرح مکہ کے آس پاس مقیم ہیں اور باولی کے کیچڑ والے حوضوں پر پانی پینے آتی ہیں۔

لَئِنْ لَمْ يُفِيقُوا عَاجِلًا مِنْ ضَلَالِهِمْ
وَلَسْتُ إِذَا آلَيْتُ قَوْلًا بِحَانِثِ

اگر وہ جلد اپنی گمراہی سے ہوش میں نہ آئیں اور میں نے جب کسی بات پر قسم کھائی ہے تو کبھی ایسی قسم کو میں نے نہیں توڑا۔

لَتَبْتَدِرَنَّهُمْ غَارَةٌ ذَاتُ مَصْدَقٍ
تُحَرِّمُ أَطْهَارَ النِّسَاءِ الطَّوَامِثِ

تو بہت جلد ان پر حقیقتاً ایک ایسا حملہ ہوگا، جو، جوان عورتوں کے پاکی کے دنوں کو (مردوں کی ہم بستری سے) محروم کر دے گا۔

تُغَادِرُ قَتْلَى تَعْصِبُ الطَّيْرُ حَوْلَهُمْ
وَلَا تَرْأَفُ الْكُفَّارَ رَأْفَ ابْنِ حَارِثِ

(وہ حملہ) مقتولوں کو ایسی حالت میں کر دے گا کہ ان کے گرد پرندوں کی ٹکڑیاں کی ٹکڑیاں اکٹھی ہوں گی۔ اور وہ ابن حارث کی طرح کافروں پر رحم نہیں کریں گی۔

فَأَبْلِغْ بَنِي سَهْمٍ لَدَيْكَ رِسَالَةً
وَكُلَّ كَفُورٍ يَبْتَغِي الشَّرَّ بَاحِثِ

(اے مخاطب!) یہ جو تیرے پاس پیام ہے، یہ بنی سہم اور ہر اس ناقدردان کو پہنچا دے۔ جو فساد کی خواہش میں جستجو کرنے والا ہو، کہ

فَإِنْ تَشْعَثُوا عِرْضِي عَلَى سُوءِ رَأْيِكُمْ
فَإِنِّي مِنْ أَعْرَاضِكُمْ غَيْرُ شَاعِثِ

اگر تم اپنی بے عقلی کے سبب سے میری آبروریزی چاہتے ہو تو میں تمہاری آبروؤں پر خاک ڈالنا نہیں چاہتا۔

ابن زبعری کے جوابی اشعار ان اشعار کا جواب عبداللہ بن الزبعری السہمی نے یوں دیا۔

أَمِنْ رَسْمِ دَارٍ أَقْفَرَتْ بِالْعَثَاعِثِ
بَكَيْتَ بِعَيْنٍ دَمْعُهَا غَيْرُ لَابِثِ

کیا اس گھر کے کھنڈروں پر، جنھیں ریت کے ٹیلوں نے بنجر بنا دیا ہے۔ تو ایسی آنکھ سے رو رہا ہے، جس کے آنسو تھمتے ہی نہیں۔

وَمِنْ عَجَبِ الْأَيَّامِ وَالدَّهْرُ كُلُّهُ
لَهُ عَجَبٌ مِنْ سَابِقَاتٍ وَحَادِثِ

زمانے کے عجائبات میں سے (یہ بھی ایک بات ہے) حالانکہ زمانے کی سب باتیں اچنبھے کے قابل ہیں، چاہے وہ پرانی ہوں یا نئی۔

لِجَيْشٍ أَتَانَا ذِي عُرَامٍ يَقُودُهُ
عُبَيْدَةُ يُدْعَى فِي الْهِيَاجِ ابْنَ حَارِثِ

(عجائبات زمانہ میں سے ہے) وہ لشکر جو ہمارے (مقابلے کے) لیے آیا ہے

کثیر التعداد ہے اور اس کی قیادت عبیدہ کر رہا ہے، جو جنگوں میں ابن حارث کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

لِنَتْرُكَ أَصْنَامًا بِمَكَّةَ عُكَّفًا — مَوَارِيثَ مَوْرُوثٍ كَرِيمٍ لِوَارِثِ

تاکہ ہم وہ بُت چھوڑ دیں، جو مکہ میں جمے ہوئے ہیں اور وارثوں کے لیے عزت والے اسلاف کی میراث ہیں۔

فَلَمَّا لَقِينَاهُمْ بِسُمْرٍ رُدَيْنَةٍ — وَجُرْدٍ عِتَاقٍ فِي الْعَجَاجِ لَوَاهِثِ

پھر جب ہم نے ان سے گندم گوں ردینی یعنی نیزوں اور چھوٹے بال والے شریف گھوڑوں کے ذریعے سے جو گرد و غبار میں (دوڑے ہوئے)، ہانپ رہے تھے، مقابلہ کیا۔

وَبِيضٍ كَأَنَّ الْمِلْحَ فَوْقَ مُتُونِهَا — بِأَيْدِي كُمَاةٍ كَاللُّيُوثِ الْعَوَائِثِ

اور سفید (چمکتی تلواروں) کے ذریعے سے جن کی پیٹھوں پر چربی ہے اور وہ ایسے سورماؤں کے ہاتھوں میں ہیں جو شیروں کی طرح فسادی ہیں۔

نُقِيمُ بِهَا إِصْعَارَ مَنْ كَانَ مَائِلًا — وَنَشْفِي الذُّحُولَ عَاجِلًا غَيْرَ لَابِثِ

ہم ان (مذکورہ چیزوں) کے ذریعے سے تکبر سے گردن ٹیڑھی رکھنے والوں کے ٹیڑھے پن کو سیدھا کر دیتے ہیں اور بغیر مہلت کے (جذبۂ) انتقام کو فوری تسلی دیتے ہیں۔

فَكَفُّوا عَلَى خَوْفٍ شَدِيدٍ وَهَيْبَةٍ — وَأَعْجَبَهُمْ أَمْرٌ لَهُمْ أَمْرُ رَائِثِ

پس وہ سخت خوف اور ہیبت کے مارے رک گئے اور انھیں ایسا طریقہ پسند آیا، جیسا کسی کام کے کرنے میں دیر کرنے والا پسند کرتا ہے۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ لَمْ يَفْعَلُوا نَاحَ نِسْوَةٌ — أَيَامَى لَهُمْ مِنْ بَيْنِ نَسْءٍ وَطَامِثِ

اور اگر وہ (دیر) نہ کرتے (اور ہمارے مقابلے میں آجاتے)، تو ان کی بیوہ عورتیں حیض کے دنوں اور حمل کے ابتدائی زمانے میں بھی روتی رہتیں۔

وَقَدْ غُودِرَتْ قَتْلَى يُخَبِّرُ عَنْهُمُ — حَفِيٌّ بِهِمْ أَوْ غَافِلٌ غَيْرُ بَاحِثِ

اور (ان کے) مقتول اس حالت میں پڑے رہتے کہ ان کے حالات کی تلاش و جستجو کرنے والا اور جستجو نہ کرنے والا اور غفلت میں رہنے والا دونوں ان کے

متعلق خبر دے سکتے۔

فَأَبْلِغْ أَبَا بَكْرٍ لَدَيْكَ رِسَالَةً ۔۔۔ فَمَا أَنْتَ عَنْ أَعْرَاضِ فِهْرٍ بِمَاكِثِ

پس (اے مخاطب!) یہ تیرے پاس جو ایک پیام ہے۔ یہ ابوبکرؓ کو پہنچا دے کہ بنی فہر کی عزت آبرو سے تو رکنے والا نہیں۔

وَلَمَّا تَجِبْ مِنِّي يَمِينٌ غَلِيظَةٌ ۔۔۔ تُجَدِّدُ حَرْبًا حَلْفَةً غَيْرَ حَانِثِ

اور جب کبھی میری کوئی سخت قسم اور ایسی قسم جو میں توڑنے والا نہیں واجب العمل ہو جاتی ہے تو ایک نئی جنگ چھیڑ دیتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا: ہم نے اس میں سے ایک شعر چھوڑ دیا ہے اور اکثر علماء شعر اس قصیدے کو ابن الزبعری کا کلام نہیں مانتے۔

سعد وقاصؓ سے منسوب اشعار

ابن اسحٰق نے کہا: بعض افراد کا بیان ہے کہ سعد بن ابی وقاص نے اس تیراندازی کے متعلق کہا ہے۔

أَلَا هَلْ أَتَى رَسُولَ اللهِ أَنِّي ۔۔۔ حَمَيْتُ صَحَابَتِي بِصُدُورِ نَبْلِ

سنو جی! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی یہ خبر پہنچی ہے کہ میں نے اپنے تیر کے اگلے حصوں سے (یا تیروں کے سینوں سے) اپنے ساتھیوں کی حمایت کی ہے؟

أَذُودُ بِهَا أَوَائِلَهُمْ ذِيَادًا ۔۔۔ بِكُلِّ حُزُونَةٍ وَبِكُلِّ سَهْلِ

پتھریلی زمین میں بھی اور نرم زمین میں بھی انھیں تیروں سے ان لوگوں کے سامنے والے حصے کی مدافعت کرتا رہوں گا۔

فَمَا يَعْتَدُّ رَامٍ فِي عَدُوٍّ ۔۔۔ بِسَهْمٍ يَا رَسُولَ اللهِ قَبْلِي

غرض اے اللہ کے رسولؐ! مجھ سے پہلے کوئی تیر مارنے والا دشمن کے لیے تیر تیار نہ رکھے گا۔

وَذَالِكَ أَنَّ دِينَكَ دِينُ صِدْقٍ ۔۔۔ وَذُو حَقٍّ أَتَيْتَ بِهِ وَعَدْلِ

اور یہ اس لیے کہ آپ کا دین سچا دین ہے اور آپ نے اس کے ذریعے سے حقیقت اور انصاف کی بات پیش فرمائی ہے۔

يُنَجَّى الْمُؤْمِنُونَ بِهِ وَيُجْزَى ۔۔۔ بِهِ الْكُفَّارُ عِنْدَ مَقَامِ مَهْلِ

اسی دین کے ذریعے سے ایمانداروں کو نجات ملے گی اور کافر اسی کے باعث

مہلت سے رہنے کے مقام میں رسوا ہوں گے۔

فَلَا تَدُ غَوَيْتَ فَلَا تَعِبْنِي　　غَوِيَ الْحَيّ وَيحَكَ يَا ابْنُ جَهْلِ

پس اے جاہل! اے گمراہ قبیلے! تجھ پر افسوس ہے، تُو تو گمراہ ہو چکا ہے۔ اس لیے مجھ پر عیب نہ لگا۔ ذرا تو ٹھہر (اور دیکھ کہ تیرا انجام کیا ہوتا ہے)

ابن ہشام نے کہا، اکثر علمائے شعران اشعار کی نسبت سعد کی جانب کرنے سے انکاری ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا، مجھے جو خبر پہنچی ہے، اس کے لحاظ سے عبیدہ بن الحارث، جو پرچم لے کر گئے تھے وہ پہلا پرچم تھا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام میں کسی مسلمان کے لیے باندھا۔ بعض علماء کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ ابواء سے تشریف لائے تو مدینہ پہنچنے سے بھی پہلے عبیدہؓ کو روانہ فرمایا تھا۔

سریہ حمزہؓ

اسی زمانے میں حمزہؓ بن عبدالمطلب بن ہاشم کو عیص کی جانب ساحل بحر (سیف البحر) تیس مہاجر سواروں کے ساتھ روانہ فرمایا۔ جن میں انصار کا ایک شخص بھی نہ تھا۔ وہ ابوجہل بن ہشام سے اسی ساحل پر ملے، جس کے ساتھ مکہ کے تین سو سوار تھے۔ مجدی بن عمرو الجہنی ان لوگوں کے درمیان حائل ہو گیا اور دونوں جماعتوں سے اس کی صلح تھی۔ چنانچہ یہ لوگ ایک دوسرے کے مقابلے سے لوٹ گئے اور ان میں جنگ نہ ہوئی۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حمزہؓ کا پرچم پہلا پرچم تھا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں سے کسی کے لیے باندھا، حقیقت یہ ہے کہ حمزہؓ اور عبیدہؓ ایک ہی ساتھ بھیجے گئے تھے۔ اس لیے لوگوں کو شبہ ہو گیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حمزہؓ نے اس کے متعلق شعر کہے اور بیان کیا کہ پہلا پرچم انھیں کا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا، اگر حمزہؓ نے واقعی ایسا کہا تو مشیتِ الٰہی سے انھوں نے سچ ہی کہا، کیونکہ وہ سچ کے سوا دوسری بات تو کہہ ہی نہ سکتے تھے۔ اللہ ہی کو علم ہے کہ حقیقت کیا تھی۔ لیکن ہم نے اپنے پاس کے اہل علم سے یہی سنا ہے کہ پہلا جھنڈا عبیدہ بن الحارث کے لیے باندھا گیا۔ ان لوگوں کے بیان کے مطابق حمزہؓ نے جو کچھ کہا ہے، وہ یہ ہے:۔

حمزہؓ سے منسوب اشعار

ابن ہشام نے کہا، اکثر علماء شعر حمزہؓ کی طرف ان اشعار کی نسبت سے انکار کرتے ہیں:۔

أَلَا يَا لَقَوْمِي لِلتَّحَلُّمِ وَالْجَهْلِ　　وَلِلنَّقْصِ مِنْ رَأْيِ الرِّجَالِ وَلِلْعَقْلِ

سُنو تو، میری قوم کی جہالت! اور بے اصل خیالات اور مردانہ عقل ورائے کی

کوتاہی پر تعجب ہے۔

وَلِلتَّارِکِیْنَ بِالْمَظَالِمِ لَمْ نَطَأْ — لَهُمْ حُرُمَاتٍ مِنْ سَوَامٍ وَلَا أَهْلِ

چراگاہ جن کے چھوٹے ہوئے اونٹوں اور گھر میں رہنے والوں کے محفوظ مقامات میں ہم نے قدم تک نہیں رکھا، ایسے لوگوں کا ظلم ڈھانا کیسی اچنبھے کی بات ہے۔

کَأَنَّا تَبَلْنَاهُمْ وَلَا تَبْلَ عِنْدَنَا — لَهُمْ غَیْرُ أَمْرٍ بِالْعَفَافِ وَبِالْعَدْلِ

گویا ہم نے ان سے دشمنی کی ہے، حالانکہ ہمیں ان سے دشمنی کی کوئی وجہ نہیں۔ بجز اس کے کہ ہم انھیں پاکدامنی اور انصاف کی نصیحت کرتے رہتے ہیں

وَأَمْرٍ بِإِسْلَامٍ فَلَا یَقْبَلُوْنَهُ — وَیَنْزِلُ مِنْهُمْ مِثْلَ مَنْزِلَةِ الْهَزْلِ

اور اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں، جو وہ قبول نہیں کرتے اور اس تبلیغ کا ان کے پاس یاوہ گوئی کا سا درجہ ہے۔

فَمَا بَرِحُوْا حَتّٰی انْتَدَبْتُ لِغَارَةٍ — لَهُمْ حَیْثُ حَلُّوْا أَبْتَغِیْ رَاحَةَ الْفَضْلِ

پس انھوں نے اپنی حالت نہیں بدلی۔ یہاں تک کہ وہ جہاں اترے میں نے فضیلت کا میدان حاصل کرنے کے لیے تیزی سے ان پر چھاپا مارا۔

بِأَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ أَوَّلُ خَافِقٍ — عَلَیْهِ لِوَاءٌ لَمْ یَکُنْ لَاحَ مِنْ قَبْلِیْ

وہ ایسی چیز تھی کہ اللہ کا رسول اس کا پہلا پرچم کشا تھا، ایسا پرچم میرے اس واقعے سے پہلے کبھی ظاہر نہ ہوا تھا۔

لِوَاءٌ لَدَیْهِ النَّصْرُ مِنْ ذِیْ کَرَامَةٍ — إِلٰهٍ عَزِیْزٍ فِعْلُهٗ أَفْضَلُ الْفِعْلِ

وہ پرچم ایسا تھا کہ اس عزت و شان والے معبود کی مدد اس کے ساتھ تھی۔ جس کا کام بہترین ہے۔

عَشِیَّةَ سَارُوْا حَاشِدِیْنَ وَکُلُّنَا — مَرَاجِلُهٗ مِنْ غَیْظِ أَصْحَابِهٖ تَغْلِیْ

جس شام کو وہ لشکر جمع کر رہے تھے۔ حالت یہ تھی کہ ہم میں سے ہر ایک کی دیگیں اپنے مقابل والے پر غصے سے جوش کھا رہی تھیں۔

فَلَمَّا تَرَاءَیْنَا أَنَاخُوْا فَعَقَّلُوْا — مَطَایَا وَعَقَّلْنَا مَدَی غَرَضِ النَّبْلِ

پھر جب ہم ایک دوسرے کے سامنے آگئے تو انھوں نے اپنے اونٹ بٹھائے اور سواریوں کے پاؤں باندھ دیے۔ ہم نے بھی تیر کی رسائی کے فاصلے سے

(اپنی سواریوں کے) پاؤں باندھ دیے۔

نَقُلْنَا لَهُ حَبْلُ اِلٰهِ مَصِيْرُنَا　　وَمَا لَكُمْ اِلَّا الضَّلَالَةَ مِنْ حَبْلِ

پھر ہم نے ان سے کہا، ہماری بازگشت تو خداوندی تعلق ہے اور تمہارا تعلق
گمراہی کے سوا اور کسی سے نہیں۔

فَثَارَ اَبُوْجَهْلٍ هُنَالِكَ بَاغِيًا　　فَخَابَ وَرَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ اَبِيْ جَهْلِ

پھر تو ابو جہل بغاوت کے جوش میں اٹھ کھڑا ہوا۔ اور (اپنے ارادے سے)
محروم رہا (جو کرنا چاہتا تھا نہ کر سکا) اور اللہ (تعالیٰ) نے ابو جہل کی چالبازی
رد کر دی۔

وَمَا نَحْنُ اِلَّا فِيْ ثَلَاثِيْنَ رَاكِبًا　　وَهُمْ مِائَتَانِ بَعْدَ وَاحِدَةٍ فَضْلِ

حالانکہ ہم صرف تیس سوار تھے اور وہ دو سو، اس کے بعد ایک اور زیادہ

فَيَالَ لُؤَيٍّ لَا تُطِيْعُوْا غُوَاتَكُمْ　　وَفِيْئُوْا اِلَى الْاِسْلَامِ وَالْمَنْهَجِ السَّهْلِ

تو اے بنی لوی! اپنے گمراہوں کی بات نہ مانو، اور اسلام، جو ایک سہل
راستہ ہے، اس کی طرف آؤ۔

فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يُصِيْبَ عَلَيْكُمْ　　عَذَابٌ فَتَدْعُوْا بِالنَّدَامَةِ وَالثُّكْلِ

کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ تم پر عذاب کی بارش ہو، اس وقت تم پچھتاؤ اور
واویلا کرو۔

ابوجہل سے منسوب اشعار ابو جہل نے ان اشعار کے جواب میں کہا:۔

عَجِبْتُ لِاَسْبَابِ الْحَفِيْظَةِ وَالْجَهْلِ　　وَبِالشَّاغِبِيْنَ بِالْخِلَافِ وَبِالْبُطْلِ

غصے اور جہالت کے اسباب اور جوش مخالفت پر نیز غلط باتوں کے متعلق
چیخ پکار کرنے والوں پر مجھے تعجب ہوتا ہے۔

وَلِلتَّارِكِيْنَ مَا وَجَدْنَا جُدُوْدَنَا　　عَلَيْهِ ذَوِي الْاَحْسَابِ وَالسُّؤْدَدِ الْجَزْلِ

اور جس ڈگر پر ہم نے اپنے اعلیٰ کردار والے اور بڑی سرداری والے باپ،
دادا کو پایا، اسے چھوڑنے والوں پر اچنبھا ہوتا ہے۔

اَتَوْنَا بِاِفْكٍ كَيْ يُضِلُّوْا عُقُوْلَنَا　　وَلَيْسَ مُضِلًّا اِفْكُهُمْ عَقْلَ ذِيْ عَقْلِ

ان لوگوں نے ایک من گھڑت بات پیش کی ہے تاکہ ہماری عقلوں کو بھٹکائیں، لیکن

ان کی من گھڑت بات عقل مند کی عقل کو نہیں بھٹکا سکتی

فَقُلْنَا لَهُمْ يَا قَوْمَنَا لَا تُخَالِفُوا ... عَلَى قَوْمِكُمْ إِنَّ الْخِلَافَ مَدَى الْجَهْلِ

تو ہم نے ان سے کہا: اے ہماری قوم کے لوگو! اپنی قوم کی مخالفت نہ کرو۔
کیونکہ مخالفت انتہائی جہالت ہے۔

فَإِنَّكُمْ إِنْ تَفْعَلُوا تَدْعُ نِسْوَةٌ ... لَهُنَّ بُكَاءٌ بِالرَّزِيَّةِ وَالثُّكْلِ

پھر اگر تم نے ایسا کیا تو رونے والی عورتیں ہائے مصیبت اور ہائے پیاروں
سے جدائی! پکاریں گی۔

وَإِنْ تَرْجِعُوا عَمَّا فَعَلْتُمْ فَإِنَّنَا ... بَنُو عَمِّكُمْ أَهْلُ الْحَفَائِظِ وَالْفَضْلِ

اور جو کچھ تم نے کیا ہے، اگر اس سے تائب ہو جاؤ تو ہم تمہارے چچیرے
بھائی اور حمایت کرنے والے اور فضیلت والے ہیں۔

فَقَالُوا لَنَا إِنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا ... رِضًى لِذَوِي الْأَحْلَامِ مِنَّا وَذِي الْفَضْلِ

ان لوگوں نے ہم سے کہا ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے یہاں کے
عقل مندوں اور فضیلت والوں کی مرضی کے مطابق پایا ہے۔

فَلَمَّا أَبَوْا إِلَّا الْخِلَافَ وَزَيَّنُوا ... جِمَاعَ الْأُمُورِ بِالْقَبِيحِ مِنَ الْفِعْلِ

پھر جب ان لوگوں نے مخالفت کے سوا اور کوئی بات نہ مانی اور چند باتوں کے
مجموعے کو برے کام سے زینت دی۔

تَيَمَّمْتُهُمْ بِالسَّاحِلَيْنِ بِغَارَةٍ ... لِأَتْرُكَهُمْ كَالْعَصْفِ لَيْسَ بِذِي أَصْلِ

میں نے ان پر ساحل سے حملہ کرنے کا قصد کر لیا تھا تاکہ انھیں اس درخت کے
سوکھے ہوئے پتے کا چورا بنا دیا جائے۔ جس کی جڑ نہ ہو۔

فَوَرَّعَنِي مَجْدِيٌّ عَنْهُمْ وَصُحْبَتِي ... وَقَدْ وَازَرُونِي بِالسُّيُوفِ وَبِالنَّبْلِ

(لیکن، اس کے بعد مجدی اور میرے دوستوں نے مجھے (ان کے مقابلے سے)
روک لیا، ان لوگوں نے تلواروں اور تیروں سے میری مدد کی تھی۔

لِإِلٍّ عَلَيْنَا وَاجِبٍ لَا نُضِيعُهُ ... أَمِينٍ قُوَاهُ غَيْرِ مُنْتَكِثِ الْحَبْلِ

(اس مجدی کے ان) تعلقات کے سبب سے، جن کا نہ توڑنا ہم پر لازم ہے۔ مجھے رک
جانا پڑا، اس شخص کی قوتیں بھروسے کے قابل ہیں، وہ تعلقات توڑنے والا نہیں۔

فَلَوْلَا ابْنُ عَمْرٍو كُنْتُ غَادَرْتُ مِنْهُمْ ... مَلَاحِمَ لِلطَّيْرِ الْعُكُوفِ بِلَا تَبْلِ

پس اگر ابن عمرو نہ ہوتا (مجدی) تو ان لوگوں سے ایسی جنگ ہوتی کہ جو (میدان جنگ میں) رہنے والے پرندے فائدہ اٹھاتے اور اس کے بدلے کا کوئی اندیشہ نہ ہوتا۔

وَلٰكِنَّهُ آلٰى بِآلٍ فَقَلَّصَتْ ... بِأَيْمَانِنَا حَدُّ السُّيُوفِ عَنِ الْقَتْلِ

لیکن اس نے (مجدی نے) ایسے تعلقات کی قسمیں دیں کہ قتل کرنے سے تلواروں کی باڑھیں ہمارے ہاتھوں میں کوتاہ ہو گئیں۔

فَإِنْ تُبْقِنِي الْأَيَّامُ أَرْجِعْ عَلَيْهِمُ ... بِبِيضٍ رِقَاقِ الْحَدِّ مُحْدَثَةِ الصَّقْلِ

پھر اگر زمانہ مجھے رکھے تو سفید چکیلی پتلی باڑھ والی نئی صیقل کی ہوئی (تلواریں) لے کر ان پر (کسی اور وقت) حملہ کروں گا۔

بِأَيْدِي حُمَاةٍ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ ... كِرَامِ الْمَسَاعِي فِي الْجُدُوبَةِ وَالْمَحْلِ

(یہ تلواریں) بنی لوی بن غالب کے ان حمایتیوں کے ہاتھوں میں ہوں گی، جن کی کوششیں قحط اور کال کے زمانے میں قابل عزت ہیں۔

ابن ہشام نے کہا: اکثر علماء شعر نے ان شعروں کو ابوجہل کی طرف منسوب کرنے سے انکار کیا ہے۔

باب ۹۳

غزوۂ بدر کے مقامات

غزوۂ بواط ابن اسحٰق نے کہا: اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاول میں قریش سے جنگ کا ارادہ فرما کر نکلے۔

ابن ہشام نے کہا: مدینہ پر السائب بن عثمان بن مظعون کو عامل بنایا۔

ابن اسحٰق نے کہا: آپ ضلع رضوی کے مقام بواط[1] تک پہنچے، پھر واپس مدینہ تشریف لائے اور کوئی مقابلہ نہ ہوا۔ پھر آپ نے ربیع الآخر کا باقی حصہ اور جمادی الاولیٰ کا کچھ حصہ مدینہ ہی میں بسر فرمایا۔

غزوۂ عشیرہ پھر قریش سے جنگ کے لیے نکلے اور مدینہ پر ابوسلمہ بن عبدالاسد کو عامل بنایا۔ جیسا کہ ابن ہشام نے کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا: آپ بنی دینار کے پہاڑوں کے درمیانی حصے کی راہ اور اس کے بعد الخبار کے میدانوں میں سے تشریف لے گئے اور ابن ازہر کے پتھریلے مقام میں ایک درخت کے نیچے نزول فرمایا، جسے ذات الساق کہتے تھے۔ وہاں آپ نے نماز پڑھی اور اس جگہ آپ کی ایک مسجد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)، وہاں کھانا تیار کیا گیا۔ جو آپ نے لوگوں کے ساتھ تناول فرمایا۔ وہاں جس مقام پر دیگ کے لیے چولھا بنایا گیا۔ وہ بھی معلوم ہے اور ایک چشمے سے آپ کے لیے پانی لایا گیا۔ جس کا نام المشرب تھا۔

پھر آپ نے وہاں سے کوچ فرمایا اور الخلائق[2] کو بائیں جانب چھوڑ دیا۔ پھر ایک پہاڑی ندی کے راستے سے گزرے، جس کا نام شعبۂ عبداللہ تھا۔ آج بھی (یعنی سیرت ابن ہشام کی ترتیب کے وقت) اس کا یہی نام ہے۔ پھر بائیں جانب کے نشیب کی طرف چلے، حتیٰ کہ یلیل[3] میں تشریف لائے۔

---

[1] بواط ایک وادی بھی ہے اور اطراف رضوی کا ایک پہاڑ بھی۔ [2] یاقوت کا بیان ہے کہ عبداللہ بن احمد بن جحش کی ایک زمین تھی، جس کا نام الخلائق تھا۔ اور یہ مدینہ منورہ کے نواح میں تھی۔ [3] یلیل وادی الصفراء کے قریب ایک بستی ہے جہاں پانی کا ایک بڑا چشمہ ہے۔ اسے البحیرہ کہتے ہیں۔

وہاں کے سنگم الضبوعہ نام پر نزول فرمایا۔ اور ایک باؤلی سے پانی لے کر ایک سبزہ زار کی راہ اختیار فرمائی۔ جس کا نام سبزہ زار ملل[۱] تھا۔ یہاں تک کہ صخیرات الیمام[۲] کے پاس عام راستے سے مل گئے۔ آگے بڑھ کر آپ نے وادی ینبوع میں العشیرہ[۳] نامی مقام پر نزول فرمایا، وہاں آپ نے جمادی الاولیٰ اور جمادی الآخرہ کی چند راتیں بسر فرمائیں۔ یہیں بنی مدلج اور ان کے حلیف بنی ضمرہ سے مصالحت فرمائی اور مدینہ واپس تشریف لائے۔ کوئی جنگ نہ ہوئی اور اسی غزوے میں آپؐ نے علیؓ کے متعلق وہ الفاظ فرمائے۔ جو مشہور ہیں۔

علیؓ اور لقب ابُوتُراب

ابن اسحٰق نے کہا: مجھے یزید بن محمد بن خثیم المحاربی سے۔ اسے محمد بن کعب القرظی سے۔ اسے ابویزید محمد بن خثیم سے۔ اور اسے عمارؓ بن یاسر سے روایت پہنچی کہ میں اور علیؓ بن ابی طالب غزوہ عشیرہ میں ساتھ ساتھ تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں قیام فرمایا تو ہم نے بنی مدلج کے چند آدمی دیکھے۔ جو اپنے کسی نخلستان کے ایک چشمے پر کام کر رہے تھے۔ علیؓ نے مجھ سے کہا: اے ابوالیقظان! کیا تمھیں بھی کچھ (اس کام سے)، دلچسپی ہے؟ اور ان لوگوں کے پاس چلیں اور دیکھیں کہ وہ کس طرح کام کرتے ہیں۔ میں نے کہا: اگر آپ کا ارادہ ہے تو چلیے! غرض ہم ان کے پاس گئے اور تھوڑی دیر تک ان کی مصروفیتیں دیکھتے رہے۔ پھر ہمیں نیند آنے لگی۔ تو میں اور علیؓ وہاں سے چلے اور نخلستان کے چھوٹے چھوٹے درختوں کے درمیان نرم زمین پر پڑ کر سو گئے۔

واللہ! ہمیں کسی نے نہ اٹھایا یہاں تک کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پائے مبارک سے ہمیں چونکایا۔ ہم جس مٹی پر سو گئے تھے۔ اس کی گرد میں اٹے ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ بن ابی طالب کو گرد و غبار میں اٹا ہوا دیکھا تو فرمایا:-

مَا لَكَ يَا أَبَا تُرَابٍ — اے ابوتراب! تمھاری یہ کیا حالت ہے؟

پھر آپ نے فرمایا:-

أَلَا أُحَدِّثُكُمَا بِأَشْقَى النَّاسِ رَجُلَيْنِ — کیا میں تم سے ان دو شخصوں کا بیان نہ کردوں جو تمام لوگوں میں زیادہ بدبخت ہیں۔

---

[۱] ملل۔ یاقوت کے بیان کے مطابق مدینہ منورہ سے اٹھائیس میل پر ہے۔

[۲] یاقوت نے اسے صخیرات الثمام بھی لکھا ہے۔ بہرحال یہ غزوۂ عشیرہ کی ایک منزل تھی اور غزوۂ بدر کے لیے بھی رسول اللہ صلعم اس مقام سے گزرے تھے۔ [۳] ینبوع کے نواحی کا ایک مقام۔

ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! ضرور بیان فرمائیے۔ فرمایا:

أُحَيْمِرُ ثَمُوْدَ الَّذِيْ عَقَرَ النَّاقَةَ — قوم ثمود میں احیمر جس نے اونٹنی کے پاؤں کی رگیں کاٹ دیں

وَالَّذِيْ يَضْرِبُكَ يَا عَلِيُّ عَلٰى هٰذِهٖ — اے علیؓ! وہ شخص جو تمھارے اس مقام پر وار کرے گا۔

(آپ نے دست مبارک ان کے سر کے بلند حصے پر رکھا)

حَتّٰى يُبَلَّ مِنْهَا هٰذِهٖ۔ — یہاں تک کہ تر ہو جائے گی، اس ضرب کے سبب۔

(اور آپ نے ان کی ڈاڑھی کو ہاتھ لگایا)

دوسری روایت

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کا نام ابو تراب صرف اس وجہ سے رکھا تھا کہ جب آپ سیدتنا فاطمہؓ سے خفا ہوتے، نہ گفتگو کرتے اور نہ ایسی کوئی بات فرماتے جو انھیں (سیدہ کو) بُری معلوم ہو، بجز اس کے کہ آپ تھوڑی سی مٹی لے کر سر پر ڈال لیتے۔ راوی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ کے سر پر مٹی دیکھتے تو سمجھ جاتے کہ وہ فاطمہؓ سے ناراض ہیں اور فرماتے:

مَا لَكَ يَا اَبَا تُرَابٍ — اے ابو تراب تمھیں یہ کیا ہو گیا؟

خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ان دونوں میں سے کون سی روایت صحیح ہے۔

سریہ سعد بن ابی وقاص

ابن اسحٰق نے کہا: اسی اثنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ابی وقاص کو مہاجرین کے آٹھ آدمیوں کے ساتھ روانہ فرمایا۔ وہ نکل کر سرزمین حجاز کے مقام خرار[1] تک پہنچے۔ پھر لوٹ آئے اور کوئی مقابلہ نہ ہوا۔

ابن ہشام نے کہا: سعد کی یہ روانگی بعض اہل علم کے قول کے مطابق حمزہؓ کی روانگی کے بعد ہوئی تھی۔

غزوہ بدر الاولیٰ

ابن اسحٰق نے کہا: غزوۂ العشیرہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو بجز چند راتوں کے، جو گنتی میں دس تک بھی نہ پہنچی تھیں، مدینہ میں قیام نہ فرمایا تھا کہ کرز بن جابر الفہری نے مدینہ کی چراگاہ پر حملہ کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش میں نکلے اور مدینہ پر ابن ہشام کے قول کے مطابق زید بن حارثہ کو حاکم بنایا۔

ابن اسحٰق نے کہا: یہاں تک کہ آپ ضلع بدر کی اس وادی تک پہنچے، جس کا نام سفوان تھا۔ کرز بن جابر بچ کر نکل گیا اور آپ نے اسے نہ پایا۔ اسی کا نام غزوہ بدر الاولیٰ ہے۔ پھر آپ مدینہ واپس تشریف

---

[1] کہتے ہیں کہ یہ ایک وادی ہے، نیز ایک مقام جو جحفہ کے قریب بتایا جاتا ہے۔

لائے اور جمادی الاخریٰ کے باقی حصے، نیز رجب و شعبان تک مدینہ ہی میں تشریف فرما رہے۔

سریہ عبداللہ بن جحش

غزوہ بدر اولیٰ سے واپسی کے بعد رجب کے مہینے میں عبداللہ بن جحش بن رئاب الاسدی کو مہاجرین میں سے آٹھ افراد کے ساتھ روانہ فرمایا، انصار میں سے کوئی بھی ان میں شریک نہ تھا۔ انھیں ایک تحریر لکھ دی اور حکم دیا کہ اس تحریر کو نہ دیکھیں اور دو دن تک چلتے رہیں۔ پھر تحریر دیکھیں، اس میں جو حکم دیا گیا ہے۔ اس کے مطابق عمل پیرا ہوں، ساتھیوں میں سے کسی کو مجبور نہ کریں۔

عبداللہ بن جحش کے ساتھی مہاجرین میں سے حسب ذیل تھے۔[1]

بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے (۱) ابوحذیفہ بن عتبہ (بن ربیعہ بن عبد شمس) اور انھیں کے حلیفوں میں سے (۲) ایک عبداللہ بن جحش، جو اس وقت سب کے سردار تھے، دوسرے (۳) عکاشہ بن محصن بن حرثان، جو بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھے۔

بنی نوفل بن عبد مناف میں سے (۴) ان کے حلیف عتبہ بن غزوان ابن جابر۔ بنی زہرہ بن کلاب میں سے (۵) سعد بن ابی وقاص۔ بنی عدی بن کعب میں سے ان کے حلیف (۶) عامر بن ربیعہ، جو بنی عدی کی شاخ عنز بن وائل میں سے تھے، بنی تیم میں سے ان کے حلیف (۷) واقد بن عبداللہ (بن عبد مناف بن عرین بن ثعلبہ بن یربوع) بنی سعد بن لیث میں سے (۸) خالد بن بکیر ان کے حلیف تھے اور بنی الحارث بن فہر میں سے (۹) سہیل بن بیضاءؓ۔

نخلہ جانے کا حکم

عبداللہ بن جحش نے دو دن تک چلنے کے بعد تحریر کھول کر دیکھی، اس میں لکھا تھا:

إِذَا نَظَرْتَ فِي كِتَابِي هٰذَا فَامْضِ حَتّٰى تَنْزِلَ نَخْلَةَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالطَّائِفِ فَتَرَصَّدْ بِهَا قُرَيْشًا وَتَعْلَمْ لَنَا مِنْ أَخْبَارِهِمْ۔

جب تم میری اس تحریر کو دیکھو تو یہاں تک چلو کہ مکہ اور طائف کے درمیانی نخلہ[2] میں اترو اور وہاں رہ کر قریش کی کارروائیوں کی دیکھ بھال کرتے رہو اور ان کی خبروں سے ہمیں آگاہ کرو۔

جب عبداللہ بن جحش نے یہ تحریر دیکھی تو کہا: بسروچشم! پھر اپنے ساتھیوں سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں نخلہ جاؤں، وہاں سے قریش کے حالات کی نگرانی کرتا رہوں اور ان کی خبروں کی اطلاع آپ کو دیتا رہوں۔ تم میں سے کسی کو مجبور کرنے سے مجھے آپ نے منع فرمایا ہے۔ تم میں سے

---

[1] اس طرح عبداللہ بن جحش کو شامل کر کے نو مہاجرین ہوئے۔ [2] نخلہ مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان مشہور مقام ہے طائف سے واپسی کے وقت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بمقام نخلہ قیام فرمایا تھا۔

جو شہید ہونا چاہتا ہے اور شہادت سے اسے محبت ہے وہ ساتھ چلے اور جو اسے ناپسند کرتا ہے وہ لوٹ جائے رہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر جانے والا ہوں (یہ کہہ کر) وہ نکل کھڑے ہوئے، ان کے ساتھ ان کے ساتھی بھی ہو لیے اور کوئی ان میں سے پیچھے نہ ہٹا وہ (سب) حجاز کی راہ چلے یہاں تک کہ جب فرع نامی معدن پر پہنچے، جسے بحران بھی کہا جاتا تھا تو سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کا وہ اونٹ کھو گیا جسے وہ دونوں اپنے پیچھے لا رہے تھے۔ چنانچہ وہ اس کی تلاش میں پیچھے رہ گئے۔ عبداللہ بن جحش اور ان کے باقی ساتھی نخلہ میں جا کر اتر پڑے۔ ان کے پاس سے قریش کا ایک قافلہ گزرا، جو منقیٰ، چمڑا اور دوسرا تجارتی سامان لے جا رہا تھا، اس میں عمرو بن الحضرمی بھی تھا۔

قافلۂ قریش سے جھڑپ

ابن ہشام نے کہا: اس حضرمی کا نام عبداللہ بن عباد تھا، بعض کہتے ہیں، مالک بن عباد بنی صدف سے، صدف کا نام عمرو بن مالک تھا۔ وہ بنی السکون بن اشرس بن کندہ سے تھا، جسے کندی بھی کہا گیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا، اس قافلے میں عثمان بن عبداللہ بن المغیرہ المخزومی، اس کا بھائی نوفل بن عبداللہ المخزومی اور الحکم بن کیسان، ہشام بن المغیرہ کا آزاد غلام بھی تھا۔ جب ان لوگوں نے انھیں (مہاجرین کو) دیکھا تو ہیبت زدہ ہو گئے اور وہ قریب ہی اترے تھے، عکاشہ بن محصن نے جا کر انھیں دیکھا، عکاشہ کا سر منڈا ہوا تھا۔ جب اسے دیکھا، مطمئن ہو گئے اور سمجھے، عمرہ کرنے والے لوگ ہیں، ان سے کوئی خوف نہیں۔

یہ واقعہ ماہ رجب کے آخری دن کا تھا۔ مہاجرین نے باہم صلاح کی اور کہا: واللہ اگر ان لوگوں کو آج رات چھوڑ دیا تو یہ حرم میں داخل ہو جائیں گے اور ان پر ہاتھ نہ اٹھا سکو گے۔ اگر انھیں قتل کیا تو یہ قتل ماہ حرام میں ہوگا۔

غرض وہ متردد رہے اور پیش قدمی کرنے سے ڈرے۔ پھر حملے کے لیے دل مضبوط کیے اور فیصلہ ہوا کہ ان میں سے جس جس کو قتل کیا جا سکے، قتل کر دیا جائے اور جو کچھ ان کے پاس ہے، لے لیا جائے۔ واقد بن عبداللہ التمیمی نے عمرو بن الحضرمی پر ایک تیر پھینکا اور اسے قتل کر دیا، عثمان بن عبداللہ اور الحکم بن کیسان کو قید کر لیا، نوفل بن عبداللہ بچ کر نکل گیا۔

مدینۂ منورہ میں ورود

عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھی قافلے کے اونٹوں اور دونوں قیدیوں کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ پہنچے، عبداللہ بن جحش کے بعض متعلقین نے کہا ہے کہ عبداللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہہ دیا تھا، ہمیں جو کچھ غنیمت میں ملے اس کا پانچواں حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا، یہ واقعہ (غنیمت میں سے پانچواں حصہ دینا) اللہ کی

جانب سے فرض کیے جانے سے پہلے کا ہے۔ اس لیے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے، قافلے کے اونٹوں میں کا پانچواں حصہ الگ کر دیا اور باقی سارا اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر لیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا: جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا:

مَا أَمَرْتُكُمْ بِقِتَالٍ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ۔ | میں نے تمھیں ماہ حرام میں کسی جنگ کا تو حکم نہیں دیا تھا۔

پھر قافلے کے اونٹوں اور دونوں قیدیوں کا معاملہ ملتوی رکھا اور اس میں سے کچھ لینے سے بھی انکار فرما دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر (وہ لوگ) پچھتائے اور خیال کیا کہ تباہ ہو گئے۔ دوسرے مسلمان بھائیوں نے بھی ان کے اس کام پر نے دے کی۔

قریش اور یہود کی چہ میگوئیاں

قریش تو کہنے لگے کہ محمدؐ اور اس کے ساتھیوں نے ماہ حرام کو بھی حلال کر دیا۔ ماہ حرام میں خونریزی کی۔ ماہ حرام میں مال لوٹا۔ اور لوگوں کو قید کیا۔ مکہ کے مسلمانوں میں سے جو لوگ ان کا جواب دے رہے تھے، وہ کہتے تھے۔ کہ ان لوگوں نے جو کچھ حاصل کیا وہ شعبان میں کیا، یہود نے اس واقعے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف فال بنا لیا اور کہا کہ عمرو بن الحضرمی کو واقد بن عبداللہ نے قتل کیا ہے۔ عمرو سے واضح ہے کہ عمرت الحرب (جنگ لمبی ہو گئی) حضرمی سے واضح ہے کہ حضرت الحرب (جنگ سر پر آگئی) اور واقد سے واضح ہے وقدت الحرب (جنگ کا شعلہ بھڑک اٹھا) پس اللہ تعالیٰ نے مذکورہ تفاؤل کی آفت انھیں پر ڈالی، اور انھیں کوئی فائدہ نہ ہوا۔

قرآن مجید کا فیصلہ

جب لوگوں میں اس بات کا خوب چرچا ہونے لگا تو اللہ نے اپنے رسولؐ پر (یہ آیت) نازل فرمائی:

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ ۔ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ۔

لوگ تجھ سے ماہ حرام کے متعلق (یعنی) اس میں جنگ کرنے کے متعلق، دریافت کرتے ہیں تو کہہ دے کہ اس میں جنگ کرنا بڑا (گناہ) ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس کا انکار کرنا اور مسجد حرام سے (روکنا) اور اس کے رہنے والوں کو اس سے نکالنا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ بڑا گناہ ہے۔

یعنی اگر تم نے انھیں ماہ حرام میں قتل کیا ہے تو انھوں نے تو تمھیں اللہ کے انکار کے ساتھ اللہ کی راہ سے اور مسجد حرام سے روکا ہے، تمھیں نکالنا، جو وہاں کے رہنے والے تھے۔ اللہ کے پاس اس قتل سے بڑا گناہ تھا۔ جو تم نے ان کے کسی شخص کو قتل کر دیا۔

وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ۔ — اور دین سے پھیرنے کے لیے ایذائیں دینا قتل سے بہت زیادہ بڑا (گناہ) ہے۔

دین سے برگشتہ کرنے کی کوششیں

یعنی یہ لوگ تو مسلمانوں کو ان کے دین سے پھیرنے کے لیے طرح طرح کی ایذائیں دیا کرتے تھے کہ انھیں ان کے ایمان لانے کے بعد کفر کی طرف پھیر لیں اور ان کا یہ فعل تو اللہ کے پاس سے بھی زیادہ بڑا (گناہ) ہے۔

وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا۔ — اور یہ لوگ ہمیشہ تم سے جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ موقع پائیں تو تمھیں تمھارے دین سے پھیر دیں۔

یعنی اس پر مزید یہ ہے کہ اس بدترین اور اس سے بڑے (گناہ) پر وہ جمے ہوئے ہیں، نہ اس سے تائب ہونے والے ہیں اور نہ اس سے الگ ہونے والے ہیں۔ جب قرآن یہ حکم لے کر نازل ہوا اور اللہ نے مسلمانوں کا وہ خوف و ہراس دور فرما دیا، جس میں وہ مبتلا تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلے کے اونٹوں اور قیدیوں پر قبضہ فرمایا۔

قریش کی طرف سے فدیہ

قریش نے عثمان بن عبداللہ اور الحکم بن کیسان کی رہائی کے لیے فدیہ بھیجا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

لَا نُفْدِيكُمُوهُمَا حَتَّىٰ يَقْدَمَ صَاحِبَانَا فَإِنَّا نَخْشَاكُمْ عَلَيْهِمَا فَإِنْ يَقْتُلُوهُمَا نَقْتُلْ صَاحِبَيْكُمْ۔ — ہم ان دونوں کے متعلق تمھارا فدیہ اس وقت تک قبول نہ کریں گے جب تک ہمارے دونوں دوست نہ آجائیں یعنی سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان، کیونکہ ان دونوں کے متعلق ہمیں تم سے اندیشہ ہے پس اگر تم نے ان دونوں کو قتل کر دیا تو ہم بھی تمھارے دونوں دوستوں کو قتل کر دیں گے۔

اس کے بعد سعد و عتبہ آ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فدیہ لے کر ان دونوں قیدیوں کو رہا فرما دیا۔ الحکم بن کیسان نے اس کے بعد اسلام اختیار کر لیا اور اچھے مسلم رہے، عثمان بن عبداللہ مکہ والوں کے پاس چلا گیا اور کفر ہی کی حالت میں مرا۔

اللہ کی رحمت

جب عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھیوں کا وہ خوف و ہراس جاتا رہا، جس میں وہ

نزول آیات تک مبتلا تھے، تو انھیں اجر کی امید ہوئی اور انھوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا ہم اس بات کی امید رکھیں کہ جو کچھ ہوا، یہ غزوہ تھا اور ہمیں اس کے متعلق مجاہدوں کا سا ثواب دیا جائے گا؟ تو ان کے متعلق اللہ (تعالیٰ) نے (یہ آیت) نازل فرمائی:-

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۔	بے شبہ جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے ہجرت کی۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، یہی لوگ اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اللہ (تعالیٰ) تو لغزشوں کو بڑا ڈھانک لینے والا اور بڑا مہربان ہے۔

پس اللہ (تعالیٰ) نے تو انھیں اس معاملے میں بڑی امید دلائی، اس حدیث کی روایت زہری اور یزید بن رومان سے ہے اور انھوں نے عروۃ بن الزبیر سے روایت کی ہے۔

مال غنیمت کی تقسیم

ابن اسحٰق نے کہا: عبداللہ بن جحش کے بعض متعلقین نے بیان کیا کہ اللہ (تعالیٰ) نے جب (مال) غنیمت کو جائز کر دیا اور اس کی تقسیم کی تو چار خمس (۴/۵) تو ان لوگوں کے لیے مقرر فرمایا جنھوں نے غنیمت حاصل کی، پانچواں حصہ (۱/۵) اللہ (تعالیٰ) اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے مقرر فرمایا، یہ تقسیم اسی کے مطابق ہو گئی جو عبداللہ بن جحش نے قافلے کے اونٹوں میں کی تھی۔

ابن ہشام نے کہا: یہ پہلی غنیمت تھی جو مسلمانوں نے حاصل کی۔ عمرو ابن الحضرمی پہلا شخص تھا، جسے مسلمانوں نے قتل کیا، عثمان بن عبداللہ اور الحکم بن کیسان پہلے قیدی تھے جو مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔

عبداللہ بن جحش کے اشعار

ابن اسحٰق نے کہا: غزوہ عبداللہ بن جحش کے متعلق جب قریش نے کہا: کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں نے ماہ حرام کو حلال کر ڈالا۔ اس میں خونریزی کی، مال لوٹ لیا اور لوگوں کو قید کر لیا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ شعر کہے اور بعض کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیق نے نہیں بلکہ عبداللہ بن جحش نے کہے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا: یہ شعر عبداللہ بن جحش ہی کے ہیں:

تَعُدُّونَ قَتْلًا فِي الْحَرَامِ عَظِيمَةً ... وَأَعْظَمُ مِنْهُ لَوْ يَرَى الرُّشْدَ رَاشِدُ

تم لوگ ماہ حرام کے قتل کو بڑا گناہ شمار کر رہے ہو۔ حالانکہ اگر سیدھی راہ چلنے والا سیدھی راہ کو دیکھے تو اس سے بڑے گناہ حسب ذیل ہیں:-

صُدُودُكُمْ عَمَّا يَقُولُ مُحَمَّدٌ   وَكُفْرٌ بِهِ وَاللّٰهُ رَاءٍ وَشَاهِدُ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی مخالفت اور آپ سے تم لوگوں کا انکار
خدا یہ سب کچھ دیکھتا ہے اور اس کا گواہ ہے۔

وَاِخْرَاجُكُمْ مِنْ مَسْجِدِ اللّٰهِ اَهْلَهُ   لِئَلَّا يُرَى لِلّٰهِ فِي الْبَيْتِ سَاجِدُ

اور اللہ کی مسجد سے اس کے رہنے والوں کو تمھارا اس لیے نکالنا کہ اللہ کے
گھر میں اللہ کو سجدہ کرنے والا کوئی نظر نہ آئے۔

فَاِنَّا وَاِنْ عَيَّرْتُمُونَا بِقَتْلِهِ   وَاَرْجَفَ بِالْاِسْلَامِ بَاغٍ وَحَاسِدُ

اگرچہ تم ہم پر اس کے قتل کا عیب لگاؤ اور باغی اور حاسد لوگ اگرچہ ایسی خبروں
کے ذریعے سے نظام اسلام میں بے چینی پیدا کرنا چاہیں، بے شک۔

سَقَيْنَا مِنِ ابْنِ الْحَضْرَمِيِّ رِمَاحَنَا   بِنَخْلَةَ لَمَّا اَوْقَدَ الْحَرْبَ وَاقِدُ

ابن الحضرمی کے خون سے اپنے نیزوں کو مقام نخلہ میں ہم نے سیراب کیا
تب واقد نے جنگ کی آگ بھڑکائی۔

دَمًا وَابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عُثْمَانُ بَيْنَنَا   يُنَازِعُهُ غُلٌّ مِنَ الْقِدِّ عَانِدُ

عثمان بن عبداللہ ہمارے پاس ہے۔ خون آلودہ تسمے نے اسے جکڑ رکھا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا: بیان کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے سے اٹھارھویں مہینے کے آغاز پر شعبان میں قبلے کی تحویل ہوئی۔

باب ۹۴

قافلۂ قریش اور لشکرِ قریش

قافلۂ قریش ابن اسحٰق نے کہا: اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ ابوسفیان ابن حرب قریش کے ایک قافلے کے ساتھ شام سے آرہا ہے۔ اس قافلے میں قریش کے اونٹ اور ان کا تجارتی سامان ہے۔ اور اس میں قریش کے تیس یا چالیس افراد ہیں، جن میں مخرمہ بن نوفل (بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ) اور عمرو بن العاص (بن وائل بن ہشام) بھی ہیں۔ (ابن ہشام کے بیان کے مطابق عمرو ابن العاص بن وائل بن ہاشمی)

ابن اسحٰق نے کہا، مجھے محمد بن مسلم الزہری، عاصم بن عمر بن قتادہ، عبداللہ بن ابی بکرؓ، اور یزید بن رومان نے عروہ بن الزبیر اور ان کے علاوہ دوسرے علماء سے ابن عباس کی روایت سنائی۔ (ہر ایک نے مجھے اس روایت کا ایک ایک حصہ سنایا) اور میں نے بدر کے جو واقعات لکھے ہیں ان میں ان سب کی روایتوں کا مجموعہ ہے۔ ان لوگوں نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام سے ابوسفیان کے آنے کی خبر سنی تو مسلمانوں کو ان کی طرف جانے کی ترغیب دلائی اور فرمایا:۔

هٰذِهٖ عِيْرُ قُرَيْشٍ فِيْهَا أَمْوَالُهُمْ فَاخْرُجُوْا إِلَيْهَا لَعَلَّ اللّٰهَ يُنَفِّلُكُمُوْهَا۔	یہ قریش کا قافلہ ہے اس میں ان کے (مختلف قسم کے) مال ہیں۔ پس ان کی طرف نکلو، شاید اللہ تمہیں اس میں سے کچھ غنیمت دلا دے۔

لوگوں نے آپ کی ترغیب کا اثر قبول کیا اور بعض تو فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ البتہ بعض نے سستی کی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ انھوں نے خیال کیا، رسول اللہ صلی اللہ نے یہ نہیں فرمایا: جنگ درپیش ہے۔

ابوسفیان حجاز سے قریب ہوا تو خبریں دریافت کرنے لگا۔ جو سوار ملتے، ان سے سوال کرتا۔ کیونکہ اس پر خوف طاری تھا، بعض سواروں سے اسے اطلاع ملی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تیرے اور تیرے قافلے کے لیے اپنے ساتھیوں کو نکلنے کی دعوت دی ہے۔ یہ سنتے ہی وہ احتیاطی تدبیروں میں لگ گیا، اور ضمضم بن عمرو الغفاری کو اجرت دے کر مکہ روانہ کیا، اسے حکم دیا، کہ

قریش کے پاس جائے اور مال کی حفاظت کے لیے نکلنے کا مطالبہ کرے۔ یہ خبر سنا دے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قافلے کے لیے آڑے آچکے ہیں۔ ضمضم بن عمرو تیزی سے مکہ کی طرف چلا گیا۔

عاتکہ کا خواب

ابن اسحٰق نے کہا: مجھے ایسے شخص نے، جسے میں جھوٹا نہیں سمجھتا، عکرمہ سے انھوں نے ابن عباسؓ کی روایت سے اور یزید بن رومان نے عروہ بن الزبیرؓ کی روایت سے حدیث سنائی۔ عاتکہ بنت عبدالمطلب نے ضمضم کے مکہ آنے سے تین دن پہلے ایک ایسا خواب دیکھا، جس نے اسے پریشان کر دیا تو عاتکہ نے اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو بلوا بھیجا، اور ان سے کہا: بھائی جان! واللہ!! میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے پریشان کر دیا۔ مجھے خوف ہے کہ آپ کی قوم پر اس کے سبب سے کوئی برائی اور مصیبت آئے، اس لیے جو کچھ میں آپ سے بیان کروں اسے مخفی رکھیے۔ انھوں نے عاتکہ سے کہا: تو نے کیا دیکھا ہے؟ کہا: میں نے ایک سوار دیکھا، جو اپنے اونٹ پر آیا، اور (وادی) ابطح میں کھڑا ہو گیا، پھر نہایت بلند آواز سے چلایا: سنو! اے بے وفاؤ! اپنے بچھڑنے کی جگہوں کی طرف تین دن کے اندر جنگ کے لیے نکل چلو۔ میں نے دیکھا کہ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے پھر وہ شخص مسجد میں داخل ہوا اور لوگ اس کے پیچھے پیچھے چلے جا رہے تھے۔ اونٹ اسے لیے ہوئے خانہ کعبہ کے اوپر نمودار ہوا۔ وہ پھر اسی طرح چلایا۔ سنو! اے غدارو! اپنے پچھڑنے کے مقام کی جانب تین روز کے اندر جنگ کے لیے نکل جاؤ۔ پھر اونٹ اسے لیے ہوئے ابو قبیس پر نمودار ہوا، اور وہ اسی طرح چلایا۔ پھر اس نے ایک چٹان لی اور اسے لڑھکا دیا۔ وہ لڑھکتی ہوئی پہاڑ کے دامن میں پہنچی تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ مکہ کے گھروں میں سے کوئی گھر اور کوئی احاطہ باقی نہ رہا کہ اس چٹان کا کوئی نہ کوئی ٹکڑا اس میں نہ گیا ہو۔ عباسؓ نے کہا: واللہ! یہ تو ایک اہم خواب ہے، مگر دیکھ، تو اسے چھپا، اور کسی سے بیان نہ کر۔

پھر عباس نکلے تو ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے، جو ان کا دوست تھا۔ یہ خواب بیان کیا اور اسے پوشیدہ رکھنے کے لیے بھی کہا۔ ولید نے اسے اپنے باپ عتبہ سے کہا اور یہ بات مکہ میں یہاں تک پھیل گئی کہ قریش میں جابجا اسی کا چرچا ہونے لگا۔ عباس نے کہا: جب میں سویرے بیت اللہ کا طواف کرنے نکلا تو ابو جہل بن ہشام قریش کے ایک مجمع میں بیٹھا تھا اور سب کے سب عاتکہ کے خواب کے متعلق بات چیت کر رہے تھے۔

عبّاس اور ابوجہل

جب ابوجہل نے مجھے دیکھا تو کہا اے ابوالفضل! طواف سے فارغ ہو کر ہمارے پاس آنا۔ میں فارغ ہوا تو جا کر ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ ابوجہل نے مجھ سے کہا: اے بنی عبدالمطلب! تم میں یہ نئی نبیہ کب سے پیدا ہوئی ہے؟ میں نے کہا، کیا بات ہے؟ اس نے کہا: اجی وہی خواب، جو عاتکہ نے دیکھا ہے۔ میں نے کہا: آخر اس نے کیا دیکھا؟ وہ بولا: اے بنی عبدالمطلب! کیا تمھیں یہ بات کافی نہ تھی کہ تم میں سے مردوں نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا؟ اب تو تمھاری عورتیں بھی نبوت کا دعویٰ کرنے لگیں۔ عاتکہ نے تو دعویٰ کیا ہے کہ تین روز کے اندر جنگ کی غرض سے نکل جانے کے لیے اس سے کہا گیا ہے۔ ہم بھی ان تین دنوں میں انتظار کریں گے۔ جو وہ کہہ رہی ہے، سچ تو وہی ہوگا۔ اگر تین روز گزر گئے اور یہ بات سچ نہ نکلی تو ہم تمھارے متعلق ایک نوشتہ لکھ رکھیں گے کہ تم لوگ حرم والوں میں سب سے زیادہ جھوٹے خاندان کے ہو۔ عباس نے کہا: میں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا، بجز اس کے کہ میں نے اس خواب کا انکار کیا اور کہا کہ عاتکہ نے کچھ نہیں دیکھا، پھر ہم ایک دوسرے سے الگ ہو گئے اور جب شام ہوئی تو بنی عبدالمطلب میں سے کوئی عورت باقی نہ رہی، جس نے میرے پاس آ کر نہ کہا ہو، کیا تم نے گوارا کر لیا کہ وہ بدکار، خبیث تمھارے مردوں پر نکتہ چینی کرتے کرتے عورتوں تک پہنچ جائے؟ تم سنتے رہے اور جو کچھ سنا اس سے تمھیں کچھ بھی غیرت نہ آئی؟ میں نے کہا: واللہ! میں نے اسے کوئی تفصیلی جواب نہیں دیا، اللہ کی قسم! میں اس سے تعارض کروں گا، اگر اس نے دوبارہ اس قسم کی باتیں کیں تو ضرور میں تمھاری طرف سے اس کا پورا تدارک کروں گا۔

ضمضم غفاری کی آمد

عاتکہ کے خواب کے تیسرے دن جب صبح ہوئی تو میں غصے سے بے خود تھا اور یہ سوچ رہا تھا کہ میں نے ایک اچھا موقع کھو دیا۔ میری خواہش تھی کہ میں اس ہی اسے پھانستا، پھر میں مسجد میں گیا تو اسے اس حالت میں دیکھا کہ واللہ میں اس کی جانب جا رہا ہوں۔ اور اس کی راہ میں حائل ہوں۔ تاکہ وہ دوبارہ ان باتوں میں سے جو اس نے پہلے کی تھیں کوئی بات کہے اور میں اس سے بھڑ جاؤں، وہ دبلا پتلا، تیز مزاج، تیز زبان اور تیز نظر تھا۔ ایکا ایکی تیز چلتا ہوا مسجد کے دروازے کی جانب نکل گیا۔ میں نے دل میں کہا: اس پر اللہ کی لعنت ہو، کیا یہ تمام حرکات اس خوف سے ہیں کہ میں اسے صلواتیں سناؤں گا؟ اس نے اچانک ایک ایسی بات سنی، جو میں نے نہیں سنی، یعنی ضمضم بن عمرو الغفاری کی آواز سنی، جو بطن وادی میں اپنا اونٹ ٹھہرائے ہوئے چیخ رہا تھا، اونٹ کی ناک کاٹ دی تھی، کجاوا الٹ دیا تھا، کرتا پھاڑ لیا تھا اور وہ کہہ رہا تھا: اے گروہ

قریش! تمھارے سامان والے اونٹ، تمھارے سامان والے اونٹ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھی گھات میں بیٹھے ہیں۔ اپنا مال بچاؤ، جو ابو سفیان کے ساتھ ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ تم اسے پا سکو گے۔ فریاد! فریاد!۔

قریش کی تیاری

اس پکار نے مجھے ابو جہل سے اور ابو جہل کو مجھ سے اپنی جانب پھیر لیا۔ لوگوں نے پھرتی سے تیاری کی۔ اور کہنے لگے: کیا محمد اور اس کے ساتھی اس قافلے کو بھی ابن الحضرمی کے قافلے کی طرح سمجھ رہے ہیں؟ واللہ! ان پر بہت جلد واضح ہو جائے گا۔ کہ ایسا نہیں ہو سکتا، اب ان لوگوں کی دو ٹولیاں ہو گئیں، کچھ تو نکل کھڑے ہوئے اور کچھ اپنے بجائے کسی شخص کو جانے کے لیے ابھارنے لگے۔ قریش سب کے سب اسی چکر میں آ گئے اور ان کے سر برآوردہ لوگوں میں کوئی باقی نہ رہا۔ بجز ابو لہب بن عبد المطلب کے جو رہ گیا تھا اور اپنے بجائے العاص بن ہشام بن المغیرہ کو روانہ کر دیا تھا۔ اس سے پہلے چار ہزار درہم کا جو اس کے اس پر تھے، تقاضا کر چکا تھا۔ وہ ان درہموں سے خالی ہاتھ اور مفلس ہو چکا تھا۔ لہٰذا اس نے رقم کے عوض میں اسے اس کام پر مقرر کر دیا، وہ اس کی جگہ چلا گیا اور ابو لہب رہ گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عبد اللہ بن بخیح نے بیان کیا کہ امیہ بن خلف نے گھر ہی میں بیٹھے رہنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ یہ بوڑھا شاندار ڈیل ڈول کا اور بھاری بھر کم تھا۔ اس کے پاس عتبہ بن ابی معیط ایسے وقت آیا، جب وہ مسجد میں اپنے لوگوں کے درمیان بیٹھا تھا اور ایک انگیٹھی اٹھا لایا، جس میں آگ اور اگر تھا، وہ اس کے سامنے لا کر رکھ دی اور کہا اے ابو علی! بخور لو کہ تم بھی تو عورتوں میں سے ہو، اس نے کہا: اللہ تجھے بد صورت بنا دے اور جو کام تو نے کیا ہے اسے بھی بد نما بنا دے۔

پھر اس نے بھی تیاری کی اور دوسرے لوگوں کے ساتھ نکل کھڑا ہوا۔

جب یہ لوگ تیاری سے فارغ ہوئے اور نکلنے کا ارادہ کیا تو وہ جنگ یاد آ گئی، جو ان کے اور بنی بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے درمیان تھی۔ انھوں نے کہا، ہمیں ڈر ہے، کہیں وہ ہمارے پیچھے سے حملہ نہ کر دیں۔

بنی بکر اور قریش کا اختلاف

بعض بنی عامر نے مجھ سے محمد بن سعید بن المسیب کی جو روایت بیان کی ہے، اس کے لحاظ سے جو جنگ قریش اور بنی بکر میں تھی، اس کا سبب حفص ابن الاخیف کا بیٹا تھا۔ جو بنی معیص بن عامر بن لوئی کا ایک شخص تھا۔ ——— وہ ایک گمشدہ اونٹنی کی تلاش

میں مقام ضجنان[1] تک نکل گیا۔ وہ کمسن لڑکا تھا، اس کے سر پر چوٹیاں تھیں اور بہترین لباس پہنے ہوئے تھا، پاک صاف نکھرے ہوئے رنگ کا تھا، عامر بن یزید بن عامر بن الملوح کے پاس سے گزرا جو بنی یعمر بن عوف بن کعب (بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ) کا ایک شخص ضجنان ہی میں تھا اور ان دنوں بنی بکر کا سردار تھا۔ وہ لڑکے کو دیکھ کر حیران ہو گیا۔ پوچھا: اے لڑکے! تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں حفص بن الاخیف القرشی کا لڑکا ہوں۔ جب وہ پلٹ کر چلا گیا تو عامر بن یزید نے کہا: اے بنی بکر! کیا قریش کے ذمے تمھارا کوئی خون نہیں؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں! بخدا! ہمارے بہت سے خون ان کے ذمے ہیں۔ اس نے کہا، اگر کسی نے اس لڑکے کو اپنے کسی آدمی کے بجائے قتل کر دیا تو اس نے اپنے خون کا پورا معاوضہ لے لیا۔ پس بنی بکر کا ایک شخص اس کے پیچھے ہو گیا اور اسے اس خون کے عوض مار ڈالا، جو قریش کے ذمے تھا۔ قریش نے اس کے متعلق گفتگو کی۔ تو عامر بن یزید نے کہا: اے گروہ قریش! ہمارے بہت سے خون تمھارے ذمے تھے اس لیے ہم نے اسے قتل کر دیا۔ اب جو چاہو، کرو۔ اگر تم چاہو تو تمھارے ذمے جو کچھ ہو، وہ ادا کر دو اور جو کچھ ہمارے ذمے ہو گا، ہم ادا کر دیں گے، اگر تم چاہو تو یہ خون کا معاملہ ہے، ایک شخص کا بدلہ ایک شخص ہے۔ تمھارا خون جو ہمارے ذمے ہے اس سے باز آجاؤ، ہم اس خون سے باز آئیں گے۔ جو ہمارا تمھارے ذمے ہے، چونکہ قبیلہ قریش کی اس شاخ میں لڑکے کے خون کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ لہٰذا انھوں نے کہا: بہت خوب! جان کا بدلہ جان۔ اس لڑکے کو بھول گئے اور اس کا خون بہا طلب نہ کیا، اس لڑکے کا بھائی مکرز بن حفص بن الاخیف مر الظہران کے پاس سے جا رہا تھا کہ اچانک اس نے عامر بن یزید بن عامر ابن الملوح کو اپنے ایک اونٹ پر سوار دیکھا، اسے دیکھتے ہی عامر پاس گیا، اپنا اونٹ بٹھایا، اس نے تلوار باندھ رکھی تھی، مکرز تلوار لے کر اس پر پل پڑا۔ اور اسے قتل کر ڈالا۔ پھر اس کے پیٹ میں اسی کی تلوار تیزی سے گھمائی، پھر اسے مکہ لاکر راتوں رات کعبے کے پردوں سے لٹکا دیا۔ صبح قریش جاگے اور عامر بن یزید بن عامر کی تلوار کعبے کے پردوں سے لٹکی ہوئی دیکھی تو بولے: بے شبہ یہ تلوار عامر بن یزید کی ہے۔ اس پر مکرز بن حفص نے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا ہے۔

یہ ان کے حالات تھے۔ غرض وہ اپنے یہاں کی اسی جنگ میں پھنسے ہوئے تھے کہ لوگوں میں اسلام پھیل گیا اور وہ اسلام کی طرف متوجہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ قریش نے بدر کی طرف جانے کا ارادہ کر

---

[1] ضجنان کا صحیح مقام معلوم نہیں، بیان کیا جاتا ہے کہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو مکہ مکرمہ سے ایک منزل پر ہے۔ واقدی نے بتایا کہ یہ مکہ مکرمہ سے پچیس میل کے فاصلے پر ہے۔

لیا، اس وقت انھیں وہ تعلقات یاد آئے، جو ان میں اور بنی بکر میں تھے اور ان سے ڈرنے لگے۔

مکرز بن حفص کے اشعار مکرز بن حفص نے عامر کو قتل کرنے کے متعلق کہا ہے:۔

لَمَّا رَأَیْتُ اَنَّهٗ هُوَ عَامِرٌ ۔۔۔ تَذَکَّرْتُ اَشْلَاءَ الْحَبِیْبِ الْمُلَحَّبِ

جب میں نے دیکھا کہ وہ عامر ہے تو مجھے اپنے پیارے بھائی کے اعضاء کے ٹکڑے، جو گوشت سے الگ تھے، یاد آگئے۔

وَقُلْتُ لِنَفْسِیْ اِنَّهٗ هُوَ عَامِرٌ ۔۔۔ فَلَا تَرْهَبِیْهِ وَانْظُرِیْ اَیَّ مَرْکَبِ

اور میں نے اپنے دل سے کہا کہ بے شبہ عامر یہی ہے، اس سے تو نہ ڈر اور دیکھ لے کہ یہ کس قسم کی سواری ہے۔

وَاَیْقَنْتُ اَنِّیْ اِنْ اُجَلِّلْهُ ضَرْبَةً ۔۔۔ مَتٰی مَا اُصِبْهُ بِالْفُرَافِرِ یَعْطَبِ

اور میں نے یقین کر لیا کہ اگر اس پر ایک کاری ضرب لگاؤں اور وہ تلوار پورے زور سے برساؤں تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔

حَفِظْتُ لَهٗ جَاشِیْ وَاَلْقَیْتُ کَلْکَلِیْ ۔۔۔ عَلٰی بَطَلٍ شَاکِی السِّلَاحِ مُجَرَّبِ

میں نے اس کے لیے اپنے دل کی حفاظت کی (دل کڑا کیا) اور ایک ایسے سورما پر وار کیا جو تجربہ کار اور ہتھیار لگائے ہوئے تھا۔

وَلَمْ اَكُ لَمَّا الْتَفَّ رُوْعِیْ وَرُوْعُهٗ ۔۔۔ عُصَارَةَ هُجْنٍ مِنْ نِسَاءٍ وَلَا اَبِ

اور جب میرا دھیان اور اس کا دھیان ایک دوسرے سے دست و گریبان ہوئے تو ظاہر ہو گیا کہ میں نہ عورتوں کی جانب سے دوغلے نطفے کا تھا (اور) نہ باپ کی طرف سے۔

حَلَلْتُ بِهٖ وَتْرِیْ وَلَمْ اَنْسَ ذَحْلَهٗ ۔۔۔ اِذَا مَا تَنَاسٰی ذَحْلَهٗ کُلُّ غَیْهَبِ

میں نے اس سے انتقام لے لیا اور میں انتقام کو بھولا نہیں اور ایسے انتقام کو صرف بے عقل لوگ بھول جاتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا، الغیہب وہ شخص ہے، جسے عقل نہ ہو اور بعض کہتے ہیں کہ غیہب ہرنوں اور شترمرغوں کے نرول کو کہتے ہیں۔ خلیل نے کہا، العیہب (بعین مہملہ) کے معنی اس شخص کے ہیں، جو کمزور ہو اور انتقام نہ لے سکے۔

سراقہ کی ذمہ داری

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے یزید بن رومان نے عروہ بن الزبیر کی روایت بیان کی، انھوں نے کہا: جب قریش نے چلنے کا ارادہ کرلیا اور وہ تعلقات یاد آئے جو ان کے اور بنی بکر کے درمیان تھے، تو وہ ارادہ بدل دینے کے قریب ہو گئے تھے، اتنے میں ابلیس سراقہ بن مالک بن جعشم المدلجی کی صورت میں ان کے سامنے آیا، جو بنی کنانہ کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھا، اور کہا: اگر بنی کنانہ نے تم لوگوں کے یہاں سے جانے کے بعد کوئی ایسی حرکت کی، جسے تم ناپسند کرتے ہو تو اس کی ذمہ داری میں لیتا ہوں، آخر وہ لوگ فوراً نکل کھڑے ہوئے۔

رسول اللہ صلعم کی روانگی

ابن اسحٰق نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کے ساتھ رمضان کی چند راتیں گزرنے کے بعد نکلے۔

ابن ہشام نے کہا: رمضان کے آٹھ دن گزرنے کے بعد (پیر کے دن) نکلے اور عمرو بن ام مکتوم کو نماز پڑھانے کے لیے مقرر فرمایا۔ کہتے ہیں، ان کا نام عبداللہ بن ام مکتوم تھا اور یہ بنی عامر بن لوئی میں سے تھے۔ اس کے بعد مقام روحاء سے ابولبابہ کو واپس فرمایا اور مدینہ کا عامل بنایا۔

ابن اسحٰق نے کہا: مصعب بن عمیر (بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار) کو پرچم عنایت فرمایا۔

ابن ہشام نے کہا: اس کا رنگ سفید تھا۔

رسول اللہ صلعم کے پرچم

ابن اسحٰق نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو سیاہ پرچم تھے، ان دونوں میں سے ایک تو علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ تھا، جس کا نام عقاب تھا اور دوسرا انصار میں سے ایک کے ساتھ۔ اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے ساتھ ستر اونٹ تھے اور ان پر باری باری بیٹھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیؓ بن ابی طالب اور مرثدؓ بن ابی مرثد الغنوی ایک اونٹ پر، حمزہؓ بن عبدالمطلب، زیدؓ بن حارثہ، اور ابو کبشہؓ و انسہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ، ایک اونٹ پر، ابوبکرؓ، عمرؓ اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف ایک اونٹ پر باری باری سے سوار ہوتے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا: لشکر کے پچھلے حصے پر بنی مازن بن النجار والے قیس بن ابی صعصعہ کو مقرر فرمایا۔

ابن ہشام کے قول کے مطابق انصار کا پرچم سعدؓ بن معاذ کے ساتھ تھا۔

رسول اللہ صلعم کا سفر

مدینہ سے مکہ کی جانب آپ مدینہ کے پہاڑوں کے درمیان سے تشریف لے چلے۔ پھر عقیق، اس کے بعد ذی الحلیفہ، پھر اُولات الجیش سے گزرے

(ابن ہشام نے اسے ذات الجیش بتایا ہے)

پھر آپ تربان، مَلَل، غمیس الحمام، صخیرات الیمام اور سیالہ ہوتے ہوئے فج الروحاء پہنچے، بعد ازاں شنوکہ پر عام راستہ اختیار کر لیا۔ یہاں تک کہ آپ "عرق الظبیہ" تشریف فرما ہوئے۔ (ابن ہشام نے اس مقام کا نام "الظبیہ"[1] بتایا)۔ اعراب میں سے ایک شخص ملا، اس سے قریش کے متعلق پوچھا گیا۔ لیکن اسے کوئی خبر نہ تھی۔ اس سے کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرو۔ اس نے پوچھا: کیا آپ رسول اللہ (صلعم) ہیں؟ جواب اثبات میں ملا تو اس نے آپ کو سلام کیا۔ ساتھ ہی کہا: اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو بتائیے، میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے؟ سلمہ بن سلامہ بن وقش نے سوال سنتے ہی کہا: یہ رسول اللہ صلعم سے نہ پوچھو، ادھر آ، میں تجھے بتاتا ہوں، تو اس پر چڑھ بیٹھا اور اسے تجھ سے حمل رہ گیا، رسول اللہ صلعم نے فرمایا: بس بس! تم نے اس آدمی کو فحش بات کہی اور سلمہؓ سے روئے مبارک پھیر لیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجسج میں نزول فرمایا، اسی مقام کا نام بئر الروحاء ہے وہاں سے کوچ فرمایا۔ یہاں تک کہ المنصرف میں پہنچے تو مکہ کا راستہ بائیں جانب چھوڑ دیا۔ ادھر النازیہ کی دائیں جانب سے بدر کا ارادہ فرمایا۔ پھر ایک وادی کو قطع کیا جو صفراء کی تنگ گھاٹی اور النازیہ کے درمیان ہے اور اسے "رحقان" کہتے ہیں۔ صفراء کے قریب پہنچے تو بنی ساعدہ کے حلیف بسبس بن عمرو الجہنی اور بنی النجار کے حلیف عدی بن ابی الزغباء کو بدر کی جانب روانہ فرمایا کہ وہ ابوسفیان بن حرب وغیرہ کے متعلق خبریں معلوم کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے کوچ فرمایا اور ان دونوں سے آگے نکل گئے، اس کے بعد جب آپ الصفراء کے سامنے آئے، جو دو پہاڑوں کے درمیان ایک بستی ہے تو آپ نے ان پہاڑوں کے نام دریافت فرمائے، لوگوں نے کہا، ان میں ایک کو تو مُسلح کہا جاتا ہے اور دوسرے کو مُخرئ، وہاں کے رہنے والوں کے متعلق دریافت فرمایا تو کہا گیا، کہ بنو النّار اور بنو حُراق، بنی غفار کی دو نوں شاخیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اور ان کے درمیان سے گزرنے کو ناپسند فرمایا۔ چنانچہ آپ نے ان ناموں اور ان کے رہنے والوں کے ناموں سے فال لی، ان دونوں پہاڑوں اور الصفراء کو بائیں جانب چھوڑ کر سیدھی طرف کی راہ ایک وادی میں اختیار فرمائی، جسے ذفران کہا جاتا تھا، اسے طے فرمانے کے بعد اتر پڑے، وہاں آپ کو

---

[1] عقیق، ذی الحلیفہ اور اولات الجیش یا ذات الجیش مدینہ منورہ سے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں۔ ذی الحلیفہ کو آج عموماً آبار علی کہتے ہیں۔ باقی مقامات بھی آگے تھوڑی تھوڑی دور ہیں

اطلاع ملی کہ قریش اپنے قافلے کی حفاظت کے لیے نکل پڑے ہیں۔

قریش کے متعلق خبر

آپ نے لوگوں سے مشورہ فرمایا اور قریش کے متعلق خبر دی تو ابوبکر صدیقؓ اٹھے اور خوب تقریر کی۔ پھر عمرؓ بن الخطاب اٹھے اور خوب تقریر کی پھر مقدادؓ بن عمرو اٹھے اور کہا، یا رسولؐ اللہ! اللہ (تعالیٰ) آپ کو جو کام مناسب بتلائے، وہ کیجیے، ہم آپ کے ساتھ ہیں، واللہ! ہم آپ سے وہ نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰؑ سے کہا تھا، یعنی:۔

اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ۔ آپ اپنے پروردگار کے ساتھ جائیں اور دونوں مل کر جنگ کریں، ہم بے شبہ یہیں بیٹھے رہنے والے ہیں۔

بلکہ ہم کہیں گے کہ آپ اور آپ کا پروردگار دونوں چلیں اور لڑیں، ہم بھی آپ کے ساتھ ہو کر لڑیں گے، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپ ہمیں برک الغمادؑ تک بھی لے چلیں تو ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ یہاں تک کہ آپ وہاں پہنچ جائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف کی ان کے لیے دعا فرمائی۔ پھر فرمایا: اَشِيْرُوْا عَلَيَّ اَيُّهَا النَّاسُ (لوگو! مجھے مشورہ دو!)

انصار کی طرف روئے سخن

یہاں لوگوں سے مراد انصار تھے، یہ اس لیے فرمایا کہ وہ بھی شامل تھے، جب انھوں نے مقام عقبہ میں بیعت کی تھی تو کہا تھا کہ ہم آپ کی ذمہ داری سے بری ہیں، جب تک آپ ہماری بستیوں میں نہ پہنچ جائیں۔ جب آپ ہمارے پاس پہنچ جائیں تو آپ ہماری ذمہ داری میں ہوں گے، ہم آپ کی حفاظت ہر اس چیز سے کریں گے، جس سے ہم اپنے بچوں اور عورتوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اندیشہ تھا، کہیں انصار یہ نہ سمجھتے ہوں، آپ کی امداد ان پر اسی صورت میں لازم ہے کہ کوئی دشمن مدینہ میں آپ پر اچانک حملہ کر دے، اور ان پر لازم نہیں کہ آپ انھیں ان کی بستیوں سے نکال کر کسی دشمن کے مقابل لے جائیں۔

سعدؓ بن معاذ کی تقریر

پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ الفاظ فرمائے تو سعدؓ بن معاذ نے آپ سے عرض کی۔ یا رسولؐ اللہ! واللہ! شاید آپ ہم سے خطاب فرما رہے ہیں۔ فرمایا: ہاں! عرض کی: بے شبہ ہم آپ پر ایمان لا چکے، ہم نے آپ کی تصدیق کی اور گواہی دی کہ آپ نے جو چیز ہمارے سامنے پیش فرمائی ہے، وہ حق ہے۔ اس پر ہم آپ کو قول

لہ برک الغماد یمن میں بتایا جاتا ہے، بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ حبشہ میں ہے، بہرحال زیر غور تقریر میں اس سے مقصود انتہائی دور افتادہ مقام ہے۔

دے چکے اور آپ کی فرمانبرداری واطاعت پر مستحکم وعدے کر چکے، اس لیے یا رسول اللہ! آپ جہاں چاہیں، تشریف لے چلیں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں، اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، اگر آپ سمندر بھی ہمارے سامنے لے آئیں اور اس میں داخل ہوں تو ہم آپ کے ساتھ داخل ہو جائیں گے اور ہمارا ایک بھی شخص پیچھے نہ ہٹے گا۔ ہم اس بات کو ناپسند نہیں کرتے کہ کل ہمیں اپنے ساتھ لے کر دشمن سے مقابل ہوں۔ ہم جنگ کرنے کے لیے بڑے مضبوط اور مقابلے میں کامل ہیں۔ امید ہے کہ اللہ ہماری جانب سے آپ کو ایسے کارنامے دکھائے گا۔ جن سے آپ مطمئن ہو جائیں گے۔ غرض آپ ہمیں ہمراہ لے کر چلے چلیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعدؓ کی تقریر سے خوش ہوئے اور ان کی باتیں آپ کے لیے باعث نشاط ہوئیں۔ پھر فرمایا:

سِيْرُوْا وَاَبْشِرُوْا! فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ وَعَدَنِیْ اِحْدَی الطَّائِفَتَیْنِ وَاللّٰهِ! لَكَاَنِّیْ الْاٰنَ اَنْظُرُ اِلٰی مَصَارِعِ الْقَوْمِ۔

چلو اور خوش ہو جاؤ کہ اللہ نے مجھ سے دونوں گروہوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے۔ واللہ! اس وقت گویا میں بے شبہ ان لوگوں کے پچھڑنے کے مقامات دیکھ رہا ہوں۔

بدر میں ورود

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذفران سے کوچ فرمایا اور ان پہاڑوں پر سے چلے جن کا نام الاصافر تھا۔ وہاں سے ایک بستی کی جانب نزول فرمایا، جس کا نام الدُّبَہ تھا اور الحنان کو جو ایک ٹیلا بڑے پہاڑ کی طرح تھا، سیدھی جانب چھوڑ کر بدر کے قریب نزول فرمایا۔ پھر آپ اور آپ کے صحابہ میں سے ایک شخص سوار ہو کر نکلے (ابن ہشام نے کہا کہ وہ ابوبکر صدیقؓ تھے) مجھ سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے بیان کیا، آپ عرب کے ایک شیخ کے پاس جا کر ٹھہر گئے، اس سے قریش، محمدؐ اور آپ کے ساتھیوں کے متعلق پوچھا اور دریافت کیا، آیا ان کے متعلق خبریں ملیں؟ شیخ نے جواب دیا، میں تمھیں اس وقت تک کچھ نہ بتاؤں گا، جب تک مجھے یہ نہ بتا دو کہ تم کن لوگوں میں سے ہو؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا اِذَا اَخْبَرْتَنَا اَخْبَرْنَاكَ۔ جب تم ہمیں بتاؤ گے تو ہم بھی تمھیں بتائیں گے، اس نے کہا، کیا وہ اس کے معاوضے میں؟ فرمایا: نعم (ہاں!)

بوڑھے سے گفتگو

شیخ نے کہا: مجھے خبر ملی ہے کہ محمد اور اس کے ساتھی فلاں فلاں روز سے جس نے مجھے خبر دی ہے۔ اگر اس نے سچ کہا تو آج وہ فلاں فلاں مقام پر ہوں گے اور وہی مقام بتایا، جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، مجھے یہ بھی خبر ملی

ہے کہ قریش بھی فلاں فلاں روز نکل چکے، جس نے مجھے خبر دی، اگر اس نے سچ کہا ہے تو آج وہ لوگ فلاں فلاں جگہ ہوں گے اور وہی مقام بتایا جہاں قریش تھے، جب وہ خبر سنانے سے فارغ ہوا تو کہا، تم دونوں کن لوگوں میں سے ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نَحْنُ مِنْ مَاءٍ (ہم پانی سے ہیں) اس کے پاس سے آپ پلٹ آئے، راوی نے کہا: وہ کہنے لگا: پانی سے ہیں کا کیا مطلب؟ کیا عراق کے پانی سے؟ ابن ہشام نے کہا: وہ بوڑھا سفیان الضمری تھا۔

قریش کی تعداد

ابن اسحٰق نے کہا: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کی طرف تشریف لائے، شام ہوئی تو علیؓ بن ابی طالب، الزبیرؓ بن العوام اور سعدؓ بن ابی وقاص کو ایک جماعت کے ساتھ بدر کے چشمے کی جانب روانہ فرمایا، کہ وہاں آپ کے لیے مفید خبروں کی جستجو کریں، مجھ سے یزید بن رومان نے عروہؓ بن الزبیر کی روایت بیان کی کہ انھیں پانی لے جانے والی ایک جماعت ملی۔ جس میں بنی الحجاج کا غلام اسلم اور بنی العاص بن سعید کا غلام، ابو یسار عریض بھی تھے، یہ لوگ ان دونوں کو لائے اور ان سے سوالات کرنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے نماز ادا فرما رہے تھے تو ان دونوں نے کہا: ہم قریش کے لیے پانی لے جانے والے ہیں انھوں نے ہمیں بھیجا ہے کہ ان کے لیے پانی لے جائیں، لوگوں نے بات قبول نہ کی اور انھیں خیال ہوا کہ شاید یہ ابو سفیان کے ملازم ہوں گے، اس لیے انھیں زدوکوب کی۔ جب انھیں بہت تنگ کیا تو انھوں نے کہہ دیا کہ ہاں ہم ابو سفیان کے ملازم ہیں، اس پر انھیں چھوڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا، دونوں سجدے ادا فرمائے، سلام پھیرا اور فرمایا:

إِذَا صَدَقَاكُمْ ضَرَبْتُمُوهُمَا، وَإِذَا كَذَبَاكُمْ تَرَكْتُمُوهُمَا صَدَقَا وَاللّٰهِ! إِنَّهُمَا لِقُرَيْشٍ۔ أَخْبِرَانِي عَنْ قُرَيْشٍ۔	جب ان دونوں نے تم سے سچ کہا تو تم نے زدوکوب کی اور جب انھوں نے جھوٹ کہا۔ تو انھیں چھوڑ دیا۔ واللہ! ان دونوں نے سچ کہا پھر آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، مجھے قریش کے متعلق خبر دو!

انھوں نے کہا: وہ لوگ اس ٹیلے کے پیچھے ہیں، جو دور نظر آ رہا ہے (وہ ٹیلا عقنقل[1] تھا)، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: وہ لوگ کتنے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: بہت ہیں، تعداد پوچھی گئی تو بتایا کہ معلوم نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزانہ کتنے اونٹ کاٹے جاتے

---

[1] عقنقل بدر کے عین جنوب میں تھا، جدھر سے نکل کر مکہ کی طرف جاتے تھے۔ قرآن میں اسی سمت کو عدوۃ القصویٰ (دور کا ناکا) کہا گیا ہے (ملاحظہ ہو سورۃ انفال)

ہیں؟ جواب دیا، کہ کسی روز نو اور کسی روز دس، رسول اللہ صلعم نے فرمایا: وہ نو سو اور ایک ہزار کے درمیان ہیں۔ پھر پوچھا، ان میں قریش کے سر برآوردہ لوگوں میں سے کون کون ہیں؟

قریش کے سردار

کہا، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالبختری بن ہشام، حکیم ابن حزام، نوفل بن خویلد، الحارث بن عامر بن نوفل، طعیمہ بن عدی بن نوفل، النضر بن الحارث، زمعہ بن الاسود، ابوجہل بن ہشام، امیہ بن خلف، حجاج کے دونوں بیٹے نُبیہ اور مُنَبّہ، سہیل بن عمرو، اور عمرو بن عبد ود۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرمایا: مکہ نے تمھارے مقابلے کے لیے اپنے جگر کے ٹکڑے ڈال دیے ہیں

ابوسفیان کا بچ نکلنا

ابن اسحٰق نے کہا: بسبس بن عمرو اور عدی بن ابی الزغباء چلتے چلتے بدر میں جا پہنچے، وہاں ایک ٹیلے کے پاس پانی کے قریب اونٹ بٹھائے اور مشک لے کر اس میں پانی بھرنے لگے۔ مجدی بن عمرو الجہنی بھی پانی کے پاس ہی تھا۔ عدی اور بسبس نے پانی کی طرف آنے والی لڑکیوں میں سے دو کی آوازیں سنیں، جو قرضے کی رقم کے متعلق جھگڑ رہی تھیں، ایک ساتھ والی سے کہہ رہی تھی: کل قافلہ آئے گا، یا پرسوں، میں ان کے پاس مزدوری کر کے تیرا قرض ادا کردوں گی، مجدی نے کہا: وہ سچ کہتی ہے اور ان دونوں کو ایک دوسری سے چھڑا دیا۔ عدی اور بسبس نے یہ باتیں سن لیں اور اونٹوں پر بیٹھ کر چلے آئے، جو کچھ سنا تھا، اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دے دی۔

ادھر ابوسفیان احتیاط کے ساتھ قافلے سے آگے بڑھ آیا اور آکر اسی پانی کے پاس اترا۔ مجدی بن عمرو سے کہا: کیا تم نے کسی کی آہٹ پائی ہے؟ اس نے کہا: میں نے دو آدمیوں کے سوا کسی اور اجنبی کو نہیں دیکھا۔ وہ دونوں سوار، اونٹ اس ٹیلے کے پاس بٹھا کر پانی لینے آئے تھے، مشک بھر لی اور چلے گئے۔ ابوسفیان ان کے اونٹ بٹھانے کی جگہ آیا اور اونٹوں کی مینگنیاں لے کر انھیں توڑا تو ان میں کھجور کی گٹھلیاں دکھائی دیں، یہ دیکھ کر بولا، واللہ! یہ تو یثرب کا چارا ہے، اس کے بعد ساتھیوں کی طرف تیزی سے گیا اور اپنے اونٹوں کے منہ پر ضرب لگا کر انھیں راستے سے پھیر دیا، انھیں لے کر ساحل کی طرف چلا اور بدر کو بائیں جانب چھوڑ کر تیزی سے روانہ ہو گیا۔

جہیم کا خواب

قریش آئے، اور جب الجحفہ میں اترے تو جہیم بن الصلت (ابن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف) نے ایک خواب دیکھا اور کہا، میں اس عالم میں تھا، جس میں سونے والا کچھ دیکھتا ہے، میں سونے اور جاگنے کی درمیانی حالت میں تھا، ایک شخص کو دیکھا، جو گھوڑے پر

آیا اور کھڑا ہو گیا، اس کے ساتھ اس کا ایک اونٹ بھی تھا۔ پھر اس نے کہا: عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ ابوالحکم بن ہشام، امیہ بن خلف اور فلاں فلاں مارے گئے، اس نے ان لوگوں کے نام گن دیے جو قریش کے سربرآوردہ افراد میں سے بدر کے روز مارے گئے۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس نے اپنے اونٹ کے سینے پر ایک ضرب لگا کر اسے لشکر میں چھوڑ دیا، لشکر کے خیموں میں سے کوئی خیمہ ایسا نہ رہا جسے اس نے اپنے خون سے تر نہ کر دیا۔ راوی نے کہا، یہ خبر ابوجہل کو پہنچی تو کہا: بنی مطلب کا یہ ایک اور نبی ہے۔ کل مقابلہ ہوگا تو معلوم ہوگا کہ مقتول کون ہے؟

ابوجہل کی ضد

ابن اسحٰق نے کہا، جب ابوسفیان قافلہ بچائے گیا تو قریش سے کہلا بھیجا کہ تم تو صرف قافلہ، آدمی اور مال بچانے کے لیے نکلے تھے۔ انھیں تو اللہ نے بچا لیا اس لیے واپس جاؤ، لیکن ابوجہل بن ہشام نے کہا: واللہ! جب تک ہم بدر نہ پہنچ جائیں، نہیں لوٹیں گے (بدر عرب کے میلوں میں سے ایک میلا تھا، جہاں ان کے لیے ہر سال بازار لگتا تھا) وہاں ہم تین دن رہیں گے۔ کاٹنے کے قابل جانور کاٹیں گے، کھانا کھلائیں گے، شراب پلائیں گے، گانے والیاں ہمارے سامنے گائیں گی، عرب میں ہماری شہرت ہوگی، ہمارے جانے اور اکٹھے ہونے کی خبر پھیلے گی۔ پھر ہمارا رعب داب ان پر چھا جائے گا، اس لیے چلنا چاہیے۔

اخنس کی واپسی

اخنس بن شریق (بن عمرو بن وہب الثقفی) بنی زہرہ کا حلیف تھا جب وہ الجحفہ میں تھے، اخنس نے کہا: اے بنی زہرہ! اللہ نے تمھارا مال بچا لیا اور تمھارا دوست مخرمہ بن نوفل بھی بچ گیا۔ تم تو صرف اسے اور مال بچانے نکلے تھے۔ اس لیے اگر کوئی بزدلی کا الزام لگائے تو مجھ پر لگاؤ۔ اور لوٹ چلو۔ کیونکہ نقصان نہ ہونے کی صورت میں نکلنے کی تمھیں کوئی ضرورت نہیں۔ ایسا نہ کرو جیسا کہ یہ شخص کہتا ہے (یعنی ابوجہل)، آخر وہ لوٹ گئے اور جنگ بدر میں بنی زہرہ کا ایک شخص بھی نہ رہا۔ سب نے اخنس کی بات مانی اور وہ ان میں ایسا شخص تھا کہ ہر شخص اس کی بات مانتا تھا۔ قریش کی کوئی شاخ باقی نہ رہی تھی، جس کے کچھ لوگ نہ نکل آئے ہوں، بجز بنی عدی بن کعب کے کہ ان میں سے ایک بھی نہ نکلا، بنی زہرہ، اخنس بن شریق کے ساتھ لوٹ گئے۔ جنگ بدر میں ان دو قبیلوں میں سے ایک بھی حاضر نہ رہا اور وہ سب واپس ہو گئے، طالب بن ابی طالب بھی ساتھ تھا، اس کے اور قریش کے بعض افراد کے درمیان کچھ سوال و جواب ہوئے۔ انھوں نے کہا: اے بنی ہاشم! اگرچہ تم ہمارے ساتھ نکلے ہو، لیکن تمھیں محمدؐ سے الفت ہے۔ یہ سن کر طالب بھی ان لوگوں کے ساتھ واپس ہو گیا، جو مکہ کو لوٹ گئے۔ طالب ہی نے کہا ہے:

لَاهُمَّ إِمَّا يَغْزُوَنَّ طَالِبْ فِي عُصْبَةٍ مُخَالِفٍ مُحَارِبْ
فِي مِقْنَبٍ مِنْ هٰذِهِ الْمَقَانِبْ فَلْيَكُنِ الْمَسْلُوبَ غَيْرَ السَّالِبْ
وَلْيَكُنِ الْمَغْلُوبَ غَيْرَ الْغَالِبْ

یا اللہ! اگر طالب کسی جنگ میں ایسی جماعت کے ساتھ نکلے، جو مخالف اور (خود مجھ سے) برسرِ جنگ ہو اور ان رسالوں میں سے ایسے رسالے میں نکلے تو ایسا کر جس کا مال لُوٹا جا رہا ہو، وہ لُوٹنے والا نہ ہو، مغلوب ہو، غالب نہ ہو۔

ابن ہشام نے کہا: اس کے قول فلیکن المسلوب اور و لیکن المغلوب کی روایت شعر کے کئی راویوں سے پہنچی ہے۔

باب ۹۵

غزوۂ بدر

(۱)

قریش کا پڑاؤ

ابن اسحٰق نے کہا: قریش یہاں تک چلے کہ وادی کے ادھر العقنقل اور بطن وادی کے اُس طرف اُترے۔ اس بطن وادی کا نام یَلیَل تھا، جو بدر اور اس ٹیلے کے درمیان تھی، جس کے پیچھے قریش اترے تھے اور جس کا نام العقنقل تھا۔

بدر کی باؤلیاں بطن یَلیَل کے اس طرف مدینہ کی جانب تھیں۔ اللہ نے مینہ برسا دیا اور یہ وادی نرم زمین کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کو بارش کے سبب سے یہ فائدہ ہوا کہ زمین کے ابزا، ایک دوسرے سے متصل ہو کر مضبوط ہو گئے اور چلنے پھرنے میں کوئی رکاوٹ نہ رہی، قریش پر بارش کے سبب سے ایسی مصیبت آگئی کہ آپ کے مقابلے میں انھیں چلنا پھرنا تک مشکل ہو گیا[۱]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مقابلے میں تیزی سے پانی کے چشموں کی طرف بڑھے اور جب بدر کے قریب تر چشمے پر پہنچے تو وہیں نزول فرمایا:

بنی سلمہ کے بعض افراد سے مجھے خبر ملی۔ الحباب ؓ بن المنذر بن الجموح نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں مطلع فرمائیے؛ کیا یہ مقام ایسا ہے کہ اس میں آپ کو اللہ نے اتارا ہے اور ہمیں یہ اختیار نہیں کہ ہم آگے بڑھیں یا پیچھے ہٹیں؟ یا یہ ایک رائے ہے اور جنگی تدبیروں میں سے کوئی تدبیر ہے؟ فرمایا:

بَلْ هُوَ الرَّأْيُ وَالْحَرْبُ الْمَكِيْدَةُ (نہیں، بلکہ یہ ایک رائے اور جنگی تدبیر ہے۔)

عرض کی: یارسول اللہ! تو یہ مقام کوئی اچھی جگہ نہیں۔ آپ آگے تشریف لے چلیے۔ ہم اس چشمے کے پاس اتریں گے، جو قریش سے بہت قریب ہے۔ اس کے پیچھے جتنے چشمے یا گڑھے ہیں، انھیں ناکارہ کر دیں۔ وہاں ایک حوض بنا کر اسے پانی سے بھر لیں، ان لوگوں سے جنگ کریں تاکہ ہمیں پینے کو پانی

---

[۱] بظاہر مطلب یہ ہے کہ جہاں اسلامی لشکر تھا، وہاں ریتلی زمین میں جماؤ پیدا ہو گیا اس لیے نقل و حرکت میں سہولت پیدا ہو گئی۔ جدھر قریش کا لشکر تھا، ادھر زمین نشیبی تھی اور بارش کے باعث وہاں کیچڑ ہو گئی۔

ملتا رہے اور انھیں نہ ملے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَقَدْ اَشَرْتَ بِالرَّاْیِ — تم نے صحیح رائے دی۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے سب ساتھ والے اٹھ کر چلے، یہاں تک کہ جب قریش سے قریب ترین چشمے کے پاس پہنچے تو وہاں اتر پڑے۔ پھر دوسرے چشموں کے متعلق حکم فرمایا تو وہ ناکارہ کر دیے گئے۔ جس چشمے پر آپ اترے تھے، اس پر حوض بنا کر پانی سے بھر لیا گیا اور اس میں (پانی بھرنے کے) برتن ڈال دیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سائبان

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن ابی بکرؓ نے ان سے کسی نے بیان کیا کہ سعد بن معاذؓ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم آپ کے لیے ایک سائبان تیار کرنا چاہتے ہیں کہ آپ اس میں تشریف رکھیں اور آپ کے پاس سواریاں تیار رہیں، اس کے بعد ہم دشمن سے مقابلہ کریں۔ پھر اگر اللہ نے ہمیں غلبہ عنایت فرمایا اور دشمن پر فتح نصیب ہوئی تو ہمارا مقصد حاصل ہو جائے گا۔ اگر کوئی دوسری صورت پیش آئے گی تو آپ سوار ہو کر قوم کے ان لوگوں سے مل جائیے، جو ہمارے پیچھے ہیں؛ بہت سے ایسے لوگ آپ کے ساتھ آنے سے پیچھے رہ گئے ہیں اور آپ کی محبت میں ہم ان سے بڑھ کر نہیں اگر انھیں یہ خیال ہوتا کہ آپ کو جنگ کرنی ہوگی تو وہ پیچھے نہ رہ جاتے۔ اللہ ان کے ذریعے سے آپ کی حفاظت فرمائے گا۔ وہ آپ کے خیر خواہ رہیں گے اور آپ کے ساتھ ہو کر جہاد کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بہت تعریف فرمائی اور ان کے لیے بھلائی کی دعا کی۔ اس کے بعد آپ کے لیے سائبان بنایا گیا اور آپ اسی میں تشریف فرما رہے۔

قریش کی آمد

ابن اسحاق نے کہا: جب صبح ہوئی تو قریش (اپنے مقام سے) نکل کر سامنے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں العقنقل نامی ٹیلے سے، جہاں وہ وادی میں آ رہے تھے اترتے دیکھا تو فرمایا:

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ قُرَیْشٌ قَدْ اَقْبَلَتْ بِخُیَلَائِھَا وَفَخْرِھَا تُحَادُّکَ وَتُکَذِّبُ رَسُوْلَکَ، اَللّٰھُمَّ فَنَصْرَکَ الَّذِیْ وَعَدْتَنِیْ۔ اَللّٰھُمَّ اَحِنْھُمُ الْغَدَاۃَ۔

یا اللہ! یہ قریش ہیں۔ یہ اپنے فخر و غرور کے ساتھ آ گئے ہیں، تیری مخالفت کرتے ہیں اور تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں۔ یا اللہ، تیری اس مدد کا طالب ہوں، جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ یا اللہ! آج صبح ان کو ہلاک کر دے۔

جب عتبہ بن ربیعہ کو ان لوگوں میں ایک سُرخ اونٹ پر سوار دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنْ یَّکُنْ فِیْ اَحَدٍ مِّنَ الْقَوْمِ خَیْرٌ فَعِنْدَ صَاحِبِ الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ اِنْ یُّطِیْعُوْہُ یَرْشُدُوْا۔

ان لوگوں میں سے اگر کسی میں کچھ بھلائی ہوگی تو سُرخ اونٹ والے کے پاس ہوگی۔ اگر اس کی بات مانی تو راہِ راست پر آجائیں گے۔

قریش کا غرور

جب قریش خفاف بن ایماء بن رحضہ الغفاری کے پاس سے گزر رہے تھے تو اس نے یا اس کے باپ ایماء بن رحضہ الغفاری نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے قابل چند اونٹ ان کے لیے بطور ہدیہ دیے کر بھیجا تھا اور اس کے ذریعے سے پیغام دیا تھا کہ اگر چاہو تو ہم ہتھیاروں اور آدمیوں سے بھی مدد کے لیے تیار ہیں۔ قریش نے ان کے بیٹے کے ذریعے سے ہی کہلا بھیجا کہ خدا کرے، تم سے رشتہ داری قائم رہے، جو کچھ تم پر لازم تھا، وہ تم نے پورا کر دیا۔ اپنی عمر کی قسم! اگر ہم مسلمانوں سے جنگ کر رہے ہیں تو ان کے مقابل ہم میں کوئی کمزوری نہیں اور اگر ہم اللہ سے جنگ کر رہے ہیں جیسا کہ محمد کا دعویٰ ہے تو اللہ کے ساتھ مقابلہ کرنے کی تو کسی میں بھی سکت نہیں۔

رحمۃ للعالمین کی شانِ رحمت

جب یہ لوگ اترے تو قریش کے چند لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض پر آئے، ان میں حکیم بن حزام بھی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انھیں پانی پینے کے لیے چھوڑ دو۔

اس روز جس شخص نے اس سے پانی پیا، وہ قتل ہوا، بجز حکیم ابن حزام کے کہ وہ قتل نہیں ہوئے بلکہ اس کے بعد انھوں نے اسلام اختیار کیا اور اسلام میں اچھے رہے۔ وہ جب کبھی کوئی تاکیدی قسم کھاتے تو کہتے تھے۔ نہیں، ایسا نہیں، اس ذات کی قسم! جس نے مجھے بدر کے دن کی ہلاکت سے بچا لیا۔

قریش کو نیک مشورہ

ابن اسحاق نے کہا: مجھے ابو اسحٰق بن یسار وغیرہ نے اپنے انصار اساتذہ کی روایت سنائی کہ جب قریش اطمینان سے لشکر گاہ میں بیٹھ گئے تو عمرو بن وہب الجمحی کو بھیجا، محمدؐ کے ساتھیوں کا اندازہ کر آؤ، اس نے گھوڑا لشکر کے گرد دوڑایا، پھر لوٹ گیا اور جا کر کہا، تین سو سے کچھ زیادہ یا کچھ کم ہیں، لیکن ذرا مجھے مہلت دو، یہ بھی دیکھ لوں کہ کیا ان لوگوں کے لیے کوئی چھپی ہوئی جماعت یا اور کوئی مدد بھی ہے؟ پھر وہ اس وادی میں

بہت دُور تک چلا گیا اور کوئی چیز نہ دیکھی تو اُس نے واپس ہو کر کہا: میں نے کوئی چیز دیکھی تو نہیں، لیکن لوگو! میں نے دیکھا کہ بلائیں موتوں کو اُٹھائے لا رہی ہیں۔ یثرب کی اونٹنیوں پر موتیں دھری ہیں ان لوگوں کے لیے بجز ان کی تلواروں کے نہ کوئی حفاظت کا سامان ہے اور نہ کوئی پناہ گاہ ہے۔ میں تو یہی خیال کرتا ہوں کہ ان کا کوئی شخص تمھارے کسی شخص کو قتل کیے بغیر قتل نہ ہوگا۔ جب وہ لوگ اپنی تعداد کے برابر تمھیں ختم کر دیں گے تو پھر جینے میں کیا لطف باقی رہ جائے گا۔ اب جو چاہو سوچو اور رائے دو۔ جب حکیم بن حزام نے یہ سُنا تو لوگوں میں گھومنے لگا۔ عتبہ بن ربیعہ کے پاس آیا اور کہا: اے ابو الولید! تُو تو قریش کا رئیس اور سردار ہے اور یہ سب تیری بات مانتے ہیں، کیا تجھے اس بات سے کچھ رغبت ہے کہ ہمیشہ ان میں تیرا ذکر خیر رہے؟ اس نے کہا: اے حکیم! وہ کیا بات ہے؟ کہا: تو سب لوگوں کو لے کر لوٹ جا اور عمرو بن الحضرمی، جو تیرا حلیف تھا، اس کا بار خود اُٹھا لے۔ اس نے کہا: مجھے یہ منظور ہے، تُو اس کی ذمہ داری مجھ پر ڈال، کیونکہ وہ میرا حلیف ہی تو تھا۔ اس کا خون بہا میرے ذمے ہے، بلکہ اس کا جو مال گیا، اس کی بھی ذمہ داری مجھ پر ہوگی (اچھا) تو ابن الحنظلیہ[۱] کے پاس جا، کیونکہ اس کے سوا کسی اور سے لوگوں میں پھوٹ ڈالنے کا ڈر نہیں، یعنی ابو جہل کے سوا۔

پھر عتبہ خطبہ دینے کے لیے کھڑا ہو گیا اور کہا: اے گروہِ قریش! واللہ! تم محمدؐ اور اس کے ساتھیوں سے مقابلہ کر کے کیا حاصل کرو گے؟ اگر تم لوگوں نے انھیں مار ڈالا تو ہمیشہ ایک شخص دوسرے کی صورت دیکھنے سے اس لیے کراہت کرے گا کہ اس نے اپنے چچیرے بھائی یا خالہ زاد بھائی یا اس کے خاندان کے کسی شخص کو مار ڈالا۔ لہٰذا پلٹ چلو اور محمدؐ کو سارے عرب کے مقابل چھوڑ دو۔ اگر عربوں نے اسے ختم کر دیا تو یہ وہی بات ہے، جو تم چاہتے ہو۔ اگر اس کے سوا کوئی صورت پیش آئی تو اس کے سامنے یہ حقیقت ہوگی کہ جو سلوک اس سے تم کرنا چاہتے تھے، وہ نہ کیا۔

ابو جہل کی شر انگیزی

حکیم نے کہا: پھر میں ابو جہل کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ ایک زرہ اس نے صندوق سے نکالی ہے اور اسے تیار کر رہا ہے۔

میں نے کہا: اے ابو الحکم! عتبہ نے مجھے تیرے پاس پیام دے کر بھیجا ہے (اور جو کچھ کہلا بھیجا تھا وہ سب کہا:) وہ بولا، واللہ! جب سے اس نے محمدؐ اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا ہے، اس کا سینہ (سحر) اور پھیپھڑا پھول گیا ہے (وہ خوف زدہ ہو گیا ہے)، واللہ! ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ جب تک ہم میں

۱؎ ابن ہشام نے کہا کہ حنظلیہ سے ابو جہل کی ماں کی طرف اشارہ ہے اس کا نام اسماء تھا اور وہ مخربہ کی بیٹی تھی مخربہ بنی نہشل بن دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید بن مناۃ بن تمیم میں سے تھا۔

اور محمدؐ میں اللہ فیصلہ نہ کر دے ہم واپس نہ ہوں گے۔ عتبہ نے جو کچھ کہا ہے صرف اس وجہ سے کہا ہے کہ اس نے دیکھ لیا ہے محمدؐ اور اس کے ساتھی (تعداد میں ایک ذبح کیا ہوا اونٹ کھانے والے ہیں۔ انھیں میں اس کا بیٹا بھی ہے وہ تم سے اس کے متعلق خوف زدہ ہے۔

پھر اس نے عامر بن الحضرمی کے پاس ایک شخص کو یہ پیام دے کر بھیجا کہ یہ تیرا حلیف لوگوں کو لے کر لوٹ جانا چاہتا ہے، جب تیرے (بھائی) کے خون کا بدلا تیری آنکھوں کے سامنے ہے، اُٹھ قریش سے ایفائے عہد کا مطالبہ کر اور اپنے بھائی کا خون انھیں یاد دلا۔

عامر حضرمی کی فریاد

غرض عامر بن الحضرمی اٹھا اور اس نے حالات وضاحت سے بیان کیے اس کے بعد چلانے لگا: ہائے عمرو! ہائے عمرو! اس کا اثر یہ ہوا کہ لڑائی چھڑ گئی اور معاملہ سلجھنے کے قابل نہ رہا۔ ارادۂ جنگ پر، جس کے لیے وہ نکلے تھے، سب کے سب مستعد ہو گئے اور جس رائے کی جانب عتبہ نے لوگوں کو دعوت دی تھی، اسے درہم برہم کر دیا۔ جب عتبہ کو ابوجہل کی اس بات کی خبر پہنچی تو اس نے کہا: اس بزدل کو جلد معلوم ہو جائے گا کہ کس کا پھیپھڑا اور سینہ پھولا ہے، میرا یا خود اس کا؟

ابن ہشام نے کہا: سُحر کے معنی ہیں شُش اور اس کے گرد پیش، ناف سے اوپر والی وہ سب چیزیں شامل ہیں، جن سے حلق تعلق رکھتا ہے۔ ناف کے نیچے کی چیزوں کو قصب کہا جاتا ہے، انھیں معنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قول ہے، جو آپ نے فرمایا ہے:

رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ لُحَيٍّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ	میں نے عمرو بن لحیّ کو دیکھا کہ وہ اپنا نیچے کا دھڑ آگ میں کھینچے لیے جا رہا ہے۔

یہ بات مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کی ہے۔

پھر عتبہ نے سر پر پہننے کے لیے خود کی تلاش کی اس کی کھوپری بڑی تھی، لشکر بھر میں کوئی ایسا خود نہ مل سکا، جس میں اس کا سر سما سکے۔ جب اس نے یہ حالت دیکھی تو سر پر ایک چادر لپیٹ لی۔

اَسود مخزومی کا قتل

ابن اسحاق نے کہا: الاسود بن عبد الاسد المخزومی، ایک اکھڑ اور بدطینت شخص تھا وہ نکل کھڑا ہوا اور کہا: میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ یا تو میں ان لوگوں کے حوض میں سے پانی پیوں گا یا اسے توڑ ڈالوں گا یا اس کے لیے مر جاؤں گا۔ جب وہ نکلا تو اس کی طرف حمزہ بن عبد المطلب بڑھے۔ دونوں مقابل ہوئے تو حمزہؓ نے اس پر ایک ایسا وار کیا کہ اس کی ٹانگ پنڈلی کے درمیان سے کٹ گئی۔ وہ ابھی حوض تک پہنچا بھی نہ تھا کہ پیٹھ کے بل گرا، اس کے پاؤں سے

خون کی دھاریں اس کے ساتھیوں کی طرف (تیزی سے) بہ رہی تھیں۔ پھر وہ رینگتا ہوا حوض کی طرف چلا اور اس میں جا پڑا وہ اپنی قسم پوری کرنا چاہتا تھا۔ حمزہؓ بھی اس کے پیچھے ہو گئے اور حوض ہی میں اس پر وار کر کے مار ڈالا۔

عتبہ، شیبہ اور ربیعہ کا قتل

کہا: اس کے بعد عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے ولید کے ساتھ نکلا، جب وہ صف سے الگ ہوا تو مقابلے کے لیے طلب کرنے پر اس کی جانب انصار میں سے تین نوجوان، الحارث کے دونوں بیٹے عوف و معوذ جن کی ماں کا نام عفراء تھا اور ایک اور شخص جس کا نام عبد اللہ بن رواحہ تھا، نکلے۔ عتبہ اور اس کے ساتھیوں نے پوچھا، تم کون ہو؟ انھوں نے بتایا: انصار، عتبہ اور اس کے ساتھی بولے! ہمیں تم سے کوئی سروکار نہیں اور ان میں سے کسی نے پکار کر کہا: اے محمدؐ! ہماری قوم میں سے ایسے لوگ بھیج، جو ہمارے ہمسر ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عبیدہؓ بن الحارث! تم اٹھو اور اے حمزہؓ، تم اٹھو اور اے علیؓ! تم اُٹھو۔

یہ لوگ اُٹھے اور عتبہ وغیرہ کے قریب گئے تو انھوں نے کہا: تم کون ہو؟ عبیدہؓ نے حمزہؓ اور علیؓ کے نام بتائے تو مقابل والوں نے کہا: ہاں مقابل شریف ہیں۔ اس کے بعد عبیدہؓ جو سب سے زیادہ سن رسیدہ تھے، عتبہ بن ربیعہ سے برسرِ جنگ ہوئے۔ حمزہؓ نے شیبہ بن ربیعہ سے مقابلہ کیا اور علیؓ نے ولید بن عتبہ سے جنگ کی۔ حمزہؓ نے تو شیبہ بن ربیعہ سے مقابلہ کیا اور مہلت بھی نہ دی کہ قتل کر دیا۔ علیؓ نے بھی ولید کو فوراً قتل کر ڈالا۔ عبیدہؓ اور عتبہ نے ایک دوسرے پر دو دو وار کیے۔ دونوں میں سے ہر ایک اپنے مقابل والے کو بٹھا دیا۔ دونوں ہی ناقابلِ حرکت ہو گئے۔ حمزہؓ اور علیؓ نے تلواریں لے کر عتبہ پر حملہ کیا اور اسے فوراً قتل کر ڈالا پھر اپنے ساتھی کو اُٹھا کر صحابہؓ کے پاس لے آئے۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ انصار کے نوجوانوں نے اپنا نسب بتایا تو عتبہ بن ربیعہ نے کہا: ہمسر شریف ہیں لیکن ہمیں ہماری قوم کے لوگ مطلوب ہیں۔

عام مقابلہ

اس کے بعد دونوں گروہ ایک دوسرے سے نزدیک ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو تاکید فرما رکھی تھی کہ جب تک آپ حکم نہ دیں، حملہ نہ کیا جائے۔ یہ بھی فرما دیا تھا: کہ

اِنِ اكْتَنَفَكُمُ الْقَوْمُ فَانْضَحُوْهُمْ عَنْكُمْ بِالنَّبْلِ	اگر ان لوگوں نے تمھیں گھیر لیا تو اپنی مدافعت کے لیے ان پر تیر برساتے رہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سائبان میں ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ واقعۂ بدر جمعہ کے روز سترھویں رمضان کی صبح ہوا[1] (یہ ابوجعفر محمد بن علی بن حسین کی روایت ہے)۔

اسلامی صفوں کی درستی

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے حبان بن واسع بن حبان نے اپنی قوم کے شیوخ سے روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے روز اپنے اصحاب کی صفیں درست فرمائیں۔ آپ کے دست مبارک میں ایک تیر تھا جس سے صفیں سیدھی کر رہے تھے، جب آپ بنی عدی بن النجار کے حلیف سواد بن غزیہ[2] کے پاس سے گزرے تو وہ صف سے آگے بڑھے ہوئے تھے۔ آپ نے ان کے پیٹ میں وہ تیر چبھویا اور فرمایا: اے سواد برابر ہو جاؤ۔

سواد کی عجیب حرکت

انھوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے مجھے تکلیف دی، حالانکہ اللہ نے آپ کو حق و عدل کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ آپ مجھے اس کا بدلا لینے دیجیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا شکم مبارک کھول دیا اور فرمایا: اچھا بدلا لے لو۔ یہ سنتے ہی سواد آپ سے لپٹ گئے اور شکم مبارک کو بوسہ دیا۔ آپ نے فرمایا: اے سواد! تمھیں اس پر کس بات نے ابھارا ہے؟

عرض کی: یا رسول اللہ! جو واقعات درپیش ہیں، انھیں تو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں، اس لیے میں نے چاہا، آپ سے آخری ملاقات ایسی ہو کہ آپ کی جلد مبارک سے میری جلد مس کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دعائے خیر دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں

ابن اسحاق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیں درست فرمائیں، تو سائبان کی جانب مراجعت فرمائی اور اس میں داخل ہوئے۔ آپ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی نہ تھا آپ اپنے پروردگار سے وعدہ امداد پورا کرنے کے متعلق دعائیں کر رہے تھے، جو دعائیں آپ نے کیں ان میں یہ الفاظ بھی تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنْ تَهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةُ الْيَوْمَ لَا تُعْبَدْ۔

یا اللہ! اگر تو نے آج اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر تیری پرستش نہ کی جائے گی۔

---

[1] ۱۳ مارچ ۶۲۴ء

[2] ابن ہشام نے کہا اس کا نام سواد بن غزیہ، سَوَّاد بالتشدید بھی بتایا جاتا ہے سواد ایک اور انصاری کا نام تھا۔

ابوبکرؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! دعاؤں میں کمی فرمائیے، کیونکہ اللہ نے آپ سے جو کچھ وعدہ فرمایا ہے، اسے ضرور پورا فرمائے گا۔

بشارتِ فتح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سائبان ہی میں تھے کہ آپ کے سر مبارک کو ایک جنبش ہوئی، اس کے بعد آپ بیدار ہوئے اور فرمایا:

اَبْشِرْ یَا اَبَا بَکْرٍ اَتَاکَ نَصْرُ اللّٰہِ ھٰذَا جِبْرِیْلُ آخِذًا بِعِنَانِ فَرَسٍ یَقُوْدُہٗ عَلٰی ثَنَایَاہُ النَّقْعُ یَعْنِی الْغُبَارَ

اے ابوبکر! خوش ہوجاؤ کہ تمھارے پاس اللہ کی امداد آگئی۔ یہ جبریل ہیں گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے اسے کھینچ رہے ہیں اور اس کے سامنے کے دانتوں پر غبار ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: اس وقت حالت یہ تھی کہ عمرؓ بن الخطاب کے آزاد کردہ مہجع کو ایک تیر آ لگا اور وہ شہید ہوگئے۔ یہ مسلمانوں کے پہلے مقتول تھے۔ پھر بنی عدی بن النجار کے ایک شخص حارثہ بن سراقہ نامی کی جانب ایک تیر پھینکا گیا، جو حوض سے پانی پی رہے تھے، تیر نے ان کا گلا چھید ڈالا اور وہ بھی شہید ہوئے۔

دعوتِ جہاد

کہا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی جانب نکلے اور انھیں ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَا یُقَاتِلُھُمُ الْیَوْمَ رَجُلٌ فَیُقْتَلُ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَیْرَ مُدْبِرٍ اِلَّا اَدْخَلَہُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ۔

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے آج جو بھی شخص ان لوگوں سے جنگ کرے گا اور صبر سے ثواب سمجھ کر قتل ہوجائے گا، آگے بڑھتا ہوا ہوگا، پیٹھ پھرانے والا نہ ہوگا تو اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

صحابہ کی شانِ فداکاری

بنی سلمہ کے عمیر بن الحمام کے ہاتھ میں چند کھجوریں تھیں، جنھیں وہ کھا رہے تھے۔ انھوں نے کہا: آہاہا! کیا میرے اور جنت کے درمیان بس اتنا ہی فصل ہے کہ میں ان لوگوں کے ہاتھوں قتل ہوجاؤں (راوی نے کہا) پھر انھوں نے کھجوریں ہاتھ سے پھینک کر تلوار لے لی اور ان لوگوں سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ عوف ابن الحارث جن کی والدہ عفراؓ تھی کہا: یا رسول اللہ! پروردگار اپنے بندے کی کونسی بات خوش کرتی ہے؟ فرمایا جب وہ بے زرہ ہو

اور اپنا ہاتھ دشمن کے خون میں ڈبو دے۔

انھوں نے زرہ پہن رکھی تھی وہ اُتار کر پھینک دی، تلوار لی اور جنگ کرنے لگے حتیٰ کہ شہید ہو گئے

ابن اسحاق نے کہا: مجھے محمد بن مسلم بن شہاب الزہری نے بنی زہرہ کے حلیف عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر العذری کی روایت سنائی۔ جب لوگ مقابلے میں ایک دوسرے سے نزدیک ہو گئے تو ابو جہل نے کہا: یا اللہ! ہم میں سے جو شخص رشتوں کا زیادہ توڑنے والا اور ہمارے آگے ایک غیر معروف بات پیش کر رہا ہے، اسے آج ہلاک کر دے۔ وہ خود اپنی بربادی کا دروازہ آپ کھولنے والا تھا۔

دشمن کی طرف کنکریاں پھینکنا

ابن اسحاق نے کہا: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھی بھر کنکریاں لیں اور قریش کی جانب منہ کر کے فرمایا شَاهَتِ الْوُجُوْهُ (چہرے بگڑ جائیں) اور ان کنکریوں سے انھیں مارا۔ اس کے بعد اپنے اصحاب کو حکم فرمایا: حملہ کرو پھر (قریش کو) شکست ہو گئی۔ اللہ نے ان کے بہت سے سورماؤں کو قتل کر ڈالا، اور ان کے بہت سے سربرآوردہ لوگوں کو قید کرا دیا۔ جب مسلمان قریش کو قید کرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سائبان میں تشریف فرما تھے۔ سعدؓ بن معاذ تلوار حمائل کیے ہوئے اس سائبان کے دروازے پر کھڑے تھے۔ ان کے ساتھ کچھ اور انصار بھی تھے، وہ پہرہ دے رہے تھے کہ مبادا دشمن آپ پر حملہ آور ہوں۔ قیدی پکڑے جا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعدؓ کی پیشانی پر ناپسندیدگی کے آثار ملاحظہ کیے اور فرمایا: اے سعدؓ! معلوم ہوتا ہے تمھیں قیدیوں کی گرفتاری پسند نہیں، سعدؓ نے عرض کی، جی ہاں، یا رسول اللہ! اہل شرک کے لیے یہ پہلی آفت ہے، جو ان پر نازل ہوئی۔ مجھے یہی پسند تھا کہ انھیں زندہ چھوڑنے کے بجائے خوب قتل کرتا۔

مجبوروں کے متعلق ارشاد

ابن اسحاق نے کہا: عباس بن عبداللہ بن معبد نے اپنے بعض گھر والوں سے اور انھوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے مجھے یہ روایت سنائی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز اپنے صحابہؓ سے فرمایا:

اِنِّیْ قَدْ عَرَفْتُ اَنَّ رِجَالًا مِّنْ بَنِیْ هَاشِمٍ وَّغَيْرِهِمْ قَدْ اُخْرِجُوْا كُرْهًا لَا حَاجَةَ لَهُمْ بِقِتَالِنَا فَمَنْ لَقِیَ مِنْكُمْ اَحَدًا مِّنْ بَنِیْ هَاشِمٍ فَلَا يَقْتُلْهُ وَمَنْ	مجھے معلوم ہوا ہے کہ بنی ہاشم اور ان کے علاوہ بعض اور لوگوں کو زبردستی (جنگ کے لیے) باہر نکالا گیا اور انھیں ہمارے ساتھ جنگ کرنے سے کوئی سروکار نہیں۔ اس لیے تم سے کوئی شخص بنی ہاشم کے کسی شخص سے ملے تو اسے قتل نہ کرے اور جو

لَقِیَ اَبَا الْبَخْتَرِیِّ بْنَ ہِشَامِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ اَسَدٍ فَلَا یَقْتُلْہُ وَمَنْ لَقِیَ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَا یَقْتُلْہُ فَاِنَّہٗ اِنَّمَا اُخْرِجَ مُسْتَکْرَھًا۔

ابوالبختری بن ہشام بن الحارث بن اسد سے ملے تو اسے قتل نہ کرے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا العباس بن عبدالمطلب سے ملے تو انھیں قتل نہ کرے، کیونکہ وہ زبردستی نکالے گئے ہیں۔

ابوحذیفہؓ کی پشیمانی

ابوحذیفہ نے کہا، ہم اپنے باپ دادا، بیٹوں، پوتوں، بھائیوں اور اپنے خاندان کے لوگوں کو قتل کریں اور العباس کو چھوڑ دیں۔

واللہ، اگر میں اس سے ملوں تو ضرور تلوار کا نوالہ بنا دوں گا (لالحمنہ)

ابن ہشام نے کہا: بعض نے لالحمنہ کے بجائے "لالجمنہ" کہا ہے، یعنی تلوار کو اس کی لگام بنا دوں گا۔ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابوحفص (عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: واللہ! یہ پہلا روز تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ابوحفص کی کنیت سے خطاب فرمایا):

اَیُضْرَبُ وَجْہُ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ بِالسَّیْفِ

کیا رسول اللہ کے چچا کے چہرے پر تلوار ماری جائے گی؟

عمرؓ نے عرض کی: مجھے اجازت دیجیے کہ اس کی گردن تلوار سے اڑا دوں، کیونکہ واللہ وہ منافق ہوگیا ہے۔ ابوحذیفہ کہا کرتے تھے کہ اس کلمے سے جو میں نے اس روز کہہ دیا تھا، بے خوف نہیں اور ہمیشہ مجھے اس کا دھڑکا لگا رہے گا، بجز اس کے کہ اس کا کفارہ میری شہادت کرے، حتیٰ کہ جنگ یمامہ میں انھیں شہادت نصیب ہوئی۔

ابوالبختری کا قتل

ابن اسحاق نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالبختری کے قتل سے صرف اس بناء پر منع فرمایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام مکہ کے زمانے میں وہ لوگوں کو آپ سے روکا کرتا اور کبھی آپ کو تکلیف نہ پہنچاتا تھا۔ اس سے کبھی کوئی ایسی بات سرزد نہ ہوئی، جو آپ کو بری معلوم ہو۔ یہ شخص ان لوگوں میں سے تھا، جنھوں نے اس نوشتے کی خلاف ورزی کی تھی، جو قریش نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کے خلاف لکھا تھا۔ اس شخص کا مقابلہ المجذر بن زیادہ البلوی سے ہوا، جو انصار کا حلیف اور بنی سالم بن عوف کی شاخ میں سے تھا۔ المجذر نے ابوالبختری سے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تیرے قتل سے منع فرمایا ہے۔ ابوالبختری کے ساتھ ایک

ہم رکاب بھی تھا، جو مکہ سے اس کے ساتھ آیا تھا، اس کا نام جنادہ بن مُلَیحہ (بنت زہیر بن الحارث بن اسد) تھا اور وہ بنی لیث میں سے تھا۔ ابو البختری نے کہا: میرے ساتھی کو بھی قتل نہ کرو گے؟ المجذر نے کہا نہیں، واللہ! ہم تیرے ہم رکاب کو نہ چھوڑیں گے۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے اکیلے کے لیے حکم فرمایا ہے۔ ابو البختری بولا: واللہ! ایسا نہیں ہو سکتا، میں اور وہ دونوں مل کر مریں گے مکہ کی عورتیں کہیں میرے متعلق یہ نہ کہیں کہ میں نے اپنی جان بچانے کے لیے ہم رکاب کو چھوڑ دیا۔

رجزیہ اشعار

جب المجذر نے اسے مقابل میں آنے کے لیے کہا اور بجز جنگ کے چارہ نہ رہا تو ابو البختری نے یہ رجز کہا:

لَنْ يُسْلِمَ ابْنُ حُرَّةٍ زَمِيلَهُ   حَتّٰى يَمُوتَ اَوْ يَرٰى سَبِيلَهُ

ایک شریف عورت کا بیٹا اپنے ہم رکاب کو ہرگز حوالے نہ کرے گا، حتیٰ کہ وہ خود مر جائے یا اپنے ہم رکاب کے لیے کوئی راہ نکالے۔

المجذر کے اشعار

غرض دونوں میں مقابلہ ہوا اور المجذر بن زیاد نے اسے قتل کر دیا۔ المجذر بن زیاد کے بیان کے مطابق المجذر نے ابو البختری کے قتل کے متعلق کہا:

اِمَّا جَهِلْتَ اَوْ نَسِيتَ نَسَبِي   فَاَثْبِتِ النِّسْبَةَ اَنِّي مِنْ بَلِي

اگر تو میرے نسب سے ناواقف ہے یا بھول گیا ہے تو یہ نسبت (اپنے دماغ میں) خوب جما لے کہ میں بنی بلی میں سے ہوں۔

اَلطَّاعِنِينَ بِرِمَاحِ الْيَزَنِيِّ   وَالضَّارِبِينَ الْكَبْشَ حَتّٰى يَنْحَنِي

جو یزنی نیزوں سے جنگ کیا کرتے ہیں اور سردار قوم پر اس وقت تک وار کرتے رہتے ہیں کہ وہ جھک جائے۔

بَشِّرْ بِيَتْمٍ مِنْ اَبِيهِ الْبُخْتُرِي   اَوْ بَشِّرَنْ بِمِثْلِهَا مِنِّي بَنِي

البختری کو اپنے باپ سے چھوٹ جانے کی خوشخبری سنا دو، یا تم دونوں میرے بچوں کو اسی طرح کی خوشخبری سنا دو۔

اَنَا الَّذِي يُقَالُ اَصْلِي مِنْ بَلِي   اَطْعَنُ بِالصَّعْدَةِ حَتّٰى تَنْثَنِي

میں ہی وہ ہوں، جس کے متعلق کہا جاتا ہے ——— کہ میری اصل بنی بلی ہے ——— یہاں تک نیزے کے وار کرتا رہتا ہوں کہ وہ (نیزہ) مڑ جائے۔

وَاُعِبُّطُ الْقِرْنَ بِعَضْبٍ مَشْرَقِي　　　اُرْزِمُ لِلْمَوْتِ كَاِرْزَامِ الْمَرِي
فَلَا تَرَى مُجَذَّرًا يَفْرِي فَرِي

اور اپنے مقابل والے کو مشرقی تلوار سے قتل کرتا ہوں۔ موت کے لیے میں اس اونٹنی کی طرح کراہتا ہوں، جس کا دودھ اس کے تھن میں اڑ گیا ہو۔ پس تو مجذر کو عجیب باتیں کرتا ہوا نہ دیکھے گا (میں جو کہتا ہوں، وہ کر کے دکھاتا ہوں)۔

ابن ہشام نے کہا: المری جس مصرع کے آخر میں ہے وہ ابن اسحٰق کے سوا دوسروں کی روایت ہے اور مری کے معنی اس اونٹنی کے ہیں، جس کا دودھ مشکل اتارا جاتا ہو۔

ابن اسحاق نے کہا: اس کے بعد المجذر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی، اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، میں نے اس کے متعلق بہت کوشش کی کہ وہ قید ہو جائے تو اسے آپ کی خدمت میں حاضر کروں، لیکن اس نے جنگ کے سوا کوئی بات نہ مانی تو میں نے جنگ کی اور اسے مار ڈالا۔

ابن ہشام نے کہا: ابوالبختری کا نام العاص بن ہشام بن الحارث بن اسد تھا۔

باب ۹۶

غزوۂ بدر

(۲)

امیہ بن خلف

ابن اسحاق نے کہا: مجھے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر نے اپنے والد کی روایت سنائی۔ ابن اسحاق نے کہا یہی حدیث عبداللہ بن ابی بکرؓ نے بھی بیان کی اور ان دونوں کے علاوہ اور لوگوں نے بھی عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی روایت وہی سنائی کہ انھوں نے کہا: امیہ بن خلف مکہ میں میرا دوست تھا اور میرا نام عبد عمرو تھا۔ جب میں نے اسلام اختیار کیا تو اپنا نام عبدالرحمٰن رکھ لیا اور ہم لوگ مکہ ہی میں تھے۔ وہ مجھ سے ملا کرتا اور کہا کرتا تھا: اے عبد عمرو! کیا تمھیں ایسے نام سے نفرت ہے، جس سے تمھارے والد نے نامزد کیا؟ میں کہتا تھا، ہاں، تو وہ کہتا تھا: میں رحمٰن کو نہیں جانتا، اس لیے میرے اور اپنے درمیان کوئی ایسی چیز مقرر کر لو، جس کے ذریعے سے میں تمھیں پکارا کروں۔ تمھاری حالت یہ ہے کہ تم اپنے پہلے نام سے مجھے جواب نہیں دیتے اور میرا حال یہ ہے کہ میں تمھیں ایسے نام سے نہ پکاروں گا، جو میں نہیں جانتا (جب وہ مجھے عبد عمرو کے نام سے پکارتا تو میں اسے جواب نہ دیتا تھا) میں نے اس سے کہا: اے ابو علی! تُو جو چاہے، مقرر کر لے اس نے کہا تُو عبد الالٰہ ہے، میں نے مان لیا۔ اس کے بعد جب میں اس کے پاس سے گزرتا تو وہ اسے "عبد الالٰہ" کہتا۔ میں اسے جواب دیتا اور باتیں کیا کرتا، یہاں تک کہ جب بدر کا روز ہوا میں اس کے پاس سے گزرا اور وہ اپنے بیٹے علی بن امیہ کے ساتھ اس کا ہاتھ تھامے کھڑا تھا۔ میرے ساتھ چند زرہیں تھیں۔ جو میں نے لوٹ میں حاصل کی تھیں اور میں انھیں اٹھائے لیے جا رہا تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو "یا عبد عمرو" کہہ کر پکارا۔ میں نے اس کا جواب نہ دیا۔ پھر اُس نے یا عبد الالٰہ کہہ کر پکارا میں نے کہا: ہاں، اس نے کہا: تمھیں میرا ابھی کچھ دھیان ہے، میں تمھارے لیے ان زرہوں سے، جو تمھارے ساتھ ہیں، بہتر ہوں (یعنی مجھے گرفتار کر لو) میں نے کہا واللہ! یہ تو بہت ہی اچھا ہے، چنانچہ میں نے زرہیں پھینک دیں، امیہ اور اس کے بیٹے کا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ کہہ رہا تھا: آج کے دن کا سا دن میں نے کبھی نہیں دیکھا، کیا تمھیں دودھ کی ضرورت نہیں؟ پھر میں ان دونوں کو لے کر نکلا۔

ابن ہشام نے کہا: دودھ سے اس کی مراد یہ تھی کہ جو شخص اسے قید کر لے گا، اسے وہ بہت دودھ

والی اونٹنیاں فدیے میں دے کر چھوٹے گا۔

بلالؓ کا ہنگامہ

ابن اسحاق نے کہا: مجھے عبدالواحد بن ابی عون نے، اس نے سعید بن ابراہیم سے انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت سنائی کہ مجھ سے امیہ بن خلف نے ایسی حالت میں کہا کہ میں اس کے اور اس کے بیٹے کے درمیان ان دونوں کے ہاتھ تھامے ہوئے تھا۔ اے عبدالالٰہ! وہ شخص کون ہے، جس نے سینے پر شترمرغ کے پر لگا رکھے ہیں؟ میں نے کہا: وہ حمزہؓ بن عبدالمطلب ہیں۔ اس نے کہا: یہی تو وہ شخص ہے، جس نے ہمیں نقصان پہنچایا ہے۔

عبدالرحمٰن نے کہا، واللہ! اس کے بعد میں دونوں کو کھینچے لیے جا رہا تھا کہ یکایک بلالؓ نے اسے میرے ساتھ دیکھا۔ یہ وہی شخص تھا، جو مکہ میں بلالؓ کو اسلام ترک کرنے کے لیے تکلیفیں دیا کرتا تھا اور انھیں مکہ کی ریت جو بہت گرم تھی کی طرف لے جایا کرتا تھا۔ جب وہ خوب گرم ہو جاتی تو انھیں پیٹھ کے بل لٹا دیتا، پتھر لانے کا حکم دیتا اور وہ ان کے سینے پر رکھا جاتا۔ پھر کہتا، تم اسی حالت میں رہو گے یا محمد کا دین چھوڑ دو گے؛ بلالؓ احد احد کہتے۔ جب بلالؓ نے اسے دیکھا تو کہا یہ تو کفر کا سرگروہ امیہ بن خلف ہے۔ اگر یہ بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ میں نے کہا: اے بلال! کیا میرے دو قیدیوں کے متعلق تم ایسا کہتے ہو؟ انھوں نے کہا: اگر یہ بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ میں نے کہا: اے ابن السوداء کیا تو سُن رہا ہے؟ انھوں نے کہا: اگر یہ بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ پھر وہ بلند آواز سے چلائے اے انصار اللہ! یہ کفر کا سردار امیہ بن خلف ہے۔ اگر یہ بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ آخر لوگوں نے ہمیں کنگن کی طرح گھیر لیا میں اسے بچا رہا تھا ایک شخص نے تلوار کھینچ لی اور اس کے لڑکے کے پاؤں پر ماری، وہ گر پڑا، امیہ نے ایک چیخ ماری کہ میں نے ویسی چیخ کبھی نہ سنی تھی۔ میں نے کہا اب اپنے آپ کو بچا کر تیرے لیے نجات نہیں، کیونکہ واللہ میں تیرے کچھ کام نہیں آسکتا۔ آخر ان لوگوں نے تلواروں سے ان دونوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ عبدالرحمٰن کہا کرتے تھے۔ اللہ بلالؓ پر رحم کرے۔ میری زرہیں بھی گئیں اور میرے دونوں قیدیوں کے متعلق بھی انھوں نے مجھے دکھ پہنچایا۔

فرشتوں کی حاضری

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے ابن عباسؓ کی روایت بیان کی کہ بنی غفار کے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا دیکھو میں اور میرا ایک چچیرا بھائی ہم دونوں آئے اور ایک ایسے پہاڑ پر چڑھ گئے جہاں سے ہمیں بدر کا منظر دکھائی دے رہا تھا۔ ہم مشرک تھے اور دیکھ رہے تھے کہ جنگ میں آفت کس پر آتی ہے۔ پھر ہم

بھی لوٹنے والوں کے ساتھ لوٹ میں شریک ہو جائیں۔ غرض ہم پہاڑ ہی پر تھے کہ ابر کا ایک ٹکڑا ہم سے قریب ہوا اور ہم نے اس میں گھوڑوں کی آواز سُنی۔ ایک کہنے والے کو یہ کہتے سُنا، حزوم! آگے بڑھ۔ میرے چچیرے بھائی کے دل کا پردہ پھٹ گیا اور وہ اپنے مقام ہی پر مر گیا۔ میں بھی ہلاک ہونے کے قریب ہو گیا تھا، پھر دل تھاما۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھے عبداللہ بن ابی بکرؓ نے بنی ساعدہ کے بعض افراد سے اور انھوں نے ابو اُسیدؓ مالک بن ربیعہ سے، جو جنگ بدر میں حاضر تھے، روایت بیان کی (یہ واقعہ ان کی بینائی جاتے رہنے کے بعد کا ہے) اگر میں آج بدر میں ہوتا اور میری بینائی بھی ہوتی تو میں تمھیں وہ گھاٹی بتاتا، جس میں سے فرشتے نکلے تھے، اس میں مجھے کسی طرح کا شک ہے، نہ شبہہ۔

مجھ سے ابو اسحٰقؒ نے بیان کیا۔ انھوں نے بنی مازن بن النجّار کے چند لوگوں سے اور انھوں نے ابو داؤد المازنی سے سُنا، جو بدر میں حاضر تھے۔ کہا: اس روز میں نے مشرکین میں سے ایک شخص کا پیچھا کیا کہ اسے ماروں، یکایک میں نے دیکھا کہ اس کا سر گر گیا، قبل اس کے کہ میری تلوار اس تک پہنچے۔ آخر میں نے جان لیا کہ اسے میرے سوا کسی اور نے قتل کیا ہے۔

مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا، جسے میں جھوٹا نہیں سمجھتا۔ اس نے عبداللہ بن الحارث کے آزاد کردہ مقسم سے اور انھوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی۔ بدر کے روز فرشتوں کا نشان سفید عمامے تھا جن کے شملے انھوں نے پیٹھوں پر چھوڑ رکھے تھے اور حنین کے روز سرخ عمامے تھے۔

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ علیؓ بن ابی طالب نے کہا: عمامے عرب کے تاج ہیں اور بدر کے روز فرشتوں کا نشان سفید عمامے تھا، جن کے شملے انھوں نے پیٹھوں پر چھوڑ رکھے تھے، بجز جبریلؑ کے کہ ان (کے سر) پر زرد عمامہ تھا۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے ایسے شخص نے جسے میں جھوٹا نہیں سمجھتا اس نے مقسم سے اور انھوں نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ فرشتوں نے جنگ بدر کے سوا کسی اور معرکے میں جنگ نہیں کی۔ وہ دوسری جنگوں میں بطور شمار (بڑھانے والوں) کے اور بطور مدد کرنے والوں کے شامل ہوتے تھے کسی کو مارا نہیں کرتے تھے۔

ابو جہل

ابن اسحاق نے کہا: اس روز ابو جہل جنگ کرتا اور یہ رجز پڑھتا ہوا آیا:

مَا تَنْقِمُ الْحَرْبُ الْعَوَانُ مِنِّيْ ۔ بَازِلُ عَامَيْنِ حَدِيْثٌ سِنِّيْ
لِمِثْلِ هٰذَا وَلَدَتْنِيْ اُمِّيْ

جن جنگوں میں بار بار معرکے ہوتے رہتے ہیں۔ ایسی جنگیں بھی مجھ سے انتقام نہیں لے سکتیں۔ میں اونٹ کا دو سالہ پٹھا اور تیز دانتوں والا ہوں۔ میری ماں نے مجھ کو ایسے ہی کاموں کے لیے جنا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: بدر کے روز اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شعار "احد، احد" تھا

ابوجہل کا موقف

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن سے فارغ ہوئے تو ابوجہل بن ہشام کے متعلق حکم فرمایا: اسے مقتولوں میں تلاش کیا جائے۔ مجھ سے ثور بن زید نے انھوں نے عکرمہ سے، انھوں نے ابن عباسؓ سے روایت کی۔ عبد اللہ بن ابی بکرؓ نے بھی مجھ سے یہی بیان کیا، جس شخص نے پہلے پہل ابوجہل سے مقابلہ کیا، وہ بنی سلمہ والے معاذ بن عمرو بن الجموح تھے۔ انھوں نے لوگوں سے سنا کہ ابوجہل درختوں میں لپٹے ہوئے درخت کی طرح ہے۔ فی مثل الحرجہ (لوگوں کے عین درمیان ہے)۔

ابن ہشام نے کہا: "الحرجہ" کے معنی اس درخت کے ہیں، جو درختوں میں لپٹا ہوا ہو۔ حدیث میں عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ آپ نے ایک گاؤں والے سے "الحرجہ" کے معنی پوچھے تو اس نے کہا: یہ لفظ ایسے درخت کے لیے بولا جاتا ہے، جو بہت سے درختوں کے درمیان ہو اور اس تک رسائی نہ ہو سکے۔

معاذ بن عمرو کی جوانمردی

میں نے (معاذ بن عمرو نے) لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ ابوجہل تک کوئی پہنچ نہیں سکتا تھا۔ انھوں نے کہا: جب یہ بات سنی تو ابوجہل ہی کو اپنا مقصود بنا لیا اور اسی کی جانب پہنچنے کا ارادہ کر لیا۔ جب وہ میری دسترس میں آگیا تو اس پر حملہ کر دیا اور ایک وار ایسا کیا کہ اس کی ٹانگ آدھی پنڈلی کے پاس سے اڑادی۔ واللہ جب وہ اڑی تو مجھے ایسا معلوم ہوا، جیسے کوئی کھجور کی گٹھلی گٹھلیوں کے کچلنے والے پتھر کے نیچے سے اس وقت اڑتی ہے، جب اس پر پتھر کی ضرب پڑتی ہے۔ اس کے بیٹے عکرمہ نے میرے کندھے پر ایک وار کیا تو میرا ہاتھ کٹ گیا اور میرے بازو کی کھال سے لٹکنے لگا۔ اس سبب سے جنگ میرے لیے بڑی دشوار ہوگئی اور میں دن بھر ایسی حالت سے لڑتا رہا کہ ہاتھ پیچھے کھینچے پھرتا تھا۔ جب وہ میرے لیے تکلیف دہ ہوگیا تو میں نے اس پر پاؤں رکھا، اسے کھینچا اور نکال کر پھینک دیا۔

ابن اسحاق نے کہا: اس کے بعد وہ عثمان کے زمانے تک زندہ رہے۔

معوذ بن عفرا رض

پھر ابوجہل کے پاس سے معوذ بن عفرا گزرے، اس حال میں کہ وہ لنگڑا پڑا ہوا تھا۔ انھوں نے بھی وار کیا، اسے زمین سے لگا دیا اور وہیں چھوڑ دیا اور وہیں چھوڑ دیا، حالانکہ ابھی اس میں کچھ جان باقی تھی، معوذ جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اس کے بعد عبداللہ بن مسعود ابوجہل کے پاس سے اس وقت گزرے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ اسے مقتولوں میں تلاش کیا جائے۔

مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا تھا:

اُنْظُرُوْا اِنْ خَفِیَ عَلَیْکُمْ فِی الْقَتْلٰی اِلٰی اَثَرِ جُرْحٍ فِیْ رُکْبَتِہٖ فَاِنِّیْ اِزْدَحَمْتُ اَنَا وَھُوَ یَوْمًا عَلٰی مَأْدُبَۃٍ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جُدْعَانَ وَنَحْنُ غُلَامَانِ وَکُنْتُ اَشَفَّ مِنْہُ بِیَسِیْرٍ فَدَفَعْتُہٗ فَوَقَعَ عَلٰی رُکْبَتَیْہِ فَجُحِشَ فِیْ اِحْدٰھُمَا جَحْشًا لَمْ یَزَلْ اَثَرُہٗ بِہٖ۔	اگر وہ مقتولوں میں تم سے پہچانا جائے تو اس کے گھٹنے پر ایک زخم کا نشان دیکھو، کیونکہ ایک روز عبداللہ بن جدعان کے پاس کی دعوت میں میرے اور اس کے درمیان کشمکش ہوئی، اور در آنحالیکہ ہم دونوں کم سن تھے۔ میں اس کی نسبت کچھ کمزور اور دبلا پتلا ہی تھا۔ میں نے اسے دھکیل دیا تو وہ گھٹنوں کے بل گر پڑا اور اس کے ایک گھٹنے پر کچھ خراش آگئی تھی، جس کا نشان اس پر سے ابھی دور نہیں ہوا۔

عبداللہ بن مسعود رض

عبداللہ بن مسعود نے کہا: میں نے اسے جان کنی کی آخری حالت میں پایا پہچانا اور اس کی گردن پر پاؤں رکھا۔ اس نے مجھے بھی مکہ میں ایک بار بڑی سختی سے گرفتار کیا تھا۔ اذیت پہنچائی تھی اور مکے مارے تھے۔ پھر میں نے اس سے کہا، کہ اے دشمن خدا! کیا تجھے اللہ نے رسوا نہیں کیا؟ اس نے کہا: مجھے کس بات نے ذلیل کیا، کیا تم نے مجھ سے بڑے درجے والے کو بھی قتل کیا ہے؟! اچھا یہ تو بتاؤ کہ آج گردش زمانہ کس کے موافق ہے؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کے موافق ہے۔

ابوجہل کا سر

ابن اسحٰق نے کہا: بنی مخزوم کے بعض لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ابن مسعودؓ کہا کرتے تھے، اس نے مجھ سے کہا: اے بکریوں کے ذلیل چرواہے! تو بہت اونچی جگہ پر چڑھ گیا ہے۔ پھر میں نے اس کا سر کاٹ لیا، اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! یہ دشمن خدا ابوجہل کا سر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آللہ الّذی لا الٰہ غیرہ (لوگو! اللہ ہی وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں)۔

پھر میں نے اس کا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈال دیا تو آپ نے اللہ کا شکر ادا فرمایا۔

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے ابو عبیدہ اور ان کے علاوہ غزوات کے جاننے والے دوسرے علماء نے بھی بیان کیا کہ عمر بن الخطاب نے سعید بن العاص سے، جب وہ آپ کے پاس سے گزر رہے تھے، کہا میں دیکھتا ہوں کہ تمھارے دل میں (میری جانب سے) کچھ بات ہے، میں سمجھتا ہوں، تم یہ خیال کرتے ہو کہ تمھارے باپ کو میں نے قتل کیا ہے اور حقیقت میں میں اسے قتل کرتا تو اس کے قتل کا تم سے عذر بھی نہ کرتا۔ ہاں میں نے اپنے ماموں العاص بن ہشام بن المغیرہ کو قتل کیا ہے اور تمھارے باپ کے پاس سے میں اس حالت میں گزرا ہوں کہ وہ اس بیل کی طرح، جو سینگوں سے زمین کھودتا ہے زمین کھود رہا تھا، میں اس سے کترا کے نکل گیا۔ اس کے چچیرے بھائی علی نے اس کا قصد کیا اور اسے قتل کیا۔

عکاشہ کی تلوار

ابن اسحاق نے کہا: بنی عبد شمس بن عبد مناف کے حلیف عکاشہ بن محصن بن حرثان الاسدی نے تلوار سے یہاں تک جنگ کی کہ وہ ان کے ہاتھ میں ٹوٹ گئی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے جلانے کی لکڑیوں میں سے ایک لکڑی انھیں عنایت کرتے ہوئے فرمایا: قَاتِلْ بِھٰذَا یَا عُکَّاشَۃُ (اے عکاشہ! تم اسی سے جنگ کرو)۔

جب انھوں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا اور اسے ہلایا تو وہ ان کے ہاتھ میں لمبی، سخت بیٹھ کی اور چمکتے (ہوئے) لوہے کی تلوار بن گئی۔ اس سے انھوں نے یہاں تک جنگ کی کہ اللہ نے مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی۔ اس تلوار کا نام العون تھا اور وہ ہر وقت ان کے پاس رہتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی کو لیے وہ جنگوں میں شریک ہوتے تھے حتیٰ کہ مرتدوں سے جو جنگ ہوئی، اس میں وہ شہید ہوئے اور تلوار اس وقت بھی ان کے ساتھ تھی، انھیں طلیحہ بن خویلد الاسدی نے قتل کیا۔

طلیحہ کے اشعار

اسی کے متعلق طلیحہ نے کہا ہے:

فَمَا ظَنُّكُمْ بِالْقَوْمِ إِذْ تَقْتُلُونَهُمْ　　أَلَيْسُوا وَإِنْ لَمْ يُسْلِمُوا بِرِجَالِ
فَإِنْ تَكُ أَذْوَادٌ أُصِبْنَ وَنِسْوَةٌ　　فَلَنْ يَذْهَبُوا فَرْغًا بِقَتْلِ حِبَالِ
نَصَبْتُ لَهُمْ صَدْرَ الْحِمَالَةِ إِنَّهَا　　مُعَاوِدَةٌ قِيلَ الْكُمَاةِ نَزَالِ
فَيَوْمًا تَرَاهَا فِي الْجِلَالِ مَصُونَةً　　وَيَوْمًا تَرَاهَا غَيْرَ ذَاتِ جِلَالِ
عَشِيَّةَ غَادَرْتُ ابْنَ أَقْرَمَ ثَاوِيًا　　وَعُكَّاشَةَ الْغَنْمِيَّ عِنْدَ مَجَالِ

ان لوگوں کے متعلق تمھارا کیا خیال ہے۔ جب تم انھیں قتل کر رہے ہو۔ اگرچہ
ان لوگوں نے اسلام اختیار نہیں کیا (لیکن کیا وہ آدمی نہیں؟ یا بہادر نہیں؟) اگر
عورتیں ہوتیں یا دس اونٹ کی تعداد سے کم کا قافلہ ہوتا تو وہ مصیبت میں مبتلا ہو جاتا
لیکن میرے بیٹے، حبال کو قتل کر کے تم لوگ بغیر قصاص کے یوں ہی ہرگز نہ جا سکو گے
میں نے اپنی حمارنامی گھوڑی کے سینے کو ان لوگوں کی مقاومت کے لیے تکلیفیں دیں
بے شبہہ یہ گھوڑی ہتھیار بند سرداروں کو بار بار مقابلے کے لیے طلب کرنے والی ہے
کسی روز اسے جھول میں محفوظ دیکھے گا اور کبھی اسے بے جھول کے دیکھے گا وہ
شام یاد کر جب میں نے ابن اقرم اور عکاشہ الغنمی کو میدانِ جنگ میں پیوندِ خاک
کر دیا۔

ابن ہشام نے کہا، حبال طلیحہ الخویلد کا بیٹا تھا اور ابن اقرم سے ثابت بن اقرام الانصاری
ہے۔

بشارتِ جنّت

ابن اسحاق نے کہا: یہ عکاشہ بن محصن وہی ہیں، کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا:

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنْ أُمَّتِي عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ۔

میری امّت میں سے ستر ہزار چودھویں رات کے چاند کی اسی صورت والے جنّت میں داخل ہوں گے۔

تو عکاشہ نے عرض کی تھی: یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجیے کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے
آپ نے فرمایا:

إِنَّكَ مِنْهُمْ أَوْ (قَالَ) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ۔

تم انھیں میں سے ہو یا یہ فرمایا: یا اللہ! اسے انھیں میں سے کر دے!

انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ فرمایا:

سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ وَبَرَدَتِ الدَّعْوَةُ۔ — اس کے متعلق عکاشہ نے تم پر سبقت کی اور دعا ٹھنڈی ہو گئی۔

مجھے جو خبر عکاشہ کے گھر والوں سے ملی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (مِنَّا خَيْرُ فَارِسٍ فِي الْعَرَبِ) عرب کا بہترین شہسوار ہم میں سے ہے۔

لوگوں نے پوچھا، وہ کون ہے یا رسول اللہ! فرمایا عُكَّاشَةُ بْنُ مُحْصِنٍ (عکاشہ بن محصن) کہا، ضرار بن الازور الاسدی بھی تو ہے یا رسول اللہ! وہ بھی تو ہمیں میں سے ہے فرمایا:

لَيْسَ مِنْكُمْ وَلٰكِنَّهُ مِنَّا لِلْحِلْفِ — وہ تم میں سے نہیں، لیکن حلیف ہونے کی وجہ سے ہم میں شمار ہوتا ہے۔

ابوبکر صدیقؓ نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو للکارا۔ وہ اس روز مشرکین کے ساتھ تھے اور کہا، اے خبیث! میرا مال کہاں ہے؟ عبدالرحمٰن نے کہا:

لَمْ يَبْقَ غَيْرُ شِكَّةٍ وَيَعْبُوبٍ ۔۔۔ وَصَارِمٍ يَقْتُلُ ضُلَّالَ الشِّيبِ

بجز ہتھیار اور طرارے بھرنے والے تیز گھوڑے اور اس تلوار کے، جو بوڑھے گمراہوں کو قتل کرتی ہے، اور کچھ باقی نہیں رہا۔

یہ وہ بات ہے جو عبدالعزیز بن محمد الدراوردی کی روایت سے میں نے سنی۔

مشرکین کی لاشیں

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے یزید بن رومان نے، اس نے عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے (ام المومنین) عائشہؓ کی روایت سے یہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق مقتولوں کو گڑھے میں ڈال دیا گیا: بجز امیہ بن خلف کے، اس کی لاش زرہ میں پھول گئی تھی۔ جب اسے اٹھانے گئے تو اس کا جوڑ جوڑ الگ ہو گیا۔ چنانچہ اسے اسی حالت میں چھوڑ دیا گیا اور اوپر سے مٹی پتھر ڈال کر لاش چھپا دی۔ گڑھے میں ڈال چکنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب

يَا أَهْلَ الْقَلِيبِ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا فَإِنِّي قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي رَبِّي حَقًّا۔ (اے گڑھے والو! تمھارے پروردگار نے جو کچھ تم سے وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے سچا پایا؟

مجھ سے تو میرے پروردگار نے جو کچھ وعدہ فرمایا تھا، بے شبہ میں نے اسے سچا پایا۔

(ام المومنین نے، کہا: آپ کے اصحاب نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا آپ مرے ہوؤں سے گفتگو فرماتے ہیں؟ فرمایا:

لَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ مَا وَعَدَهُمْ رَبُّهُمْ حَقٌّ۔ — ان لوگوں نے (اب) جان لیا ہے کہ ان کے پروردگار نے جو کچھ ان سے وعدہ فرمایا، وہ سچا ہے۔

اُم المومنین نے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے یہ الفاظ فرمائے لَقَدْ سَمِعُوْا مَا قُلْتُ لَهُمْ (جو کچھ میں نے کہا، اُن لوگوں نے سُن لیا) حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے صرف لَقَدْ عَلِمُوْا (بے شک ان لوگوں نے جان لیا) فرمایا تھا۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھے حمید الطویل نے انس بن مالک کی روایت سنائی کہ اصحاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو رات کے درمیانی حصے میں یہ فرماتے سُنا۔

يَا اَهْلَ الْقَلِيْبِ يَا عُتْبَةُ بْنَ رَبِيْعَةَ وَيَا شَيْبَةَ ابْنَ رَبِيْعَةَ وَيَا اُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ وَيَا اَبَا جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ نَعَدَّدَ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ فِي الْقَلِيْبِ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا فَاِنِّيْ قَدْ وَجَدْتُّ مَا وَعَدَنِيْ رَبِّيْ حَقًّا۔ — اے گڑھے والو! اے عتبہ بن ربیعہ اور اے شیبہ بن ربیعہ اور اے امیہ بن خلف اور اے ابوجہل بن ہشام (اور جتنے اس گڑھے میں تھے ان سب) کے نام شمار فرمائے، تمہارے پروردگار نے جو تم سے وعدہ کیا تھا، کیا تم نے اسے سچا پایا؟ مجھ سے تو میرے پروردگار نے جو کچھ وعدہ فرمایا تھا، میں نے اسے سچا پایا۔

مسلمانوں نے کہا، یا رسول اللہ! کیا آپ ایسے لوگوں کو پکارتے ہیں جو سڑ گل گئے؟ آپ نے فرمایا:

مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اَنْ يُّجِيْبُوْنِيْ۔ — میں جو کچھ کہہ رہا ہوں، اسے تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں، لیکن وہ لوگ مجھے جواب دینے کی قدرت نہیں رکھتے۔

ابن اسحٰق نے کہا، مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس روز جو کچھ فرمایا، وہ یہ تھا:

يَا اَهْلَ الْقَلِيْبِ بِئْسَ عَشِيْرَةً — اے گڑھے والو! تم اپنے نبی کے لیے اس کی

نَبِيٍّ كُنْتُمْ لِنَبِيِّكُمْ كَذَّبْتُمُونِي وَ
صَدَّقَنِي النَّاسُ وَأَخْرَجْتُمُونِي
وَآوَانِي النَّاسُ وَقَاتَلْتُمُونِي وَ
نَصَرَنِي النَّاسُ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا
وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا۔

قوم کے بڑے لوگ تھے، تم نے مجھے جھٹلایا، دوسرے لوگوں نے میری تصدیق کی اور تم نے مجھے گھر سے نکالا، دوسرے لوگوں نے مجھے پناہ دی اور تم نے مجھ سے جنگ کی، دوسرے لوگوں نے مدد کی (اس کے بعد آپ نے فرمایا) تمہارے پروردگار نے جو تم سے وعدہ کیا تھا، کیا تم نے اسے سچا پایا؟

حسّان بن ثابت کے اشعار

ابن اسحاق نے کہا:
حسّان بن ثابت نے کہا ہے:

عَرَفْتُ دِيَارَ زَيْنَبَ بِالْكَثِيبِ　　كَخَطِّ الْوَحْيِ فِي الْوَرَقِ الْقَشِيبِ

میں نے ٹیلے پر زینب کے گھروں کو اس طرح پہچان لیا، جس طرح خراب کاغذ پر خط پہچان لیا جاتا ہے۔

تَدَاوَلُهَا الرِّيَاحُ وَكُلُّ جَوْنٍ　　مِنَ الْوَسْمِيِّ مُنْهَمِرٍ سَكُوبِ

ان گھروں پر ہوائیں چلتی ہیں اور ہر سیاہ بادل ان پر بڑی مقدار میں پانی برساتا ہے۔

فَأَمْسَى رَسْمُهَا خَلَقًا وَأَمْسَتْ　　يَبَابًا بَعْدَ سَاكِنِهَا الْحَبِيبِ

ان کے نشان بوسیدہ ہو گئے ہیں اور وہ اجڑے پڑے ہیں جہاں کبھی محبوب رہتا تھا۔

فَدَعْ عَنْكَ التَّذَكُّرَ كُلَّ يَوْمٍ　　وَرُدَّ حَرَارَةَ الصَّدْرِ الْكَئِيبِ

ہر وقت ان کی یاد تازہ رکھنے کا طریقہ چھوڑ دے اور اپنے اندوہگیں سینے کی حرارت بجھالے۔

وَخَبِّرْ بِالَّذِي لَا عَيْبَ فِيهِ　　بِصِدْقٍ غَيْرِ إِخْبَارِ الْكَذُوبِ

ان جھوٹے قصّوں کو چھوڑ کر سچی بات سُنا، جس کے سنانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

بِمَا صَنَعَ الْمَلِيكُ غَدَاةَ بَدْرٍ　　لَنَا فِي الْمُشْرِكِينَ مِنَ النَّصِيبِ

سُنا کہ بدر کے دن خدائے مقتدر نے ہمیں مشرکین پر کامیابی عطا فرمائی۔

غَدَاةَ كَأَنَّ جَمْعَهُمْ حِرَاءٌ ۔۔۔ بَدَتْ أَرْكَانُهُ جُنْحَ الْغُرُوبِ

وہ دن جب ان کا گروہ کوہِ حرا کی طرح معلوم ہوتا تھا۔ اس کی بنیادیں زوال کے وقت جھک گئیں۔

فَلَاقَيْنَاهُمْ مِنَّا بِجَمْعٍ ۔۔۔ كَأُسْدِ الْغَابِ مُرْدَانٍ وَشِيبِ

ہم نے ایک ایسی جماعت سے ان کا مقابلہ کیا، جس کے بوڑھے اور جوان سب جنگل کے شیر تھے۔

أَمَامَ مُحَمَّدٍ قَدْ وَازَرُوهُ ۔۔۔ عَلَى الْأَعْدَاءِ فِي لَفْحِ الْحُرُوبِ

ان لوگوں نے شعلہ ہائے جنگ کی لپیٹ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حفاظت کی۔

بِأَيْدِيهِمْ صَوَارِمُ مُرْهَفَاتٌ ۔۔۔ وَكُلُّ مُجَرَّبٍ خَاظِي الْكُعُوبِ

ان کے ہاتھوں میں باڑھ دی ہوئی تلواریں تھیں اور موٹی موٹی گرہوں والے نیزے۔

بَنُو الْعَوْفِ الْغَطَارِفُ وَازَرَتْهَا ۔۔۔ بَنُو النَّجَّارِ فِي الدِّينِ الصَّلِيبِ

سرداران بنی العوف، جنہیں دین میں محکم بنی النجار نے مدد دی تھی۔

فَغَادَرْنَا أَبَا جَهْلٍ صَرِيعًا ۔۔۔ وَعُتْبَةَ قَدْ تَرَكْنَا بِالْجَبُوبِ

پس ہم نے ابوجہل کو پچھڑا ہوا اور عتبہ کو سخت زمین پر پڑا ہوا چھوڑا

وَشَيْبَةَ قَدْ تَرَكْنَا فِي رِجَالٍ ۔۔۔ ذَوِي حَسَبٍ إِذَا نُسِبُوا حَسِيبِ

اور شیبہ کو ایسے لوگوں میں چھوڑا جن کے نسب اگر بتائے جائیں تو بڑے نسب والے نکلیں (لیکن وہ ایسے پڑے ہیں کہ ان کے نسب کو اب پوچھتا کون ہے؟)۔

يُنَادِيهِمْ رَسُولُ اللهِ لَمَّا ۔۔۔ قَذَفْنَاهُمْ كَبَاكِبَ فِي الْقَلِيبِ

جب ہم نے ان کے جتھے کے جتھے گڑھے میں ڈالے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) انہیں پکار کر فرماتے تھے:

أَلَمْ تَجِدُوا كَلَامِي كَانَ حَقًّا ۔۔۔ وَأَمْرُ اللهِ يَأْخُذُ بِالْقُلُوبِ

کیا تم نے نہیں جان لیا کہ میری بات سچی تھی اور اللہ کا حکم دلوں کو (بھی) پکڑ لیتا ہے؟

فَمَا نَطَقُوْا وَ لَوْ نَطَقُوْا لَقَالُوْا   صَدَقْتَ وَ كُنْتَ ذَا رَأْيٍ مُصِيْبِ

انھوں نے کوئی بات نہ کی اور اگر وہ بات کرتے تو کہتے کہ آپ نے سچ کہا تھا اور صحیح رائے آپ ہی کی تھی۔

ابو حذیفہؓ کی شانِ ایمان

ابن اسحاق نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو گڑھے میں ڈال دینے کا حکم فرمایا تو عتبہ بن ربیعہ کو گھسیٹ کر گڑھے کی طرف لایا گیا۔ مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حذیفہ بن عتبہ کے چہرے کی جانب ملاحظہ فرمایا۔ دیکھا کہ وہ رنجیدہ ہیں اور ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا ہے فرمایا:

يَا اَبَا حُذَيْفَةَ لَعَلَّكَ قَدْ دَخَلَكَ مِنْ شَانِ اَبِيْكَ شَيْءٌ

اے ابو حذیفہ! اپنے باپ کی حالت دیکھنے سے شاید تمھارے دل میں کوئی بات پیدا ہو گئی ہے۔

یا آپ نے اسی طرح کے کچھ الفاظ فرمائے۔ انھوں نے عرض کی، نہیں، یا رسول اللہ! واللہ! میں نے اپنے باپ کے کفر یا اس کے مارے جانے کے متعلق کبھی شک نہیں کیا۔ لیکن میں اپنے باپ کو جانتا تھا کہ وہ عقلمند، حلیم اور برتر صفات والا ہے، اس لیے مجھے امید تھی کہ یہ صفات اسلام کی جانب اس کی رہنمائی کریں گے، مگر جب میں نے دیکھا کہ وہ نشانۂ آفت بنا اور کفر کی حالت میں مرا تو میرے دل میں جو امید تھی، اس کے پورا ہونے پر رنج ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حذیفہ کی تعریف فرمائی اور ان کے لیے دعائے خیر کی۔

ظَالِمِيْ اَنْفُسِهِمْ

ابن اسحاق نے کہا، ہمیں جو خبر ملی ہے، وہ یہ ہے کہ قرآن کا یہ حصہ ان نوجوانوں کے متعلق اترا ہے، جو بدر میں قتل ہوئے ہیں:

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝

جن لوگوں کو فرشتوں نے ایسی حالت میں وفات دی کہ وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے تھے ان سے، انھوں نے کہا: تم کس (بری) حالت میں تھے۔ انھوں نے کہا ہم سرزمین (مکہ) میں بے بس تھے۔ انھوں نے کہا: کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں (کسی اور طرف) ہجرت کر جاتے؟ تو ایسے ہی لوگ وہ ہیں، جن کی پناہ گاہ جہنم اور وہ

یہ چند مسلم نوجوان تھے۔ بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی میں سے الحارث بن زمعہ بن الاسود بن عبد المطلب، بنی مخزوم میں سے ابو قیس بن الفاکہ بن المغیرہ (بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم) نیز ابو قیس بن الولید بن المغیرہ، بنی جمح میں سے علی بن امیہ (بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح) بنی سہم میں سے العاص بن منبہ (بن الحجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم)۔ ان لوگوں کا واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام مکہ کے زمانے میں انھوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی تو ان کے باپ دادا اور خاندان والوں نے انھیں قید رکھا۔ دین پلٹانے کے لیے تکلیفیں دیں تو انھوں نے اسلام چھوڑ دیا اور فتنے میں مبتلا ہو گئے اپنے قبیلے کے ساتھ بدر میں آئے اور سب کے سب مارے گئے۔

باب ۹۷

اسیرانِ بدر

مالِ غنیمت

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا کہ لشکر میں جو مالِ غنیمت ہے، وُہ اکٹھا کیا جائے۔ اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ اس کے متعلق مسلمانوں میں اختلاف ہونے لگا۔

جن لوگوں نے وہ مال جمع کیا تھا، انھوں نے کہا: یہ ہمارا ہے۔ جو لوگ دشمن سے برسرِ مقابل تھے اور دشمن کی تلاش میں نکل گئے تھے، انھوں نے کہا: واللہ! اگر ہم نہ ہوتے تو تم اس مال تک کہاں پہنچ سکتے تھے؟ ہم نے ان لوگوں کو اپنی جانب مشغول رکھا اور تمھاری طرف نہ آنے دیا اور تم نے یہ سب کچھ پایا۔ جو لوگ اس خوف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی حفاظت کر رہے تھے کہ کہیں دشمن راستہ کاٹ کر آپ کی طرف نہ آجائے، انھوں نے کہا: واللہ! تم لوگ ہم سے زیادہ حق دار نہیں۔ ہم نے دشمنوں کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ اللہ نے اس کی مشکیں ہمیں دے دی تھیں اور ہم قتل کر سکتے تھے۔ واللہ! ہم نے مال لوٹنے کے ایسے موقعے بھی دیکھے کہ اس کے لینے سے منع کرنے والا کوئی نہ تھا، لیکن ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پر دشمن کے حملے کا خوف تھا اور ہم آپ کی حفاظت ہی میں لگے رہے۔ لہٰذا ہم سے زیادہ تم اس مال کے حق دار نہیں۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عبدالرحمٰن بن حارث وغیرہ نے انھوں نے سلیمان بن موسیٰ سے انھوں نے مکحول سے ابو امامہ الباہلی کی روایت بیان کی (ابن ہشام نے کہا: ابو امامہ کا نام صدی بن عجلان تھا) میں نے عبداللہ بن الصامت سے انفال کے متعلق دریافت کیا، تو انھوں نے کہا: یہ آیت ہم بدر والوں کے متعلق نازل ہوئی۔ جب مالِ غنیمت کے متعلق ہم میں اختلاف ہونے لگا اور اس سلسلے میں ہمارے اخلاق بگڑنے لگے تو اللہ نے یہ معاملہ ہمارے اختیار سے نکال لیا اور اسے اپنے رسول کے اختیار میں دے دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے مسلمانوں کے درمیان بواء (یعنی) مساوی تقسیم فرمادی عن بواء کے معنی علی السواء یعنی مساویانہ ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر رض نے اور ان سے بنی ساعدہ کے بعض افراد نے ابو اُسید الساعدی مالک بن ربیعہ کی روایت بیان کی کہ بدر کے روز مجھے بنی عابد المخزومیین کی تلوار ملی تھی، جس کا نام مرزُبان تھا، لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں کو مالِ غنیمت کے لوٹا دینے

کا حکم فرمایا تو میں نے وہ تلوار بھی لا کر مال غنیمت میں ڈال دی۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ آپ سے کوئی چیز مانگی جاتی تو آپ اس کے دینے سے انکار نہ فرماتے۔ یہ بات الارقم ابی الارقم نے جان لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ تلوار طلب کر لی تو آپ نے انھیں دے دی۔

فتح کے قاصد

ابن اسحٰق نے کہا: اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ کو العالیہ (مدینہ کا بلند حصّہ) اور زید بن حارثہ کو السافلہ (مدینہ کا نشیبی حصّہ) فتح کی خوشخبری پہنچانے کے لیے روانہ فرمایا، جو اللہ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو عنایت فرمائی تھی۔ اسامہ بن زید نے کہا: ہمیں یہ خبر اس وقت پہنچی، جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رقیہؓ پر، جو عثمانؓ بن عفان کی زوجیت میں تھیں، مٹی برابر کر دی تھی (انھیں دفن کر دیا تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ کے ساتھ مجھے بھی (رقیہؓ کی) خبرگیری کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ ہمیں خبر ملی کہ زیدؓ بن حارثہ آگئے ہیں تو میں بھی ان کے پاس پہنچا۔ وہ مسجد میں کھڑے تھے۔ لوگوں نے انھیں گھیر لیا تھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام، زمعہ بن الاسود، ابوالبختری العاص بن ہشام، امیہ بن خلف اور الحجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ قتل ہو گئے۔ میں نے کہا: ابا جان! کیا یہ صحیح ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں! بیٹا، واللہ صحیح ہے۔

بدر سے مراجعت

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی مدینہ کی جانب اس طرح ہوئی کہ آپ کے ساتھ مشرکین قیدی تھے، جن میں عقبہ بن ابی معیط، النضر بن الحارث بھی تھے اور وہ مال غنیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، جو مشرکین سے حاصل ہوا تھا۔ مال غنیمت کی نگرانی پر عبداللہ بن کعب (ابن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار) کو مقرر فرمایا تھا۔ اس وقت مسلمانوں کے رجز گو نے کہا: (ابن ہشام نے اس کا نام عدی بن ابی الزغباء بتایا ہے)۔

أَقِمْ لَهَا صُدُوْرَهَا يَا بَسْبَسُ   لَيْسَ بِذِي الطَّلْحِ لَهَا مُعَرَّسُ

اے بسبس! ذی الطلح میں اس قافلے کے لیے رات گزارنے کا کوئی مقام نہیں اس لیے اونٹوں کو چلنے کے لیے تیار رکھ۔

وَلَا بِصَحْرَاءِ غُمَيْرٍ مَحْبَسُ   إِنَّ مَطَايَا الْقَوْمِ لَا تُخَيَّسُ

اور صحراء غمیر میں بھی رکنے کی کوئی جگہ نہیں اور ایسے لوگوں کی سواریوں کو ذنا موزوں

مقام پر اتار کر، ذلیل نہیں کیا جا سکتا۔

فَحَمَلْنَهَا عَلَى الطَّرِيْقِ أَكْيَسُ ‏ ‏ ‏ ‏ فَعَمُّ نَصْرَ اللّٰهِ وَفَرَّ الْاَخْنَسُ

اس لیے ان اونٹوں کو لیے ہوئے راستے پر چلے چلنا ہی ہوشیاری ہے۔ اللہ نے اپنی مدد تو دے ہی دی اور اخنس تو بھاگ ہی گیا۔

فتح کی مبارک باد

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے چلے، یہاں تک کہ جب الصفرا گھاٹی سے نکلے تو اس گھاٹی اور النازیہ کے درمیان سیر نامی ایک ٹیلے پر ایک بڑے درخت کے پاس نزول فرمایا۔ یہیں آپ نے مال غنیمت کی مساویانہ تقسیم فرما دی جو اللہ نے مشرکوں سے مسلمانوں کو دلایا تھا۔ پھر آپ نے کوچ فرمایا یہاں تک کہ جب مقام الروحا پر پہنچے تو مسلمان اس فتح کی تہنیت پیش کرنے کے لیے آپ سے آملے، جو اللہ نے آپ کو اور آپ کے ساتھی مسلمانوں کو عنایت فرمائی تھی۔ عاصم بن عمر بن قتادہ اور یزید بن رومان کے بیان کے مطابق سلمہ بن سلامہ نے ان سے کہا، تم ہمیں کس بات کی مبارک باد دیتے ہو؟ واللہ ہم کو تو صرف گنجے بوڑھوں سے مقابلہ پیش آیا، قربانی کے اونٹوں کی مانند ان کے زانو بندھے ہوئے تھے۔ ہم نے ان کی قربانی کر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

اَیْ اِبْنِ اَخِیْ اُولٰٓئِکَ الْمَلَاءُ ‏ ‏ ‏ ‏ بابا (بھتیجے) وہی تو سر گروہ تھے۔

ابن ہشام نے کہا: الملاء کے معنی اشراف و رؤسا کے ہیں۔

نضر اور عقبہ کا قتل

ابن اسحاق نے کہا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام الصفراء میں تشریف لائے تھے تو نضر بن الحارث قتل ہوا، مکہ کے بعض اہل علم نے مجھے خبر دی کہ علی بن ابی طالب نے اسے قتل کیا۔

پھر آپ وہاں سے نکلے اور جب عرق الظبیہ میں تشریف فرما ہوئے تو عقبہ بن ابی معیط قتل ہوا۔ اسے بنی العجلان کے عبداللہ بن سلمہ نے قید کیا تھا۔

اسے بنی عمرو بن عوف کے عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح الانصاری نے قتل کیا جیسا کہ مجھ سے ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے بیان کیا۔

ابن ہشام نے کہا: بعض کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب نے کیا۔ یہ مجھ سے ابن شہاب الزہری وغیرہ اہل علم نے بیان کیا۔

ابن اسحاق نے کہا: اسی مقام پر فروہ بن عمرو البیاضی کے آزاد کردہ ابو ہند رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے آکر ملے، جو اپنے ساتھ ایک چھوٹی مشک (حمیت) میں حیس بھر کر لائے تھے (پنیر، کھجور اور گھی ملا کر ایک کھانا بنایا جاتا ہے، جسے حیس کہتے ہیں)۔

یہ ابو ہند جنگ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے۔ اس کے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک رہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینگیاں بھی لگایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا:

اِنَّمَا اَبُوْهِنْدٍ اِمْرَءٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَانْكِحُوْهُ وَانْكِحُوْا اِلَيْهِ۔	ابو ہند انصار میں سے ہیں، ان کے ساتھ بیاہ شادی کا رشتہ قائم کرو۔

صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے اس فرمان کی تعمیل کی۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے، یہاں تک کہ قیدیوں سے ایک روز پہلے مدینہ تشریف لائے۔

ام المؤمنین سودہ رضؓ کا بیان

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکرؓ نے بیان کیا کہ یحییٰ بن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن اسعد زرارہ نے کہا: قیدی اس وقت لائے گئے، جب ام المؤمنین سودہؓ بنت زمعہ عفراء اور اس کے رشتہ داروں کے پاس اس کے دونوں بیٹوں عوف اور معوذ کی تعزیت کے لیے موجود تھیں۔ یہ واقعہ عورتوں پر پردہ فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔ ام المؤمنین کہتی تھیں: واللہ! میں ان کے پاس ہی تھی کہ قیدیوں کے لائے جانے کی اطلاع ملی تو میں گھر لوٹی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر ہی میں تھے تو دیکھا کہ ابو یزید سہیل بن عمرو حجرے کے ایک کونے میں ہے اور اس کے دونوں ہاتھ رسّی سے گردن میں بندھے ہوئے ہیں۔ واللہ! جب میں نے ابو یزید کو اس حالت میں دیکھا تو اپنے آپ کو سنبھال نہ سکی اور میں نے کہہ دیا۔ اے ابو یزید! تم لوگوں نے قیدی بننا قبول کر لیا، عزت کی موت مر کیوں نہ گئے؟ واللہ حجرے میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے سوا کوئی مجھے ہوش میں نہ لایا (آپ نے فرمایا)۔

يَا سَوْدَةُ اَعَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعَلٰى رَسُوْلِهٖ تُحَرِّضِيْنَ	اے سودہؓ! کیا عزت و جلال والے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت پر ابھار رہی ہو؟

میں نے کہا: یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے جب میں نے ابو یزید کے ہاتھ اس کی گردن میں بندھے ہوئے دیکھے تو اپنے آپ کو سنبھال نہ سکی اور یہ تمام باتیں کہہ دیں۔

قیدیوں سے حسن سلوک کی ہدایت

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے بنی عبدالدار کے نبیہ بن وہب نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیدیوں کو لے کر تشریف لائے، انھیں اپنے اصحاب میں بانٹ دیا اور فرمایا:

اِسْتَوْصُوا بِالْاُسَارٰى خَيْرًا — قیدیوں سے نیک سلوک کرنے کی وصیت یاد رکھو۔

مصعب بن عمیر کا حقیقی بھائی ابوعزیز بن عمیر بن ہاشم قیدیوں میں تھا۔ خود ابوعزیز نے کہا: میرے پاس سے میرا بھائی مصعب بن عمیر اور انصار کا ایک شخص، جس نے مجھے قید میں رکھا تھا، گزرے تو اس نے (میرے بھائی نے) کہا: اس پر اپنی گرفت مضبوط رکھنا کیونکہ اس کی ماں سازوسامان والی ہے شاید وہ اس کا فدیہ دے کر تم سے چھڑا لے۔

اس نے کہا: جب بدر سے مجھے لے کر آ رہے تھے تو میں انصار کی ایک جماعت میں تھا۔ ان کی حالت یہ تھی کہ جب وہ اپنا ناشتا اور شام کا کھانا لاتے تو ہماری نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نصیحت انھیں فرمائی تھی، اس کی وجہ سے وہ لوگ خصوصاً مجھے روٹی دیتے اور خود کھجور کھاتے۔ ان میں سے کسی کے ہاتھ میں روٹی کا کوئی ٹکڑا نہ پڑا جو مجھے نہ دیا ہو۔ مجھے شرم دامن گیر ہوتی اور اسے واپس کر دیتا تو وہ پھر مجھے واپس دے دیتا اور چھوتا تک نہ تھا۔

ابن ہشام نے کہا: النضر بن الحارث کے بعد بدر میں مشرکین کا علم بردار ابوعزیز ہی تھا۔ جب اس کے بھائی مصعب نے ابوالیسر سے، جنھوں نے اسے قید کیا تھا، مذکورہ بالا الفاظ کہے تو ابوعزیز نے ان سے کہا: بھائی صاحب! کیا آپ کو میرے متعلق یہی وصیت ہوئی ہے؟ مصعب نے جواب دیا: تو میرا بھائی نہیں، بلکہ وہ میرا بھائی ہے۔

پھر اس کی (ابوعزیز کی) ماں نے پوچھا کہ فدیے کی زیادہ سے زیادہ مقدار جس کی ادائی پر کسی قریشی کو چھوڑا گیا ہے، کیا ہے؟ بتایا گیا کہ چار ہزار درہم۔ اس نے چار ہزار درہم فدیہ بھیج کر اسے چھڑا لیا۔

مکے میں گھر گھر ماتم

ابن اسحاق نے کہا: قریش کے آفت زدہ افراد میں سے جو پہلا شخص مکے پہنچا وہ الحیسمان بن عبداللہ الخزاعی تھا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ اس طرف کی کیا خبر ہے؟ اس نے کہا: عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالحکم بن ہشام، امیہ بن خلف، زمعہ بن الاسود، الحجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ اور ابوالبختری بن ہشام سب قتل ہو گئے۔ جب وہ اشراف قریش کے نام شمار کرنے لگا تو صفوان بن امیہ جو مقام حجر (حطیم) میں بیٹھا تھا، کہنے لگا: واللہ!

اگر یہ شخص عقل رکھتا ہے تو اس سے میرے متعلق سوال کرو۔ لوگوں نے اس سے کہا: اچھا، صفوان بن امیّہ کے متعلق کیا خبر ہے؟ اس نے کہا: وہ تو مقام حجر میں بیٹھا ہے۔ واللہ! بے شبہ میں نے اس کا باپ اور بھائی اس وقت دیکھے ہیں، جب وہ قتل ہو رہے تھے۔

شکست کی خبریں

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے حسین بن عبداللہ بن عبید اللہ بن عبداللہ بن عباس نے ابن عباس کے آزاد کردہ عکرمہ کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے آزاد کردہ ابو رافع رضؓ نے کہا: میں عبّاس بن عبد المطلب کا غلام تھا اور اسلام ہم گھر والوں میں داخل ہو چکا تھا۔ عبّاس، امّ الفضل اور میں، تینوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا۔ عبّاس اپنی قوم سے ڈرتے، ان کی مخالفت ناپسند کرتے اور اپنا اسلام چھپاتے تھے۔ وہ بہت مالدار تھے۔ ان کا مال لوگوں میں پھیلا ہوا تھا۔ ابولہب بدر میں شریک نہ تھا۔ اس نے اپنے بجائے العاص بن ہشام بن المغیرہ کو روانہ کیا تھا۔ تمام لوگوں نے ایسا ہی کیا تھا۔ جو شخص نہ گیا اور رہ گیا، اس نے اپنے بجائے کسی اور شخص کو روانہ کیا تھا۔ جب بدر کے آفت زدہ قریشیوں کی خبر اس کے (ابولہب کے) پاس آئی تو اللہ نے اسے ذلیل و رسوا کیا اور ہم نے خود میں قوت و اعزاز کا احساس کیا۔ ابو رافع نے کہا میں ضعیف تھا۔ تیر بنانے کا کام کیا کرتا تھا اور زمزم کے پاس کے خیمے میں انھیں چھیلا کرتا تھا۔ واللہ! میں اسی خیمے میں بیٹھا تھا اور تیر چھیل رہا تھا اور میرے پاس امّ الفضل بھی بیٹھی تھیں۔ جو خبر مل چکی تھی، اس نے ہمیں مسرور کر دیا تھا۔ یکایک ابولہب بُری طرح پاؤں گھسیٹتا ہُوا آیا، خیمے کے کنارے بیٹھ گیا۔ اس کی پیٹھ میری پیٹھ کی طرف تھی۔ وہ بیٹھا ہی تھا کہ لوگوں نے کہا: یہ لو، ابوسفیان بن الحارث بن عبد المطلب آ گیا۔

ابن ہشام نے کہا: ابوسفیان کا نام المغیرہ تھا۔

ابولہب کا انجام

ابولہب نے اس سے (ابوسفیان بن الحارث سے) کہا: میرے پاس آؤ، تجھے تو سب کچھ معلوم ہوگا۔ آخر وہ اس کے پاس بیٹھ گیا اور لوگ کھڑے تھے۔ ابولہب نے کہا: بابا! مجھے بتاؤ، ان لوگوں کی کیا حالت رہی؟ اس نے کہا: واللہ! واقعہ تو بجز اس کے کچھ نہ تھا کہ ہم ان لوگوں کے مقابل ہوئے اور اپنے شانے ان کے حوالے کر دیے (اپنی مشکیں کسوا دیں)، وہ ہمیں جس طرح چاہتے قتل کرتے تھے اور جس طرح چاہتے، قیدی بنا رہے تھے۔ اللہ کی قسم اس کے باوجود لوگوں پر میں نے کوئی ملامت نہیں کی۔ ہم ایسے لوگوں کے مقابل ہو گئے تھے، جو گورے گورے تھے اور ابلق گھوڑوں پر آسمان و زمین کے درمیان تھے۔ واللہ! وہ

کوئی چیز نہ چھوڑتے تھے اور کوئی چیز ان کے مقابل قائم نہ رہتی تھی۔

ابو رافع نے کہا: میں نے خیمے کی طنابیں ہاتھوں سے اٹھائیں۔ پھر کہا، واللہ! وہ تو فرشتے تھے ابولہب نے ہاتھ اٹھایا اور میرے منہ پر زور سے ایک تھپڑ مارا۔ میں نے بھی اس کا بدلا لیا تو اس نے مجھے اٹھا لیا اور زمین پر دے مارا۔ پھر میرے اوپر بیٹھ گیا اور مارنے لگا۔ میں کمزور تھا۔ ام فضل خیمے کی ایک لکڑی لے کر اس کی طرف بڑھیں۔ اس سے ایسا مارا کہ اس کا سر بری طرح پھٹ گیا اور کہا: اس کا سردار پاس نہ ہونے کے سبب سے تو نے اسے کمزور سمجھ لیا۔ پھر (ابولہب) اٹھ کر ذلت سے چلا گیا۔ واللہ! وہ سات روز سے زیادہ زندہ نہ رہا۔ اللہ نے اسے مرض عدسہ[ا] میں مبتلا کر دیا، جس نے اس کی جان لے لی۔

نوحہ و ماتم کی ممانعت

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر نے اپنے والد عباد کی روایت بیان کی کہ (پہلے تو) قریش نے اپنے مقتولوں پر نوحہ خوانی کی، پھر کہا: ایسا نہ کرو کہ محمدؐ اور اس کے ساتھیوں کو یہ خبر پہنچے گی تو وہ اس حالت پر خوش ہوں گے۔ اپنے قیدیوں کی رہائی کے متعلق بھی کسی شخص کو نہ بھیجو اور کچھ انتظار کر لو۔ ایسا نہ ہو کہ محمدؐ اور اس کے ساتھی فدیے میں سختی کرنے لگیں۔

الاسود بن المطلب کی اولاد میں سے تین شخص اس آفت میں مبتلا ہوئے تھے: زمعہ بن الاسود عقیل بن الاسود اور الحارث بن زمعہ۔ وہ اپنی اولاد پر رونا چاہتا تھا۔ وہ اسی شش و پنج میں تھا کہ ایک رات کو یکایک رونے کی آواز سنی، اس کی بینائی جا چکی تھی، لہٰذا اپنے ایک غلام سے کہا دیکھ تو پکار کر رونا جائز قرار دیا گیا ہے؟ کیا قریش اپنے مقتولوں پر رو رہے ہیں! تاکہ میں بھی ابوحکیمہ یعنی زمعہ پر روؤں کیونکہ میرے اندر آگ لگ گئی ہے؟

اسود بن المطلب کا نوحہ

جب غلام واپس آیا تو اس نے کہا: وہ ایک عورت ہے جو صرف اپنے ایک اونٹ کے کھو جانے پر رو رہی ہے اسی موقع پر الاسود نے کہا:

أَتَبْكِي أَنْ يَضِلَّ لَهَا بَعِيرٌ ۔۔۔ وَيَمْنَعُهَا مِنَ النَّوْمِ السُّهُودُ

کیا وہ اپنے ایک اونٹ کے کھو جانے پر روتی ہے اور سونے سے بے خوابی اسے روک رہی ہے؟

[ا] عدسہ ایک بیماری ہے جس میں جسم پر سرخ دانے نکل آتے ہیں۔ یہ چیچک کی ایک قسم ہے، جسے مہلک بتاتے ہیں۔

فَلَا تَبْكِيْ عَلٰى بَكْرٍ وَّلٰكِنْ ... عَلٰى بَدْرٍ تَقَاصَرَتِ الْجُدُوْدُ

اے عورت! جوان اونٹ کے کھو جانے پر نہ رو بلکہ واقعہ بدر پر رو، جس روز نصیبا پھوٹ گیا۔

عَلٰى بَدْرٍ سَرَاةِ بَنِيْ هُصَيْصٍ ... وَمَخْزُوْمٍ وَرَهْطِ اَبِي الْوَلِيْدِ

بدر پر رو، بنی ہصیص کے بہترین فرزندوں پر رو، بنی مخزوم پر رو، اور ابوالولید کی جماعت پر رو۔

وَبَكِّيْ اِنْ بَكَيْتِ عَلٰى عَقِيْلٍ ... وَبَكِّيْ حَارِثًا اَسَدَ الْاُسُوْدِ

اور اگر تجھے رونا ہے تو عقیل پر رو اور حارث پر رو، جو شیروں کا شیر تھا۔

وَبَكِّيْهِمْ وَلَا تَسَمِيْ جَمِيْعًا ... وَمَا لِاَبِيْ حَكِيْمَةَ مِنْ نَدِيْدِ

اور ان سب پر رو، رونے سے بیزار نہ ہو اور ابوحکیمہ کا تو کوئی مدمقابل ہی نہ تھا۔

اَلَا قَدْ سَادَ بَعْدَهُمْ رِجَالٌ ... وَلَوْلَا يَوْمُ بَدْرٍ لَمْ يَسُوْدُوْا

سن لو، ان لوگوں کے بعد ایسے لوگ سردار بن گئے ہیں کہ اگر جنگ بدر نہ ہوئی ہوتی تو وہ ہرگز سردار نہ بن سکتے۔

ابو وداعہ

ابن اسحٰق نے کہا: قیدیوں میں ابو وداعہ بن ضبیرۃ السہمی بھی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ لَهٗ بِمَكَّةَ اِبْنًا كَيِّسًا، تَاجِرًا ذَا مَالٍ وَكَاَنَّكُمْ بِهٖ قَدْ جَاءَكُمْ فِيْ طَلَبِ فِدَاءِ اَبِيْهِ

مکہ میں اس کا ایک ہوشیار لڑکا ہے، جو تاجر اور مالدار ہے گویا وہ تمہارے پاس اپنے باپ کا فدیہ دے کر چھڑانے کے لیے آچکا ہے۔

جب قریش نے یہ کہا، کہ اپنے قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑانے کے متعلق جلدی نہ کرو تاکہ محمد اور اس کے ساتھی سختی نہ کریں تو مطلب بن ابی وداعہ نے، جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ الفاظ ارشاد فرمائے تھے، کہا: تم سچ کہتے ہو، جلدی نہ کرنا چاہیئے اور خود رات کو چھپ کر نکل گیا۔ مدینہ پہنچا اور چار ہزار درہم دے کر اپنے باپ کو چھڑا کر واپس لے گیا۔

سہیل بن عمرو قریش نے قیدیوں کی رہائی کے لیے آدمی بھیجے تو مکرز بن حفص ابن الاخیف، سہیل بن عمرو کی رہائی کے لیے آیا۔ اسے بنی سالم بن عوف کے مالک بن الدخشم نے اسیر کیا تھا۔ اس نے کہا:

اَسَرْتُ سُهَيْلًا فَلَا اَبْتَغِي اَسِيْرًا بِهٖ مِنْ جَمِيْعِ الْاُمَمْ

میں نے سہیل کو اسیر کیا ہے اور اس کے عوض میں تمام اقوام میں سے کسی کو بھی اسیر کرنا نہیں چاہتا۔

وَخِنْدِفُ تَعْلَمُ اَنَّ الْفَتٰى فَتَاهَا سُهَيْلٌ اِذَا يُظْلَمْ

اور بنی خندف جانتے ہیں کہ سہیل ہی قبیلے کا جواں مرد ہے۔ جب ظلم کا بدلا لینے کا موقع آجائے، جواں مرد ہے، جب وہ ظلم کا بدلا لینا چاہے۔

ضَرَبْتُ بِهٖ الشَّفْرِ حَتّٰى انْثَنٰى وَاَكْرَهْتُ نَفْسِيْ عَلٰى ذِي الْعَلَمْ

میں نے اس پر تلوار ماری حتیٰ کہ وہ جھک پڑا اور ہونٹ کٹے سے جنگ کے لیے میں نے اپنے نفس کو مجبور کیا۔

سہیل کا نچلا ہونٹ کٹا ہوا تھا۔

ابن ہشام نے کہا، بعض علماء شعر مالک بن الدخشم کی جانب اس شعر کی نسبت کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

مثلہ کی ممانعت ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے بنی عامر بن لوی کے، محمد بن عمرو بن عطاء نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھے اجازت دیجئے کہ میں سہیل بن عمرو کے سامنے کے (نیچے اور اوپر کے) دو دو دانت توڑ دوں کہ اس کی زبان لٹک جائے اور آپ کے خلاف کسی جگہ تقریر کرنے کے لیے کبھی کھڑا نہ ہو سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا اُمَثِّلُ بِهٖ فَيُمَثِّلَ اللّٰهُ بِيْ وَاِنْ كُنْتُ نَبِيًّا۔

نہیں، میں اس کو مثلہ[1] نہ کروں گا کہ اللہ مجھے بھی مثلہ کر دے گا۔ اگرچہ میں نبی ہوں۔

مجھے یہ بھی خبر معلوم ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے اسی حدیث میں فرمایا۔

اِنَّهٗ عَسٰى اَنْ يَّقُوْمَ مُقَامًا لَا تَذُمُّهٗ۔

بات یہ ہے کہ اس سے امید ہے، وہ ایسے مقام پر کھڑا ہوگا کہ تم اس کی مذمت نہ کرو۔

[1] کان، ناک یا ایسے اعضا کاٹنا جن سے صورت بگڑ جائے۔

ابنِ ہشام نے کہا: انشاء اللہ اس حدیث کا ذکر عنقریب ہم اس کے مقام پر کریں گے۔

مکرز کے اشعار

ابن اسحاق نے کہا: جب مکرز نے ان لوگوں سے سہیل کے متعلق بات چیت کی اور ان کی رضامندی حاصل کر لی تو ان لوگوں نے کہا: اچھا جو کچھ ہمیں دینا ہے لاؤ، دے دو، اس نے کہا: اس کے پاؤں کے بجائے میرا پاؤں رکھ لو اور اس کے بجائے مجھے قید میں رکھو اور اسے چھوڑ دو کہ وہ تمھارے پاس اپنا فدیہ ارسال کرے، چنانچہ سہیل کو چھوڑ دیا اور مکرز کو اپنے پاس قید رکھا تو مکرز نے کہا:

فَدَیْتُ بِاَذْوَادٍ ثَمَانٍ سَبَا فَتًی ۔۔۔ یَنَالُ الصَّمِیْمَ عُزْمُهَا لَا الْمَوَالِیَا

میں نے آٹھ قیمتی اونٹ اس نوجوان کے چھڑانے کے لیے دیے۔ نادان غلام نہیں شرفا ہی ادا کرتے ہیں۔

رَهَنْتُ یَدِی وَالْمَالُ اَیْسَرُ مِنْ یَدِی ۔۔۔ عَلَیَّ وَلٰکِنِّی خَشِیْتُ الْمَخَازِیَا

میں نے اپنے ہاتھ کو رہن کر دیا، حالانکہ اپنے آپ کو رہن کرنے کی نسبت مال کا رہن کرنا آسان تھا، لیکن میں رسوائیوں سے ڈرا۔

وَ قُلْنَا سُهَیْلٌ خَیْرُنَا فَاذْهَبُوْا بِهٖ ۔۔۔ لِاَبْنَاءِ نَا حَتّٰی نُدِیْرَ الْاَمَانِیَا

اور ہم نے کہا: سہیل ہم میں سے بہترین شخص ہے، اس لیے ہمارے بچوں کے واسطے اسی کو لے جاؤ تاکہ ہم اپنی امیدوں میں (کامیابی کی)، رونق پائیں۔

ابن ہشام نے کہا: بعض علماء شعر ان اشعار کو مکرز کی طرف منسوب کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

عمرو بن ابی سفیان

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن ابی بکرؓ نے بیان کیا کہ بدر کے قیدیوں میں عمرو بن ابی سفیان بن حرب بھی تھا اور وہ عقبہ بن معیط کا نواسہ تھا۔

ابن ہشام نے کہا، عمرو بن ابی سفیان کی ماں، ابو عمرو کی بیٹی اور ابو معیط بن ابی عمرو کی بہن تھی اور علیؓ بن ابی طالب نے اسے اسیر کیا تھا۔

ابن اسحاق نے کہا، مجھ سے عبداللہ بن ابی بکرؓ نے بیان کیا کہ ابوسفیان سے کہا گیا، اپنے بچے عمرو کا فدیہ دے تو اس نے کہا کیا خوب، میرا خون بھی بہے اور مال بھی جائے۔ انھوں نے حنظلہ کو تو قتل کر ہی دیا اور (اب میں) عمرو کا بھی فدیہ دوں۔ اسے انھیں لوگوں کے ہاتھوں میں رہنے دو۔ جب تک ان کا جی چاہے، اسے قید رکھیں۔ کہا: وہ اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں قید تھا کہ بنی عمرو بن عوف کی شاخ بنی معاویہ کے سعد بن نعمان بن اکال عمرہ کے لیے نکلے۔ ان کے ساتھ

نوجوان بیوی بھی تھی۔ یہ سن رسیدہ مسلمان تھے۔ اور وہ مقام نقیع[1] اپنی بکریوں میں رہا کرتے تھے۔ وہیں سے عمرہ کے لیے روانہ ہوئے تھے۔ جو سلوک ان سے کیا گیا، اس کا انھیں اندیشہ تک بھی نہ تھا، یعنی یہ گمان بھی نہ تھا کہ مکّہ میں قید کر لیے جائیں گے۔ قریش سے اس بات کا عہد تھا کہ کوئی شخص حج یا عمرہ کے لیے آئے تو اس سے بھلائی کے سوا کسی دوسری طرح پیش نہ آئیں گے۔ غرض ابوسفیان بن حرب نے مکّہ میں ان پر ظلم اور زیادتی کی۔ انھیں اور ان کے بیٹے عمرو کو قید کر لیا۔

ابوسفیان کے اشعار ابوسفیان نے کہا:

اَرَهْطَ بْنَ اَكَّالٍ اَجِيبُوْا دُعَاءَهٗ ۔۔۔ تَعَاقَدْتُمْ لَا تُسْلِمُوا السَّيِّدَ الْكَهْلَا

اے بنی اکّال کی جماعت! اس کی پکار کا جواب دو۔ وہ تمھارے ہاتھ سے نکل گیا لیکن ایسے سن رسیدہ سردار کو دشمن کے ہاتھوں میں، نہ چھوڑدو۔

فَاِنَّ بَنِيْ عَمْرٍو لِئَامٌ اَذِلَّةٌ ۔۔۔ لَئِنْ لَّمْ يَفُكُّوْا عَنْ اَسِيْرِهِمُ الْكَبْلَا

کیونکہ بنی عمرو ذلیل اور فرومایہ شمار ہوں گے، اگر انھوں نے اپنے ایسے قیدی کو، جو سخت قید میں ہے رہائی نہ دلائی۔

حسّان بن ثابت نے اس کے جواب میں کہا:

لَوْ كَانَ سَعْدٌ يَوْمَ مَكَّةَ مُطْلَقًا ۔۔۔ لَاَكْثَرَ فِيْكُمْ قَبْلَ اَنْ يُّؤْسَرَ الْقَتْلَا

مکّہ میں اس کی گرفتاری کے روز اگر سعد آزاد ہوتا تو قید ہونے سے پہلے وہ تم میں سے بہتوں کو قتل کر ڈالتا۔

بِعَضْبٍ حُسَامٍ اَوْ بِصَفْرَاءَ نَبْعَةٍ ۔۔۔ تَحِنُّ اِذَا مَا اُنْبِضَتْ تَحْفِزُ النَّبْلَا

اپنی تیز تلوار سے قتل کر دیتا یا نبعہ (درخت کی لکڑی) کی زرد کمان سے جسے تیر پھینکنے کے لیے کھینچا جائے تو اس میں زنّاٹے کی آواز آتی ہے۔

بنی عمرو بن عوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ آپ کو اس کی اطلاع دی اور استدعا کی کہ عمرو بن ابی سفیان کو ان کے حوالے کیا جائے تاکہ اس کے بدلے وہ اپنا آدمی چھڑا لائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ استدعا منظور فرمائی۔ انھوں نے عمرو کو ابوسفیان کے پاس روانہ کیا تو اس نے سعد کو چھوڑ دیا۔

ابوالعاص بن الربیعؓ ابن اسحاق نے کہا، قیدیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور

[1] مدینہ منورہ کے پاس ایک مقام۔

آپ کی صاحبزادی زینب کے شوہر ابوالعاص بن الربیع بن عبدالعزیٰ بن عبدشمس بھی تھے۔

ابن ہشام نے کہا: انھیں خراش بن الصمۃ بنی حرام کے ایک شخص نے قید کیا تھا۔

قریش کی پیشکش

ابن اسحٰق نے کہا: ابوالعاص کا شمار مکّہ کے ان لوگوں میں تھا، جو مال امانت اور تجارت کے لحاظ سے مشہور تھے، یہ ہالہ بنت خویلد کے فرزند تھے اور ام المومنین خدیجہؓ ان کی خالہ تھیں۔ خدیجہؓ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے استدعا کی کہ زینب سے ان کا نکاح کر دیں۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان سے اختلاف نہیں فرمایا کرتے تھے۔ یہ واقعہ آپ پر وحی کے نزول سے پہلے کا تھا۔ آپ نے زینبؓ کا نکاح ابوالعاص سے کر دیا اور وہ (جناب خدیجہؓ) ابوالعاص کو اپنے لڑکے کی طرح سمجھتی تھیں۔ جب اللہ نے اپنے رسول کو اپنی نبوّت کی عزت عطا فرمائی تو آپ پر خدیجہؓ اور صاحبزادیاں تو ایمان لائیں، آپ کی تصدیق کی، اس بات کی گواہی دی کہ جو چیز آپ لائے ہیں، وُہ سچ ہے اور ان سب نے آپ ہی کا دین اختیار کر لیا، لیکن ابوالعاص شرک ہی پر جمے رہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے رقیہؓ یا امّ کلثوم سے عتبہ بن ابی لہب کا نکاح کر دیا تھا[1]۔ جب آپ نے قریش کو اللہ کے احکام پہنچانے اور ان سے مخالفت کرنے کی ابتدا کی اور ان لوگوں نے کہا: تم نے محمد کو فکر سے سبکدوش کر دیا ہے، چاہیئے کہ بیٹیوں کو اس کے پاس جا کر کہا: تو اپنی بیوی کو چھوڑ دے، قریش کی کسی عورت کو پسند کرتا ہوں۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کی دامادی کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔

عتبہ بن ابولہب

پھر وہ لوگ عتبہ ابن ابی لہب کے پاس گئے اور اس سے کہا: محمد کی بیٹی کو طلاق دے دے، قریش کی جو عورت تو چاہے، ہم اس سے تیرا نکاح کیے دیتے ہیں۔ اس نے کہا: اگر تم میرا نکاح ابان بن سعید بن العاص کی بیٹی یا سعید بن العاص سے کر دو تو میں اسے چھوڑے دیتا ہوں۔ انھوں نے سعید بن العاص کی بیٹی سے اس کا نکاح کر دیا اور اس نے انھیں، (رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی کو) چھوڑ دیا۔ وہ ان کے ساتھ خلوت میں بھی نہیں گیا تھا۔ اس طرح اللہ نے اس کے ہاتھوں سے چھڑایا اور صاحبزادی کی عزت رکھ لی اور عتبہ کو ذلیل کیا۔ اس کے بعد عثمانؓ بن عفان سے صاحبزادی کا نکاح ہوا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مکّہ میں مجبوری کے تحت (ایسے تعلقات کو) نہ جائز فرماتے تھے اور نہ ناجائز۔ زینب بنت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جب اسلام اختیار کر لیا تھا تو ان کے اور ابوالعاص بن الربیع کے درمیان اسلام نے تو تفریق کر دی تھی، لیکن انھیں ان سے الگ کرا لینے کا اختیار رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نہ تھا، اس لیے وہ (صاحبزادی صاحبہ) باوجود

[1] بتایا گیا ہے کہ رقیہؓ کا نکاح عتبہ بن ابولہب سے ہوا تھا اور کلثومؓ کا عتیبہ بن ابولہب سے پھر دونوں نے صاحبزادیوں کو چھوڑ دیا تھا۔

اپنے اسلام کے ابوالعاص ہی کے ساتھ رہیں، حالانکہ وہ اپنے شرک پر تھے۔ یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہجرت فرمائی اور قریش بدر کی جانب بڑھے تو انھیں میں ابوالعاص بن الربیع بھی تھے۔ بدر کے قیدیوں میں وہ بھی گرفتار ہو گئے اور مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس رہے۔

زینب کا ہار

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر نے اپنے والد عباد سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت بیان کی کہ جب مکہ والوں نے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے رقم ارسال کی تو زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے بھی ابوالعاص کی رہائی کے لیے کچھ مال بھیجا اور اس میں اپنی ایک مالا بھی ارسال کی، جسے خدیجہؓ نے رخصت کے وقت انھیں پہنا کر ابوالعاص کے پاس روانہ کیا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے وہ مالا ملاحظہ فرمائی تو آپ کا دل بہت بھر آیا اور فرمایا:

إِنْ رَأَيْتُمْ أَنْ تُطْلِقُوا لَهَا أَسِيرَهَا وَتَرُدُّوا عَلَيْهَا مَا لَهَا فَافْعَلُوا

اگر تمھیں مناسب معلوم ہو کہ اس کے قیدی کو چھوڑ دو اور اس کا مال اسے لوٹا دو تو ایسا کرو۔

ان لوگوں نے کہا: اچھا، یا رسول اللہ! انھوں نے ابوالعاص کو چھوڑ دیا اور بی بی زینب کا جو کچھ مال تھا، وہ واپس کر دیا۔

باب ۹

زینب کا سفرِ مدینہ اور ابوالعاص کا اسلام

سفر کی تیاری

کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاص سے اقرار لے لیا تھا یا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کر لیا تھا کہ زینبؓ کو آپ کے پاس آنے کی اجازت دی جائے گی یا ان کی رہائی کی شرطوں میں یہ بھی ایک شرط تھی، لیکن یہ بات نہ ابوالعاص کی جانب سے ظاہر ہوئی، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے تاکہ معلوم ہو جاتا، حقیقت کیا تھی جب ابوالعاص کو چھوڑ دیا گیا اور وہ مکہ چلے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ اور انصار میں سے ایک شخص کو اسی وقت روانہ کرتے ہوئے فرمایا:

کُوْنَا بِبَطْنِ یَاْجَجَ حَتّٰی تَمُرَّ بِکُمَا زَیْنَبُ فَتَصْحَبَاھَا حَتّٰی تَاْتِیَانِیْ بِھَا۔	تم دونوں (جاکر) بطن یاجج میں رہو، یہاں تک کہ تمہارے پاس سے زینب گزرے (جب ایسا ہو تو) اس کے ساتھ ہو جاؤ یہاں تک کہ اسے میرے پاس لاؤ۔

وہ دونوں اسی وقت نکلے اور یہ واقعہ بدر کے ایک مہینے بعد یا اس سے کچھ کم زیادہ کا تھا اور جب کہ ابوالعاص مکہ پہنچے تو انھوں نے زینبؓ کو والد ماجد سے جا ملنے کی اجازت دے دی اور وہ جانے کی تیاری کرنے لگیں۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن ابی بکرؓ نے خود بی بی زینب کی یہ روایت بیان کی کہ جب میں والد بزرگوار سے جا کر ملنے کی تیاری مکہ میں کر رہی تھی، مجھ سے عتبہ کی بیٹی ہند ملی اور اس نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی! کیا مجھے اس کی خبر نہیں مل گئی کہ تم اپنے والد سے جا ملنے کا ارادہ رکھتی ہو؟ (بی بی زینب نے) کہا، میں نے کہا: میرا یہ ارادہ تو نہیں۔ اس نے کہا: اے میری چچیری بہن ایسا نہ کہو (مجھ سے بات نہ چھپاؤ)۔ اگر تمہیں کسی سامان کی ضرورت ہو، جو سفر میں آرام دے، یا والد تک پہنچنے کے لیے رقم کی ضرورت ہو تو مجھ سے لے سکتی ہو۔ اس لیے (اطلاع دینے میں مجھ سے بخل

---

[1] یاجج مکہ معظمہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر ہے۔

نہ کرو، کیونکہ عورتوں کے تعلقات میں وہ چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی، جو مردوں کے درمیان پیدا ہو چکی ہے (بی بی زینبؓ نے) کہا: واللہ! میں نے تو یہی سمجھا کہ وہ جو کچھ کہتی ہے، وہی کرے گی، لیکن مجھے اس سے خوف ہوا اور اپنا ارادہ اس سے چھپائے رکھا اور تیاری کر لی۔

روانگی اور رکاوٹ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سفر کی تیاری کر چکیں تو ان کا دیور کنانہ بن الربیع اونٹ لایا اور وہ اس پر سوار ہو گئیں۔ کنانہ نے کمان اور ترکش، لے لیا اور صاحبزادی کو لے کر دن کے وقت اونٹ کی نکیل کھینچتا ہوا لے چلا، اس حال میں کہ وہ ہودج میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ قریش کے لوگوں میں اس کا چرچا ہوا اور تلاش میں نکل پڑے، حتیٰ کہ انھوں نے انھیں ذی طویٰ[۱] میں جا لیا، پہلا شخص، جو ان تک آ پہنچا، وہ ہبار بن اسود بن المطلب بن اسد بن عبد العزیٰ (الفہری) تھا۔ زینبؓ اپنے ہودج ہی میں تھیں کہ ہبار نے انھیں برچھی سے ڈرایا۔ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ وہ حاملہ تھیں اور جب انھیں ڈرایا دھمکایا گیا تو ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ ان کا دیور بیٹھ گیا اور اپنے ترکش کے تیر زمین پر جھٹکتے ہوئے کہا، واللہ! جو شخص میرے نزدیک آئے، اسے میں تیر کا نشانہ بناؤں گا۔ آخر لوگ اس کے پاس سے لوٹ گئے۔ ابوسفیان قوم کے کچھ اور بڑے لوگوں کو لیے ہوئے آیا اور کنانہ سے کہا: اے شخص! تیر روک لے کہ ہم تجھ سے کچھ بات چیت کریں۔ اس نے تیر روک لیے۔

اعتراف ذلّت

ابوسفیان آگے بڑھا اور پاس کھڑے ہو کر کہا: تو نے سیدھی راہ اختیار نہیں کی۔ اس عورت کو لے کر دن دہاڑے سب لوگوں کے سامنے نکلا ہے۔ تجھے ہماری مصیبت اور ذلّت کا بھی علم ہے اور محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے جیسی بربادی ہم پر آئی، وہ بھی تجھے معلوم ہے۔ ایسی حالت میں جب محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی کو تو کھلم کھلا سب لوگوں کے سامنے ہمارے درمیان سے لے کر جائے گا تو لوگ سمجھیں گے کہ یہ واقعہ بھی ہمارے ضعف اور ذلت سے رونما ہوا ہے، جو ہمیں پہنچی ہے اور یہ کہ اس کا وقوع بھی ہمارے ضعف اور کمزوری کے باعث ہوا ہے۔ اپنی عمر کی قسم! ہمیں بیٹی کو اس کے باپ سے روکنے کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ ہمیں کوئی انتقام مطلوب ہے، لیکن اس وقت تو اس کو لے کر لوٹ جا، یہاں تک کہ جب آوازیں خاموش ہو جائیں اور لوگ یہ کہنے لگیں کہ ہم نے اسے لوٹا دیا ہے، پھر چپکے سے لے کر نکل جا اور اس کے باپ کے پاس پہنچا دے۔

راوی نے کہا: کنانہ نے ویسا ہی کیا اور زینبؓ چند روز وہیں رہیں، یہاں تک کہ آوازیں خاموش

---

[۱] مکہ معظمہ سے قریب ایک مقام جو مدینہ منورہ جانے والے راستے پر تنعیم کے برابر ہے۔ مکہ معظمہ سے چار پانچ میل پر ہو گا۔

ہو گئیں۔ پھر کنانہ انھیں لے کر رات کے وقت نکلا اور لے جا کر انھیں زید بن حارثہ اور ان کے ساتھی کے حوالے کر دیا۔ وہ دونوں انھیں لیے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

ابو خیثمہ کے اشعار

ابن اسحٰق نے کہا: عبداللہ بن رواحہ یا بنی سالم بن عوف کے ابو خیثمہ نے بی بی زینب رضی اللہ عنہا کے واقعے کے متعلق کہا ہے:

ابن ہشام نے کہا یہ اشعار ابو خیثمہ کے ہیں:

اَتَانِی الَّذِی لَا یَقْدِرُ النَّاسُ قَدْرَہٗ ۔۔۔ لِزَیْنَبَ فِیْهِمْ مِنْ عُقُوْقٍ وَمَاْثَمِ

میرے پاس اس واقعہ کی خبر پہنچی جس کا تعلق زینب رضی اللہ عنہا سے ہے۔ ان سے حد درجہ مجرمانہ سلوک کیا گیا جس کا تصور بھی لوگ نہیں کر سکتے۔

وَاِخْرَاجُهَا لَمْ یُخْزَ فِیْهَا مُحَمَّدٌ ۔۔۔ عَلٰی مَاْقِطٍ وَبَیْنَنَا عِطْرُ مَنْشَمِ

وہ زینب رضی اللہ عنہا کا (مکہ سے) نکال لانا تھا جس میں محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی کسی طرح کی رسوائی نہیں ہوئی، باوجود اس کے کہ جنگی احکام نافذ تھے اور ہم میں ان میں منحوس عطر مہک رہا تھا۔

وَاَمْسٰی اَبُوْ سُفْیَانَ مِنْ حِلْفِ ضَمْضَمٍ ۔۔۔ وَمِنْ حَرْبِنَا فِیْ رَغْمِ اَنْفٍ وَمَنْدَمِ

اور ابو سفیان اپنے حلیف ضمضم کے متعلق اور ہم سے لڑائی مول لینے کے سبب سے ذلیل و نادم ہو چکا تھا۔

قَرَنَّا ابْنَہٗ عَمْرًا وَمَوْلٰی یَمِیْنِہٖ ۔۔۔ بِذِیْ حَلَقٍ جَلْدِ الصَّلَاصِلِ مُحْکَمِ

ہم نے اس کے بیٹے عمرو اور اس کے حلیف کو حلقوں (اور) جھنکار والی مضبوط (زنجیر) میں جکڑ دیا۔

فَاَقْسَمْتُ لَا تَنْفَکُّ مِنَّا کَتَائِبٌ ۔۔۔ سَرَاۃُ خَمِیْسٍ مِنْ لُهَامٍ مُسَوَّمِ

پھر میں نے قسم کھائی کہ ہمارے لشکر کی ٹولیوں، سرداروں اور ایک خاص نشان والے سپاہیوں میں کبھی کمی نہ ہوگی۔

نَرُوْعُ قُرَیْشًا الْکُفْرَ حَتّٰی نَعُلَّهَا ۔۔۔ بِخَاطِمَۃٍ فَوْقَ الْاُنُوْفِ بِمِیْسَمِ

کفر کی ٹولیوں کو ڈراتے رہیں گے، حتیٰ کہ بار بار حملہ کر کے ان کی ناکوں میں داغ دینے والے آلے کے ذریعے سے نکیل ڈال دیں گے۔

نُنَازِلُهُمْ اَكْنَافَ نَجْدٍ وَ نَخْلَةٍ وَ اِنْ يُتْهِمُوْا بِالْخَيْلِ وَالرَّجْلِ نُتْهِمِ

ہم نجد (سطح مرتفع)، و نخلہ (کھجوریں) کے اطراف و اکناف میں ان سے مقابلہ کرتے رہیں گے اور اگر وہ سوار اور پیادوں کو لے کر تہامہ (نشیبی زمین) میں اتر جائیں تو ہم وہاں بھی نازل ہوں گے۔

يَدَ الدَّهْرِ حَتّٰى لَا يُعَوَّجَ سِرْبُنَا وَ نُلْحِقُهُمْ اٰثَارَ عَادٍ وَ جُرْهُمِ

ابد تک (ان سے مقابلہ کرتے رہیں گے) اور سیدھے راستے سے کبھی ادھر ادھر نہ ہوں گے۔ اور ہم انھیں عاد و جرہم کے نشانات سے ملا دیں گے (برباد و ہلاک کر دیں گے)۔

وَ يَنْدَمُ قَوْمٌ لَمْ يُطِيْعُوْا مُحَمَّدًا عَلٰى اَمْرِهِمْ وَ اَيَّ حِيْنٍ تَنَدُّمِ

اور وہ قوم اپنے کیے پر پچھتائے گی، جس نے محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت نہ کی اور کیسے وقت وہ پچھتائے گی، جب پچھتانا کچھ کام نہ آئے گا۔

فَاَبْلِغْ اَبَا سُفْيَانَ اِمَّا لَقِيْتَهٗ لَئِنْ اَنْتَ لَمْ تُخْلِصْ سُجُوْدًا وَ تُسْلِمِ

(اے مخاطب) اگر تو ابوسفیان سے ملے تو اسے یہ پیغام پہنچا دے کہ اگر تو خلوص سے نہ جھکا اور بات نہ مانی تو۔

فَاَبْشِرْ بِخِزْيٍ فِي الْحَيَاةِ مُعَجَّلٍ وَ سِرْبَالِ قَارٍ خَالِدًا فِيْ جَهَنَّمِ

زندگی ہی میں فوری رسوائی و ذلت تیرے حصے میں آئے گی اور جہنم میں روغن قار کا لباس تجھے ملے گا۔

ابن ہشام نے کہا: بعض روایتوں میں "وسربال نار" بھی آیا ہے، یعنی آگ کے کپڑے۔

ابن اسحاق نے کہا: ابوسفیان کے حلیف سے مراد عامر بن الحضرمی ہے، جو قیدیوں میں تھا الحضرمی اور حرب بن امیہ کے درمیان معاہدہ تھا۔

ابن ہشام نے کہا: ابوسفیان کے حلیف سے مراد عقبہ بن الحارث بن الحضرمی ہے اور عامر بن الحضرمی (جس کا ذکر ابن اسحاق نے کیا ہے)، بدر میں قتل ہو چکا تھا۔

جب وہ لوگ لوٹ گئے، جو زینبؓ کی جانب نکلے تھے اور ان سے اور ہند بنت عتبہ سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا:

أَفِي السِّلْمِ أَعْيَارًا جَفَاءً وَغِلْظَةً ۔ وَفِي الْحَرْبِ أَشْبَاهَ النِّسَاءِ الْعَوَارِكِ

کیا صلح و آشتی کی حالت میں (لوگ) بے وفائی اور سختی میں گدھوں کی طرح اور حالتِ جنگ میں حیض والی عورتوں کی طرح ہیں۔

کنانہ کے اشعار

جب کنانہ بن الربیع نے زینبؓ کو ان دونوں شخصوں کے حوالے کیا تو زینبؓ کے متعلق کہا:

عَجِبْتُ لِهَبَّارٍ وَأَوْبَاشِ قَوْمِهِ ۔ يُرِيدُونَ إِخْفَارِي بِبِنْتِ مُحَمَّدِ

میں ہبار اور اس کی قوم کے اوباشوں سے حیران ہوں کہ وہ چاہتے ہیں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی سے جو میرا معاہدہ ہے وہ توڑ دیا جائے۔

وَلَسْتُ أُبَالِي مَا حَيِيتُ عَدِيدَهُمْ ۔ وَمَا اسْتَجْمَعَتْ قَبْضًا يَدِي بِالْمُهَنَّدِ

اور جب تک میں زندہ ہوں، ان کی بڑی تعداد کی کوئی پروا نہیں کرتا، جب تک میرا ہاتھ ہندی تلوار مضبوطی سے تھامے ہوئے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے اس نے بکیر بن عبداللہ بن الاشج سے، انھوں نے سلیمان بن یسار سے اور انھوں نے ابو اسحٰق الدوسی سے ابو ہریرہؓ کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت روانہ فرمائی، میں بھی اس میں تھا اور ہمیں حکم فرمایا:

إِنْ ظَفِرْتُمْ بِهَبَّارِ بْنِ الْأَسْوَدِ	اگر تم ہبار بن الاسود پر یا اس دوسرے شخص
أَوِ الرَّجُلِ الْآخَرِ الَّذِي سَبَقَ	پر، جو اس کے ساتھ زینب کی جانب بڑھا
مَعَهُ إِلَى زَيْنَبَ فَحَرِّقُوهُمَا	تھا، قابو پاؤ تو ان دونوں کو آگ سے جلا
بِالنَّارِ۔	دو۔

ابن ہشام نے کہا: ابن اسحٰق نے اس دوسرے شخص کا نام اپنی روایت میں نافع بن عبد قیس بتایا ہے۔

(ابن اسحاق نے کہا: جب دوسرا دن ہوا تو آپ نے ہم سے کہلا بھیجا:

إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ بِتَحْرِيقِ	بے شبہ میں نے تمھیں ان دونوں آدمیوں کے متعلق
هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِنْ أَخَذْتُمُوهُمَا	حکم دیا تھا کہ اگر تم انھیں گرفتار کر لو تو جلا دینا۔
ثُمَّ رَأَيْتُ أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ	اس کے بعد میری یہ رائے ہوئی ہے کہ اللہ کے

اَنْ یُّعَذِّبَ بِالنَّارِ اِلَّا اللّٰہُ فَاِنْ ظَفِرْتُمْ بِهِمَا فَاقْتُلُوْهُمَا

کے سوا کسی شخص کے لیے یہ بات سزاوار نہیں، وہ آگ کی سزا دے اس لیے اگر تم ان پر قابو پاؤ تو انہیں قتل کر دینا۔

ابوالعاص کا تجارتی مال

ابن اسحاق نے کہا: اس کے بعد ابوالعاص مکّہ میں رہے اور (بی بی) زینبؓ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس مدینہ میں رہیں۔ اسلام نے ان دونوں میں تفریق کر دی تھی، یہاں تک کہ فتح (مکّہ) سے تھوڑی دیر پہلے ابوالعاص شام کی جانب تجارت کے لیے نکل گئے۔ یہ خود اپنے مال کے لحاظ سے بھی بے فکر تھے اور قریش کے بہت سے افراد نے بھی تجارت کی غرض سے انھیں مال دے دیا تھا۔ جب وہ تجارت سے فارغ ہوئے اور لوٹ کر آنے لگے تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی روانہ کی ہوئی جماعت کے لوگوں نے انھیں جا لیا اور جو کچھ ان کے پاس تھا، وُہ لے لیا، لیکن وہ خود بچ نکلے اور گرفتار نہ ہو سکے۔ وہ جماعت حاصل کیا ہوا مال لے کر مدینہ آ گئی تو ابوالعاص بھی رات کی تاریکی میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی زینبؓ کے پاس آ گئے۔ ان سے پناہ طلب کی تو انھوں نے پناہ دے دی یہ اپنے مال کی طلب کے لیے آئے تھے۔ یزید بن رومان کے بیان کے مطابق جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم صبح کی نماز کے لیے برآمد ہوئے اور آپ نے تکبیر فرمائی تو اور لوگوں نے بھی تکبیر کہی، سب کے سب نماز پڑھنے لگے۔

زینبؓ کی پناہ

اس وقت زینبؓ نے عورتوں کے چبوترے سے بہ آواز بلند کہا: لوگو! میں نے ابوالعاص بن الرّبیع کو پناہ دی ہے (راوی نے) کہا: جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سلام پھیرا تو لوگوں کی جانب توجہ کرتے ہوئے فرمایا، لوگو! کیا (وہ) تم نے بھی سنا جو میں نے سُنا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں! فرمایا:

اَمَا وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ مَا عَلِمْتُ بِشَیْءٍ مِّنْ ذٰلِکَ حَتّٰی سَمِعْتُ مَا سَمِعْتُمْ اِنَّهٗ یُجِیْرُ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ اَدْنَاهُمْ

سن لو! اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، مجھے کسی بات کا علم نہ تھا، یہاں تک کہ میں نے وہ آواز سُنی، جو تم نے بھی سُنی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے ایک ادنیٰ شخص بھی پناہ دینے کا حق رکھتا ہے۔

مال کی واپسی

پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی صاحبزادی کے پاس واپس تشریف لے گئے اور

فرمایا:

أَیْ بُنَیَّۃَ إِکْرِمِیْ مَثْوَاہُ وَلَا یَخْلُصَنَّ إِلَیْكِ فَإِنَّكِ لَا تَحِلِّیْنَ لَهٗ۔

بیٹی: اس کی خاطرداری کرنا اور اسے اپنے ساتھ خلوت میں نہ آنے دینا کیونکہ تم اس کے لیے حلال نہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن ابی بکرؓ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جماعت سے، جس نے ابوالعاص کا مال لے لیا تھا، کہلا بھیجا:

إِنَّ ھٰذَا الرَّجُلُ مِنَّا حَیْثُ قَدْ عَلِمْتُمْ وَقَدْ أَصَبْتُمْ لَهٗ مَالًا فَإِنْ تُحْسِنُوْا وَتَرُدُّوْا عَلَیْهِ الَّذِیْ لَهٗ فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ وَإِنْ أَبَیْتُمْ فَھُوَ فَیْءُ اللهِ الَّذِیْ أَفَاءَ عَلَیْکُمْ فَأَنْتُمْ أَحَقُّ بِهٖ۔

یہ شخص ہم سے جو تعلق رکھتا ہے، اس کا تو تمھیں علم ہی ہے اور اب تم نے اس کا مال لے لیا ہے اگر تم اس سے نیک سلوک کرو اور اس کا مال لوٹا دو تو ہمیں یہ بات پسندیدہ ہے اور اگر تم ایسا کرنے سے انکار کرو تو تمھیں اس کا زیادہ حق ہے، کیونکہ وہ اللہ کی راہ میں آیا ہے جس نے وہ تمھیں غنیمت میں عنایت فرمایا ہے۔

آخر ان لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! ایسا نہ ہوگا بلکہ ان کا مال انھیں واپس کر دیں گے چنانچہ مال انھیں لوٹا دیا، یہاں تک کہ کوئی شخص ڈول، کوئی مشک، کوئی لوٹا لاتا اور کوئی ٹیڑھے سر والی لکڑی لا رہا تھا جو گٹھڑیوں کے اٹھانے کے لیے ان میں لگائی جاتی ہے، اس طرح ان کا سارا مال واپس کر دیا گیا اور ان میں سے کوئی چیز گم نہ ہوئی، اس کے بعد ابوالعاص سب کچھ مکہ اٹھا لے گئے اور قریش کے ہر سامان والے کو اس کا سامان اور جس نے تجارت میں حصہ لیا تھا اسے اس کا حصہ ادا کر دیا۔

اعلانِ اسلام

پھر کہا: اے گروہ قریش! کیا تم میں سے کسی کا کچھ مال میرے پاس رہ چکا ہے؟ انھوں نے کہا: اللہ تمھیں جزائے خیر دے، کچھ باقی نہ رہا۔ ہم نے تمھیں پورا حق ادا کرنے والا اور شریف پایا۔ انھوں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ واللہ! مجھے آپ کے پاس اسلام اختیار کرنے سے کوئی امر مانع نہ تھا، بجز اس خوف کے کہ تم خیال کرنے لگو، میں نے صرف تمھارا مال کھانا چاہا۔ پس اب کہ اللہ نے تمھارا مال تم تک پہنچا دیا اور مجھے اس سے فراغت ہوگئی تو میں نے اسلام اختیار کر لیا۔ پھر وہ نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے داؤد بن الحصین نے، اس نے عکرمہ سے ابن عباس کی حدیث بیان کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینبؓ کو چھ سال بعد ان کی زوجیت میں پہلے ہی کے نکاح کے لحاظ سے دے دیا اور کسی طرح کی تجدید نہ کی۔

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے ابو عبیدہؒ نے بیان کیا، جب ابو العاص شام سے مشرکوں کا مال لے کر آئے تو ان سے کہا گیا کہ تمھیں اسلام اختیار کرنے کی جانب رغبت ہے، اس شرط پر کہ یہ سارا مال تم لے لو کیونکہ یہ مشرکوں کا مال ہے۔ ابو العاص نے کہا: میں اپنے اسلام کی ابتدا امانت میں خیانت سے کروں تو کس قدر برا ہوگا۔

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے عبد الوارث بن سعید التنوری نے اور اس نے داؤد بن ابی ہند سے عامر الشعبی کی روایت اسی طرح بیان کی، جس طرح ابو عبیدہؒ نے ابو العاص کے متعلق مذکورۂ بالا روایت بیان کی۔

فدیہ لیے بغیر آزاد

ابن اسحاق نے کہا: جو قیدی فدیہ لیے بغیر بطورِ احسان چھوڑ دیے گئے ان میں سے جن کے نام ہمیں بتائے گئے ہیں، وہ بنی عبد شمس بن مناف میں سے ابو العاص بن الربیع (بن عبد العزیٰ بن عبد الشمس بن عبد مناف) ہیں، جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان فرمایا بعد اس کے کہ زینبؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا فدیہ ارسال کیا تھا۔ بنی مخزوم بن یقظہ میں سے المطلب (بن حنطب بن الحارث بن عبید بن عمر بن مخزوم) تھا، جسے بنی الحارث الخزرج کے ایک شخص نے پکڑا تھا۔ وہ انھیں کے ہاتھوں میں دے دیا گیا انھوں نے اسے چھوڑا اور وہ اپنی قوم سے جا ملا۔

ابن ہشام نے کہا: بنی نجار کے ابو ایوب نے خالد بن زید کو گرفتار کیا تھا۔

ابن اسحاق نے کہا: صیفی بن ابی رفاعہ (بن عائذ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم)۔ انھیں لوگوں میں چھوڑ دیا گیا، جنھوں نے اسے پکڑا تھا۔ جب کوئی اس کے فدیے کو نہ لایا تو اس سے اقرار لیا گیا کہ وہ فدیہ خود بھیج دے گا اور اسے چھوڑ دیا تو اس نے انھیں کچھ بھی ادا نہ کیا۔ حسان بن ثابت نے اس کے متعلق کہا ہے:

وَمَا كَانَ صَيْفِيٌّ لِيُوْفِيَ اَمَانَةً　　　قَفَا ثَعْلَبٍ اَعْيَا بِبَعْضِ الْمَوَارِدِ

صیفی ایسا شخص تو تھا نہیں کہ امانت پوری ادا کرتا وہ تو لومڑی کی گردن کے مانند تھا، جو پانی پینے کے کسی مقام پر تھک گئی تھی۔

ابن ہشام نے کہا: یہ شعر ان کے اشعار میں کا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: ابو عزہ بن عبد اللہ (بن عثمان بن اہیب بن حذافہ بن جمح، جو محتاج اور بہت سی لڑکیوں والا تھا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی اور کہا: یا رسول اللہ، آپ کو تو معلوم ہے کہ میرے پاس کسی قسم کا مال نہیں۔ میں خود حاجت مند اور بال بچے والا ہوں، اس لیے آپ مجھ پر احسان فرمائیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر احسان فرمایا اور اقرار لیا کہ وہ آپ کے مقابلے میں کسی کی مدد نہ کریگا۔

ابو عزہ کے اشعار ابو عزہ اس سلوک کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مداحی کرتا اور قوم میں آپ کی فضیلت بیان کرتا ہوا کہتا ہے۔

مَنْ مُبْلِغٌ عَنِّی الرَّسُوْلَ مُحَمَّدًا بِأَنَّكَ حَقٌّ وَالْمَلِيْكُ حَمِيْدُ

میری جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیام پہنچانے والا کون ہے
کہ آپ سچے ہیں اور بادشاہ حقیقی قابل حمد وثنا ہے۔

وَاَنْتَ امْرُؤٌ تَدْعُوْا اِلَی الْحَقِّ وَالْهُدٰی عَلَيْكَ مِنَ اللهِ الْعَظِيْمِ شَهِيْدُ

اور آپ ایسے شخص ہیں کہ سچائی اور سیدھی راہ کی جانب بلاتے ہیں آپ کی
سچائی پر عظمت والے اللہ کی جانب سے گواہ موجود ہیں۔

وَاَنْتَ امْرُؤٌ بُوِّئْتَ فِيْنَا مَبَاءَةً لَهَا دَرَجَاتٌ سَهْلَةٌ وَصُعُوْدُ

اور آپ ایسے ہیں کہ ہم میں آپ نے اونچا مقام حاصل فرمایا ہے جس کی سیڑھیوں
پر چڑھنا ایک لحاظ سے نہایت آسان اور ایک لحاظ سے نہایت مشکل ہے۔

فَاِنَّكَ مَنْ حَارَبْتَهُ لَمُحَارَبٌ شَقِيٌّ وَمَنْ سَالَمْتَهُ لَسَعِيْدُ

آپ کی حالت یہ ہے کہ آپ جس سے نبرد آزما ہوں، وہ بد نصیب دشمن ہے
اور جس سے آپ صلح فرمالیں، وہ خوش نصیب ہے۔

وَلٰكِنْ اِذَا ذُكِّرْتُ بَدْرًا وَاَهْلَهُ تَاَوَّبَ مَا بِیْ حَسْرَةٌ وَقُعُوْدُ

لیکن مجھے جب بدر اور بدر والوں کی یاد دلائی جاتی ہے تو حسرت و کم ہمتی، جو
مجھ میں موجود ہے، مجھے گھیر لیتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا: اس روز مشرکوں کا فدیہ چار ہزار درہم سے ایک ہزار درہم تک تھا، لیکن جس شخص کے پاس کچھ نہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر احسان فرمایا۔

عمیر بن وہب کا ارادہ ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عروۃ بن الزبیر

کی روایت بیان کی کہ بدر میں قریش پر جو مصیبت نازل ہوئی اس سے کچھ ہی دن بعد عمیر بن وہب الجمحی مقام حجر میں صفوان بن امیہ کے ساتھ بیٹھا تھا۔ قریش کے شیطانوں میں کا ایک شیطان تھا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو تکلیفیں پہنچایا کرتا تھا۔ جب تک آپ مکہ میں تھے، اس کی طرف سے دکھ ہی پہنچتے رہے۔ اس کا بیٹا وہب بن عمیر بدر کے قیدیوں میں تھا۔ ابن ہشام نے کہا اسے بنی زریق کے ایک شخص رفاعہ بن رافع نے اسیر کیا تھا۔

مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عروہ بن الزبیر کی روایت بیان کی کہ اس نے بدر کے گڑھے والوں اور ان کی مصیبت کا ذکر کیا تو صفوان نے کہا: واللہ! ان لوگوں کے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نہیں۔ عمیر نے کہا: واللہ! تو نے سچ کہا، سن، اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا جس کے ادا کرنے کی میرے پاس کوئی صورت نہیں اور بال بچے نہ ہوتے، جن کے برباد ہو جانے کا اپنے بعد خوف ہے تو سوار ہو کر محمد کی طرف (اس لیے) جاتا کہ انھیں قتل کر دوں کیونکہ مجھے ان کے پاس جانے کے لیے ایک سبب بھی ہے کہ میرا لڑکا ان کے پاس قید ہے (راوی نے) کہا۔ صفوان نے اسے غنیمت جانا اور کہا: میں یہ قرض تمھاری جانب سے ادا کر دیتا ہوں۔ تیرے بال بچے میرے بال بچوں کے ساتھ رہیں گے۔ جب تک وہ رہیں گے میں ان کی مدد کرتا رہوں گا اور میرے بس کی کوئی شے ایسی نہ ہو گی، جو انھیں دینے سے عاجز رہوں، عمیر نے کہا: اچھا تو میری اور اپنی یہ گفتگو راز میں رکھ۔ صفوان نے یہ بات مان لی۔

سفرِ مدینہ

پھر عمیر نے تلوار تیز کرنے کے لیے دی، تیز کرنے کے بعد اسے زہر آلود بھی کر دیا گیا اس کے بعد وہ مدینہ چلا آیا۔ عمرؓ بن الخطاب کچھ مسلمانوں کے درمیان بدر ہی کے متعلق باتیں کر رہے تھے، کہہ رہے تھے، اللہ نے انھیں عزت عطا فرمائی اور دشمن کی نامرادی دکھادی یکایک ان کی نظر عمیر بن وہب پر پڑی، جب اس نے اپنا اونٹ مسجد کے دروازے پر بٹھایا اور وہ تلوار حمائل کیے ہوئے تھا۔ عمرؓ نے کہا: واللہ! یہ کتا اللہ کا دشمن کوئی بدی لیے بغیر نہیں آیا۔ یہ وہی شخص ہے، جس نے ہمارے درمیان جنگ کی آگ بھڑکائی اور یہی ہے وہ جس نے بدر کے روز ہماری تعداد کا تخمینہ قریش کو بتایا تھا۔ پھر عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کی، یا رسول اللہ اللہ کا دشمن عمیر بن وہب تلوار حمائل کیے ہوئے آیا ہے فرمایا: فادخلہ علیّ (اسے اندر میرے پاس لاؤ) راوی نے کہا: عمرؓ آئے، اس کی تلوار گردن ہی میں اس کے گریبان سے ملا کر پکڑ لی اور ساتھ جو انصار تھے، ان سے کہا: اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر لے چلو اور آپ کے پاس بٹھاؤ

لیکن آپ کے متعلق اس خبیث سے احتیاط کرو کہ یہ بھروسے کے قابل نہیں، پھر اُسے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس اندر لے گئے۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشادات

جب آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ عمر رضؓ اسے پکڑے ہوئے ہیں، تو فرمایا: اَرْسِلْهُ يَا عُمَرُ، اُدْنُ يَا عُمَيْرُ (اے عمر رضؓ! اسے چھوڑ دو۔ اے عمیر! نزدیک آؤ)۔

وہ نزدیک گیا اور اَنْعِمُوْا صَبَاحًا یعنی تمہارا دن اچھا گزرے کہا، یہ زمانۂ جاہلیت کا سلام تھا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

قَدْ اَكْرَمَنَا اللّٰهُ بِتَحِيَّةٍ خَيْرٍ مِّنْ تَحِيَّتِكَ يَا عُمَيْرُ بِالسَّلَامِ تَحِيَّةِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔

اے عمیر! ہمیں اللہ نے ایک ایسی دعا کی عزت عطا فرمائی ہے، جو تمہاری دعا سے بہتر ہے اور وہ سلام ہے، جو جنّت والوں کی دعا ہے۔

اس نے کہا: سنیے، واللہ! اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) میں اس سے بہت کم زمانے سے واقف ہوں۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اے عمیر! تمہیں کونسی چیز لائی ہے؟ کہا: میں اس قیدی کے لیے آیا ہوں، جو آپ لوگوں کے پاس گرفتار ہے۔ اس کے متعلق احسان کیجیے۔ آپ نے فرمایا پھر یہ تلوار تمہارے گلے میں کیوں ہے؟ اس نے کہا، اللہ ان تلواروں کا ستیاناس کرے، وہ ہمارے کچھ بھی کام نہ آئیں! آپ نے فرمایا: مجھ سے سچ سچ کہہ دو! تم کس لیے آئے ہو؟ اس نے کہا: میں بجز اس کے اور کسی کام کے لیے نہیں آیا:

رازکا افشاء

فرمایا:

بَلْ قَعَدْتَ اَنْتَ وَصَفْوَانُ بْنُ اُمَيَّةَ فِي الْحِجْرِ فَذَكَرْتُمَا، اَصْحَابَ الْقَلِيْبِ مِنْ قُرَيْشٍ ثُمَّ قُلْتَ لَوْلَا دَيْنٌ عَلَيَّ وَعِيَالٌ عِنْدِيْ لَخَرَجْتُ حَتّٰى اَقْتُلَ مُحَمَّدًا فَتَحَمَّلَ لَكَ صَفْوَانُ بِدَيْنِكَ وَ

کیوں نہیں؟ تم صفوان بن امیّہ کے ساتھ حجر میں بیٹھے تھے اور تم دونوں نے قریش کے گڑھے میں پڑے ہوئے لوگوں کا تذکرہ کیا۔ اس کے بعد تم نے کہا: اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا اور میرے پاس بال بچّے نہ ہوتے تو میں نکلتا تاکہ محمد کو قتل کروں صفوان بن امیّہ نے تمہارے قرض اور تمہارے

عَيَالَكَ عَلَى اَنْ تَقْتُلَنِيْ لَهُ وَ اللّٰهُ حَائِلٌ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ ذٰلِكَ

قرض اور تمہارے بچوں کا بار اپنے ذمے لے لیا، اس شرط پر کہ تم اس کی خاطر مجھے قتل کر دو، حالانکہ میرے اور تمہارے اس ارادے کی تکمیل کے درمیان حائل ہے، تم اپنا یہ ارادہ پورا نہیں کر سکتے۔

اعلان اسلام

عمیر نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم، بے شک ہم آپ کو اس بات میں جھوٹا خیال کرتے تھے، جو آپ ہمارے آگے آسمان کی خبریں پیش کیا کرتے تھے اور جو آپ پر وحی اترا کرتی تھی۔ یہ بات تو ایسی تھی کہ اس وقت میرے اور صفوان کے سوا کوئی اور نہ تھا، اس لیے واللہ! میں جانتا ہوں کہ یہ خبر آپ کے پاس اللہ کے سوا کوئی اور نہیں لایا، پس تعریف اس اللہ کی ہے جس نے مجھے اسلام کی راہ دکھا دی اور مجھے اس طرح ہانک لایا پھر انھوں نے سچّی گواہی دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

فَقِّهُوْا اَخَاكُمْ فِيْ دِيْنِهٖ وَ اَقْرِءُوْهُ الْقُرْاٰنَ وَ اَطْلِقُوْا لَهٗ اَسِيْرَهٗ فَفَعَلُوْا

اپنے بھائی کو تعلیم دو اور انھیں قرآن پڑھاؤ، اور ان کی خاطر سے ان کا قیدی رہا کر دو۔ سب نے ویسا ہی کیا۔

پھر انھوں نے کہا: یا رسول اللہ! میں اللہ کا نور بجھانے میں کوشاں تھا اور جو لوگ اللہ عزّ و جل کے دین پر تھے، ان کی ایذا رسانی میں بہت سخت تھا۔ اب چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اجازت دیں، میں مکّہ جاؤں اور انھیں اللہ اور اس کے رسولؐ اور اسلام کی طرف بلاؤں تاکہ اللہ انھیں سیدھی راہ پر لائے، ورنہ انھیں ان کے اپنے دین پر رہنے کی صورت میں تکلیفیں دیا کرتا تھا۔

آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے انھیں اجازت دے دی اور وہ مکّہ چلے گئے۔ جب عمیر بن وہب مکّہ سے نکلے تھے تو وہاں صفوان (لوگوں سے) کہہ رہا تھا: لوگو! خوش ہو جاؤ اب چند روز میں ایک ایسے واقعے کی خبر آئے گی کہ تمھیں بدر کا واقعہ بھلا دے گی۔ جو قافلے مدینے کی طرف سے آتے تھے، ان سے عمیر کے متعلق دریافت کرتا رہتا، حتّٰی کہ ایک سوار آیا تو اس نے عمیر کے اسلام لانے کی خبر سنائی۔ اس نے قسم کھائی کہ وہ ان سے نہ کبھی کوئی بات کرے گا اور نہ انھیں کبھی کوئی نفع پہنچائے گا،

عمیرؓ کی اسلامی خدمت

ابن اسحاق نے کہا: جب عمیر مکّہ آئے اور اسلام کی دعوت دینے کے لیے وہاں رہ گئے، جو ان کی مخالفت کرتا۔ اسے سخت ایذائیں دینے لگے تو ان کے ہاتھوں بہت سے لوگوں نے اسلام اختیار کیا۔

ابلیس بہ شکل سراقہ

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ عمیر بن وہب یا الحارث بن ہشام ان دونوں میں سے ایک صاحب ہیں جنھوں نے بدر کے روز ابلیس کو دیکھا کہ وہ سراقہ کی شکل اختیار کیے ہوئے پیچھے کی جانب لوٹ کر جا رہا ہے تو کہا: اے سراقہ: کہاں جا رہے ہو؟ وہ چلا گیا تو اللہ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی۔

وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ج (۸ : ۴۸)

اور (وہ وقت یاد کرو) جب شیطان نے ان کے کام ان کے لیے اچھے کر دکھائے اور کہا: لوگوں میں سے کوئی آج تم پر غالب ہونے والا نہیں اور میں تمھارا ساتھی ہوں۔

بیان فرمایا کہ ابلیس نے انھیں دھوکا دیا اور سراقہ بن مالک بن جعشم کے مشابہ بن کر پہنچا، جب ان لوگوں نے اپنے اور بنی بکر بن مناۃ بن کنانہ کے درمیانی تعلقات اور اس جنگ کا ذکر کیا تھا، جو ان کے درمیان تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ (۸ : ۴۸)

جب دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں

اور اللہ کے دشمن نے اللہ کے لشکر کو فرشتوں کی شکل میں دیکھا، جن کے ذریعے سے اللہ نے اپنے رسولؐ اور ایمانداروں کی مدد ان کے دشمن کے مقابل میں کی تھی۔

نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ (۸ : ۴۸)

پیچھے کی جانب لوٹ گیا اور کہا: میں تو تم سے الگ ہوں۔ میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں، جو تم نہیں دیکھ رہے۔

دشمن خدا نے سچ کہا: اس نے وہ چیز دیکھی، جو انھوں نے نہیں دیکھی اور کہا:

اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (۸ : ۴۸)

میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

غرض مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ اسے ہر منزل میں سراقہ کی صورت میں دیکھتے تھے اور اسے اجنبی نہ سمجھتے تھے، حتیٰ کہ جب بدر کا روز ہوا اور دونوں جماعتوں میں مڈبھیڑ ہوئی تو وہ الٹے پاؤں لوٹ گیا۔ غرض وہ انھیں (مقام جنگ تک) لایا اور انھیں بے یار چھوڑ دیا۔

حسان بن ثابت کے اشعار

ابن اسحاق نے کہا:
حسان بن ثابت نے کہا ہے۔

قَوْمِي الَّذِيْنَ هُمْ آوَوْا نَبِيَّهُمْ ۔۔۔ وَصَدَّقُوْهُ وَاَهْلُ الْاَرْضِ كُفَّارُ

میری قوم کے لوگ ایسے ہیں، جنھوں نے اپنے نبی کو پناہ دی اور ان کی تصدیق ایسی حالت میں کی کہ زمین والے کافر تھے۔

اِلَّا خَصَائِصَ اَقْوَامٍ هُمْ سَلَفٌ ۔۔۔ لِلصَّالِحِيْنَ مَعَ الْاَنْصَارِ اَنْصَارُ

(ان لوگوں کے) خصائص ان لوگوں کی طرح کے نہیں جو ان کے پیشرو تھے۔

(یہ لوگ) نیکوں کی مدد کرنے والوں کے ساتھ ہو کر مدد کرنے والے ہیں۔

مُسْتَبْشِرِيْنَ بِقَسْمِ اللّٰهِ قَوْلُهُمْ ۔۔۔ لَمَّا اَتَاهُمْ كَرِيْمُ الْاَصْلِ مُخْتَارُ

جب ان کے پاس شریف النسب برگزیدہ (نبی) آیا تو وہ خدا کی تقسیم پر خوش ہو گئے (کہ انھیں یہ سعادت حاصل ہو گئی)۔

اَهْلًا وَسَهْلًا فَفِيْ اَمْنٍ وَفِيْ سَعَةٍ ۔۔۔ نِعْمَ النَّبِيُّ وَنِعْمَ الْقَسْمُ وَالْجَارُ

اور ان کا قول اَھلاً وسَھلاً تھا یعنی آپ کے لیے یہی مقام سزاوار اور آرام دہ ہے۔ آپ امن وکشائش میں رہیں گے۔ نبی بھی اچھا ہے (ہمارا) نصیب بھی اچھا اور پڑوس بھی اچھا ہے۔

فَاَنْزَلُوْهُ بِدَارٍ لَا يُخَافُ بِهَا ۔۔۔ مَنْ كَانَ جَارَهُمْ دَارًا هِيَ الدَّارُ

انھوں نے آپ کو ایسے مقام پر اتارا، جس میں کسی طرح کا خوف وخطر نہیں جو شخص ایسے لوگوں کا ہمسایہ ہو تو ایسا ہی گھر (گھر) کہا جانے کا مستحق ہے۔

وَقَاسَمُوْهُمْ بِهَا الْاَمْوَالَ اِذْ قَدِمُوْا ۔۔۔ مُهَاجِرِيْنَ وَقَسْمُ الْجَاحِدِ النَّارُ

جب وہ لوگ ہجرت کرکے آئے تو انھوں نے اپنے پڑوسی کو حصہ دار بنا لیا اور منکر کے نصیب میں تو آگ ہے۔

سِرْنَا وَسَارُوْا اِلٰى بَدْرٍ لِحَيْنِهِمْ ۔۔۔ لَوْ يَعْلَمُوْنَ يَقِيْنَ الْعِلْمِ لَا سَارُوْا

ہم بھی چلے اور وہ بھی بدر کی طرف اپنی موت (کی پیش قدمی) کے لیے چلے۔ اگر انھیں (موت) کا یقینی علم ہوتا تو (بدر کی جانب) نہ چل کھڑے ہوتے۔

دَلَّاهُمْ بِغُرُوْرٍ ثُمَّ اَسْلَمَهُمْ ۔۔۔ اِنَّ الْخَبِيْثَ لِمَنْ وَالَاهُ غَرَّارُ

انھیں وہ قریب سے راہ بتاتا لایا اور اس کے بعد اس نے دوستی چھوڑ دی

اس پلید کی حالت ہی یہ ہے کہ جو شخص اس سے یارانہ کرے وہ اسے دھوکا دینے والا ہے۔

وَقَالَ اِنِّیْ لَکُمْ جَارٌ فَاَوْرَدَھُمْ شَرَّ الْمَوَارِدِ فِیْہِ الْخِزْیُ وَالْعَارُ

اور اس نے کہا: میں تمہارا حمایتی ہوں اور انہیں ایسے گھاٹ پر لا اتارا جو بدترین تھا، جس میں ذلت و رسوائی ہی تھی۔

ثُمَّ الْتَقَیْنَا فَوَلَّوْا عَنْ سَرَاتِھِمْ مِنْ مُنْجِدِیْنَ وَمِنْھُمْ فِرْقَۃٌ غَارُوْا

پھر جب ہم ایک دوسرے سے مل گئے تو وہ اپنے بہترین افراد چھوڑ کر پیٹھ پھیر کے بھاگے۔ ان میں کے بعض تو اونچے مقامات پر (چلے گئے) اور بعض نے نشیبی زمینوں میں (پناہ لی)۔

ابن ہشام نے کہا: ان کا قول "لما اتاھم کریم الاصل مختارا" ابوزید انصاری نے سنایا ہے:

حاجیوں کو کھانا کھلانے والے قریش

ابن اسحٰق نے کہا: قریش میں کھانا کھلانے والے شاخ بنی ہاشم بن عبد مناف میں سے العباس بن عبدالمطلب تھے۔

بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھا۔

بنی نوفل بن عبد مناف میں سے الحارث بن عامر بن نوفل اور طعیمہ بن عدی بن نوفل، یہ دونوں باری باری یہ کام انجام دیا کرتے تھے۔

بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے ابوالبختری ابن ہشام بن الحارث بن اسد اور حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد باری باری۔

بنی عبدالدار بن قصی میں سے النضر بن الحارث (ابن کلدۃ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبدالدار)۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے النضر بن الحارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف کہا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی مخزوم بن یقظہ میں سے ابوجہل ابن ہشام (ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم)۔

بنی جمح میں سے امیہ بن خلف (بن وہب بن حذافہ بن جمح)، بنی سہم بن عمرو میں سے الحجاج بن عامر (ابن حذیفہ بن سعد بن سہم) کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ باری باری۔

بنی عامر بن لوی میں سے سہیل بن عمرو (بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر)۔

بدر میں مسلمانوں کے گھوڑے

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ بدر کے روز مسلمانوں کے ساتھ گھوڑوں میں مرثد بن ابی الغنوی کا گھوڑا بھی تھا، جس کا نام "السیل" تھا۔ المقداد بن عمرو البہرانی کا گھوڑا بھی تھا جس کا نام بعزجہ تھا اور بعض نے کہا ہے کہ سبحہ تھا۔ الزبیر بن العوام کا گھوڑا بھی تھا جس کا نام الیعسوب تھا۔

ابن ہشام نے کہا: کہ بدر میں مشرکین کے ساتھ ایک سو گھوڑے تھے)۔

باب ۹۹

سورۂ انفال کا نزول!

(۱)

آیۂ انفال کا نزول

ابن اسحاق نے کہا: جب واقعہ بدر ہو چکا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق قرآن مجید میں سورۂ انفال پورے کا پورا نازل فرمایا:

یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ ۪ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ (۸: ۱)

(اے نبیؐ) تجھ سے یہ لوگ مال غنیمت کے متعلق دریافت کرتے ہیں تو کہہ کہ مال غنیمت اللہ اور رسولؐ کا ہے اس لیے اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس کے تعلقات درست رکھو اور اللہ اور اس کے رسول کی بات مانو اگر تم ایماندار ہو۔

عبادہ بن صامت سے آیت انفال کے متعلق دریافت کیا جاتا تھا تو وہ کہا کرتے تھے کہ ہمارے گروہ اصحاب بدر کے متعلق نازل ہوئی۔ بدر کے روز ہم نے مال غنیمت کے متعلق اختلاف کیا تو اللہ نے اسے ہمارے اختیار سے لے لیا، جب اس کے متعلق ہمارے اخلاق بگڑ گئے اور اسے اس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب لوٹا دیا۔ آپ نے اسے ہمارے درمیان مساوی (عن بواء) تقسیم فرما دیا (عن بواء) کے معنی (علی السواء) ہیں، یعنی برابر برابر۔ اسی میں اللہ کا تقویٰ، اس کی اطاعت اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپس کے تعلقات کی درستی تھی۔

روانگی کے متعلق اس وقت کی کیفیت

اس کے بعد ان لوگوں کی حالت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے اس وقت کے نکلنے کی کیفیت بیان فرمائی، جب انھیں معلوم ہوا کہ قریش بھی ان کی جانب چل پڑے ہیں۔ یہ تو صرف قافلے کے ارادے سے غنیمت کی امید میں نکلے تھے فرمایا:

كَمَاۤ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَیْتِكَ بِالْحَقِّ ۪ وَ اِنَّ فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝ یُجَادِلُوْنَكَ فِی الْحَقِّ

جس طرح تیرے پروردگار نے تجھے تیرے گھر سے (ایک امر) حق کے ساتھ نکالا حالانکہ ایمانداروں کا ایک گروہ (اسے) ناپسند کر رہا تھا تجھ سے (امر)

بَعْدَ مَا تَبَیَّنَ كَاَنَّمَا یُسَاقُوْنَ اِلَی الْمَوْتِ وَهُمْ یَنْظُرُوْنَ ۝ (۸ : ۵-۶)

حق میں اس کے ظاہر ہو جانے کے بعد جھگڑتے ہیں گو یا وہ موت کی جانب ہانکے جا رہے ہیں اور وہ اس موت کو دیکھ رہے ہیں۔

یعنی دشمن کے مقابلے کو ناپسند کرنے اور قریش کے چل پڑنے کی خبر، جو انھیں ملی تھی، اس کے نہ ماننے کے سبب سے:

وَاِذْ یَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ (۸ : ۷)

اور یاد کرو اس وقت کو، جب اللہ تم سے وعدہ کرتا ہے کہ دو گروہوں میں سے ایک بے شبہ تمھارے لیے (مقرر کر دیا گیا) ہے اور تم چاہتے کہ قوت نہ رکھنے والا گروہ تمھارے (مقابلے کے) لیے ہو۔

یعنی غنیمت مل جائے اور جنگ نہ ہو۔

وَیُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَیَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِیْنَ ۝ (۸ : ۷)

اور اللہ چاہتا ہے کہ اپنے کلمات کے ذریعے سے حق کو استحکام دے اور کافروں کے پیچھے رہنے والوں (تک) کو کاٹ دے۔

یعنی بدر کے اس واقعے کے ذریعے سے قریش کے سورماؤں اور ان میں کے سرداروں کے ساتھ مڈبھیڑ کرا دے۔

وعدہ نصرت الٰہی

اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّكُمْ (۸ : ۸)

جب تم اپنے پروردگار سے امداد طلب کر رہے تھے۔

یعنی جب انھوں نے اپنی تعداد کی کمی اور دشمن کی تعداد کی کثرت دیکھی تو وہ اس سے دعا کرنے لگے۔

فَاسْتَجَابَ لَكُمْ (۸ : ۸)

تو اس نے تمھاری دعا قبول کر لی

تمھاری دعا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے سبب سے:

اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِیْنَ ۝ (۸ : ۹)

کہ میں تمھیں لگاتار ایک ہزار فرشتوں کے ذریعے سے امداد دینے والا ہوں۔

اِذْ یُغَشِّیْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ (۸ : ۱۱)

(وہ وقت یاد کرو) جب چھا رہی تھی تم پر اونگھ (سے) اس کی جانب سے بے خوفی۔

یعنی میں نے تم پر امن و بے خوفی اتاری حتیٰ کہ تم کسی سے نہ ڈر کر سو گئے۔

وَ يُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَاءً (۸ : ۱۱)

اور اوہ وقت یاد کرو) جب وہ آسمان سے تم پر بارش نازل فرما رہا تھا۔

اس بارش کا ذکر فرما رہا ہے، جو اسی رات ہوئی۔ اس نے مشرکوں کو چشموں کی جانب بڑھنے سے روک دیا۔ اور مسلمانوں کو ان کی جانب بے روک ٹوک راستہ مل گیا:

لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَ يُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَ لِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ يُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ (۸ : ۱۱)

تاکہ تمھیں اس (پانی) کے ذریعے پاک و صاف کر دے اور شیطان کی گندگی تم سے دور کر دے اور تاکہ تمھارے دلوں کو قوی بنا دے اور اس کے ذریعے سے تمھارے قدم جما دے۔

یعنی تمھارے دلوں سے شیطانی شکوک دور کر دے کہ وہ انھیں ان کے دشمنوں سے ڈرا رہا تھا، اور ان کے لیے زمین کو سخت بنا دیا تاکہ وہ اس مقام تک پہنچ جائیں، جہاں وہ اپنے دشمن کے مقابلے میں سبقت کر کے پہنچ گئے۔ پھر فرمایا:

فرشتوں کا وظیفہ

اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ (۸ : ۱۲-۱۳)

جب تیرا پروردگار فرشتوں کی جانب وحی فرما رہا تھا کہ میں تمھارے ساتھ ہوں۔ اس لیے جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا ہے، انھیں ثابت قدم رکھو یعنی ایمانداروں کی امداد کرو۔ عنقریب میں ان لوگوں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا جنھوں نے کفر کیا ہے۔ پس گردنوں پر مارو۔ یہ (سزا انھیں) اس لیے دی جا رہی ہے، کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کی ہے اور جو بھی اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرتا ہے اسے ایسی ہی سزا ملتی ہے، کیونکہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے:

مسلمانوں کو ثابت قدمی کا حکم

پھر فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، جب تمھاری

الَّذِیْنَ کَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْھُمُ الْاَدْبَارَ ۚ وَمَنْ یُّوَلِّھِمْ یَوْمَئِذٍ دُبُرَہٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَۃٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَمَاْوٰىہُ جَھَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ (۸ : ۱۶)

مڈبھیڑ ان لوگوں سے ہو جنھوں نے کفر اختیار کیا ہے، اس حالت سے کہ ان کا لشکر بڑا ہو تو تم ان کے آگے پیٹھ نہ پھیرو۔ ایسے وقت جو جنگ ہی کی خاطر ٹیڑھی چال چل رہا ہو یا کسی جماعت سے ملنے کے لیے تیز جا رہا ہو، تو بے شبہ وہ اللہ کے غضب کا مستحق ہو گیا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بڑا ہی برا ٹھکانا ہے۔

یعنی انھیں ان کے دشمن پر اُبھارنے کے لیے فرمایا تاکہ جب وہ ان کے مقابل ہوں تو ان سے ڈر کر پیچھے نہ ہٹیں، حالانکہ اللہ نے ان کے لیے تو بڑے بڑے وعدے فرمائے تھے۔

کنکریاں پھینکنا

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے دستِ مبارک سے جو کنکریاں انھیں پھینک ماری تھیں، اس کے متعلق فرمایا:

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ۚ (۸ : ۱۷)

اور جب تُو نے کنکریاں پھینک ماریں تو تُو نے نہیں پھینک ماریں بلکہ اللہ نے پھینک ماریں۔

یعنی اگر اس میں اللہ نے آپ کی جو امداد کی، وہ نہ کی ہوتی اور آپ کے دشمن کے دلوں میں انھیں شکست دیتے وقت جو بات ڈالی، وہ نہ ڈالی ہوتی تو آپ کے پھینکنے سے وُہ اثر نہ ہوا ہوتا جو ہُوا۔

وَلِیُبْلِیَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْہُ بَلَآءً حَسَنًا ۭ (۸ : ۱۷)

اور تاکہ ایمانداروں کو اپنی جانب سے بہترین آزمائش میں ڈالے (کہ دشمن کو بھی ان کا تجربہ ہو جائے)۔

یعنی تعداد کی کمی کے باوجود انھیں دشمن پر غالب کر کے اپنی اس نعمت کا علم دے جو ان پر ہے تاکہ اس ذریعے سے وہ اس کا حق جانیں اور اس کی اس نعمت کا شکر ادا کریں۔

ابو جہل کے قول کا جواب

پھر فرمایا:

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَکُمُ الْفَتْحُ ۚ (۸ : ۱۹)

اگر تم انصاف کی فتح چاہتے ہو تو بس ایسی فتح تو تمھارے پاس آگئی۔

ابو جہل کے قول کا جواب ہے جو اس نے کہا تھا کہ یا اللہ! ہم میں جو زیادہ قاطع رحم ہے اور ہمارے آگے ایک غیر معروف بات پیش کر رہا ہے، اسے آج صبح ہلاک کر دے اور استفتاح کے معنی دعا میں انصاف کرنے کے ہیں۔

وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ج (۸ : ۱۹)

اور اگر تم باز آجاؤ (قریش سے خطاب ہے) تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر تم نے دوبارہ (ایسا ہی) کیا تو ہم بھی دوبارہ (ویسا ہی) کریں گے۔

یعنی جس طرح بدر میں ہم نے تم پر مصیبت ڈالی، ویسی ہی دوبارہ ڈالی جائے گی۔

وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ لا وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ (۸ : ۱۹)

اور تمہاری جماعت ہرگز تمہارے کسی کام نہ آئے گی اگرچہ وہ زیادہ ہو اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ اللہ ایمانداروں کے ساتھ ہے۔

یعنی تم لوگوں کی تعداد اور کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئے گی کیونکہ میں ایمانداروں کے ساتھ ہوں ان کے مخالفوں کے خلاف ان کی مدد کرتا رہوں گا۔

اللہ اور رسولؐ کی اطاعت پھر فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ج صلے (۸ : ۲۰)

اے وہ لوگو! جو ایمان لاچکے ہو، اللہ اور اس کے رسولؐ کی بات مانو اور اس سے منہ نہ پھیرو، حالانکہ تم (اس کا کلام) سنتے ہو۔

یعنی اس کے احکام کی مخالفت نہ کرو، حالانکہ تم اس کی بات سنتے ہو اور یہ دعویٰ رکھتے ہو کہ تم اس کے طرف داروں میں سے ہو۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ٥ (۸ : ۲۱)

اور ان لوگوں کی طرح نہ ہوجاؤ جنھوں نے کہا ہم نے سن لیا حالانکہ وہ (کوئی بات نہیں) سنتے۔

یعنی منافقوں کے مثل نہ ہوجاؤ، جو آپ کے سامنے اطاعت کا اظہار کرتے ہیں اور در ازمیں آپ کے احکام کے خلاف کیا کرتے ہیں۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ٥ (۸ : ۲۲)

(روئے زمین پر چلنے والوں میں اللہ کے پاس بدترین وہ ہیں، جو بہرے، گونگے ہیں اور عقل (بھی) نہیں رکھتے۔

(یعنی جن منافقوں کی طرح ہونے سے میں نے تمہیں منع کیا ہے وہ بھلائی سے گونگے ہیں کوئی اچھی بات منہ سے نہیں نکالتے) حق سے بہرے ہیں (کوئی سچی بات سن نہیں سکتے) عقل نہیں رکھتے۔

یعنی اس (نافرمانی کا) جو بُرا انجام ہوگا اور جو سزا انھیں ملیگی، اسے نہیں جانتے۔

وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ (۸ : ۲۳)

اور اگر اللہ ان میں کوئی بھلائی جانتا تو انھیں سناتا۔

یعنی جو بات انھوں نے اپنی زبانوں سے کہی، وہی بات ان کے لیے اثر انداز بنا دیتا، لیکن ان کے دلوں (کی استعدادوں) نے ان کے اس قول کی مخالفت کی۔

وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○ (۸ : ۲۳)

اور اگر وہ اب بھی سنا دے ان کو تو بھی پیٹھ پھیر دیں اور وہ ہیں ہی روگرداں۔

دوسری جگہ فرمایا:

وَلَوْ خَرَجُوْا مَعَكُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○

اور اگر وہ تمھارے ساتھ نکلتے تو بھی پیٹھ پھیر دیتے اور وہ ہیں ہی روگرداں۔

یعنی جس کام کے لیے وہ نکلتے، اس میں سے کچھ بھی پورا نہ کرتے۔

حیات بخش دعوت

فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ج (۸ : ۲۴)

اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو۔ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کو قبول کرو جب وہ تمھیں ایسی چیز کی جانب دعوت دے، جو تمھیں زندگی بخشنے والی ہے۔

یعنی جنگ کی جانب جس کے ذریعے سے اللہ نے ذلت کے بعد تمھیں عزت دی، کمزوری کے بعد تمھیں زور آور بنایا اور ان کے مجبور کر دینے کے بعد اسی جنگ کی بدولت تم سے دشمن کو دفع کیا۔

وَاذْكُرُوْۤا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِى الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ

اور یاد کرو وہ وقت جب تم تھوڑے اور سرزمین (مکہ) میں کمزور سمجھے جاتے تھے تم ڈرتے تھے کہ لوگ تمھیں چٹ نہ کر جائیں تو اس نے تمھیں پناہ دی اور اپنی مدد سے تمھاری تائید کی اور تمھیں اچھی چیزیں عنایت فرمائیں تاکہ تم قدر کرو۔ اے وہ لوگو: جو ایمان لانے ہو: اللہ اور رسول اللہ کی

وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (۸ : ۲۶ - ۲۷)

خیانت اور اپنی امانتوں میں خیانت نہ کرو، حالانکہ تم علم رکھتے ہو۔

یعنی یہ نہ کرو کہ رسول کے سامنے آؤ تو اسے خوش کرنے کے لیے اظہارِ حق کرو اور خفیہ غیروں کے آگے مخالفت کرنے لگو کیونکہ یہ امانتوں کی بربادی اور خود اپنی ذات سے خیانت ہے۔

تقویٰ کی برکات

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ (۸ : ۲۹)

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، اگر تم اللہ سے ڈرو تو اللہ تمھیں ایک امتیاز عطا فرمائے گا اور تمھارے گناہوں کا تم سے کفارہ کردے گا۔ اور تمھیں ڈھانک لے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

یعنی حق و باطل کا امتیاز جس کے ذریعے سے تمھارے حق کو غلبہ عطا فرمائے گا؛ اور اس کے ذریعے سے ان لوگوں کے باطل (کی آگ) کو بجھادے گا، جنھوں نے تمھاری مخالفت کی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو اپنی وہ نعمت یاد دلائی، جو آپ پر اس وقت ہوئی، جب ان لوگوں نے آپ کے خلاف خفیہ تدبیریں کیں کہ آپ کو قتل کردیں یا قید کردیں یا جلاوطن کردیں۔

وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝ (۸ : ۳۰)

اور وہ بھی خفیہ تدبیریں کرتے ہیں اور اللہ (بھی) خفیہ تدبیریں کرتا ہے اور اللہ تو تمام خفیہ تدبیریں کرنے والوں میں سب سے بہتر خفیہ تدبیریں کرنیوالا ہے۔

یعنی میں نے ان کے مقابل اپنے اسبابِ محکمہ کے ذریعے سے ایسی خفیہ تدبیریں کیں کہ تجھے ان سے چھڑا لیا۔

قریش کی نادانی

اس کے بعد قریش کی ناتجربہ کاری، بےعقلی اور خود اپنے خلاف انصاف طلبی کی دعا کا ذکر فرماتا ہے۔

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ (۸ : ۳۲)

اور (وہ وقت یاد کرو) جب انھوں نے کہا یا اللہ اگر یہی بات حق ہو اور تیرے پاس سے آئی ہوئی ہو،

یعنی جو چیز محمد نے پیش کی ہے:

فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ (۸ : ۳۲)

تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا۔

یعنی جس طرح تُو نے لوطؑ کی قوم پر پتھر برسائے تھے۔

اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ؀ — یا کوئی تکلیف دہ عذاب ہم پر لا۔

یعنی ایسے عذابوں میں سے کوئی عذاب، جو ہم سے پہلے کی کسی قوم پر نازل فرمایا ہو۔ وہ کہا کرتے تھے: اللہ ہمیں عذاب نہیں دے گا۔ ایسی حالت میں کہ ہم اس سے مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں۔ اس نے کسی امت کو ایسی حالت میں عذاب نہیں دیا کہ اس کا نبی اسی کے ساتھ ہو، یہاں تک کہ اسے درمیان سے نکال لے۔ ان کا یہ قول اس وقت کا ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں میں تشریف فرما تھے۔ وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان لوگوں کی نادانی، بے وقوفی اور خود اپنے نفس کے خلاف حق کی فتح کے مطالبے کی یاد دلاتا ہے، جب انھیں ان کی بداعمالیوں کے برے نتیجوں کی اطلاع دی گئی تھی۔

عذاب کا استحقاق

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ؀ (۸ : ۳۳) — اور اللہ (ایسا) نہیں کہ انھیں ایسی حالت میں عذاب دیتا کہ تو ان میں تھا اور اللہ انھیں ایسی حالت میں (بھی) عذاب دینے والا نہیں کہ وہ استغفار کرتے رہیں۔

یعنی ان کے اس قول کی یاد دلا رہا ہے۔ ہم استغفار کر رہے ہیں اور محمدؐ ہمارے درمیان ہے۔

پھر فرمایا:

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ (۸ : ۳۴) — اور ان میں (ایسی) کیا بات ہے کہ اللہ انھیں عذاب نہ دے (اگرچہ تو ان کے درمیان ہو اور اگرچہ وہ استغفار کرتے رہیں، جس طرح وہ کہتے ہیں)۔

وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (۸ : ۳۴) — حالانکہ وہ مسجد حرام سے پھیرتے ہیں۔

یعنی ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور اس کی عبادت کرتے رہتے ہیں، آپ کو اور آپ کے پیرووں کو۔

وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (۸ : ۳۴) — حالانکہ وہ اس کے (حقیقی) سرپرست نہیں، اس کے (حقیقی) سرپرست تو صرف متقی لوگ ہیں۔

یعنی جو لوگ اس کے حرم کی جیسی چاہیے عظمت کرتے ہیں اور اس کے پاس اچھی طرح نماز ادا

کرتے ہیں (آپ اور وہ لوگ، جو آپ پر ایمان لائے ہیں)۔

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (۸: ۳۴) — اور لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَاءً وَّتَصْدِيَةً (۸، ۳۵) — اور اس گھر کے پاس ان کی نماز سیٹیوں اور تالیوں کے سوا کچھ نہ تھی۔

یعنی وہ مقدس گھر جس کے متعلق وہ خود اس بات کا دعویٰ رکھتے ہیں کہ اسی کے سبب سے، دشمن کی مدافعت ہوتی ہے۔

تشریح الفاظ

ابن ہشام نے کہا: مُکَاءً کے معنی (سیٹی) اور تصدیہ کے معنی تصفیق (تالی) کے ہیں۔ عنترہ بن عمرو بن شداد العبسی نے کہا ہے:

وَلَرُبَّ قِرْنٍ تَرَكْتُ مُجَدَّلًا ... تَمْكُوْ فَرِيْصَتُهُ كَشِدْقِ الْاَعْلَمِ

اور میں نے بعض مقابل والوں کو زمین پر (ایسا) پچھاڑا کہ ان کے شانوں کے گوشت سے ہونٹ کٹے اونٹ کی باچھوں کی طرح آواز نکل رہی تھی۔

شاعر کی مراد برچھی کے وار سے خون (کے سنسنانے) کی آواز ہے، جو سیٹی کی طرح نکل رہی ہو۔ یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے اور الطرماح بن حکیم الطائی نے کہا ہے:

لَهَا كُلَّمَا رِيْعَتْ صَدَاةٌ وَرَكْدَةٌ ... بِمُصْدَانِ اَعْلٰى اِبْنَيْ شَمَامِ الْبَوَائِنِ

جب کبھی وہ (جنگلی بکری) شمام (نامی پہاڑ) کی بلندیوں پر اس کے ابنی شمام (نامی) ایک دوسرے کے مقابل کے پہاڑوں کی چوٹیوں، یا محفوظ مقاموں پر بڑھنا شروع کرتی ہے تو اس سے آواز ہوتی ہے اور پھر خاموشی ہو جاتی ہے۔

اور یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔

شاعر جنگلی بکری کا بیان کر رہا ہے کہ جب بدکتی ہے تو پاؤں چٹان پر مارتی جاتی ہے، پھر سنتی ہوئی خاموش کھڑی ہو جاتی ہے۔ اس کے پاؤں کا چٹان پر پڑنا تالی کی سی آواز دیتا ہے مصدان کے معنی الحرز کے ہیں یعنی پہاڑ پر کے ایسے بلند مقامات جہاں چڑھ جانے والا محفوظ ہو جاتا ہے ابنی شمام دو پہاڑوں کے نام ہیں۔

عذاب قتل

ابن اسحاق نے کہا، یہ وہ باتیں تھیں، جن سے اللہ راضی نہ تھا اور نہ اسے پسندیدہ تھیں۔ یہ باتیں ان پر فرض کی گئی تھیں اور نہ انھیں ان کا حکم دیا گیا تھا۔

فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ○ — تو اس کفر کے عوض میں، جو تم کرتے تھے عذاب چکھو۔

یعنی قتل کا عذاب، جو بدر کے روز ان پر ڈالا گیا۔

اُمّ المؤمنین عائشہ رضہ کی روایت

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن الزبیر نے اور اس نے اپنے والد عباد سے عائشہ کی روایت بیان کی (امّ المؤمنین نے) کہا: یَاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ کے نزول اور اسی سورت میں اللہ تعالیٰ کے اس قول:

وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا ۞ إِنَّ لَدَيْنَا أَنْكَالًا وَجَحِيمًا ۞ وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا ۞

(۷۳ : ۱۱ - ۱۳)

مجھے اور آسائش میں بسر کرنے والے جھٹلانے والوں کو چھوڑ دے اور انھیں تھوڑی سی مہلت دے بے شبہ ہمارے پاس بیڑیاں یا عبرتناک سزائیں ہیں اور بھڑکتی آگ ہے اور گلے میں پھنسنے والی غذا ہے اور دردناک عذاب ہے۔

کے نزول میں تھوڑا سا وقفہ ہوا تھا کہ اللہ (تعالیٰ) نے قریش پر واقعۂ بدر کی مصیبت ڈالی۔

ابن ہشام نے کہا: "انکال" کے معنی قیود یعنی بیڑیوں کے ہیں، اس کا واحد "نکل" ہے رؤبہ بن العجاج نے کہا ہے:

يَكْفِيكَ نِكْلِي بَغْيَ كُلِّ نِكْلِ

ہر قید سے سرکشی کے لیے میرے پاس کی قید تیرے لیے کافی ہو جائے گی۔

اور یہ مصرع اس کے ایک رجز کا ہے۔

مسلمانوں سے جنگ کے ارادے

ابن اسحاق نے کہا۔ پھر فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۞ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ۞

(۸ : ۳۶)

جن لوگوں نے کفر کیا ہے، وہ اللہ کی راہ سے پھیرنے کے لیے اپنے مال خرچ کر رہے ہیں تو انھیں جلد وہ مال (اور بھی) خرچ کرنا ہوگا۔ اس کے بعد یہ خرچ کرنا ان کے لیے حسرت کا سبب ہوگا، اس پر مزید یہ کہ وہ مغلوب بھی ہوں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے۔ وہ جہنم (ایک گڑھے) میں جمع کیے جائیں گے۔

کافروں کے لیے مہلت

یعنی جو لوگ ابوسفیان یا دوسرے ارباب مال و شرف کے پاس گئے تھے اور سوال کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لیے مالی امداد دی جائے تو انھوں نے یہی کیا، پھر فرمایا:

قُلْ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا (لحربك) فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ (۸ : ۳۷)

(اے نبیؐ) ان لوگوں سے کہہ دے، جنھوں نے کفر کیا ہے کہ اگر وہ باز آجائیں تو جو کچھ گزر گیا، وہ انھیں بخش دیا جائے گا اور اگر انھوں نے (تجھ سے جنگ) دوبارہ کی تو پہلے لوگوں کا طریقہ تو (بطور نمونہ) گزر ہی چکا ہے۔

یعنی ان میں سے جو لوگ بدر میں قتل کیے گئے۔

باب ۱

سورۂ انفال کا نزول

جنگ کی غرض وغایت

پھر فرمایا:

وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ (۸ : ۳۹)

اور ان سے جنگ کرتے رہو حتیٰ کہ مذہب اسلام اختیار کرنے والوں کے لیے ایذارسانی باقی نہ رہے اور اللہ کا دین قانون جزا سب کا سب (جاری) ہو جائے۔

یعنی یہاں تک کہ کسی ایماندار کو اس کے دین سے پھیرنے کے لیے ایذا نہ دی جائے، اور اللہ کی خالص یکتائی، جس میں کسی شریک کا کوئی شائبہ نہ ہو، قائم ہو جائے۔ اللہ کے سوا جتنے ہمسر ہوں انھیں تباہ کر دیا جائے۔

بہترین محافظ اور حمایتی

فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ (۸ : ۳۹ ۔ ۴۰)

تو اگر وہ باز آ گئے تو بے شبہ اللہ ان اعمال کو، جو وہ کرتے ہیں، دیکھنے والا ہے اور اگر انھوں نے تمہارے حکم سے روگردانی کی اور اپنے اسی کفر کی طرف گئے جس پر وہ جمے ہوئے ہیں، تو اللہ تمہارا محافظ ہے۔

جس نے تمھیں عزت دی اور بدر کے روز باوجود ان کی زیادتی اور تمہاری کمی کے ان کے مقابلے میں تمہاری مدد کی:

نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ (۸ : ۴۰)

وہ کتنا بہتر محافظ اور کس قدر اچھا حمایتی ہے۔

مالِ غنیمت کی تقسیم

پھر اس نے انھیں تقسیمِ غنیمت کی اطلاع دی اور جب ان کے لیے ہر غنیمت جائز قرار دی، تو اس کے متعلق اپنے احکام بتائے اور فرمایا:

وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ

اور یہ جان لو کہ جو کچھ تم نے غنیمت میں حاصل کیا ہے، اس کا پانچواں حصہ اور رسول ؐ کا ہے اور قرابت داروں کا اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں

وَابْنِ السَّبِيْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٥ (۸ : ۴۱)

کا ہے۔ اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو اور اس چیز پر ایمان لائے ہو، جو ہم نے اپنے بندے پر امتیاز کے روز اتاری ہے، جس دن دو جماعتیں ایک دوسرے سے بھڑ گئی تھیں اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

یعنی جس روز میں نے اپنی قدرت سے حق و باطل میں امتیاز پیدا کر دیا، تمھاری اور ان کی جماعتیں ایک دوسرے سے مقابل ہو گئیں۔

نقشہ احوال بدر

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ٥ (۸ : ۴۲)

جب تم وادی کے ادھر کے کنارے تھے اور وہ وادی کے اُدھر کے کنارے تھے، مکہ کی جانب اور قافلہ تم سے نیچے کی طرف تھا۔

یعنی ابو سفیان کا قافلہ، جس کے لینے کے لیے تم نکلے تھے اور وہ اس کی حفاظت کے لیے نکلے تھے نہ تمھاری جانب سے کوئی مقام متعین کیا گیا تھا اور نہ ان کی جانب سے۔

وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِى الْمِيْعٰدِ (۸ : ۴۲)

اور اگر تم آپس میں ایک دوسرے سے وعدے بھی کرتے تو وقت و مقام کے وعدے میں ضرور کچھ نہ کچھ مختلف ہوتے

اور اگر اس مقابلے کا تعین تمھارے اور ان کے وعدوں کی بناء پر ہوتا اور اس کے بعد ان کی تعداد کی زیادتی اور اپنی تعداد کی کمی کی خبر تمھیں پہنچتی تو تم ان سے نہ بھڑتے۔

وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ٥ (۸ : ۴۲)

اور لیکن (یہ سب کچھ) اس لیے ہوا، کہ اللہ اس کام کو پورا کر دے، جو فیصلہ شدہ تھا۔

تاکہ اپنی قدرت سے وہ بات پوری کر دے جو اس کے ارادے میں تھی یعنی اسلام اور مسلمانوں کو عزت ملے۔ کفر اور کافر ذلیل ہوں۔ یہ ارادہ پورا ہو گیا۔

پھر فرمایا:

اتمام حجت

لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَىَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ط وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ

تاکہ جو بھی ہلاک ہو، وہ حجت قائم ہونے کے بعد ہلاک ہو اور جو بھی زندہ رہے، وہ حجت قائم ہونے کے بعد زندہ رہے اور اللہ بڑا سننے والا اور بہت

عَلِيمٌ ٥ (۸ : ۴۲) جاننے والا ہے۔

یعنی جو بھی شخص کفر اختیار کرے، وہ نشانیوں اور عبرتوں کو دیکھنے اور حجت قائم ہونے کے بعد ایسا کرے اور جو بھی شخص ایمان اختیار کرے، وہ اسی طرح اختیار کرے۔ اس کے بعد آپ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر اپنے مہربان ہونے اور آپ کے لیے اپنی خفیہ تدبیریں کرنے کا ذکر کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب

اس کے بعد فرمایا:

إِذْ يُرِيكَهُمُ اللَّهُ فِي مَنَامِكَ قَلِيلًا ۖ وَلَوْ أَرَاكَهُمْ كَثِيرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ ۗ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ٥ (۸ : ۴۳)

(اے نبیؐ! وہ وقت یاد کرو) جب اللہ نے تیرے خواب میں انھیں کم کر کے بتایا اور اگر تجھے ان کی تعداد بڑھا کر بتاتا تو تم لوگ کمزور پڑ جاتے اور معاملہ (جنگ) میں اختلاف کرتے، لیکن اللہ نے بچا لیا۔ بے شبہ وہ دلوں کی حالت خوب جاننے والا ہے۔

تو اللہ نے جو کچھ اس کے متعلق دکھایا، وہ ان پر اس کی نعمتوں میں سے ایک نعمت تھی، جس کے ذریعے سے مسلمانوں کو دشمن پر دلیر بنا دیا، کمزوریاں کا خیال دل سے دور کر دیا، جس میں ان کے مبتلا ہو جانے کا خوف تھا، کیونکہ جو قوتیں ان میں موجود تھیں، ان سے وہ واقف تھا۔

وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۗ (۸ : ۴۴)

اور وہ وقت یاد کرو۔ تم ایک دوسرے سے مقابل ہوئے تو تمھیں تمھاری آنکھوں میں ان کی تعداد کم بتائی اور ان کی آنکھوں میں (بھی) تمھاری تعداد کم بتائی تا کہ اللہ امر فیصل شدہ پورا کر دے۔

ثبات قدم اور ذکر اللہ

تا کہ جنگ پر دونوں متفق ہو جائیں۔ جن سے وہ انتقام لینا چاہتا تھا، انتقام پورا ہو اور اپنی حفاظت میں کے جن لوگوں پر وہ اتمام نعمت کرنا چاہتا تھا ان پر نعمت پوری ہو۔ پھر مسلمانوں کو نصیحتیں فرمائیں، سمجھایا اور جنگ میں انھیں جس راہ پر چلنا سزاوار تھا، وہ راہ انھیں بتاتے ہوئے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً (۸ : ۴۵)

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، جب تم کسی بھی جماعت کے مقابل ہو۔

یعنی راہ خدا کی جنگ میں

فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا (۸: ۴۵) — تو جمے رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو

یعنی اس کی یاد، جس کے لیے تم نے جانیں نثار کر دیں اور جو بیعت تم نے اس سے کی ہے، اس کے پورا کرنے کو یاد رکھو۔

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ (۸: ۴۵-۴۶)

تاکہ تم پھلو پھولو اور اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں کشمکش نہ کرو کہ تم کمزور ہو جاؤ گے (اور اختلاف نہ کرو کہ تمہارا معاملہ بگڑ جائے گا) اور تمہاری ہوا (جو بندھی ہے) جاتی رہے گی (تمہارا رعب زائل ہو جائیگا) اور صبر کرو، بے شبہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

یعنی اگر تم ایسا کرو گے تو میں تمہارے ساتھ ہوں۔

نمائش و غرور سے احتراز

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَاۗءَ النَّاسِ (۸: ۴۷)

اور تم ان کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں سے اکڑتے ہوئے اور لوگوں کو (اپنی شان بتاتے ہوئے نکلے ہیں۔

ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کے سے نہ ہو، جنھوں نے کہا تھا، جب تک ہم بدر نہ پہنچیں گے واپس نہ ہوں گے۔ وہاں جانور کاٹیں گے، شراب پئیں گے، گانے والی لونڈیاں گائیں بجائیں گے اور عرب ہمارے حالات سنیں گے۔ یعنی تمہارے کام دکھاوے اور شہرت کی خاطر نہ ہوں اور نہ اس لیے ہوں کہ لوگوں سے کوئی چیز حاصل کرو۔ اپنی نیتیں اللہ کے لیے خالص کرو اور (تمہارے کام) اپنے دین کی مدد اور اپنے نبیؐ کی تائید کی خاطر ہوں۔ تم اپنے کام اسی کے لیے کرو اور اس کے سوا کسی اور چیز کے طالب نہ ہو۔

پھر فرمایا:

وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ (۸: ۴۸)

اور (وہ وقت یاد کرو) جب شیطان نے ان کے کام ان کے سامنے سنوار کر پیش کیے اور کہا: آج لوگوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب نہیں (ہو سکتا)

(ابن ہشام نے کہا: اس آیت کی تفسیر گزر چکی ہے۔

اہلِ کفر کا ذکر

ابن اسحاق نے کہا: اس کے بعد اللہ نے اہلِ کفر کا ذکر فرمایا اور موت کے وقت

انھیں جس حالت کا سامنا ہوگا، پھر ان کے صفات بیان فرمائے اور اپنے نبی کو ان کے متعلق خبر دی حتیٰ کہ اس مقام پر پہنچا اور فرمایا:

فَاِمَّا تَثۡقَفَنَّهُمۡ فِى الۡحَـرۡبِ فَشَرِّدۡ بِهِمۡ مَّنۡ خَلۡفَهُمۡ لَعَلَّهُمۡ يَذَّكَّرُوۡنَ ۝ (۸ : ۵۷)

تو اب چاہیئے جیسی حالت میں انھیں پالی اسی کے مطابق سلوک کرو) اگر تم لڑائی میں انھیں موجود پاؤ تو ایسی سزا دو کہ جو لوگ ان کے پس پشت ہیں (یعنی مشرکین مکہ) انھیں بھاگتے دیکھ کر خود بھی بھاگ کھڑے ہوں اور ہو سکتا ہے کہ عبرت پکڑیں۔

یعنی انھیں ایسی سزا دے کہ وہ اپنے پیچھے والوں کے لیے عبرت کا سبب ہوں تاکہ انھیں سمجھ آئے۔

تیاری کا حکم

وَاَعِدُّوۡا لَهُمۡ مَّا اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ قُوَّةٍ وَّمِنۡ رِّبَاطِ الۡخَـيۡلِ تُرۡهِبُوۡنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمۡ (الی قوله) وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَىۡءٍ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيۡكُمۡ وَاَنۡـتُمۡ لَا تُظۡلَمُوۡنَ ۝ (۸ : ۶۰)

اور تم تیار کر رکھو ان (کے مقابلے) کے لیے سامان جنگ، جتنا تم سے ہو سکے اور پا بستہ گھوڑے، جن کے ذریعے سے تم اپنے اور اللہ کے دشمن کو ڈراتے رہو (یہاں تک کہ فرمایا) اور جو چیز بھی تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے، وہ تمھاری جانب پوری پوری پہنچا دی جائے گی اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

یعنی اللہ کے پاس آخرت میں اس کا جو اجر ہوگا اور دنیا میں اس کا فوری معاوضہ ضائع نہ جائے گا۔

صلح کا میلان

پھر فرمایا:

وَاِنۡ جَنَحُوۡا لِلسَّلۡمِ فَاجۡنَحۡ لَهَا (۸ : ۶۱)

اور اگر وہ صلح کی جانب مائل ہوں تو تو بھی اس کی جانب مائل ہو جا۔

یعنی اگر وہ اسلام اختیار کرنے کے لیے صلح کی دعوت دیں تو اس شرط پر ان سے صلح کرلے۔

وَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ‌ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ۝ (۸ : ۶۱)

اور اللہ پر بھروسا کر، اللہ تیرے لیے کافی ہے بے شبہ اللہ تو بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔

تشریح الفاظ

ابن ہشام نے کہا: جنحو للسلم کے معنی مالوا الیك لِلسلم ہیں یعنی صلح کے لیے تیری طرف مائل ہوں۔ الجنوح کے معنی المیل کے ہیں۔ لبید بن ربیعہ نے کہا ہے:

جُنُوحَ الهَالِكِيِّ عَلَى يَدَيْهِ ‏ ‏ ‏ ‏ مُكِبًّا يَجْتَلِي نُقَبَ النِّصَالِ

(وہ اس طرح جھکا ہوا ہے) جس طرح صیقل کرنے والا تیر کا زنگ دور کر کے اسے جلا دینے کے لیے سر نیچے کیے ہوئے اپنے ہاتھوں پر جھکا رہتا ہے۔

اور یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔ شاعر کی مراد وہ صیقل کرنے والا ہے، جو اپنے کام پر جھکا رہتا ہے النقب کے معنی "تلوار کے زنگ" کے ہیں یجتلی کے معنی "تلوار کو جلا دینا" ہے اور السلم کے معنی صلح کے ہیں۔ اللہ کی کتاب میں ہے:

فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ ‏ ‏ ‏ ‏ تو تم کمزور نہ ہو جاؤ اور صلح کے طالب نہ بنو تمھیں برتر رہو گے۔

اور ایک قرأت میں إِلَى السِّلْمِ آیا ہے اور وہ بھی انھیں معنی میں ہے۔ زہیر بن ابی سلمی نے کہا:

وَقَدْ قُلْتُمَا إِنْ نُدْرِكِ السِّلْمَ وَاسِعًا ‏ ‏ ‏ ‏ بِمَالٍ وَمَعْرُوفٍ مِنَ الْقَوْلِ نَسْلَمِ

حالانکہ تم نے تو کہا تھا کہ اگر وسعت مال اور رواج کے مطابق شرطوں سے ہمیں صلح حاصل ہو تو ہم صلح کر لیں گے۔

اور یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے:

ابن ہشام نے کہا: مجھے حسن بن ابی الحسن البصری کی روایت پہنچی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے وَإِنْ جنحوا للسلم کے معنی للسلام کے ہیں اور اللہ کی کتاب میں ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً ‏ ‏ ‏ ‏ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم سب کے سب اسلام میں داخل ہو جاؤ۔

بعض نے فِي السَّلْمِ پڑھا ہے اور اس سے مراد اسلام ہی ہے امیہ بن ابی الصلت نے کہا ہے:

فَمَا أَنَابُوا لِسَلْمٍ حِينَ تُنْذِرُهُمْ ‏ ‏ ‏ ‏ رُسُلُ الْإِلٰهِ وَمَا كَانُوا لَهُ عَضُدًا

جب اللہ کے رسول انھیں ڈراتے ہیں تو وہ اسلام کی طرف رجوع نہیں ہوتے اور اس کی قوت بازو نہیں بنتے۔

یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔ جو ڈول لمبا بنایا جاتا ہے، اسے عرب سلم کہتے ہیں۔ بنی قیس بن ثعلبہ کا ایک شخص طرفہ بن العبد نامی اپنی اونٹنی کی تعریف میں کہتا ہے۔

لَهَا مِرْفَقَانِ أَفْتَلَانِ كَأَنَّمَا ‏ ‏ ‏ ‏ تَمُرُّ بِسَلْمَيْ دَالِجٍ مُتَشَدِّدِ

اس لا ونٹنی کے اگلے پاؤں کے دونوں جوڑ اس طرح مڑے ہوئے ہیں، گویا وہ

باولی سے پانی لا کر حوض میں ڈالنے والے اور سخت کوشش کرنے والے کے دو ڈول لیکر گزر رہی ہے۔ جس طرح کم فاصلے پر پانی لے جانے والا زیادہ پانی لے جاتے کے لیے بھرے ہوئے دو دو ڈول لے جاتا ہے اور اسے اپنے پیروں سے نہ لگنے کے لیے دور رکھتا ہے، اسی طرح اس کے پاؤں کے دونوں جوڑ باہر کی جانب نکلے ہوئے ہیں۔
بعض روایتوں میں دالج آیا ہے اور یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔

فریب کا اندیشہ

وَاِنۡ یُّرِیۡدُوۡۤا اَنۡ یَّخۡدَعُوۡكَ فَاِنَّ حَسۡبَكَ اللّٰهُ (۸ : ۶۲)

اور اگر وہ چاہیں کہ تجھے دھوکا دیں تو بے شبہ تیرے لیے اللہ کافی ہے۔

یعنی اس دھوکے سے بچاؤ کے لیے اللہ موجود ہے (ان کی فریب دہی کے بعد خدائی تدبیریں بھی ہیں)

هُوَ الَّذِیۡۤ اَیَّدَكَ بِنَصۡرِهٖ وَ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۙ وَ اَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ ؕ لَوۡ اَنۡفَقۡتَ مَا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا مَّاۤ اَلَّفۡتَ بَیۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیۡنَهُمۡ ؕ اِنَّهٗ عَزِیۡزٌ حَكِیۡمٌ ۝ (۸ : ۶۳)

وہی تو ہے جس نے اپنی مدد سے تجھے قوی کر دیا ضعف کے بعد اور ایمانداروں (کی مدد) سے اور ان کے دلوں میں محبت پیدا کر دی اگر جو کچھ زمین میں ہے اگر تو وہ سارے کا سارا خرچ کر دیتا تو بھی ان کے دلوں میں محبت نہ پیدا کر سکتا، لیکن اللہ نے ان میں محبت پیدا کر دی اپنے دین کے ذریعے سے جس پر ان سب کو جمع کر دیا ہے۔ بے شبہ وہ غالب حکمت والا ہے۔

مسلمانوں کی شانِ شجاعت

پھر فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسۡبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۝ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ عَلَی الۡقِتَالِ ؕ اِنۡ یَّكُنۡ مِّنۡكُمۡ عِشۡرُوۡنَ صٰبِرُوۡنَ یَغۡلِبُوۡا مِائَتَیۡنِ ۚ وَ اِنۡ یَّكُنۡ مِّنۡكُمۡ مِّائَةٌ یَّغۡلِبُوۡۤا اَلۡفًا مِّنَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا بِاَنَّهُمۡ قَوۡمٌ لَّا یَفۡقَهُوۡنَ ۝ (۸ : ۶۴-۶۵)

اے نبی اللہ تیرے لیے کافی ہے اور ان مومنوں کے لیے بھی جنہوں نے تیری پیروی اختیار کی ہے اے نبی! ایمانداروں کو جنگ کرنے کی ترغیب دے اگر تم میں سے صبر کرنے والے بیس ہوں تو وہ سو پر غالب رہیں گے اور اگر تم میں سے سو ہوں تو جن لوگوں نے کفر کیا ہے، ان میں سے ہزار پر غالب رہیں گے، کیونکہ وہ سمجھ کے بیٹھے ہیں۔

یعنی ان کی جنگ کسی خاص نیت سے نہیں، نہ کسی حق بات کے لیے ہے اور نہ بھلائی برائی کی تمیز پر مبنی ہے۔

کم سے کم درجہ شجاعت

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عبد اللہ بن نجیح نے اُس نے عطا بن ابی رباح سے عبد اللہ بن عباسؓ کی روایت بیان کی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں کو بہت بار معلوم ہوا اور بیس کا دو سو سے اور سو کا ہزار سے جنگ کرنا انھیں (بڑا سخت) معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر تخفیف کردی اور دوسری آیت نے اسے منسوخ کر دیا، اس کے بعد فرمایا:

اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ۚ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ (۸ : ۶۶)

اب اللہ نے تم پر تخفیف کردی اور اس نے معلوم کر لیا ہے کہ تم میں ایک طرح کی کمزوری ہے اس لیے اگر تم میں سے صبر کرنے والے سو ہوں تو وُہ دو سو پر غلبہ حاصل کریں اور اگر تم میں سے ہزار ہوں تو وہ بحکم الٰہی دو ہزار پر غالب رہیں۔

کہا: اس کے بعد ان کی یہ حالت رہی کہ اگر دشمن کی تعداد کے نصف ہوتے تو سمجھتے تھے کہ ان سے بھاگنا سزاوار نہیں۔ جب اس سے بھی کم ہوتے تو سمجھتے تھے، ان سے جنگ کرنا واجب نہیں اور ان کے مقابلے سے ہٹ جانا جائز ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا: اس کے بعد اللہ نے دشمن کو قید کرنے اور غنیمت کے لینے کے متعلق ناراضی ظاہر فرمائی اور آپ سے پہلے انبیاء میں سے کسی نبی نے دشمن میں سے غنیمت حاصل کر کے نہیں کھائی۔

پانچ خاص عطیے

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا وَاُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تُحْلَلْ لِنَبِيٍّ كَانَ قَبْلِيْ وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ خَمْسٌ لَمْ يُؤْتَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِيْ۔

مجھے رُعب کے ذریعے سے مدد دی گئی اور زمین میرے لیے سجدہ گاہ اور پاک بنادی گئی اور مجھے کثیر معانی کا جامع کلام عطا فرمایا گیا اور غنیمتیں میرے لیے جائز کردی گئیں اور میرے پہلے کسی نبی کے لیے جائز نہیں کی گئیں اور مجھے شفاعت عطا فرمائی گئی۔ یہ پانچ چیزیں مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔

دنیا نہیں آخرت

ابن اسحٰق نے کہا: پھر فرمایا:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ (ای قبلك) أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرٰى (من عدوه) حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ (۸ : ۶۷)

کسی نبی کو حق نہ تھا (آپ سے پہلے) کہ اس کے پاس (دشمن) قیدی بنے رہیں، یہاں تک کہ وہ زمین میں خوب خونریزی نہ کرے۔

یعنی دشمنوں کو خوب قتل نہ کر لے حتّٰی کہ انھیں اس سرزمین سے جلا وطن کر دے۔

تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ (۸ : ۶۷)

تم دنیوی ساز و سامان چاہتے ہو۔

یعنی لوگوں کو قید کر کے ان کے فدیے کی رقم کے طالب ہو۔

وَاللّٰهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ (۸ : ۶۷)

اور اللہ تو انجام (کی درستی) چاہتا ہے

یعنی ان کا قتل تاکہ جس دین کا غلبہ وہ چاہتا ہے، اس کا غلبہ ہو جس کے ذریعے سے آخرت حاصل کی جاتی ہے

مالِ غنیمت

لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ (ای من الاسارٰی والمغانم) عَذَابٌ عَظِيمٌ (۸ : ۶۸)

اگر سابقہ نوشتہ الٰہی نہ ہوتا تو جو کچھ تم نے (قیدی گرفتار کیے اور غنیمتوں کا مال، حاصل کیا) اس کے متعلق تمھیں ضرور دردناک عذاب چھو لیتا۔

یعنی اگر یہ میری عادت سابقہ نہ ہوتی کہ میں بغیر کسی بات کی ممانعت کے پہلے ہی سے عذاب نہیں دیا کرتا تو ضرور تمھیں اس کیے پر عذاب دیتا۔ یعنی اللہ نے انھیں منع نہیں فرمایا تھا۔ پھر آپ کے لیے اور آپ کی امت کے لیے اپنی رحمت سے مالِ غنیمت جائز کر دیا۔ پھر فرمایا:

فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ (۸ : ۶۹)

لہٰذا جو کچھ تم نے غنیمت میں حاصل کیا ہے، اس میں سے کھاؤ، اس حال میں کہ وہ حلال اور پاک ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شبہ اللہ بڑا ڈھانک لینے والا اور بڑا مہربان ہے۔

مسلمانوں میں اتّحاد و اتفاق

اس کے بعد فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ مِّنَ الْأَسْرٰى ۙ إِنْ يَعْلَمِ اللّٰهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّا أُخِذَ مِنْكُمْ

اے نبی! ان لوگوں سے کہہ دے جو تم میں سے کسی کے ہاتھ میں بطور قیدی کے ہوں کہ اللہ تمھارے دلوں میں کوئی بھلائی دیکھے گا، تو اس سے بہتر چیز

وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (۸ : ۷۰)

عطا فرمائے گا جو تم سے لی گئی ہے اور اللہ غلطیوں کو بہت ڈھانک لینے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔

مسلمانوں کو آپس میں قرابت دارانہ تعلقات رکھنے کی ترغیب دی۔ مہاجرین وانصار میں دینی رشتہ داری قائم فرمادی۔ اسی طرح کافروں کے درمیان ایک دوسرے سے محبت قرار دی اور فرمایا:

اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِى الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ○ (۸ : ۷۳)

اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا۔

یعنی اگر ایماندار، دوسروں کو چھوڑ کر آپس میں رشتہ و تعلق پیدا نہ کریں گے۔ اگرچہ دوسرے خونی رشتہ دار ہی ہوں تو دنیا میں فتنہ وفساد پیدا ہو جائے گا۔ حق و باطل میں امتیاز باقی نہ رہے گا۔

مسئلہ میراث

مہاجرین وانصار کے درمیان بھائی چارا قائم کرنے کے بعد پھر میراث خونی رشتہ داروں ہی کی طرف لوٹادی اور فرمایا:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ۚ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ (۸ : ۷۵)

اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ جہاد کیا تو وہ تمہیں میں سے ہیں اور نوشتہ الٰہی کے لحاظ سے بعض رشتہ دار بعض سے زیادہ قریب ہیں، یعنی میراث کے لحاظ سے بے شبہ اللہ ہر چیز کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔

باب ۱۰۱

شرکائے بدر —— مہاجرین

بنی مطلب

ابن اسحٰق نے کہا: یہ نام ان مسلمانوں کے ہیں، جو بدر میں حاضر تھے قریش کی شاخ ہاشم بن عبد مناف (بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ) میں سے۔

۱- محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین بن عبداللہ بن عبد المطلب بن ہاشم۔

۲- اللہ اور رسول اللہ کے شیر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حمزہؓ بن عبد المطلب بن ہاشم

۳- علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم۔

۴- زید بن حارثہ (بن شرحبیل بن کعب بن عبد العزیٰ بن امراء القیس الکلبی) جن پر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انعام فرمایا تھا۔

ابن ہشام نے کہا: زید بن حارثہ بن شرحبیل بن کعب بن عبد العزیٰ بن امراء القیس بن عامر بن النعمان بن عامر بن عبد ود بن عوف بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عُذر بن زید اللہ بن رُفیدہ بن ثور بن کعب بن وبرہ۔

۵- ابن اسحٰق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ انسہ۔

۶- اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ ابو کبشہ۔

ابن ہشام نے کہا: انسہ حبشی اور ابو کبشہ فارسی تھے۔

۷- ابن اسحٰق نے کہا: ابو مرثد کناز بن حصین (بن یربوع بن عمرو بن یربوع بن خرشہ بن سعد بن سعد طریف بن جلان بن غنم بن غنی بن یعصر بن سعد بن قیس بن عیلان)،

ابن ہشام نے کہا۔ کناز بن حُصَین۔

۸- ابن اسحاق نے کہا: ان کا بیٹا مرثد بن ابی مرثد، حمزہؓ بن عبد المطلب کا حلیف۔

۹- عبیدہ بن الحارث بن المطلب۔

۱۰- الطفیل بن الحارث۔

۱۱- الحصین بن الحارث۔

یہ تینوں بھائی تھے۔

۱۲۔ مسطح، جن کا نام عوف بن اثاثہ بن عباد بن المطلب تھا۔

یہ کل بارہ آدمی تھے۔

بنی عبد شمس

بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے۔

۱۔ عثمانؓ بن عفان (بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس) جو اپنی بیوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ کے پاس (تیمارداری کے لیے) رہ گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت میں سے انھیں حصّہ دیا۔ انھوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرا اجر۔ فرمایا: واجرك (ہاں، تیرا اجر بھی ثابت ہے)۔

۲۔ ابوحذیفہ بن عتبہ (بن ربیعہ بن عبد شمس)۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوحذیفہ کا نام مہشم تھا۔

۳۔ ابوحذیفہ کے آزاد کردہ سالم

ابن ہشام نے کہا: سالم جو ثبیتہ بنت یعار (بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس) کے، اس شرط سے آزاد کیے ہوئے تھے کہ انھیں ولاء حاصل نہ ہوگی۔ وہ بے یار و مددگار ہو کر ابوحذیفہ کے پاس آگئے۔ ابوحذیفہ نے انھیں متبنّٰی بنا لیا۔ بعض کہتے ہیں ثبیتہ بنت یعار ابوحذیفہ بن عتبہ کی زوجیت میں تھی، اس لیے جب اس نے سالم کو بشرطِ مذکور آزاد کیا۔ تو سالم کو مولی ابی حذیفہ کہتے تھے۔

۴۔ ابن اسحاق نے کہا: بعض کا دعویٰ ہے کہ ابوالعاص بن امیہ بن عبد شمس کے آزاد کردہ صبیح نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلنے کی تیاری کر لی تھی۔ اس کے بعد وہ بیمار ہو گئے تو ابوسلمہ بن عبدالاسد (بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم) انھیں اپنے اونٹ پر اٹھا لے گئے۔ اس کے بعد صبیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک رہے۔

بنی اسد بن خزیمہ

حلفاء بنی عبد شمس کی شاخ بنی اسد بن خزیمہ میں سے:

۱۔ عبداللہ بن جحش (بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد)۔

۲۔ عکّاشہ بن محصن (بن حرثان بن قیس بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد)۔

۳۔ شجاع بن وہب (بن ربیعہ بن اسد بن صہیب بن مالک بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد)۔

۴۔ شجاع کے بھائی عقبہ بن وہب۔
۵۔ یزید بن رقیش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد۔
۶۔ ابوسنان بن محصن بن حرثان بن قیس (عکاشہ بن محصن کے بھائی)،
۷۔ اور ان کے بیٹے سنان بن ابی سنان۔
۸۔ محرز بن نضلہ (ابن عبداللہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد)۔
۹۔ ربیعہ بن اکثم بن سخبرہ (ابن عمرو بن لکیز بن عامر غنم بن دودان بن اسد)۔

بنی کبیر کے حلیف اور بنی نوفل

حلفائے بنی کبیر بن غنم بن دودان بن اسد میں سے۔

۱۔ ثقف بن عمرو،
۲۔ مالک بن عمرو۔
۳۔ مدلج بن عمرو۔

ابن ہشام نے کہا: مدلاج بن عمرو۔
یہ تینوں بھائی تھے۔
ابن اسحاق نے کہا: یہ لوگ بنی حجر میں سے بنی سلیم والے ہیں اور ابو مخشی ان کے حلیف۔
ابن ہشام نے کہا: ابو مخشی بنی طی میں سے تھے اور ان کا نام سوید بن مخشی تھا۔
ابن اسحاق نے کہا: بنی نوفل بن عبد مناف میں سے دو شخص
۴۔ عتبہ بن غزوان (ابن جابر بن وہب بن نسیب بن مالک بن الحارث بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان)۔
۵۔ اور عتبہ بن غزوان کے آزاد کردہ خباب۔

بنی اسد بن عبد العزیٰ

بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی میں سے تین شخص۔

۱۔ الزبیر بن العوام بن خویلد بن اسد
۲۔ حاطب بن ابی بلتعہ
۳۔ حاطب کے آزاد کردہ سعد۔

ابن ہشام نے کہا: حاطب کے باپ ابی بلتعہ کا نام عمرو تھا اور وہ بنی لخم سے تھا اور سعد بنی کلب سے تھے۔

بنی عبدالدار بن قصیؔ

ابن اسحاق نے کہا: بنی عبدالدار بن قصیؔ میں سے دو شخص۔

۱۔ مصعب بن عمیر (بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصیؔ۔

۲۔ سویبط بن سعد (بن حریملہ بن مالک بن عمیلہ بن السباق بن عبدالدار۔)

بنی زہرہ

بنی زہرہ بن کلاب میں سے آٹھ شخص،

۱۔ عبدالرحمٰن بن عوف (بن عبدعوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ)

۲۔ سعد بن ابی وقاص اور ابو وقاص کا نام مالک بن اہیب بن عبد مناف بن زہرۃ تھا۔

۳۔ ان کے بھائی عمیر بن ابی وقاص۔

۴۔ ان کے حلیفوں میں سے المقداد بن عمرو (بن ثعلبۃ بن مالک بن ربیعہ بن ثمامہ بن مطرود بن عمرو بن سعد بن زہیر بن ثور بن ثعلبہ بن مالک بن الشرید بن ہزل بن فائش بن دُرَیم بن القین بن اہود بن بہراء بن عمرو بن الحاف بن قضاعۃ۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے وہیر بن ثور اور ہزل بن فاس بن ذرّ کہا ہے۔

۵۔ ابن اسحاق نے کہا: عبداللہ بن مسعود (ابن الحارث بن شمخ بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل)۔

۶۔ مسعود بن ربیعہ (ابن عمرو بن سعد بن عبدالعزیٰ بن حمالہ بن غالب بن محلّم بن عایذۃ بن سبیع بن الہون بن خزیمہ، جو القارہ سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا: القارہ لقب ہے اور انھیں کے متعلق کہا گیا ہے۔

قَدْ اَنْصَفَ الْقَارَۃَ مَنْ رَامَاھَا
وَكَانُوا رُمَاۃً۔

یعنی جس نے القارہ کا تیر اندازی سے مقابلہ کیا اس نے ان سے انصاف کا معاملہ کیا۔ یہ لوگ تیر انداز تھے۔

۷۔ ابن ہشام نے کہا: ذوالشمالین بن عبدعمرو (ابن نضلہ بن غبشان بن سُلیم بن ملکان بن افصیٰ بن حارثہ بن عمرو بن عامر، جو خزاعہ میں سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا: انھیں ذوالشمالین اس لیے کہا جاتا تھا کہ وہ بائیں ہاتھ سے کام کیا کرتے تھے اور ان کا نام عمیر تھا۔

۸۔ ابن اسحاق نے کہا: خبّاب بن الارتّ۔

ابن ہشام نے کہا: خباب بن الارت بنی تمیم میں سے تھے، ان کی اولاد بھی ہے اور وہ کوفہ میں رہتے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ خباب خزاعہ میں سے تھے۔

بنی تیم بن مرہ

ابن اسحاق نے کہا: بنی تیم بن مرہ میں سے پانچ آدمی۔

۱۔ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ۔ آپ کا نام عتیق بن عثمان (ابن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم تھا۔)

ابن ہشام نے کہا: ابوبکر کا نام عبداللہ تھا اور عتیق آپ کا لقب تھا، جو خوبصورتی اور شرافت کے سبب مشہور ہوا۔

۲۔ ابن اسحٰق نے کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ بلال رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ بنی جمح کے غلاموں میں سے تھے۔ انھیں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے امیہ بن خلف سے خریدا تھا۔ بلال رضی اللہ عنہ رباح کے بیٹے تھے، ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔

۳۔ عامر بن فہیرہ

ابن ہشام نے کہا: عامر بن فہیرہ بنی اسد کے غلاموں میں سے تھے اور سیاہ فام تھے۔ انھیں سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انھیں خریدا تھا۔

۴۔ ابن اسحاق نے کہا: صہیب بن سنان جو نمر بن قاسط میں سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا: النمر بن قاسط (بن ہنب بن افصی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار) بعض کہتے ہیں افصی بن دُعمی بن جدیلہ۔ بعض کہتے ہیں، صہیب، عبداللہ بن جُدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔ بعض کہتے ہیں، وہ رومی تھے۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ النمر بن قاسط میں سے تھے، رومیوں کے پاس قید ہو گئے تھے اور انھیں رومیوں ہی سے خریدا گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے حدیث کی گئی ہے کہ صُہَیْبٌ سَابِقُ الرُّوْمِ صہیب تمام رومیوں پر سبقت رکھتے ہیں۔

۵۔ ابن اسحاق نے کہا: طلحہ بن عبیداللہ (بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم) یہ شام کے رہنے والے تھے۔ بدر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی واپسی کے بعد آئے اور آپ سے گفتگو کی تو آپ نے انھیں بھی (غنیمت بدر میں سے) حصہ عنایت فرمایا۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم! مجھے بھی اجر ملے گا، فرمایا تمھارا اجر بھی ثابت ہے۔

بنی مخزوم

ابن اسحاق نے کہا:

بنی مخزوم بن مرہ میں سے پانچ آدمی۔

۱۔ ابوسلمہ بن عبدالاسد اور ابوسلمہ کا نام عبداللہ بن عبدالاسد ابن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم) تھا۔

۲۔ شماس بن عثمان (بن الشرید بن سوید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم)۔

ابن ہشام نے کہا: شماس کا نام عثمان تھا۔ شماس ان کا نام اس وجہ سے پڑ گیا کہ وہ (شماس) زمانۂ جاہلیت میں مکّہ آیا تھا اور بہت خوبصورت تھا۔ لوگ اس کی خوب صورتی دیکھ کر حیران ہو گئے تو عتبہ بن ربیعہ نے، جو شماس کا ماموں تھا، کہا کہ میں تمھارے پاس اس سے زیادہ خوب رُو شماس کو لاتا ہوں اور اپنے بھانجے عثمان بن عثمان کو لایا تو ان کا نام شماس مشہور ہو گیا۔ اس کا ذکر ابن شہاب الزہری وغیرہ نے کیا ہے۔

۳۔ ابن اسحٰق نے کہا: ارقم بن ابی الارقم۔ ابو الارقم کا نام عبد مناف بن اسد تھا۔ اسد کی کنیت، ابو جُندب تھی۔ وہ عبد اللہ بن عمر بن مخزوم کا بیٹا تھا۔

۴۔ عمار بن یاسر۔

ابن ہشام نے کہا: عمار بن یاسر عنسی مذحج کی شاخ میں سے تھے۔

۵۔ ابن اسحٰق نے کہا: معتب بن عوف بن عامر بن فضل بن عفیف بن کلیب بن حبیشہ بن سلول بن کعب بن عمرو (۱)۔ بنی مخزوم کے حلیف تھے اور تھے بنی خزاعہ میں سے جنھیں عیہامہ کہا جاتا تھا، وُہ یہی ہیں۔

بنی عدی بن کعب

بنی عدی بن کعب میں سے چودہ شخص:

۱۔ عمرؓ بن الخطاب بن نفیل (ابن عبد العزّیٰ بن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدیؔ)

۲۔ ان کے بھائی زیدؓ بن الخطّاب۔

۳۔ عمرؓ بن الخطّاب کے آزاد کردہ مہجع، جو یمن والوں میں سے تھے۔ بدر کے روز دونوں صفوں کے درمیان مسلمانوں میں سے جو سب سے پہلے شہید ہوئے، وُہ یہی تھے۔ انھیں تیر لگا تھا۔

ابن ہشام نے کہا: مہجع بنی عک بن عدنان میں سے تھے۔

۴۔ ابن اسحٰق نے کہا: عمرو بن سُراقہ بن المعتمر (ابن انس بن اذاۃ بن عبد اللہ بن قرط بن ریاح بن رزاح بن عدی)۔

۵۔ اور ان کا بھائی عبد اللہ بن سراقہ۔

۶۔ واقد بن عبد اللہ (ابن عبد مناف بن عرین بن ثعلبہ بن یربوع بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم) جو ان کے حلیف تھے۔

۷۔ خولی بن ابی خولی۔

۸۔ اور مالک بن ابی خولی، ان کے دونوں حلیف۔

ابن ہشام نے کہا: ابو خولی بنی عجل (بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل) میں سے تھے۔

۹۔ ابن اسحاق نے کہا۔ عامر بن ربیعہ، جو آل الخطاب کے حلیف عنز بن وائل میں سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا: عنز بن وائل بن قاسط بن ہنب بن افصی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار (بعض کہتے ہیں، افصی بن دعمی بن جدیلہ)

۱۰۔ ابن اسحاق نے کہا، عامر بن البکیر (بن عبد یالیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث) میں سے۔

۱۱۔ عاقل بن البکیر

۱۲۔ خالد بن البکیر

۱۳۔ اور ایاس بن البکیر، بنی عدی بن کعب کے حلیف

۱۴۔ سعید بن زید بن (عمرو بن نفیل بن عبد العزیٰ بن عبد اللہ بن قرط بن ریاح بن رزاح بن عدی بن کعب۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدر سے واپس ہوتے کے بعد یہ شام سے آئے اور آپ سے عرض کی تو آپ نے انھیں (غنیمتِ بدر) میں سے حصہ عنایت فرمایا، انھوں نے عرض کی، یا رسول اللہ مجھے بھی اجر ملے گا؟ فرمایا: ہاں اجر بھی۔

بنی جمح اور بنی سہم — بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے پانچ شخص

۱۔ عثمان بن مظعون (بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح)۔

۲۔ ان کے بیٹے السائب بن عثمان۔

۳۔ قدامۃ بن مظعون۔

۴۔ اور عبد اللہ بن مظعون

یہ دونوں عثمان بن مظعون کے بھائی تھے۔

۵۔ مَعْمَر بن الحارث بن مَعْمَر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح۔

بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے ایک شخص۔

۶۔ خنیس بن حذافہ (بن قیس بن عدی بن سہم)

بنی مالک بن حسل — بنی عامر بن لوی کی شاخ بنی مالک بن حسل بن عامر میں سے پانچ شخص،

۱۔ ابو سبرۃ بن ابی رُہم بن عبدالعزّٰی بن ابی قیس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل۔

۲۔ عبداللہ بن مخرمہ بن عبدالعزّٰی بن ابی قیس بن عبد ود بن نصر بن مالک۔

۳۔ عبداللہ بن سہل بن عمرو عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل۔ یہ اپنے باپ سہیل بن عمرو کے ساتھ نکلے تھے۔ جب لوگ بدر میں آکر اترے تو یہ بھاگ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے اور آپ کے ساتھ جنگِ بدر میں شریک ہوئے۔

۴۔ سہیل بن عمرو کے آزاد کردہ عمیر بن عوف۔

۵۔ اور ان کے حلیف سعد بن خولہ۔

ابن اسحاق نے کہا: سعد بن خولہ یمن کے تھے۔

غرض جملہ مہاجرین، جو بدر میں حاضر تھے اور جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حصّہ اور اجر عطا فرمایا، وہ سب تراسی تھے۔

ابن ہشام نے کہا: ابن اسحاق کے سوا دوسرے بہت سے اہلِ علم سے بدری مہاجرین میں بنی عامر بن لؤی میں سے وہب بن ابی سرح اور حاطب بن عمرو کا اور بنی الحارث بن فہر میں سے عیاض بن ابی زہیر کا بھی ذکر کیا ہے (گویا ان تینوں کو بھی شامل کر لیا جائے تو مہاجرین ۸۶ بنیں گے)۔

باب ۱۰۳

شرکائے بدر ——— اوس

بنی عبدالاشہل

ابن اسحاق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمان انصار اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی عبدالاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے پندرہ شخص۔

۱۔ سعد بن معاذ (بن النعمان بن امراء القیس بن زید بن عبدالاشہل)۔

۲۔ عمرو بن معاذ بن النعمان۔

۳۔ الحارث بن انس (بن رافع بن امراء القیس)۔

۴۔ الحارث بن اوس (بن معاذ بن النعمان)۔

۵۔ بنی عبید بن کعب بن عبدالاشہل میں سعد بن زید (بن مالک بن عبید) بنی زعوراء بن عبدالاشہل میں سے۔

۶۔ سلمہ بن سلامہ (بن وقش زعبہ بن زعوراء)

۷۔ عباد بن بشر (بن وقش بن زعبہ بن زعوراء)

۸۔ سلمہ بن ثابت بن وقش

۹۔ رافع بن یزید (بن کرز بن سکن بن زعوراء)

۱۰۔ الحارث بن خزامہ (بن عدی بن ابی بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج) جو بنی عوف بن الخزرج میں سے بنی عبدالاشہل کے حلیف۔

۱۱۔ بنی حارثہ بن الحارث میں سے ان کے حلیف، محمد بن مسلمہ (بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن الحارثہ بن الحارث)۔

۱۲۔ بنی حارثہ بن الحارث میں سے ان کے حلیف سلمہ بن اسلم (بن حریش بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث)

ابن ہشام نے کہا: اسلم بن حریس بن عدی۔

۱۳- ابن اسحاق نے کہا: ابوالہیثم بن التیہان۔

۱۴- اور عبید بن التیہان۔

ابن ہشام نے کہا: بعض عتیک بن التیہان کہتے ہیں۔

۱۵- ابن اسحاق نے کہا: عبداللہ بن سہل۔

ابن ہشام نے کہا: عبداللہ بن سہل بنی زعوراء کے اور بعض نے کہا، غسان کے ساتھ۔

بنی سواد اور بنی رزاح

ابن اسحاق نے کہا: بنی ظفر کی شاخ بنی سواد بن کعب (اور کعب ہی کا نام ظفر ہے) میں سے دو شخص۔

۱- ابن اسحٰق نے کہا: قتادہ بن النعمان (بن زید بن عامر بن سواد)۔

۲- عبید بن اوس (بن مالک بن سواد)

ابن ہشام نے کہا: عبید بن اوس وہ ہیں، جنھیں مُقرّن کہا جاتا تھا، کیونکہ انھوں نے بدر کے روز چار قیدیوں کو ایک جگہ کر دیا تھا اور انھیں نے اس روز عقیل بن ابوطالب کو گرفتار کیا تھا۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی عبد بن رزاح بن کعب میں سے تین آدمی۔

۳- نصر بن الحارث بن عبد۔

۴- معتّب بن عبد۔

۵- اور ان کے حلیفوں میں سے بنی بلیّ کے عبداللہ بن طارق۔

بنی حارثہ اور بنی ضبیعہ

بنی حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے تین شخص۔

۱- مسعود بن سعد (بن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ)۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے مسعود بن عبد سعد کہا ہے۔

۲- ابن اسحاق نے کہا: ابوعبس بن جبر (بن عمرو بن زید بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ)۔

۳- اور ان کے حلیف بنی بلی میں سے ابوبُردہ بن نیار جن کا نام ہانی بن نیار (بن عمرو بن عبید بن کلاب بن دہمان بن غنم بن ذبیان بن ہمیم بن کاہل بن ذہل بن ہنی بن بلیّ بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ) تھا۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی عمرو بن عوف بن اوس کی شاخ بنی ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے پانچ شخص۔

۴- عاصم بن ثابت بن قیس ہی ابوالاقلح بن عصمہ بن مالک بن امتہ بن ضبیعہ تھا۔

۵- معتب بن قشیر (ملیل بن زید بن العطاف بن ضبیعہ)۔

۶- ابو ملیل بن الازعر بن زید بن العطاف بن ضبیعہ)۔

ابن ہشام نے کہا: عمیر بن معبد

۸- ابن اسحٰق نے کہا: سہل بن حنیف (بن واہب بن الحکیم بن مجدعہ بن الحارث) ابن عمرو۔ عمرو ہی وہ شخص ہے، یحزج بن حنش (ابن عوف بن عمرو بن عوف کہا جاتا تھا)

بنی امیہ بن زید

بنی امیہ بن زید بن مالک میں سے نو شخص۔

۱- مبشر بن عبد المنذر (بن زنبر بن زید بن امیہ)

۲- رفاعہ بن عبد المنذر بن زنبر۔

۳- سعد بن عبید (ابن النعمان بن قیس بن عمرو بن زید بن امیہ)۔

۴- عویم بن ساعدہ۔

۵- رافع بن عنجدہ۔

ابن ہشام نے کہا: عنجدہ ان کی ماں تھی۔

۶- ابن اسحاق نے کہا: عبید بن ابی عبید۔

۷- ثعلبہ بن حاطب۔

۸- ابو لبابہ بن عبد المنذر

۹- الحارث بن حاطب۔

آخری دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تھے۔ آپ نے ان دونوں کو واپس فرما دیا۔ ابو لبابہ کو مدینہ پر امیر مقرر فرمایا تھا اور اصحاب بدر کے ساتھ ان دونوں کو دو حصے عنایت فرمائے تھے۔

ابن ہشام نے کہا: آپ نے انھیں الروحاء سے واپس فرمایا تھا۔

نیز حاطب، عمرو بن عبید بن امیہ کا بیٹا تھا اور ابو لبابہ کا نام بشیر تھا۔

بنی عبید بن زید بن مالک

ابن اسحاق نے کہا:

بنی عبید بن زید بن مالک میں سے سات شخص۔

۱- انیس بن قتادہ (بن ربیعہ بن خالد بن الحارث بن عبید)۔

۲- ان کے حلیفوں بنی بلی میں سے معن بن عدی بن (الجد بن العجلان بن ضبیعہ)۔
۳- ثابت بن اقرام (بن ثعلبۃ بن عدی بن العجلان)۔
۴- عبداللہ بن سلمہ (بن مالک بن الحارث بن عدی بن العجلان)۔
۵- زید بن اسلم (بن ثعلبہ بن عدی بن العجلان)۔
۶- ربعی بن رافع (بن زید بن حارثہ بن الجد بن العجلان)۔
۷- اور عاصم بن عدی (بن الجد بن العجلان) نکلے تھے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں واپس فرمادیا اور اصحاب بدر کے ساتھ حصہ عطا فرمایا:

بنی ثعلبہ بن عمرو

بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے سات شخص:

۱- عبداللہ بن جبیر (بن النعمان بن امیہ بن البرک) اور البرک کا نام امراء القیس بن ثعلبہ تھا
۲- عاصم بن قیس۔
ابن ہشام نے کہا: عاصم بن قیس (بن ثابت بن النعمان بن امیہ بن امراء القیس بن ثعلبہ)۔
۳- ابن اسحاق نے کہا: ابوضیاح بن ثابت (بن النعمان بن امیہ بن امراء القیس بن ثعلبہ)۔
۴- ابوحنہ۔ ابن ہشام نے کہا: یہ ابوضیاح کے بھائی تھے۔ بعض نے ابوحبہ کہا ہے اور امراء القیس کو البرک بن ثعلبہ کہا جاتا تھا۔
۵- ابن اسحاق نے کہا: سالم بن عمیر (بن ثابت بن النعمان بن امیہ بن امراء القیس بن ثعلبہ)
ابن ہشام نے کہا: بعض نے ثابت بن عمرو بھی کہا ہے۔
۶- ابن اسحاق نے کہا: الحارث بن نعمان (بن امیہ بن امراء القیس بن ثعلبہ)۔
۷- خوات بن جبیر بن النعمان، جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب بدر کے ساتھ حصہ عطا فرمایا:

بنی جحجبی

بنی جحجبی بن کلفہ (بن عوف بن عمرو بن عوف) میں سے دو شخص۔

۱- منذر بن محمد ابن عقبہ بن احیحہ بن الجلاح بن الحریش بن جحجبی بن کلفہ)
ابن ہشام نے کہا: بعض نے الحریس بن جحجبی کہا ہے۔
۲- ابن اسحٰق نے کہا: ان کے حلفاء بنی انیف میں سے ابوعقیل بن عبداللہ (بن ثعلبۃ بن تیحان

بن عامر بن الحارث بن مالک بن عامر بن اُنیف بن جُشم بن عبداللہ بن تیم بن اراش بن عامر بن عمیلہ بن قسمیل بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ)۔

بنی غنم بن السّلم

ابن اسحاق نے کہا: بنی غنم بن السّلم بن امراء القیس بن مالک بن الاوس میں سے پانچ آدمی۔

۱- سعد بن خیثمہ (بن الحارث بن مالک بن کعب بن النحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم)۔

۲- منذر بن قدامہ بن عرفجہ

۳- مالک بن قدامہ بن عرفجہ۔

ابن ہشام نے کہا: عرفجہ بن کعب (بن النحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم)

۴- ابن اسحاق نے کہا: الحارث بن عرفجہ۔

۵- اور بنی غنم کے آزاد کردہ تمیم۔

ابن ہشام نے کہا: تمیم سعد بن خیثمہ کے آزاد کردہ تھے۔

بنی معاویہ بن مالک

ابن اسحاق نے کہا: بنی معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے تین آدمی۔

۱- جبر بن عتیک (بن الحارث بن قیس بن ہیشہ بن الحارث بن امیہ بن معاویہ)۔

۲- مالک بن نمیلہ، ان کے حلیف بنی مزینہ میں سے۔

۳- اور ان کے حلیف بنی بلی کے النعمان بن عصر

غرض اوس میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر میں جو شریک رہے اور جنہیں آپ نے حصہ اور اجر عطا فرمایا، وہ اکسٹھ آدمی تھے۔

باب ۱۰۳

شرکائے بدر ——— خزرج

بنی امراء القیس

ابن اسحاق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمان انصار الخزرج بن الحارث بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی الحارث بن الخزرج کے قبیلہ بنی امراء القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج میں سے چار شخص۔

۱۔ خارجہ بن زید (بن ابی زہیر بن مالک بن امراء القیس)۔

۲۔ سعد بن ربیع (بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امراء القیس)۔

۳۔ عبداللہ بن رواحہ (بن ثعلبہ بن امراء القیس بن عمرو بن امراء القیس)۔

۴۔ خلاد بن سوید (بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امراء القیس)۔

بنی زید اور بنی عدی

بنی زید بن مالک بن ثعلبۃ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج میں سے دو شخص۔

۱۔ بشیر بن سعد (بن ثعلبہ بن خلاس بن زید)۔

۲۔ سماک بن سعد (برادر بشیر)

بنی عدی بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج میں سے تین آدمی۔

۳۔ سبیع بن قیس (بن عیشہ بن امیہ بن مالک بن عامر بن عدی)۔

۴۔ عباد بن قیس بن عَیشہ (برادر سبیع)

ابن ہشام نے کہا، بعض نے قیس بن عبسہ بن امیہ کہا ہے۔

۵۔ ابن اسحاق نے کہا: عبداللہ بن عبس۔

بنی احمر، بنی جشم، بنی زید

بنی احمر بن حارثہ بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج میں سے ایک ہی شخص۔

۱۔ یزید بن الحارث (بن قیس بن مالک بن احمر) انھیں کو ابن فُسحم بھی کہا جاتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: فُسحم ان کی والدہ کا نام ہے اور وہ بنی القین بن جسر کی عورت تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا: بنی جشم بن الحارث بن الخزرج اور زید ابن الحارث بن الخزرج میں سے جو توام تھے، چار شخص۔

۲۔ خُبَیب بن اساف (بن عتبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم۔

۳۔ عبداللہ بن زید (بن ثعلبہ بن عبدربہ بن زید)۔

۴۔ حریث بن زید بن ثعلبہ (اور عبداللہ)

سفیان بن بشر کے متعلق بھی (شرکت بدر کا) دعوٰی کیا گیا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: سفیان بن نسر (ابن عمرو بن الحارث بن کعب بن زید)۔

بنی جدارہ اور بنی ابجر

ابن اسحاق نے کہا: بنی جدارہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج میں سے چار آدمی۔

۱۔ تمیم بن یعار (بن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ)۔

۲۔ بنی حارثہ میں سے عبداللہ بن عُمیر۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے عبداللہ بن عمیر (بن عدی بن امیہ بن جدارہ کہا ہے۔

۳۔ ابن اسحاق نے کہا: زید بن المزین (ابن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ، ابن ہشام نے کہا: زید بن المری)۔

۴۔ ابن اسحاق نے کہا: عبداللہ بن عرفطہ (بن عدی بن امیہ بن جدارہ)۔

بنی الابجر میں سے جنھیں بنو خدرہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج بھی کہتے ہیں، ایک شخص۔

۵۔ عبداللہ بن ربیع بن قیس بن عمرو بن عباد بن الابجر۔

بنی عوف وجزء

بنی عوف بن الخزرج کی شاخ بنی عبید بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف بن الخزرج میں سے جنھیں بنو الحبلی بھی کہتے ہیں، دو شخص۔

ابن ہشام نے کہا: الحبلی کا نام سالم بن غنم بن عوف تھا، اس کا پیٹ بڑا ہونے کے سبب سے الحبلی مشہور ہوگیا۔

۱۔ عبداللہ بن عبداللہ (بن ابی بن مالک بن الحارث بن عبید) جو ابن سلول کے نام سے مشہور تھا۔ سلول ایک عورت کا نام تھا، جو ابی کی ماں تھی۔

۲۔ اوس بن خولی بن عبداللہ بن الحارث بن عبید۔

بنی جزء بن عدی (بن مالک بن سالم بن غنم) میں سے چھ شخص۔

۳- زید بن ودیعہ (ابن عمرو بن قیس بن جزء)

۴- بنی عبد اللہ بن غطفان میں سے ان کے حلیف عقبہ بن وہب بن کلدہ۔

۵- رفاعہ بن عمرو (ابن زید بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن سالم بن غنم)۔

۶- ان کے حلیف عامر بن سلمہ بن عامر یمن والے۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے عمرو بن سلمہ کہا ہے اور وہ بنی بلی شاخ قضاعہ میں سے تھے۔

۷- ابن اسحٰق نے کہا: ابو خمیصہ معبد بن عباد (ابن قشیر بن المقدم بن سالم بن غنم)۔

ابن ہشام نے کہا: معبد بن عباد بن قشعر بن القدم اور بعض نے کہا: عبادہ بن قیس بن القدم۔

۸- ابن اسحاق نے کہا: ان کے حلیف عامر بن البکیر۔

ابن ہشام نے کہا: عامر بن العکیر اور بعض عاصم بن العکیر کہتے ہیں۔

بنی سالم، بنی اصرام، بنی دعد

ابن اسحٰق نے کہا: بنی سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کی شاخ بنی العجلان بن زید بن غنم بن سالم میں سے ایک شخص

۱- نوفل بن عبد اللہ بن نضلہ بن مالک بن العجلان۔

بنی اصرام بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف میں سے دو شخص۔

ابن ہشام نے کہا: یہ غنم بن عوف ہے، جو سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کا بھائی ہے غنم بن سالم وہ ہے جس کے متعلق اس سے پہلے ابن اسحاق نے کہہ دیا ہے۔

۲- عبادہ بن الصامت (ابن قیس بن اصرام)۔

۳- اوس بن الصامت (برادر عبادہ)۔

بنی دعد بن فہر بن ثعلبہ بن غنم میں سے ایک شخص۔

۴- النعمان بن مالک بن ثعلبہ بن دعد۔ یہ النعمان وہ ہیں جنہیں قوقل کہا جاتا تھا۔

بنی قریوش، بنی مرضخہ، بنی لوذان

بنی قریوش بن غنم بن امیہ بن لوذان بن سالم میں سے ایک شخص۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے قریوس بن غنم کہا ہے۔

۱- ثابت بن ہزال بن عمرو بن قریوش۔

بنی مرضخہ بن غنم میں سے ایک شخص ابن سالم۔

۲- مالک بن الدخشم بن مرضخہ۔

ابن ہشام نے کہا: مالک بن الدخشم بن مالک بن الدخشم بن مرضخہ۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی لوذان بن سالم میں سے تیس آدمی۔

۳- ربیع بن ایاس (ابن عمرو بن غنم بن اُمیہ بن لوذان)۔

۴- ورقہ بن ایاس (برادر ربیع)

۵- ان کے حلیف عمرو بن ایاس یمن والے۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے کہا، عمرو بن ایاس ربیع اور ورقہ کے بھائی تھے۔

بنی غصینہ

ابن اسحاق نے کہا: ان کے حلیف بنی بلی کی شاخ بنی غصینہ میں سے پانچ شخص۔

ابن ہشام نے کہا: غصینہ ان کی ماں تھی اور ان کے باپ کا نام عمرو بن عمارہ تھا۔

۱- المجذر بن ذیاد (ابن عمرو بن زمزمہ بن عمرو بن عمارہ بن مالک بن غصینہ) ابن عمرو بن بُتیرہ بن مشنو بن قسر بن تیم بن اراش بن عامر بن عمیلہ بن قسمیل بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے تیم بن اراش کو تمیم بن ارشہ اور فران بن بلی کو فاران بن بلی کہا ہے۔ المجذر کا نام عبد اللہ ہے۔

۲- ابن اسحٰق نے کہا، عبادہ بن الخشخاش (ابن عمرو بن زمزمہ)

۳- نحاب بن ثعلبہ (ابن خزمہ بن اصرام بن عمرو بن عمارہ)

ابن ہشام نے کہا: بعض نے نحاث بن ثعلبہ کہا ہے۔

۴- ابن اسحاق نے کہا: عبد اللہ بن ثعلبہ (ابن خزمہ بن اصرام اور ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ بنی بہراء میں ان کے حلیف عتبہ بن ربیعہ (ابن خالد بن معاویہ) بھی بدر میں حاضر تھے۔

ابن ہشام نے کہا: عتبہ بن بہز بنی سُلیم میں سے ہے۔

بنی ساعدہ، بنی بدی، بنی طریف

ابن اسحاق نے کہا: بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج کی شاخ بنی ثعلبہ بن الخزرج میں ساعدہ میں سے دو شخص۔

۱- ابودجانہ (سماک) بن اوس بن خرشہ۔

ابن ہشام نے کہا: ابودجانہ سماک بن اوس بن خرشہ بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ۔

۲- ابن اسحاق نے کہا: المنذر بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ)۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے المنذر بن خنیس کہا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی البدی بن عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ میں سے

دو شخص۔

۳۔ ابو اسید مالک بن ربیعہ بن البدی۔

۴ مالک بن مسعود، وہ البدی کی طرف منسوب ہیں۔

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ مالک بن مسعود بن البدی ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی طریف بن الخزرج بن ساعدہ میں سے ایک شخص

۵۔ عبد ربہ بن حق (ابن اوس بن وقش بن ثعلبہ بن طریف)۔

جہینہ جہینہ میں سے ان کے جو حلیف تھے، ان میں سے پانچ شخص۔

۱۔ کعب بن حمار بن ثعلبہ۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے کعب بن جماز کہا ہے اور غبشان میں سے تھے۔

۲۔ ابن اسحاق نے کہا ضمرہ

۳۔ زیاد

۴۔ عمرو کے بیٹے بسیس۔

ابن ہشام نے کہا: ضمرہ اور زیاد بشر کے بیٹے تھے۔

۵۔ ابن اسحق نے کہا: بنی بلی کے عبد اللہ بن عامر۔

بنی جُشَم بنی جُشَم بن الخزرج کی شاخ بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن الخزرج کے قبیلے بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے بارہ شخص۔

۱۔ خراش بن الصِمہ (ابن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام)۔

۲۔ الحباب بن المنذر (ابن الجموح بن زید بن حرام)۔

۳۔ عمیر بن الحمام (بن الجموع بن زید بن حرام)۔

۴۔ خراش بن الصِمہ کے آزاد کردہ تمیم۔

۵۔ عبد اللہ بن عمرو (ابن حرام بن ثعلبہ بن حرام)

۶۔ معاذ بن عمرو بن الجموع۔

۷۔ مُعوّذ بن عمرو (ابن الجموع بن زید بن حرام)۔

۸۔ خلاد بن عمرو (ابن الجموع بن زید بن حرام)۔

۹۔ عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام۔

۱۰۔ ان کے آزاد کردہ حبیب بن اسود۔

۱۱۔ ثابت بن ثعلبہ (بن زید بن الحارث بن حرام) یہ وہ ثعلبہ ہیں جو الجذع کہلاتے تھے۔

۱۲۔ عمیر بن الحارث (ابن ثعلبہ بن الحارث بن حرام)۔

ابن ہشام نے کہا: یہاں جہاں جہاں الجموع آیا ہے، اس سے مراد الجموع بن زید بن حرام ہے بجز جد بن الصمہ کے کہ وہ الصمہ بن عمرو بن الجموع بن حرام ہے۔

ابن ہشام نے کہا: عمیر بن الحارث بن لبدہ بن ثعلبہ ہے۔

بنی عبید

ابن اسحٰق نے کہا: بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی خنساء بن سنان بن عبید میں سے نو آدمی۔

۱۔ بشر بن البراء بن معرور بن صخر بن مالک بن خنساء۔

۲۔ الطفیل بن مالک بن خنساء

۳۔ الطفیل بن النعمان بن خنساء

۴۔ سنان بن صیفی بن صخر بن خنساء

۵۔ عبداللہ بن الجد بن قیس بن صخر بن خنساء

۶۔ عتبہ بن عبداللہ بن صخر بن خنساء

۷۔ جبار بن صخر بن امیہ بن خنساء

۸۔ خارجہ بن حمیر۔

۹۔ عبداللہ بن حمیر، آخری دونوں اشجع (بنی دہمان) میں سے بنی عبید کے حلیف تھے۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے جبار بن صخر بن امیہ بن خناس کہا ہے۔

بنی خُناس

ابن اسحٰق نے کہا:
بنی خناس بن سنان بن عبید میں سے سات شخص۔

۱۔ یزید بن المنذر (بن سرح بن خناس)۔

۲۔ معقل بن المنذر (بن سرح بن خناس)۔

۳۔ عبداللہ بن النعمان بن بَلذمہ۔ ابن ہشام نے کہا: بعض نے بُلذُمہ اور بُلدُمہ کہا ہے۔

۴۔ ابن اسحاق نے کہا: الضحاک بن حارثہ (بن زید بن ثعلبہ بن عبید بن عدی)۔

۵- سواد بن زریق (بن ثعلبہ بن عبید بن عدی)۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے سواد بن رزن بن زید بن ثعلبہ کہا ہے۔

۶- ابن اسحاق نے کہا: معبد بن قیس (بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ) اور بعض نے بروایت ابن ہشام معبد بن قیس (بن صیفی بن صخر بن حرام بن ربیعہ) کہا ہے۔

۷- ابن اسحق: عبداللہ بن قیس (بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم)۔

بنی نعمان اور بنی سواد

بنی النعمان بن سنان بن عبید میں سے چار شخص۔

۱- عبداللہ بن عبد مناف بن النعمان۔

۲- جابر بن عبداللہ بن رئاب بن النعمان۔

۳- خلیدہ بن قیس بن النعمان۔

۴- ان کے آزاد کردہ النعمان بن سنان۔

بنی سواد بن غنم (بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی حدیدہ بن عمرو بن غنم بن سواد میں سے چار شخص۔

ابن ہشام نے کہا: عمرو بن سواد ہے، سواد کا کوئی لڑکا غنم نام کا نہ تھا۔

۵- ابوالمنذر یزید بن عامر بن حدیدہ

۶- سلیم بن عمرو بن حدیدہ۔

۷- قطبہ بن عامر بن حدیدہ۔

۸- سلیم بن عمرو کے آزاد کردہ عنترہ۔

ابن ہشام نے کہا: عنترہ بنی سلیم بن منصور کی شاخ بنی ذکوان میں سے تھے۔

بنی عدی بن نابی

ابن اسحق نے کہا: بنی عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم میں سے چھ شخص۔

۱- عبس بن عامر بن عدی

۲- ثعلبہ بن غنمہ بن عدی

۳- ابوالیسر کعب بن (عمرو بن عباد بن عمرو بن غنم بن سواد)۔

۴- سہل بن قیس (بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد)۔

۵- عمرو بن طلق (ابن زید بن امیہ بن سنان بن کعب بن غنم)۔

۶- معاذ بن جبل (بن عمرو بن اوس بن عایذ بن عدی بن کعب بن عدی بن ادی بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن الخزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر)۔

ابن ہشام نے کہا: اوس بن عباد بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی بن سعد۔

ابن اسحاق نے معاذ بن جبل کو بنی سواد میں اس لیے شمار کیا ہے کہ اگرچہ وہ ان میں سے نہ تھے لیکن رہتے انھیں میں تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا: جن لوگوں نے بنی سلمہ کے بتوں کو توڑا، وہ معاذ بن جبل، عبداللہ بن انیس اور ثعلبہ بن غنمہ (رضی اللہ عنہم) تھے، یہ سب کے سب بنی سواد بن غنم میں سے تھے۔

بنی زریق

ابن اسحٰق نے کہا: بنی زریق بن عامر بن زریق (بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج) کی شاخ بنی مخلد بن عامر بن زریق میں سے سات آدمی۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے عامر بن الازرق کہا ہے۔

۱- قیس بن محصن بن خالد بن مخلد۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے قیس بن حصن کہا ہے۔

۲- ابن اسحاق نے کہا: ابو خالد الحارث بن قیس بن خالد بن مخلد۔

۳- جبیر بن ایاس بن خالد بن مخلد۔

۴- ابو عبادہ سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد۔

۵- عقبہ بن عثمان بن خلدہ بن مخلد (برادر ابو عبادہ)۔

۶- ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ بن مخلد۔

۷- مسعود بن خلدہ بن عامر بن مخلد

بنی خالد اور بنی خلدہ

بنی خالد بن عامر بن زریق میں سے ایک صاحب:

۱- عباد بن قیس (بن عامر بن خالد)

بنی خلدہ بن عامر بن زریق میں سے پانچ شخص۔

۲- اسعد بن یزید (بن الفاکہ بن زید بن خلدہ)۔

۳- الفاکہ بن بشر (بن الفاکہ بن زید بن خلدہ)۔

ابن ہشام نے کہا: بسر بن الفاکہ۔

۴- ابن اسحٰق نے کہا: معاذ بن ماعص بن قیس بن خلدہ۔

۵- عایذ بن ماعص بن قیس بن خلدہ (برادر معاذ)۔

بنی عجلان اور بنی بیاضہ

بنی العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق میں سے: تین آدمی۔

۱- رفاعہ بن رافع بن مالک بن العجلان:

۲- خلاد بن رافع بن مالک بن العجلان (برادر رفاعہ)

۳- عبید بن زید بن عامر بن العجلان۔

بنی بیاضہ بن عامر بن زریق میں سے چھ آدمی۔

۴- زیاد بن لبید (ابن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ)۔

۵- فروہ بن عمرو (ابن وذفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ)۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے ودفہ کہا ہے۔

۶- ابن اسحاق نے کہا: خالد بن قیس (ابن مالک بن العجلان بن عامر بن بیاضہ)۔

۷- رجیلہ بن ثعلبہ (ابن خالد بن ثعلبہ بن عامر بن بیاضہ)۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے رخیلہ کہا ہے:

۸- ابن اسحاق نے کہا: عطیہ بن نویرہ (ابن عامر بن عطیہ بن عامر بن بیاضہ)۔

۹- خُلیفہ بن عدی (ابن عمرو بن مالک بن عامر بن فہیرہ بن بیاضہ)۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے علیفہ کہا ہے۔

بنی حبیب، بنی ثعلبہ، بنی عسیرہ، بنی عمرو

ابن اسحٰق نے کہا: بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جُشم بن الخزرج میں سے ایک صاحب۔

۱- رافع بن المعلا بن لوذان (ابن حارثہ بن عدی بن زید بن ثعلبہ بن زید مناۃ بن حبیب)۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی النجار تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج کی شاخ بنی غنم بن مالک بن النجار کے قبیلہ بنی ثعلبہ بن عبد عوف بن غنم میں سے ایک صاحب۔

۲- ابو ایوب خالد بن زید (ابن کلیب بن ثعلبہ)۔

بنی عسیرہ بن عبد عوف بن غنم میں سے ایک صاحب۔

۳- ثابت بن خالد (بن النعمان بن خنساء بن عسیرہ)۔
ابن ہشام نے کہا: بعض نے عسیرہ کو عشیرہ بھی کہا ہے۔
ابن اسحاق نے کہا: بنی عمرو بن عبد عوف بن غنم میں سے دو آدمی۔
۴- عُمارہ بن حزم (بن زید بن لوذان بن عمرو)۔
۵- سُراقہ بن کعب بن عبد العزّٰی بن عزیہ بن عمرو۔

بنی عبید بن ثعلبہ اور بنی عائذ

بنی عبیدہ بن ثعلبہ بن غنم میں سے دو صاحب:

۱- حارثہ بن النعمان (بن زید بن عبید)۔
۲- سُلیم بن قیس بن قہد کا نام خالد بن قیس بن عبید تھا۔
ابن ہشام نے کہا، حارثہ بن النعمان بن نفع بن زید۔
ابن اسحٰق نے کہا: بنی عائذ بن ثعلبہ بن غنم میں سے دو صاحب۔
ابن ہشام نے کہا، بعض نے عابد کہا ہے۔
۳- سہیل بن رافع (بن ابی عمرو بن عائذ)۔
۴- ان کے حلیف جہینہ کے عدی بن ابی الزغباء۔

بنی زید بن ثعلبہ اور بنی سواد

بنی زید بن ثعلبہ بن غنم میں سے تین شخص:

۱- مسعود بن اوس بن زید۔
۲- ابو خزیمہ بن اوس (بن زید بن اصرام بن زید)۔
۳- رافع بن الحارث بن سواد بن زید۔
بنی سواد بن مالک بن غنم میں سے دس آدمی۔
۴- عوف
۵- معوذ
۶- معاذ، یہ دونوں الحارث بن رفاعہ بن سواد کے بیٹے، عفراء کے بطن سے تھے۔
ابن ہشام نے کہا: عفراء بنت عبید (ابن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار) اور بعض نے رفاعہ بن الحارث بن سواد کہا ہے۔

۷- ابن اسحاق نے کہا: النعمان بن عمرو بن رفاعہ بن سواد۔ ابن ہشام نے کہا: بعض نے نعیمان کہا ہے

۸- ابن اسحٰق نے کہا: عامر بن مخلد (بن الحارث بن سواد)۔

۹- عبداللہ بن قیس (بن خالد بن خلدہ بن الحارث بن سواد)۔

۱۰- بنی اشجع میں سے ان کے حلیف، عصیمہ۔

۱۱- بنی جہینہ میں سے ان کے حلیف ودیعہ بن عمرو۔

۱۲- ثابت بن عمرو بن زید بن عدی بن سواد۔

۱۳- ان کا دعویٰ ہے کہ الحارث بن عفراء کے آزاد کردہ ابو الحمراء بھی بدری ہیں۔

ابن ہشام نے کہا: ابو الحمراء الحارث بن رفاعہ کے آزاد کردہ تھے۔

بنی عامر اور بنی عمرو بن مالک

ابن اسحاق نے کہا: بنی عامر بن مالک بن النجار (اور عامر کا نام مبذول تھا) کی شاخ بنی عتیک بن عمرو بن مبذول میں سے تین صاحب۔

۱- ثعلبہ بن عمرو (بن محصن بن عمرو بن عتیک)۔

۲- سہل بن عتیک (بن النعمان بن عمرو بن عتیک)۔

۳- اور الحارث بن الصمہ بن عمرو بن عتیک۔ مقام الروحاء میں ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حصہ عطا فرمایا۔

بنی عمرو بن مالک بن النجار۔ جو بنو حدیلہ کہلاتے ہیں، کی شاخ بنی قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار میں سے دو شخص۔

ابن ہشام نے کہا: حُدیلہ بنت مالک (بن زید اللہ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جُشم بن الخزرج)، معاویہ بن عمرو بن مالک النجار کی ماں تھی، اس لیے بنی معاویہ اسی جانب منسوب ہوتے ہیں۔

۴- ابن اسحاق نے کہا: ابی بن کعب بن قیس۔

۵- انس بن معاذ بن انس بن قیس۔

بنی عدی بن عمرو

بنی عدی بن عمرو بن مالک بن النجار میں سے تین شخص۔

ابن ہشام نے کہا: یہ لوگ بنی مغالہ بنت عوف (بن عبد مناۃ بن عمرو بن مالک بن کنانہ بن خزیمہ) ہیں۔ بعض کہتے ہیں مغالہ بنی زریق کی اور عدی بن عمرو بن مالک بن النجار کی ماں تھی، اس لیے بنی عدی اسی کی جانب منسوب ہوتے ہیں۔

۱۔ اوس بن ثابت (بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی)۔

۲۔ ابو شیخ ابی بن ثابت (بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی)۔

ابن ہشام نے کہا: ابو شیخ ابی بن ثابت، حسان بن ثابت کے بھائی ہیں۔

۳۔ ابن اسحق نے کہا: ابوطلحہ زید بن سہل (بن الاسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی۔

بنی عدی بن النجار کی شاخ بنی عدی بن عامر (بن غنم بن عدی بن النجار) میں سے آٹھ شخص۔

۴۔ حارثہ بن سراقہ (بن الحارث بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر)۔

۵۔ عمرو بن ثعلبہ (بن وہب بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر) اور اسی کی کنیت ابوحکیم تھی۔

۶۔ سلیط بن قیس (بن عمرو بن عتیک بن مالک بن عدی بن عامر)۔

۷۔ ابو سلیط جس کا نام اسیرہ بن عمرو تھا۔ عمرو کی کنیت ابو خارجہ بن قیس (بن مالک بن عدی بن عامر)۔

۸۔ ثابت بن خنساء (بن عمرو بن مالک بن عدی بن عامر)۔

۹۔ عامر بن امیہ (بن زید بن الحسحاس بن مالک بن عدی بن عامر)۔

۱۰۔ المحرز بن عامر (بن مالک بن عدی بن عامر)۔

۱۱۔ سواد بن غزیہ بن اہیب جو بنی بلی میں سے ان کے حلیف تھے۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے سواد کہا ہے۔

بنی حرام اور بنی مازن

ابن اسحاق نے کہا: بنی حرام بن جندب (بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار میں سے چار شخص۔

۱۔ ابو زید قیس بن سکن (بن قیس بن زعوراء بن حرام)۔

۲۔ ابو الاعور بن الحارث بن ظالم (بن عبس بن حرام)۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے ابو الاعور الحارث بن خالم کہا ہے۔

۳۔ ابن اسحاق نے کہا: سلیم بن ملحان۔

۴۔ حرام بن ملحان (برادر سلیم) ملحان کا نام مالک بن خالد (بن زید بن حرام) تھا۔

بنی مازن بن النجار کی شاخ بنی عوف بن مبذول (بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار) میں سے تین شخص

۵۔ قیس بن ابی صعصعہ ابو صعصعہ کا نام عمرو بن زید بن عوف تھا۔

۶۔ عبداللہ بن کعب (بن عمرو بن عوف)

۷۔ بنی اسد بن خزیمہ میں سے اس کے حلیف عصیمہ۔

بنی خنساء، بنی ثعلبہ اور بنی دینار

بنی خنساء بن مبذول (بن عمرو بن غنم بن مازن) میں سے دو شخص۔

۱۔ ابو داؤد عمیر بن عامر (بن مالک بن خنساء)۔

۲۔ سراقہ بن عمرو (بن عطیہ بن خنساء)۔

بنی ثعلبہ بن مازن النجار میں سے ایک صاحب۔

۳۔ قیس بن مخلد بن ثعلبہ (بن صخر بن حبیب بن الحارث بن ثعلبہ)۔

بنی دینار بن النجار کی شاخ بنی مسعود بن عبد الاشہل (بن حارثہ بن دینار بن النجار)۔ میں سے پانچ آدمی۔

۴۔ النعمان بن عبد عمرو بن مسعود۔

۵۔ الضحاک بن عبد عمرو بن مسعود۔

۶۔ سلیم بن الحارث (بن ثعلبہ بن کعب بن حارثہ بن دینار) جو عبد عمرو کے دونوں بیٹوں الضحاک اور النعمان کے مادری بھائی تھے۔

۷۔ جابر بن خالد بن عبد الاشہل بن حارثہ۔

۸۔ سعد بن سہیل بن عبد الاشہل۔

بنی قیس

بنی قیس بن مالک (بن کعب بن حارثہ بن دینار بن النجار) میں سے: دو آدمی۔

۱۔ کعب بن زید بن قیس۔

۲۔ ان کے حلیف بجیر بن ابی بجیر۔

ابن ہشام نے کہا: بجیر بنی عبس (بن بغیض بن ریث بن غطفان) کی شاخ بنی خزیمہ بنی رواحہ کے ہیں۔

مزید اصحاب

ابن اسحاق نے کہا، غرض بنی الخزرج میں سے بدر میں جو لوگ حاضر تھے، وہ جملہ ایک سو ستر (۱۷۰) آدمی تھے۔

ابن ہشام نے کہا: اکثر اہلِ علم کہتے ہیں کہ بنی خزرج میں سے جو اصحاب بدر میں موجود تھے، ان میں

بنی العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کے ؛ عتبان بن مالک بن عمرو بن العجلان اور ملیل بن وبرہ بن خالد بن العجلان اور عصمہ بن الحصین بن وبرہ بن خالد بن العجلان اور بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جُشم بن الخزرج کی شاخ بنی زریق کے ہلال بن المعلا بن لوذان بن حارثہ بن عدی بن زید بن ثعلبہ بن مالک بن زید مناۃ بن حبیب بھی تھے۔

ابن اسحاق نے کہا؛ غرض جملہ مسلمان، مہاجرین و انصار جو بدر میں حاضر تھے اور جنھیں حصّہ اور اجر عطا فرمایا گیا (وہ سب) تین سو چودہ آدمی تھے۔ مہاجرین میں سے تراسی (۸۳) اوس میں سے اکسٹھ (۶۱) اور خزرج میں سے ایک سو ستر (۱۷۰)۔

باب ۱۰

مسلمان شہدا اور قریش کے مقتول و اسیر

شہدائے بدر

بدر کے روز جو مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریکِ جنگ تھے ان میں سے شہدا کی تفصیل یہ ہے:

قریش کی شاخ بنی المطلب بن عبد مناف میں سے ایک صاحب عبیدہ بن الحارث بن المطلب تھے۔ انھیں عتبہ بن ربیعہ نے قتل کیا۔ عتبہ نے عبیدہ کا پاؤں کاٹ دیا تھا۔ زخم کے باعث انھوں نے مقام الصفراء میں انتقال کیا۔ بنی زہرہ بن کلاب میں سے دو شخص، عمیر بن ابی وقاص (بن اہیب بن عبد مناف ابن زہرہ) جو ابن ہشام کے قول کے مطابق سعد بن ابی وقاص کے بھائی تھے، اور ذو الشمالین بن عبد عمرو بن نضلہ بنی خزاعہ کی شاخ بنی غبشان میں سے تھے۔ وہ بنی زہرہ کے حلیف تھے۔

بنی عدی بن کعب بن لوئی میں سے دو شخص۔ عاقل بن البکیر اور یہ بنی سعد بن لیث (بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ) سے تھے اور بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے اور مِہجع عمرؓ بن الخطاب کے آزاد کردہ۔

بنی الحارث بن فہر میں سے ایک شخص، صفوان بن بیضاء انصار میں سے بنی عمرو بن عوف میں سے دو شخص، سعد بن خیثمہ اور مبشر بن عبد المنذر بن زنبیر۔ بنی الحارث بن الخزرج میں سے ایک شخص، یزید بن الحارث جو ابن فسحم کہلاتے تھے۔

بنی سلمہ کی شاخ بنی حرام بن کعب (بن غنم بن کعب بن سلمہ) میں سے ایک شخص عمیر بن الحمام۔ بنی حبیب بن عبد حارثہ (بن مالک بن غضب بن جشم) میں سے ایک شخص، رافع بن المعلا۔ بنی النجار میں سے ایک شخص۔ حارثہ بن سراقہ بن الحارث۔ بنی غنم بن مالک بن النجار میں سے دو شخص۔ عوف و معوذ۔ یہ دونوں الحارث بن رفاعہ بن سواد کے بیٹے، اور دونوں عفراء کے بطن سے تھے، جملہ آٹھ آدمی۔

مقتولین قریش، بنی عبد شمس

بدر کے روز مشرکین میں سے جو قتل ہوئے، ان کی کیفیت یہ ہے قریش کی شاخ بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے بارہ

شخص تھے

۱۔ حنظلہ بن ابی سفیان (بن حرب بن امیہ بن عبد شمس۔ بقول ابن ہشام اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ زید رضؓ بن حارثہ نے قتل کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کے قتل میں حمزہ، علی اور زید رضی اللہ عنہم مشترک تھے۔ ابن ہشام ہی نے یہ ذکر کیا ہے۔

۲۔ ابن اسحٰق نے کہا، الحارث بن الحضرمی۔

۳۔ عامر بن الحضرمی۔

دونوں حضرمی بنی عبد شمس کے حلیف تھے عامر کو عمار بن یاسر نے اور الحارث کو بقول ابن ہشام، النعمان بن عصر (اوس کے حلیف) نے قتل کیا۔

۴۔ ان کا آزاد کردہ عمیر بن ابی عمیر

۵۔ اور اس کا بیٹا۔

عمیر بن ابی عمیر کو بقول ابن ہشام ابوحذیفہ کے آزاد کردہ سالم نے قتل کیا۔

۶۔ ابن اسحٰق نے کہا: عبیدہ بن سعید (بن العاص بن امیہ بن عبد شمس) کو الزبیر بن العوام نے قتل کیا۔

۷۔ العاص بن سعید (بن العاص بن امیہ) کو علی رضؓ بن ابی طالب نے قتل کیا۔

۸۔ عقبہ بن ابی مُعیط (ابن ابی عمرو ابن امیہ بن عبد شمس، عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح نے بہ حالت اسیری قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا: بعض کہتے ہیں کہ علی رضؓ بن ابی طالب نے قتل کیا۔

۹۔ ابن اسحاق نے کہا: عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کو عبیدہ بن الحارث بن المطلب نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا: حمزہ رضؓ اور علی رضؓ نے مل کر قتل کیا۔

۱۰۔ ابن اسحاق نے کہا: شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کو حمزہ رضؓ بن عبد المطلب نے قتل کیا۔

۱۱۔ ولید بن عتبہ بن ربیعہ کو

۱۲۔ عامر بن عبد اللہ کو، جو بنی انمار بن بغیض کا حلیف تھا، علی رضؓ بن ابی طالب نے قتل کیا۔

بنی نوفل اور بنی اسد

بنی نوفل بن عبد مناف میں سے دو شخص۔

۱۔ الحارث بن عامر بن نوفل کو بعض کے بیان کے مطابق بنی الحارث بن الخزرج والے خبیب

بن اساف نے قتل کیا۔

۲۔ طعیمہ بن عدی بن نوفل کو علیؓ بن ابی طالب نے اور بعض کہتے ہیں، حمزہؓ بن عبد المطلب نے قتل کیا۔

بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی میں سے پانچ شخص۔

۳۔ زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد۔

ابن ہشام نے کہا: اسے بنی حرام والے ثابت بن الجذعؓ نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں، حمزہ، علی اور ثابت (رضی اللہ عنہم) تینوں نے مل کر قتل کیا۔

۴۔ ابن اسحاق نے کہا: الحارث بن زمعہ۔

ابن ہشام نے کہا: اسے عمارؓ بن یاسرؓ نے قتل کیا۔

۵۔ عقیل بن الاسود بن المطلب کو بقول ابن ہشام حمزہؓ اور علیؓ نے مل کر قتل کیا۔

۶۔ ابو البختری العاص بن ہشام (بن الحارث بن اسد)، کو المجذر بن ذیاد البلوی نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا: ابو البختری العاص بن ہاشم۔

۷۔ ابن اسحق نے کہا: نوفل بن خویلد بن اسد اور اسی کا نام ابن العدویہ عدی خزاعہ تھا۔ اسی نے ابو بکر الصدیقؓ اور طلحہؓ بن عبید اللہ کو، اختیار اسلام کے وقت ایک ہی رسی میں باندھ دیا تھا۔ اسی لیے ان دونوں کا نام قرینین (ایک دوسرے سے ملا کر باندھے ہوئے) پڑ گیا تھا۔ یہ شخص قریش کے شیاطین میں سے تھا: اسے علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا۔

بنی عبد الدار اور بنی تیم

بنی عبد الدار بن قصی میں سے دو شخص۔

۱۔ النضر بن الحارث (ابن کلدہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبد الدار)، کو، بعض کے بیان کے مطابق الصفراء میں علیؓ بن ابی طالب نے بہ حالت قید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا: مقام اثیل[۱] میں۔ ابن ہشام نے کہا: بعض نے النضر بن الحارث (بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف کہا ہے۔

۲۔ ابن اسحاق نے کہا: زید بن مُلَیص، جو عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن الدار کا آزاد کردہ تھا۔

ابن ہشام نے کہا: اسے ابو بکرؓ کے آزاد کردہ بلالؓ بن رباح اور زید نے قتل کیا زید بنی اذن

---

[۱] یہ مقام بدر اور صفر کے درمیان ہے۔

بن مالک بن عمرو بن تیم (میں سے تھے اور بنی عبد الدار کے حلیف تھے بعض کہتے ہیں کہ اسے المقداد بن عمرو نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا: بنی تیم بن مرہ میں سے دو شخص

۳- عمیر بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔

ابن ہشام نے کہا: اسے علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا، بعض کہتے ہیں کہ عبد الرحمٰن بن عوف نے

۴- ابن اسحاق نے کہا: عثمان بن مالک (بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب) اسے صہیب بن سنان نے قتل کیا۔

بنی مخزوم

بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ میں سے ستر آدمی۔

۱- ابو جہل بن ہشام اور اس کا نام عمرو بن ہشام (بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم) تھا معاذ بن عمرو بن الجموح نے اس کا پاؤں کاٹ ڈالا۔ عکرمہ بن ابو جہل نے معاذ پر وار کر کے ان کا ہاتھ الگ کر دیا اس کے بعد معوذ بن عفراء نے زبردست ضرب لگا کر ابو جہل کو زمین پر گرا دیا اس حالت میں چھوڑا کہ اس میں کچھ جان باقی تھی۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابو جہل کو مقتولوں میں تلاش کرو تو عبد اللہ بن مسعود نے ابو جہل کا کام تمام کر کے سر کاٹ لیا۔

۲- العاص بن ہشام بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔ اسے عمرؓ بن الخطاب نے قتل کیا۔

۳- یزید بن عبد اللہ، بنی تمیم میں سے تھا اور بنی مخزوم کا حلیف تھا۔

ابن ہشام نے کہا: وہ بنی تمیم کی شاخ بنی عمرو بن تمیم سے تھا اور بہادر تھا، اسے عمار بن یاسرؓ نے قتل کیا۔

۴- ابن اسحاق نے کہا: ابو مسافع الاشعری۔ یہ بھی بنی مخزوم کا حلیف تھا۔ اسے بقول ابن ہشام ابو دجانہ الساعدی نے قتل کیا۔

۵- حرملہ بن عمرو۔ یہ بھی حلیف تھا۔

ابن ہشام نے کہا: اسے بلحارث بن الخزرج والے خارجہ بن زید بن ابی زہیر نے بعض کہتے ہیں علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا اور حرملہ بنی اسد میں سے تھا۔

۶- ابن اسحاق نے کہا: مسعود بن ابی امیہ بن المغیرہ۔ اسے بقول ابن ہشام علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا۔

۷- ابو قیس بن الولید بن المغیرہ۔

ابن ہشام نے کہا: اسے حمزہؓ بن المطلب نے۔ بعض کہتے ہیں کہ علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا۔

۸۔ ابن اسحٰق نے کہا: ابو قیس بن الفاکہ بن المغیرہ۔ اسے علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا: بعض کے قول کے مطابق اسے عمارؓ بن یاسرؓ نے قتل کیا۔

۹۔ ابن اسحاق نے کہا: رفاعہ بن ابی رفاعہ (بن عائذ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم) اسے بقول ابن ہشام بلحارث بن الخزرج کے سعد بن ربیع نے قتل کیا۔

۱۰۔ المنذر بن ابی رفاعہ بن عائذ۔ اسے بقول ابن ہشام بنی عبید (ابن زید بن مالک بن عوف) کے حلیف معن بن عدی (بن الجد بن العجلان) نے قتل کیا۔

۱۱۔ عبد اللہ بن المنذر بن ابی رفاعہ بن عائذ۔ اسے بقول ابن ہشام علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا۔

۱۲۔ ابن اسحاق نے کہا: السائب بن ابی السائب (بن عائذ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم)۔

ابن ہشام نے کہا: السائب بن ابی السائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک تھا جس کے متعلق آپ کی حدیث ہے۔

نِعْمَ الشَّرِيْكُ السَّائِبُ لَا يُشَارِيْ وَلَا يُمَارِيْ

السائب بہترین شریک ہے کہ نہ وہ اصرار کرتا ہے۔ نہ جھگڑتا ہے۔

ہماری اطلاعات کے مطابق اس نے اسلام اختیار کیا اور اللہ بہتر جانتا ہے وہ اسلام میں بھی بہتر تھا۔ ابن شہاب الزہری نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے ابن عباس کی روایت کا ذکر کیا ہے کہ السائب بن ابی السائب (بن عائذ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم) ان لوگوں میں سے ہے۔ جنھوں نے قریش میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی تھی اور آپ نے انھیں الجعرانہ کے روز حنین کی غنیمت میں سے بھی حصہ عطا فرمایا تھا۔

ابن ہشام نے کہا: ابن اسحاق کے سوا بھی بعض نے بیان کیا ہے کہ اسے الزبیر العوام نے قتل کیا۔

۱۳۔ ابن اسحاق نے کہا: الاسود بن عبد الاسد ابن بلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم) اسے حمزہؓ بن عبد المطلب نے قتل کیا۔

۱۴۔ حاجب بن السائب (ابن عویمر بن عمرو بن عائذ بن عبد بن عمران بن مخزوم)۔

ابن ہشام نے کہا: عائذ بن عمران بن مخزوم۔ بعض نے حاجز بن السائب کہا ہے: حاجب بن السائب کو علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا۔

۱۵- ابن اسحٰق نے کہا: عویمر بن السائب بن عویمر کو نعمان بن مالک القوقلی نے بقول ابن ہشام مقابلے میں قتل کیا۔

۱۶- عمرو بن سفیان۔

۱۷- جابر بن سفیان۔

یہ دونوں بنی طے میں سے تھے اور بنی مخزوم کے حلیف تھے۔ عمرو کو یزید بن رقیش اور جابر کو ابو بُردہ نے قتل کیا۔

بنی سہم

ابن اسحاق نے کہا: بنی سہم بن عمرو (ابن ہصیص بن کعب بن لوی) میں سے پانچ شخص۔

۱- منبہ بن الحجاج (بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم) اسے بنی سلمہ کے ابو الیسر نے قتل کیا۔

۲- اس کا بیٹا العاص بن منبہ بن الحجاج۔ اسے بقول ابن ہشام علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا۔

۳- نبیہ بن الحجاج بن عامر۔ اسے بقول ابن ہشام حمزہؓ بن عبدالمطلب اور سعدؓ بن ابی وقاص نے مل کر قتل کیا۔

۴- ابو العاص بن قیس (بن عدی بن سعد بن سہم)

ابن ہشام نے کہا: اسے علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ النعمانؓ بن مالک القوقلی نے اور بعض کہتے ہیں، ابو دجانہؓ نے۔

۵- ابن اسحاق نے کہا: عاصم بن عوف بن ضبیرہ بن سُعید بن سعد بن سہم۔ اسے بقول ابن ہشام بنی سلمہ والے ابوالیسر نے قتل کیا۔

بنی جمح

بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی میں سے تین شخص:

۱- امیہ بن خلف بن وہب (بن حذافہ بن جمح) اسے بنی مازن کے ایک انصاری نے قتل کیا۔

ابن ہشام کے نزدیک بعض کا بیان ہے کہ اسے معاذ بن عفراء، خارجہ بن زید اور خبیب بن اساف نے مل کر قتل کیا۔

۲- ابن اسحاق نے کہا: امیہ کا بیٹا علی بن امیہ بن خلف۔ اسے عمارؓ بن یاسرؓ نے قتل کیا۔

۳- اور اوس بن معیر (بن لوذان بن سعد بن جمح)، اسے بقول ابن ہشام علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا۔ بعض نے کہا ہے اسے الحُصَین بن الحارث بن المطلب اور عثمانؓ بن مظعون نے مل کر قتل کیا۔

بنی عامر ابن اسحاق نے کہا: بنی عامر بن لوی میں سے دو شخص۔

۱- معاویہ بن عامر، جو عبدالقیس میں سے تھا اور بنی عامر کا حلیف تھا۔ اسے علیؓ بن ابی طالب نے اور بقول ابن ہشام بعض نے کہا، عکاشہ بن محصن نے اسے قتل کیا۔

۲- ابن اسحاق نے کہا: معبد بن وہب جو بنی کلب بن عوف (بن کعب بن عامر بن لیث) میں سے بنی عامر کا حلیف تھا۔ معبد کو بکیر کے بیٹوں خالد اور ایاس نے اور بقول ابن ہشام بعض نے کہا، ابو دجانہؓ نے قتل کیا۔

ابن ہشام کے بیان کے مطابق بدر کے جملہ مقتولوں کی تعداد پچاس تھی۔

تعداد کا فیصلہ ابن ہشام نے کہا: مجھ سے ابو عبیدہؓ نے ابو عمرو کی روایت کا ذکر کیا ہے کہ بدر کے مقتول مشرک ستر تھے اور اتنے ہی قیدی تھے۔ ابن عباسؓ اور سعیدؓ بن المسیب کا یہی قول ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی کتاب میں ہے:

اَوَ لَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا	کیا جس وقت (جنگ احد میں)، تم پر مصیبت آئی، اس سے دگنی مصیبت تم (جنگ بدر میں) دشمنوں پر ڈال چکے؟
(۳ : ۱۶۵)	

یہ فرمان جنگ احد والوں کے متعلق ہے۔ جنگ احد میں شہید ہونے والے مسلمان ستر تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نے بدر کے دن دشمن پر اس سے دگنی مصیبت ڈالی تھی، جتنی احد کے دن شہادت کی صورت میں تم پر پڑی یعنی بدر میں ستر دشمن قتل اور ستر اسیر ہوئے۔ ابو زید انصاری نے کعب بن مالک کا یہ شعر مجھے سنایا:

فَاَقَامَ بِالعَطَنِ الْمُعَطَّنِ مِنْهُمْ　　سَبْعُونَ عُتْبَةُ مِنْهُمْ وَالْاَسْوَدُ

پانی کے گڑھے میں، جہاں اونٹ بیٹھتے ہیں ادھاں، ان کے ستر آدمی جا کر ڈٹ گئے، جن میں عتبہ اور الاسود بھی تھے۔

ابن ہشام نے کہا: شاعر کی مراد بدر کے مقتولوں سے ہے۔

یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے، جس میں جنگ احد کا بیان ہے، انشاء اللہ عنقریب موقع میں اس کا ذکر کر دوں گا۔

بقیہ مقتولین ان ستر میں سے، جن لوگوں کا ذکر ابن اسحٰق نے نہیں کیا، ان میں سے چند یہ ہیں:

بنی عبدشمس بن عبد مناف میں سے دو شخص :

۱۔ وہب بن الحارث (بنی انمار بن بغیض میں سے بنی عبدشمس کا حلیف۔

۲۔ عامر بن زید یمن والوں میں سے (حلیف)۔

بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے دو شخص

۳۔ عقبہ بن زید یمن والوں میں سے (حلیف)۔

۴۔ عمیر، ان کا آزاد کردہ۔

بنی عبد الدار بن قصیٰ میں سے دو شخص :

۵۔ نبیہ بن زید بن ملیص۔

۶۔ عبیدہ بن سلیط بنی قیس میں سے (حلیف)

۷۔ مالک بن عبید اللہ بن عثمان، جو قید ہو گیا تھا اور قید ہی میں مر گیا، اس لیے اسے مقتولوں میں شمار کیا گیا۔

۸۔ بعض کے قول کے مطابق عمرو بن عبد اللہ بن جدعان

بنی مخزوم بن یقظہ میں سے سات شخص۔

۹۔ حذیفہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ، اسے سعدؓ بن ابی وقاص نے قتل کیا۔

۱۰۔ ہشام بن ابی حذیفہ بن المغیرہ، اسے صہیبؓ بن سنان نے قتل کیا۔

۱۱۔ زہیر بن ابی رفاعہ، اسے ابو اسید مالک بن ربیعہ نے قتل کیا۔

۱۲۔ السائب بن ابی رفاعہ، اسے عبد الرحمٰن بن عوف نے قتل کیا۔

۱۳۔ عائذ بن السائب ابن عویمر، یہ قید کر لیا گیا تھا۔ اس کے بعد فدیہ دے کر رہا ہوا لیکن حمزہؓ بن عبد المطلب کے ہاتھ سے اسے جو زخم لگا تھا، اس کی وجہ سے راستے ہی میں مر گیا۔

۱۴۔ عمیر بنی طی میں سے (حلیف)

۱۵۔ خیار القارہ میں سے (حلیف)

۱۶۔ بنی جمح بن عمرو میں سے ایک شخص سبرۃ بن مالک (حلیف)

بنی سہم میں سے دو شخص

۱۷۔ الحارث بن منبہ بن الحجاج، اسے صہیب بن سنان نے قتل کیا۔

۱۸۔ عامر بن ابی عوف بن ضبیرہ (برادر عاصم)، اسے عبد اللہ بن سلمہ العجلانی نے قتل کیا، بعض کہتے ہیں

ابو دجانہ نے۔

اسیران بنی ہاشم و بنی المطلب

ابن اسحاق نے کہا: قریش کے مشرکوں میں سے بدر کے دن حسب ذیل قید ہوئے، بنی ہاشم بن عبد مناف میں سے:

۱- عقیل بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم۔

۲- نوفل بن الحارث بن عبد المطلب بن ہاشم۔

بنی المطلب بن عبد مناف میں سے دو شخص۔

۳- السائب بن عبید (بن عبد یزید بن ہاشم بن المطلب)

۴- نعمان بن عمرو بن علقمہ بن عبد المطلب۔

بنی عبد شمس

بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے سات شخص:

۱- عمرو بن ابی سفیان (بن حرب بن امیہ بن عبد شمس)۔

۲- الحارث بن ابی وجزہ (بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس)۔

بقول ابن ہشام بعض نے ابن ابی حرۃ کہا ہے۔

۳- ابو العاص بن نوفل بن عبد شمس۔

۴- ابو العاص بن الربیع (ابن عبد العزیٰ بن عبد شمس)۔

۵- ان کے حلیفوں میں سے ابو ریشہ بن ابی عمرو۔

۶- عمرو بن الازرق۔

۷- عقبہ بن الحارث بن الحضرمی۔

بنی نوفل و بنی عبد الدار

بنی نوفل بن عبد مناف میں سے تین شخص۔

۱- عدی بن الخیار بن عدی بن نوفل۔

۲- عثمان ابن عبد شمس (ابن اخی غزوان بن جابر) بنی مازن بن منصور میں سے (حلیف)

۳- ابو ثور (حلیف)

بنی عبد الدار بن قصی میں سے دو شخص۔

۴- ابو عزیزہ بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار۔

۵- الاسود بن عامر (حلیف) یہ لوگ کہتے ہیں کہ بنی الاسود بن عامر بن عمرو بن الحارث بن السلمی ہیں۔

بنی اسد اور بنی مخزوم | بنی الاسد بن عبد العزیٰ بن قصی میں سے تین شخص۔

۱- السائب بن ابی حبیش بن المطلب بن اسد۔

۲- الحویرث بن عباد بن عثمان بن اسد۔

ابن ہشام نے کہا: یہ الحارث بن عائذ بن عثمان بن اسد ہے۔

۳- ابن اسحاق نے کہا: سالم بن شماخ (حلیف)

بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ میں سے ۹ شخص۔

۴- خالد بن ہشام بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔

۵- امیہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ۔

۶- الولید بن الولید بن المغیرہ۔

۷- عثمان بن عبد اللہ بن المغیرہ (ابن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم)۔

۸- ابو المنذر بن ابی رفاعہ (ابن عائذ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم)۔

۹- صیفی بن ابی رفاعہ۔

۱۰- ابو عطاء عبد اللہ بن ابی السائب (ابن عائذ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم)

۱۱- المطلب بن حنطب (ابن الحارث بن عبید بن عمر بن مخزوم)۔

۱۲- خالد بن الاعلم (حلیف) اس کے متعلق لوگ بیان کرتے ہیں کہ یہی وہ پہلا شخص ہے جو شکست کھا کر پیٹھ پھیر کے بھاگا اور اسی نے یہ شعر کہا:

وَلَسْنَا عَلَى الْأَدْبَارِ تَدْمِي كُلُوْمُنَا ۔۔۔ وَلٰكِنْ عَلٰى أَقْدَامِنَا يَقْطُرُ الدَّمُ

ہم وہ نہیں کہ ہمارا خون ہماری پیٹھ کے زخموں سے (بہے) وہ ہیں کہ خون ہمارے سامنے کے حصوں پر بہتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: "لسنا علی الاعقاب" کی بھی روایت آئی ہے۔ خالد بن الاعلم خزاعہ میں سے اور بعض کہتے ہیں کہ بنی عقیل میں سے تھا۔

بنی سہم | ابن اسحاق نے کہا: بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے چار شخص۔

۱- ابو وداعہ بن ضبیرہ (ابن سعید بن سعد بن سہم) یہی وہ پہلا شخص تھا جو بدر کے قیدیوں میں سے فدیے پر رہا ہوا۔ اس کا فدیہ اس کے بیٹے المطلب بن ابی وداعہ نے ادا کیا۔

۲- فروہ بن قیس (بن عدی بن حذافہ بن سعید بن سہم)۔

۳- حنظلہ بن قبیصہ (بن حذافہ بن سعید بن سہم)۔

۴- الحجاج بن الحارث (بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم)۔

بنی جمح بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے پانچ شخص۔

۱- عبداللہ بن ابی (بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح)۔

۲- ابو عزہ عمرو بن عبداللہ (بن عثمان بن وہب بن حذافہ بن جمح)۔

۳- الفاکہ امیہ بن خلف کا آزاد کردہ، اس کی آزادی کے بعد رباح بن المغترف نے اپنے نسب میں اس کے شامل ہونے کا دعویٰ کیا اور وہ اس بات کا مدعی تھا کہ وہ بنی شماخ بن محارب بن فہر کا ہے بعض کہتے ہیں کہ الفاکہ جرول بن حذیم (بن عوف بن غضب بن شماخ بن محارب بن فہر کا بیٹا تھا۔

۴- وہب بن عمیر (بن وہب بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح)۔

۵- ربیعہ بن دراج (بن العنبس بن اہبان بن وہب بن حذافہ بن جمح)

بنی عامر اور بنی حارث بنی عامر بن لوئی میں سے تین شخص:

۱- سہیل بن عمرو (بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر) اسے بنی سالم بن عوف کے مالک بن الدخشم نے گرفتار کیا تھا۔

۲- عبد بن زمعہ (بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر۔

۳- عبدالرحمٰن بن مشنوء (بن وقدان بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر)

بنی الحارث بن فہر میں سے دو شخص۔

۴- الطفیل بن ابی قنیع۔

۵- عتبہ بن عمرو بن جحدم

ابن اسحاق نے کہا: غرض جملہ تینتالیس قیدیوں کے نام ہمارے پاس محفوظ ہیں۔

مزید نام ابن ہشام نے کہا، جملہ تعداد میں سے ایک شخص چھوٹ گیا ہے۔ جس کا نام انھوں نے ذکر نہیں کیا۔ اور قیدیوں میں سے جن لوگوں کے نام ابن اسحاق نے ذکر کیے، وہ یہ ہیں:

۱- بنی ہاشم بن عبد مناف میں سے ایک شخص عقبہ، جو بنی فہر میں سے ان کا حلیف تھا۔

بنی المطلب بن عبد مناف میں سے تین شخص :

۲- عقیل بن عمرو (حلیف) اس کا بھائی ۔

۳- تمیم بن عمرو ۔

۴- تمیم کا بیٹا ۔

بنی عبد شمس بن مناف میں سے دو شخص :

۵- خالد بن اسید بن ابی العیص ۔

۶- ابو العریض یسار جو العاص بن امیہ کا آزاد کردہ تھا ۔

بنی نوفل بن عبد مناف میں سے ایک شخص ۔

۷- نبہان ، ان کا آزاد کردہ ۔

بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے ایک شخص ۔

۸- عبداللہ بن حمید بن زہیر بن الحارث

بنی عبد الدار بن قصیّ میں سے ایک شخص :

۹- عقیل (تمیمی حلیف)

بنی تیم بن مرّہ میں سے دو شخص :

۱۰- مسافع بن عیاض (بن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم)

۱۱- اور جابر بن الزبیر (حلیف)

بنی مخزوم بن یقظہ میں سے ایک شخص ۔

۱۲- قیس بن السائب ۔

بنی جمح بن عمرو میں سے پانچ شخص ۔

۱۳- عمرو بن ابی بن خلف ۔

۱۴- ابو رہم بن عبداللہ (حلیف) ۔

۱۵- ایک اور حلیف ، جس کا نام میرے پاس سے جاتا رہا ۔

۱۶- امیہ بن خلف کے آزاد کردہ دو شخص ، جن میں سے ایک کا نام نسطاس تھا ۔

۱۷- امیہ بن خلف کا غلام

ابو رافع ۔

بنی سہم بن عمرو میں سے ایک شخص۔

۱۸- اسلم، نبیہ بن الحجاج کا آزاد کردہ

بنی عامر بن لوئیؔ میں سے دو شخص۔

۱۹- حبیب بن جابر۔

۲۰- اور السائب بن مالک۔

بنی الحارث بن فہر میں سے دو صاحب۔

۲۱- شافع۔

۲۲- شفیع ۔یمنی حلیف۔

باب ۱۰۵

جنگ بدر کے متعلق اشعار

(۱)

حضرت حمزہ رضہ

ابن اسحاق نے کہا: جنگ بدر کے متعلق جو شعر کہے گئے اور قبیلوں میں ایک دوسرے کے جواب لکھے گئے، ان میں سے حمزہ رضہ بن المطلب کا کلام بھی ہے (اللہ ان پر رحم فرمائے) ابن ہشام کے نزدیک اکثر علمائے شعر ان اشعار نیز ان کے جوابی اشعار کا انکار کرتے ہیں۔

أَلَمْ تَرَ أَمْرًا كَانَ مِنْ عَجَبِ الدَّهْرِ ۔۔۔ وَلِلْحَيْنِ أَسْبَابٌ مُبَيَّنَةُ الْأَمْرِ

(اے مخاطب!) کیا تُو نے زمانہ بھر کے عجیب واقعے پر غور نہیں کیا اور موت کے لیے بھی اسباب ہوتے ہیں، جن کا معاملہ ظاہر ہے۔

وَمَا ذَاكَ إِلَّا أَنَّ قَوْمًا أَفَادَهُمْ ۔۔۔ فَحَانُوا تَوَاصٍ بِالْعُقُوقِ وَبِالْكُفْرِ

اور وہ واقعہ بجز اس کے اور کچھ نہ تھا کہ قوم کو (خیر خواہی اور) نصیحت نے ہلاک کر دیا تو انھوں نے نافرمانی اور انکار سے عہد شکنی کی۔

عَشِيَّةَ رَاحُوا نَحْوَ بَدْرٍ بِجَمْعِهِمْ ۔۔۔ فَكَانُوا رُهُونًا لِلرَّكِيَّةِ مِنْ بَدْرِ

جس شام وہ اپنا جتھا لے کر بدر کی جانب چلے ہیں تو وہ (بدر کی سنگ بستہ باولی (ہی) میں ہمیشہ رہ گئے۔

وَكُنَّا طَلَبْنَا الْعِيرَ لَمْ نَبْغِ غَيْرَهَا ۔۔۔ فَسَارُوا إِلَيْنَا فَالْتَقَيْنَا عَلَى قَدْرِ

ہم تو قافلے کی تلاش میں نکلے تھے۔ اس کے سوا ہمارا اور کوئی مقصد نہ تھا۔ وہ ہماری طرف چلے تو ہم دونوں تقدیر کے ٹھہرائے ہوئے مقام پر ایک دوسرے سے متابل ہو گئے۔

فَلَمَّا الْتَقَيْنَا لَمْ تَكُنْ مَثْنَوِيَّةٌ ۔۔۔ لَنَا غَيْرَ طَعْنٍ بِالْمُثَقَّفَةِ السُّمْرِ

پھر جب ہم ایک دوسرے کے مقابل ہو گئے تو ہمارے لیے گندم گوں سیدھے کیے ہوئے نیزوں سے نیزہ زنی کرنے کے سوا واپسی کی کوئی صورت (ہی) نہ تھی۔

وَضَرْبٍ بِبِيضٍ يَخْتَلِي الْهَامَ حَدُّهَا مُشَهَّرَةِ الْأَلْوَانِ بَيِّنَةِ الْأُثْرِ

اور بجز چمکتی ہوئی (ایسی) تلواروں سے مارنے کے، جن کی دھاریں گردنوں کو الگ کر دیتی ہیں، جن کے رنگ سفید اور جن کے جوہر خوب نمایاں ہیں۔

وَنَحْنُ تَرَكْنَا عُتْبَةَ الْغَيِّ ثَاوِيًا وَشَيْبَةَ فِي الْقَتْلَى تَجَرْجَمُ فِي الْجَفْرِ

اور ہم نے گمراہی کی دہلیز (عتبہ) کو پیوند خاک کر کے چھوڑا اور شیبہ کو مقتولوں میں بڑی باؤلی کے درمیان پچھڑا یا لڑھکتا ہوا چھوڑا ہے۔

وَعَمْرٍو وَثَوِيَ فِيمَنْ ثَوَى مِنْ حُمَاتِهِمْ فَشُقَّتْ جُيُوبُ النَّائِحَاتِ عَلَى عَمْرِو

ان لوگوں کے حمایتی، جو پیوند خاک ہو گئے، ان میں عمرو بھی خاک کا پیوند ہو گیا، اس لیے نوحہ خواں عورتوں کے گریبان عمرو کے ماتم میں تار تار ہو گئے۔

جُيُوبُ نِسَاءٍ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ كِرَامٍ تَفَرَّعْنَ الذَّوَائِبَ مِنْ فِهْرِ

ان شریف عورتوں کے گریبان، جو لؤی بن غالب کی ہیں اور فہر کی اعلیٰ شاخوں سے نکلی ہیں۔

أُولَئِكَ قَوْمٌ قُتِّلُوا فِي ضَلَالِهِمْ وَخَلَّوْا لِوَاءً غَيْرَ مُحْتَضَرِ النَّصْرِ

یہ وہ لوگ ہیں، جو اپنی گمراہی میں مار ڈالے گئے اور پرچم ایسی حالت میں چھوڑ گئے کہ مرتے دم تک اس کے پاس مدد نہ پہنچ سکے۔

لِوَاءَ ضَلَالٍ قَادَ إِبْلِيسُ أَهْلَهُ فَخَاسَ بِهِمْ إِنَّ الْخَبِيثَ إِلَى غَدْرِ

گمراہی کے اس پرچم نے جس پرچم والوں کی قیادت ابلیس نے کی، آخر ان سے بے وفائی کی اور سچ تو یہ ہے کہ وہ پلید بے وفائی ہی کی طرف (جانے والا) ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ إِذْ عَايَنَ الْأَمْرَ وَاضِحًا بَرِئْتُ إِلَيْكُمْ مَا بِيَ الْيَوْمَ مِنْ صَبْرِ

جب اس نے معاملے (مسلمانوں کی نصرت) کو واضح طور پر دیکھ لیا تو ان سے کہا میں اپنی علحدگی سے آگاہ کیے دیتا ہوں کہ آج مجھ میں صبر کا یارا نہیں۔

فَإِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَإِنَّنِي أَخَافُ عِقَابَ اللهِ وَاللهُ ذُو قَسْرِ

کیونکہ میں ایسی چیزیں دیکھ رہا ہوں، جنھیں تم نہیں دیکھ رہے اور بات یہ ہے میں سزائے الٰہی سے ڈر رہا ہوں کہ اللہ قہر والا ہے۔

٭

فَقَدَّمَهُمْ لِلْحَيْنِ حَتَّى تَوَرَّطُوْا ۔۔۔ وَكَانَ بِمَا لَمْ يُخْبِرِ الْقَوْمَ ذَا خُبْرِ

آخر وہ انھیں موت کے لیے بڑھا لایا، یہاں تک کہ وہ بھنور میں پھنس کے رہ گئے اور جس بات کی اس نے انھیں خبر نہیں دی، وہ اسے خوب جانتا ـــــ تھا۔

فَكَانُوْا غَدَاةَ الْبِئْرِ أَلْفًا وَجَمْعُنَا ۔۔۔ ثَلَاثُ مِئِيْنٍ كَالْمُسَدَّمَةِ الزُّهْرِ

وہ لوگ اس (بدر کی) باؤلی پر پہنچنے کی صبح کو ایک ہزار تھے اور ہماری جماعت (والے) سفید نر اونٹوں کے مثل تین سو تھے۔

وَفِيْنَا جُنُوْدُ اللّٰهِ حِيْنَ يُمِدُّنَا ۔۔۔ بِهِمْ فِيْ مَقَامٍ ثَمَّ مُسْتَوْضِحُ الذِّكْرِ

اور ہم میں اللہ کا لشکر تھا۔ جب وہ وہاں کسی مقام میں ان کے مقابل ہماری مدد کرتا تھا تو لوگ اس کے بیان کی توضیح چاہتے تھے (ہم سے پوچھتے تھے کہ آخر وہ لوگ کون تھے)۔

فَشَدَّ بِهِمْ جِبْرِيْلُ تَحْتَ لِوَائِنَا ۔۔۔ لَدَى مَأْزِقٍ فِيْهِ مَنَايَاهُمْ تَجْرِيْ

غرض ہمارے پرچم کے نیچے رہ کر جبریلؑ نے ایک تنگ مقام میں ان پر (ایسی) سختی کی کہ اس میں ان لوگوں پر (لگاتار) موتیں (چلی) آرہی تھیں۔

جواب حارث بن ہشام

اس کا جواب الحارث بن ہشام بن المغیرہ نے دیا اور کہا:

أَلَا يَا لَقَوْمِيْ لِلصَّبَابَةِ وَالْهَجْرِ ۔۔۔ وَلِلْحُزْنِ مِنِّيْ وَالْحَرَارَةِ فِي الصَّدْرِ

اے قوم! سن، عشق اور فراق، میرے غم اور سینے کی جلن ـــــ کا حال (سن)۔

وَلِلدَّمْعِ مِنْ عَيْنَيَّ جَوْدًا كَأَنَّهُ ۔۔۔ فَرِيْدٌ هَوَى مِنْ سِلْكِ نَاظِمِهِ يَجْرِيْ

اور میری آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگنے کا حال سن، گویا ان میں کا ہر آنسو (دُرِّ) یتیم ہے، جو لڑی پرونے والے کی لڑی سے نکل کر تیزی سے گرا جا رہا ہے۔

عَلَى الْبَطَلِ الْحُلْوِ الشَّمَائِلِ إِذْ ثَوَى ۔۔۔ رَهِيْنَ مَقَامٍ لِلرَّكِيَّةِ مِنْ بَدْرِ

شیریں خصال بہادر پر (آنکھیں رو رہی ہیں) کیونکہ وہ بدر کی تنگ بستر باؤلی میں

ہمیشہ کے لیے پیوند خاک ہو کر رہ گیا۔

فَلَا تَبْعَدَنْ یَا عَمْرُو مِنْ ذِیْ قَرَابَۃٍ　　وَمِنْ ذِیْ نِدَامٍ کَانَ ذَا خُلُقٍ غَمْرِ

اے عمرو! جو بڑا وسیع اخلاق کا تھا تو قرابت داروں اور ساتھ بیٹھنے والوں

(کے دلوں) سے دُور نہ ہو۔

فَاِنْ یَکُ قَوْمٌ صَادَفُوْا مِنْکَ دَوْلَۃً　　فَلَا بُدَّ لِلْاَیَّامِ مِنْ دُوَلِ الدَّھْرِ

اگر کسی قوم نے اتفاقی طور سے تجھ پر غلبہ پالیا ہے تو زمانے میں انقلابات زمانہ

کا ہونا تو ضروری ہے۔

فَقَدْ کُنْتَ فِیْ صَرْفِ الزَّمَانِ الَّذِیْ مَضٰی　　تُرِیْھِمْ ھَوَانًا مِنْکَ ذَا سُبُلٍ وَعْرِ

کیونکہ اگلے زمانے کی گردشوں میں تیری حالت یہ تھی کہ تو (اپنی بہادری) سے

انھیں ذلت کی سخت راہیں دکھاتا رہا ہے۔

فَاِنْ لَّا اَمُتْ یَا عَمْرُو اَتْرُکْکَ ثَائِرًا　　وَلَا اُبْقِ بُقْیَا فِیْ اِخَاءٍ وَلَا صِھْرِ

اے عمرو! اگر میں نہ مرا (زندہ رہا) تو تیرا بدلہ لے کر چھوڑوں گا اور کسی قرابت یا

سمدھیانے کے لحاظ سے کسی طرح کا رحم نہ کروں گا۔

وَاَقْطَعُ ظَھْرًا مِنْ رِجَالٍ بِمَعْشَرٍ　　کِرَامٍ عَلَیْھِمْ مِثْلَ مَا قَطَعُوْا ظَھْرِیْ

جس طرح ان لوگوں نے میری کمر توڑ دی ہے، میں بھی ان کی کمر ان کے عزیز ترین

رشتہ داروں کے اقتل کے، ذریعے سے توڑ دوں گا۔

اَغَرَّھُمْ مَا جَمَّعُوْا مِنْ وَشِیْظَۃٍ　　وَنَحْنُ الصَّمِیْمُ فِی الْقَبَائِلِ مِنْ فِھْرِ

پراگندہ حشو و زوائد کو، جو ان لوگوں نے جمع کر لیا ہے اس نے انھیں مغرور بنا دیا

ہے اور ہم تو خالص بنی فہر کے قبیلوں میں سے ہیں۔

فَیَا لَ لُؤَیٍّ ذَبِّبُوْا عَنْ حَرِیْمِکُمْ　　وَاٰلِھَۃٍ لَا تَتْرُکُوْھَا لِذِی الْفَخْرِ

پس اے بنی لوئی! اپنی آبرو اور اپنے معبودوں کی حفاظت کرو اور انھیں فخر

کرنے والے کے لیے نہ چھوڑو۔

تَوَارَثَھَا اٰبَاؤُکُمْ وَوَرِثْتُمْ　　اَوَاسِیَھَا وَالْبَیْتَ ذَا السَّقْفِ وَالسِّتْرِ

تمھارے بزرگوں نے اور تم نے انھیں اور چھت اور پردوں والے گھر اور اس

کی بنیادوں کو وراثت میں پایا ہے۔

فَالحَلِيمِ قَد اَرَادَ هَلَاكَكُمْ   فَلَا تَعذِرُوهُ آلَ غَالِبٍ مِن عُذرِ

ایک متین شخص کو کیا ہو گیا ہے کہ اس نے تمھاری بربادی کا ارادہ کر لیا ہے۔ پس
اے آلِ غالب! اسے کسی عذر میں معذور نہ جانو۔

وَجِدُّوا لِمَن عَادَيتُم وَتَوَازَرُوا   وَكُونُوا جَمِيعًا فِي التَّاَسِّي وَفِي الصَّبرِ

اور جن لوگوں سے تم نے دشمنی کی ہے، ان کے مقابلے کے لیے کوشش کرو۔
اور ایک دوسرے کی حمایت کرو اور صبر و تحمل میں سب کے سب متفق رہو۔

لَعَلَّكُم اَن تَثاَرُوا بِاَخِيكُمْ   وَلَاشَيءَ اِن لَم تَثاَرُوا بِذِي عَمرٍو

شاید تم اپنے بھائی کا بدلا لے سکو۔ اگر تم نے بدلا نہ لیا تو تم عمرو سے کسی قسم کا
تعلق رکھنے والا نہیں۔

بِمُطَّرِدَاتٍ فِي الاَكُفِّ كَاَنَّهَا   وَمِيضٌ تُطِيرُ الهَامَ بَيِّنَةُ الاَثرِ

ہاتھوں میں لچکنے والی (تلواروں) کے ذریعے سے جو بجلی کی چمک کی طرح ہیں،
گردن اڑا دیتی ہیں، نمایاں جوہر والی ہیں۔

كَاَنَّ مَدَبَّ الذَّرِّ فَوقَ مُتُونِهَا   اِذَا جُرِّدَت يَومًا لِاَعدَائِهَا الخُزرِ

جب وہ کسی وقت اپنے چندھے دشمنوں کے لیے برہنہ کی جاتی ہیں تو ان کی پیٹھوں
پر (جو ہر ایسے نمایاں ہوتے ہیں) گویا چیونٹیوں کے رینگنے کے نشانات ہیں۔

علی رض بن ابی طالب

ابن اسحٰق نے کہا: علی بن ابی طالب نے جنگ بدر کے متعلق کہا ہے، ابن ہشام کہتے ہیں: مجھے کوئی شخص نہ ملا جو ان اشعار یا ان کے جواب سے واقف ہو ہم نے یہ اشعار اس لیے لکھ دیے ہیں کہ بعض نے کہا ہے، عمرو بن عبداللہ بن جدعان بدر کے روز قتل ہوا۔ ابن اسحاق نے مقتولین بدر میں اس کا ذکر نہیں کیا اور ان اشعار میں ذکر آگیا ہے۔

اَلَم تَرَ اَنَّ اللهَ اَبلَى رَسُولَهُ   بَلَاءَ عَزِيزٍ ذِي اقتِدَارٍ وَذِي فَضلِ

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا امتحان لیا ہے؟ ایسا امتحان
جیسے عزت و اقتدار و فضل والوں کا ان کی عزت و اقتدار و فضیلت کے زیادہ کرنے
کے لیے کیا جاتا ہے۔

بِمَا اَنزَلَ الكُفَّارَ دَارَ مَذَلَّةٍ   فَلَاقَوا هَوَانًا مِن اَسَارٍ وَمِن قَتلِ

ایسا امتحان جس کے ذریعے سے کافروں کی میزبانی ذلت کے گھر میں کی۔ آخر انھوں

نے قتل و اسیری کی ذلت سے ملاقات کی۔

فَأَمْسَىٰ رَسُولُ اللهِ قَدْ عَزَّ نَصْرُهُ ۔۔۔ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ اُرْسِلَ بِالْعَدْلِ

تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد کرنے والوں) کو بھی عزت حاصل ہوگئی اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تو انصاف (ہی) کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے تھے۔

فَجَاءَ بِفُرْقَانٍ مِنَ اللهِ مُنْزَلٍ ۔۔۔ مُبَيِّنَةٍ آيَاتُهُ لِذَوِي الْعَقْلِ

اور آپ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتاری ہوئی (حق و باطل میں) فرق ڈالنے والی چیز لے کر آئے، جس کی آیتیں عقل والوں کے لیے واضح ہیں۔

فَآمَنَ أَقْوَامٌ بِذَاكَ وَأَيْقَنُوا ۔۔۔ فَأَمْسَوْا بِحَمْدِ اللهِ مُجْتَمِعِي الشَّمْلِ

تو کچھ لوگوں نے اسے مان لیا اور یقین کر لیا تو بحمد للہ وہ اپنی تمام پراگندہ قوتوں کو ایک جگہ جمع کر لینے والے ہو گئے۔

وَأَنْكَرَ أَقْوَامٌ فَزَاغَتْ قُلُوبُهُمْ ۔۔۔ فَزَادَهُمْ ذُو الْعَرْشِ خَبْلًا عَلَىٰ خَبْلِ

اور چند لوگوں نے (اس کا) انکار کیا تو ان کے دل ٹیڑھے ہو گئے اور عرش والے نے ان کے فساد میں اور فساد کی زیادتی کر دی۔

وَأَمْكَنَ مِنْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ رَسُولَهُ ۔۔۔ وَقَوْمًا غِضَابًا فِعْلُهُمْ أَحْسَنُ الْفِعْلِ

اور اس نے اپنے رسول کو بدر کے روز ان پر قدرت دے دی اور اس قوم کو قدرت دے دی جو غضب آلود تھی اور ان کا یہ کام بہترین کام تھا (کہ ان کا غصہ بھی خدا کے لیے تھا)۔

بِأَيْدِيهِمْ بِيضٌ خِفَافٌ عَصَوْا بِهَا ۔۔۔ وَقَدْ حَادَثُوهَا بِالْجِلَاءِ وَبِالصَّقْلِ

ان کے ہاتھوں میں سفید (چمکتی ہوئی) سبک تلواریں تھیں، جن سے انھوں نے وار کیے اور ان تلواروں کے جلا دینے اور صیقل کرنے میں انھوں نے وقت صرف کیا تھا

فَكَمْ تَرَكُوا مِنْ نَاشِئٍ ذِي حَمِيَّةٍ ۔۔۔ صَرِيعًا وَمِنْ ذِي نَجْدَةٍ مِنْهُمْ كَهْلِ

پس انھوں نے ان میں سے کتنے حمیت والے نوجوانوں اور رعب و داب والے ادھیڑ (دلیر تجربہ کاروں) کو پچھاڑ ڈالا۔

تَبِيتُ عُيُونُ النَّائِحَاتِ عَلَيهِمُ ۔۔۔ تَجُودُ بِإِسْبَالِ الرَّشَاشِ وَبِالْوَبْلِ

ان پر رونے والیوں کی آنکھیں بھرتی اور موسلا دھار بارش سے رات بھر سخاوت کرتی رہتی ہیں ۔

نَوَائِحُ تَنْعَى عُتْبَةَ الْغَيِّ وَابْنَهُ ۔۔۔ وَشَيْبَةَ تَنْعَاهُ وَتَنْعَى أَبَا جَهْلِ

رونے والیاں گمراہ عتبہ، اس کے بیٹے، شیبہ اور ابوجہل کے مرنے کی خبریں سناتی رہتی ہیں ۔

وَذَا الرِّجْلِ تَنْعَى وَابْنَ جُدْعَانَ فِيهِمُ ۔۔۔ مُسَلِّبَةً حَرَّى مُبَيِّنَةَ الثُّكْلِ

اور ایک پاؤں والے (لنگڑے الاسود بن عبد الاسد المخزومی) کی سنانی سناتی ہیں ۔ ابن جدعان بھی انھیں میں ہے ۔ اس حالت سے کہ وہ ماتمی سیاہ لباس پہنے ہوئے ہیں ۔ ان کے اندر آگ لگی ہوئی ہے اور عزیزوں کی جدائی (ان کے چہروں سے) عیاں ہے ۔

ثَوَى مِنْهُمُ فِي بِئْرِ بَدْرٍ عِصَابَةٌ ۔۔۔ ذَوِي نَجَدَاتٍ فِي الْحُرُوبِ وَفِي الْمَحْلِ

ان کی ایک قوی جماعت ۔ جنگوں اور قحط سالیوں میں امداد دینے والی کو بدر کی باؤلی میں پڑا ہوا دیکھے گا ۔

دَعَا الْغَيُّ مِنْهُمْ مَنْ دَعَا فَأَجَابَهُ ۔۔۔ وَلِلْغَيِّ أَسْبَابٌ مُرَمَّقَةُ الْوَصْلِ

ان میں سے بہتوں کو گمراہی نے دعوت دی تو انھوں نے دعوت قبول کرلی اور گمراہی کی (جانب کھینچنے والی) بہت سی رسیاں ہیں (اگرچہ) ان میں اتصالی کشش کمزور ہے ۔

فَأَضْحَوْا لَدَى دَارِ الْجَحِيمِ بِمَعْزِلٍ ۔۔۔ عَنِ الشَّغْبِ وَالْعُدْوَانِ فِي أَشْغَلِ الشُّغْلِ

آخر وہ بھڑکتے ہوئے گھر کے پاس چیخ و پکار، ظلم اور زیادتی سے الگ تھلگ زیادہ مصروف رکھنے والے شغل میں دن چڑھے پہنچ گئے ۔

جواب حارث بن ہشام

تو اس کا جواب الحارث بن ہشام بن المغیرہ نے دیا ، اور کہا :

عَجِبْتُ لِأَقْوَامٍ تَغَنَّى سَفِيهُهُمْ ۔۔۔ بِأَمْرِ سَفَاهٍ ذِي اعْتِرَاضٍ وَذِي بُطْلِ

مجھے بعض لوگوں سے حیرت ہوئی جن میں کے نادان ، نادانی ، قابل اعتراض اور

جھوٹ سے بھری ہوئی باتیں (بصورت شعر) گایا کرتے ہیں۔

تغنّی بقتلی یومِ بدرٍ تنابعوا　　کرامَ المساعی من غلامٍ ومن کهلِ

بدر کے روز مقتولین کے متعلق (اشعار) گاتے ہیں جن میں سے کم عمروں اور

سن رسیدہ لوگوں کی لگاتار شریفانہ کوششیں ہوتی رہی ہیں۔

مصالیتَ بیضٌ من لؤیّ ابنِ غالبٍ　　مطاعینَ فی الھیجا مطاعیمَ فی المحلِ

روشن چہرے والے، بہادر، بنی غالب کی اعلیٰ شاخوں کے جنگ میں نیزہ باز

اور قحط میں کھانا کھلانے والے۔

أصیبوا کراماً لم یبیعوا عشیرةً　　بقومٍ سواھم نازحی الدارِ والأصلِ

وہ باعزت موت مرے۔ انھوں نے اپنی قوم کے سوا وطن اور نسب کے لحاظ

سے دور والی دوسری قوم کے عوض میں اپنا خاندان فروخت نہیں کیا۔

کما أصبحت غسّان فیکم بطانةً　　لکم بدلاً منّا فیالکَ من فعلِ

جس طرح تم میں بنی غسان ہمارے بجائے تمھارے رازدار اور گہرے دوست

ہوگئے ہیں، تعجب ہے کہ ایسے بھی کام ہوا کرتے ہیں۔

عقوقاً وإثماً بیّناً وقطیعةً　　یری جورکم فیھا ذوو الرأی والعقلِ

(تم لوگوں کے مذکورہ کام) نیکی کی مخالفت، صریح گناہ اور رشتہ شکنی سے ہوئے

ہیں۔ عقل ورائے والے ان کاموں میں تمھاری تعدی دیکھ رہے ہیں۔

فلا تفرحوا أن تقتلوھم فقتلھم　　لکم کائنٌ خبلاً مقیماً علی خبلِ

اگر تم انھیں قتل کر رہے ہو تو اس سے خوش نہ ہونا، کیونکہ ان کا قتل تمھارے لیے

دائمی فساد (ہی) فساد ہے۔

فإن یکُ قومٌ قد مضوا لسبیلھم　　وخیرُ المنایا ما یکون من القتلِ

اگر ایسا ہوا ہے کہ چند لوگ اپنی راہ چلے گئے ہیں (تو کچھ مضائقہ نہیں)، موتوں

میں سے بہترین موت تو قتل ہی کی موت ہے۔

فإنّ کمُ لن تبرحوا بعد قتلھم　　شتیتاً ھواکم غیرَ مجتمعِ الشملِ

کیونکہ ان کے قتل کے بعد ہمیشہ تم پسندیدہ چیزوں سے دور پریشان قوتوں کی

شیرازہ بندی نہ کر سکو گے۔

بِفَقْدِ ابْنِ جُدْعَانَ الْحَمِيدِ فَعَالُهُ ۔۔۔ وَ عُتْبَةَ وَ الْمَدْعُوِّ فِيكُمْ أَبَا جَهْلِ

قابل ستائش کاموں والے ابن جدعان، عتبہ اور جو تم میں ابوجہل مشہور ہے ان لوگوں کی عدم موجودگی سے (مذکورۂ بالا برائیاں رونما ہوں گی)۔

وَ شَيْبَةُ فِيهِمْ وَ الْوَلِيدُ فِيهِمْ ۔۔۔ أُمَيَّةُ مَأْوَى الْمُعْتَرِينَ وَذُو الرِّجْلِ

اور شیبہ، ولید بھی انھیں لوگوں میں سے ہیں اور سائلوں کی پناہ گاہ امیہ اور ایک پاؤں والا ان سب کا ایک ایسے ہی لوگوں میں شمار ہے۔

أُولَئِكَ فَابْكِ ثُمَّ لَا تَبْكِ غَيْرَهُمْ ۔۔۔ نَوَائِحُ تَدْعُوا بِالرَّزِيَّةِ وَالثُّكْلِ

عزیزوں کی جدائی اور مصیبت کو پکار پکار کر رونے والیوں کو چاہیے کہ انھیں لوگوں پر روئیں اور اس کے بعد ان کے سوا کسی اور پر نہ روئیں۔

وَ قُولُوا لِأَهْلِ الْمَكَّتَيْنِ تَحَاشَدُوا ۔۔۔ وَ سِيرُوا إِلَى آطَامِ يَثْرِبَ ذِي النَّخْلِ

مکہ کی دونوں جانب رہنے والوں سے کہہ دو کہ لشکر جمع کر لو اور نخلستان والے یثرب کے قلعوں کی طرف چلو۔

جَمِيعًا وَ حَامُوا آلَ كَعْبٍ وَ ذَبِّبُوا ۔۔۔ بِخَالِصَةِ الْأَلْوَانِ مُحْدَثَةِ الصَّقْلِ

سب مل کر دیکھو، اور بنی کعب کو گھیر لو۔ خالص رنگوں والی اور نئی صیقل کی ہوئی (تلواروں) سے مدافعت کرو۔

وَ إِلَّا فَبِيتُوا خَائِفِينَ وَ أَصْبِحُوا ۔۔۔ أَذَلَّ لِوَطْءِ الْوَاطِئِينَ مِنَ النَّعْلِ

ورنہ ڈرتے ہوئے رات گزارو اور جوتوں سے پامال کرنے والوں کی پامالی کی نہایت ذلیل حالت میں دن بسر کرو۔

عَلَى أَنَّنِي وَ اللَّاتِ يَا قَوْمُ فَاعْلَمُوا ۔۔۔ بِكُمْ وَاثِقٌ أَنْ لَا تُقِيمُوا عَلَى تَبْلِ

سِوَى جَمْعِكُمْ لِلسَّابِغَاتِ وَ لِلْقَنَا ۔۔۔ وَ لِلْبِيضِ وَ الْبِيضِ الْقَوَاطِعِ وَ النَّبْلِ

اے قوم! یہ بات تم لوگ بھی جان لو کہ لات کی قسم تم پر پورا بھروسا رکھنے کے باوجود میں تم سے کہتا ہوں کہ تم بڑی زرہیں نیزے خود چمکتی ہوئی کاٹنے والی (تلواریں) اور تیر جمع کیے بغیر دشمن سے بدلا لینے کے لیے کھڑے نہ ہونا۔

ضرار بن الخطاب | ضرار بن الخطاب بن مرداس، محارب بن فہر کے بھائی نے کہا ہے:

عَجِبْتُ لِفَخْرِ الْأَوْسِ وَالْحَيْنُ دَائِرٌ   عَلَيْهِمْ غَدًا وَالدَّهْرُ فِيهِ بَصَائِرُ

اوس کے فخر کرنے پر میں حیران ہوں، حالانکہ کل ان پر بھی موت کا پھیرا ہونے والا ہے اور زمانے میں عبرتناک واقعات موجود ہیں۔

وَفَخْرِ بَنِي النَّجَّارِ إِنْ كَانَ مَعْشَرٌ   أُصِيبُوا بِبَدْرٍ كُلُّهُمْ ثَمَّ صَابِرُ

اور بنی النجار کے فخر پر مجھے حیرت ہوئی (جن کا فخر صرف اس بات پر ہے) کہ بدر میں ایک خاندان پورے کا پورا مبتلائے مصیبت ہو گیا، وہ وہاں ثابت قدم رہا۔

فَإِنْ تَكُ قَتْلَى غُودِرَتْ مِنْ رِجَالِهَا   فَإِنَّا رِجَالٌ بَعْدَهُمْ سَنُغَادِرُ

اگر اس خاندان کے مردوں کی لاشیں بربادی کے لیے پڑی ہوئی ہیں تو کیا حرج ہے، کہ ان کے بعد ہم لوگ بھی تو ہیں جو عنقریب بربادی لانے والے ہیں۔

وَتَرْدِي بِنَا الْجُرْدُ الْعَنَاجِيجُ وَسْطَكُمْ   بَنِي الْأَوْسِ حَتَّى يَشْفِيَ النَّفْسَ ثَائِرُ

اور اے بنی اوس چھوٹے بالوں والے لمبے لمبے تیز گھوڑے ہمیں (اپنی پیٹھوں پر) لیے ہوئے تمہارا وسط کا حصہ پامال کرتے ہوں گے، حتیٰ کہ بدلا لینے والا دل کو تسکین دے۔

وَوَسْطَ بَنِي النَّجَّارِ سَوْفَ نَكُرُّهَا   لَهَا بِالْقَنَا وَالدَّارِعِينَ زَوَافِرُ

اور قریب میں ان گھوڑوں کے ذریعے سے دوسرا حملہ ہم بنی النجار کے درمیانی حصے پر کریں گے، جس کے لیے نیزوں اور زرہ پوشوں کے باربردار بھی ہوں گے۔

فَنَتْرُكُ صَرْعَى تَعْصِبُ الطَّيْرُ حَوْلَهُمْ   وَلَيْسَ لَهُمْ إِلَّا الْأَمَانِيُّ نَاصِرُ

پھر ہم انھیں اس طرح بکھرا ہوا چھوڑیں گے کہ انھیں پرندوں کی ٹکڑیاں گھیرے ہوئے ہوں گی اور بجز جھوٹی آرزوؤں کے کوئی ان کی مدد کرنے والا نہ ہوگا۔

وَتَبْكِيهِمْ مِنْ أَهْلِ يَثْرِبَ نِسْوَةٌ   لَهُنَّ بِهَا لَيْلٌ عَنِ النَّوْمِ سَاهِرُ

اور یثرب کی عورتیں ان پر روتی ہوں گی۔ ان عورتوں کو اس مقام پر ایسی رات ہوگی، جو نیند سے بیدار رکھنے والی ہوں گی۔

وَذٰلِكَ اِنَّا لَاتَزَالُ سُيُوْفُنَا   بِهِنَّ دَمٌ مِمَّا يُحَارِبْنَ مَائِرُ

اور مذکورہ حالت اس لیے ہوگی کہ ہماری تلوارو‌ں سے ہمیشہ ان لوگوں کا خون بہتا
ہوگا، جن سے ان تلواروں نے جنگ کی۔

فَاِنْ تَظْفَرُوْا فِیْ یَوْمِ بَدْرٍ فَاِنَّمَا   بِاَحْمَدَ اَمْسٰی جَدُّكُمْ وَهُوَ ظَاهِرُ

اگر تم نے بدر کے روز فتح پائی تو (اس) کا سبب بھی صرف یہی ہے کہ تمہارا نصیب
(ہم میں کے ایک فرد) احمد کے ساتھ ہوگیا ہے اور یہ بات ظاہر ہے۔

وَبِالنَّفَرِ الْاَخْيَارِ هُمْ اَوْلِيَاؤُهُ   يُحَامُوْنَ فِي اللَّاْوَاءِ وَالْمَوْتُ حَاضِرُ

اور ان منتخب لوگوں کے ساتھ ہوگیا ہے، جو اس کے رشتہ دار ہیں لیکن (اگر)
موت تو موجود ہے۔

يُعَدُّ اَبُوْبَكْرٍ وَحَمْزَةُ فِيْهِمْ   وَيُدْعٰی عَلِیٌّ وَسْطَ مَنْ اَنْتَ ذَاكِرُ

ابو بکرؓ اور حمزہؓ کا انھیں لوگوں میں شمار ہے اور جن لوگوں کا تو ذکر کر رہا ہے
ان میں سب سے بہتر تو وہ ہے جو علیؓ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

وَيُدْعٰی اَبُوْحَفْصٍ وَعُثْمَانُ مِنْهُمْ   وَسَعْدٌ اِذَا مَا كَانَ فِی الْحَرْبِ حَاضِرُ

اور جو ابو حفص (عمر) مشہور ہے اور عثمان بھی انھیں افراد میں سے ہے اور سعد
ہے، جب وہ کسی جنگ میں موجود ہے۔

اُولٰئِكَ لَا مَنْ نَتَّجَتْ فِیْ دِيَارِهَا   بَنُو الْاَوْسِ وَالنَّجَّارِ حِيْنَ تَفَاخِرُ

یہ لوگ ہیں (جن کے سبب سے فتح حاصل ہوئی ہے)، نہ کہ وہ لوگ جو بنی الاوس
اور بنی النجار والے ہیں، جنھوں نے اپنے وطنوں میں بہت سی اولاد پیدا کرلی
ہے، جب وہ فخر کر رہے ہیں۔

وَلٰكِنْ اَبُوْهُمْ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ   اِذَا عُدَّتِ الْاَنْسَابُ كَعْبٌ وَعَامِرُ

جب بنی کعب اور بنی عامر کے نسب شمار کیے جائیں تو ان مذکورہ لوگوں کا
جد اعلیٰ لؤی بن غالب میں سے ہوگا۔

هُمُ الطَّاعِنُوْنَ الْخَيْلَ فِیْ كُلِّ مَعْرَكٍ   غَدَاةَ الْهِيَاجِ الْاَطْيَبُوْنَ الْاَكَاثِرُ

یہ وہ لوگ ہیں، جو ہر معرکے میں شہسواروں پر نیزہ بازی کرنے والے اور
اضطراب کے وقت بہترین اور بہت نیکیاں کرنے والے ہیں۔

اس کا جواب بنی سلمہ کے کعب بن مالک نے دیا اور کہا:

عَجِبْتُ لِاَمْرِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ قَادِرٌ عَلٰی مَا اَرَادَ لَیْسَ لِلّٰهِ قَاهِرُ

میں اللہ تعالیٰ کے کاموں پر حیران ہو گیا اور اللہ تو ان باتوں پر قادر ہے، جن کا اس نے ارادہ کر لیا۔ اللہ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔

قَضَی یَوْمَ بَدْرٍ اَنْ نُلَاقِیَ مَعْشَرًا بَغَوْا وَسَبِیْلُ الْبَغْیِ بِالنَّاسِ جَائِرُ

بدر کے روز اُس نے یہ فیصلہ کر دیا کہ ہم ایک ایسے خاندان کے مقابل ہو جائیں جنھوں نے بغاوت کی اور بغاوت کی راہ لوگوں کو ٹیڑھا لے جانے والی ہے۔

وَقَدْ حَشَدُوْا وَاسْتَنْفَرُوْا مَنْ یَلِیْهِمُ مِنَ النَّاسِ حَتّٰی جَمْعُهُمْ مُتَكَاثِرُ

حالانکہ انھوں نے لشکر جمع کر لیا تھا اور جو لوگ ان کے نزدیک رہنے والے تھے، انھوں نے ان سے جنگ کے لیے نکلنے کا یہاں تک کہ مطالبہ کیا کہ ان کی جماعت کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی۔

وَسَارَتْ اِلَیْنَا لَا تُحَاوِلُ غَیْرَنَا بِاَجْمَعِهَا كَعْبٌ جَمِیْعٌ وَعَامِرُ

اور وہ سب کے سب ہماری طرف چل پڑے اور ان کا قصد ہمارے سوا کسی دوسرے کی طرف نہ تھا جملہ بنی کعب اور بنی عامر (ہمارے مقابل آ گئے)۔

وَفِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالْاَوْسُ حَوْلَهُ لَهُ مَعْقِلٌ مِنْهُمْ عَزِیْزٌ وَنَاصِرُ

اور (ہماری حالت یہ ہے کہ) ہم میں اللہ کا رسول ہے اور اس کے اطراف بنی اوس ہیں، اس کے لیے وہ قلعہ بنے ہوئے ہیں اور غلبہ رکھنے والے اور مدد کرنے والے ہیں۔

وَجَمْعُ بَنِی النَّجَّارِ تَحْتَ لِوَائِهِ یَمِیْسُوْنَ فِی الْمَاذِیِّ وَالنَّقْعُ ثَائِرُ

بنی النجار کی جماعت اس کے پرچم کے نیچے ہے اور وہ سفید اور نرم زرہوں میں ناز سے چلے جا رہے ہیں اور گرد و غبار اڑا جا رہا ہے۔

فَلَمَّا لَقِیْنَاهُمْ وَكُلٌّ مُجَاهِدٌ لِاَصْحَابِهِ مُسْتَبْسِلُ النَّفْسِ صَابِرُ

پھر جب ہم ان کے مقابل ہوئے تو ہر ایک کوشاں تھا کہ اپنے ساتھیوں کے لیے، خود اپنے نفس سے دلیری کا طالب اور ثابت قدم تھا۔

شَهِدْنَا بِاَنَّ اللهَ لَا رَبَّ غَيْرُهٗ   وَاَنَّ رَسُوْلَ اللهِ بِالْحَقِّ ظَاهِرُ

ہم نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی پروان چڑھانے والا نہیں
اور یہ کہ اللہ کا سچائی کا پیغام رساں غلبہ حاصل کرنے والا ہے۔

وَقَدْ عُرِّيَتْ بِيْضٌ خِفَافٌ كَاَنَّهَا   مَقَابِيْسُ يُزْهِيْهَا لِعَيْنَيْكَ شَاهِرُ

اور سفید چمکتی ہوئی، ہلکی (تلواریں)، برہنہ کرلی گئیں، گویا شعلے ہیں کہ تلوار کھینچنے
والا تیری آنکھوں کے سامنے انھیں حرکت دے رہا ہے۔

بِهِنَّ اَبَدْنَا جَمْعَهُمْ فَتَبَدَّدُوْا   وَكَانَ يُلَاقِي الْحَيْنَ مَنْ هُوَ فَاجِرُ

انھیں تلواروں کے ذریعے سے ہم نے ان کی جماعت برباد کردی اور وہ پریشان
ہوگئے اور جو نافرمان تھا، وہ موت سے ملاقات کر رہا تھا۔

فَكُبَّ اَبُوْجَهْلٍ صَرِيْعًا لِوَجْهِهٖ   وَعُتْبَةُ قَدْ غَادَرْنَهٗ وَهُوَ عَاثِرُ

آخر ابوجہل نے منہ کے بل پٹخنی کھائی اور عتبہ کو انھوں نے ایسی حالت میں
چھوڑا کہ وہ ٹھوکر کھا چکا تھا۔

وَالشَّيْبَةَ وَالتَّيْمِيَّ غَادَرْنَ فِي الْوَغٰى   وَمَا مِنْهُمْ اِلَّا بِذِي الْعَرْشِ كَافِرُ

اور شیبہ کو اور تیمی کو انھوں نے چیخ پکار میں چھوڑ دیا اور یہ دونوں کے
دونوں عرش والے کے منکر تھے۔

فَاَمْسَوْا وَقُوْدَ النَّارِ فِيْ مُسْتَقَرِّهَا   وَكُلُّ كَفُوْرٍ فِيْ جَهَنَّمَ صَائِرُ

غرض آگ کی قرارگاہ میں وہ آگ کا ایندھن بن گئے اور ہر منکر جہنم ہی میں منتقل
ہونے والا ہے۔

تَلَظّٰى عَلَيْهِمْ وَهِيَ قَدْ شَبَّ حَمْيُهَا   بِزُبَرِ الْحَدِيْدِ وَالْحِجَارَةِ سَاجِرُ

اس حالت میں کہ اس کی گرمی شباب پر ہے ـــــ وہ ان پر شعلہ زنی
کر رہی ہے ـــــ جو لوہے اور پتھروں کی تختیوں سے بھری ہوئی ہے
(یا سلگنے والی ہے)۔

وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ قَدْ قَالَ اَقْبِلُوْا   فَوَلَّوْا وَقَالُوْا اِنَّمَا اَنْتَ سَاحِرُ

اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ان سے فرما چکے تھے کہ (میری جانب)
آگے بڑھو تو انھوں نے منہ پھیر لیا اور کہا کہ تو تو صرف ایک جادوگر ہے۔

لِاَمْرٍ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ یُّهْلِکُوْا بِهٖ
وَلَیْسَ لِاَمْرٍ حَتَّمَهُ اللّٰهُ زَاجِرُ

(ان کی مذکورہ حالت، اس سبب سے تھی کہ اللہ نے چاہا تھا، وہ اسی میں ہلاک ہوں اور جس بات کا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا، اسے روکنے والا بھی کوئی نہیں۔

باب ۱۰۶

جنگ بدر کے متعلق اشعار

(۲)

مقتولین بدر کا مرثیہ

عبداللہ بن الزبعری السہمی نے بدر کے مقتولوں کے مرثیے میں کہا ہے۔

ابن ہشام کے بیان کے مطابق بعض نے کہا ہے کہ یہ اشعار اعشیٰ بن زرارہ بن النباش کے ہیں جو بنی اسید بن عمرو بن تمیم میں سے تھا اور بنی نوفل بن عبد مناف کا حلیف تھا۔ ابن اسحاق نے اسے بنی عبدالدار کا حلیف بتایا ہے:

مَاذَا بِبَدْرٍ وَمَا ذَا حَوْلَهُ ۔۔۔ مِنْ فِتْيَةٍ بِيضِ الْوُجُوهِ كِرَامِ

بدر اور اس کے ماحول پر کیا (آفت آگئی) ہے کہ گورے گورے چہرے والے شریف نوجوانوں نے۔

تَرَكُوا نُبَيْهًا خَلْفَهُمْ وَمُنَبِّهًا ۔۔۔ وَابْنَيْ رَبِيعَةَ خَيْرَ خَصْمٍ فِئَامِ

نُبَیہ، منبہ اور ربیعہ کے دونوں بیٹوں کو، جو لوگوں کی (ان) جماعتوں کے بڑے مخالف تھے، پیچھے چھوڑ دیا۔

وَالْحَارِثَ الْفَيَّاضَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ ۔۔۔ كَالْبَدْرِ جَلَّى لَيْلَةَ الْإِظْلَامِ

اور فیاض حارث کو چھوڑ دیا، جس کا چہرہ بدر کی طرح چمکتا تھا، جس نے اندھیری رات کو روشن کر دیا ہے۔

وَالْعَاصِيَ بْنَ مُنَبِّهٍ ذَا مِرَّةٍ ۔۔۔ رُمْحًا تَمِيمًا غَيْرَ ذِي أَوْصَامِ

اور منبہ کے بیٹے عاصی کو (چھوڑ دیا)، جو قوی اور (لیا گویا) پورا نیزہ تھا اور عیبوں والا نہ تھا۔

تَنْمِي بِهِ أَعْرَاقُهُ وَجُدُودُهُ ۔۔۔ وَمَآثِرُ الْأَخْوَالِ وَالْأَعْمَامِ

اس (عاصی) کے ذریعے سے اس (منبہ) کے اصلی صفات، اس کی استعداد اور ماموؤں، چچاؤں کے صفاتِ حمیدہ پرورش پاتے تھے۔

وَ اِذَا بَكٰى بَاكٍ فَاَعْوَلَ شَجْوَهٗ ‏ فَعَلَى الرَّئِيْسِ الْمَاجِدِ ابْنِ هِشَامِ

اور جب کوئی رونے والا رویا اور اپنے غم کا اظہار با آواز بلند کیا تو (سمجھ لو کہ) عزت و شان والے سردار ابن ہشام ہی پر آواز بلند کر رہا ہے۔

حَيَّا الْاِلٰهُ اَبَا الْوَلِيْدِ وَرَهْطَهٗ ‏ رَبُّ الْاَنَامِ وَخَصَّهُمْ بِسَلَامِ

ابو الولید اور اس کی جماعت کو خدا زندہ رکھے اور مخلوق کی پرورش کرنے والا انھیں سلامتی سے مخصوص فرمائے۔

اس کا جواب حسان بن ثابت الانصاری نے دیا: اور کہا۔

اَبْكِ بَكَتْ عَيْنَاكَ ثُمَّ تَبَادَرَتْ ‏ بِدَمٍ تُعَلُّ غُرُوْبُهَا سَجَّامِ

(مرثیے کہہ) اور رو (خدا کرے) کہ تیری آنکھیں (ہمیشہ) روتی ہی رہیں۔ پھر بہنے والا خون نے نکلیں اور گوشہائے چشم کو بار بار سیراب کرتی رہیں۔

مَاذَا بَكَيْتَ بِهِ الَّذِيْنَ تَتَابَعُوْا ‏ هَلَّا ذَكَرْتَ مَكَارِمَ الْاَقْوَامِ

اس (مرثیے) کے ذریعے سے ان لوگوں پر رویا، جو یکے بعد دیگرے چل بسے تو تو نے کیا کیا (کیا کام کیا؟) ان لوگوں کے قابل تعریف کاموں کا ذکر کیوں نہ کیا؟

وَذَكَرْتَ مِنَّا مَاجِدًا ذَا هِمَّةٍ ‏ سَمْحَ الْخَلَائِقِ صَادِقَ الْاِقْدَامِ

اور ہم میں کی بزرگ، ہمت والی، وسیع الاخلاق اور جو کام شروع کرے، اسے پورا کرنے والی ہستی کا ذکر کیوں نہ کیا؟

اَعْنِي النَّبِيَّ اَخَا الْمَكَارِمِ وَالنَّدٰى ‏ وَاَبَرَّ مَنْ يُوْلِيْ عَلَى الْاَقْسَامِ

میری مراد اس نبی سے ہے، جو سخی اور اعلیٰ صفات والا ہے اور قسمیں کھانے والوں میں سب سے زیادہ قسمیں پوری کرنے والا ہے۔

فَلِمِثْلِهٖ وَلِمِثْلِ مَا يَدْعُوْ لَهٗ ‏ كَانَ الْمُمَدَّحَ ثُمَّ غَيْرَ كَهَامِ

پس بے شبہ اس کے سے لوگ اور جس چیز کی طرف وہ بلاتا ہے، اس کی سی چیز، قابل ستائش ہے پھر (قابل تعریف صفات کے ساتھ کسی قسم کی) کمزوری رکھنے والا نہیں۔

حسانؓ بن ثابت الانصاری نے یہ بھی کہا ہے:

تَبَلَتْ فُؤَادَكَ فِی الْمَنَامِ خَرِیْدَۃٌ　　تَشْفِی الضَّجِیْعَ بِبَارِدٍ بَسَّامِ

ایک دوشیزہ نے خواب میں تیرے دل کو بیمار بنا دیا ہے جو ٹھنڈے مسکرانے
والے (دانتوں سے اپنے) ہم بستر کو بھلا چنگا کر دیتی ہے۔

کَالْمِسْکِ تَخْلِطُہٗ بِمَاءِ سَحَابَۃٍ　　اَوْ عَاتِقٍ کَدَمِ الذَّبِیْحِ مُدَامِ

جس طرح مشک کو بارش کے پانی کے ساتھ تو ملا لے (تو اس سے شفا حاصل
ہوتی ہے) یا مذبوحہ جانور کے خون کی سی پرانی شراب (سے شفا ہوتی ہے)۔ ——

ایسے ہی:

نُجُمُ الْحَقِیْبَۃِ بُوْصُہَا مُتَنَضِّدٌ　　بَلْہَاءُ غَیْرُ وَشِیْکَۃِ الْاَقْسَامِ

اُبھری ہوئی گٹھڑی والی (بڑے کولے والی) گویا اس کے کولے تہ بہ تہ ہیں
بھولی بھالی، قسموں کے نزدیک نہ جانے والی۔

بُنِیَتْ عَلٰی قَطَنٍ اَجَمَّ کَاَنَّہٗ　　فُضُلًا اِذَا قَعَدَتْ مَدَاکُ رُخَامِ

اس کی کرکھ دیا کمر، بغیر ہڈی کے بنی ہوئی ہے۔ جب وہ مکلّف لباس سے
الگ ہو کر (نیم برہنہ) بیٹھتی ہے تو گویا وہ سنگِ مرمر کی سِل ہے۔

وَتَکَادُ تَکْسَلُ اَنْ تَجِیْءَ فِرَاشَہَا　　فِیْ جِسْمِ خَرْعَبَۃٍ وَحُسْنِ قَوَامِ

جسم کی نزاکت، نرمی اور فطری حسن میں (اس کی حالت یہ ہے) کہ اسے بستر
تک آنا بار ہے۔

اَمَّا النَّہَارُ فَلَا اُفَتِّرُ ذِکْرَہَا　　وَاللَّیْلُ تُوْزِعُنِیْ بِہَا اَحْلَامِیْ

(میرا سارا) دن اس کی یاد سے خالی نہیں رہتا۔ اور ساری رات میرے خواب مجھے
اسی کی شیفتہ بنائے رکھتے ہیں۔

اَقْسَمْتُ اَنْسَاہَا وَاَتْرُکُ ذِکْرَہَا　　حَتّٰی تُغَیَّبَ فِی الضَّرِیْحِ عِظَامِیْ

(مذکورہ صفات کی عورت کو جب میں نے دیکھا تو) میں نے قسم کھالی کہ اسے کبھی
نہ بھولوں گا اور اس کی یاد کبھی نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ میری ہڈیاں قبر میں (سڑ گل کر
نیست و نابود اور) غائب ہو جائیں۔

یَا مَنْ لِعَاذِلَۃٍ تَلُوْمُ سَفَاہَۃً　　وَلَقَدْ عَصَیْتُ عَلَی الْہَوٰی لُوَّامِیْ

کوئی ہے جو نادانی سے ملامت کرنے والی کو (ملامت کرنے سے روکے)

حالانکہ محبت کے متعلق ملامت کرنے والوں کی (کوئی بات) میں نے نہیں مانی۔

بَكَرَتْ عَلَيَّ بِسُحْرَةٍ بَعْدَ الْكَرَى وَتَقَارُبٍ مِنْ حَادِثِ الْأَيَّامِ

(ایک رات، زمانے کے اس انقلاب (واقعۂ بدر) کے قریب (میری) ذرا سی نیند کے بعد سویرے سے پہلے وہ عورت میرے پاس آئی۔

زَعَمَتْ بِأَنَّ الْمَرْءَ يَكْرُبُ عُمْرَهُ عَدَمٌ لِمُعْتَكِرٍ مِنَ الْأَصْرَامِ

(اور) اس نے دعوے سے کہا کہ اونٹوں کے گلوں کے ہجوم کا نہ ہونا آدمی کی عمر کو غم و اندوہ بنا دیتا ہے (لوگ مال و جاہ کی فکر میں عمر تباہ کر لیتے ہیں)۔

إِنْ كُنْتِ كَاذِبَةَ الَّذِي حَدَّثْتِنِي فَنَجَوْتِ مَنْجَى الْحَارِثِ بْنِ هِشَامِ

(میں نے اس سے کہا) جو بات تُو مجھ سے بیان کر رہی ہے، اگر تُو (اس میں) جھوٹی ہے تو تُو (مجھ سے)، اس طرح بچ کر نکل جائے، جس طرح حارث بن ہشام (بچ کر نکل گیا)۔

تَرَكَ الْأَحِبَّةَ أَنْ يُقَاتِلَ دُونَهُمْ وَنَجَا بِرَأْسِ طِمِرَّةٍ وَلِجَامِ

کہ اپنے دوستوں کے لیے سینہ سپر ہونے کے بجائے اس نے انھیں چھوڑ دیا۔ اور تیز گھوڑے کے سر (کے بال) اور لگام تھامے ہوئے بھاگ نکلا۔

تَذَرُ الْعَنَاجِيجُ الْجِيَادُ بِقَفْرَةٍ مَرَّ الدَّمُوكِ بِمُحْصَدٍ وَرِجَامِ

بہترین اور تیز رفتار گھوڑے بنجر میدان کو اس طرح (اپنے پیچھے) چھوڑتے چلے جا رہے تھے، جس طرح پتھر سے بندھی ہوئی مضبوط رسّی کو تیز رفتار چرخ چھوڑتا چلا جاتا ہے۔

مَلَأَتْ بِهِ الْفَرْجَيْنِ فَارْمَدَّتْ بِهِ وَثَوَى أَحِبَّتُهُ بِشَرِّ مُقَامِ

ان گھوڑوں نے اس دوڑ سے (ہاتھوں اور پاؤں کے درمیانی) شگاف بھر لیے تھے اور اس سے ان میں ہیجان پیدا ہو گیا تھا، حالانکہ اس کے دوست بڑی بڑی جگہ پڑے ہوئے تھے۔

وَبَنُو أَبِيهِ وَرَهْطُهُ فِي مَعْرَكٍ نَصَرَ الْإِلَهُ بِهِ ذَوِي الْإِسْلَامِ

اور اس کے بھائی اور اس کی جماعت ایک ایسے معرکے میں (پھنسی ہوئی) تھی ——— جس میں معبودِ (حقیقی) نے مسلمانوں کو فتحیاب فرمایا:

طَحَنَتْهُمْ وَاللهُ يُنْفِذُ أَمْرَهُ ... حَرْبٌ يُشَبُّ سَعِيرُهَا بِضِرَامِ

ایسی جنگ نے انھیں پیس ڈالا، جس کے شعلوں کو ایندھن سے بھڑکایا جا رہا تھا اور اللہ تو اپنا حکم جاری ہی فرماتا ہے۔

لَوْلَا الْإِلٰهُ وَجَرْيُهَا لَتَرَكْنَهُ ... جَزَرَ السِّبَاعِ وَدُسْنَهُ بِحَوَامِي

اگر معبود (حقیقی کو اس کا بچانا مقصود) نہ ہوتا اور ان (گھوڑوں) کی دوڑ نہ ہوتی تو وہ اس (حارث بن ہشام) کو درندوں کا نوالہ کر چھوڑتے یا ٹاپوں سے پامال کر ڈالتے۔

مِنْ بَيْنِ مَأْسُورٍ يُشَدُّ وِثَاقُهُ ... صَقْرٍ إِذَا لَاقَى الْأَسِنَّةَ حَامِي

(وہ دو حالتوں کے) درمیان (ہوتا یا تو) قیدی ہوتا، جس کی مشکیں ایک ایسا بہادر کس دیتا، جو نیزوں کے مقابلے میں بھی حمایت کرنے والا ہے۔

وَمُجَدَّلٍ لَا يَسْتَجِيبُ لِدَعْوَةٍ ... حَتَّى تَزُولَ شَوَامِخُ الْأَعْلَامِ

اور (یا) زمین پر پڑا ہوا ہوتا اور کسی پکارنے والے کا جواب نہ دیتا، یہاں تک کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں (نہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹیں گے اور نہ وہ جواب دے گا)۔

بِالْعَارِ وَالذُّلِّ الْمُبِينِ إِذْ رَأَى ... بِيضَ السُّيُوفِ تَسُوقُ كُلَّ هُمَامِ

صریح ذلت و خواری کی حالت میں (پڑا رہتا)، جب دیکھتا کہ سفید (چمکتی ہوئی) تلواریں مستقل مزاج سرداروں کو ہانکتی لیے جا رہی ہیں۔

بِيَدَيْ أَغَرَّ إِذَا انْتَمَى لَمْ يُخْزِهِ ... نَسَبُ الْقِصَارِ سَمَيْدَعٍ مِقْدَامِ

(وہ تلواریں) ہر اس چمکتے ہوئے چہرے والے کے ہاتھوں میں ہوتیں جو اپنا نسب بیان کرے تو اسے کم ہمت لوگوں کی جانب منسوب ہونے کی ذلت نہ نصیب ہوتی (اس کے آبا و اجداد تمام باہمت تھے) اس سردار کے ہاتھ میں ہوتیں جو (دشمن کی پروا نہ کرکے) آگے بڑھنے والا ہے۔

بِيضٌ إِذَا لَاقَتْ حَدِيدًا صَمَّمَتْ ... كَالْبَرْقِ تَحْتَ ظِلَالِ كُلِّ غَمَامِ

وہ ایسی سفید (چمکتی ہوئی تلواریں) ہیں کہ جب لوہے سے وہ ملتی ہیں تو اسے کاٹ کر نیچے اتر جاتی ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابر کے ٹکڑوں کے سائے

کے نیچے بجلی (چمک رہی) ہے۔

حارث بن ہشام کے جوابی اشعار

بقول ابن ہشام الحارث بن ہشام نے اس کے جواب میں یہ اشعار کہے:

اَللّٰهُ اَعْلَمُ مَا تَرَكْتُ قِتَالَهُمْ حَتّٰى حَبَوْا مُهْرِىْ بِاَشْقَرَ مُزْبِدِ

اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نے اس وقت تک جنگ ترک نہیں کی، جب تک ان لوگوں نے میرے بچھیرے کو سرخ کف دار (خون) میں آلودہ نہ کر دیا۔

وَعَرَفْتُ اَنِّىْ اِنْ اُقَاتِلْ وَاحِدًا اُقْتَلْ وَلَا يَنْكِىْ عَدُوِّىْ مَشْهَدِىْ

اور میں نے جان لیا کہ اگر میں اکیلا جنگ کرتا رہوں گا تو قتل ہو جاؤں گا اور میرا جنگ میں موجود رہنا میرے دشمن کو کسی طرح مجبور نہ کرے گا۔

فَصَدَدْتُ عَنْهُمْ وَالْاَحِبَّةُ فِيْهِمْ طَمَعًا لَهُمْ بِعِقَابِ يَوْمٍ مُفْسِدِ

تو میں نے ان سے منہ پھیر لیا، حالانکہ احباب ان میں (پڑے ہوئے) تھے اس امید پر کہ کسی اور فساد کے موقع پر ان سے بدلا لیا جا سکے۔

ابن اسحاق نے کہا: الحارث نے یہ اشعار جنگِ بدر سے اپنے بھاگنے کے عذر میں کہے:

ابن ہشام نے کہا: ہم نے حسان کے قصیدے میں سے آخر کے تین شعر فحش ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیے ہیں:

ابن اسحاق نے کہا: حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا ہے:

لَقَدْ عَلِمَتْ قُرَيْشٌ يَوْمَ بَدْرٍ غَدَاةَ الْاَسْرِ وَالْقَتْلِ الشَّدِيْدِ

بدر کے دن، جو قید کرنے اور خوب قتل کرنے کا دن تھا، قریش نے جان لیا۔

بِاَنَّا حِيْنَ تَشْتَجِرُ الْعَوَالِىْ حُمَاةُ الْحَرْبِ يَوْمَ اَبِى الْوَلِيْدِ

کہ ہم شیرانِ جنگ ہیں، جب نیزوں کے سرا ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں، بالخصوص ابو الولید کا دن یاد کرو۔

قَتَلْنَا ابْنَىْ رَبِيْعَةَ يَوْمَ سَارَا اِلَيْنَا فِىْ مُضَاعَفَةِ الْحَدِيْدِ

جس روز ربیعہ کے دونوں بیٹے لوہے کی دوہری زرہوں میں ہمارے مقابلے کے لیے چلے تو ہم نے ان دونوں کو قتل کر دیا۔

وَفَرَّ بِهَا حَكِيمٌ يَوْمَ جَالَتْ ۔۔۔ بَنُو النَّجَّارِ تَخْطِرُ كَالأُسُودِ

اور بنی النجار شیروں کی طرح ناز سے جولانیاں دکھانے لگے تو حکیم وہاں سے بھاگ گیا۔

وَوَلَّتْ عِنْدَ ذَاكَ جُمُوعُ فِهْرٍ ۔۔۔ وَأَسْلَمَهَا الْحُوَيْرِثُ مِنْ بَعِيدِ

اور اس وقت تمام بنی فہر نے پیٹھ پھیری اور حویرث نے تو دور ہی سے انہیں چھوڑ دیا۔

لَقَدْ لَاقَيْتُمُ ذُلًّا وَقَتْلًا ۔۔۔ جَهِيزًا نَافِذًا تَحْتَ الْوَرِيدِ

تمہیں ذلت اور ایسے تیز قتل کا سامنا ہوا، جو تمہاری رگِ گلو کے اندر سرایت کر گیا۔

وَكُلُّ الْقَوْمِ قَدْ وَلَّوْا جَمِيعًا ۔۔۔ وَلَمْ يَلْوُوا عَلَى الْحَسَبِ التَّلِيدِ

اور ساری کی ساری قوم نے مل کر پیٹھ پھیر دی اور باپ دادا کی عزت کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

حسانؓ کی پہلی نظم

حسانؓ بن ثابت نے کہا:

يَا حَارِ قَدْ عَوَّلْتَ غَيْرَ مُعَوَّلٍ ۔۔۔ عِنْدَ الْهِيَاجِ وَسَاعَةَ الْأَحْسَابِ

اے حارث! تُو نے جنگ و فساد کے وقت بھروسے کے ناقابل (لوگوں) پر بھروسا کیا۔

إِذْ تَمْتَطِي سُرُحَ الْيَدَيْنِ نَجِيبَةً ۔۔۔ مَرَطَى الْجِرَاءِ طَوِيلَةَ الْأَقْرَابِ

(ایسے وقت میں، جب تُو کشادہ قدم شریف، تیز رفتار اور لمبی پیٹھ والی (گھوڑی) پر سواری کرتا ہے۔

وَالْقَوْمُ خَلْفَكَ قَدْ تَرَكْتَ قِتَالَهُمْ ۔۔۔ تَرْجُو النَّجَاءَ وَلَيْسَ حِينَ ذَهَابِ

بچ کر نکل جانے کی امید میں تُو نے لوگوں سے جنگ و مقابلہ چھوڑ دیا، حالانکہ لوگ تیرے پیچھے ہی تھے اور وہ وقت (تیرے) بھاگ جانے کا نہ تھا۔

إِلَّا عَطَفْتَ عَلَى ابْنِ أُمِّكَ إِذْ ثَوَى ۔۔۔ قَعْصَ الْأَسِنَّةِ ضَائِعَ الْأَسْلَابِ

کہ تُو نے اپنی ماں کے بیٹے کی جانب بھی مڑ کر نہ دیکھا، جب وہ پیوندِ خاک

نیزوں کے نیچے موت کے منہ میں تھا (اور اس کے پاس جو کچھ تھا) لوٹ میں برباد ہو رہا تھا۔

عَجَّلَ الْمَلِيكُ لَهُ فَأَهْلَكَ جَمْعَهُ ۔۔۔ بِشَنَارِ مُخْزِيَةٍ وَسُوءِ عَذَابِ

مالک (الملک) نے اسے بدنام کرنے والی رسوائی اور فوری بدترین عذاب میں مبتلا کر دیا اور اس کا جتھا برباد کر ڈالا۔

دوسری نظم

ابن اسحٰق نے کہا: حسان بن ثابت نے یہ بھی کہا ہے:

مُسْتَشْعِرِي حَلَقِ الْمَاذِيِّ يَقْدُمُهُمْ ۔۔۔ جَلْدُ النَّحِيزَةِ مَاضٍ غَيْرُ رِعْدِيدِ

ان لوگوں کے آگے آگے ایک شخص تھا، جو سفید اور جسم سے لگی ہوئی نرم کڑیوں کی زرہ پہنے قوی مزاج، ہر ارادے کو پورا کرنے والا تھا، بزدل نہ تھا۔

أَعْنِي رَسُولَ إِلٰهِ الْخَلْقِ فَضَّلَهُ ۔۔۔ عَلَى الْبَرِيَّةِ بِالتَّقْوَى وَبِالْجُودِ

(صفات مذکورہ سے) میری مراد معبود خلق کے رسول (کی ذات مبارک) سے ہے، جسے اس نے مخلوق پر تقوی اور سخاوت کے باعث فضیلت دی ہے۔

وَقَدْ زَعَمْتُمْ بِأَنْ تَحْمُوا ذِمَارَكُمْ ۔۔۔ وَمَاءُ بَدْرٍ زَعَمْتُمْ غَيْرُ مَوْرُودِ

تم نے دعوی کیا تھا کہ تم اپنی ذمہ داری کی چیزوں کی حمایت کرو گے اور بدر کے چشمے کے متعلق تمہارا دعوی تھا کہ وہ (مقام) نزول کے ناقابل ہے۔

ثُمَّ وَرَدْنَا وَلَمْ نَسْمَعْ لِقَوْلِكُمْ ۔۔۔ حَتَّى شَرِبْنَا رِوَاءً غَيْرَ تَصْرِيدِ

اس کے بعد ہم اس چشمے پر پہنچے اور ہم نے تمہاری بات نہیں سنی، حتیٰ کہ ہم اس قدر سیراب ہوئے کہ ہمارے لیے، پانی کی کچھ بھی کمی نہ ہوئی۔

مُسْتَعْصِمِينَ بِحَبْلٍ غَيْرِ مُنْجَذِمٍ ۔۔۔ مُسْتَحْكَمٍ مِنْ حِبَالِ اللّٰهِ مَمْدُودِ

ہم ایسی رسی تھامے ہیں، جو ٹوٹنے والی نہیں۔ اللہ کی جانب سے دراز کی ہوئی رسیوں میں سے مضبوط رسی ہے۔

فِينَا الرَّسُولُ وَفِينَا الْحَقُّ نَتْبَعُهُ ۔۔۔ حَتَّى الْمَمَاتِ وَنَصْرٌ غَيْرُ مَحْدُودِ

ہم میں رسولؐ ہے اور ہم میں حق ہے جس کی پیروی ہم مرتے دم تک کرتے

رہیں گے اور یہ غیر محدود مدد ہے۔

دَاتٍ وَمَاضٍ شِهَابٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ　　بَدْرٌ أَنَارَ عَلَى كُلِّ الْأَمَاجِيدِ

مکمل ہے، تیز ہے، ایسا شہاب ہے، جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ چودھویں رات کا ایسا چاند ہے، جس نے تمام عزت و شان والوں کو روشن کر دیا ہے۔

تیسری نظم

ابن اسحاق نے کہا: حسان بن ثابت نے یہ بھی کہا ہے:

خَابَتْ بَنُو أَسَدٍ وَآبَ غَزِيُّهُمْ　　يَوْمَ الْقَلِيبِ بِسَوْءَةٍ وَفُضُوحِ

بنی اسد کو ناکامی نصیب ہوئی اور ان کی جنگجو جماعت گڑھے کے روز (جنگِ بدر کے روز) بدترین رسوائی سے واپس ہو گئی۔

مِنْهُمْ أَبُو الْعَاصِي تَجَدَّلَ مُقْعَصًا　　عَنْ ظَهْرِ صَادِقَةِ النَّجَاءِ سَبُوحِ

انھیں میں ابو العاصی بھی تھا جو تیز رفتار، پیراک (گھوڑے) کی پیٹھ سے فوری موت کے لیے زمین پر گرا۔

حَيْنًا لَهُ مِنْ مَانِعٍ بِسِلَاحِهِ　　لَمَّا ثَوَى بِمَقَامَةِ الْمَذْبُوحِ

جب وہ ذبح کیے جانے کی جگہ گرا تو اس کے ہتھیار سے اس کی حفاظت کرنے والی صرف اس کی موت تھی۔

وَالْمَرْءُ زَمْعَةُ قَدْ تَرَكْنَ وَنَحْرُهُ　　يَدْمَى بِعَانِدٍ مُعْبِطٍ مَسْفُوحِ

اور زمعہ جیسے شخص کو انھوں نے ایسی حالت میں چھوڑ دیا کہ اس کے حلق سے نہ رکنے والا، تازہ بہنے والا خون بہہ رہا تھا۔

مُتَوَسِّدًا حُرَّ الْجَبِينِ مُعَفَّرًا　　قَدْ عُزَّ مَارِنُ أَنْفِهِ بِقُبُوحِ

جبینِ تازہ خاک آلود ہو کر زمین پر ٹکی ہوئی تھی اور اس کی پھننگ گندگی سے آلودہ تھی۔

وَنَجَا ابْنُ قَيْسٍ فِي بَقِيَّةِ رَهْطِهِ　　بِشَفَا الرَّمَاقِ مُوَلِّيًا بِجُرُوحِ

اور ابن قیس اپنی باقی جماعت کے ساتھ زخم خوردہ زندگی کے آخری حصے میں پیٹھ پھیر کر (بھاگا اور) بچ نکلا۔

چوتھی نظم

حسان بن ثابت نے یہ بھی کہا:

اَلَا لَیْتَ شِعْرِیْ هَلْ اَتٰی اَهْلَ مَکَّةٍ   اِبَادَتُنَا الْکُفَّارَ فِیْ سَاعَةِ الْعُسْرِ

کیا ایسا نہیں ہوا؟ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کڑے وقت کافروں کو ہمارے برباد کرنے کی خبر مکّے والوں کو پہنچی (یا نہیں)؟

قَتَلْنَا سَرَاةَ الْقَوْمِ عِنْدَ مَجَالِنَا   فَلَمْ یَرْجِعُوْا اِلَّا بِقَاصِمَةِ الظَّهْرِ

ہم نے حملے کے وقت اس قوم کے گنے چُنے لوگوں کو قتل کر دیا اور وہ سب کے سب ٹوٹی ہوئی کمریں لے کر واپس ہوئے۔

قَتَلْنَا اَبَا جَهْلٍ وَّعُتْبَةَ قَبْلَهٗ   وَشَیْبَةَ یَکْبُوْ لِلْیَدَیْنِ وَلِلنَّحْرِ

ہم نے ابوجہل کو بھی قتل کر دیا، اس سے پہلے عتبہ کو بھی قتل کر دیا اور شیبہ تو اوندھے منہ سینے اور ہاتھوں کے بل گر رہا تھا۔

قَتَلْنَا سُوَیْدًا ثُمَّ عُتْبَةَ بَعْدَهٗ   وَطُعْمَةَ اَیْضًا عِنْدَ ثَائِرَةِ الْقَتْرِ

ہم نے سوید کو قتل کر دیا، اس کے بعد عتبہ کو قتل کیا اور گرد و غبار اڑتے وقت طعمہ کو بھی قتل کر ڈالا۔

فَکَمْ قَدْ قَتَلْنَا مِنْ کَرِیْمٍ مُرَزَّاءٍ   لَهٗ حَسَبٌ فِیْ قَوْمِهٖ نَابِهُ الذِّکْرِ

غرض ہم نے کتنے ہی مصیبت کے مارے بڑے رتبے والوں کو قتل کر دیا جن کے کارناموں کی ان کی قوم میں بڑی شہرت تھی۔

تَرَکْنَاهُمْ لِلْعَادِیَاتِ یَنُبْنَهُمْ   وَیَصْلَوْنَ نَارًا بَعْدُ حَامِیَةَ الْقَعْرِ

ہم نے انھیں بھونکنے والوں (بھیڑیوں) کے لیے چھوڑ دیا جو بار بار ان کے پاس آتے ہیں اور اس کے بعد وہ ایسی آگ میں داخل ہوں گے، جس کی گہرائی میں بلا کی گرمی ہے۔

لَعَمْرُكَ مَا حَامَتْ فَوَارِسُ مَالِكٍ   وَاَشْیَاعُهُمْ یَوْمَ الْتَقَیْنَا عَلٰی بَدْرِ

تیری عمر کی قسم، بدر کے روز، جب ہم سے مقابلہ ہوا تو نہ مالک کے سواروں نے کچھ مدد کی، نہ ان کے اور ساتھیوں نے۔

ابن ہشام نے کہا: ان کا شعر "قتلنا ابا جهل وعتبة بعده" ابو زید انصاری نے مجھے

سقایا۔ پانچویں نظم

ابن اسحاق نے کہا: حسانؓ بن ثابت نے یہ بھی کہا ہے:

نَجَّی حَکِیْمًا یَوْمَ بَدْرٍ شَدُّہٗ کَنَجَاءِ مُہْرٍ مِنْ بَنَاتِ الْاَعْوَجِ

بدر کے روز حکیم کو اس کی دوڑ نے بچالیا۔ جس طرح الاعوج نامی گھوڑی کی بچھیریوں میں سے ایک بچھیری بچ گئی تھی۔

لَمَّا رَاٰی بَدْرًا تَسِیْلُ جِلَاھُہٗ بِکَتِیْبَۃٍ خَضْرَاءَ مِنْ بَلْخَزْرَجِ

جب بدر کے دن دیکھا کہ وادی کے کناروں سے بنی خزرج کا لشکر ریا رسالہ، اُمنڈا چلا آرہا ہے (تو بھاگ کر بچ گیا)۔

لَا یَنْکُلُوْنَ اِذَا لَقُوْا اَعْدَاءَ ھُمْ یَمْشُوْنَ عَائِدَۃَ الطَّرِیْقِ الْمُنْھَجِ

وہ (بنی خزرج) جب اپنے دشمنوں کے مقابل ہوتے ہیں تو ان سب سے رعب زدہ نہیں ہوتے اور شاہ راہ سے (ہٹ کر) ٹیڑھے ترچھے نہیں جاتے۔

کَمْ فِیْھِمْ مِنْ مَاجِدٍ ذِیْ مَنْعَۃٍ بَطَلٍ بِمَھْلَکَۃِ الْجَبَانِ الْمُحْرَجِ

ان میں کتنے ہی ایسے ہیں، جو عظمت وشان والے اور اپنی آپ حفاظت کرنے والے پہلوان ہیں، جو مضطرب بزدلوں کو ہلاک کرنے والے ہیں۔

وَمُسَوَّدٍ یُعْطِی الْجَزِیْلَ بِکَفِّہٖ حَمَّالِ اَثْقَالِ الدِّیَاتِ مُتَوَّجِ

اور کتنے سردار ہیں جو اپنے ہاتھوں بہت کچھ دینے والے دیتوں کے بار اٹھانے والے تاجدار ہیں۔

زَیْنِ النَّدِیِّ مُعَاوِدٍ یَوْمَ الْوَغٰی ضَرْبَ الْکُمَاۃِ بِکُلِّ اَبْیَضَ سَلْجَجِ

مجلس کی زینت، بوقت جنگ بار بار پہلوانوں پر سفید چمکتی ہوئی (تیز تلوار) سے وار کرنے والے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا: ان کے قول "سَلْجَجِ" کی روایت ابن اسحاق کے سوا دوسروں سے آئی ہے۔

چھٹی نظم

ابن اسحاق نے کہا: حسان نے یہ بھی کہا ہے:

فَمَا نَخْشَى بِحَوْلِ اللّٰهِ قَوْمًا ... وَاِنْ كَثُرُوْا وَاُجْمِعَتِ الزُّحُوْفُ

اللہ کے فضل سے ہم کسی قوم سے نہیں ڈرتے، اگرچہ وہ (کتنے ہی) زیادہ ہوں اور لشکر کے لشکر جمع ہو جائیں۔

اِذَا مَا اَلَّبُوْا جَمْعًا عَلَيْنَا ... كَفَانَا حَدَّهُمْ رَبٌّ رَءُوْفُ

جب کسی جماعت کو انھوں نے ہمارے خلاف ابھارا اور جمع کیا تو مہربان پروردگار ہمارے لیے ان کی قوت کے مقابلے میں کافی ہو گیا۔

سَمَوْنَا يَوْمَ بَدْرٍ بِالْعَوَالِي ... سِرَاعًا مَا تُضَعْضِعُنَا الْحُتُوْفُ

ہم بدر کے دن اونچے اونچے نیزے لے کر تیزی سے چھا گئے اس حالت میں کہ ہمیں موتوں (کے خوف) سے کوئی کمزوری نہ تھی۔

فَلَمْ تَرَ عُصْبَةً فِي النَّاسِ اَنْكَى ... لِمَنْ عَادَوْا اِذَا لَقِحَتْ كَشُوْفُ

پھر جب خواہش نہ رکھنے والی اونٹنی گابھن ہو گئی (کام ختم ہو گیا) تو انھوں نے جن سے دشمنی کی تھی، انھیں کے اس قدر مقہور ہوئے کہ لوگوں میں ان سے زیادہ مقہور تو نے کسی کو نہ دیکھا ہو گا۔

وَلٰكِنَّا تَوَكَّلْنَا وَقُلْنَا ... مَآثِرُنَا وَمَعْقِلُنَا السُّيُوْفُ

لیکن ہم نے (اللہ پر) بھروسا کیا اور کہا: ہمارے قابل ستائش کام اور ہماری پناہ گاہ تلواریں ہیں۔

لَقِيْنَاهُمْ بِهَا لَمَّا سَمَوْنَا ... وَنَحْنُ عِصَابَةٌ وَهُمْ اُلُوْفُ

جب ہم نے انھیں دور سے دیکھا تو ان سے مقابلہ کیا، حالانکہ ہماری ایک چھوٹی سی جماعت تھی اور وہ ہزاروں تھے۔

ساتویں نظم

حسان رضی بن ثابت ہی نے بنی جمح کی ہجو اور ان کے مقتولوں کے متعلق کہا ہے:

جَمَحَتْ بَنُوْ جُمَحٍ بِشِقْوَةِ جَدِّهِمْ ... اِنَّ الذَّلِيْلَ مُوَكَّلٌ بِذَلِيْلِ

بنو جمح نے اپنی بدبختی (یا اپنے دادا کی بدنصیبی) کے سبب سے سرکشی کی بے شبہہ ذلیل شخص (خود کو) ذلیل (صفات) ہی کے حوالے کرتا ہے۔

قُتِلَتْ بَنُو جُمَعٍ بِبَدرٍ عَنوَةً وَتَخَاذَلُوا سَعْيًا بِكُلِّ سَبِيلِ

بنو جمح بدر کے روز (دشمن کے غلبے سے) بے بسی کی حالت میں، قتل کیے گئے۔ انھوں
نے ایک دوسرے کی امداد ترک کر دی اور ہر راستے سے بھاگ گئے (جو رستہ ملا اس سے نکل بھاگے)۔

جَحَدُوا الْقُرْآنَ وَكَذَّبُوا بِمُحَمَّدٍ وَاللهُ يُظْهِرُ دِينَ كُلِّ رَسُولِ

انھوں نے قرآن کا انکار کیا اور محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو جھٹلایا۔
اللہ تو (اپنے) ہر رسول کے دین کو غلبہ دیا ہی کرتا ہے۔

لَعَنَ الْإِلٰهُ أَبَا خُزَيْمَةَ وَابْنَهُ وَالْخَالِدَيْنِ وَصَاعِدَ بْنَ عَقِيلِ

معبود (حقیقی) نے ابوخزیمہ اور اس کے بیٹے کو ذلیل کیا۔ دونوں خالدوں
کو بھی اور صاعد بن عقیل کو بھی۔

عبیدہ بن الحارث

ابن اسحاق نے کہا: عبیدہ بن الحارث بن المطلب نے جنگ بدر اور اپنے پاؤں کے کٹنے کے متعلق کہا ہے جس پر اسی وقت ضرب لگی تھی جب وہ (حمزہؓ اور علیؓ) دشمن سے مقابلے کے لیے نکلے تھے۔

ابن ہشام نے کہا: بعض علمائے شعر ان اشعار کا انکار کرتے ہیں:

سَتَبْلُغُ عَنَّا أَهْلَ مَكَّةَ وَقْعَةٌ يَهُبُّ لَهَا مَنْ كَانَ عَنْ ذَاكَ نَائِيَا

قریب میں مکہ والوں کو ہمارے متعلق ایک واقعے کی خبر پہنچے گی، جسے سن
کر جو بھی شخص اس مقام سے دور ہو، وہ بے چین ہو جائے گا۔

بِعُتْبَةَ إِذْ وَلَّى وَشَيْبَةَ بَعْدَهُ وَمَا كَانَ فِيهَا بِكْرُ عُتْبَةَ رَاضِيَا

(وہ خبر) عتبہ کے متعلق ہو گی، جب اس نے پیٹھ پھیری اور اس کے بعد
شیبہ نے بھی اور اس حالت کی (بھی انھیں خبر پہنچے گی) جس میں رہنے پر عتبہ کا پہلوٹھی
کا لڑکا راضی ہو گیا۔

فَإِنْ تَقْطَعُوا رِجْلِي فَإِنِّي مُسْلِمٌ أُرَجِّي بِهَا عَيْشًا مِنَ اللهِ دَانِيَا

پھر اگر انھوں نے میرا پاؤں کاٹ دیا تو کوئی مضائقہ نہیں کہ میں تو
مسلم ہوں۔ اس کے عوض میں اللہ سے قریب ہی میں ایک قابل عظمت زندگی
کا امیدوار ہوں۔

مَعَ الْحُورِ أَمْثَالِ التَّمَاثِيلِ أُخْلِصَتْ مِنَ الْجَنَّةِ الْعُلْيَا لِمَنْ كَانَ عَالِيَا

(وہ زندگی)، بڑی آنکھوں والیوں کے ساتھ (گزرے گی جو) پتلیوں کی سی (ہوں گی)، جو بلند درجہ جنتوں میں سے ان لوگوں کے لیے مخصوص ہوں گی، جو کہ بلند مرتبہ ہوں۔

وَبِعْتُ بِهَا عَيْشًا تَعَرَّفْتُ صَفْوَهُ ۔۔۔ وَعَالَجْتُهُ حَتّٰى فَقَدْتُ الْأَدَانِيَا

میں نے ان (جنتوں) کے لیے ایسی زندگی بیچ ڈالی جس کی صفائی مجھے معلوم تھی (کوئی تکلیف کی زندگی نہ تھی) اور میں نے اس معاملے میں (اس قدر) کوشش کی کہ قریب والوں (رشتہ داروں تک) کو کھو دیا۔

فَأَكْرَمَنِي الرَّحْمٰنُ مِنْ فَضْلِ مَنِّهٖ ۔۔۔ بِثَوْبٍ مِنَ الْإِسْلَامِ غَطّٰى الْمَسَاوِيَا

اور رحمٰن نے اپنے فضل (و کرم) سے مجھے (ایسے) خلعتِ اسلام سے سرفراز فرمایا جس نے (میری تمام) برائیوں کو ڈھانک لیا۔

وَمَا كَانَ مَكْرُوهًا إِلَيَّ قِتَالُهُمْ ۔۔۔ غَدَاةَ دَعَا الْأَكْفَاءَ مَنْ كَانَ دَاعِيَا

اور جس روز بلانے والے نے (اپنے) ہمسروں کو (مقابلے کے لیے) بلایا مجھے ان لوگوں سے جنگ کرنا کچھ برا نہ معلوم ہوا۔

وَلَمْ يَبْغِ إِذْ سَالُوا النَّبِيَّ سِوَاءَنَا ۔۔۔ ثَلَاثَتَنَا حَتّٰى حَضَرْنَا الْمُنَادِيَا

جب انھوں نے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مطالبہ کیا تو آپ نے ہم تینوں کے سوا اور کسی کو طلب نہ فرمایا (یا ہم تینوں کے مماثل لوگوں کو طلب نہ فرمایا) حتّٰی کہ ہم پکارنے والے کے پاس حاضر ہو گئے۔

أَتَيْنَاهُمْ كَالْأُسْدِ تَخْطِرُ بِالْقَنَا ۔۔۔ نُقَاتِلُ فِي الرَّحْمٰنِ مَنْ كَانَ عَاصِيَا

ہم نیزے لے کر شیروں کی طرح اکڑ اکڑ کر چلتے ہوئے ان سے جا ملے اور جو نافرمان تھا، ہم اس سے رحمٰن کے لیے جنگ کرنے لگے۔

فَمَا بَرِحَتْ أَقْدَامُنَا مِنْ مَقَامِنَا ۔۔۔ ثَلَاثَتَنَا حَتّٰى أُزِيرُوا الْمَنَائِيَا

غرض ہم تینوں اپنے (اپنے) مقاموں پر ڈٹے رہے یہاں تک کہ (ان کی) موتوں سے ملاقات کرا دی گئی۔ (ما رطوالام)

باب ۱۰

جنگ بدر کے متعلق اشعار

(۳)

ایک اور روایت

ابن ہشام نے کہا: جب عبیدہؓ کے پاؤں پر ضرب لگی تو انھوں نے کہا: سنو، تو اللہ کی قسم! اگر آج ابوطالب ہوتے تو وہ جان لیتے کہ میں اس قول کا ان سے زیادہ حق دار ہوں، جو انھوں نے کسی وقت کہا تھا:

كَذَبْتُمْ وَبَيْتِ اللّٰهِ نُبْزَى مُحَمَّدًا   وَلَمَّا نُطَاعِنْ دُوْنَهٗ وَنُنَاضِلِ

بیت اللہ کی قسم! تم نے جھوٹ کہا کہ ہم سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زبردستی چھین لیا جائے گا اور ابھی تو ہم نے ان کے بچاؤ کے لیے نیزہ بازی کی اور نہ تیراندازی۔

وَنُسْلِمُهٗ حَتّٰى نُصَرَّعَ حَوْلَهٗ   وَنَذْهَلَ عَنْ اَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

(تم نے جھوٹ کہا کہ) ہم انھیں (تمھارے) حوالے کر دیں گے (ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا) یہاں تک کہ ہم ان کے اطراف میں پچھڑ جائیں اور اپنے بچوں، بیویوں سے غافل ہو جائیں۔

یہ دونوں شعر ابوطالب کے ایک قصیدے کے ہیں، جنھیں ہم نے پہلے اسی کتاب میں ذکر کر دیا ہے۔

عبیدہ بن الحارث کا مرثیہ

ابن اسحاق نے کہا: جب عبیدہؓ بن الحارث پاؤں پر آفت آنے کے سبب سے بدر کے روز شہید ہو گئے تو کعبؓ بن مالک الانصاری نے ان کے مرثیے میں کہا:

اَيَا عَيْنُ جُوْدِيْ وَلَا تَبْخَلِيْ   بِدَمْعِكِ حَقًّا وَلَا تَنْزُرِيْ

اے آنکھ! اپنے آنسو سے سخاوت کر کہ ان کے لیے یہی زیبا ہے اور بخل و کوتاہی نہ کر۔

عَلٰی سَیِّدٍ ھَدَّنَا ھُلْکُهٗ   کَرِیْمُ الْمَشَاھِدِ وَالْعُنْصُرِ

ایسے سردار پر، جس کی موت نے ہمیں ڈھیر کر دیا، جو نسب اور جنگی کارناموں کے لحاظ سے نہایت شریف تھا۔

جَرِیْءِ الْمُقَدَّمِ شَاکِی السِّلَاحِ   کَرِیْمُ الثَّنَا طَیِّبِ الْمَکْسِرِ

پیش قدمی کرنے میں جری، تیز ہتھیار والا، بہترین محامد والا تفتیش اور تجربے کے بعد بھی بہترین ثابت ہونے والا۔

عُبَیْدَۃَ اَمْسٰی وَلَا نَرْتَجِیْهِ   لِعُرْفٍ عَرَانَا وَلَا مُنْکَرِ

عبیدہ پر، جو شام کے وقت اب ایسی حالت میں ہو گیا ہے کہ ہم پر کوئی خوشحالی یا کوئی بدحالی نازل ہو تو ہم اس سے کسی طرح کی اُمید نہیں کر سکتے۔

وَقَدْ کَانَ یَحْمِیْ غَدَاۃَ الْقِتَا   لِ حَامِیَۃَ الْجَیْشِ بِالْمُبْتَرِ

حالانکہ جنگ کی صبح میں وہ تلوار سے لشکر کی حمایت میں معروف تھا۔

کعبؓ کے اشعار بدر پر

کعب بن مالک نے جنگِ بدر کے متعلق یہ بھی کہا:

اَلَا ھَلْ اَتٰی غَسَّانَ فِیْ نَاْیِ دَارِھَا   وَاَخْبَرُ شَیْءٍ بِالْاُمُوْرِ عَلِیْمُھَا

ذرا سنو تو! کیا بنی غسان کو ان کے گھروں کی دوری کے باوجود یہ خبر پہنچی ہے؟ اور کسی چیز کی خبر تو وہی شخص اچھی طرح دے سکتا ہے، جو اسے خوب جانتا ہو۔

بِاَنْ قَدْ رَمَتْنَا عَنْ قِسِیٍّ عَدَاوَۃٍ   مَعَدٌّ مَعًا جُھَّالُھَا وَحَلِیْمُھَا

کہ بنی معد کے جاہلوں اور متین دونوں قسم کے افراد نے دشمنی کے سبب سے ہمیں تیروں کا نشانہ بنایا۔

لِاَنَّا عَبَدْنَا اللّٰهَ لَمْ نَرْجُ غَیْرَهٗ   رَجَاءَ الْجِنَانِ اِذْ اَتَانَا زَعِیْمُھَا

اس لیے کہ جب ہمارے پاس اللہ کا رسول آیا تو ہم نے جنت کی امید میں اللہ کے سوا کسی اور سے امید نہ رکھی اور اسی کی غلامی اختیار کر لی۔

نَبِیٌّ لَهٗ فِیْ قَوْمِهٖ اِرْثُ عِزَّۃٍ   وَاَعْرَاقُ صِدْقٍ ھَذَّبَتْھَا اُرُوْمُھَا

وہ ایسا نبی ہے کہ اسے اپنی قوم میں موروثی عزت حاصل ہے اور سچے صفات والا ہے، جنھیں اس کے اصول نے مہذب بنا دیا ہے۔

فَسَارُوْا وَسِرْنَا فَالْتَقَيْنَا كَاَنَّنَا   اُسُوْدُ لِقَاءٍ لَا يُرَجّٰى كَلِيْمُهَا

پس وُہ بھی چلے اور ہم بھی چلے اور ان سے ہم اس طرح مقابل ہوئے
گویا مقابلے کے لیے ایسے شیر ہیں (جن کے زخم خوردہ (کے بچنے) کی اُمّید
نہیں کی جاتی۔

ضَرَبْنَاهُمْ حَتّٰى هَوٰى فِيْ مَكَرِّنَا   لِمَنْخِرِ سُوْءٍ مِّنْ لُؤَيٍّ عَظِيْمُهَا

ہم نے ان پر یہاں تک شمشیر زنی کی کہ ہمارے حملے میں بنی لوّیؔ کا بڑا (سردار)
اوندھے منہ بری طرح گڑھے میں جا گرا۔

فَوَلَّوْا وَدُسْنَاهُمْ بِبِيْضٍ صَوَارِمٍ   سَوَاءٌ عَلَيْنَا حِلْفُهَا وَصَمِيْمُهَا

پس انھوں نے پیٹھ پھیری اور ہم نے چمکتی تلواروں سے انھیں پامال کیا
ہمارے لیے ان میں اصلی افراد اور ان کے حلیف دونوں برابر تھے (ہم نے
دونوں کو پامال کیا)۔

کعب کے مزید اشعار

کعب نے یہ بھی کہا ہے۔

لَعَمْرُ اَبِيْكُمَا يَا بَنِيْ لُؤَيٍّ   عَلٰى زَهْوٍ لَدَيْكُمْ وَانْتِخَاءِ

اے بنی لوّیؔ کے دونوں لڑکو! تم دونوں کے باپ کی قسم! باوجود اس
کے کہ تم میں (اپنی قوتوں پر) گھمنڈ اور تکبّر تھا۔

لَمَا حَامَتْ فَوَارِسُكُمْ بِبَدْرٍ   وَلَا صَبَرُوْا بِهٖ عِنْدَ اللِّقَاءِ

(مقام) بدر میں تمھارے سواروں نے (تمھاری) کوئی حفاظت نہ کی اور نہ
مقابلے کے وقت وہاں وہ جم سکے۔

وَرَدْنَاهُ بِنُوْرِ اللّٰهِ يَجْلُوْ   دُجَى الظَّلْمَاءِ عَنَّا وَالْغِطَاءِ

ہم اپنے ساتھ اللہ کا نور لے کر اس مقام پر پہنچے ہیں جو اندھیری رات
کی تاریکی اور پردے ہم سے دور کر رہا تھا۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ يَقْدُمُنَا بِاَمْرٍ   مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اُحْكِمَ بِالْقَضَاءِ

(وہ نور) اللہ تعالیٰ کا رسول تھا، جو اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے کسی حکم کے
تحت ہمارے آگے چل رہا تھا، جو قضا (وقدر) سے مستحکم کر دیا گیا ہے۔

فَمَا ظَفِرَتْ فَوَارِسُكُمْ بِبَدْرٍ   وَمَا رَجَعُوْا اِلَيْكُمْ بِالسَّوَاءِ

بدر میں تمھارے سواروں نے نہ فتح حاصل کی (اور) نہ وہ تمھاری جانب
صحیح و سالم لوٹے۔

فَلَا تَعْجَلْ اَبَا سُفْيَانَ وَارْقُبْ   جِيَادَ الْخَيْلِ تَطْلُعُ مِنْ كَدَاءِ

پس اے ابو سفیان! جلدی نہ کر اور مقام کداء سے بہترین گھوڑوں
کے چڑھ آنے کا انتظار کر۔

بِنَصْرِ اللّٰهِ رُوْحُ الْقُدُسِ فِيْهَا   وَمِيْكَالُ فَيَا طِيْبَ الْمَلَاءِ

(وہ سوار) خدائی مدد ساتھ لیے ہوئے ہوں گے۔ ان میں روح القدس،
اور میکائیل ہوں گے۔ پس یہ کیسی بہترین جماعت ہے۔

طالب بن ابی طالب

طالب بن ابی طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ستائش اور جنگ بدر میں قلیب والے افراد قریش پر مرثیے کے طور پر کہا:

اَلَا اِنَّ عَيْنِيْ اَنْفَدَتْ دَمْعَهَا سَكْبًا   تُبَكِّيْ عَلٰى كَعْبٍ وَمَا اِنْ تَرٰى كَعْبًا

سنو! کہ میری آنکھ نے بنی کعب پر رو رو کر اس قدر آنسو بہائے کہ
آنسو ختم ہو گئے، لیکن اسے بنی کعب کا کوئی فرد نظر نہیں آتا۔

اَلَا اِنَّ كَعْبًا فِي الْحُرُوْبِ تَخَاذَلُوْا   وَاَرْدَاهُمُ ذَا الدَّهْرُ وَاجْتَرَحُوا الذَّنْبَا

سنو! کہ بنی کعب نے جنگوں میں ایک دوسرے کی مدد چھوڑ دی اور انھوں
نے گناہوں کا ارتکاب کیا تو اس زمانے نے انھیں ہلاک کر دیا۔

وَعَامِرُ تَبْكِيْ لِلْمُلِمَّاتِ غُدْوَةً   فَيَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ اَرٰى لَهُمَا قُرْبًا

اور بنی عامر کی حالت یہ ہے کہ صبح سویرے آفتوں کے نزول کے سبب
سے روتے رہتے ہیں۔ کاش! مجھے خبر ہوتی کہ کیا ان دونوں (قبیلوں) کو کبھی
نزدیک سے دیکھ سکوں گا؟

هُمَا اَخَوَايَ لَنْ يُعَدَّ لِغَيَّةٍ   تُعَدُّ وَلَنْ يُسْتَامَ جَارُهُمَا غَصْبًا

وہ دونوں (قبیلے) میرے بھائی ہیں (اور ایسے بھائی کہ جب دوسرے لوگوں
کی نسبت ان کے باپ کے سوا کسی اور کی جانب کی جاتی ہے، تو ان کی نسبت ان
کے باپ کے سوا کسی اور کی جانب ہرگز نہیں کی جاتی اور ان کے پڑوسی کے مال اسباب

کے چھین لینے کے متعلق کوئی سوال بھی نہیں کیا جاتا۔

فَیَا اَخَوَیْنَا عَبْدَ شَمْسٍ وَّ نَوْفَلًا   فِدًا لَکُمَا لَا تَبْعَثُوْا بَیْنَنَا حَرْبَا

پس اے ہمارے بھائیو! اے بنی عبد شمس اور اے بنی نوفل ہم تم دونوں کے لیے فدا ہو جاؤں، ہمارے درمیان آپس میں جنگ نہ برپا کرو۔

وَلَا تُصْبِحُوْا مِنْ بَعْدِ وُدٍّ اُلْفَۃٍ   اَحَادِیْثَ فِیْھَا کُلُّکُمْ یَشْتَکِی النَّکْبَا

اور (آپس میں) محبت و اتحاد کے بعد (عبرت انگیز) واقعات کی صورت اختیار نہ کرلو، جس میں تمھارا ہر شخص ادبار و بربادی کی شکایت کرتا رہے۔

اَلَمْ تَعْلَمُوْا مَا کَانَ فِیْ حَرْبِ دَاحِسٍ   وَجَیْشِ اَبِیْ یَکْسُوْمَ اِذْ مَلَئُوا الشِّعْبَا

کیا تم لوگوں کو جنگ داحس کا انجام معلوم نہیں اور ابو یکسوم کے لشکر کے واقعات کی خبر نہیں، جب انھوں نے پہاڑوں کے درمیان والے راستے کو بھر دیا تھا؟

فَلَوْلَا دِفَاعُ اللّٰہِ لَا شَیْءَ غَیْرُہٗ   لَاَصْبَحْتُمْ لَا تَمْنَعُوْنَ لَکُمْ سِرْبَا

پس اگر اللہ تعالیٰ کی جانب سے مدافعت نہ ہوتی، جس کا غیر کوئی ہے ہی نہیں تو تمھاری یہ حالت ہو جاتی کہ تم بیویوں تک کی حفاظت نہ کرسکتے۔

فَمَا اِنْ جَنَیْنَا فِیْ قُرَیْشٍ عَظِیْمَۃً   سِوٰی اَنْ حَمَیْنَا خَیْرَ مَنْ وَطِئَ التُّرْبَا

بجز اس کے کہ ہم نے روئے زمین پر چلنے والوں میں سے بہترین فرد کی حمایت کی، قریش کا ہم نے کوئی بڑا جرم تو نہیں کیا تھا۔

اَخَا ثِقَۃٍ فِی النَّائِبَاتِ مُرَزَّءًا   کَرِیْمًا ثَنَاہُ لَا بَخِیْلًا وَّ لَا ذَرِبَا

(ہم نے اس فرد کی حمایت کی جو) شریف اور آفتوں کے موقعوں پر بھروسے کے قابل، تعریف و توصیف کے لحاظ سے بڑے مرتبے کا ہے (وہ) نہ بخیل ہے (اور) نہ فسادی۔

یُطِیْفُ بِہِ الْعَافُوْنَ یَغْشَوْنَ بَابَہٗ   یَؤُوْبُوْنَ نَھْرًا لَا نَزُوْرًا وَّلَا صَرْبَا

اس کے دروازے پر مانگنے والوں کی بھیڑ لگی رہتی ہے وہ ایسی نہر پر آ گرتے ہیں، جس کا پانی نہ تھوڑا ہے اور نہ سوکھ جانے والا۔

فَوَاللّٰہِ لَا تَنْفَکُّ نَفْسِیْ حَزِیْنَۃً   تَمَلْمَلُ حَتّٰی تَصْدُقُوا الْخَزْرَجَ الضَّرْبَا

بخدا میرا نفس اس وقت تک غمگین اور بے قرار رہے گا، جب تک تم

لوگ خزرج پر ایک کاری ضرب نہ لگاؤ۔

ضرار بن الخطّاب

ضرار بن الخطّاب الفہری نے ابوجہل بن ہشام پر مرثیہ کہا:

اَلَا مَنْ لِعَیْنٍ بَاتَتِ اللَّیْلَ لَمْ تَنَمْ ۔۔۔ تُرَاقِبُ نَجْمًا فِیْ سَوَادٍ مِنَ الظُّلَمْ

ارے لوگو! اس آنکھ کے لیے، جس نے اندھیری رات میں تاروں کو دیکھتے ہوئے رات گزار دی اور آنکھ سے آنکھ نہ لگی، کوئی (تسلی دینے والا بھی) ہے!

کَاَنَّ قَذًی فِیْهَا وَلَیْسَ بِهَا قَذًی ۔۔۔ سِوٰی عَبْرَةٍ مِنْ جَائِلِ الدَّمْعِ تَنْسَجِمْ

(اس آنکھ کی حالت یہ ہے) گویا اس میں خس وخاشاک پڑ گیا ہے حالانکہ اس جلن کے سوا جو آنسوؤں کو ابھار کر بہاتی جاتی ہے، کوئی خس وخاشاک نہیں۔

فَبَلِّغْ قُرَیْشًا اَنَّ خَیْرَ نَدِیِّهَا ۔۔۔ وَاَکْرَمَ مَنْ یَّمْشِیْ بِسَاقٍ عَلٰی قَدَمْ

غرض قریش کو یہ خبر پہنچا دے کہ اس کی مجلس کا بہترین شخص اور پنڈلی سے قدم پر چلنے والوں کا شریف ترین شخص۔

ثَوٰی یَوْمَ بَدْرٍ رَهْنَ خَوْصَاءَ رَهْنُهَا ۔۔۔ کَرِیْمُ الْمَسَاعِیْ غَیْرُ وَغْدٍ وَلَا بَرَمْ

بدر کے روز تنگ گڑھے میں رہن ہو گیا، جو شریفانہ دوڑ دھوپ کرنے والا تھا، نہ سفلہ تھا، نہ بخیل۔

فَاٰلَیْتُ لَا تَنْهَلُّ عَیْنِیْ بِعَبْرَةٍ ۔۔۔ عَلٰی هَالِكٍ بَعْدَ الرَّئِیْسِ اَبِی الْحَكَمْ

پس میں نے قسم کھائی ہے کہ ہلاک شدہ سردار قوم ابوالحکم کے بعد کسی اور پر میری آنکھ آنسو نہ بہائے گی۔

عَلٰی هَالِكٍ اَشْجٰی لُؤَیَّ بْنَ غَالِبٍ ۔۔۔ اَتَتْهُ الْمَنَایَا یَوْمَ بَدْرٍ فَلَمْ یَرِمْ

اس ہلاک ہونے والے پر جو بنی لؤی بن غالب میں سب سے زیادہ بہادر تھا۔ بدر کے روز موتیں اس کے پاس آگئیں اور وہ وہاں سے جدا نہ ہوا۔

تَرٰی کِسَرَ الْخَطِّیِّ فِیْ نَحْرِ مُهْرِهٖ ۔۔۔ لَدٰی بَائِنٍ مِنْ لَحْمِهٖ بَیْنَهَا خِدَمْ

تو اس کے بچھیرے کے حلق میں خطی نیزے کے ٹکڑے اس مقام پر دیکھے گا۔

جہاں سے اس کا گوشت الگ ہوتا ہے اور اسی مقام پر گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔

وَمَا كَانَ لَيْثٌ سَاكِنٌ بَطْنَ بِيشَةٍ ۔۔۔ لَدَى غَلَلٍ يَجْرِي بِبَطْحَاءَ فِي أَجَمْ

جھاڑی میں بطحا رسے بہ کر آنے والے نالے کے پاس شیر کے رہنے کے جنگل میں کوئی شیر ایسا نہ تھا جو

بِأَجْرَأَ مِنْهُ حِينَ تَخْتَلِفُ الْقَنَا ۔۔۔ وَتُدْعَى نَزَالِ فِي الْقَمَاقِمَةِ الْبُهَمْ

اس سے زیادہ جرأت والا ہو، جب نیزے دونوں جانب سے چل رہے ہوں اور بہادر سرداروں کے درمیان میدان میں مقابلے کے لیے میدان میں آ ڈٹنے کی آواز بلند ہو رہی ہو۔

فَلَا تَجْزَعُوا آلَ الْمُغِيرَةِ وَاصْبِرُوا ۔۔۔ عَلَيْهِ وَمَنْ يَجْزَعْ عَلَيْهِ فَلَمْ يُلَمْ

اے آل مغیرہ! بے چینی، بے قراری (کا اظہار) نہ کرو اور اس پر صبر کرو کوئی شخص اس پر بیقراری (کا اظہار) کرے بھی تو اس پر کوئی ملامت نہ ہوگی۔

وَجِدُّوا فَإِنَّ الْمَوْتَ مَكْرُمَةٌ لَكُمْ ۔۔۔ وَمَا بَعْدَهُ فِي آخِرِ الْعَيْشِ مِنْ نَدَمْ

اور کوشش کرتے رہو کیونکہ موت تمہارے لیے باعث عزت ہے۔ موت کے بعد بھی دوسری زندگی میں کوئی پچھتانے کی بات نہیں۔

وَقَدْ قُلْتُ إِنَّ الرِّيحَ طَيِّبَةٌ لَكُمْ ۔۔۔ وَعِزُّ الْمَقَامِ غَيْرُ شَكٍّ لِذِي فَهَمْ

اور میں نے کہہ دیا ہے (یا میری یہ پیش گوئی ہے) اور عقلمندوں کے پاس اس میں کسی قسم کا شبہہ نہیں کہ ہوا تمہاری ہی بندھی رہے گی اور عزت کا مقام تمہارے ہی لیے ہے۔

ابن ہشام نے کہا: بعض علماء شعر ضرار کی جانب ان اشعار کی نسبت کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

حارث بن ہشام

ابن اسحاق نے کہا: الحارث بن ہشام نے اپنے بھائی ابو جہل پر مرثیہ کہا:

أَلَا يَا لَهْفَ نَفْسِي بَعْدَ عَمْرٍو ۔۔۔ وَهَلْ يُغْنِي التَّلَهُّفُ مِنْ قَتِيلِ

اے نفس! عمرو کے بعد تیرے رہ جانے پر افسوس ہے، لیکن مرنے والے

پر افسوس کرنے سے مرنے والے کو کیا فائدہ؟

يُخَبِّرُنِي الْمُخَبِّرُ أَنَّ عَمْرًا ۔۔۔ أَمَامَ الْقَوْمِ فِي جَفْرٍ مُحِيلِ

خبر دینے والے (مجھے) خبر دیتے ہیں کہ عمرو قوم کے سامنے ایک منہدم باؤلی (یا گڑھے) میں تھا۔

فَقِدْمًا كُنْتُ أَحْسِبُ ذَاكَ حَقًّا ۔۔۔ وَأَنْتَ لِمَا تَقَدَّمَ غَيْرُ فِيلِ

میں پہلے ہی یہ بات حق سمجھتا تھا اور تیری حالت پہلے ہی سے یہ تھی کہ تو فاسد رائے رکھنے والا نہ تھا۔

وَكُنْتَ بِنِعْمَةٍ مَا دُمْتُ حَيًّا ۔۔۔ فَقَدْ خُلِّفْتَ فِي دَرَجِ الْمَسِيلِ

اور جب تک تُو زندہ تھا، میں ناز و نعمت کی حالت میں تھا اور اب تو تُو ذلت کی حالت میں چھوڑ دیا گیا ہے۔

كَأَنِّي حِينَ أُمْسِي لَا أَرَاهُ ۔۔۔ ضَعِيفُ الْعَقْدِ ذُو هَمٍّ طَوِيلِ

جب میری حالت یہ ہو گئی کہ میں تجھے نہیں دیکھ رہا تو میری حالت ایسی ہو گئی ہے گویا مجھ میں کوئی عزم ہی نہیں رہا اور بڑی فکر میں مبتلا ہو گیا۔

عَلَى عَمْرٍو إِذَا أَمْسَيْتُ يَوْمًا ۔۔۔ وَطَرْفٍ مِنْ تَذَكُّرِهِ كَلِيلِ

جب میں کسی روز عمرو کا خیال کرتا ہوں (اور اس کی یاد آتی ہے) تو میری آنکھیں اس کی یاد میں ایسی معلوم ہوتی ہیں کہ وہ تھکی ہوئی ہیں (بجز اس کے خیال کے اور کوئی چیز مجھے نظر نہیں آتی)۔

ابن ہشام نے کہا: بعض علمائے شعر نے الحارث بن ہشام کی جانب ان اشعار کی نسبت سے انکار کیا ہے اور جس شعر میں "جفر" ہے اس کی روایت ابن اسحاق کے سوا دوسروں سے لی ہوئی ہے:

ابوبکر بن الاسود

ابن اسحٰق نے کہا: ابوبکر بن الاسود بن شعوب اللیثی نے جس کا نام شداد ابن الاسود تھا، کہا ہے:

فَمَاذَا بِالْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ ۔۔۔ مِنَ الْقَيْنَاتِ وَالشَّرْبِ الْكِرَامِ

بدر کے گڑھے کے پاس گانے والی لونڈیاں اور شراب پینے والے کیسے کیسے معزز افراد موجود تھے۔

وَمَا ذَا بِالقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ   مِنَ الشِّيزَى تُكَلَّلُ بِالسَّنَامِ

بدر کے گڑھے کے پاس شیشم (یا آبنوس) کے پیالوں میں کوہانوں کے گوشت کیسے "چوٹی دار" بھرے ہوئے تھے۔

وَكَمْ لَكَ بِالطَّوِيِّ طَوِيِّ بَدْرٍ   مِنَ الحُرُمَاتِ وَالنَّعَمِ الشَّامِ

بدر کی پختہ باؤلی کے پاس بغیر کسی چرواہے کے مطلق العنان چرنے والے اونٹوں اور دوسرے چوپایوں کے کتنے گلّے تھے۔

وَكَمْ لَكَ بِالطَّوِيِّ طَوِيِّ بَدْرٍ   مِنَ الغَايَاتِ وَالدُّسُعِ العِظَامِ

بدر کی پختہ باؤلی کے پاس کیسی انتہائی قوتیں اور بڑے بڑے عطیے تھے

وَأَصْحَابِ الكَرِيمِ أَبِي عَلِيٍّ   أَخِي الكَأْسِ الكَرِيمَةِ وَالنِّدَامِ

اور شریف ابو علی کے کتنے ساتھی تھے، جو بہترین شراب پینے والے اور ہم نشین تھے۔

وَإِنَّكَ لَوْ رَأَيْتَ أَبَا عَقِيلٍ   وَأَصْحَابَ الثَّنِيَّةِ مِنْ نَعَامِ

اور کاش! تُو نے ابو عقیل اور مقام نعام کے دونوں پہاڑوں کے درمیان رہنے والوں کو دیکھا ہوتا۔

إِذًا لَظَلِلْتَ مِنْ وَجْدٍ عَلَيْهِمْ   كَأُمِّ السَّقْبِ جَائِلَةَ المَرَامِ

تو اونٹ کے بچّے کی ماں کی طرح حصولِ مقصد (کی اُمید) میں تُو ان پر وجد کرنے لگتا۔

يُخَبِّرُنَا الرَّسُولُ لَسَوْفَ نَحْيَى   وَكَيْفَ لِقَاءُ أَصْدَاءٍ وَهَامِ!

ہمیں رسول (صلّی اللہ علیہ وسلّم) خبر دیتا ہے کہ عنقریب زندہ کیے جائیں گے (ہمیں تعجب ہوتا ہے کہ) گلی سڑی ہڈیوں اور مقتول کے سر سے نکلے ہوئے پرند سے ملاقات کیونکر ہوگی۔

کہا: اس نے اسلام اختیار کیا تھا، پھر مرتد ہوگیا؛

امیہ بن ابی الصلت ابن اسحٰق نے کہا، قریش کے جو لوگ بدر کے روز مارے گئے ان کا مرثیہ اس نے کہا:

أَلَا بَكَيْتَ عَلَى الكِرَا   مِ بَنِي الكِرَامِ أُولِي المَمَادِحِ

شریفوں اور شریفوں کی اولاد پر، جو مدح و ستائش والی ہے تُو نے تو نے اس طرح

آہ وزاری کیوں نہ کی ؟

كَبُكَا الْحَمَامِ عَلٰى فُرُوْ ـــ عِ الْأَيْكِ فِي الْغُصُنِ الْجَوَانِحْ

جس طرح گھنے ڈالوں پر جھکی ہوئی ڈالیوں میں کبوتریاں آہ وزاری کیا کرتی ہیں ۔

يَبْكِيْنَ حَرَّى مُسْتَكِيْـ نَاتٍ يُرِحْنَ مَعَ الرَّوَائِحْ

وہ اندرونی سوزش کی وجہ سے بے بسی اور بے کسی سے روتی ہیں اور شام کو واپس جانے والیوں کے ساتھ واپس جاتی ہیں ۔

أَمْثَالُهُنَّ الْبَاكِيَا ـــ تُ الْمُعْوِلَاتُ مِنَ النَّوَائِحْ

چیخ چیخ کر رونے والی اور نوحہ کرنے والی عورتیں بھی انھیں کی سی ہیں ۔

مَنْ يَبْكِهِمْ يَبْكِيْ عَلٰى حُزْنٍ وَيَصْدُقُ كُلَّ مَادِحْ

جو بھی شخص ان پر روتا ہے ، وہ غم ہی کی وجہ سے روتا ہے اور (انکا) ہر ایک تعریف کرنے والا سچ کہتا ہے ۔

مَاذَا بِبَدْرٍ فَالْعَقَنْقَـ ـــ لِ مِنْ مَرَازِبَةٍ جَحَاجِحْ

بدر (کے میدان) میں اور ٹیلوں پر رئیسوں اور سرداروں کی کیا حالت ہوگئی ۔

فَمَدَافِعِ الْبَرْقَيْنِ فَالْـ ـــ حَنَّانِ مِنْ طَرَفِ الْأَوَاشِحْ

مقام برقین کی نشیبی جگہوں اور مقام اواشح کے ٹیلوں میں (کیا حال ہے ؟) ۔

شُمْطٍ وَشُبَّانٍ بِهَا لِيْلٍ مَغَاوِيْرٍ وَحَاوِحْ

ادھیڑ اور نوجوان سرداروں اور تیز مزاج قوت والے غارت گروں (کی کیا حالت ہوگئی ہے) ۔

أَلَا تَرَوْنَ لِمَا أَرَى وَلَقَدْ أَبَانَ لِكُلِّ لَائِحْ

کیا جو چیزیں میں دیکھ رہا ہوں ، انھیں تم نہیں دیکھتے حالانکہ وہ چیز دیکھنے والے پر ظاہر ہے ۔

أَنْ قَدْ تَغَيَّرَ بَطْنُ مَكَّـ ـــ ةَ فَهِيَ مُوْحِشَةُ الْأَبَاطِحْ

کر وادی ملک کی صورت ہی بدل گئی اور اس کی کنکریلی نشیبی زمین دہشتناک بن گئی ہے۔

مِنْ كُلِّ بِطْرِيقٍ بِطْـ ـــ رِيقٍ نَقِيِّ اللَّوْنِ وَاضِحْ

ان اکڑ کر چلنے والے سرداروں کی کیا حالت ہے، جن کے گورے گورے رنگ پاک صاف تھے۔

دُعْمُوصِ أَبْوَابِ الْمُلُو ـــ كِ وَجَائِبٍ لِلْخَرْقِ فَاتِحْ

جو بادشاہوں کے دروازوں کے کیڑے، وسیع میدانوں کا سفر کر کے فتح کرنے والے تھے۔

مِنَ السَّرَاطِمَةِ الْخِلَا ـــ جِمَةِ الْمَلَاوِثَةِ الْمَنَاجِحْ

جو کڑک کر باتیں کرنے والے بڑے ڈیل ڈول والے کامیاب سردار تھے۔

الْقَائِلِينَ الْفَاعِلِيـ ـــ نَ الْآمِرِينَ بِكُلِّ صَالِحْ

جو مقرر، کام کرنے والے، اچھی باتوں کا حکم دینے والے تھے۔

الْمُطْعِمِينَ الشَّحْمَ فَوْ ـــ قَ الْخُبْزِ شَحْمًا كَالْأَنَافِحْ

جو روٹیوں پر شکنبوں کا سا چکنا گوشت رکھ کر (مہمانوں کو) کھلانے والے تھے۔

نُقُلِ الْجِفَانِ مَعَ الْجِفَا ـــ نِ إِلَى جِفَانٍ كَالْمَنَاضِحْ

جو بڑے بڑے پیالے چھوٹی چھوٹی باڈلیوں کے لیے ظروف کے ساتھ حوضوں کے سے ظروف میں منتقل کرنے والے تھے۔

لَيْسَتْ بِأَصْفَارٍ لِمَنْ ـــ يَعْفُو وَلَا رَحٍّ رَحَارِحْ

وہ ظروف سائلوں کے لیے خالی نہ تھے اور نہ صرف کشادہ اُتھلے تھے (بلکہ کشادگی کے ساتھ ان میں گہرائی بھی تھی)۔

لِلضَّيْفِ ثُمَّ الضَّيْفِ بَعْدَ ـــ الضَّيْفِ وَالْبُسُطِ السَّلَاطِحْ

(مذکورہ ساز و سامان) مہمانوں کے لیے تھا اور مہمان بھی ایسے، جو یکے بعد دیگرے آنے والے اور ان کے فرش وغیرہ بھی بہت لمبے چوڑے ہوتے تھے۔

وَهَبِ الْمِئِينَ مِنَ الْمِئِيْـ ــــ ـنَ اِلَى الْمِئِينَ مِنَ اللَّوَاقِحْ

جو سیکڑوں گابھن اونٹنیوں والوں کو سیکڑوں میں سے سیکڑوں اس طرح دے ڈالنے والے تھے۔

سَوْقَ الْمُؤَبَّلِ لِلْمُؤَبَّـ ــــ ـلِ صَادِرَاتٍ عَنْ بَلَادِحْ

جیسے مقام بلادح سے واپس ہونے والے بہت سے اونٹوں کو ہانک دیا جاتا ہے۔

لِكِرَامِهِمْ فَوْقَ الْكِرَا ــــ مِ مَزِيَّةٌ وَزْنَ الرَّوَاجِحْ

ان کے شریفوں کو دوسرے شریفوں پر ایسی فضیلت ہے، جیسے جھک جانے والے پلوں کے وزن کو۔

كَتَثَاقُلِ الْأَرْطَالِ بِالْـ ــــ ـقِسْطَاسِ فِي الْأَيْدِي الْمَوَائِحْ

جس طرح ترازو میں تنی ہاتھوں سے اوزان بہت وزنی ہو جاتے ہیں۔

خَذَلَتْهُمْ فِئَةٌ وَهُمْ يَحْمُونَ عَوْرَاتِ الْفَضَائِحْ

ایک جماعت نے ان کی امداد چھوڑ دی، حالانکہ وہ چھپی ہوئی رسوائیوں سے مدافعت کر رہے تھے۔

الضَّارِبِينَ التَّقْدُمِيَّـ ــــ ـةَ بِالْمُهَنَّدَةِ الصَّفَائِحْ

جو ہندی گھاٹ والی (تلواروں) کے ذریعے سے مقدمۃ الجیش پر وار کر رہے تھے۔

وَلَقَدْ عَنَانِي صَوْتُهُمْ مِنْ بَيْنِ مُسْتَسْقٍ وَصَائِحْ

مجھے ان کی آوازوں نے بہت تکلیف دی جن میں کوئی تو پانی طلب کرنے والا تھا اور کوئی چیخنے والا۔

لِلّٰهِ دَرُّ بَنِي عَلِيٍّ أَيِّمٍ مِنْهُمْ وَنَاكِحْ

بنی علی کا خدا ہی محافظ ہے، جن میں کنوارے بھی ہیں اور بیاہے بھی۔

إِنْ لَمْ يُغِيرُوا غَارَةً شَعْوَاءَ تُحْجِرُ كُلَّ نَابِحْ

اگر انھوں نے کوئی ایسا متفرق حملہ نہیں کیا، جو بھونکنے والے کو بل میں چھپنے پر مجبور نہ کردے۔

بِالْمُقْرَبَاتِ الْمُبْعِدَا ـــ تِ الطَّامِحَاتِ مَعَ الطَّوَامِحْ

(ایسا حملہ) جو شریف دُور دُور تک سفر کرنے والی اور سر بلند رکھنے والی (گھوڑیوں) کے مقابلے میں سر بلند رکھنے والیوں کے ذریعے سے ہو۔

مُرْدًا عَلٰی جُرْدٍ اِلٰی ـــ اُسْدٍ مُكَالِبَةٍ كَوَالِحْ

(ایسے جواں مردوں کے ذریعے سے) جو بے ریش و بروت بال کترے ہوئے گھوڑوں پر کتوں کے سے ترش رو شیروں کی جانب حملہ آور ہوا۔

وَيُلَاقِ قِرْنٌ قِرْنَهٗ ـــ مَشْيَ الْمُصَافِحِ لِلْمُصَافِحْ

اور ہمسر اپنے ہمسر سے اس طرح مقابل ہو، جس طرح ایک مصافحہ کرنے والا دوسرے مصافحہ کرنے والے کی جانب چلتا ہے۔

بِزُهَاءِ اَلْفٍ ثُمَّ اَلْـ ـــ فٍ بَيْنَ ذِيْ بَدَنٍ وَدَارِحْ

جن کی تعداد کا اندازہ دو ہزار کا ہو، جو زرہ پوش، نیزہ باز ہوں۔

مزید اشعار ابن اسحاق نے کہا: امیہ بن ابی الصلت نے زمعہ بن الاسود اور بنی اسد کے مقتولوں کا بھی مرثیہ کہا ہے:

عَيْنُ بَكِّيْ بِالْمُسْبِلَاتِ اَبَا ـــ الْحَارِثِ لَا تَذْخَرِيْ عَلٰى زَمْعَهْ

اے آنکھ! بہنے والے آنسوؤں سے ابوالحارث پر رو۔ زمعہ کے لیے بھی رو (اور کچھ آنسو) بچا نہ رکھ۔

وَابْكِيْ عَقِيْلَ بْنَ اَسْوَدٍ اَسَدَ الْـ ـــ بَأْسِ لِيَوْمِ الْهِيَاجِ وَالدَّفْعَهْ

اور عقیل بن اسود پر رو، جو ہیجان اور گرد و غبار کے وقت میدان جنگ کا شیر تھا۔

تِلْكَ بَنُوْ اَسَدٍ اِخْوَةُ الْجَوْ ـــ زَاءِ لَا خَانَةٌ وَلَا خَدَعَهْ

یہ بنی اسد تھے، جو زا کے بھائی، نہ خیانت کرنے والے تھے نہ دغا باز۔

هُمُ الْاُسْرَةُ الْوَسِيْطَةُ مِنْ كَعْـ ـــ بٍ وَهُمْ ذِرْوَةُ السَّنَامِ وَالْقَمَعَهْ

یہی لوگ بنی کعب کے نہایت شریف خاندان والے تھے اور وہ کوہان اور بلند مقام کی چوٹی کے مانند تھے

وَهُمْ اَنْبَتُوا مِنْ مَعَاشِرِ شَعْرِ الرَّا ـــ سِ وَهُمْ اَلْحَقُوْهُمُ الْمَنَعَهْ

انھیں لوگوں نے سر میں بال رکھنے والے خاندان میں نشو ونما پائی اور انھوں نے ان کی عزت میں اور عزت زیادہ کی۔

اَمْسٰی بَنُوْ عَمِّهِمْ اِذْ حَضَرَ الْبَاْ ـــ سُ اَكْبَادُهُمْ عَلَيْهِمْ وَجِعَهْ

ان کے چچیرے بھائیوں کی یہ حالت ہوگئی کہ جب جنگ ہوتی تو ان کے جگر ان پر دردناک ہو جاتے۔

وَهُمُ الْمُطْعِمُوْنَ اِذْ قَحِطَ الْقَطْ ـــ رُ وَحَالَتْ فَلَا تَرٰی قَزَعَهْ

وہ (لوگوں کو) ایسے وقت کھلاتے تھے، جب بارش کا قحط ہو اور آسمان کی حالت (ایسی) دگرگوں ہو کہ تو ابر کا ایک ٹکڑا بھی نہ دیکھے۔

(ابن ہشام نے کہا: ان اشعار کا خلط ملط ہے اس کی بنیاد صحیح نہیں۔ لیکن یہ شعر مجھے ابو محرز خلف الاحمر نے بھی سنائے ہیں اور دوسروں نے بھی، مگر بعض نے ایسے شعر سنائے ہیں، جو دوسروں نے نہیں سنائے (ان میں کے بعض شعر کسی روایت سے اور بعض اس کے سوا دوسری روایت سے ہیں)۔

عَيْنُ بَكِّيْ بِالْمُسْبِلَاتِ اَبَا الْحَا ـــ رِثِ لَا تَذْخَرِيْ عَلٰی زَمْعَهْ

اے آنکھ! بہنے والے آنسوؤں سے ابو الحارث پر رو۔ زمعہ کے لیے بھی رو (اور کچھ آنسو) بچا نہ رکھ۔

وَعَقِيْلَ بْنَ اَسْوَدَ اَسَدَ الْبَاْ ـــ سِ لِيَوْمِ الْهِيَاجِ وَالدَّفَعَهْ

اور عقیل بن اسود پر رو، جو ہیجان اور گرد و غبار کے وقت میدان جنگ کا شیر تھا۔

فَعَلٰی مِثْلِ هُلْكِهِمْ خَوَتِ الْجَوْ ـــ زَاءُ لَا خَانَةً وَلَا خَدَعَهْ

پس ان جیسوں کی ہلاکت پر اگر جوزاء برباد ہو جائے (تو سزاوار ہے) جو نہ خیانت کرنے والے تھے اور نہ دغاباز۔

وَهُمُ الْاُسْرَةُ الْوَسِيْطَةُ مِنْ كَعْ ـــ بٍ وَفِيْهِمْ كَذِرْوَةِ الْقَمَعَهْ

یہی لوگ بنی کعب کے نہایت شریف خاندان والے تھے اور ان میں ایسے لوگ بھی تھے، جو کسی اونچے مقام کی چوٹی کے مانند تھے۔

اَنْبَتُوْا مِنْ مَعَا شِرٍ شَعْرَ الرَّاْ ـــــ سِ وَهُمْ اَلْحَقُوْهُمُ الْمَنْعَهْ

سر پر بال رکھنے والے خاندان میں انھوں نے نشو ونما پائی اور انھوں نے ان کی عزت میں عزت کی زیادتی کی۔

فَبَنُوْ عَمِّهِمْ اِذَا حَضَرَ الْبَاْ ـــــ سُ عَلَيْهِمْ اَكْبَادُهُمْ وَجِعَهْ

پس ان کے چچیرے بھائیوں کی حالت یہ ہے کہ جب ان پر کوئی جنگ آپڑتی ہے تو ان کے جگر دردناک ہو جاتے ہیں۔

وَهُمُ الْمُطْعِمُوْنَ اِذْ قَحَطَ الْقَطْ ـــــ رُ وَحَالَتْ فَلَا تَرَى قَزَعَهْ

وہ (لوگوں کو) ایسے وقت کھلاتے تھے، جب بارش کا قحط ہو اور (آسمان کی حالت ایسی) دگرگوں ہو کر تو ابر کا ایک ٹکڑا بھی نہ دیکھے۔

باب ۱۰۸

جنگ بدر کے متعلّق اشعار

(۴۱)

ابواسامہ

ابن اسحٰق نے کہا: بنی مخزوم کے حلیف ابواسامہ معاویہ بن زہیر ابن قیس بن الحارث بن سعد بن ضبیعہ بن مازن بن عدی بن جُشَم بن معاویہ) نے کہا ہے (ابنِ ہشام کے بیان کے مطابق وہ مشرک تھا اور ہُبیرہ بن ابی وہب کے پاس سے گزرا، جب وہ لوگ بدر کے روز شکست کھا رہے تھے۔ ہبیرہ تھک چکا تھا، تو وہ (معاویہ) اُٹھا اور زرہ اتار پھینکی، اسے اٹھالیا اور لے کر چلا گیا)۔

ابن ہشام نے کہا: بدر والوں کے متعلقہ اشعار میں یہ نہایت صحیح اشعار ہیں:

وَأَنْ لَمَّا رَأَيْتُ الْقَوْمَ خَفُّوا وَقَدْ زَالَتْ نَعَامَتُهُمْ لِنَفْرِ

اور جب میں نے دیکھا کہ یہ لوگ سبک ہو چکے ہیں اور بھاگنے کے لیے ان کے تلوے اُٹھ چکے ہیں۔

وَأَنْ تَرِكَتْ سَرَاةُ الْقَوْمِ صَرْعَى كَأَنَّ خِيَارَهُمْ أَذْبَاحُ عِتْرِ

اور قوم کے سردار بچھڑے ہوئے اس طرح چھوڑ دیے گئے کہ ان کے بہترین افراد بتوں کے لیے ذبح کیے ہوئے جانوروں کے مثل (پڑے) ہیں۔

وَكَانَتْ جُمَّةٌ وَافَتْ حِمَامًا وَلُقِّينَا الْمَنَايَا يَوْمَ بَدْرِ

اور قرابت (داروں) نے موت سے موافقت کر لی اور موتیں بدر کے روز ہمارے مقابل ہو گئیں۔

نَصُدُّ عَنِ الطَّرِيقِ وَأَدْرَكُونَا كَأَنَّ زُهَاءَهُمْ غَطْيَانُ بَحْرِ

ہم راہ سے پلٹے جا رہے تھے اور انھوں نے ہمیں پالیا تھا، ان لوگوں کی کثرت سمندر کے سیلاب کی سی تھی۔

وَقَالَ الْقَائِلُونَ مَنِ ابْنُ قَيْسٍ؟ فَقُلْتُ: أَبُو أُسَامَةَ غَيْرَ فَخْرِ

کہنے والوں نے کہا، ابن قیس کون ہے؟ تو میں نے بغیر کسی فخر کے (اپنا نام بتایا اور)

ابو اسامہ نے کہا:

اَنَا الجُشَمِيُّ كَيمَا تَعرِفُونِي ۔ اُبَيِّنَ نِسبَتِي نَقرًا بِنَقرِ

(میں نے کہا کہ) میں جشمی ہوں۔ میں اپنا نسب (پوری) کوشش سے بتا رہا تھا تاکہ وہ مجھے پہچان لیں۔

فَاِن تَكُ فِي الغَلَاصِمِ مِن قُرَيشٍ ۔ فَاِنِّي مِن مُعَاوِيَةَ بنِ بَكرٍ

اگر تو قریش کے اعلیٰ نسب میں سے ہے تو میں (بھی) معاویہ بن بکر میں سے ہوں۔

فَاَبلِغ مَالِكًا لَمَّا غُشِينَا ۔ وَعِندَكَ مَالِ اِن نَبَّأتَ خُبرِي

مالک کو یہ پیام پہنچا دو کہ جب (دشمن) ہم پر چھا گیا تو اے مالک: تجھے اس کی کوئی خبر نہیں پہنچائی گئی (کہ ہمارا کیا حال ہو گیا تھا)۔

وَ اَبلِغ اِن بَلَغتَ المَرءَ عَنَّا ۔ هُبَيرَةَ، وَهُوَ ذُو عِلمٍ وَقَدرِ

اور وہ (جس کا نام) ہُبیرہ ہے اور وہ علم والا اور قدر و منزلت والا ہے۔ اگر تو اس کے پاس پہنچے تو اسے ہماری طرف سے پیام پہنچا دینا۔

بِاَنِّي اِذ دُعِيتُ اِلَى اُفَيدٍ ۔ كَرَرتُ وَلَم يَضِق بِالكَرِّ صَدرِي

کہ جب میں افید (نامی شخص) کی جانب بلایا گیا تو میں نے حملہ کر دیا اور حملہ کرنے میں کوئی تنگی میرے سینے میں (محسوس) نہیں ہوئی۔

عَشِيَّةَ لَا يُكَرُّ عَلَى مُضَافٍ ۔ وَلَا ذِي نِعمَةٍ مِنهُم وَصِهرِ

شام کے وقت جب کسی مجبور پناہ گزیں شخص پر حملہ نہیں کیا جاتا اور نہ ان میں سے کسی نعمت والے پر اور نہ سمدھیانے کے رشتے والے پر۔

فَدُونَكُم وَبَنِي لَاٰيٍ اَخَاكُم ۔ وَدُونَكَ مَالِكًا يَا اُمَّ عَمرِو

پس اے بنی لاوی (بنی لؤی) اپنے بھائی کی خبر لو اور اے ام عمرو! مالک کی خبر لے۔

فَلَولَا مَشهَدِي قَامَت عَلَيهِ ۔ مُوَقَّفَةُ القَوَائِمِ اُمُّ اَجرِي

پس اگر میں نہ ہوتا تو کالی دھاریوں والے پاؤں والی (لگڑ بگڑ) بچوں کی ماں (اس کا گوشت کھانے کے لیے) اس پر آ کھڑی ہوتی۔

دَفُوْعٌ لِلْقُبُوْرِ بِمَنْكِبَيْهَا كَاَنَّ بِوَجْهِهَا تَحْمِيْمَ قِدْرِ

جو اپنے ہاتھوں سے قبروں (کی مٹی) کو ہٹا دینے والی ہے اور اس کے چہرے پر گویا دیگ کی کالک لگی ہوئی ہے۔

فَاُقْسِمُ بِالَّذِیْ قَدْ كَانَ رَبِّیْ وَاَنْصَابٍ لَدَی الْجَمَرَاتِ مُغْرِ

پس میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں، جو میری پرورش کرتا رہا ہے اور ان بتوں کی قسم کھاتا ہوں، جو جمرات کے پاس (ذبح کیے ہوئے جانوروں کے خون سے) سرخ ہیں۔

لَسَوْفَ تَرَوْنَ مَا حَسَبِیْ اِذَا مَا تَبَدَّلَتِ الْجُلُوْدُ جُلُوْدَ نِمْرِ

عنقریب جب (تبدیل لباس یا تبدیل صفات کے سبب سے لوگوں کی) کھالیں، چیتوں کی کھالوں سے بدل جائیں گی تو تم دیکھ لوگے کہ میرا شریفانہ برتاؤ کیسا ہے۔

فَمَا اِنْ خَادِرٌ مِنْ اُسْدِ تَرْجٍ مُدِلٌّ عَنْبَسٌ فِی الْغِیْلِ مُجْرِیْ

(مقام) ترج کی جھاڑیوں کا کوئی شیر جری، ترش رو گھنی جھاڑی میں اولاد رکھنے والا نہیں۔

فَقَدْ اَحْمَی الْاَبَاءَةَ مِنْ كُلَافٍ فَمَا یَدْنُوْ لَهٗ اَحَدٌ بِنَفْرِ

جس نے (مقام) کلاف کی جھاڑی کی اس طرح حفاظت کی ہو کہ کوئی شخص جستجو میں اس کے پاس تک نہ جا سکے۔

بِخَلٍّ تَعْجِزُ الْحُلَفَاءُ عَنْهُ یُوَاثِبُ كُلَّ هَجْهَجَةٍ وَزَجْرِ

ریتیلے راستے کے ذریعے سے کہ ایسے لوگ بھی عاجز ہو جاتے ہوں، جنھوں نے عہد و پیمان اور قسموں سے ایک دوسرے کی مدد کرنے کا اقرار کیا ہو اور جو ہر طرح کی ڈانٹ ڈپٹ کے باوجود حملہ کرتا ہو۔

بِاَوْشَكَ سَوْرَةً مِنِّیْ اِذَا مَا حَبَوْتُ لَهٗ بِقَرْقَرَةٍ وَهَدْرِ

جو مجھ سے زیادہ تیز حملہ کرنے والا ہو، جب میں بلبلانے والے اونٹوں کے ذریعے سے اس کے قریب پہنچا۔

بِبِیْضٍ كَالْاَسِنَّةِ مُرْهَفَاتٍ كَاَنَّ ظُبَاتِهِنَّ جَحِیْمُ جَمْرِ

برچھیوں جیسے تیز چمکیلے (تیروں) کے ذریعے سے جن کے پھل ایسے تھے

گویا وہ آگ کے شعلوں جیسے ہیں۔

وَ اَکْلَفَ مُجْنَاءٍ مِنْ جِلْدِ ثَوْرٍ وَ صَفْرَاءِ الْبُرَايَةِ ذَاتِ اَزْرِ

اور کالی پیٹھ والی چھپا لینے والی (ڈھالوں کے ذریعے سے جو بیل کی

کھالوں کی بنی ہوئی اور زرد رنگ کے تراشے والی (جب ان پر تیر پڑیں)

اور سخت تھیں۔

وَ اَبْيَضَ كَالْغَدِيْرِ ثَوٰى عَلَيْهِ عُمَيْرٌ بِالْمَدَاوِسِ نِصْفَ شَهْرِ

اور سفید تالاب کے (پانی) کی طرح (تلواروں) کے ذریعے سے جن پر

عمیر (صیقل گر) نے صیقل کرنے کے آلے سے نصف مہینے تک اس پر کام

کیا تھا۔

اُرَفِّلُ فِي حَمَائِلِهِ وَ اَمْشِي كَمِشْيَةِ خَادِرٍ لَيْثٍ سِبَطْرِ

اس (تلوار) کو حمائل کیے میں اکڑ کر ایسی چال چلتا تھا، جیسے کوئی بڑا شیر

اپنی جھاڑی میں چل رہا ہو۔

يَقُوْلُ لِي الْفَتَى سَعْدٌ هَدِيًّا فَقُلْتُ: لَعَلَّهُ تَقْرِيْبُ غَدْرِ

مجھ سے جوان مرد سعد کہتا تھا کہ (میری) رہنمائی (کرو اور میرے آگے

آگے چلو) تو میں نے کہا: شاید یہ کسی بیوفائی کی تمہید ہے۔

وَ قُلْتُ اَبَا عَدِيٍّ لَا تَطُرْهُمْ وَ ذٰلِكَ اِنْ اَطَعْتَ الْيَوْمَ اَمْرِي

اور میں نے (ابو عدی سے) کہا کہ اے ابو عدی ان لوگوں کی سرحد کے

قریب نہ جا اور (میں نے اس لیے کہا کہ) اگر تو نے میری بات مانی (تو بہتر

ہے ورنہ)۔

كَدَأْبِهِمْ بِفَرْوَةَ اِذْ اَتَاهُمْ فَظَلَّ يُقَادُ مَكْتُوْفًا بِضَفْرِ

ان کا برتاؤ جیسا کچھ فروہ سے رہا ہے (ویسا ہی تم سے ہوگا) کہ جب

وہ ان کے پاس آیا تو بٹی ہوئی رسی سے (اس کی) مشکیں کس دی گئیں۔

ابن ہشام نے کہا:

ابو محرز خلف الاحمر نے مجھے شعر (اس طرح) سنایا:

نَشُدُّ عَنِ الطَّرِيقِ وَ اَدْرَكُونَا ۔۔۔ كَاَنَّ سِرَاعَهُمْ تَيَّارُ بَحْرِ

ہم راہ سے پلٹے جا رہے تھے اور انھوں نے ہمیں پا لیا تھا۔ ان کی تیزی ایسی تھی گویا سمندر کا بڑا سیلاب۔

اور اس کا قول " مدل عنبس فی الغیل بحر" ابن اسحٰق (کی نہیں بلکہ ان) کے سوا دوسروں کی روایت ہے:

مزید اشعار ابن اسحاق نے کہا: ابو سامہ نے یہ بھی کہا۔

اَلَا مَنْ مُبْلِغٌ عَنِّي رَسُولاً ۔۔۔ مُغَلْغَلَةً يُثَبِّتُهَا لَطِيفُ

ارے کوئی ہے، جو میری جانب سے ایک شور انگیز پیام پہنچائے جس کی تحقیق ایک ہوشیار کر لے۔

اَلَمْ تَعْلَمْ مَرَدِّي يَوْمَ بَدْرٍ ۔۔۔ وَقَدْ بَرَقَتْ بِجَنْبَيْكَ الْكُفُوفُ

بدر کے روز میں نے جو مدافعت کی، کیا تجھے اس کی خبر نہ ہوئی؟ حالانکہ تیری دونوں جانب (ایسی ہتھیلیاں (جن میں تلواریں تھیں) چمک رہی تھیں۔

وَقَدْ تُرِكَتْ سَرَاةُ الْقَوْمِ صَرْعَى ۔۔۔ كَاَنَّ رُءُوسَهُمْ حَدَجٌ نَقِيفُ

حالانکہ قوم کے سردار اس حالت میں پچھڑے پڑے تھے، گویا ان کے سر اندرائن کے ٹوٹے ہوئے پھل تھے۔

وَقَدْ مَالَتْ عَلَيْكَ بِبَطْنِ بَدْرٍ ۔۔۔ خِلَافَ الْقَوْمِ دَاهِيَةٌ خَصِيفُ

حالانکہ قوم کی مخالفت کے سبب سے وادی بدر میں تجھ پر مختلف قسم کی آفتیں آپڑی تھیں۔

فَنَجَّاهُ مِنَ الْغَمَرَاتِ عَزْمِي ۔۔۔ وَعَوْنُ اللهِ وَالْاَمْرُ الْحَصِيفُ

ان آفتوں سے اسے میرے عزم، مستحکم تدبیر اور اللہ تعالیٰ کی امداد نے بچا لیا۔

وَمُنْقَلَبِي مِنَ الْاَبْوَاءِ وَحْدِي ۔۔۔ وَدُونَكَ جَمْعُ اَعْدَاءٍ وُقُوفُ

اور مقام ابواء سے میرے اکیلے واپس آنے سے اسے بچا لیا، جب تیرے پاس دشمنوں کی جماعت کھڑی تھی۔

وَاَنْتَ لِمَنْ اَرَادَكَ مُسْتَكِينٌ ۔۔۔ بِجَنْبِ كُرَاشَ مَكْلُومٌ نَزِيفُ

اور جس نے تیرا ارادہ کیا تھا (تجھ پر حملہ کرنا چاہا تھا) تو اس کے مقابلے میں عاجز

اور مقام کراش کے کنارے زخمی وخون بہتا پڑا) تھا۔

وَكُنْتُ إِذَا دَعَانِي يَوْمَ كَرْبٍ ... مِنَ الْأَصْحَابِ دَاعٍ مُسْتَضِيفُ

اور میری حالت یہ تھی کہ جب کسی سختی کے وقت میرے مجبور دوستوں میں سے کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا۔

فَاَسْمَعَنِي وَلَوْ اَحْبَبْتُ نَفْسِي ... اَخٌ فِي مِثْلِ ذٰلِكَ اَوْ حَلِيفُ

اور ایسے وقت میں کوئی بھائی یا کوئی حلیف اپنی آواز مجھے سنا دیتا تو اگرچہ مجھے میری جان خود پیاری ہے۔

اَرُدُّ فَاَكْشِفُ الْغُمَّى وَاَرْمِي ... إِذَا كَلَحَ الْمَشَافِرُ وَالْاُنُوفُ

لیکن میں (اس کی پکار کا) جواب دیتا (اس کی) سختی کا حل نکالتا اور (خود کو اس میں) ڈال دیتا، جب (دوسرے لوگوں کے) ہونٹ اور ناک سکڑ جاتی ہے۔

وَقِرْنٍ قَدْ تَرَكْتُ عَلٰى يَدَيْهِ ... يَنُوْءُ كَاَنَّهٗ غُصْنٌ قَصِيفُ

اور میں نے بعض مقابل والے کی یہ گت بنا دی کہ وہ اپنے ہاتھوں کے سہارے بمشکل اٹھتا تھا (اس کی حالت ایسی ہو گئی تھی، گویا وہ ایک ٹوٹی ہوئی ٹہنی ہے۔

دَلَفْتُ لَهٗ إِذَا اخْتَلَطُوا بِحَرَّى ... مُسَحْسَحَةٍ لِعَانِدِهَا حَفِيفُ

جب لوگ ایک دوسرے سے مل گئے تو میں (برچھی کے ایک) سخت وار کے ساتھ اس کے نزدیک ہوا، جو بہت خون بہانے والا تھا کہ شرائے سے خون اس کی رگ سے بہ رہا تھا۔

فَذٰلِكَ كَانَ صُنْعِي يَوْمَ بَدْرٍ ... وَقَبْلُ اَخُو مُدَارَاةٍ عَزُوفُ

بدر کے روز یہ میری کارگزاری تھی اور اس سے پہلے (ہر ایک سے مدارات کرنے والا) اور ذلیل کاموں سے (پھر جانے والا تھا۔

اَخُوكُمْ فِي السِّنِينَ كَمَا عَلِمْتُمْ ... وَحَرْبٌ لَا يَزَالُ لَهَا صَرِيفُ

(میں) قحط سالی میں تو تمہارا بھائی ہوں، جیسا کہ تمہیں معلوم ہے (اور میں سرتاپا) جنگ بھی ہوں جس کی (حرکت کی) آواز ہمیشہ رہتی ہے۔

وَمِقْدَامٌ لَكُمْ لَا يَزْدَهِينِي ... جَنَانُ اللَّيْلِ وَالْإِنْسُ اللَّفِيفُ

اور تمھارے لیے ہر ایک پر سبقت کرنے والا ہوں۔ رات کے اندھیرے اور لوگوں کی بھیڑ بھاڑ سے میں خوف زدہ نہیں ہوتا۔

أَخُوضُ الصَّرَّةَ الْحَمَّاءَ خَوْضًا ... إِذَا مَا الْكَلْبُ أَلْجَأَهُ الشَّفِيفُ

سخت سردی میں میں غوطے لگاتا ہوں، جب کتے کو بارش کی سردی پناہ لینے پر مجبور کر دے۔

ابن ہشام نے کہا: تطویل کے خوف سے ابو اسامہ کا ایک لامیہ قصیدہ میں نے چھوڑ دیا ہے جس میں پہلے اور دوسرے شعر کے سوا بدر کا کچھ ذکر نہیں۔

ہند بنت عتبہ کا مرثیہ

ابن اسحاق نے کہا: ہند بنت عتبہ بن ربیعہ نے بدر کے روز اپنے باپ کا مرثیہ کہا:

أَعَيْنَيَّ جُودَا بِدَمْعٍ سَرِبْ ... عَلَى خَيْرِ خِنْدِفَ لَمْ يَنْقَلِبْ

اے میری آنکھو! بہنے والے آنسوؤں سے بنی خندف کے بہترین شخص پر سخاوت کرو، جو پلٹا نہیں۔

تَدَاعَى لَهُ رَهْطُهُ غُدْوَةً ... بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبْ

اس کی جماعت کو بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب نے صبح کے وقت اس کے لیے بلایا۔

يُذِيقُونَهُ حَدَّ أَسْيَافِهِمْ ... يَعُلُّونَهُ بَعْدَ مَا قَدْ عَطِبْ

کہ اسے تلواروں کی باڑھ کا مزہ چکھائیں اور اس کے ہلاک ہونے کے بعد دوبارہ اسے اس کا گھونٹ پلائیں۔

يَجُرُّونَهُ وَعَفِيرُ التُّرَابِ ... عَلَى وَجْهِهِ عَارِيًا قَدْ سُلِبْ

وہ اسے اس حالت سے کھینچ رہے تھے کہ مٹی کا غبار اس کے چہرے پر تھا اور وہ ننگا تھا اور اس کا سارا سامان چھین لیا گیا تھا۔

وَكَانَ لَنَا جَبَلًا رَاسِيًا ... جَمِيلَ الْمَرَاةِ كَثِيرَ الْعُشُبْ

حالانکہ وہ ہمارے لیے ایک مضبوط پہاڑ (پناہ گاہ) تھا۔ خوش منظر، سبزہ زار والا (بہت فائدہ پہنچانے والا) تھا۔

فَاَمَّا بُرِیٌّ فَلَمْ اَعْنِہٖ　　فَاُوتِیَ مِنْ خَیْرٍ مَا یَحْتَسِبُ

لیکن بری (نامی شخص) کا کیا حال تھا، مجھے اس سے بحث نہیں۔ اسے تو اس قدر بھلائی حاصل ہو گئی کہ وہ حساب (جزا) کے لیے کافی ہے۔

ہند نے یہ اشعار بھی کہے ہیں:

یَرِیبُ عَلَیْنَا دَھْرُنَا فَیَسُوْءُنَا　　وَیَاْبٰی فَمَا نَاْتِیْ بِشَیْءٍ نُغَالِبُہٗ

ہمارا زمانہ ہم پر ناپسند حالات ڈالتا ہے تو ہمیں برا معلوم ہوتا ہے اور وہ (اس کے سوا دوسری حالت میں رکھنے سے) انکار کرتا ہے تو ہم سے ایسی کوئی تدبیر بن نہیں آتی کہ ہم اس پر غلبہ حاصل کر لیں۔

اَبَعْدَ قَتِیْلٍ مِنْ لُؤَیِّ بْنِ غَالِبٍ　　یُرَاعُ امْرُؤٌ وَّاِنْ مَاتَ اَوْمَاتَ صَاحِبُہٗ

کیا لوی بن غالب کے ایسے شخص کے مقتول ہونے کے بعد بھی کوئی شخص اپنے مرنے یا اپنے کسی دوست کے مرنے سے گھبرائے گا۔

اَلَا رُبَّ یَوْمٍ قَدْ رُزِئْتُ مُرَزَّءًا　　تَرُوْحُ وَتَغْدُوْ بِالْجَزِیْلِ مَوَاھِبُہٗ

سنو! ایک دن ایسا بھی آیا کہ ایک (ایسا) سخی میرے پاس سے گم کر دیا گیا جس کی بخششیں دن رات جاری تھیں۔

فَاَبْلِغْ اَبَا سُفْیَانَ عَنِّیْ مَالُکًا　　فَاِنْ اَلْقَہٗ یَوْمًا فَسَوْفَ اُعَاتِبُہٗ

اے ابو سفیان! میری جانب سے مالک کو یہ پیام پہنچا دینا اور اگر میں اس سے کسی دن ملوں گی تو میں بھی عنقریب اس سے شکایت کروں گی۔

فَقَدْ کَانَ حَرْبٌ یَسْعَرُ الْحَرْبَ اِنَّہٗ　　لِکُلِّ امْرِئٍ فِی النَّاسِ مَوْلًی یُطَالِبُہٗ

کیونکہ حرب ایسا شخص تھا، جو جنگ کو بھڑکاتا تھا اور بات یہ ہے کہ لوگوں میں ہر ایک کا کوئی نہ کوئی سرپرست ہوتا ہے اور وہ شخص اسی کے پاس مطالبے پیش کرتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: بعض علماء شعر ان اشعار کو ہند کی طرف منسوب کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

ہند کا دوسرا مرثیہ

ابن اسحاق نے کہا: ہند نے یہ بھی کہا ہے۔

لِلّٰهِ عَيْنَا مَنْ رَأَى　　هُلْكًا كَهُلْكِ رِجَالِيَهْ

جس شخص نے آنکھوں سے ایسی بربادی دیکھی ہو، جیسی میرے لوگوں

کی بربادی ہوئی، اللہ اسے جزائے خیر دے۔

يَا رُبَّ بَاكٍ لِي غَدًا　　فِي النَّائِبَاتِ وَبَاكِيَهْ

اے بہت سے رونے والے مردو! اور رونے والی عورتو! جو کل

آفتوں میں پھنس جاؤ گے تو میرے لیے بھی روؤ گے (سنو)۔

كَمْ غَادَرُوا يَوْمَ الْقَلِيـ　　ـبِ غَدَاةَ تِلْكَ الْوَاعِيَهْ

اس چیخ پکار کی صبح اس گڑھے (کے بھرنے) کے روز کتنوں نے

مجھ سے جدائی اختیار کی۔

مِنْ كُلِّ غَيْثٍ فِي السِّنِيـ　　ـنَ إِذَا الْكَوَاكِبُ خَاوِيَهْ

جو قحط سالی میں ابر باراں تھے، جب تارے بے اثر ڈوبے

جا رہے تھے۔

قَدْ كُنْتُ أَحْذَرُ مَا أَرَى　　فَالْيَوْمَ حُقَّ حَذَارِيَهْ

جس واقعے کو میں دیکھ رہی ہوں، اس کا مجھے خوف ہی تھا۔

میرا خوف آج واقعہ بن گیا۔

قَدْ كُنْتُ أَحْذَرُ مَا أَرَى　　فَأَنَا الْغَدَاةَ مُوَامِيَهْ

جس واقعے کو میں دیکھ رہی ہوں، اس کا مجھے خوف ہی تھا اور آج

تو میں دیوانی ہی ہوگئی ہوں۔

يَا رُبَّ قَائِلَةٍ غَدًا　　يَا وَيْحَ أُمِّ مُعَاوِيَهْ

اے وہ بہت سی عورتو! جو کل یہ کہنے والی ہو کہ معاویہ کی ماں پر

افسوس ہے (سن لو)۔

ابن ہشام نے کہا: بعض علماء شعر ہند بنت عتبہ کی جانب ان اشعار کی نسبت سے منکر ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا: ہند بنت عتبہ نے یہ شعر بھی کہے ہیں:

يَا عَيْنُ بَكِّي عُتْبَهْ　　شَيْخًا شَدِيدَ الرَّقَبَهْ

اے آنکھ! عتبہ پر رو، جو مضبوط گردن والا بوڑھا تھا۔

یُطْعِمُ یَوْمَ الْمَسْغَبَه　　یَدْفَعُ یَوْمَ الْمَغْلَبَه

بھوک (اور قحط سالی) کے زمانے میں کھانا کھلاتا تھا، غلبے کے وقت مدافعت کرتا تھا۔

اِنِّیْ عَلَیْهِ حَرِبَهْ　　مَلْهُوْفَةٌ مُسْتَلَبَه

مجھے اس پر غم و غصہ ہے۔ افسوس سے پُر اور عقل سے عاری ہو گئی ہوں۔

لَنَهْبِطَنَّ یَثْرِبَهْ　　بِغَارَةٍ مُنْشَعِبَه

ہم یثرب پر ضرور ایک بہ پڑنے والے حملے کے ساتھ نازل ہوں گے۔

فِیْهِ الْخُیُوْلُ مُقْرَبَهْ　　کُلُّ سَوَادٍ سَلْهَبَه

جس میں لمبے لمبے نزدیک رکھ کر پالے ہوئے مشکی گھوڑے ہوں گے۔

صفیہ بنت مسافر کا مرثیہ

صفیہ بنت مسافر بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس نے گڑھے میں ڈالے ہوئے ان قریشیوں کا مرثیہ کہا ہے جن پر بدر کے روز مصیبت نازل ہوئی۔

یَا مَنْ لِعَیْنٍ قَذَاهَا عَائِرُ الرَّمَدِ　　حَدَّ النَّهَارِ وَقَرْنُ الشَّمْسِ لَمْ یَقِدِ

اس آنکھ کی فریاد کو پہنچنے والا بھی کوئی ہے، جس کا خاشاک دن کے آخری حصے میں بھی آشوب اور زخم چشم بن گیا ہے اور آفتاب کے ایک کنارے کی روشنی کی بھی تاب نہیں لا سکتا؟

اُخْبِرْتُ اَنَّ سَرَاةَ الْاَکْرَمِیْنَ مَعًا　　قَدْ اَحْرَزَتْهُمْ مَنَایَاهُمْ اِلٰی اَمَدِ

مجھے خبر ملی ہے کہ شریف سے شریف سرداروں کو ان کی موتوں نے ایک وقت خاص پر ایک ساتھ جمع کر دیا۔

وَفَرَّ بِالْقَوْمِ اَصْحَابُ الرِّکَابِ وَلَمْ　　تَعْطِفْ غَدَاتَئِذٍ اُمٌّ عَلٰی وَلَدِ

اور سواری والے لوگ قوم کو لے کر بھاگ گئے اور اس روز صبح کی کسی ماں نے بچّے کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

قُومِي صَفِيَّ وَلَا تَنْسَيْ قَرَابَتَهُمْ ۔۔۔ وَإِنْ بَكَيْتِ فَمَا تَبْكِينَ مِنْ بُعُدِ

اے صفیہ اٹھ اور ان کی قرابت کو نہ بھلا۔ اگر تو روئے تو دور سے نہ رو۔

كَانُوا سُقُوبَ سَمَاءِ الْبَيْتِ فَانْقَصَفَتْ ۔۔۔ فَأَصْبَحَ السَّمْكُ مِنْهَا غَيْرَ ذِي عَمَدِ

وہ گھر کی چھت کے ستون تھے۔ وہ ٹوٹ گئے تو اس کا اوپر کا حصہ بغیر ستونوں کے ہو گیا۔

ابن ہشام نے کہا: "کانوا سقوب" جس شعر میں ہے، اس کی روایت مجھے بعض علماء شعر سے ملی ہے۔ صفیہ بنت مسافر نے یہ اشعار بھی کہے:

أَلَا يَا مَنْ لِعَيْنٍ لِلتَّــ ۔۔۔ بَكِّي دَمْعُهَا فَانِ

ایسی آنکھ جس کے آنسو ختم ہو رہے ہیں، اس کی فریاد سننے والا کیا کوئی نہیں؟

كَغَرْبَيْ دَالِجٍ يَسْقِي ۔۔۔ خِلَالَ الْغَيْثِ الدَّانِ

(جن آنکھوں کی حالت ایسی ہے) جیسے باؤلی سے حوض تک پانی لے جانے والے کے دونوں ڈول، جو بھرنے اور قریب کے حوض کے درمیان بھی پانی بہا رہے ہوں۔

وَمَا لَيْثُ غَرِيفٍ ذُو ۔۔۔ أَظَافِيرَ وَأَسْنَانِ

اور جھاڑی کے شیر کو تم نے کیا سمجھا جو پنجوں اور دانتوں والا ہے؟

أَبُو شِبْلَيْنِ وَثَّابٌ ۔۔۔ شَدِيدُ الْبَطْشِ غَرْثَانِ

(اور) وہ کم سن شیروں کا باپ ہے، خوب حملہ کرنے والا سخت گرفت والا اور بھوکا ہے۔

كَحِبِّي إِذْ تَوَلَّى وَ ۔۔۔ وُجُوهُ الْقَوْمِ أَلْوَانُ

(وہ شیر) میرے دوست کا سا ہے، اس کے لوٹنے سے لوگوں کے چہروں کے رنگ اڑنے لگے۔

وَبِالْكَفِّ حُسَامٌ صَا ۔۔۔ رِمٌ أَبْيَضُ ذُكْرَانُ

اور ہاتھ میں سفید فولاد کی تیز تلوار ہے۔

وَأَنْتَ الطَّاعِنُ النَّجْلَا ۔۔۔ ءَ مِنْهَا مُزْبِدٌ آنِ

(اے میرے دوست ! تو تیر سے سے کشادہ زخم لگانے والا ہے جس سے

کف دار گرم (خون بہتا ہے)۔

ابن ہشام نے کہا: بعض روایتوں میں اس کا قول « وما لبث الی آخرہ » سابقہ دونوں شعروں سے علحدہ ہے۔

ہند بنت اثاثہ کا مرثیہ

ابن اسحاق نے کہا: ہند بنت اثاثہ بن عباد بن المطلب نے عبیدہ ابن الحارث بن المطلب کا مرثیہ کہا:

لَقَدْ ضَمَّنَ الصَّفْرَاءُ مَجْدًا وَ سُودُدًا وَ حِلْمًا اَصِيلًا وَافِرَ اللُّبِّ وَالعَقْلِ

(مقام) صفراء نے بزرگی، سرداری، مسلمہ حلم اور مغز و عقل کی بڑی مقدار اپنے میں رکھ لی۔

عُبَيْدَةَ فَابْكِيهِ لِاَضْيَافِ غُرْبَةٍ وَ اَرْمَلَةٍ تَهْوِي لِاَشْعَثَ كَالْجِذْلِ

(اس نے، عبیدہ کو (اپنے میں رکھ لیا) پس مسافر مہمانوں اور ان بیواؤں کے لیے، جو اس کے پاس) پریشانی میں آیا کرتی تھیں، تو اس پر رو، جو ایک درخت کے تنے کی طرح تھا۔

وَبَكِّيهِ لِلْاَقْوَامِ فِي كُلِّ شَتْوَةٍ اِذَا احْمَرَّ آفَاقُ السَّمَاءِ مِنَ الْمَحْلِ

اور اس پر ان لوگوں کے لیے رو، جو ہر سرما میں آسمان کے کنارے قحط کے سبب سے سرخ ہو جانے کے وقت (اس کے پاس آیا کرتے تھے)۔

وَبَكِّيهِ لِلْاَيْتَامِ وَالرِّيحُ زَفْزَفٌ وَ تَشْبِيبِ قِدْرٍ طَالَ مَا اَزْبَدَتْ تَغْلِي

اور یتیموں کے لیے رو (جب سخت ہوا کے تیز جھونکے آتے (تو انھیں اسی کے پاس پناہ ملتی تھی)۔ اور دیگوں کے نیچے آگ روشن کرنے کے لیے رو، جو بڑی مدت تک جوش زن اور کف انداز رہتی تھیں۔

فَاِنْ تُصْبِحِ النِّيرَانُ قَدْ مَاتَ ضَوْءُهَا فَقَدْ كَانَ يُذْكِيهِنَّ بِالْحَطَبِ الْجَزْلِ

اگر آگ بجھ جاتی تو وہ اسے موٹی موٹی لکڑیوں کے ایندھن سے سلگایا کرتا تھا۔

لِطَارِقِ لَيْلٍ اَوْ لِمُلْتَمِسِ الْقِرَى وَ مُسْتَنْبِحٍ اَضْحَى لَدَيْهِ عَلَى رِسْلٍ

(مذکورہ سروسامان) رات کو کسی آنے والے یا ضیافت کے طالب اور اس راہ گم کرنے والے کے لیے ہوا کرتے تھے جو آہستہ آہستہ کتے کی آواز نکال کر خود کو اس پر ظاہر کرتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا، اکثر علماء شعر نے ہند کی طرف ان اشعار کی نسبت کرنے سے انکار کیا ہے۔

قتیلہ بنت حارث کے اشعار

ابن اسحٰق نے کہا، النضر بن الحارث کی بہن قتیلہ بنت الحارث نے کہا ہے:

يَا رَاكِبًا إِنَّ الْأُثَيْلَ مَظِنَّةٌ ۔۔۔ مِنْ صُبْحِ خَامِسَةٍ وَأَنْتَ مُوَفَّقُ

اے سوار (مقام) اثیل کے متعلق مجھے پانچویں صبح (یا پانچ روز) سے بدگمانی ہے۔ اور تو تو بڑے وقت پر آیا (اچھے وقت آیا، جب تیری ضرورت تھی)۔

أَبْلِغْ بِهَا مَيْتًا بِأَنَّ تَحِيَّةً ۔۔۔ مَا إِنْ تَزَالُ بِهَا النَّجَائِبُ تَخْفِقُ

وہاں (مقام اثیل) کی ایک میت کو، جب تک شریف اونٹنیاں وہاں سے تیز آتی جاتی رہیں، باقی رہنے کی دعا پہنچا دینا۔

مِنِّي إِلَيْكَ وَعَبْرَةً مَسْفُوحَةً ۔۔۔ جَادَتْ بِوَاكِفِهَا وَأُخْرَى تَخْنُقُ

میری طرف سے تجھے (دعائے بقا پہنچے) اور ایسے آنسو (پہنچیں) جو لگاتار اپنے بہاؤ سے سخاوت کر رہے ہیں اور ایسے آنسو، جو کم ہوتے جا رہے ہیں۔

هَلْ يَسْمَعَنِّي النَّضْرُ إِنْ نَادَيْتُهُ ۔۔۔ أَمْ كَيْفَ يَسْمَعُ مَيِّتٌ لَا يَنْطِقُ

اگر میں پکاروں تو کیا نضر میری پکار کو سنے گا؟ جو مردہ بات نہ کر سکے، وہ کیوں کر سن سکے گا؟

أَمُحَمَّدٌ يَا خَيْرَ ضِنْءِ كَرِيمَةٍ ۔۔۔ فِي قَوْمِهَا وَالْفَحْلُ فَحْلٌ مُعْرِقُ

اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم)! اے اپنی قوم کی شریف عورت کی بہترین اولاد! شریف تو نسل کے لحاظ سے شریف ہی ہوتا ہے۔

مَا كَانَ ضَرَّكَ لَوْ مَنَنْتَ وَرُبَّمَا ۔۔۔ مَنَّ الْفَتَى وَهُوَ الْمَغِيظُ الْمُحْنَقُ

آپ کا کیا نقصان ہوتا، اگر آپ احسان کرتے (اور اسے چھوڑ دیتے) کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک کینہ ور غصے میں بھرے ہوئے جواں مرد نے احسان کیا ہے۔

أَوْ كُنْتَ قَابِلَ فِدْيَةٍ فَلْيُنْفِقَنْ ۔۔۔ بِأَعَزِّ مَا يَغْلُو بِهِ مَا يُنْفِقُ

یا آپ فدیہ قبول کر لیتے تو مصارف زیادہ سے زیادہ دشوار ترین ہوتے وہ (ہماری جانب سے) ضرور خرچ کیے جاتے۔

فَالنَّضْرُ اَقْرَبُ مَنْ اَسَرْتَ قَرَابَۃً وَ اَحَقُّهُمْ اِنْ کَانَ عِتْقٌ يُعْتَقُ

کیونکہ آپ نے جن لوگوں کو اسیر کیا، ان سب میں النضر تو قریب ترین قرابت والا تھا اور اس بات کا زیادہ حق دار تھا کہ اگر (کسی کو) آزادی دی جاتی تو وہ (پہلے) آزاد ہو جاتا۔

ظَلَّتْ سُيُوْفُ بَنِيْ اَبِيْهِ تَنُوْشُهٗ لِلّٰهِ اَرْحَامٌ هُنَاكَ تُشَقَّقُ

اس کے بھائیوں کی تلواریں اسے ٹکڑے ٹکڑے کرنے لگیں۔ برائے خدا یہاں قرابت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے ہیں۔

صَبْرًا يُقَادُ اِلَى الْمَنِيَّۃِ مُتْعَبًا رَسْفَ الْمُقَيَّدِ وَهُوَ عَانٍ مُوْثَقُ

موت کی جانب وہ اس حالت سے کھینچا جاتا ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہیں، وہ تھکا ماندہ ہے، بیڑیوں میں بمشکل پاؤں اٹھا رہا ہے اور زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: بعض لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کو جب اس شعر کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا:

لَوْ بَلَغَنِيْ هٰذَا قَبْلَ قَتْلِهٖ اس کے قتل ہونے سے پہلے، اگر میرے پاس

لَمَنَنْتُ عَلَيْهِ۔ یہ شعر پہنچ جاتا تو ضرور میں اس پر احسان کرتا۔

ابن اسحٰق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم جنگ بدر سے رمضان کے آخر یا شوال ۲ھ میں فارغ ہوئے۔

بحرمتِ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وعلیٰ جمیع
الانبیاء والاولیاء اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ٥

ورق ورق روشن

مرتبہ:-

سیّد شاہ قطب الدین حسن صابری و چشتی گنگوہی المعروف بہ فہیم عابدی

محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

کی مشہور و معروف کتاب

غنیۃ الطالبین عربی

کا

سلیس اور بامحاورہ اردو ترجمہ مع حواشی

مترجم

امان اللہ خاں ارمان سرحدی

قیمت:- پچاس ۵۰/ روپے

اعتقاد پبلشنگ ہاؤس ۱۴۹۱ سوئیوالان۔ دہلی ۲

محمد عبداللہ خاں خویشگی

فرہنگ عامرہ

عکسی

یعنی

عربی، فارسی اور ترکی لغات

کا

باتلفظ مخزن

فرہنگِ عامرہ (فوٹو آفسیٹ)

عربی، فارسی، ترکی لغات کا باتلفظ مخزن — محمد عبداللہ خاں خویشگی ۳۰/-

ناشر:- اعتقاد پبلشنگ ھاؤس

سوئیوالان - دہلی ۶

۱۳۹۱